جو رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز آجاؤ۔ (القرآن)

روضۃ الاحوذی

اُردو شرح

سُنن ترمذی (ثانی)

جلد سوم

تالیف
محمد حسین صدیقی
اُستاذ حدیث جامعہ بنوریہ کراچی

زمزم پبلشرز

جو رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ۔ (القرآن)

روضۃ الاحوذی

اردو شرح

سنن ترمذی (ثانی)

جلد سوم

تالیف

محمد حسین صدیقی

استاذ حدیث جامعہ بنوریہ کراچی

ناشر

زمزم پبلشرز

کتاب کا نام ــــــ روضۃ الاحوذی جلد سوم

تاریخ اشاعت ــــــ مئی ۲۰۱۱ء

صفحات ــــــ ۷۲۸

باہتمام ــــــ احباب زمزم پبلشرز

ناشر ــــــ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی
فون: 0092-21-32729089
فیکس: 0092-21-32725673
ای میل: zamzam01@cyber.net.pk
ویب سائٹ: www.zamzampublishers.com

ملنے کے دیگر پتے

- مکتبہ بیت العلم، اردو بازار کراچی ۔ فون: 32726509
- مکتبہ دار الھدیٰ، اردو بازار کراچی ۔ فون: 32711814
- دار الاشاعت، اُردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور
- مکتبہ بیت العلم، 17 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور ۔ فون: 042-37112356

- **Madrasah Arabia Islamia**
  1 Azaad Avenue P.O Box 9786
  Azaadville 1750 South Africa
  Tel : 00(27)114132786
- **Azhar Academy Ltd.**
  54-68 Little Ilford Lane
  Manor Park London E12 5QA
  Phone: 020-8911-9797
- **ISLAMIC BOOK CENTRE**
  119-121 Halliwell Road, Bolton
  Bl1 3NE U.K
  Tel/Fax : 01204-389080

اجمالی فہرست

فہرستِ مضامین

تقریظ

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وکفٰی والصّلوۃ والسّلام علی نبیّہ المصطفی وعلی آلہ واصحابہ الّذین ھم نجوم الھُدی،

امابعد، محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حسین صدیقی صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ) پاکستان کے ممتاز علمی دانشکدہ جامعہ بنوریہ کراچی کے اجلہ اساتذہ میں سرفہرست ہیں۔ رزقہ اللّٰہ دوام التوفیق وسدید الاخلاص. ان کی گراں قدر وقیع تالیف روضۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی جلد ثانی کے بالاستیعاب مطالعہ سے آنکھیں منور اور دل ودماغ معطر ہوئے۔

ماشاء اللہ تعالیٰ محترم صدیقی صاحب نے ہمارے موقر ومخدوم حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہری نور اللہ ضریحہ کے فرمائش پر سنن ترمذی جلد ثانی کی یہ بلند پایہ مایہ ناز شرح معتمد مصادر ومراجع اور اکابر علماء کرام کے زرین اقوال کی روشنی میں کما حقہ تحقیق وتدقیق اور پورے ربط وتفصیل کے ساتھ شستہ شگفتہ اردو زبان میں شائع فرما کر شائقین معارف حدیث کو ایک عظیم شاندار علمی تحفہ سے نوازا ہے، روضۃ الاحوذی اپنی ممتاز خصوصیات کی بدولت بجا طور پر روضۃ الاحوذی (اسم بامسمّٰی) ہے محترم مؤلف موقر نے امام ترمذی رَحِمَہُ اللہُ عَلَیْہِ کا تفصیلی ترجمہ (سوانح حیات) تصانیف محدثین کرام کے ہاں سنن ترمذی کا مقام اور امام ترمذی کی مشہور اصطلاحات سنن ترمذی کے شرزدہ ذکر کرنے اور اعراب کا خاص انتظام ہر حدیث کا مطلب خیز ترجمہ، مفصل تشریح پھر تشریح کے بعد خلاصہ، پھر حدیث سے وابستہ دیگر کتب احادیث کے حوالے (تخریج حدیث) خراب اور مشکل الفاظ کی لغوی، اصلاحی معانی اور مختلف فیہا مائل میں ائمہ کرام کے مذاہب، متعارف روایات میں تطبیق احادیث میں ذکر شدہ حیوانات کی خصوصیات اور چار سو تریسٹھ (۴۶۳) رواۃ کے مختصر تراجم وحالات سن وفات ودیگر اہم خصوصیات کی بنا پر روضۃ الاحوذی ایک منفرد علمی شاہ کار ہے یقیناً ہمارے دور کی ایک بہترین قیمتی تصنیف ہے اس کو دیکھ کر متقدمین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بارگاہِ رب العالمین جل جلالہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے خصوصی فضل وکرم سے محترم شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر محمد حسین کی زندگی میں برکت عطا فرمائے کہ وہ اسی نہج پر اس عظیم الشان شرح کی تکمیل فرما دے اور اسی طرح حدیث کی دیگر کتب کے شرح لکھنے کی توفیق نصیب فرما دے۔

معلوم ہوا کہ وہ اسی انداز سے مسلم شریف پر بھی کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو مکمل کروائے اور تمام عبادہ بلاد ان کے شروحات سے استفادہ کی توفیق عطا فرما دے "وما ذلك علی اللّٰہ بعزیز وھو دلّی التوفیق و بفضلہ وکرمّہ تم الصالحات وعلی اللّٰہ تعالٰی علی نبیہ وجیہ الصادق الامین وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعھم من حملۃ کتاب و نقلۃ احادیث إلی یوم الدین"

کتبہ شیر علی شاہ کان اللہ لہ

خادم اہل العلم۔ بجامعۃ دارالسلام الحقانیہ اکوڑہ خٹک

۵ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

اَبْوَابُ الْقِرَاءَةِ

عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ص۱۲۰، س۲۷)

یہ ابواب ہیں قراءت کے بیان میں

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری دستورِ عمل ہے اور قیامت تک کے لئے مدار نجات ہے اس کو پڑھنے والے دنیا کے تمام لوگ اور قیامت تک کے لوگ ہوں گے اس لئے لوگوں کی آسانی کے لئے شریعت نے قرآن کے الفاظ کو مختلف طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اسی کو قراءت کہا جاتا ہے اس میں کبھی مفرد کو جمع کے ساتھ مثلاً وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ کو وَتَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور کبھی مذکر کو مونث کے صیغہ سے اور مؤنث کو مذکر کے صیغہ سے بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً لَا يَقْبَلُ اور لَا تَقْبَلُ۔

اسی طرح کبھی صرفی اختلاف کے ساتھ بھی پڑھنا مثلاً هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ بھی پڑھ سکتے ہیں اور غَيْرِ اللّٰهِ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اسی طرح لہجوں کے اختلاف کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً مد کی جگہ پر قصر اور قصر کی جگہ پر مد۔ اظہار کی جگہ پر ادغام اور ادغام کی جگہ پر اظہار وغیرہ۔ اسی طرح قرآن کو مختلف قراءت میں پڑھ سکتے ہیں اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔

آگے حدیث میں بھی اسی قسم کے اختلاف کو بیان کیا جارہا ہے۔

۳۰۴۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَطِّعُ قِرَاءَ تَهٗ يَقْرَأُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ وَكَانَ يَقْرَأُهَا مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَبِهٖ يَقْرَأُ اَبُوْ عُبَيْدٍ وَيَخْتَارُهٗ هٰكَذَا رَوٰى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا وَصَفَتْ قِرَاءَ ةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْفًا حَرْفًا وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ اَصَحُّ وَلَيْسَ فِي

حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَكَانَ يَقْرَأُ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. (ص۱۲۰، س۲۷)

ترجمہ: ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے ہوئے ہر آیت پر وقف کرتے تھے یعنی اس طرح پڑھتے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' پھر ٹھہرتے۔ پھر پڑھتے ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پھر رکتے اور پھر پڑھتے ''مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' (اور پھر رکتے) ...... یہ حدیث غریب ہے۔ ابوعبیدہ بھی اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ اور یہی قراءت پڑھتے تھے۔ یعنی ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کی جگہ ''مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' پڑھتے تھے۔ یحیٰی بن سعید اور کئی راوی بھی ابن جریج سے وہ ابن ابی ملیکہ سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسی سند سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن اس کی سند متصل نہیں۔ اس لئے یہ لیث بن سعد، ابن ابی ملیکہ سے وہ یعلی بن مملک سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی کیفیت بیان کی کہ ہر حرف الگ الگ ہوتا تھا۔ لیث کی حدیث زیادہ صحیح ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' پڑھتے تھے۔''

۳۰۴۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ نَا اَيُّوْبُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَاُرَاهُ قَالَ وَعُثْمَانَ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هٰذَا الشَّيْخِ اَيُّوْبَ بْنِ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيِّ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُ اَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَرَوٰى عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ.

(ص۱۲۱، س٤)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما اور میرا خیال ہے (کہ انس رضی اللہ عنہ نے) عثمان رضی اللہ عنہ (کا نام بھی لیا) یہ سب حضرات ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' پڑھا کرتے تھے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو زہری کی انس رضی اللہ عنہ سے روایت سے صرف شیخ ایوب بن سوید رملی کی روایت سے جانتے ہیں۔ زہری کے بعض ساتھی یہ حدیث زہری سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سب ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' پڑھتے تھے۔ عبدالرزاق بھی معمر سے وہ زہری سے اور وہ سعید بن مسیّب سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' پڑھتے تھے۔''

۳۰۴۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ

نَصرٍ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَ أَبُوْعَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ هُوَ أَخُوْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ قَالَ مُحَمَّدٌ تَفَرَّدَ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ وَهٰكَذَا قَرَأَ أَبُوْ عُبَيْدٍ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ اِتِّبَاعًا لِهٰذَا الْحَدِيْثِ. (ص۱۲۱، س۸)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس طرح پڑھی ''اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ'' سوید بن نصر بھی ابن مبارک سے وہ یونس بن یزید سے اس سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں اور ابوعلی بن یزید، یونس بن یزید کے بھائی ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن مبارک اس حدیث کی روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ ابوعبیدہ نے اس حدیث کی اتباع میں یہ آیت اسی طرح پڑھی۔''

۳۰۵۰ - حَدَّثَنَا أَبُوْكُرَيْبٍ نَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غُنْمٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنِ بْنِ سَعْدٍ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَرِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ الْاِفْرِيْقِيُّ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيْثِ. (ص۱۲۱، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ''هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ'' (یعنی کیا تم اپنے رب سے مانگنے کی طاقت رکھتے ہو۔) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف رشدین کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ضعیف ہیں پھر عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی بھی ضعیف ہیں۔ لہٰذا اس کی سند ضعیف ہے۔''

۳۰۵۱ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حَفْصٍ نَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُهَا اِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ نَحْوَ هٰذَا وَهُوَ حَدِيْثُ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ وَسَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُوْلُ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيْدَ هِيَ أُمُّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ عِنْدِيْ وَاحِدٌ وَقَدْ رَوٰى شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ غَيْرَ حَدِيْثٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ وَهِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيْدَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا. (ص۱۲۱، س۱۴)

ترجمہ: ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے ''اِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ'' (یعنی اس نے غیر صالح عمل کیا۔) اس حدیث کو کئی راوی ثابت بنانی سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ شہر بن حوشب بھی اسے اسماء بنت یزید سے روایت کرتے ہیں۔ عبد بن حمید کہتے ہیں کہ اسماء بنت یزید یہی ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا ہیں اور میرے نزدیک دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ شہر بن حوشب نے کئی حدیثیں ام سلمہ انصاریہ سے نقل کی ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی

کی مانند نقل کرتی ہیں۔''

۳۰۵۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ نَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ نَا اَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَأَ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّيْ عُذْرًا مُّثَقَّلَةً هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ ثِقَةٌ وَاَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ شَيْخٌ مَجْهُوْلٌ وَلَا نَعْرِفُ اِسْمَهٗ. (ص۱۲۱، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّيْ عُذْرًا''نون کی تشدید کے ساتھ پڑھا۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ امیہ بن خالد ثقہ اور ابوجاریہ عبدی مجہول ہیں۔ہم اس کا نام نہیں جانتے۔''

۳۰۵۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى نَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ مِصْدَعٍ اَبِيْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالصَّحِيْحُ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِرَاءَتُهٗ وَيُرْوٰى اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ اِخْتَلَفَا فِيْ قِرَاءَةِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَارْتَفَعَا اِلٰى كَعْبِ الْاَحْبَارِ فِيْ ذٰلِكَ فَلَوْ كَانَتْ عِنْدَهٗ رِوَايَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاسْتَغْنٰى بِرِوَايَتِهٖ وَلَمْ يَحْتَجْ اِلٰى كَعْبٍ.(ص۱۲۱، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس طرح پڑھی ''فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ'' اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور وہ صحیح ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو بن عاص کے درمیان اس آیت کی قراءت میں اختلاف ہے انہوں نے اس اختلاف کو کعب احبار کے سامنے پیش کیا۔ لہٰذا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ کافی ہوتی اور وہ کعب بن احبار کے پاس نہ جاتے۔''

۳۰۵۴ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ فَاَعْجَبَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَنَزَلَتْ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اِلٰى قَوْلِهٖ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ قَالَ فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِظُهُوْرِ الرُّوْمِ عَلٰى فَارِسَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَيَقْرَأُ غَلَبَتْ وَغُلِبَتْ يَقُوْلُ كَانَتْ غُلِبَتْ ثُمَّ غَلَبَتْ هٰكَذَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ غَلَبَتْ. (ص۱۲۱، س۲۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع پر (خبر ملی کہ) اہل روم، فارس والوں پر غالب ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ''الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اِلٰى قَوْلِهٖ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ''تک آیات نازل ہوئیں۔ یہ حدیث حسن غریب

ہے۔ غُلِبَتْ دونوں طرح (یعنی غَلَبَت اور غُلِبَت) پڑھا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے اہل روم مغلوب ہو گئے تھے پھر غالب ہوئے۔ لہٰذا غَلَبَتْ میں ان کے غالب ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ نصر بن علی نے بھی غَلَبَتْ پڑھا ہے۔''

۳۰۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ نَا نُعَيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ النَّحْوِيُّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ) فَقَالَ مِنْ ضُعْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ. (ص۱۲۱، س۲۷)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا ''خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضُعْفٍ پڑھو۔ عبد بن حمید بھی یزید بن ہارون سے اور وہ فضیل بن مرزوق سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف فضیل بن مرزوق کی روایت سے جانتے ہیں۔''

۳۰۵۶ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۱، س۳۰)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے ''فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ'' یعنی دال کے ساتھ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۰۵۷ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ هَارُوْنَ الْاَعْوَرِ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فَرُوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيْمٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هَارُوْنَ الْاَعْوَرِ. (ص۱۲۱، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا: ''فَرُوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيْمٍ'' (یعنی راء پر پیش پڑھا۔) یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف ہارون اعور کی روایت سے جانتے ہیں۔''

۳۰۵۷ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْنَا الشَّامَ فَاَتَانَا اَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ اَفِيْكُمْ اَحَدٌ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ فَاَشَارُوْا اِلَيَّ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَاللّٰهِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى) قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُهٗ يَقْرَأُهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ...... وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَاَنَا وَاللّٰهِ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُهَا وَهٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنَنِيْ اَنْ اَقْرَأَهَا وَمَا خَلَقَ فَلَا اُتَابِعُهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا قِرَاءَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

مَسْعُوْدٍ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى. (ص۱۲۲، س۱)

ترجمہ: ''حضرت علقمہ کہتے ہیں کہ ہم شام گئے تو ابودرداء رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تم میں سے کوئی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت سے قرآن پڑھ سکتا ہے؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ آیت کس طرح پڑھتے سنا ہے ''وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى'' میں نے عرض کیا وہ اس طرح پڑھتے تھے۔ ''وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ......'' ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ''وَمَا خَلَقَ'' بھی پڑھوں لیکن میں ان کی بات نہیں مانوں گا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت اسی طرح ہے ''وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى''۔''

۳۰۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ.قَالَ اَقْرَأَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۲، س۴)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس طرح پڑھائی ''اِنِّىْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۰۶۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ وَالْفَضْلُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَاهُمْ بِسُكَارٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَهٰكَذَا رَوَى الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ وَلَا نَعْرِفُ لِقَتَادَةَ سَمَاعًا مِّنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ اَنَسٍ وَ اَبِى الطُّفَيْلِ وَهٰذَا عِنْدِىْ مُخْتَصَرٌ اِنَّمَا يُرْوٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَقَرَأَ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اَلْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ وَحَدِيْثُ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ عِنْدِىْ مُخْتَصَرٌ مِّنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ. (ص۱۲۲، س۶)

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس طرح پڑھی ''وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَاهُمْ بِسُكَارٰى'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حکم بن عبدالملک قتادہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ ہمیں قتادہ کے ابوطفیل رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی صحابی سے سماع کا علم نہیں اور یہ روایت مختصر ہے۔ اس کی صحیح سند اس طرح ہے کہ قتادہ، حسن سے اور وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔

آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ" میرے خیال میں یہ حدیث اس حدیث سے مختصر ہے۔"

۳۰۶۱ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوٗدَ اَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِئْسَمَا لِاَحَدِهِمْ اَوْلِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۲، س۱۵)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنا برا ہے وہ شخص ان میں سے کسی کے لئے یا فرمایا تم لوگوں کے لئے جو کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا بلکہ اسے تو بھلا دیا گیا۔ لہٰذا قرآن کو یاد کرتے رہا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے قرآن لوگوں کے دلوں سے اس سے بھی زیادہ بھاگنے والا ہے جس طرح چوپایہ اپنی باندھنے کی رسی سے بھاگتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ...... يُقَطِّعُ قِرَاءَ تَهٗ: (ص۱۲۰، س۲۷) ایک دوسری روایت میں آیۃ، آیۃ کے الفاظ بھی آتے ہیں۔(۱)

مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ: مَالِكِ اور مَلِكِ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں دونوں ہی قراءت متواتر ہیں۔ مگر علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ مَلِكِ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اہل حرمین کا اسی پر تعامل ہے۔ اور قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ (۲) (آج کس کی بادشاہی ہے۔)

﴿قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ﴾ (۳) (اس کا کہنا حق اور بالاتر ہے اور ساری حکومت خاص اسی کی ہوگی۔)

اور قراء میں سے عاصم، کسائی، یعقوب رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کی قراءت میں مَالِكِ ہے۔ اس کی بھی قرآن سے تائید ہوتی ہے بعض علماء نے فرمایا ہے مَالِكِ پڑھنا مَلِكِ سے بہتر ہے۔ کیونکہ مَالِكِ میں چار حرف ہیں جب کہ مَلِكِ میں تین حرف ہیں۔ اور قرآن مجید کے تو ہر ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی مَالِكِ ہی پڑھنا منقول ہیں۔

علماء فرماتے ہیں اگرچہ دونوں قراءتوں کی روایت قوی نہیں ہے مگر یہ مسئلہ تعامل اور تواتر پر ہے قراء سبعہ سے دونوں قراء تیں متواتر مشقوں میں اس لیے دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... (ص۱۲۱، س۷) وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ: (ص۱۲۱، س۹) عین کو مرفوع پڑھا گیا ہے یہ قراءت کسائی میں ہے کیونکہ یہ جملہ معطوف ہے اس سے پہلے جملے پر۔

ابن کثیر، ابوجعفر، اور ابن عامر رحمۃ اللہ علیہم کی قراءت میں صرف جُرُوْحٌ بِالْقِصَاصِ میں جروح کو مرفوع پڑھا جاتا ہے اور

ان کے علاوہ قراء کے نزدیک جس طرح النفس منصوب ہے اسی طرح باقی الفاظ بھی منصوب ہیں۔ (٤)

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... (ص١٢١، س١١) هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ: (ص١٢١، س١٣) پوری آیت یہ ہے: ﴿إِذْ قَالَ ٱلْحَوَارِيُّونَ يَـٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَن يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ ٱلسَّمَآءِ ۖ قَالَ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾﴾ (٥)

(وہ وقت یاد کے قابل ہے جب کہ حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرسکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرمادے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔)

اس آیت میں هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کو علامہ کسائی رحمہ اللہ نے هَلْ تَسْتَطِيْعُ یاء کی جگہ پر تاء پڑھا ہے جب کہ کسائی کے علاوہ باقی قراء اس کو هَلْ يَسْتَطِيْعُ یاء اس کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ (٦)

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: (ص١٢١، س١٤) ﴿إِنَّهُۥ عَمَلٌ غَيْرُ صَـٰلِحٍ﴾ (٧) (ص١٢١، س١٥) اس کے کام بالکل ہی ناشائستہ ہیں۔

یہ قراءت علامہ یعقوب اور کسائی رحمہ اللہ کی ہے وہ اِنَّهٗ عَمَلٌ پڑھتے ہیں۔

کسائی اور یعقوب رحمہما اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے قراء اِنَّهٗ عَمِلَ پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے جیسے کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ: (ص١٢١، س١٨) ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّى عُذْرًا ﴿٧٦﴾﴾ (٨) (ص١٢١، س١٩)

اس آیت میں لدنی کو امام نافع، ابوجعفر، ابوبکر نے نون خفیفہ کے ساتھ پڑھا ہے یعنی لَدُنِيْ اور باقی قراء نے نون مشدد کے ساتھ لَدُنِّيْ پڑھا ہے۔ اصل لفظ لَدُن ہے عام قراء اس میں نون وقایہ کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ لفظ کا آخر کسرہ سے محفوظ رہے مگر نافع نون وقایہ نہیں پڑھاتے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: (ص١٢١، س٢٥) پوری آیت اس طرح ہے۔

﴿الٓمٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ ٱلرُّومُ ﴿٢﴾ فِىٓ أَدْنَى ٱلْأَرْضِ وَهُم مِّنۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ﴿٣﴾ فِى بِضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ ٱلْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِنۢ بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ ٱلْمُؤْمِنُونَ ﴿٤﴾﴾ (٩) (ص١٢١، س٢٦)

اکثر قراء نے ﴿غُلِبَتِ ٱلرُّومُ ﴿٢﴾ ...... فِىٓ أَدْنَى ٱلْأَرْضِ وَهُم مِّنۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ﴿٣﴾﴾ (١٠) پڑھا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے اور بعض قراء نے ﴿غَلَبَتِ ٱلرُّومُ ﴿٢﴾ مِّنۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيُغْلَبُونَ ﴿٣﴾﴾ (١١) پڑھا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔

(رومی فارس پر غالب آگئے لیکن اس غلبہ کے بعد عنقریب مغلوب ہوں گے۔) امام ترمذی کے استاذ نصر بن علی غلبت الروم فعل معروف پڑھتے ہیں یعنی رومی جیت گئے امام ترمذی فرماتے ہیے غلبت کو معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا جاسکتا

ہے۔
نوٹ: اس روایت میں تین خرابیاں ہیں (۱) عطیہ عوفی مدلس راوی ہے (۲) اس نے کلبی کی کنیت ابوسعید کو اپنی کنیت رکھی ہوئی تھی اس سے وہ لوگوں کو دھوکہ دیتا تھا (۳) یہ سورت مکی ہے یہ کہنا کہ یہ آیات غزوہ بدر کے موقعہ پر نازل ہوئیں یہ بھی غلط ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۲۱، س۲۷) ﴿اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ﴾ [۱۲] (ص۱۲۱، س۲۸) (اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا۔)

ضَعْفٍ کی قراءت ضاد کے فتح کے ساتھ امام عاصم اور حمزہ کی ہے اور اس کے علاوہ قراء نے ضاد کے ضمہ کے ساتھ ضُعْفٍ پڑھا ہے یہی زیادہ مشہور قراءت ہے۔ [۱۳]

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۲۱، س۳۰) ﴿فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾﴾ [۱۴] (ص۱۲۱، س۳۱) (پس کیا ہے کوئی جو نصیحت قبول کرے۔)

روایت حفص میں اسی طرح پڑھا جاتا ہے اور امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے مُذَّكِرٍ بھی پڑھنا منقول ہے جیسے کہ بخاری شریف کی روایت میں بھی آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فَهَلْ مِنْ مُّذَّكِرٍ پڑھتے تھے۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ ...... (ص۱۲۱، س۳۱) ﴿فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾﴾ [۱۵] (ص۱۲۱، س۳۲) (اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے۔)

امام یعقوب کے نزدیک فروح میں راء کے ضمہ کے ساتھ ہے امام یعقوب کے علاوہ قراء راء پر فتح پڑھتے ہیں۔ [۱۶]

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ...... (ص۱۲۲، س۱) ﴿وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ﴿١﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ﴿٢﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ﴿٣﴾﴾ [۱۷] (ص۱۲۲، س۲)

(قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور قسم ہے دن کی جب روشن ہو جائے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر مادہ کو پیدا کیا۔)

عام قراء اس کو اسی طرح پڑھتے ہیں۔
مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تیری آیت نہیں ہے ممکن ہے کہ تیری آیت بعد میں نازل ہوتی ہوئی اس کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود کو نہیں ہوا ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۲۲، س۴) ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾﴾ [۱۸] (ص۱۲۲، س۶)
یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کے مطابق اِنِّی اَنَا ﴿الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾﴾ [۱۹] ہے۔
(اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔)

حضرت عبداللہ بن مسعود لفظ اللہ ظاہر کی جگہ ی ضمیر متکلم اور ضمیر غائب کی جگہ انا ضمیر متکلم پڑھتے ہیں ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو متواتر قراءت کا علم نہ ہوا ہو۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ ...... (ص۱۲۲، س۶) ﴿وَتَرَى ٱلنَّاسَ سُكَٰرَىٰ وَمَا هُم بِسُكَٰرَىٰ﴾[۲۰] (ص۱۲۲، س۷)

قراءت مشہورہ اور قراءت متواترہ کے مطابق سکاریٰ پڑھا جاتا ہے۔

(اور تو دیکھے گا لوگ مدہوش دکھائی دینگے، حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔)

امام کسائی اور امام حمزہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سَکْرٰی پڑھتے ہیں جیسے کہ عَطْشٰی۔[۲۱]

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ...... (ص۱۲۲، س۱۰) نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ: (ص۱۲۲، س۱۱) اس جملے کے مطلب میں محدثین کے چار اقوال ہیں۔

پہلا قول: ابن حجر رحمہ اللہ نے اسماعیلی رحمہ اللہ سے اس کا مطلب یہ نقل کیا ہے کہ یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص میرے بارے میں یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا یہ غلط ہے بلکہ وہ یہ کہے کہ وہ آیت مجھ سے بھلا دی گئی ہے کیونکہ منسوخ ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہوتی تھی کہ وہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلا دی جاتی تھی۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آتا ہے ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ﴾[۲۲] (جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں۔)

دوسرا قول: دوسرا مطلب ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ وغیرہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں نَسِيْتُ بھی ترکت کے معنیٰ میں ہے۔ کسی شخص کا یہ کہنا برا ہے کہ میں نے فلاں آیت چھوڑ دی ہے جیسے کہ قرآن میں آتا ہے۔ "نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ"۔[۲۳]

تیسرا قول: مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ حدیث بالا میں قرآن مجید کو کثرت سے پڑھنے کی طرف ترغیب ہے کہ آدمی قرآن مجید کی تلاوت میں غفلت، سستی نہ برتے کہ اس کو پھر کہنا پڑے نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ۔ تلاوت کے باوجود آدمی قرآن بھول جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اس کو نسیان نہیں کہا جائے گا۔[۲۴]

چوتھا قول: علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ قرآن مجید کا بھول جانا ایک معصیت ہے خدانخواستہ اگر کسی سے یہ گناہ ہو جائے تو پھر اس کا اعلان کرنا کہ میں قرآن مجید بھول گیا یہ اور زیادہ برا ہے۔ یہ گناہ پر جراءت اور جسارت ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔[۲۵]

تخریج حدیث:

۳۰۴۷ - أخرجه أبوداود: كتاب الحروف والقراءات: باب: (۱)، حديث (۴۰۰۱). وأحمد (۳۰۲/۶، ۳۲۳)، وابن خزيمة (۲۴۸/۱)، حديث (۴۹۳) من طريق بن مليكة عن أم سلمة.

٣٠٤٨ - تفرد به الترمذي كما فى (التحفة) (٤٠٠/١)، حديث (١٥٧٠) وذكره السيوطي في ((الدر المنثور)) (٣٨/١) وعزاه لأحمد في ((الزهد))، والترمذي، وابن ابي داود، وابن الأنباري، عن انس.

٣٠٤٩ - أخرجه أبو داود: كتاب الحروف والقراء ات: باب: (١)، حديث (٣٩٧٦)، (٤٢٨/٢)، حديث (٣٩٧٧)، وأحمد (٢١٥/٣).

٣٠٥٠ - تفرد به الترمذي كما جاء في ((التحفة)) (٤٠٧/٨)، حديث (١١٣٣٧) وذكره السيوطي في ((الدر المنثور)) (٦٠٩/٢) وعزاه للحاكم وصححه، والطبراني، وابن مردويه، عن عبدالرحمن بن غنم قال: سألت معاذ بن جبل.

٣٠٥١ - أخرجه أحمد (٢٩٤/٦، ٣٢٢).

٣٠٥٢ - انظر السابق.

٣٠٥٣ - أخرجه أبوداود: كتاب الحروف والقراء ات: باب: ((١)، حديث (٣٩٨٥)، وعبدالله بن أحمد (١٢١/٥).

٣٠٥٤ - أخرجه أبوداود (٤٢٩/٢): كتاب الحروف والقراء ات: باب (١)، حديث (٣٩٨٦).

٣٠٥٥ - لم يخرجه إلا الترمذي: ينظر: ((التحفة)) (٤١٨/٣) حديث (٤٢٠٨) وذكره السيوطي في ((الدر المنثور)) (٢٩٠/٥) وعزاه للترمذي، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، وابن مردويه.

٣٠٥٦ - أخرجه أبوداود: كتاب الحروف والقراء ات: باب (١) حديث (٣٩٧٨)، وأحمد (٥٨/٢).

٣٠٥٧ - أخرجه البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء: باب: قول الله عزوجل (هود: ٢٥) ولقد ارسلنا نوحا، حديث (٣٣٤١)، (٤٣٤/٦): كتاب أحاديث الأنبياء: باب: قوله تعالىٰ: ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا﴾ [هود: ٥٠]، حديث (٣٣٤٥)، (٤٧٩/٦): كتاب أحاديث الأنبياء باب: ﴿فَلَمَّا جَآءَ ءَالَ لُوطٍ ٱلْمُرْسَلُونَ ۝٦١ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ۝٦٢﴾ الحجر: ٦١، ٦٢) حديث (٣٣٧٦)، وأطرافه في (٤٨٦٩، ٤٨٧٠، ٤٨٧١، ٤٨٧٢، ٤٨٧٣، ٤٨٧٤)، ومسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: ما يتعلق بالقراء ات، حديث (٨٢٣/٢٨١)، وأبوداود: كتاب الحروف والقراء ات: باب (١): حديث (٣٩٩٤)، وأحمد (٣٩٥/١، ٤٠٦، ٤٣١، ٤١٣).

٣٠٥٨ - أخرجه أبوداود : كتاب الحروف والقراء ات، حديث (٣٩٩١)، وأحمد (٦٤/٦)، (٢١٣/٦).

٣٠٥٩ - أخرجه الحميدي (١٩٤/١، حديث (٣٩٦).

٣٠٦٠ - أخرجه أبوداود: كتاب الحروف والقراء ات: باب:(١) حديث ٣٩٩٣)، وأحمد (٣٩٤/١، ٣٩٧، ٤١٨).

٣٠٦١ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (١٨٦/٨) حديث (١٠٨٣٧)، وذكره السيوطي في ((الدر المنثور)) (١٨٦/٨) حديث (١٠٨٣٧)، وذكره السيوطي في ((الدر المنثور)) (٦١٩/٤) وعزاه للطبراني، والحاكم، وابن مردويه، وأبو الحسن أحمد بن يزيد الحلواني في كتاب ((الحروف))، عن عمران بن حصين.

أخرجه البخاري: كتاب فضائل القرآن: باب: نسيان القرآن: وهل يقول نسيت آية كذا وكذا، حديث (٥٠٣٩)، ومسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: الأمر بتعهد القرآن وكراهة قول نسيت آية كذا وجواز قول انسيتها، حديث (٧٩٠/٢٢٨) والنسائي (١٥٤/٢): كتاب الافتتاح: باب: جامع ما جاء في القرآن، حديث (٩٤٣)، والدارمي (٤٣٩/٢): كتاب فضائل القرآن: باب: تعاهد القرآن، (٣٠٨/٢)، كتاب الرقاق: باب: تعاهد القرآن، وأحمد (٣٨١/١، ٤١٧، ٤٢٣، ٤٢٩، ٤٣٨، ٤٤٩، ٤٦٣)، والحميدي (٥٠/٢)، حديث (٩١).

---

(١) ابوداود (٢) سورة غافر: آيت ١٦ (٣) سورة انعام: آيت ٧٣، تحفة الاحوذى: ٢٤٦/٨ (٤) سورة مائده: آيت ٤٥، معالم التنزيل: ٤١/٢ (٥) سورت مائده: آيت ١١٢ (٦) تفسير بيضاوى جزء الثالث: ص ١٣٦ (٧) سورة هود: آيت٤٦ (٨) سورة كهف: آيت ٧٦ (٩) سورت الروم آيت: ١، ٤ (١٠) سورت الروم آيت: ٢، ٣ (١١) سورت الروم آيت: ٢، ٣ (١٢) سورة الروم: آيت٥٤ (١٣) بيضاوى جزء رابع: ص ٢١٠ (١٤) سورة قمر: آيت ٣٢ (١٥) سورة واقعه: آيت ٨٩ (١٦) معالم التنزيل: ٢٩١/٤ (١٧) سورت ليل: آيت: ١، ٣ فتح البارى ٥٧٨/٨ (١٨) سورة الذاريات: آيت ٥٨ (١٩) سورة الذاريات: آيت ٥٨ (٢٠) سورت حج: آيت ٢ (٢١) تفسير بيضاوى جزء رابع: ص ٦٤ (٢٢) سورة

بقرہ: آیت۱۰۶، فتح الباری: ۹/ ۱۰۰ (۲۳) فتح الباری:۹/ ۱۰۰ (۲٤) لامع الدراری: ۹/ ۲٤۹ (۲۵) فیض الباری: ٤/ ۲۷۰

بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ

یہ باب ہے اس بیان میں کہ قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا

۳۰۶۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى نَا شَيْبَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ اِنِّيْ بُعِثْتُ اِلٰى اُمَّةٍ اُمِّيِّيْنَ مِنْهُمُ الْعَجُوْزُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ وَالرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاُمِّ اَيُّوْبَ وَهِيَ اِمْرَاَةُ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ وَسَمُرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. (ص۱۲۲، س۱۳)

ترجمہ: ’’حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل میں ایسی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں جو امی (یعنی ان پڑھ) ہے۔ ان میں بوڑھی عورتیں بھی ہیں عمر رسیدہ بزرگ بھی ہیں بچے بھی ہیں اور بچیاں بھی۔ پھر ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ جبرائیل نے کہا: اے محمد! قرآن کو سات حرفوں (یعنی قراءتوں) پر نازل کیا گیا ہے۔ اس باب میں عمر، حذیفہ بن یمان، ابوہریرہ اور ام ایوب رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ام ایوب رضی اللہ عنہا، ابوایوب کی بیوی ہیں۔ نیز سمرہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، اور ابوجہیم بن حارث بن صمہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے ابی بن کعب ہی سے منقول ہے۔‘‘

۳۰۶۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالْقَارِيِّ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ مَرَرْتُ بِهِشَامِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ قِرَاءَتَهٗ فَاِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ اُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَنَظَرْتُهٗ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ لَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُهَا فَقَالَ اَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ وَاللّٰهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُوَ اَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ تَقْرَأُهَا فَانْطَلَقْتُ اَقُوْدُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰی حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَاَنْتَ اَقْرَأْتَنِیْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اِقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِیْ اَقْرَأَنِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ۔ (ص۱۲۲، س۱۶)

ترجمہ: ”مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں عہد نبوی میں ہشام بن حکیم بن حزام کے پاس سے گزرا تو وہ سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کی قراءت سنی تو وہ ایسی قراءت پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں ان کے نماز پڑھتے ہوئے ان سے لڑ پڑوں لیکن میں نے انتظار کیا کہ سلام پھیر لیں۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی گردن کے پاس سے چادر پکڑ کر کھینچی اور پوچھا کہ تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی۔ جو تم ابھی پڑھ رہے تھے۔ کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ میں نے کہا۔ جھوٹ بولتے ہو اللہ تعالیٰ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی یہ سورت پڑھائی ہے۔ چنانچہ میں انہیں کھینچتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں نے انہیں سورۂ فرقان کئی ایسے حروف پر پڑھتے سنا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں سکھائے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے مجھے سورۂ فرقان پڑھائی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ اسے چھوڑ دو۔ پھر فرمایا: اے ہشام تم پڑھو۔ انہوں نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پڑھو۔ میں نے وہ قراءت پڑھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قرآن سات حروف (یعنی قراءتوں) پر نازل ہوا ہے۔ لہٰذا جس میں آسانی ہو اس میں پڑھا کرو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ مالک بن انس اسے زہری سے اسی سند سے نقل کرتے ہیں لیکن مسور بن مخرمہ کا ذکر نہیں کرتے۔“

تشریح

اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ: (بیشک قرآن مجید سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے) اس حدیث کے بارے میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے کہ یہ روایت تقریباً اکیس صحابہ سے منقول ہے اس لئے یہ حدیث متواتر کا حکم رکھتی ہے۔

سَبْعَةِ اَحْرُفٍ: اس جملے کی توضیح وتشریح میں محدثین کے ۴۵ اقوال ہیں۔[1] یہاں ان میں سے سات اقوال نقل کئے

جاتے ہیں۔ جو زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

پہلا قول: علامہ سیوطی، محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ متشابہات میں سے ہے یعنی اس کا معنی معلوم نہیں ہے۔

مگر جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی تو ہیں مگر اس کے تعین میں اختلاف ہے۔

دوسرا قول: علامہ ابن عبدالبر اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ احرف سے مراد اس حرف کو اس کے مترادف لفظ کے ساتھ ادا کرنا ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کا نزول تو لغت قریش پر ہوا تھا لیکن ابتدائے اسلام میں قریش کے علاوہ دوسرے قبائل والوں کو ان کی علاقائی زبان میں اس لفظ کے مترادف لفظ کے ساتھ تلاوت کرنے کی اجازت تھی۔ یہ اجازت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کو دی تھی مثلاً تعال کی جگہ پر ھلم یا اقبل کی جگہ پر ادن وغیرہ جب وہ قبائل والے الفاظ قرآنی سے آہستہ آہستہ مانوس ہو گئے تو یہ اجازت ختم کر دی گئی۔ [۲]

تیسرا قول: سَبْعَةِ اَحْرُفٍ سے مراد سات مشہور قاریوں کی قراءت ہے۔

اور سات قراءت سے مراد کثرت ہے جیسے کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے:

ظَنَّ قَوْمٌ اَنَّ الْقِرَاءَ اتَ السَّبْعَ الْمَوْجُوْدَةَ الْاٰنَ هِيَ الَّتِيْ اُرِيْدَتْ فِي الْحَدِيْثِ وَهُوَ خِلَافُ اِجْمَاعِ اَهْلِ الْعِلْمِ قَاطِبَةً وَاِنَّمَا يَظُنُّ ذٰلِكَ بَعْضُ اَهْلِ الْجَهْلِ. [۳]

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ سات سے مراد کثرت ہے یہی بات جمہور علماء کے نزدیک معتبر ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ کلمات قرآنی کی دو قسمیں ہیں ایک متفق علیہ جن کو تمام صحابہ کرام نے ایک ہی طرح پڑھا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ دوسری قسم مختلف فیہ جس میں صحابہ کرام نے لغوی یا نحوی وجوہ کی بناء پر اس کلمہ کو مختلف پڑھا ہے۔

یہ دونوں ہی قسم کے الفاظ مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ ہیں۔

یہ سہولت اللہ تعالیٰ نے اس لئے دی تا کہ لوگوں کو قرآن مجید کی تلاوت میں آسانی ہو جائے۔ اسی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ ہے یاد رہے کہ قراءتوں کے اس اختلاف سے آیات کے مجموعی معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے صرف تلاوت اور ادائیگی کے طریقوں میں فرق ہو جاتا ہے اسی وجہ سے ابتداء مصاحف عثمانی کو نقطوں اور حرکات سے خالی رکھا گیا تھا تا کہ اس میں تمام قراءتیں سما سکیں۔

اب بھی قراءات کے معتبر ہونے میں تین شرائط ہیں:

1. مصاحف عثمانی کے رسم الخط میں اس کی گنجائش ہو۔
2. عربی صرف ونحو کے قواعد کے مطابق ہو۔
3. آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو اور ائمہ قراء میں بھی وہ قراءات مشہور ہو۔

متعدد قراءات اس طرح بن گئیں۔ مثلاً ایک صحابی نے صلہ، اظہار، تسہیل اور فتح کے ساتھ پڑھنا سیکھا دوسرے نے بغیر صلہ، اظہار، تسہیل اور فتح کے ساتھ سیکھا تیسرے نے صلہ، ادغام، تسہیل اور امالہ کے ساتھ پڑھنا سیکھا۔ اس طرح اور بہت سی شکلیں ہوسکتی ہیں۔

اس کا ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے۔ اسی بات پہ تمام متقدمین کا اتفاق ہے ان میں سے سات قراءات زیادہ مشہور ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان سات کے علاوہ دوسری قراءات درست نہیں۔

فَائِدَة: جو قراء زیادہ مشہور ہیں ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

❶ عبداللہ بن کثیر الداری متوفی ۱۲۰ھ انہوں نے صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن زبیر، اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم کی زیارت کی تھی، اور آپ کی قراءت مکہ مکرمہ میں زیادہ مشہور ہوئی، اور آپ کی قراءت کے راویوں میں بزی اور قنبل زیادہ مشہور ہیں۔

❷ نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۹ھ) آپ نے ستر ایسے تابعین سے استفادہ کیا تھا، جو براہ راست حضرت ابی بن کعب، عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے، آپ کی قراءت مدینہ طیبہ میں زیادہ مشہور ہوئی، اور آپ کے راویوں میں ابوموسیٰ قالون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۰ھ) اور ابوسعید ورش (متوفی ۱۹۷ھ) زیادہ مشہور ہوئے۔

❸ عبداللہ الیحصبی جو ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے معروف ہیں (متوفی ۱۱۸ھ) آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی، اور ان کی قراءت کے راویوں میں ہشام اور ذکوان زیادہ مشہور ہیں۔

❹ ابوعمرو زبان بن العلاء بن عمار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۴ھ) آپ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور آپ کی قراءت بصرہ میں کافی مشہور ہوئی، آپ کی قراءت کے راویوں میں ابوعمر الدوری (متوفی ۲۴۶ھ) اور ابوشعیب سوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ) زیادہ مشہور ہیں۔

❺ حمزہ بن حبیب الزیات رحمۃ اللہ علیہ مولی عکرمہ بن ربیع التیمی (متوفی ۱۸۸ھ) آپ سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، وہ یحییٰ بن وثاب رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ کے، اور انہوں نے حضرت عثمان، حضرت علی، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا تھا، آپ کے راویوں میں خلف بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۸ھ) اور خلاد بن خالد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۰ھ) زیادہ مشہور ہیں۔

❻ عاصم بن ابوالنجود الاسدی (متوفی ۱۲۷ھ) آپ حضرت زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اور ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، آپ کی قراءت کے راویوں میں شعبہ بن عیاش (متوفی ۱۹۳ھ) اور حفص بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۰ھ) زیادہ مشہور ہیں، آج کل قرآن مجید کی تلاوت عموماً حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق ہوتی ہے۔

❼ ابوالحسن علی بن حمزۃ الکسائی النحوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ) ان کے راویوں میں ابوالحارث مروزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۰ھ) اور

ابوعمر الدوری رحمۃ اللہ علیہ (جو ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ کے بھی راوی ہیں) زیادہ مشہور ہیں، موخر الذکر تینوں حضرات کی قراءتیں زیادہ تر کوفہ میں رائج ہوئیں۔

لیکن جیسا کہ پیچھے عرض کیا جا چکا ہے کہ ان سات کے علاوہ اور بھی کئی قراءتیں متواتر اور صحیح ہیں، چنانچہ بعد میں جب غلط فہمی پیدا ہوئی کہ صحیح قراءتیں، ان سات ہی میں منحصر ہیں، تو متعدد علماء نے (مثلاً علامہ شذائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر بن مہران رحمۃ اللہ علیہ نے) سات کے بجائے دس قراءتیں ایک کتاب میں جمع فرمائیں، چنانچہ "قراءات عشرۃ" کی اصطلاح مشہور ہوگئی[4] ان دس قراءتوں میں مندرجہ بالا سات قراء کے علاوہ ان تین حضرات کی قراءتیں بھی شامل کی گئیں۔

ان تین قراء کے اسماء گرامی یہ ہیں:

① یعقوب بن اسحاق حضرمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۵ھ) آپ نے سلام بن سلیمان الطّویل سے استفادہ کیا اور انہوں نے عاصم رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ سے، آپ کی قراءت زیادہ تر بصرہ میں مشہور ہوئی۔

② خلف بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۵ھ) آپ نے سلیم بن عیسیٰ بن حمزہ بن حبیب زیات سے استفادہ کیا تھا، چنانچہ آپ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کے بھی راوی ہیں، آپ کی قراءت کوفہ میں زیادہ رائج تھی۔

③ ابوجعفر یزید بن القعقاع رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰ھ) آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا تھا، اور آپ کی قراءت مدینہ طیبہ میں رائج رہی۔

اس کے علاوہ بعض حضرات نے چودہ قاریوں کی قراءتیں جمع کیں، اور مذکورہ دس حضرات پر مندرجہ ذیل قراء کی قراءتوں کا اضافہ کیا۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

① حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ: (متوفی ۱۱۰ھ) آپ کبار تابعین میں سے ہیں، اور آپ کی قراءت کا مرکز بصرہ میں تھا۔

② محمد بن عبدالرحمٰن بن محیصن رحمۃ اللہ علیہ: (متوفی ۱۲۳ھ) آپ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں، اور آپ کا مرکز مکہ مکرمہ میں تھا۔

③ یحییٰ بن مبارک یزیدی: (متوفی ۲۰۲ھ) آپ بصرہ کے باشندے تھے، اور ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ اور حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا تھا۔

④ ابوالفرج محمد بن شنبوذی رحمۃ اللہ علیہ: (متوفی ۳۸۸ھ) آپ بغداد کے باشندے تھے، اور اپنے استاذ ابن شنبوذ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہونے کی وجہ سے شنبوذی کہلاتے تھے۔

بعض حضرات نے چودہ قاریوں میں حضرت شنبوذی رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے حضرت سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا نام شمار کیا ہے۔

چوتھا قول: ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے متبعین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سات سے مراد سات قبائل کی لغات ہیں۔ قبائل کے بارے میں دو قول ہیں۔

پہلا قول: ① قریش ② ہذیل ③ تمیم ④ ہوازن ⑤ ثقیف ⑥ کنانہ ⑦ یمن۔

دوسرا قول: ① قریش ② ازد ③ ربیعہ ④ ہوازن ⑤ ہذیل ⑥ تیم رباب ⑦ قبیلہ سعد بن بکر۔[5]

پانچواں قول: یہ قول امام مالک، قاضی ابوبکر باقلانی، علامہ جزری، امام قتیبہ اور مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کا ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سات سے مراد اختلاف قراءت کی سات نوعیتیں ہیں۔

1. اسماء کا اختلاف۔ مثلاً مفرد، تثنیہ، جمع، تذکیر و تانیث وغیرہ۔
2. افعال کا اختلاف۔ ماضی، مضارع، اور امر کے اعتبار سے ہے۔
3. الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف۔
4. وجوہ اعراب کا اختلاف۔
5. ابدال یعنی ایک قراءت میں ایک اور دوسری قراءت میں دوسرا لفظ۔
6. تقدیم و تاخیر کا اختلاف۔
7. لہجوں اور لغات کا اختلاف مثلاً ادغام، اظہار، ترقیق، امالہ، تفخیم وغیرہ۔

اس قول کے بارے میں علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال اس حدیث کے بارے میں اشکالات میں مبتلا رہا تیس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ کھولا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ صحیح ہوگا۔[6]

چھٹا قول: کلام کی سات اصناف مراد ہے ① محکم ② متشابہ ③ ناسخ ④ منسوخ ⑤ خصوص ⑥ عموم ⑦ قصص۔

ساتواں قول: ① امر ② نہی ③ وعد ④ وعید ⑤ اباحت ⑥ ارشاد ⑦ اعتبار۔[7]

اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ مَرَرْتُ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ یہ دونوں ہی قریشی تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات قبائل کے لغت پر قرآن پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک لغت کے مطابق قرآن پڑھ رہے تھے جب کہ ہشام بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ دوسرے قبیلہ کی لغت کے مطابق قرآن پڑھ رہے تھے اس لئے دونوں میں نزاع اور اختلاف کی نوبت آئی۔[8]

اِنِّیْ بُعِثْتُ اِلٰی اُمَّةٍ اُمِّیِّیْنَ مِنْهُمُ الْعَجُوْزُ وَالشَّیْخُ: اگر قرآن کی تلاوت کے لئے ابتداء ایک ہی طریقہ متعین ہوتا تو امت مشکل میں مبتلا ہو جاتی۔

اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے مختلف لغات میں قرآن پڑھنے کی اجازت طلب کی اور اس کی حکمت آپ نے یہ فرمائی کہ میں ان پڑھ امت کی طرف بھیجا گیا ہوں اِلٰی اُمَّةٍ اُمِّیِّیْنَ یہ بات قرآن میں بھی ارشاد فرمائی گئی ہے ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾[9] (وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی سے ایک رسول بھیجا) حدیث میں ایک دوسرے مقام پر بھی آپ نے فرمایا ہے "وَاِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ"۔ مگر جب دائرۂ اسلام وسیع ہو گیا اور قبائلی خصوصیات ختم ہو کر سب وحدت عرب کے رنگ میں رنگ گئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سب ختم کر کے لغت قریش

پر قرآن کو لکھوا دیا اس کی مثال علامہ زرکشی رحمہ اللہ نے مولفۃ القلوب کے ساتھ دی ہے جیسے کہ کچھ لوگوں کو ابتداء اسلام میں دین میں پختہ کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاتی تھی مگر جب اسلام کو قوت حاصل ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ختم کر دیا اس قسم کے کئی احکامات ہیں جن کو علامہ زرکشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب برہان میں جمع کیا ہے۔ (١٠)

تخریج حدیث:

٣٠٦٢ - أخرجه البخاري: كتاب فضائل القرآن: باب: أنزل القرآن على سبعة أحرف، حديث (٤٩٩٢)، ومسلم كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب: بيان أن القرآن على سبعة أحرف وبيان ومعناه، حديث (٨١٨/٢٧٠)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: أنزل القرآن على سبعة أحرف، حديث (١٤٧٥)، والنسائي (١٥٠/٢): كتاب الافتتاح: باب: جامع ماجاء من القرآن، حديث (٩٣٧)، وأحمد (٤٠/١ و ٤٢ و ٤٣ و ٢٦٣ و ٢٤)، ومالك (٢٠١/١): كتاب القرآن: باب: ماجاء في القرآن، حديث (٥).

٣٠٦٣ - أخرجه أحمد (١٣٢/٥).

(١) اتقان فی علوم القرآن (سیوطی) ٤٥/١ (٢) مشکل الاثار للطحاوی: ١٨٦/٤، فتح الباری: ٣٢/٩ (٣) فتح الباری: ٣٧/٩ (٤) النشر فی القراء ات العشر: ٣٤/١ (٥) غرائب القرآن طبری کا حاشیہ: ٢١/١ (٦) فتح الباری ٣٥/٩، النشر فی القراء ت العشر: ٣١/١، فیض الباری: ٣٢١/٣ وغیرہ (٧) ان میں سے کوئی قول بھی ایسا نہیں جس پر اعتراضات نہ ہو۔ طوالت کے خوف سے ان اعتراضات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اکثر اقوال کے بارے میں علامہ منذری اور ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں غیر مختار۔ فتح الباری: ٦٤٠/٨ (٨) اتقان فی علوم القرآن: ٤٧/١ (٩) سورۃ جمعہ آیت: ٢ (١٠) علوم القرآن علامہ شمس الحق افغانی: ص ١٣٠

بَابُ

باب

٣٠٦٤ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ اَخِيْهِ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا قَعَدَ قَوْمٌ فِیْ مَسْجِدٍ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَمَنْ اَبْطَأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوٰى اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيْثِ. (ص١٢٢، س٢٥)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے کوئی دنیاوی مصیبت دور کر دی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کر دے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی دنیا میں پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کریں گے۔ جو کسی تنگدست کے لئے آسانیاں پیدا کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا فرمادیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اس وقت تک مدد کرتا رہے گا جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ جس نے علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا ایک راستہ آسان کر دیتے ہیں اور کوئی قوم ایسی نہیں کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت یا آپس میں ایک دوسرے کو قرآن سنتے سناتے، سیکھتے سکھاتے ہوں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی مدد نازل نہ ہو اور اس کی رحمت ان کا احاطہ نہ کرلے اور فرشتے انہیں گھیر نہ لیں اور جس نے عمل میں سستی کی اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔ اور اس حدیث کو کئی راوی اعمش سے وہ ابوصالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اسباط بن محمد نے اعمش سے کہا کہ مجھے ابوصالح کے واسطے سے ابوہریرہ سے ایک حدیث پہنچی ہے اور پھر اس حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔''

تشریح

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۲۲، س۲۵)

كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا: (ص۱۲۲، س۲۶) [1] پہلے کربۃ میں تنوین تحقیر کے لئے ہے جب کہ دوسرے کربۃ میں تنوین تعظیم کے لئے ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی معمولی اور حقیر مصیبت کو دور کرنے پر آخرت کی غیر معمولی اور عظیم مصیبت سے نجات حاصل ہوگی۔ [2]

سؤال: اس حدیث میں ایک نیکی کا بدلہ ایک بتایا جا رہا ہے جب کہ قرآن مجید میں ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ میں ایک نیکی کے بدلے دس وعدہ کیا گیا ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ایک دس کے برابر ہوگا۔ لہٰذا تفاوت فی الکیفیۃ ہی تفاوت فی الکمیۃ کے برابر یا اس سے بھی زائد ہو جائے گا۔ [3]

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا: ستر سے مراد سترِ عیوب ہے اور ستر عورت بھی مراد ہو سکتا ہے۔

وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ: یہاں پر مسلم کی قید نہیں ہے اس لئے یہاں پر مسلم اور کافر سب کے لئے آسانی کرنا مراد ہے۔

وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا: طریق بمعنی راستہ۔ یہ راستہ عام ہے خواہ بحری ہو یا بری، زمینی ہو یا ہوائی ہو آسان راستہ ہو یا مشکل سب ہی داخل ہیں۔ [4]

عِلْمًا: یہاں پر تنوین تنکیرہ کے لئے ہے مراد یہ ہے کہ علم دین تھوڑا حاصل کرے یا زیادہ۔ سب کے لئے یہ فضیلت حاصل ہوگی۔

سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ: مسلم کی روایت میں بہ کا لفظ بھی ہے۔

وَمَا قَعَدَ قَوْمٌ فِیْ مَسْجِدٍ: ایک دوسری روایت میں فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ (۵)

وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ: اس میں تکرار کی ترغیب دی جا رہی ہے تکرار کرتے رہیں تا کہ قرآن بھول نہ جائے۔ (۶)

نیز علماء فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن کا سیکھنا یا قرآن کے مضامین کا پڑھنا یہ سب بھی اس فضیلت میں داخل ہیں۔ (۷)

نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ: سکینہ کے بارے میں علماء نے مختلف اقوال بیان کئے ہیں مثلاً طمانینت، وقار، رحمت وغیرہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں پر رحمت مراد لینا بہتر اور راجح ہے۔

وَمَنْ اَبْطَأَبِهٖ عَمَلُهٗ: دوسری روایت میں مَنْ بَطَّأَبِهٖ عَمَلُهٗ عمل آتا ہے۔ (۸)

مطلب یہ ہے کہ عمل کے بغیر نسب کے اعلیٰ ہونے سے آدمی کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (۹) (اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔)

اگر تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو بے شمار علماء ائمہ محدثین ایسے گزرے ہیں جو غلام تھے مثلاً عطاء بن ابی رباح، طاؤس بن کیسان، مکحول، ضحاک رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔ یہ سب آزاد کردہ غلام تھے اور علم حدیث اور فقہ کے سمندر تھے۔ (۱۰)

اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا: ”اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الدِّيْنِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ.“

اللہ تعالیٰ نے اس دین کی بدولت کتنے لوگوں کو بلند فرمایا اور کتنے لوگوں کو ذلیل کیا۔

تخریج حدیث:

٣٠٦٤ - تقدم تخریجه من.

(۱) یہ حدیث اس سے پہلے بھی گذر چکی ہے۔ (۲) مرقاۃ: ۲۷۰/۱ (۳) مرقاۃ: ۲۷۰/۱ (٤) مرقاۃ: ۲۷۰/۱ (٥) مسلم (٦) مرقاۃ

(۷) مرقاۃ: ۱۷۱/۱ (۸) مسلم (۹) سورۃ حجرات: آیت ۱۳ (۱۰) تکملة فتح الملهم: ۲٦٦/۱، مرقاۃ: ٤٥٧/۱

بَابُ

باب

۳۰۶۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ ثَنِی اَبِی عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی بُرْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِی كَمْ اَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ اخْتِمْهُ فِیْ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّی اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اخْتِمْهُ فِیْ عِشْرِيْنَ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اخْتِمْهُ فِیْ خَمْسَةَ عَشَرَ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اخْتِمْهُ فِیْ عَشْرٍ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اخْتِمْهُ فِیْ خَمْسٍ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَمَا رَخَّصَ لِیْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِی بُرْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ اِقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَرْبَعِيْنَ وَقَالَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَلَا نُحِبُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَاْتِیَ عَلَيْهِ اَكْثَرُ مِنْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَلَمْ يَقْرَإِ الْقُرْاٰنَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ لِلْحَدِيْثِ الَّذِیْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَخَّصَ فِيْهِ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَرُوِیَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ؓ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فِیْ رَكْعَةٍ يُوْتِرُ بِهَا وَرُوِیَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهٗ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ رَكْعَةٍ فِی الْكَعْبَةِ وَالتَّرْتِيْلُ فِی الْقِرَاءَةِ اَحَبُّ اِلٰی اَهْلِ الْعِلْمِ. (ص۱۲۳، س۵)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کتنے دنوں میں قرآن مجید ختم کرلیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک ماہ میں۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے کم مدت میں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر بیس دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے کہا کہ میں اس سے بھی کم مدت میں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر پندرہ دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے کہا میں اس سے بھی کم مدت میں پڑھ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دس دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں اس سے بھی کم مدت میں پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر پانچ دن میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی کم مدت میں پڑھ سکتا ہوں لیکن آپ ﷺ نے اس سے کم مدت میں پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ حدیث ابوبردہ کی عبداللہ بن عمرو ؓ والی روایت سے حسن صحیح غریب ہے اور کئی سندوں سے عبداللہ بن عمرو ؓ ہی سے منقول ہے۔ انہی سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے تین

دن سے کم میں قرآن پڑھا وہ اسے نہیں سمجھا۔ نیز یہ بھی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ چالیس دن میں قرآن کریم ختم کیا کرو۔ اسحٰق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص چالیس دن میں قرآن کو ختم نہ کرے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تین دن سے کم میں قرآن نہ پڑھا (ختم نہ کیا) جائے۔ ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث ہے۔ لیکن بعض علماء جن میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں منقول ہے کہ وہ وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا کرتے تھے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے خانہ کعبہ میں دو رکعتوں میں پورا قرآن ختم کیا لیکن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اہل علم کے نزدیک مستحب ہے۔"

۳۰۶۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى النَّضْرِ الْبَغْدَادِيُّ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُبَارَكٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ اِقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَرْبَعِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنْ يَّقْرَاَ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَرْبَعِيْنَ. (ص۱۲۳، س۱۳)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ قرآن کو چالیس دن میں ختم کیا کرو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض حضرات اسے معمر سے وہ سماک سے وہ وہب بن منبہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو کو چالیس روز میں قرآن ختم کرنے کا حکم دیا۔"

۳۰۶۷ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ نَا الْهَيْثَمُ بْنُ الرَّبِيْعِ ثَنَا صَالِحُ الْمُرِّيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا صَالِحُ الْمُرِّيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهٰذَا عِنْدِيْ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ الرَّبِيْعِ. (ص۱۲۳، س۱۶)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آدمی قرآن ختم کر کے شروع کرنے والا بن جائے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ محمد بن بشار، مسلم بن ابراہیم سے وہ صالح مری سے وہ قتادہ سے وہ زرارہ بن اوفی سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں اور اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔ اور میرے نزدیک یہ حدیث بواسطہ نصر بن علی، ہیثم بن ربیع کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔"

۳۰۶۸ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کو تین دن سے کم میں پڑھا وہ اسے سمجھ نہیں سکا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن بشار، محمد بن جعفر سے اور وہ شعبہ سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطٍ ...... (ص۱۲۳، س۵) فِيْ كَمْ اَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ: (ص۱۲۳، س۶)

کتنی مدت سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا منع ہے

اس بارے میں علماء محدثین وائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے اس بارے میں کئی اقوال ہیں۔ مثلاً:

❶ امام احمد اور ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کے نزدیک تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم نہیں کرنا چاہئے۔ ان کا استدلال ترمذی کی ہی روایت سے ہے ''لَمْ يَفْقَهِ الْقُرْاٰنَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ.''

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اصحاب ظواہر نے اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنے کو حرام کہا ہے۔[1]

❷ امام اسحاق بن راہویہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی دوسری روایت کے مطابق کم سے کم چالیس دن میں ختم قرآن کرے اس سے پہلے نہ کرے۔ یہ حضرات ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس دن میں قرآن مجید ختم کرنا چاہئے۔

❸ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے منقول ہے کہ آدمی سال میں کم از کم دو مرتبہ قرآن مجید ختم کرے یہ قرآن کا اس پر حق ہے۔ اور وہ استدلال کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے سال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دو مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا تھا۔

❹ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک اس کے لئے کوئی تحدید اور کوئی مدت مقرر نہیں ہے انسان کی بشاشت پر ہے جتنے دن میں بشاشت ہو ختم کرسکتا ہے یہی بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں انہوں نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ کا باب باندھا ہے۔ کہ آدمی جتنے دن میں سہولت کے ساتھ قرآن مجید ختم کرسکتا ہے کرلے۔[2]

اسی وجہ سے حضرت عثمان، سعید بن جبیر، تمیم داری رضی اللہ عنہم وغیرہ ایک دن میں پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔[3]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سات دن میں اکثر صحابہ جن میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔ قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید کو سات منزلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کو فمی، بشوق بھی کہا جاتا ہے۔ (٤)

اس کو فمی بشوق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس سورت سے وہ منزل شروع ہوتی ہے اس کا ابتدائی حرف لے لیا گیا ہے چنانچہ ''ف'' سے فاتحہ ''م'' سے سورۃ مائدہ ''یاء'' سے سورت یونس ''باء'' سے سورت بنی اسرائیل۔ ''ش'' سے سورت شعراء ''واؤ'' سے سورت والصّٰفّٰت ''ق'' سے مراد سورت ق ہے۔

پہلی منزل میں تین سورتیں ہیں۔

دوسری منزل میں پانچ سورتیں ہیں۔

تیسری منزل میں سات سورتیں ہیں۔

چوتھی منزل میں نو سورتیں۔

پانچویں منزل میں گیارہ سورتیں۔

چھٹی منزل میں سترہ سورتیں ہیں۔

ساتویں منزل میں پینسٹھ سورتیں ہیں۔ یہ کل ۱۱۴ سورتیں ہو گئیں۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ ...... (ص ۱۲۳، س ۱۶) قَالَ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ: (ص ۱۲۳، س ۱۷)

اَلْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ: حال کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو اور مرتحل کہتے ہیں کوچ کرنے والے کو۔ مطلب یہ ہے کہ جب تلاوت کرتے کرتے قرآن مجید ختم ہو جائے تو دوبارہ ابتداء سے شروع کر دیا جائے یہی بات ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل کی گئی ہے کہ جب آپ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرتے تو پھر سورت بقرہ سے مُفْلِحُوْنَ تک بھی ساتھ میں پڑھ لیا کرتے تھے اور پھر ختم قرآن کی دعا فرماتے تھے۔ (٥)

دوسری روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم ہو جائے تو دوسرا شروع کر دیا جائے۔

قرآن مجید کو کس وقت ختم کرنا چاہئے

ایک روایت میں آتا ہے کہ اگر قرآن مجید کو شروع دن میں ختم کیا جائے تو فرشتے پورے دن اس شخص کے لئے دعائے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر شروع رات میں ختم کیا تو فرشتے پوری رات اس شخص کے لئے دعائے استغفار کرتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر لکھا ہے کہ اگر شروع دن میں ختم کرنے کا ارادہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز (یا بعد) میں ختم کرے تاکہ پورا دن اس کے لئے استغفار ہوتا رہے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر گرمی کے ایام ہوں تو دن

کے شروع میں ختم کرے (کیونکہ گرمیوں میں دن بڑا ہوتا ہے) اور سردی کے ایام ہوں تو رات کو ختم کرے (کیونکہ سردیوں میں رات بڑی ہوتی ہے) تاکہ فرشتے زیادہ دیر تک اس کے لئے استغفار کرتے رہیں۔ (٦)

تخریج حدیث:

٣٠٦٥ - أخرجه الدارمي (٤٧١/٢): كتاب فضائل القرآن: باب: ختم القرآن.

٣٠٦٦ - أخرجه أبوداود: كتاب الصلوة: باب: تحزيب القرآن، حديث (١٣٩٥).

٣٠٦٧ - تفرد به الترمذي كما جاء في ((التحفة)) (٣٨٨/٤)، حديث (٥٤٢٩) وأخرجه الحاكم (٥٦٨/١)، وأبو نعيم في ((حلية الأولياء)) (٢٦٠/٢) عن زرارة بن أوفى، عن ابن عباس.

٣٠٦٨ - أخرجه ابوداود: كتاب الصلاة: باب: تحزيب القرآن، حديث (١٣٩٤)، وابن ماجة: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: في كم يستحب يختم القرآن، حديث (١٣٤٧).

(١) فتح الباری: ١٢٠/٨ (٢) فتح الباری (٣) ارشاد الساری: ٣٢٥/١١ نوٹ: مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنی کتاب (اقامة الحجة علی ان الاکثار فی التعبّد لیس بیدعة) میں اکابر کے مختلف طریقے ختم القرآن کے بارے میں لکھیں ہیں (٤) مرقاة: ١٠/٥ (٥) اتقان فی علوم القرآن (سیوطی) الاعلام: ٢٨٩/٢، لابن قیم (٦) اتقان: ١١٠/١

☆☆☆☆☆

اَبْوَابُ تَفْسِيْرِ الْقُرْاٰنِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
یہ ابواب ہیں قرآن مجید کی تفسیر کے بیان میں
جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں

تفسیر بمعنی کھولنا اس علم میں بھی قرآن مجید کے مفہوم کو کھولا جاتا ہے تفسیر کی اصطلاحی تعریف علامہ زرکشی نے یہ فرمائی ہے
”عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهٖ فَهْمُ الْكِتَابِ اللّٰهِ الْمُنَزَّلِ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ ﷺ وَبَيَانُ مَعَانِيْهِ وَاسْتِخْرَاجُ اَحْكَامِهٖ وَحُكْمِهٖ.“
(وہ علم جس سے قرآن مجید کا فہم حاصل ہو اور اس کے معانی کی وضاحت اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جائے۔)[1]

تفسیر کے ماخذ:

تفسیر قرآن مجید کے چھ ماخذ ہیں۔
① خود قرآن مجید ”اَلْقُرْآنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا“ ② احادیث نبویہ ﷺ ③ اقوال صحابہ کرام
④ اقوال تابعین عظام ⑤ لغت عرب ⑥ عقلِ سلیم۔

(۱) برھان: ۱/ ۱۳

بَابُ مَا جَاءَ فِي الَّذِيْ يُفَسِّرُ الْقُرْاٰنَ بِرَأْيِهٖ
یہ باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرے

۳۰۶۹ ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ

النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۳، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۰۷۰ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِالْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۲۳، س۲٤)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف سے کوئی بات (یعنی حدیث) اس وقت تک نہ نقل کرو جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ یہ میرا ہی قول ہے اور جو شخص میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ اور ایسا شخص جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے گا وہ دونوں اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کر لیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

۳۰۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنِيْ حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ نَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ حَزْمٍ اَخُوْ حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ ثَنِيْ اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاءَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِيْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ حَزْمٍ وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اَنَّهُمْ شَدَّدُوْا فِيْ هٰذَا فِيْ اَنْ يُفَسَّرَ الْقُرْاٰنُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَاَمَّا الَّذِيْ رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ وَغَيْرِ هِمَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُمْ فَسَّرُوا الْقُرْاٰنَ فَلَيْسَ الظَّنُّ بِهِمْ اَنَّهُمْ قَالُوْا فِي الْفُرْقَانِ اَوْ فَسَّرُوْهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ مِنْ قِبَلِ اَنْفُسِهِمْ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُمْ مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْنَا اَنَّهُمْ لَمْ يَقُوْلُوْا مِنْ قِبَلِ اَنْفُسِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيِّ الْبَصْرِيُّ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ فِيْهَا بِشَيْءٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ قَالَ مُجَاهِدٌ لَوْ كُنْتُ قَرَأْتُ قِرَاءَ ةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَمْ اَحْتَجْ اِلٰى اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ مِمَّا سَاَلْتُ. (ص۱۲۳، س۲٦)

ترجمہ: ''حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن میں اپنی طرف سے کچھ کہا اگرچہ صحیح کہا ہو تب بھی اس نے غلطی کی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ بعض محدثین سہیل بن ابی حزم کو ضعیف کہتے ہیں۔

بعض علماء صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد کے علماء سے یہی قول منقول ہے کہ وہ اپنی رائے سے تفسیر کرنے والے کی مذمت کرتے ہیں۔ نیز جو روایات مجاہد اور قتادہ سے منقول ہیں کہ انہوں نے تفسیر کی ان پر یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی۔ اس لئے کہ حسین بن مہدی، عبدالرزاق سے وہ معمر سے اور وہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: کہ قرآن کریم میں کوئی آیت ایسی نہیں جس کی تفسیر میں میں نے کوئی نہ کوئی روایت نہ سنی ہو۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما، سفیان سے اور وہ اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ مجاہد نے فرمایا: اگر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتا تو مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت سی ایسی باتوں کے متعلق پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی جو ان سے پوچھتا ہوں۔"

تشریح

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۲۳، س۲۲) قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ: (ص۱۲۳، س۲۳)

جن علوم وفنون کو ایک مفسر کے لئے جاننا ضروری ہے ان علوم میں مہارت کے بغیر قرآن کریم کی تفسیر کرنے پر وعید فرمائی جارہی ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قِيْلَ يُخْشٰى عَلَيْهِ الْكُفْرُ" کہ اس کے حق میں کفر (اور سوء خاتمہ) کا اندیشہ ہے۔ (۱)

اہل فن نے قرآن کی تفسیر کے لئے پندرہ علوم میں مہارت کو ضروری بتایا ہے وہ پندرہ علوم یہ ہیں۔

① عربیت ② علم نحو ③ علم صرف و اشتقاق ④ علم معانی ⑤ علم بدیع ⑥ علم بیان ⑦ علم تجوید وقراءت ⑧ علم عقائد ⑨ اصول فقہ ⑩ قصص و اسباب نزول ⑪ ناسخ ومنسوخ ⑫ علم فقہ ⑬ فرائض وحساب کا جاننا ⑭ احادیث جو قرآن کی تفسیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

❶ عربیت: ــــــ اس سے واقف ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اور اس کے پہلے مخاطب عرب ہی تھے۔

عربی زبان سے واقف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ذوق ذوقِ عربیت ہو۔ یعنی عربی کلام پڑھنے کے وقت وہی لذت حاصل ہو جو اپنی زبان میں حاصل ہوتی ہے۔ بغیر اس کے قرآن مجید کو کماحقہ نہیں سمجھا جا سکتا اور کوئی شخص نصیحت پذیر نہیں ہوسکتا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ قرآن مجید میں لب کشائی کرے، اگر وہ لغات کو نہیں جانتا۔ (۲)

علامہ بیہقی شعب الایمان میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر میرے پاس ایسا شخص لایا جائے جو قرآن کی زبان نہیں جانتا اور اس کے باوجود قرآن کی تفسیر کرتا ہے تو میں اس کو سزا دوں گا۔ (۳)

❷ علم نحو: ــــــ اس سے بھی واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ اعراب کے بدلنے سے معنی بھی بدل جایا کرتے ہیں اس لیے

علم نحو سے پوری طرح واقف ہونا ضروری ہے۔

حضرت ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ حضرت حسن نے فرمایا بسا اوقات آدمی عربیت سے واقف ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کوئی آیت پڑھتا ہے تو علم نحو سے عدم واقفیت کی بناء پر اس طرح پڑھ دیتا ہے کہ اس کے لئے باعث ہلاکت بن جاتی ہے۔ (۴)

❸ علم صرف: ـــــ یہ بھی بجائے خود بڑا اہتمم بالشان علم ہے۔ ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَنْ فَاتَهُ عِلْمُهُ فَاتَهُ الْمعظَمُ"

ترجمہ: "جس شخص نے علم صرف حاصل نہ کیا اس نے علم کا بڑا حصہ کھو دیا۔"

کیونکہ علم صرف ہی سے صیغے معلوم ہوتے ہیں اس لئے اس کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ بعض دفعہ ترجمہ کرنے میں زبردست غلطی ہو جاتی ہے۔ (۵)

❹ علم اشتقاق: ـــــ یعنی لفظ کس مادہ سے مشتق ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ دو مادوں سے مشتق ہوتا ہے جس کی وجہ سے معنی میں بہت فرق ہو جاتا ہے۔ مثلاً لفظ مسیح یہ مسح سے بھی مشتق ہوسکتا ہے اور مساحت سے بھی۔ اب اگر کسی کو اشتقاق کا علم نہ ہو تو لفظ کا معنی بیان کرنے میں یقیناً غلطی کرے گا کیونکہ مسح کے معنی چھونے کے آتے ہیں اور مساحت پیائش کرنے کو کہتے ہیں اور دونوں کا فرق ظاہر ہے۔ (٦)

❺ علم بیان: ـــــ اس سے کلام کے معانی کا وضاحت اور پوشیدگی کے اعتبار سے پتہ چلتا ہے کہ کہاں پر کلام کس معنی کو وضاحت کے ساتھ بتا رہا ہے اور کہاں پر معنی میں خفا پایا جاتا ہے۔ (۷)

❻ علم معانی: ـــــ اس سے کلام کی ترکیب کی خاصیتیں معنی کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہیں کیونکہ کبھی کلام میں ظہور ہوتا ہے اور کہیں کلام میں پوشیدگی ہوتی ہے اور کہیں شبہات و کنایات استعمال ہوتے ہیں ان سب پر واقفیت علم معانی کے ذریعہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ (۸)

❼ علم بدیع: ـــــ اس سے کلام کی مختلف تعبیروں کی وجہ سے اس کی خوبیاں معلوم ہوتی ہیں اور کلام کے حسن کا پتہ چلتا ہے۔

آخر الذکر تینوں علوم، علوم بلاغت کہلاتے ہیں جو ایک مفسر کے لئے قرآن کی تفسیر کے سلسلہ میں رکن اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کی رعایت کرنا از بس ضروری ہے۔ (۹)

امام ابوبکر الباقلانی فرماتے ہیں:

"مَنْ زَعَمَ اَنَّهُ يُمْكِنُهُ اَنْ يَفْهَمَ شَيْئًا مِنْ بَلَاغَةِ الْقُرْاٰنِ بِدُوْنِ اَنْ يُمَارِسَ الْبَلَاغَةَ بِنَفْسِهِ فَهُوَ كَاذِبٌ مُبْطِلٌ" (۱۰)

ترجمہ: "جو شخص اس گمان میں ہے کہ بلاغت کی مشق کئے بغیر قرآن کی بلاغت کو سمجھ لے گا وہ جھوٹا اور باطل گو

ہے۔''

⑧ علم قراءات: ــــ اس لئے کہ قراءت کے مختلف ہو جانے سے معانی بھی بدل جاتے ہیں۔ اس سے قرآن پڑھنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ نیز بعض قراءات کو بعض پر معنی کی عمدگی کی وجہ سے ترجیح بھی معلوم ہوتی ہے۔ (۱۱)

⑨ علم اصول دین: ــــ یعنی علم عقائد کا جاننا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن میں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے تو خدائے تعالیٰ کی شان میں نقص لازم آتا ہے۔ لہٰذا اس قسم کی آیتوں میں لامحالہ تاویل کرنی پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ علم عقائد پر واقفیت حاصل کئے بغیر اس کا پتہ نہیں چل سکتا۔ (۱۲)

⑩ علم اصول فقہ: ــــ اس سے مسائل واحکام کے استنباط اور ان سے استدلال کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ (۱۳)

⑪ علم اسباب نزول: ــــ یعنی نزول کے اسباب کا جاننا کہ کونسی آیت کس وجہ سے اور کب نازل ہوئی ہے۔ بسا اوقات آیت کا سمجھنا اس پر موقوف ہوتا ہے۔ (۱۴)

⑫ ناسخ اور منسوخ کا علم: ــــ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کس آیت کا حکم ختم ہو چکا ہے اور کون سی آیت پر عمل باقی ہے۔ لہٰذا اس کا جاننا بھی نہایت ضروری ہے۔ (۱۵)

⑬ علم فقہ: ــــ چونکہ اس سے جزئیات معلوم ہوتی ہیں اور جزئیات پر واقفیت حاصل ہونے سے کلی احکام کا بھی پتہ چلتا ہے۔ (۱۶)

⑭ احادیث کا جاننا: ــــ اس لئے کہ احادیث درحقیقت قرآن کی وضاحت اور تفسیر کرتی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اِنَّ السُّنَّۃَ تُفَسِّرُ الْکِتَابَ وَتُبَیِّنُہٗ'' (۱۷)

ترجمہ: ''احادیث کتاب اللہ تعالیٰ کی توضیح وتفسیر کرتی ہیں۔''

حضرت مکحول الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ تفسیر قرآن علم احادیث کے ضروری ہونے کو یوں فرماتے ہیں۔

''اَلْقُرْاٰنُ اَحْوَجُ اِلَی السُّنَّۃِ مِنَ السُّنَۃِ اِلَی الْقُرْاٰنِ'' (۱۸)

ترجمہ: ''قرآن کو حدیث کی زیادہ ضرورت ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ حدیث کو قرآن کی ضرورت ہو۔''

یہ پندرہ علوم ایسے ہیں جو ایک مفسر کے لئے آلہ کی حیثیت رکھتے ہیں ان علوم کو حاصل کئے بغیر کسی کو تفسیر کرنے کا حق نہیں ہے اور ان علوم کے بغیر جو شخص قرآن کی تفسیر کرے گا وہ تفسیر بالرائے شمار کی جائے گی۔

⑮ ان سب علوم کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامی علم جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے ملتا ہے۔ جیسے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''اِنَّمَا طَالَعْتُ عَلَی الْاٰیِۃِ الْوَاحِدَۃِ نَحْوَ مِائَۃِ تَفْسِیْرٍ ثُمَّ اَسْاَلُ اللّٰہَ الْفَہْمَ وَاَقُوْلُ یَا مُعَلِّمَ آدَمَ

وَابْرَاهِيمَ عَلِّمْنِي وَكُنْتُ اَذْهَبُ اِلَى الْمَسَاجِدِ الْمَهْجُوْرَةِ وَنَحْوِهَا وَاُمَرِّغُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ وَاَقُوْلُ يَا مُعَلِّمَ اِبْرَاهِيمَ فَهِّمْنِيْ"[19]

(بسا اوقات ایک ایک آیت کے لئے میں نے سوسوتفسیروں کا مطالعہ کیا مطالعہ کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ مجھے اس آیت کا فہم عنایت ہو میں عرض کرتا اے آدم وابراہیم علیہما السلام کے معلم میری تعلیم (بھی) فرما اور میں سنسان اور غیر آباد مسجدوں اور مقامات کی طرف چلا جاتا اپنی پیشانی خاک پر ملتا اور کہتا کہ اے ابراہیم علیہ السلام کو تعلیم دینے والے مجھے سمجھ عطا فرما)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ:

تفسیر بالرائے سے بچنے کے لئے دو چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔

1. تفسیر قواعد عربیہ کے خلاف نہ ہو۔
2. عقیدہ اجماعیہ یا حدیث صحیحہ کے خلاف نہ ہو۔[20]

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ ......: (ص۱۲۳، س۳۱)

جس کے اندر تفسیر کی اہلیت نہ ہو اس کا تفسیر کرنے کی جراءت کرنا ہی بہت بڑی غلطی ہے اگرچہ اس کی بیان کردہ تفسیر صحیح ہی کیوں نہ ہو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی مستند معالج (ڈاکٹر) کسی مریض کا علاج کرے اور وہ مریض اسی مرض میں انتقال بھی کر جائے تو قانونا اس ڈاکٹر کے خلاف مقدمہ نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر غیر مستند معالج کسی مریض کا علاج کرے اور وہ مریض صحت یاب بھی ہو جائے تب بھی اس جعلی معالج پر قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے اس کے غیر مستند ہوتے ہوئے اس نے جو علاج کا راستہ اختیار کیا ہے اس میں ہلاکت کا خطرہ ہے اسی وجہ سے جو تفسیر کے فن سے واقف نہ ہو تو اس کا قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنا انتہائی خطرناک راستہ ہے معلوم نہیں یہ کب غلط تفسیر کر بیٹھے اور خود گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ کتنے لوگ اس سے گمراہ ہو جائیں۔

حدیث بالا کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ قرآن مجید میں غور وفکر کر کے کوئی بات بھی نہ کی جائے شرائط کے ساتھ کوئی تفسیر کی جائے تو صرف جائز نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ جیسے کہ علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض غلو پسند لوگوں کا یہ کہنا کہ قرآن کریم میں کوئی بات فکر ورائے کی بنیاد پر کہنا جائز نہیں یہاں تک کہ اجتہاد کے ذریعہ قرآن کریم سے ایسے معانی بھی مستنبط کرنا صحیح نہیں جو اصول شرعیہ کے مطابق ہوں ان کا یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ قرآن کریم نے خود ہی تدبر اور استنباط کو جا بجا مستحسن کہا ہے اور اگر فکر و تدبر بالکل نہ مانا جائے تو قرآن وسنت سے شرعی احکام وقوانین مستنبط کرنے کا دروازہ ہی سرے سے بند ہو جائے گا حدیث بالا میں ہر کسی کی رائے پر پابندی لگانا مناسب نہیں ہے۔[21]

تخریج حدیث:

٣٠٦٩ - أخرجه الدارمي: باب: اتقاء الحديث عن النبي ﷺ والتثبت فيه، وأحمد (١/ ٢٣٣، ٢٦٩، ٢٩٣، ٣٢٧).

٣٠٧٠ - انظر السابق.

۳۰۷۱ - أخرجه أبوداود: كتاب العلم: باب: الكلام في كتاب الله بغير علم، حديث (۳٦٥۲).

(۱) مرقاة: ۱۹۱/۱ (۲) اتقان: ۱۸۰/۲ (۳) اتقان: ۱۷۹/۲ (٤) اتقان: ۱۸۰/۲ (٥) اتقان: ۱۸۰/۲ (٦) اتقان: ۱۸۱/۲ (۷) الاتقان: ۱۸۱/۲ (۸) الاتقان: ۱۸۱/۲ (۹) ايضًا (۱۰) الاتقان: ۱۸۱/۲ (۱۱) الاتقان: ۱۸۱/۲ (۱۲) الاتقان: ۱۸۱/۲ (۱۳) الاتقان: ۱۸۰/۲ (١٤) الاتقان: ۱۸۱/۲ (۱٥) الاتقان: ۱۸۰/۲ (١٦) اتقان: ۱۸۰/۲ (۱۷) جامع بيان العلم: ۱۹۱/۲ (۱۸) ايضاً (۱۹) العقود الدرية: ۲٦، بحواله تاريخ دعوت و عزيمت: ۲۹/۲

(۲۰) توضيع اشرف نوٹ: فیض الباری میں حضرت انور شاہ کشمیری نے اس پر بہترین بحث کی ہے (۲۱) الاتقان: ۱۸۰/۲

بَابُ وَمِنْ سُوْرَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ (ص۱۲٤، س۲)

یہ باب ہے سورۂ فاتحہ کی تفسیر کے بیان میں

۳۰۷۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِىَ خِدَاجٌ فَهِىَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِنِّىْ اَحْيَانًا اَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ يَا ابْنَ الْفَارِسِيِّ فَاقْرَأْهَا فِىْ نَفْسِكَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ عَبْدِىْ نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَالِىْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِىْ وَلِعَبْدِىْ مَا سَاَلَ يَقْرَءُ الْعَبْدُ (فَيَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى حَمِدَنِىْ عَبْدِىْ فَيَقُوْلُ (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَثْنٰى عَلَىَّ عَبْدِىْ فَيَقُوْلُ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) فَيَقُوْلُ مَجَّدَنِىْ عَبْدِىْ وَهٰذَا لِىْ وَبَيْنِىْ وَبَيْنَ عَبْدِىْ (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) وَاٰخِرُ السُّوْرَةِ لِعَبْدِىْ وَلِعَبْدِىْ مَا سَاَلَ يَقُوْلُ (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ) هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوٰى ابْنُ جُرَيْجٍ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِى السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَرَوٰى ابْنُ اَبِىْ اُوَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنِىْ اَبِىْ وَاَبُو السَّائِبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا.

(ص۱۲٤، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص ہے نامکمل ہے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو

کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا: اے فارسی کے بیٹے دل میں پڑھا کرو (یعنی سوچ لیا کرو)۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کی نماز کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک حصہ اپنے لئے اور ایک اس بندے کے لئے۔ پھر میرا بندہ جو مانگے وہ اس کے لئے ہے۔ چنانچہ جب بندہ کھڑا ہو کر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ جب ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ جب ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعظیم کی۔ اور یہ خالصتاً میرے لئے ہے اور میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے پھر ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' سے آخر تک میرے بندے کے لئے ہے اور اس کے لئے وہی ہے جو وہ یہ کہتے ہوئے مانگے ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ'' یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ، اسماعیل بن جعفر اور کئی راوی علاء بن عبدالرحمٰن سے وہ اپنے والد سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ پھر ابن جریج اور مالک بن انس بھی علاء بن عبدالرحمٰن سے وہ ابو سائب سے (جو ہشام کے مولی ہیں) وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ نیز ابن اویس اپنے والد سے اور وہ علاء بن عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرے والد اور ابو سائب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے ہم معنی روایت کی ہے۔''

۳۰۷۳ - حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَيَعْقُوْبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَارِسِيُّ قَالَا ثَنِي ابْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنِيْ اَبِيْ وَاَبُو السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ وَكَانَ جَلِيْسَيْنِ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ اُوَيْسٍ اَكْثَرَ مِنْ هٰذَا وَسَاَلْتُ اَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ صَحِيْحٌ وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْعَلَاءِ. (ص۱۲۴، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص و نامکمل ہے۔ اسمٰعیل بن اویس کی روایت میں اس سے زیادہ نہیں۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ لیکن انہوں نے ابن ابی اویس کی روایت کو بطور دلیل پیش کیا ہے جو وہ اپنے والد سے اور وہ علاء سے روایت کرتے ہیں۔''

۳۰۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ اَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ قَيْسٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ

عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ وَجِئْتُ بِغَيْرِ اَمَانٍ وَلَا كِتَابٍ فَلَمَّا دُفِعْتُ اِلَيْهِ اَخَذَ بِيَدِىْ وَقَدْ كَانَ قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ اِنِّىْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ يَدَهٗ فِىْ يَدِىْ قَالَ فَقَامَ بِىْ فَلَقِيَتْهُ اِمْرَاَةٌ وَصَبِىٌّ مَعَهَا فَقَالَا اِنَّ لَنَا اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَامَ مَعَهُمَا حَتّٰى قَضٰى حَاجَتَهُمَا ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِىْ حَتّٰى اَتٰى بِىْ دَارَهٗ فَاَلْقَتْ لَهُ الْوَلِيْدَةُ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا يُفِرُّكَ اَنْ تَقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَهَلْ تَعْلَمُ مِنْ اِلٰهٍ سِوَى اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا تَفِرُّ اَنْ تَقُوْلَ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَهَلْ تَعْلَمُ شَيْئًا اَكْبَرُ مِنَ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ الْيَهُوْدَ مَغْضُوْبٌ عَلَيْهِم وَاِنَّ النَّصَارٰى ضُلَّالٌ قَالَ قُلْتُ فَاِنِّىْ حَنِيْفٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَرَاَيْتُ وَجْهَهٗ تَبَسَّطَ فَرَحًا قَالَ ثُمَّ اَمَرَ بِىْ فَاُنْزِلْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ جَعَلْتُ اَغْشَاهُ طَرَ فَيِ النَّهَارِ قَالَ فَبَيْنَمَا اَنَا عِنْدَهٗ عَشِيَّةً اِذْ جَاءَهٗ قَوْمٌ فِىْ ثِيَابٍ مِنَ الصُّوْفِ مِنْ هٰذِهِ النِّمَارِ قَالَ فَصَلّٰى وَقَامَ فَحَثَّ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ وَلَوْ صَاعٌ وَلَوْ بِنِصْفِ صَاعٍ وَلَوْ قُبْضَةً وَلَوْ بِبَعْضِ قُبْضَةٍ يَقِىْ اَحَدُكُمْ وَجْهَهٗ حَرَّ جَهَنَّمَ اَوِ النَّارِ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا قِى اللّٰهَ وَقَائِلٌ لَهٗ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ اَلَمْ اَجْعَلْ لَكَ سَمْعًا وَبَصَرًا فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اَجْعَلْ لَكَ مَالًا وَوَلَدًا فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَيْنَ مَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَيَنْظُرُ قُدَّامَهٗ وَبَعْدَهٗ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ لَا يَجِدُ شَيْئًا يَقِىَ بِهٖ وَجْهَهٗ حَرَّ جَهَنَّمَ لِيَقِ اَحَدُكُمْ وَجْهَهُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَاِنِّىْ لَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الْفَاقَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ نَاصِرُكُمْ وَمُعْطِيكُمْ حَتّٰى تَسِيْرَ الظَّعِيْنَةُ فِيْمَا بَيْنَ يَثْرِبَ وَالْحِيْرَةِ اَوْ اَكْثَرَ مَا يَخَافُ عَلٰى مَطِيَّتِهَا السَّرَقَ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ فِىْ نَفْسِىْ فَاَيْنَ لُصُوْصُ طَىِّءٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ. (ص۱۲۴، س۱۴)

ترجمہ: ''حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ عدی بن حاتم ہیں۔ میں کسی امان اور تحریر کے بغیر آ گیا تھا۔ جب مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے جایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہہ چکے تھے کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لے کر کھڑے ہوئے تو ایک عورت اور ایک بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ہو لئے اور ان کا کام کر کے دوبارہ میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے۔ ایک بچی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بچھونا بچھا دیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ

گئے اور میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد مجھ سے پوچھا کہ تمہیں "لا الہ الا اللہ" کہنے سے کون سی چیز روکتی ہے۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی معبود کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کیا "نہیں"۔ پھر کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر فرمایا: تم اس لئے اللہ اکبر کہنے سے راہ فرار اختیار کرتے ہو کہ تم اس سے بڑی کوئی چیز جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور نصاری گمراہ ہیں۔ عدی کہتے ہیں پھر میں نے کہا کہ میں خالص مسلمان ہوں۔ عدی کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ (یہ سن کر) نبی اکرم ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا اور میں ایک انصاری کے ہاں (بطور مہمان) رہنے لگا اور آپ ﷺ کی خدمت میں صبح وشام حاضر ہونے لگا۔ ایک دن میں رات کے وقت آپ ﷺ کے پاس تھا کہ ایک قوم آئی۔ انہوں نے اون کے دھاری دار کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور خطب دیتے ہوئے انہیں صدقہ دینے کی ترغیب دی اور فرمایا: اگرچہ ایک صاع ہو یا نصف صاع ہو یا مٹھی ہو یا اس سے بھی کم ہو۔ تم میں سے ہر ایک (کو چاہئے کہ) اپنے چہرے کو جہنم کی آگ کی گرمی یا اس کی آگ سے بچانے کی کوشش کرے خواہ وہ ایک کھجور یا آدھی کھجور دے کر ہی ہو۔ اس لئے کہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے وہی کچھ فرمائے گا جو میں تم سے کہتا ہوں۔ کیا میں نے تمہارے کان آنکھ نہیں بنائے؟ وہ کہے گا ہاں کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ کہاں ہے جو تم نے اپنے لئے آگے بھیجا تھا پھر وہ اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا اور اپنے چہرے کو آگ کی گرمی سے بچانے کے لئے کوئی چیز نہیں پائے گا لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو (جہنم کی) آگ سے بچائے چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کے ذریعے ہی بچائے۔ اس لئے کہ میں تم لوگوں کے متعلق فاقے سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار اور عطاء کرنے والا ہے یہاں تک کہ (عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ) ایک اکیلی عورت مدینہ سے حیرہ تک سفر کرے گی اور اسے اپنی سواری کی چوری کا بھی خوف نہیں ہوگا۔ عدی کہتے ہیں کہ میں دل میں سوچنے لگا کہ اس وقت قبیلہ بنو طئی کے چور کہاں ہوں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف سماک بن حرب کی روایت سے جانتے ہیں۔ شعبہ بھی سماک سے وہ عباد بن حبیش سے وہ عدی بن حاتم سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔"

٣٠٧٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَهُوْدُ مَغْضُوْبٌ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارٰى ضُلَّالٌ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ. (ص١٢٤، س٢٦)

ترجمہ: "روایت کی ہم سے محمد مثنی اور محمد بن بشار نے ان دونوں نے کہا روایت کی ہم سے محمد بن جعفر نے انہوں نے

شعبہ سے وہ سماک بن حرب سے وہ عباد بن حبیش سے وہ عدی بن حاتم سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ یہود ''مَغْضُوْبٌ عَلَیْهِمْ'' (یعنی یہودیوں پر غضب کیا گیا ہے) اور نصاری (عیسائی) گمراہ ہیں۔ پھر طویل حدیث ذکر کی۔''

تشریح

❶ سورت فاتحہ مکی سورتوں میں سے ہے اس سورت میں سات آیات ہیں اور ۲۵ کلمات اور ۱۱۳ حروف ہیں۔
بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ یہ سورت دو مرتبہ نازل ہوئی ایک مرتبہ مکہ میں دوسری مرتبہ مدینہ میں۔ (۱)
اس سورت کو سورت فاتحہ کہا جاتا ہے بمعنی کھولنے والی کیونکہ اس سے قرآن مجید شروع ہوتا ہے۔ (۲)
اور بھی متعدد اسماء ہیں سورت فاتحہ کے۔ مثلاً:

❷ اُمُ الْقُرْآنِ: اس میں تمام قرآن مجید کا خلاصہ اور مضمون ہے۔

❸ سُوْرَتُ صَلٰوۃِ: کیونکہ نماز کی ہر رکعت میں اس کو پڑھا جاتا ہے۔

❹ سُوْرَۃُ الدُّعَاءِ: کیونکہ اس میں دعا موجود ہے۔

❺ سُوْرَۃُ الشِّفَاءِ: یہ سورت تمام امراض کے لئے شفاء بھی ہے۔

❻ سُوْرَتُ الْوَافِيَةِ: اس کو پڑھنے سے مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

❼ سُوْرَتُ الْمَثَانِیْ: اس میں سات آیات ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ (۳)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا:

نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے کا حکم:

اس باب کی چند احادیث سے نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے فقہائے امت کے دو قول زیادہ مشہور ہیں۔

پہلا مذہب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جو فرماتے ہیں کہ سورت فاتحہ نماز میں واجب ہے۔ (٤)

دوسرا مذہب: ائمہ ثلاثہ کا جو قائل ہیں کہ سورت فاتحہ نماز میں رکن ہے۔

پہلے مذہب والوں کا استدلال

❶ قرآن مجید میں آتا ہے ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ (٥) قرآن کا کوئی بھی حصہ پڑھ لیا جائے جو آسان ہے۔

❷ حدیث میں آتا ہے ''اِقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ'' (٦)
اس حدیث کی وضاحت دوسری حدیث میں سورت فاتحہ کے ساتھ کی گئی ہے۔ (٧)

❸ حدیث میں آتا ہے "مَنْ صَلّٰی صَلَاۃً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَلَاتُهٗ خِدَاجٌ غَیْرُ تَامٍّ."
خداج بمعنی نقصان۔ کہ نماز تو ہو جائے گی لیکن کمی اور نقصان کے ساتھ یہ نہیں کہ نماز ہی نہ ہو۔

❹ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں اعلان کر دو "اَنْ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِقِرَاءَ ۃِ قُرْآنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ او کما قال" حدیث میں لو سے عدم رکنیت معلوم ہوتا ہے۔ اور فَمَا زَادَ کا جملہ امام یا منفرد کی نماز پر دلالت کرتا ہے۔ نہ کہ مقتدی کی نماز پر۔ (۸)

ائمہ ثلاثہ کا استدلال اور اس کا جواب

"لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ". (۹)

اس کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ یہی روایت مسلم اور نسائی میں بھی آتی ہے وہاں پر فاتحہ کے ساتھ فَصَاعِدًا کا لفظ بھی ذکر کیا گیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَةِالْكِتَابِ وَمَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ بَعْدَهَا" بعض میں سورت بعض میں مہما شیء کے الفاظ بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سورت فاتحہ کو رکن بنانا اور اس کے بغیر نماز کو بالکل معدوم سمجھنا صحیح نہیں۔

"قُسِمَتِ الصَّلَاۃُ."

اس جملے میں سورت فاتحہ کی اہمیت بیان کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورت فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کیا ہوا ہے جس کی تفسیر خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں ارشاد فرمائی ہے۔

اسی طرح سے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورت فاتحہ کی پہلی آیت "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا خزانہ ہے دوسری آیت "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خزانہ ہے۔

تیسری آیت "مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ" میں عدالت کا خزانہ ہے۔

چوتھی آیت "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" میں پاکیزگی کا خزانہ ہے۔

پانچویں آیت "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا خزانہ ہے۔

چھٹی آیت میں "صِرَاطَ الَّذِیْنَ" میں عبرت کا خزانہ ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے تورات، زبور، انجیل اور قرآن میں بھی اس جیسی کوئی اور سورت نازل نہیں فرمائی یہ سبع الثانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائی ہے۔ (۱۰)

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ: سے مراد یہود ہیں اور وَلَا الضَّآلِّیْنَ: سے مراد عیسائی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہود کے پاس علم تھا مگر انہوں نے اس کا انکار کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کے مستحق ہوگئے اور عیسائیوں کے پاس علم ہی نہیں تھا ان کی

گمراہی ان کی جہالت بنی۔ [۱۱]

اس آیت کے تحت حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہود اور نصاری میں سے ہر ایک گمراہ بھی ہے اور ہر ایک اللہ تعالیٰ کے غصے کا مستحق بھی ہے لیکن یہود کی بڑی خامی یہ تھی کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہو اور عیسائیوں کی بڑی خامی یہ تھی کہ وہ گمراہ ہوئے۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر دونوں قوموں کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا ہے ﴿فَبَاءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ﴾ [۱۲] (اسی باعث یہ لوگ غضب ہی غضب کے مستحق ہوئے) اور عیسائیوں کے بارے میں فرمایا ﴿وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۷۷﴾﴾ [۱۳]

تخریج حدیث:

۳۰۷۲ - أخرجه مالك: كتاب الصلاة: باب: القراء ة خلف الإمام فيما لا يجهر فيه بالقراء ة، حديث (۳۹)، ومسلم: كتاب الصلوة: باب: وجوب قراء ة الفاتحة في كل ركعة ......، حديث (۳۸/۳۹۵)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: من ترك القراء ة في صلاته بفاتحة الكتاب، حديث (۸۲۱)، والنسائي: كتاب الافتتاح: باب: ترك قراء ة بسم الله الرحمن الرحيم من فاتحة الكتاب، حديث (۹۰۹)، وابن ماجه: كتاب إقامة الصلاة: باب: القراء ة خلف الإمام، حديث (۸۳۸)، (۲/۱۲۴۳): كتاب الأدب: باب: ثواب القرآن، حديث (۳۷۸٤)، وأحمد (۲/۲۵۰، ۲۸۵، ۲۸٦، ٤٦۰، ٤۸۷، ۲٤۱، ٤۵۷، ٤۷۸)، وابن خزيمة (۱/۲٤۷)، حديث (٤۸۹)، (۲/۲۵۲)، حديث (۵۰۲)، (۲/۲٤۸)، حديث (٤۰۹)، والحميدي (۲/٤۳۰)، حديث (۹۷۳، ۹۷٤).

۳۰۷۳ - أخرجه أحمد: (٤/۳۷۸).

(۱) تفسیرد درمنثور: ۲/۱، تفسیر قرطبی: ۱۱۵/۱، تفسیر ابن کثیر: ۱۸/۱ (۲) شرح للنووی (۳) تفسیر ابن کثیر: ۱۸/۱، تفسیر روح المعانی: ۳۸/۱ وغیرہ (٤) عمدۃ القاری: ٦۷/۳ (۵) سورت المزمل آیت: ۲۰ (٦) بخاری: ۱۰۵/۱، مسلم: ۱۰۷/۱ (۷) ابوداود: ۱۲۵/۱، مسند احمد: ۳٤۰/٤ (۸) ابوداود: ۱۱۸/۱، جامع المسانید: ۳۰۸/۱ (۹) ترمذی (۱۰) روح المعانی: ۸۹/۱ (۱۱) ام الکتاب: ص ۳۱۵ (۱۲) سورۃ بقرہ: آیت ٦۰ (۱۳) سورت مائدہ: آیت ۷۷، تفسیر ابن کثیر: ۵۵/۱

بَابُ وَمِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

یہ باب ہے سورۂ بقرہ کی تفسیر کے بیان میں

۳۰۷٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُالْوَهَّابِ قَالُوْانَا عَوْفُ بْنُ اَبِىْ جَمِيْلَةَ الْاَعْرَابِىُّ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قُبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ فَجَاءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْاَرْضِ فَجَاءَ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲٤، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو (مٹی کی) ایک مٹھی سے پیدا کیا جسے اس نے پوری زمین سے اکٹھا کیا۔ اس لئے اولاد آدم میں سے کوئی سرخ رنگ کا ہے کوئی سفید ہے تو کوئی کالا ہے اور کوئی ان رنگوں کے درمیان۔ اسی طرح کوئی نرم مزاج ہے تو کوئی سخت، کوئی خبیث اور کوئی پاکیزہ طبیعت کا ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٠٧٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا قَالَ دَخَلُوْا مُتَزَحِّفِيْنَ عَلٰى اَوْرَاكِهِمْ اَیْ مُنْحَرِفِيْنَ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِیْ قِيْلَ لَهُمْ قَالَ قَالُوْا حَبَّةٌ فِیْ شَعِيْرَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٢٥، س١)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اُدْخُلُوا الْبَابَ'' (یعنی سجدہ کرتے ہوئے دروازے میں داخل ہو جاؤ) کی تفسیر میں فرمایا: کہ بنی اسرائیل اپنے کولہوں پر گھسٹتے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے یعنی انحراف کرتے ہوئے۔ اسی سند سے ''فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ......'' (یعنی ان (ظالم) لوگوں نے اس قول کو بدل دیا جوان سے کہا گیا تھا) کی تفسیر میں منقول ہے کہ انہوں نے کہا ''حَبَّةٌ فِیْ شَعِيْرَةٍ'' (جو میں دانہ)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٠٧٨ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ نَا اَشْعَثُ السَّمَّانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فِیْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ فَلَمْ نَدْرِ اَيْنَ الْقِبْلَةُ فَصَلّٰى كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا عَلٰى حِيَالِهٖ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَشْعَثَ السَّمَّانِ اَبِی الرَّبِيْعِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ وَاَشْعَثُ يُضَعَّفُ فِی الْحَدِيْثِ. (ص١٢٥، س٣)

ترجمہ: ''حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک اندھیری رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے کسی کو قبلے کی سمت معلوم نہیں تھی لہٰذا جس کا جدھر منہ تھا۔ اسی طرف (تہجد کی) نماز پڑھ لی۔ صبح ہوئی (فجر کی اذان ہوئی) تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ''فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ'' (یعنی تم جس طرف بھی منہ کرو گے اسی طرف اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے) یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے صرف اشعث بن سمان ابوربیع کی روایت سے جانتے ہیں اور یہ ضعیف ہیں۔''

٣٠٧٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ

جُبَیْرٍ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی عَلٰی رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا حَیْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ وَهُوَ جَاءٍ مِنْ مَکَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عُمَرَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ (وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِیْ هٰذَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَیُرْوٰی عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ (وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ) هِیَ مَنْسُوْخَةٌ نَسَخَهَا قَوْلُهٗ (فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) اَیْ تِلْقَاءَهٗ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ نَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ وَیُرْوٰی عَنْ مُجَاهِدٍ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ (فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ) قَالَ فَثَمَّ قِبْلَةُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَبُوْ کُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا وَکِیْعٌ عَنِ النَّضْرِ بْنِ عَرَبِیٍّ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٰذَا. (ص۱۲۵، س۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سواری پر ہی پڑھ لیتے تھے خواہ اس کا منہ کسی طرف بھی ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف آ رہے تھے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ”وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ“ (اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب) اور فرمایا یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور قتادہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت ”وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ“ ”فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ“ (یعنی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے) سے منسوخ ہے۔ یہ قول محمد بن عبدالملک بن ابی شوارب یزید بن زریع سے وہ سعید سے اور وہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں۔ جبکہ مجاہد اس کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرف بھی منہ کرو گے اسی طرف قبلہ ہے (یعنی تمہاری نماز قبول ہوگی۔) یہ قول ابوکریب وکیع سے وہ نضر بن عربی سے اور وہ مجاہد سے نقل کرتے ہیں۔“

۳۰۸۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ صَلَّیْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ فَنَزَلَتْ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی) هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۲۵، س۱۲)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ: کاش کہ ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ”وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی“ (یعنی مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرو) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۸۱ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ نَا هُشَیْمٌ نَا حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی فَنَزَلَتْ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی) هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. (ص۱۲۵، س۱۳)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى''۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔''

۳۰۸۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قَوْلِهٖ (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا) قَالَ عَدْلاً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۵، س۱۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا'' (اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا) کی تفسیر میں فرمایا کہ وسطاً سے مراد عدلاً (یعنی نہ افراط نہ تفریط بلکہ دونوں کے درمیان) ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۰۸۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى نُوْحٌ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُدْعٰى قَوْمُهٗ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ وَمَا اَتَانَا مِنْ اَحَدٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ قَالَ فَيُؤْتٰى بِكُمْ تَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا كُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا) وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَهٗ. (ص۱۲۵، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا اور پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ان کی قوم کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں پیغام پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں کوئی ڈرانے والا یا کوئی اور نہیں آیا۔ پھر نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ آپ کے گواہ کون ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت۔ پھر تمہیں بلایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا كُمْ ......'' (اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوں) وسط سے مراد عدل ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن بشار بھی جعفر بن عون سے اور وہ اعمش سے اسی کی مانند روایت کرتے ہیں۔''

۳۰۸۴ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يُوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَكَانَ يُحِبُّ ذٰلِكَ فَصَلّٰى رَجُلٌ مَعَهُ الْعَصْرَ قَالَ ثُمَّ مَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِى صَلٰوةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ. (ص۱۲۵، س۲۵)

ترجمہ: ”حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن چاہتے تھے کہ انہیں خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ ......“ (یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ (بار بار) آسمان کی طرف اٹھتا دیکھ رہے ہیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں لہٰذا اپنا چہرہ خانہ کعبہ کی طرف پھیر لیجئے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ اسی قبلے کی طرف کر دیا گیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے۔ پھر ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد اس کا گزر انصار کی جماعت پر ہوا جو عصر کی نماز پڑھ رہے اور رکوع میں تھے۔ ان کا رخ بیت المقدس کی طرف تھا۔ اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی رکوع میں اپنے رُخ قبلے کی طرف پھیر لئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان ثوری اسے ابواسحٰق سے نقل کرتے ہیں۔“

۳۰۸۵ ۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانُوْا رُكُوْعًا فِى صَلَاةِ الْفَجْرِ وَفِى الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَ عُمَارَةَ بْنِ اَوْسٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۵، س۲۵)

ترجمہ: ”ہم سے روایت کی ہناد نے ان سے وکیع نے ان سے سفیان نے وہ عبداللہ بن دینار سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ (لوگ) فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع میں تھے۔ اس باب میں حضرت عمرو بن عوف مزنی، ابن عمر، عمارہ بن اوس، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۰۸۶ ۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَاَبُوْ عَمَّارٍ قَالَا نَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا وُجِّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ مَاتُوْا وَهُمْ

يُصَلُّوْنَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ) اَلْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۵، س۲۶)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قبلہ تبدیل کیا گیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ان بھائیوں کا کیا ہوگا جو بیت المقدس کی طرف چہرے (رخ) کرکے نماز پڑھتے تھے اور اس حکم (قبلہ کی تبدیلی) سے پہلے فوت ہوگئے۔ اس پر آیت نازل ہوئی ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ ......'' (یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کردے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۰۸۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِىَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا اَرٰى عَلٰى اَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا اُبَالِىْ اَنْ لَّا اَطُوْفَ بَيْنَهُمَا فَقَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِىْ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَافَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاِنَّمَا كَانَ مَنْ اَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِىْ بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِىُّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَاَعْجَبَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا كَانَ مَنْ لَّا يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ اِنَّمَا اُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهٖ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَاُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِىْ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۵، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ میں صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرنے والے پر اس عمل میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتا۔ نیز میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ ان کے درمیان سعی نہ کروں۔ انہوں نے فرمایا اے بھانجے تو نے کتنی غلط بات کہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی پھر اس کے بعد مسلمانوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ ہاں زمانہ جاہلیت میں جو سرکش مناۃ (بت) کے لئے لبیک کہتا تھا وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ ......'' (جو حج بیت اللہ کرے یا عمرہ ادا کرے اس پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے پر کوئی گناہ نہیں) اگر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ''فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا'' (یعنی اس پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ صفا و مروہ کی سعی نہ کرے) زہری کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام

کے سامنے بیان کی تو انہوں نے اسے بہت پسند کیا اور فرمایا: اس میں بڑا علم ہے۔ میں نے کچھ علماء کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ عرب میں سے جو لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ان دو پتھروں کے درمیان سعی کرنا امور جاہلیت میں سے ہے اور انصار میں سے کچھ لوگ کہتے کہ ہمیں بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ صرف صفا و مروہ کا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ......'' (یعنی صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔) ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ آیت انہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٠٨٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ حَكِيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كَانَا مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ اَمْسَكْنَا عَنْهُمَا وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا) قَالَ هُمَا تَطَوُّعٌ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٢٥، س٣٥)

ترجمہ: ''حضرت عاصم احول کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا و مروہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ زمانہ جاہلیت کی نشانیوں میں سے تھے۔ جب اسلام آیا تو ہم نے ان کا طواف چھوڑ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے درمیان سعی کرنا نفل عبادت ہے اور جو کوئی نفل نیکی کرے اللہ تعالیٰ قبول فرمانے والا اور جاننے والا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٠٨٩ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا فَقَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ ثُمَّ اَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ قَالَ نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ وَقَرَاَ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ) هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٢٦، س٣)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی ''وَاتَّخِذُوْا مِنْ ......'' (اور تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرار دو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی پھر آئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم بھی وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے اور یہ آیت پڑھی ''اِنَّ الصَّفَا......'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٠٩٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ بْنِ يُوْنُسَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْاِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ اَنْ يُّفْطِرَ وَلَمْ يَاْكُلْ لَيْلَتَهٗ وَلَا يَوْمَهٗ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاَنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَهُ الْاِفْطَارُ اَتَى امْرَأَتَهٗ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكِ طَعَامٌ فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنِ انْطَلِقُ فَاَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهٗ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهٗ وَجَاءَ تْهُ امْرَأَتُهٗ فَلَمَّا رَاٰتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَّكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ) فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ) هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(ص١٢٦، س٥)

ترجمہ: ”حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جب کوئی روزہ رکھتا پھر افطار کئے بغیر سو جاتا تو وہ دوسری شام تک رات دن کچھ نہ کھاتا۔ حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ دار تھے افطار کے وقت اپنی بیوی کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تیرے پاس کھانا ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ لیکن میں جا کر تلاش کرتی ہوں۔ سارا دن کام کرنے کی وجہ سے حضرت قیس بن صرمہ انصاری کو نیند آ گئی۔ جب آپ کی زوجہ واپس آئی تو ان کو (سوئے ہوئے) دیکھ کر کہا ہائے تمہاری محرومی۔ پھر جب دوسرے دن دوپہر کا وقت ہوا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ چنانچہ اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اُحِلَّ لَكُمْ ......“ (تم لوگوں کے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے (محبت کرنا) حلال کر دیا گیا۔) اس پر وہ لوگ بہت خوش ہوئے نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا ......“ (یعنی کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تم لوگوں کے لئے سفید خط سیاہ خط سے متمیز ہو جائے)۔ (یعنی واضح ہو جائے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

٣٠٩١ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعِ الْكِنْدِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ) قَالَ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ وَقَرَاَ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ) اِلٰى قَوْلِهٖ (دَاخِرِيْنَ) هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٢٦، س١٠)

ترجمہ: ”حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ“ (یعنی تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا) کی تفسیر میں فرمایا کہ دعا ہی اصل عبادت ہے اور یہ آیت ”وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ دَاخِرِيْنَ“ تک پڑھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

٣٠٩٢ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا هُشَيْمٌ اَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ نَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (حَتّٰى

يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ) قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكَ بَيَاضُ النَّهَارِ مِنْ سَوَادِ اللَّيْلِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ''شعبی حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''حَتّٰی يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ'' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اس سے مراد رات کی تاریکی میں سے دن کی روشنی کا ظاہر ہونا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۰۹۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا هُشَيْمٌ نَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ. (ص۱۲۶، س۱۳)

ترجمہ: ''ہم سے روایت کی احمد بن منیع نے انہوں نے ہشیم سے وہ مجالد سے وہ شعبہ سے وہ عدی بن حاتم سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔''

۳۰۹۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ حَتّٰی يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ قَالَ فَاَخَذْتُ عِقَالَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْيَضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِمَا فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ سُفْيَانُ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۶، س۱۴)

ترجمہ: ''حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''حَتّٰی يَتَبَيَّنَ ......'' (یعنی تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے۔) (اس سے مراد ہے کہ رات کی تاریکی چلی جائے اور صبح کی سپیدی نمودار ہو جائے) چنانچہ میں نے دو رسیاں رکھ لیں ایک سفید اور ایک کالی اور رات کے آخر میں انہیں دیکھنے لگتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کچھ کہا لیکن یہ بات سفیان کو یاد نہیں رہی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۰۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ اَبُوْ عَاصِمٍ النَّبِيْلُ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ اَسْلَمَ اَبِیْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا بِمَدِيْنَةِ الرُّوْمِ فَاَخْرَجُوْا اِلَيْنَا صَفًّا عَظِيْمًا مِّنَ الرُّوْمِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِثْلُهُمْ اَوْ اَكْثَرُ وَعَلٰی اَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَعَلَی الْجَمَاعَةِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰی صَفِّ الرُّوْمِ حَتّٰی دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَاحَ النَّاسُ وَقَالُوْا سُبْحَانَ اللّٰهِ يُلْقِیْ بِيَدَيْهِ اِلَی التَّهْلُكَةِ فَقَامَ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ لَتُؤَوِّلُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَا التَّاْوِيْلَ وَاِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ لَمَّا اَعَزَّ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوْهُ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ سِرًّا

دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَمْوَالَنَا قَدْ ضَاعَتْ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوْهُ فَلَوْ اَقَمْنَا فِيْ اَمْوَالِنَا فَاَصْلَحْنَا مَاضَاعَ مِنْهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْنَا مَا قُلْنَا وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ فَكَانَتِ التَّهْلُكَةُ الْاِقَامَةَ عَلَى الْاَمْوَالِ وَاِصْلَاحِهَا وَتَرْكَنَا الْغَزْوَ فَمَا زَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ شَاخِصًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى دُفِنَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۶، س۱۷)

ترجمہ: ''حضرت اسلم ابوعمران کہتے ہیں کہ ہم جنگ کے لئے روم گئے ہوئے تھے کہ رومیوں کی فوج میں سے ایک بڑی صف مقابلے کے لئے نکلی جن سے مقابلے کے لئے مسلمانوں میں سے بھی اتنی ہی تعداد میں یا اس سے زیادہ آدمی نکلے۔ ان دنوں مصر پر عقبہ بن عامر حاکم تھے جبکہ لشکر کے امیر فضالہ بن عبید تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے روم کی صف پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ ان کے اندر چلا گیا۔ اس پر لوگ چیخنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ خود کو اپنے ہاتھ سے ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو تم لوگ اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہو ''وَلَا تُلْقُوْا'' (یعنی تم خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو)۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت ہم انصار کے متعلق نازل ہوئی اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا اور اس کے مددگاروں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ تو ہم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا اور اس کی مدد کرنے والے بہت ہیں اور ہمارے اموال (کھیتی باڑی وغیرہ) ضائع ہوگئے ہیں۔ ہمارے لئے بہتر ہوگا کہ ہم ان کی اصلاح کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بات کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی ''وَاَنْفِقُوْا ...... الآیۃ'' (یعنی تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور خود کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو) چنانچہ ہلاکت یہ تھی کہ ہم اپنے احوال اور کھیتی باڑی کی اصلاح میں لگ جائیں اور جنگ و جہاد کو ترک کر دیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ ہمیشہ جہاد ہی میں رہے یہاں تک کہ دفن بھی روم ہی کی سرزمین میں ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔''

۳۰۹۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا هُشَيْمٌ اَنَا مُغِيْرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَفِيَّ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا يَايَ عَنٰى بِهَا (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُوْنَ وَكَانَتْ لِيْ وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَاقَطُ عَلٰى وَجْهِيْ فَمَرَّبِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَاَنَّ هَوَامَّ رَاْسِكَ تُؤْذِيْكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَ مُجَاهِدٌ الصِّيَامُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ وَالطَّعَامُ لِسِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالنُّسُكُ شَاةٌ فَصَاعِدًا. (ص۱۲۶، س۲۴)

ترجمہ: ''حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ آیت میرے ہی متعلق نازل ہوئی ''فَمَنْ كَانَ ...... الآیة'' (اگر تم میں سے کسی کو بیماری ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزے، خیرات یا قربانی سے اس کا فدیہ ادا کرو)۔ کہتے ہیں کہ ہم صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے۔ ہمیں مشرکین نے روک دیا۔ میرے بال کانوں تک لمبے تھے اور جوئیں میرے منہ پر گرنے لگی تھیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور دیکھا تو فرمایا: لگتا ہے کہ تمہارے سر کی جوئیں تمہیں اذیت (تکلیف) دے رہی ہیں۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر بال منڈوا دو۔ اس طرح یہ آیت نازل ہوئی۔ مجاہد کہتے ہیں کہ روزے تین دن کے، کھانا کھلائے تو چھ مسکینوں کو اور اگر قربانی کرے تو ایک بکری یا اس سے زیادہ۔''

۳۰۹۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ بِنَحْوِ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲٦، س۲۷)

ترجمہ: ''ہم سے روایت کی علی بن حجر نے ان سے ہشیم نے وہ ابوبشر سے وہ مجاہد سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور وہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۰۹۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا هُشَيْمٌ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ سَوَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ اَيْضًا عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ بِنَحْوِ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَصْبَهَانِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ. (ص۱۲٦، س۲۸)

ترجمہ: ''ہم سے روایت کی علی بن حجر نے ان سے ہشیم نے ان سے اشعث بن سوار نے انہوں نے شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن معقل سے اور انہوں نے کعب بن عجرہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمٰن بن اصبہانی بھی عبداللہ بن معقل سے روایت کرتے ہیں۔''

۳۰۹۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى جَبْهَتِيْ اَوْ قَالَ حَاجِبِيْ فَقَالَ اَتُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَانْسُكْ نَسِيْكَةً اَوْ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ قَالَ اَيُّوْبُ لَا اَدْرِيْ بِاَيَّتِهِنَّ بَدَاَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲٦، س۳۰)

ترجمہ: ''ہم سے روایت بیان کی علی بن حجر نے ان سے اسماعیل نے وہ ایوب سے وہ مجاہد سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ

سے اور وہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہا تھا اور جوئیں میری پیشانی پر جھڑ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: سر کے بال منڈوا دو اور قربانی کرو، دو یا تین روزے رکھ لو یا پھر چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ ایوب کہتے ہیں کہ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ کون سی چیز پہلے فرمائی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔‘‘

۳۱۰۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ اَیَّامُ مِنًی ثَلَاثٌ (فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ) وَمَنْ اَدْرَکَ عَرَفَۃَ قَبْلَ اَنْ یَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَکَ الْحَجَّ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ وَھٰذَا اَجْوَدُ حَدِیْثٍ رَوَاہُ الثَّوْرِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَرَوَاہُ شُعْبَۃُ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَطَاءٍ وَلَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ بُکَیْرِ بْنِ عَطَاءٍ.

(ص۱۲۶، س۳۲)

ترجمہ: ’’حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ حج عرفات میں (ٹھہرنا) ہے اور منیٰ کا قیام تین دن تک ہے لیکن اگر کوئی جلدی کرتے ہوئے دو دن میں ہی چلا گیا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور اگر تین دن تک قیام کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ نیز جو شخص عرفات میں طلوع فجر سے پہلے پہنچ گیا اس کا حج ہوگیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ، سفیان بن عیینہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ثوری کی بیان کردہ یہ حدیث بہت عمدہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے شعبہ نے بھی بکیر بن عطاء سے نقل کیا ہے۔ لیکن اس حدیث کو ہم صرف بکیر بن عطاء ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔‘‘

۳۱۰۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ اِبْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۲۷، س۱)

ترجمہ: ’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھگڑالو (لڑائی جھگڑا کرنے والا) آدمی سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔‘‘

۳۱۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَتِ الْیَھُوْدُ اِذَا حَاضَتِ امْرَاَۃٌ مِنْھُمْ لَمْ یُوَاکِلُوْھَا وَلَمْ یُشَارِبُوْھَا وَلَمْ یُجَامِعُوْھَا فِی الْبُیُوْتِ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی فَاَمَرَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُوَاکِلُوْ ھُنَّ وَیُشَارِبُوْھُنَّ وَاَنْ یَکُوْنُوْا مَعَھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ وَاَنْ یَفْعَلُوْا

كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا النِّكَاحَ فَقَالَتِ الْيَهُوْدُ مَا يُرِيْدُ اَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ اَمْرِنَا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ قَالَ فَجَاءَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَاُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَاهُ بِذٰلِكَ وَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيْضِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ قَدْ غَضِبَ عَلَيْهِمَا فَقَامَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰثَرِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَلِمْنَا اَنَّهُ لَمْ يَغْضَبْ عَلَيْهِمَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ. (ص۱۲۷، س۲)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہودیوں میں سے کوئی عورت ایام حیض میں ہوتی تو وہ لوگ نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ میل جول رکھتے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلے کے متعلق دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وَيَسْئَلُوْنَكَ الْآيَة'' (یعنی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ یہ ناپاکی ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے ساتھ کھایا پیا جائے اور انہیں گھروں میں اپنے ساتھ رکھا جائے نیز ان کے ساتھ جماع کے علاوہ سب کچھ (یعنی بوس و کنار وغیرہ) کرنا جائز ہے۔ اس پر یہودی کہنے لگے کہ یہ ہمارے ہر کام کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود کے اس قول کی خبر دینے کے بعد عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا ہم حیض کے ایام میں جماع بھی نہ کرنے لگیں تاکہ ان کی مخالفت پوری ہو جائے۔ یہ بات سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصے سے متغیر ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہو گئے ہیں اور پھر وہ دونوں اٹھ کر چل دیئے۔ اسی وقت ان دونوں کے سامنے دودھ بطور ہدیہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھیج دیا اور انہوں نے پیا۔ اس طرح ہمیں علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض نہیں ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن عبدالاعلیٰ اسے عبدالرحمٰن بن مہدی سے اور وہ حماد بن سلمہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔''

۳۱۰۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ مَنْ اَتٰى امْرَاَتَهُ فِيْ قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ (نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ) هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۷، س۸)

ترجمہ: ''حضرت ابن منکدر کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہودی کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی سے پچھلی طرف سے اس طرح صحبت کرے کہ دخول قبل (یعنی آلہ تناسل کا دخول) اگلے حصہ میں ہی ہو تو اس سے بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''نِسَآؤُكُمْ الْآيَة'' (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں لہٰذا اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو داخل ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنِ ابْنِ سَابِطٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهِ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ يَعْنِي صِمَامًا وَاحِدًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَابْنُ خُثَيْمٍ هُوَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ وَابْنُ سَابِطٍ هُوَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَابِطٍ الْجُمَحِيُّ الْمَكِّيُّ وَحَفْصَةُ هِيَ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَيُرْوٰى فِيْ صِمَامٍ وَاحِدٍ. (ص۱۲۷، س۱۰)

ترجمہ: ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت ''نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ...... الْآيَة'' کی تفسیر نقل کرتی ہیں کہ اس سے مراد ایک ہی سوراخ (میں دخول کرنا) ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن خثیم کا نام عبداللہ بن عثمان بن خثیم ہے اور ابن سابط وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط جمحی مکی ہیں اور حفصہ وہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کی بیٹی ہیں۔ بعض روایات میں ''فِيْ سِمَامٍ وَاحِدٍ'' کے الفاظ بھی مروی ہیں۔''

۳۱۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى نَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيْرَةِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ عُمَرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا أَهْلَكَكَ قَالَ حَوَّلْتُ رَحْلِيَ اللَّيْلَةَ قَالَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ فَأُنْزِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةُ (نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ) أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحِيْضَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَيَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَشْعَرِيُّ هُوَ يَعْقُوْبُ الْقُمِّيُّ. (ص۱۲۷، س۱۳)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہلاک ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس طرح عرض کیا۔ میں نے آج رات اپنی سواری پھیر دی۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی ''نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ...... الآية'' (یعنی جس طرف سے چاہو (قبل میں) صحبت کرو البتہ پاخانے کی جگہ اور حیض سے اجتناب کرو) یہ حدیث غریب ہے۔ اور یعقوب عبداللہ اشعری کے بیٹے ہیں اور یہ یعقوب قمی ہیں۔''

۳۱۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا هِشَامُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ زَوَّجَ أُخْتَهُ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ عِنْدَهُ مَا كَانَتْ ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً لَمْ يُرَاجِعْهَا حَتّٰى انْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَهَوِيَهَا وَهَوِيَتْهُ ثُمَّ خَطَبَهَا مَعَ الْخُطَّابِ فَقَالَ لَهُ يَا لُكَعُ أَكْرَمْتُكَ بِهَا وَزَوَّجْتُكَهَا فَطَلَّقْتَهَا وَاللّٰهِ لَا تَرْجِعُ إِلَيْكَ أَبَدًا آخِرَ مَا عَلَيْكَ قَالَ فَعَلِمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ

تَعَالٰی حَاجَتَهُ اِلَيْهَا وَحَاجَتَهَا اِلٰی بَعْلِهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ اِلٰی قَوْلِهٖ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ فَلَمَّا سَمِعَهَا مَعْقِلٌ قَالَ سَمْعًا لِرَبِّیْ وَطَاعَةً ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ اُزَوِّجُكَ وَاُكْرِمُكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ وَفِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ لِاَنَّ اُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ كَانَتْ ثَيِّبًا فَلَوْ كَانَ الْاَمْرُ اِلَيْهَا دُوْنَ وَلِيِّهَا لَزَوَّجَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تَحْتَجْ اِلٰی وَلِيِّهَا مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَاِنَّمَا خَاطَبَ اللّٰهُ فِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الْاَوْلِيَاءَ فَقَالَ (فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ) فَفِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّ الْاَمْرَ اِلَی الْاَوْلِيَآءِ فِی التَّزْوِيْجِ مَعَ رِضَاهُنَّ. (ص۱۲۷، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عہد رسالت میں اپنی بہن کا کسی مسلمان سے نکاح کیا۔ تھوڑا عرصہ وہ ساتھ رہے پھر اس نے ایک طلاق دے دی اور عدت گزر جانے تک رجوع نہیں کیا یہاں تک کہ عدت گزر گئی۔ پھر وہ دونوں (یعنی میاں، بیوی) ایک دوسرے کو چاہنے لگے۔ چنانچہ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس آدمی نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا تو میں (یعنی معقل بن یسار رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے کمینے میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے کر تمہاری عزت افزائی کی تھی اور تم نے اسے طلاق دے دی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم وہ کبھی تمہاری طرف رجوع نہیں کرے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ایک دوسرے کی ضرورت کو جانتا تھا۔ چنانچہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ''وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ ...... سے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' تک (اور اگر تم میں سے کچھ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو تم انہیں اپنے سابق شوہروں سے (دوبارہ) نکاح کرنے سے مت روکو بشرطیکہ وہ قاعدے کے مطابق اور باہم رضا مند ہوں۔ اس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس نصیحت کا قبول کرنا تمہارے لئے زیادہ صفائی اور پاکی کی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے) جب معقل رضی اللہ عنہ نے یہ آیات سنیں تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سمع و اطاعت ہے۔ پھر اسے بلایا اور فرمایا: میں اسے تمہارے نکاح میں دے کر تمہارا اکرام کرتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی سندوں سے حسن سے منقول ہے۔ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں۔ اس لئے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ثیبہ تھیں۔ چنانچہ اگر انہیں نکاح کا اختیار ہوتا تو وہ اپنا نکاح خود کر لیتیں اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی محتاج نہ ہوتیں اس آیت میں خطاب بھی اولیاء (سرپرستوں) کے لئے ہے کہ انہیں نکاح سے مت روکو۔ لہٰذا آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نکاح کا اختیار عورتوں کی رضا مندی کے ساتھ ان کے اولیاء (سرپرستوں) کو ہے۔''

۳۱۰۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ ح وَثَنَا الْاَنْصَارِیُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِیْ يُوْنُسَ مَوْلٰی عَائِشَةَ قَالَ اَمَرَتْنِیْ عَائِشَةُ اَنْ اَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ اِذَا

بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّيْ (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ وَقَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَابِ عَنْ حَفْصَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۷، س۲۳)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مولی یونس کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ ان کے لئے ایک مصحف (قرآن کریم کا نسخہ) لکھوں اور جب اس آیت ''حَافِظُوْا ......'' پر پہنچوں تو انہیں بتاؤں چنانچہ جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہیں بتایا۔ انہوں نے حکم دیا کہ یہ آیت اس طرح لکھو ''حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ'' ...... (نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو نیز عصر کی نماز کی بھی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے رہو) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنی ہے۔ اس باب میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۰۸ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ نَا الْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الْعَصْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۷، س۲۷)

ترجمہ: ''حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: درمیانی نماز (صلوٰۃ وسطیٰ) سے مراد عصر کی نماز ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۰۹ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ اَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ اَللّٰهُمَّ امْلَأْ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ وَاَبُوْ حَسَّانَ الْاَعْرَجُ اِسْمُهٗ مُسْلِمٌ. (ص۱۲۷، س۲۸)

ترجمہ: ''عبیدہ سلمانی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر مشرکین کے لئے بددعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ ان (کفار) کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے ان لوگوں نے ہمیں درمیانی نماز پڑھنے سے غروب آفتاب تک مشغول کر دیا (یعنی عصر کی نماز)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کئی سندوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ابوحسان اعرج کا نام مسلم ہے۔''

۳۱۱۰ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُو النَّضْرِ وَاَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ

مُرَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ وَفِى الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَاَبِىْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۷، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صلوۃ وسطیٰ'' یعنی درمیانی نماز عصر کی نماز ہے۔ اس باب میں حضرت زید بن ثابت، ابو ہاشم بن عتبہ، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۱۱ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ اَبِىْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِىِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الصَّلٰوةِ فَنَزَلَتْ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ. (ص۱۲۷، س۳۳)

ترجمہ: ''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز میں باتیں کرلیا کرتے تھے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ''وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ'' (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے ہوا کرو۔) چنانچہ ہمیں نماز کے دوران خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔''

۳۱۱۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا هُشَيْمٌ اَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِىُّ اِسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ اِيَاسٍ. (ص۱۲۷، س۳۵)

ترجمہ: ''ہم سے روایت بیان کی احمد بن منیع نے ان سے ہشیم نے اور وہ اسمٰعیل بن ابی خالد سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں ''وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ'' (یعنی ہمیں بات کرنے سے روک دیا گیا) کے الفاظ زیادہ ذکر کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوعمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس ہے۔''

۳۱۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ السُّدِّىِّ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ قَالَ نَزَلَتْ فِيْنَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ كُنَّا اَصْحَابَ نَخْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ يَاْتِىْ مِنْ نَخْلِهٖ عَلٰى قَدْرِ كَثْرَتِهٖ وَقِلَّتِهٖ وَكَانَ الرَّجُلُ يَاْتِىْ بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهٗ فِى الْمَسْجِدِ كَانَ اَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ فَكَانَ اَحَدُهُمْ اِذَا جَاءَ اَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهٗ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ فَيَاْكُلُ وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لَا يَرْغَبُ فِى الْخَيْرِ يَاْتِى الرَّجُلُ بِالْقِنْوِ فِيْهِ الشِّيْصُ وَالْحَشَفُ وَبِالْقِنْوِ قَدِ انْكَسَرَ فَيُعَلِّقُهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا

لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اُهْدِيَ اِلَيْهِ مِثْلَ مَا اَعْطٰى لَمْ يَاْخُذْهُ اِلَّا عَلٰى اِغْمَاضٍ اَوْ حَيَاءٍ قَالَ فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ يَاْتِيْ اَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْ مَالِكٍ هُوَ الْغِفَارِيُّ وَيُقَالُ اِسْمُهٗ غَزْوَانُ وَقَدْ رَوَى الثَّوْرِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ شَيْئًا مِنْ هٰذَا. (ص۱۲۸، س۱)

ترجمہ: ”حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”وَلَا تَيَمَّمُوا ......“ انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم لوگ کھجوروں والے تھے اور ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑی یا زیادہ کھجوریں لے کر حاضر ہوتا۔ کچھ لوگ گچھا یا دو گچھے لا کر مسجد میں لٹکا دیتے پھر اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے لئے کہیں سے کھانا مقرر نہیں تھا اگر ان میں سے کسی کو بھوک لگتی تو وہ گچھے کے پاس آتا اور اپنی لاٹھی مارتا جس سے کچی اور پکی کھجوریں گر جاتیں اور وہ کھا لیتا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو خیرات دینے میں رغبت نہیں رکھتے تھے۔ وہ ایسا گچھا لاتے جس میں خراب کھجوریں زیادہ ہوتیں یا ٹوٹا ہوا گچھا لا کر لٹکا دیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ ......“ (اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے عمدہ چیز خرچ کرو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی (خراب) چیزوں کو خرچ کرنے کی نیت نہ کیا کرو۔ حالانکہ تم خود بھی ایسی چیز کو نہیں لیتے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ) راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم میں سے ہر آدمی اچھی چیز لے کر آتا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ابو مالک کا نام غزوان ہے وہ قبیلہ بنو غفار سے تعلق رکھتے ہیں۔ سفیان ثوری بھی سدی سے اس بارے میں کچھ نقل کرتے ہیں۔“

۳۱۱۴۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ اٰدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَاِيْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَرَاَ (اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ) اَلْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَهُوَ حَدِيْثُ اَبِي الْاَحْوَصِ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الْاَحْوَصِ. (ص۱۲۸، س۷)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان پر شیطان کا بھی ایک اثر ہوتا ہے اور فرشتے کا بھی۔ شیطان کا اثر شر کا وعدہ اور حق کی تکذیب ہے جبکہ فرشتے کا اثر بھلائی کا وعدہ دینا اور حق بات کی تصدیق کرنا ہے۔ پس جو شخص اپنے اندر اسے پائے تو جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور جو کوئی پہلے والا اثر پائے تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

''اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ ......'' (شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ہم اس حدیث کوصرف ابوالاحوص کی روایت سے مرفوعاً جانتے ہیں۔''

۳۱۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا اَبُوْ نُعَيْمٍ نَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوْقٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ وَّلَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَآ اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ وَقَالَ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنَ اطَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ قَالَ وَذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَهٗ اِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ وَاَبُوْ حَازِمٍ هُوَ الْاَشْجَعِيُّ اِسْمُهٗ سَلْمَانُ مَوْلٰى عَزَّةَ الْاَشْجَعِيَّةِ. (ص۱۲۸، س۱۱)

تَرجَمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیا جس کا اپنے رسولوں کو دیا اور فرمایا ''يَآ اَيُّهَا الرُّسُلُ ......'' (اے پیغمبروتم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو اس لئے کہ میں تمہارے اعمال کے متعلق جانتا ہوں) پھر مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ......'' (اے ایمان والو! ہماری عطا کی ہوئی چیزوں میں سے بہترین چیزیں کھاؤ) راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے پریشان ہے اور اس کے بال خاک آلود ہو رہے ہیں وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے۔ اے رب۔ اے رب حالانکہ اس کا کھانا پینا، پہننا سب حرام چیزوں سے ہے اسے حرام ہی سے خوراک دی گئی پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے فضیل بن مرزوق کی روایت سے پہچانتے ہیں۔ ابو حازم اشجعی کا نام سلمان مولیٰ عزہ اشجعیہ ہے۔''

۳۱۱۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ ثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ) اَلْاٰيَةَ اَحْزَنَتْنَا قَالَ قُلْنَا يُحَدِّثُ اَحَدُنَا نَفْسَهٗ فَيُحَاسَبُ بِهٖ لَا نَدْرِيْ مَا يُغْفَرُ مِنْهُ وَمَا لَا يُغْفَرُ مِنْهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا (لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ). (ص۱۲۸، س۱۵)

تَرجَمہ: ''سدی کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے یہ حدیث سنائی جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنی کہ یہ آیت ''اِنْ تُبْدُوْا

مَا فِیْ ......" (خواہ تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا) نازل ہوئی تو اس نے ہمیں غمگین کر دیا ہم سوچنے لگے کہ اگر کوئی دل میں گناہ کا خیال کرے اور اس پر حساب ہونے لگے تو ہمیں کیا معلوم کہ اس میں سے کیا معاف کیا جائے گا اور کیا نہیں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور اسے منسوخ کر دیا "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ ......" (اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں کرتا ہر ایک کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا ہے اور ہر ایک پر اپنی برائی کا وبال ہے)۔ یعنی خیال پر حساب نہیں ہوگا۔"

۳۱۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اُمَيَّةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى (اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ) وَعَنْ قَوْلِهٖ (مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ) فَقَالَتْ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهَا اَحَدٌ مُنْذُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهٖ مُعَاتَبَةُ اللّٰهِ الْعَبْدَ مَا يُصِيْبُهٗ مِنَ الْحُمّٰى وَالنَّكْبَةِ حَتّٰى الْبِضَاعَةَ يَضَعُهَا فِيْ يَدِ قَمِيْصِهٖ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْزَعُ لَهَا حَتّٰى اِنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَمَا يَخْرُجُ التِّبْرُ الْاَحْمَرُ مِنَ الْكِيْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

(ص۱۲۸، س۱۸)

ترجمہ: "حضرت امیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے "اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ ......" اور "مَنْ يَّعْمَلْ ......" کی تفسیر پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے جب سے ان آیات کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی ہے اس وقت سے کسی نے مجھ سے ان کے متعلق نہیں پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو مصیبتوں میں گرفتار کرنا ہے مثلاً بخار یا کوئی غمگین کر دینے والا حادثہ یہاں تک کہ کبھی اپنے کرتے کے بازو (جیب) وغیرہ میں کوئی چیز رکھنے کے بعد اسے گم کر دینا ہے اور پھر اس کے متعلق پریشان ہونا ہے تو اس پریشانی پر بھی اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے آگ کی بھٹی سے خالص سونا صاف ہو کر نکلتا ہے۔ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف حماد بن سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں۔"

۳۱۱۸ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ اٰدَمَ بنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهُ شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا فَاَلْقَى اللّٰهُ الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الْاٰيَةَ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ قَدْ

فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا الْاٰيَةَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاٰدَمُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُقَالُ هُوَ وَالِدُ يَحْيٰى بْنِ اٰدَمَ (ص۱۲۸، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت ''اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ ......'' نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اس سے اتنا خوف بیٹھ گیا کہ کسی اور چیز سے نہیں بیٹھا تھا۔ انہوں نے اس خوف کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان داخل کر دیا اور یہ آیت نازل فرمائی ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ......'' (رسول اس چیز کا اعتقاد رکھتے ہیں جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اس طرح مؤمنین بھی یہ سب اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے تمام پیغمبروں پر ایمان لائے کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور سب نے کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری بخشش کے طلب گار ہیں اور ہمیں تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں کرتا اسے ثواب بھی اس کا ہوتا ہے جو وہ ارادے سے کرتا ہے اور گناہ بھی۔ اے ہمارے رب اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہمارا مواخذہ نہ فرما۔) (اس دعا پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) میں نے قبول کی (پھر وہ دعا کرتے ہیں) اے ہمارے رب ہم پر سخت حکم نہ بھیج جیسا کہ تو نے پہلی امتوں پر بھیجا تھا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں نے یہ دعا بھی قبول کی (پھر وہ لوگ دعا کرتے ہیں)۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جسے سہنے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ اور ہمیں معاف فرما، ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم فرما اس لئے کہ تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ لہٰذا ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے یہ دعا بھی قبول کی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ایک اور سند سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے آدم بن سلیمان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ یحییٰ کے والد ہیں۔''

تشریح

سورۃ بقرہ مدنی ہے اس میں دو سو چھیاسی آیات چھ ہزار اکیس کلمات باون لاکھ پچاس ہزار حروف اور چالیس رکوعات ہیں۔ یہ قرآن مجید کی سب سے لمبی سورت ہے۔

وجہ تسمیہ: اس سورت کا نام سورت بقرہ ہے کیونکہ اس میں بقرہ (گائے) کا تذکرہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا ...... اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ: (ص۱۲٤، س۲۸) حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح

زمین کی خاصیت ہے کہ وہ مختلف رنگوں کی ہے اسی طرح انسان کے بھی مختلف الوان (رنگ) ہیں اور جس طرح زمین کہیں نرم ہے اور کہیں سخت اور کہیں درمیانی قسم کی۔ اسی طرح انسان بھی مختلف مزاج کے ہیں کسی جگہ کی زمین (خبث) ناپاک کسی جگہ کی (طیب) پاکیزہ ہے اسی طرح انسانوں میں بھی بعض کافر ہیں اور بعض مؤمن ہیں۔ (۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ......: (ص۱۲۵، س۱)

یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب بنی اسرائیل نے میدان تیہ میں موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہم سے من وسلویٰ نہیں کھایا جاتا ہمیں تو سبزی، گندم، پیاز وغیرہ کھانے کے لئے چاہیئے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے کہا کہ تم یہاں سے فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں پر تمہاری خواہش کی تمام چیزیں مل جائیں گی۔

مگر اس بستی میں داخل ہوتے وقت حِطّۃ کہنا کہ ہم گناہوں کی بخشش کا سوال کرتے ہیں۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا: بنی اسرائیل نے حِطّۃ کہنے کے بجائے حنطۃ (گندم) کہنا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ کے کہے ہوئے الفاظ کو بدل دیا۔

''رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ'' جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل فرمایا۔

مفسرین فرماتے ہیں یہ عذاب طاعون کی صورت میں آیا۔ جس میں ان کے ستر ہزار آدمی ہلاک ہوگئے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ......: (ص۱۲۵، س۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ سواری پر نفل نماز پڑھنے کی صورت میں جس طرف بھی رخ کیا جائے نماز ہو جائے گی۔ مگر ابتداء قبلہ رخ ہونا ضروری ہے یہ حکم ان سواریوں کا ہے جن پر سوار ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرنا دشوار ہو۔ (۲)

نیز اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو جائے وہ جس طرف بھی تحری (سوچ بچار) کر کے نماز پڑھے گا جائز ہو جائے گی۔ (۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ......: (ص۱۲۵، س۷) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کا شان نزول یہ ذکر کیا ہے کہ یہ آیت ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی جن پر قبلہ مشتبہ ہوگیا انہوں نے اپنے اندازے سے نماز پڑھ لی تو ان کو تسلی دی جا رہی ہے کہ تم نے جس طرف بھی منہ کر کے نماز ادا کی تھی وہ ادا ہوگئی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر طرف ہی ہیں اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے وہ اطاعت تم نے کر لی باقی رہا مشرق اور مغرب کی طرف رخ کرنے کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ تو ہر طرف ہی ہے جس طرف بھی منہ کرو گے اللہ تعالیٰ کو وہاں ہی پاؤ گے۔ (٤)

قَالَ قَتَادَةُ مَنْسُوْخَةٌ......:

سوال: یہ پیدا ہو رہا تھا کہ ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ﴾ (۵) (اور مشرق و مغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔) اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ نماز میں قبلے کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں ہے جب کہ دوسری آیت ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ

شَطْرَهُۥ﴾ (٦) (اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں) سے معلوم ہوتا ہے کہ قبلے کی طرف رخ کرنا ضروری ہے۔

جوابْ ①: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ پہلی والی آیت منسوخ ہے اب قبلے کی طرف رخ کرنا ہی ضروری ہے۔

جوابْ ②: دوسرے مفسرین فرماتے ہیں یہاں پر ناسخ منسوخ کی بات نہیں ہے بلکہ ﴿وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ﴾ (٧) والی آیت مسلمانوں کو تسلی کے لئے نازل کی گئی تھی۔ جب تحویل قبلہ کے بعد یہودیوں نے طعنہ دیا تھا کہ اے مسلمانو تم نے جتنی نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہیں وہ سب ضائع ہوگئیں۔ اس پر مسلمان پریشان ہوگئے تھے ان کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی مشرق ومغرب ہے اصل حکم اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور دوسری آیت ﴿وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُۥ﴾ (٨) اس آیت کا نزول قبلے کے سلسلہ میں ہوا ہے۔ کہ نماز قبلہ رخ ہو کر پڑھنی چاہیے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ......: (ص۱۲۵، س۱۲)

عربی زبان میں لو تمنی کے اظہار کے لئے آتا ہے مطلب یہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمنا یہ تھی کہ طواف کے بعد کی دو رکعت مقامِ ابراہیم کے قریب میں پڑھنی چاہئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس تمنا کو قبول فرما کر آیت بالا نازل فرمائی جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تمنا کو شرعی حکم بنا دیا گیا۔ (٩)

مقامِ ابراہیم

یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ فرمایا تھا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے نشان آج تک موجود ہیں یہ تقریباً چودہ انچ کا مربع پتھر ہے جس کو اب شیشے کے ایک خول میں بند کر دیا گیا ہے اور اوپر سے پیتل کی خوب صورت جالی لگا دی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ...... وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا: (ص۱۲۵، س۱۵) وسط کے لفظی معنی مقدس ہونا۔ درمیان میں ہونا۔ جو چیز افراط اور تفریط سے خالی ہو اسی کو حدیث میں عدل کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (١٠)

اسی طرح آدمی کی اچھی عادت اور صفت کو بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی افراط اور تفریط کے درمیان میں ہوتی ہے مثلاً بخل اور اسراف کے درمیان کی صفت سخاوت ہے اسی طرح بزدلی اور ظلم کی درمیانی صفت کا نام شجاعت ہے۔ (١١)

آیت بالا میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معتدل کہا گیا ہے کیونکہ امت محمدیہ عقائد، اعمال، اخلاق سب میں ہی پہلی امتوں کی بنسبت معتدل ہے نہ یہودیوں کی طرح تفریط اور نہ عیسائیوں کی طرح افراط ہے امت محمدیہ کو نہ عبادت میں پہلو تہی کرنے کی اجازت ہے اور نہ ہی راہبوں کی طرح دنیا کو چھوڑ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں رہنے کی اجازت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر غور کیا

جائے تو ہر معاملے میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم ملتی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... : (ص۱۲۵، س۱٦)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امتیں بھی انکار کریں گی اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام پیغمبروں کے دعوے کی تصدیق کرتے ہوئے اس بات کی گواہی دے گی کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوموں کو دین کی تبلیغ کی تھی گذشتہ امتیں امت محمدیہ سے سوال کریں گی کہ تم تو ہمارے بعد آئے تھے اس کا جواب امت محمدیہ دے گی کہ ہمارے پاس ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے خبر دی کہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کو تبلیغ کی تھی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی اس گواہی کی تصدیق فرمائیں گے۔ (۱۲)

بعض روایات میں آتا ہے جب امت محمدیہ گواہی دے گی اور پھر اس کی تصدیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے تو آپ سے سوال کیا جائے گا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت عادل ہے؟ گواہی کے لائق ہے؟ اس پر آپ فرمائیں گے کہ میری امت عادل ہے اور اس کی گواہی معتبر ہے۔

خلاصہ: قرآن مجید میں اس مضمون کی تین قسم کی آیات ملتی ہیں۔

(۱) قیامت کے دن تما ابنیاء اپنی اپنی امتوں کے خلاف گواہیاں دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت دعوت کے خلاف گواہی دیں گے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔

(۲) قیامت کے دن امت محمدیہ گذشتہ امتوں کے حمایت میں گواہی دے گی۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ کے لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنے اپنے زمانے کے لوگوں کے خلاف گواہی دیں گی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... : (ص۱۲۵، س۲۰)

سِتَّةَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ...... : (ص۱۲۵، س۲۱) شک کے ساتھ ہی روایات میں آتا ہے مگر بعض روایات میں ستة عشر بغیر شک کے بھی وارد ہوا ہے۔ یہ تحویل قبلہ رجب کے مہینے میں ۲ھ میں ہوا ہے۔

يُحِبُّ اَنْ يُوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ ...... : (ص۱۲۵، س۲۲)

ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت آتی ہے جس میں آتا ہے "لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَالْيَهُوْدُ اَكْثَرُ اَهْلِهَا يَسْتَقْبِلُوْنَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ اَمَرَهُ اللّٰهُ اَنْ يَسْتَقْبِلَ قِبْلَةَ اِبْرَاهِيْمَ فَكَانَ يَدْعُوْ وَيَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَتْ ......" (۱۳)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے "اِنَّمَا كَانَ يُحِبُّ اَنْ يُتَحَوَّلَ اِلَى الْكَعْبَةِ لِاَنَّ الْيَهُوْدَ قَالُوْا يُخَالِفُنَا مُحَمَّدٌ وَيَتْبَعُ قِبْلَتَنَا فَنَزَلَتْ."

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ...... (ص۱۲۵، س۲۶) کَیْفَ بِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ مَاتُوْا: (ص۱۲۵، س۲۷)

وہ حضرات جو تحویل کعبہ سے پہلے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ وہ چند حضرات تھے ان میں حضرت اسعد بن زرارہ، براء بن معرور رضی اللہ عنہما وغیرہ بھی تھے۔

آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کو تسلی دی ہے کہ جن کا انتقال تحویل قبلہ سے پہلے ہو چکا ہے ان کی نمازیں ضائع نہیں ہوئیں وہ بھی مقبول ہیں کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پڑھی گئی تھیں۔ (۱۴)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ .... (ص۱۲۵، س۲۸)

مفسرین نے لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب برہنہ ہوکر طواف کیا جاتا تھا تو ایک رات ایک مشرک جس کا نام اساف اور ایک مشرکہ جس کا نام نائلہ تھا ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی اور انہوں نے بیت اللہ تعالیٰ کے اندر ہی بدفعلی کر لی جس کے نتیجے میں سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پتھر بنا دیا ان لوگوں نے عبرت کے لئے ان کو بیت اللہ تعالیٰ کے باہر اساف کے بت کو صفا پر اور نائلہ کا بت مروہ پر لا کر رکھ دیا پھر آہستہ آہستہ شیطان نے یہ سمجھایا کہ یہ بت بڑے مقدس ہیں ان کی وجہ سے سعی کرنی چاہئے۔ اسلام نے آکر حقیقت واضح کی۔ (۱۵)

سعی تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے کی جاتی ہے کہ جب انہوں نے پانی کے تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان بے قراری سے دوڑ لگائی تھی یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا تو قیامت تک کے لئے حج اور عمرہ والے کے لئے یہ ضروری قرار دے دیا گیا۔ (۱٦)

فَائِدَۃ: صفا مروہ کے درمیان مسافت سات فرلانگ تقریباً ۷٦٦ گز (۳۹۴ میٹر) ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... (ص۱۲۵، س۳۰) سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ......: (ص۱۲٦، س۱) مفسرین فرماتے ہیں صفا اور مروہ کے درمیان سعی بھی دراصل بھلائی اور اطاعت کے کاموں میں سے ہے لہٰذا مسلمانوں کے دل میں جو ناگواری ہے وہ ختم ہو جانی چاہئے اس سعی کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا۔

هُمَا تَطَوُّعٌ ......: (ص۱۲٦، س۲) علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سعی کے بارے میں علماء کے تین مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: حضرت ابن عمر، عائشہ، جابر رضی اللہ عنہم، امام شافعی، امام مالک، احمد، اسحاق رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کے نزدیک سعی رکن ہے۔

دوسرا مذہب: امام ابوحنیفہ، ایک قول امام مالک، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کے نزدیک سعی واجب ہے۔

تیسرا مذہب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن سیرین، عطاء، مجاہد، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کا ایک قول ان سب کے نزدیک سعی سنت ہے۔ (۱۷)

شَاکِرٌ عَلِیْمٌ ......: (ص۱۲٦، س۲) شاکر بمعنی شکر، قدر دانی، یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا صحیح نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات تو بے نیاز ہے مگر یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر نیک عمل کرنے والے کو بدلہ دینا لازم کرلیا ہے جیسے کہ ایک شریف آدمی

اپنے محسن کا بدلہ دینا لازم سمجھتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۲۶، س۵) أُحِلَّ لَكُمْ: (ص۱۲۶، س۹) صحبت کرنا حلال کر دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ چیز پہلے حلال نہیں تھی۔

الرَّفَثُ ......: (ص۱۲۶، س۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنی ہے۔

ابتداء اسلام میں رمضان کی راتوں میں سونے کے بعد اپنی بیویوں سے ہمبستری کرنے کی اجازت نہیں تھی اس آیت مبارکہ کے ذریعہ پہلے والا حکم منسوخ کر دیا گیا اب سونے کے بعد بھی اپنی بیویوں کے ساتھ ہمبستری کرنا جائز ہے۔ (۱۸)

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ﴾ (۱۹) (ص۱۲۶، س۹) (تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہو جائے۔) اس آیت میں روزے کی ابتداء اور انتہاء کو بیان فرمایا گیا ہے آیت بالا میں صبح کی سفیدی (صبح صادق) اور رات کی سیاہی (صبح کاذب) کو (خیط) دھاگوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ جب صبح صادق کا وقت ہوتا ہے اور اس کی روشنی پھیلنے لگتی ہے تو وہ شروع میں ایک باریک (خط) لکیر کی طرح نظر آتی ہے اس لئے اس کو خیط ابیض (سفید دھاگا) فرمایا پھر اس کی وجہ سے رات کی سیاہی میں بھی ایک لکیر سی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس کو خیط اسود (سیاہ دھاگا) فرمایا ایک دوسری روایت میں آتا ہے "اِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ." (۲۰)

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ......: (ص۱۲۶، ۱۰)

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي﴾ (۲۱) (جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں۔)

شانِ نزول:

مفسرین نے اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اگر وہ قریب ہے تو اسے آہستہ سے پکاریں اور اگر وہ ہم سے دور ہے تو ہم اسے بلند آواز سے پکاریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد آیت بالا نازل ہوئی۔ (۲۲)

﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ (۲۳) (میں پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں۔)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اجیب اجابت سے ہے اس کی نسبت جب بندے کی طرف ہو تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کے احکام کو قبول کرے اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی درخواست کو قبول فرماتا ہے۔

دعوۃ: دعا سے ہے دعا کا لغوی معنی بلانا، پکارنا، شریعت کی اصطلاح میں اپنی ضروریات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے اس سے مدد طلب کرنے کا نام دعا ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ......: (ص۱۲۶، س۱۳)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی سادگی:

ابتداء میں آیت ﴿اَلْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ [۲۴] (ص۱۲۶، س۱۵) تک نازل ہوئی تھی مِنَ الْفَجْرِ کا ٹکڑا نازل نہیں ہوا تھا۔ آیت کا ظاہری معنی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے پر غالب آ جائے اس لئے ایک صحابی جن کا نام حدیث بالا میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بتایا گیا ہے انہوں نے دو دھاگے ایک سیاہ دوسرا سفید بٹ کر اپنے تکیے کے نیچے رکھ لئے اور رات کو اٹھ کر بار بار دیکھتے رہے کہ جب سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ پر غالب آ جائے گا میں کھانا پینا ترک کر دوں گا یہاں تک کہ فجر بھی ہوگئی اور ایسا نہ ہو سکا۔ جب صبح کے وقت یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطور مزاح کے) فرمایا کہ تمہارا تکیہ تو بہت چوڑا ہے۔

اس کے بعد مِنَ الْفَجْرِ والا ٹکڑا نازل ہوا جس میں وضاحت کی گئی کہ یہاں پر دھاگے سے مراد حقیقی دھاگہ نہیں ہے بلکہ خَيْطِ اَسْوَدَ سے مراد رات کی تاریکی اور خَيْطِ اَبْيَض سے مراد صبح صادق کی سفیدی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۲۶، س۱۷) كُنَّا بِمَدِيْنَةِ الرُّوْمِ: (ص۱۲۶، س۱۸) ایک دوسری روایت میں کچھ اس کی وضاحت اس طرح بیان کی گئی ہے۔ "قَالَ غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نُرِيْدُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةَ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَالرُّوْمُ مُلْصِقُوْا ظُهُوْرِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِيْنَةِ" [۲۵]

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جان دینے کی ضرورت ہو تو اپنی جان کو پیش کیا جائے اور جب مال لگانے کی ضرورت ہو تو مال لگایا جائے اللہ تعالیٰ کے راہ میں جان اور مال میں بخل کرنا اور جہاد کو چھوڑنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

علماء فرماتے ہیں یہ آیت عام ہے اس میں بہت عمومیت ہے اس طرح کہ شریعت کے خلاف عمل کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ مثلاً مال خرچ کرنے میں اسراف کرنا، خودکشی کرنا، جہاں پر شریعت نے مال خرچ کرنے کو کہا ہے وہاں خرچ نہ کرنا، گناہوں میں مبتلا رہنا۔ گناہ کرنے کے بعد توبہ نہ کرنا یہ سب چیزیں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ......: (ص۱۲۶، س۲۴)

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے لئے بال کٹوانا یا کتروانا جائز نہیں ہے۔

وَكَانَتْ لِيْ وَفْرَةٌ ......: (ص۱۲۶، س۲۶) وفرۃ ایسے بالوں کو کہتے ہیں جو کانوں کی لو تک ہوں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ......: (ص۱۲۶، س۲۷) حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ عذر کی وجہ سے کوئی محرم سر منڈوا دے تو تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔ یا ہر مسکین کو آدھا صاع (یعنی پونے دو سیر گیہوں دے) جو کہ صدقہ فطر کی مقدار ہے یا ایک دم دے دے یعنی ایک بکری یا بڑے جانور کا ایک حصہ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص۱۲٦، س۳۲) اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ: (ص۱۲٦، س۳۳) عرفات کا وقوف حج میں رکن اعظم ہے اس لئے فرمایا جا رہا ہے کہ حج تو عرفات کا نام ہے۔

اَیَّامُ مِنٰی ثَلَاثٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ ......: (ص۱۲٦، س۳٤) آیت بالا میں حج کے ایام میں مزدلفہ سے واپسی پر منی کے قیام کی مدت کا بیان ہے حاجی حضرات ۸ ذی الحجہ کی صبح کو منی پہنچتے ہیں وہاں پر تین جمرات ہیں ہر جمرے پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہے اس کی ترتیب یہ ہوتی ہے۔

دس ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی کی جاتی ہے۔

گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے۔ تیرہ ذوالحجہ کو منی میں ٹھہرنے یا نہ ٹھہرنے کے بارے میں آیت بالا میں بیان کیا جا رہا ہے تیرہ تاریخ کو رمی کر کے منی سے چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہاں اگر ٹھہر جائے اور رمی اس دن کر لے تو یہ افضل اور بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ......: (ص۱۲۷، س۱)

یہ قرآن مجید کی آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ ...... وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ [٢٦] کی طرف اشارہ ہے۔ بعض لوگوں کی دنیاوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کر دیتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ زبردست جھگڑالو ہے۔

اس سے اَخْنَسْ بن شُریق منافق مراد ہے جو آپ ﷺ کے پاس آتا اور آپ ﷺ کی محبت کی قسمیں کھاتا اور جب آپ ﷺ کی مجلس سے چلا جاتا تو فساد پھیلاتا اور لوگوں سے جھگڑا کرتا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ظاہری طور سے امن و سلامتی کے دعوے کرتے ہیں مگر حقیقت میں یہ لوگ سخت جھگڑالو اور فسادی ہیں اس قسم کے لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں یعنی جن کا ظاہر ان کے باطن کے خلاف ہے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی زیادہ مبغوض یعنی قابل نفرت ہوتے ہیں۔ [٢٧]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ......: (ص۱۲۷، س۲)

حیض کے حوالے سے یہود و نصاریٰ کی افراط و تفریط کو دیکھ کر صحابہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت بالا کو نازل فرمایا اور حالت حیض کو اذی گندگی فرمایا گیا اور ان ایام میں عورتوں سے ہمبستری کرنے سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ ان ایام میں ہمبستری کرنے سے ایک طرف تو عورت کو تکلیف ہوتی ہے دوسری طرف نجاست اور بدبو سے مرد کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ ان ایام میں ہمبستری کے سوا تمام امور جائز ہیں مثلاً کھانا پینا، ایک ساتھ لیٹنا وغیرہ۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی ......: (ص۱۲۷، س۸)

آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو بمنزلہ کھیتی کے فرمایا ہے اور مرد کا نطفہ بمنزلہ بیج کے اور اولاد بمنزلہ پیداوار کے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح زمین میں بیج ڈالا جاتا ہے اور بیج سے فصل پیدا ہوتی ہے اسی طرح مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں جا کر اولاد کے پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے ظاہر ہے کہ اولاد تب ہی پیدا ہوگی جب نطفہ اصل مقام میں جائے گا اور یہ آگے کا راستہ ہے۔ اور پیچھے کے راستے سے مباشرت کرنے کو شریعت مطہرہ نے حرام قرار دیا ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے وہ شخص ملعون ہے جو عورت کے ساتھ پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے۔ (۲۸)

اَنّٰی شِئْتُمْ: (ص۱۲۷، س۱۰) ہمبستری کی کیفیت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ تم لیٹ کر کرو یا بیٹھ کر یا کروٹ پر یا پیچھے سے آگے کی طرف کرو شرط یہ ہے کہ مقام آگے والا ہو طریقہ کوئی بھی ہو سب جائز ہے۔

مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ اَحْوَلُ...... (ص۱۲۷، س۹) یہود کا کہنا یہ تھا کہ اگر شوہر پیچھے سے آگے کی طرف ہمبستری کرتا ہے تو اس طرح ہمبستری کرنے سے اولاد بھینگی پیدا ہوتی ہے اس بات کی نفی قرآن نے اَنّٰی شِئْتُمْ کہہ کر فرما کر دی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے تو اب اس طرح کر سکتے ہیں اور اس سے یہ عقیدہ بھی غلط ثابت ہوا کہ اس سے اولاد کو نقصان ہوگا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ......زَوَّجَ اُخْتَهُ : (ص۱۲۷، س۱۶) ان کا نام اکثر مفسرین نے جمیل بنت یسار کہا ہے بعض نے فاطمہ اور بعض نے لیلیٰ بھی بتایا ہے۔

رَجُلاً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ......: (ص۱۲۷، س۱۷) اس سے مراد ابوالبداح بن عاصم ہے اور بعض نے عبداللہ بن رواحہ بھی بتایا ہے۔

ثُمَّ طَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً ......: (ص۱۲۷، س۱۸) ایک دوسری روایت میں "ثُمَّ طَلَّقَهَا طَلَاقًا لَهُ رَجْعَة" کے الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں۔ (۲۹)

لَا تَرْجِعْ اِلَيْكَ اَبَدًا ......: (ص۱۲۷، س۱۹) ایک دوسری روایت میں "لَا اُزَوِّجُكَ اَبَدًا" کے الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں۔

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ ......: (ص۱۲۷، س۲۰) مکمل آیت یہ ہے ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٢﴾﴾ (۳۰)

(تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔)

حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت کو طلاق ہو جائے اور اس کی عدت گزر جائے اور وہ دوسرا عقد کرنا چاہے تو

اسے اس بات کی اجازت دے دینی چاہئے اس کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے یہ اس وقت تک ہے جب تک کہ شوہر نے تین طلاقیں نہ دی ہوں اور اگر تین طلاقیں دے دی ہیں تو اب مطلب یہ ہوگا کہ پہلے شوہر اور اس عورت کے اولیاء کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہوگا کہ اب بھی وہ اس عورت کو کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے سے روکیں۔ بشرطیکہ شریعت کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

لَا يَجُوْزُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ ...... (ص۱۲۷، س۲۱) عورت اپنا نکاح خود کرسکتی ہے یا نہیں؟

اس میں دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے ان کے نزدیک عاقلہ، بالغہ عورت اپنا نکاح خود کرسکتی ہے اور اپنی سرپرستی میں نکاح کروا بھی سکتی ہے۔[۳۱]

احناف کا دوسرا قول یہ ہے کہ عورت کفو میں نکاح کرے تو درست ہے ورنہ نہیں۔[۳۲]

دوسرا مذہب: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت اپنا نکاح نہ خود کرسکتی ہے اور نہ کرواسکتی ہے۔[۳۳]

پہلے مذہب والوں دلائل

پہلی دلیل: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾[۳٤] (جب تک کہ وہ عورت دوسرا نکاح نہ کرے۔) نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے۔

دوسری دلیل: ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾[۳۵] اس میں بھی نکاح کی نسبت عورت کی طرف ہے۔

تیسری دلیل: ﴿اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ﴾[۳٦] (جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے۔)

اس آیت میں تین باتیں ہیں۔

❶ گواہوں کے بغیر نکاح۔

❷ مہر کے بغیر نکاح۔ یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتیں ہیں۔

❸ نکاح کے لئے عورت کا اپنے آپ کو پیش کرنا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں تھی بلکہ یہ تمام امت کے لئے ہے۔[۳۷]

چوتھی دلیل: ''قَالَ لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ اَمْرٌ''[۳۸]

پانچویں دلیل: ''اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا''[۳۹]

چھٹی دلیل: ''اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ''[٤۰]

ساتویں دلیل: ''اَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ''[٤۱]

دوسرے مذہب والوں کے دلائل

"عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ"[٤٢]

دوسری دلیل: "لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ".

دوسرے مذہب والوں کا جواب

پہلی بات: اس حدیث کی سند میں سلیمان بن موسیٰ الدمشقی الاشدق ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عِنْدَهٗ مَنَاكِيْرُ" علامہ نسائی فرماتے ہیں "لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ."

دوسری بات: یہ حدیث پہلے حدیث (احناف کی روایات) سے منسوخ ہے۔

تیسری بات: اگر یہ روایت صحیح ہوتی اور منسوخ نہ ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود اس کے خلاف عمل نہ کرتیں جیسے کہ دلیل نمبر ٦ اور ٧ سے معلوم ہو رہا ہے۔

دوسری دلیل کا جواب: اس کی سند میں اختلاف ہے۔

پہلی بات: ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ" یہ عام ہے عورت کا نفس بھی اس کا ولی ہے۔

تیسری بات: صغیرہ اور مجنونہ کے بارے میں ہے "وَالنِّكَاحُ بِغَيْرِ وَلِيٍّ اِنَّمَا هُوَ نِكَاحُ الْمَجْنُوْنَةِ وَالصَّغِيْرَةِ"[٤٣]

چوتھی بات: نفی سے مراد نفی کمال ہے ایسا نکاح فائدہ مند نہیں ہوتا۔

فَفِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ الْاَمْرَ:

اس آیت سے بھی امام ترمذی استدلال کرتے ہیں کہ نکاح کے معاملے میں عورتوں کا اعتبار نہیں بلکہ یہ معاملہ اولیاء کے سپرد ہے ورنہ اگر عورتوں کا اعتبار ہوتا تو پھر حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اپنی بہن کو نکاح سے کیوں روکتے۔ اور ان کے روکنے پر ہی یہ آیت ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ﴾ نازل ہوئی۔

اس کا جواب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا کہ یہ آیت تو احناف کی دلیل ہے کیونکہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے عورتوں کی عبارت سے نکاح کو صحیح نہیں سمجھا اور اپنی بہن کو اس نکاح سے روکا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے نکیر فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں اپنا نکاح خود بھی کر سکتی ہیں۔[٤٤]

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... (ص١٢٧، س٢٤)

صلوٰۃ وسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے:

صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ اقوال نقل کئے ہیں۔[٤٥]

وہ مندرجہ ذیل ہیں:

❶ حضرت انس، جابر، عکرمہ رضی اللہ عنہم، مجاہد، امام مالک، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ ان سب کے نزدیک صلوٰۃ فجر مراد ہے۔

❷ حضرت عائشہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم، ان سب کے نزدیک صلوٰۃ ظہر مراد ہے۔

❸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد صلوٰۃ مغرب ہے۔

❹ حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک اس سے مراد تمام نمازیں ہیں یہاں تک کہ اس میں نوافل بھی شامل ہیں۔

❺ ابن حبیب مالکی، ابوشامہ وغیرہ کے نزدیک اس سے مراد جمعہ کی نماز ہے۔

❻ ابن التین، علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، ان کے نزدیک اس سے مراد نماز عشاء ہے۔

❼ بعض نے اس سے فجر اور عصر کی نمازیں مراد لی ہیں۔

❽ بعض نے اس سے فجر اور عشاء کی نمازیں مراد لی ہیں۔

❾ صلوٰۃ الخوف ہے۔

❿ عیدالاضحیٰ ہے۔

⓫ چاشت کی نماز ہے۔

⓬ سعید بن جبیر، حضرت امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک پانچ نمازوں میں سے کوئی ایک نماز مراد ہے جس کا تعین نہیں ہے۔

⓭ تہجد کی نماز ہے۔

⓮ احناف اور حنابلہ کے نزدیک عصر کی نماز مراد ہے۔ اسی کے بارے میں امام ترمذی فرما رہے ہیں "هُوَ قَوْلُ اَكْثَرِ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ"[(٤٦)]

علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "هُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ التَّابِعِيْنَ" یہی بات آگے والی روایت سے بھی معلوم ہو رہی ہے جو آپ نے خندق کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا جس میں آتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی قبروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہم کو عصر کی نماز سے روک دیا ہے۔

⓯ علامہ علم الدین سخاوی، تقی الدین رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک صلوٰۃ وتر مراد ہے۔[(٤٧)]

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صلوٰۃ وسطیٰ کو اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں پر بھی پیش کیا تھا مگر انہوں نے اس کی قدر نہ کی امت محمدیہ پر خصوصی طور پر اس کی محافظت کی تاکید کی گئی ہے۔[(٤٨)]

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ...... (ص۱۲۷، س۳۳) قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ عَلٰى عَهْدِ...... : (ص۱۲۷، س۳٤)[(٤٩)]

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کمال طاعت یہ ہے کہ آدمی ہر ایسی چیز سے رک جائے جو اللہ تعالیٰ کے قرب

میں حائل ہو نماز میں بات کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے قرب میں مخل ہوتا ہے اس لئے اس کو منع کر دیا گیا۔ اسی وجہ سے امام ترمذی اس روایت کو ذکر فرما رہے ہیں جس میں نماز میں کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۵۰)

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ...... وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ ......: (ص۱۲۸، س۱)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو کھجور کے اچھے گچھے اپنے لئے محفوظ کر لیتے تھے اور اصحاب الصفہ کے لئے خراب قسم کی کھجور لٹکا دیتے تھے۔ ایسی تقسیم کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع فرمایا کہ جب تم خود ردی چیز کو پسند نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے کیسے پسند کرے گا اسی وجہ سے صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ میں اچھی چیز دینی چاہئے۔

مِنْ طَيِّبَاتِ ......: (ص۱۲۸، س۵) اس کی وضاحت میں مفسرین دو باتیں ارشاد فرماتے ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو مال خرچ کیا جائے وہ حلال اور جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو دوسری بات یہ کہ صدقہ میں اعلیٰ اور بہتر چیز دینی چاہئے بے کار اور ردی چیز نہیں دینی چاہئے۔ (۵۱)

مَا كَسَبْتُمْ ......: (ص۱۲۸، س۵) اس سے مراد وہ مال ہے جو تجارت وغیرہ سے حاصل کیا ہو۔

اَخْرَجْنَا لَكُمْ ......: (ص۱۲۸، س۵) اس سے مراد زمین کی پیداوار ہے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی تجارت کے ذریعہ سے جو چیز حاصل کرتا ہے اس میں سے بھی کچھ صدقہ کرنا چاہئے۔ (۵۲)

اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ......: (ص۱۲۸، س۵)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تمہیں کوئی چیز ہدیہ دے اور وہ بے کار چیز ہو تو تم اسے قبول نہیں کرتے۔ ہاں اگر لینا پڑے تو بھیجنے والے کی ناراضگی سے بچنے کے لئے رواداری میں آنکھیں بند کر لو گے۔ اب ذرا سوچنا چاہئے کہ جو چیز تم خود لینا پسند نہیں کرتے تم اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دینا کیسے پسند کرتے ہو۔ (۵۳)

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا ...... (ص۱۲۸، س۷) اِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ اٰدَمَ ......: (ص۱۲۸، س۸)

علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرمائی ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے وہ آخرت کی کامیابی سے روکنے کے لئے تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ خرچ کرنے سے تمہارا مال کم ہو جائے گا اور تم تنگ دست ہو جاؤ گے لہٰذا مال کو بچا بچا کر رکھو۔ اور اگر تم مال کو خرچ کرنے پر آمادہ ہو ہی جاؤ تو وہ تم کو ردی اور بے کار مال خرچ کرنے کی ترغیب دے گا۔

وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ......: (ص۱۲۸، س۱۰) فحشاء عربی زبان میں ہر قسم کی برائی کو کہتے ہیں۔ مگر یہاں زکوٰۃ اور صدقات کی ادائیگی میں بخل کرنا مراد ہے۔ (۵۴)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۲۸، س۱۱) يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ ......: (ص۱۲۸، س۱۲) طیب کی ضد خبیث آتی ہے اور جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں تمام نقائص سے پاک اور تمام آفات

سے محفوظ اور جب اس کی نسبت بندوں کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں برے اخلاق اور برے اعمال سے دور ہونا۔ آیت کریمہ میں مسلمانوں کو حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا جا رہا ہے تاکہ جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی گندگیوں سے آدمی محفوظ رہ سکے اور پاکیزہ مال کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرے کیونکہ پاکیزہ اور حلال چیزوں کا میسر آ جانا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔

علماء فرماتے ہیں: حلال اور پاکیزہ کھانے سے ایک قسم کا نور دل میں پیدا ہوتا ہے جس سے خود بخود عبادت کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور برے اخلاق اور گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف حرام کھانے سے عبادت کرنے کو دل نہیں چاہتا اور اس سے آدمی کے دل میں سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ (۵۵)

ایک روایت میں آتا ہے کہ جس شخص نے حلال کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگوں کو ایذاء نہیں دی تو ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشتر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں آئندہ ہر زمانے میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ (۵٦)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۲۸، س۱۵) ﴿وَإِن تُبْدُواْ مَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ﴾ (۵۷) (ص۱۲۸، س۱٦)

(تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے تم اسے ظاہر کرو۔) اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو کچھ آدمی کے دل میں خیالات آتے ہیں اس پر بھی مواخذہ ہوگا تو یہ تو بہت ہی مشکل ہے یہ تو آدمی کے اختیار میں بھی نہیں ہے۔ جب صحابہ نے آپ ﷺ کے سامنے یہ بات عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہنا چاہئے تھا۔ یہود و نصاریٰ کی طرح سَمِعْنَا وَ عَصَینا کہنا مناسب نہیں ہے صحابہ نے فوراً سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہا۔ اس پر قرآن مجید کی دوسری آیت ﴿لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (۵۸) (اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔) نازل ہوئی اور ان دونوں آیتوں کے درمیان ایک سال کا وقفہ تھا۔ (۵۹)

سوال: ﴿وَإِن تُبْدُواْ مَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ﴾ (٦۰) سے معلوم ہوتا ہے کہ اختیاری اور غیر اختیاری عمل پہ مواخذہ ہوگا جب کہ ﴿لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (٦۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ مواخذہ صرف اختیاری عمل پر ہوگا۔

﴿لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ﴾ (٦۲) سے پہلی آیت ﴿وَإِن تُبْدُواْ مَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ﴾ (٦۳) سے منسوخ ہے۔ اگر منسوخ نہ بھی مانا جائے تب بھی ان دونوں آیتوں کا مفہوم صحیح ہے۔

جواب: ① دونوں آیات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

پہلی آیت ﴿وَإِن تُبْدُواْ مَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ﴾ (٦٤) کا مطلب یہ ہے کہ وسوسہ پر مواخذہ ہوگا اور اس سے مراد دنیاوی مواخذہ ہے مثلاً بیماری مصیبت وغیرہ ہے۔

اور دوسری آیت کا تعلق آخرت کے مواخذہ کے ساتھ ہے۔

جواب: ② ﴿وَإِن تُبْدُواْ مَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ﴾ (٦٥) کا مطلب یہ ہے کہ غیر اختیاری وسوسے بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جائیں گے مگر ان کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور دوسری آیت میں بیان ہے کہ اختیاری عمل پر مواخذہ ہوگا۔

جواب: ③ ﴿وَإِن تُبْدُواْ مَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ﴾ (٦٦) کا تعلق افعال نفس کے ساتھ ہے افعال نفس مثلاً حسد، کینہ، عداوت شرک نفاق وغیرہ اس پر مواخذہ ہوگا رہا معاملہ جوارح کا تو اس پر مواخذہ عمل کے بعد ہوگا۔ واللہ اعلم

تخریج حدیث:

٣٠٧٦ - أخرجه أبوداود: كتاب السنة: باب: في القدر، حديث (٤٦٩٣)، وأحمد: (٤/٤٠٠ و ٤٠٦) وابن حميد حديث (٥٤٩).

٣٠٧٧ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: (وإذ قلنا ادخلوا هذه القرية فكلوا منها حيث شئتم ......، حديث (٤٤٧٩)، ومسلم: كتاب التفسير: باب: (......) حديث (١/٣٠١٥)، وأحمد (٢/٣١٢، ٣١٨).

٣٠٧٨ - تقدم تخريجه.

٣٠٧٩ - أخرجه مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: جواز صلاة النافلة على الدابة من السفر حيث توجهت، حديث (٣٣/٧٠٠)، والنسائي: كتاب الصلاة: باب الحال التي يجوز فيها استقبال غير القبلة، حديث (٤٩١)، وأحمد (٢/٢٠/٤١١)، وابن خزيمة (٢/٢٥٢) حديث (١٢٦٧)، (٢/٢٥٣)، حديث (١٢٦٩).

٣٠٨٠ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: قوله: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾، حديث (٤٤٨٣)، وابن ماجه (١/٣٢٢): كتاب إقامة الصلاة والسلنة فيها: باب: القبلة، حديث (١٠٠٩) وأحمد (١/٢٤، ٣٦).

٣٠٨١ - انظر السابق.

٣٠٨٢ - أخرجه البخاري: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: باب: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ [البقرة: ١٤٣]، حديث (٧٣٤٩)، وابن ماجه: كتاب الزهد: باب: صفة أمة محمد ﷺ، وأحمد (٣/٩، ٣٢، ٨٥)، وعبد بن حميد ص (٢٨٦)، حديث (٩١٣).

٣٠٨٣ - تقدم تخريجه.

٣٠٨٤ - تقدم تخريجه.

٣٠٨٥ - تقدم تخريجه.

٣٠٨٦ - أخرجه أبوداود: كتاب السنة: باب: الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، حديث (٤٦٨٠)، والدارمي: كتاب الصلاة: باب: تحويل القبلة، وأحمد (١/٣٤٧، ٢٩٥، ٣٠٤، ٣٢٢).

٣٠٨٧ - أخرجه مالك: كتاب الحج: باب: جامع السعي، حديث (١٢٩)، والبخاري: كتاب الحج: باب: وجوب الصفا والمروة وجعل من شعائر الله، حديث (١٦٤٣)، (٣/٧١٩): كتاب العمرة: باب: يفعل بالعمرة ما يفعل بالحج، حديث (١٧٩٠)، وأطرافه من (٤٤٩٥)، (٤٨٦١)، ومسلم: كتاب الحج: باب: بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، حديث (٢٦١/١٢٧٧)، وأبوداود: كتاب المناسك: باب: أمر الصفا والمروة، حديث (١٩٠١)، والنسائي، كتاب مناسك الحج: باب: ذكر الصفا والمروة، حديث (٢٩٦٧، ٢٩٦٨) وابن ماجه (٢/٩٩٤): كتاب المناسك: باب: السعي بين الصفا والمروة، حديث (٢٩٨٦)، وأحمد (٦/١٤٤، ١٦٢، ٢٢٧)، وابن خزيمة (٤/٢٣٣)، حديث (٢٧٦٦)، (٤/٢٣٤)، حديث (٢٧٦٧)، (٤/٢٣٥)، حديث (٢٧٦٩)، والحميدي (١/١٠٧)، حديث (٢١٩).

٣٠٨٨ - أخرجه البخاري: كتاب الحج: باب: ما جاء في السعي بين الصفا والمروة، حديث (١٦٤٨)، (٨/٢٥): كتاب التفسير: باب: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ......﴾ حديث (٤٤٩٦)، ومسلم: كتاب الحج: باب: بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، حديث (٢٦٤/١٢٨٧)، وابن خزيمة (٤/٢٣٥) حديث (٢٧٦٨)، وعبد بن حميد ص (٣٦٨)، حديث (١٢٢٦).

٣٠٨٩ - تقدم تخريجه.

٣٠٩٠ - أخرجه البخاري: كتاب الصوم: باب: قول الله جل ذكره ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ......﴾ [البقرة: ١٨٧]، حديث (١٩١٥) والحديث بمعناه (٣٠/٨)، كتاب التفسير: باب: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ﴾ [البقرة: ١٨٧]، حديث (٤٥٠٨)، وأبوداود: كتاب الصيام: باب: مبدأ فرض الصيام، حديث (٢٣١٤)، وأحمد (٢٩٥/٤) والدارمي: كتاب الصوم: باب:متى يمسك المتسحر، وابن خزيمة (٣٠٠/٣) حديث (١٩٠٤).

٣٠٩١ - أخرجه أبوداود: كتاب الصلاة: باب: الدعاء، حديث (١٤٧٩) وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء، حديث (٣٨٢٨)، وأحمد (٢٧٦/٤، ٢٦٧، ٢٧٧، ٢٧١).

٣٠٩٢ - أخرجه البخاري: كتاب الصوم: باب: قول الله تعالىٰ: ﴿وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ ......﴾ [البقرة: ١٨٧]، حديث (١٩١٦)، (٣١/٨): كتاب التفسير: باب: ﴿وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ......﴾ [البقرة: ١٨٧]، حديث (٤٥٠٩، ٤٥١٠)، ومسلم: كتاب الصيام: باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر ......، حديث (١٠٩٠/٣٣)، والنسائي كتاب الصيام: باب: تأويل قول الله تعالىٰ: ﴿وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ ......﴾ [البقرة: ١٨٧]، حديث (٢١٦٩)، والدارمي: كتاب الصوم: باب: متى يمسك المتسحر، وابن خزيمة (٢٠٨/٣)، حديث (١٩٢٥).

٣٠٩٣ - انظر الحديث السابق.

٣٠٩٤ - تقدم تخريجه.

٣٠٩٥ - أخرجه أبوداود: كتاب الجهاد: باب: في قوله عزوجل: ﴿ تُلْقُوا۟ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ١٩٥]، حديث (٢٥١٢).

٣٠٩٦ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ﴾، حديث (٤٥١٧)، ومسلم وابن ماجه: كتاب المناسك: باب: مذية المحصر، حديث (٣٠٧٩)، وأحمد (٢٤٢/٤، ٢٤٣).

٣٠٩٧ - تقدم تخريجه.

٣٠٩٨ - تقدم تخريجه.

٣٠٩٩ - انظر الحديث السابق.

٣١٠٠ - تقدم تخريجه.

٣١٠١ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: وهو الد الخصام، حديث (٤٥٢٣)، (١٩٢/١٣)، كتاب الأحكام: باب الألد الخصم حديث (٧١٨٨)، ومسلم: كتاب العلم: باب: من الألد الخصم، حديث (٢٦٦٨/٥)، والنسائي: كتاب آداب القضاة: باب: الألد الخصم، حديث (٥٤٢٣)، وأحمد (٥٥/٦، ٦٣، ٢٠٥)، والحميدي (١٣٢/١)، حديث (٢٧٣).

٣١٠٢ - أخرجه مسلم: كتاب المحيض: باب: جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها ......، حديث (٣٠٢/١٦)، وأبوداود: كتاب الطهارة: باب: مؤاكلة الحائض ومجامعتها، حديث (٢٥٨)، (٦٥٦/١): كتاب النكاح: باب: من إتيان الحائض ومباشرتها، حديث (٢١٦٥)، والنسائي: كتاب الطهارة: باب: تأويل قول الله عزوجل ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ﴾، حديث (٢٨٨)، (١٨٧/١): كتاب المياه: باب: ما ينال من الحائض وتأويل قول الله عزوجل ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ......﴾، حديث (٣٦٩) وابن ماجه: كتاب الطهارة: باب: ماجاء في موأكلة الحائض وسؤرها، حديث (٦٤٤)، والدارمي: كتاب الصلوة: مابشرة الحائض، وأحمد (١٣٢/٣، ٢٤٦).

٣١٠٣ - انظر السابق.

٣١٠٤ - أخرجه الدارمي: كتاب الصلاة: باب: إتيان النساء من أدبارهن، وأحمد (٣٠٥/٦، ٣١٨، ٣١٠).

٣١٠٥ - أخرجه أحمد (٢٩٧/١).

٣١٠٦ - أخرجه البخاري: كتاب النكاح: باب: من قال لا نكاح إلا بولى، حديث (٥١٣٠)، وأبوداود: كتاب النكاح: باب فى العضل، حديث (٢٠٨٧).

٣١٠٧ - أخرجه مالك: كتاب صلاة الجماعة: باب: الصلاة الوسطى، حديث (٢٥)، ومسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هى صلاة العصر، حديث (٦٢٩/٢٠٧)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: في وقت صلاة العصر، حديث (٤١٠)، والنسائي: كتاب الصلاة: باب: المحافظة على صلاة العصر، حديث (٤٧٢)، وأحمد (٦/٧٣، ١٧٨).

٣١٠٨ - تقدم تخريجه.

٣١٠٩ - أخرجه البخاري: كتاب الجهاد والسير: باب: الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، حديث (٢٩٣١) وأطرافه في (٤١١١، ٤٥٣٣، ٦٣٩٦) ومسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: التغليظ من تفويت صلاة العصر، حديث (٦٢٧/٢٠٢)، وأبوداود (١/١٦٥): كتاب الصلاة: باب: من وقت صلاةالعصر، حديث (٤٠٩). والنسائي: كتاب الصلاة: باب: المحافظة على صلاة العصر، حديث (٤٧٣) والدارمي: كتاب الصلاة: باب: الصلاة الوسطى، وأحمد (١/٧٩، ١٣٥، ١٣٧، ١٥٣، ١٤٤، ١٢٢)، وابن خزيمة (٢/٢٨٩) حديث (١٣٣٥) وابن حميد ص (٥٥) حديث (٧٧).

٣١١٠ - تقدم تخريجه.

٣١١١ - تقدم تخريجه.

٣١١٢ - تقدم تخريجه.

٣١١٣ - تفرد به الترمذي كما جاء في ((التحفة)) (٢/٦٢)، حديث (١٩١١) لم يخرجه إلا الترمذي عن السدى عن أبي مالك عن البراء موقوفاً.

٣١١٤ - تفرد به الترمذي كما جاء في ((التحفة)) (٧/١٣٩)، حديث (٩٥٥٠) وأخرجه أبو يعلى (٨/٤١٧)، حديث (٣٣/٤٩٩٩) وعزاه لابن حبان ((موارد)) (٤٠) من طريق أبي يعلى والطبري في ((التفسير)) (٣/٨٨، ٨٩).

٣١١٥ - أخرجه مسلم كتاب الزكاة: باب: قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، حديث ٦٥/١٠١٥)، والدارمي: كتاب الرقاق، باب: أكل الطيب، وأحمد (٢/٣٢٨).

٣١١٦ - تفرد به الترمذي كما جاء في ((التحفة)) (٧/٤٦٨)، حديث (١٠٣٣٦)، وذكره السيوطي في ((الدر المنثور)) (١/٦٦٢) وعزاه لابن حميد.

٣١١٧ - أخرجه أحمد (٦/٢١٨).

٣١١٨ - أخرجه مسلم: كتاب الإيمان: باب: بيان أنه سبحانه و تعالىٰ لم يكلف إلا ما يطاق، حديث (٢٠٠/١٢٦).

(١) طيبى شرح مشكوة (٢) شرح مسلم للنووى (٣) فتح البارى،شامى: ٢/٤٨٧ (٤) تفسير ابن كثير: ١/١٥٧ (٥) سورةالبقرة: ٢، آيت: ١١٥ (٦) سورة البقرة: ٢، آيت: ١٤٤ (٧) سورةالبقرة: ٢، آيت: ١١٥ (٨) سورة البقرة: ٢، آيت: ١٤٤ (٩) تحفةالاحوذى: ٨/٢٩٢ (١٠) فتح البارى: ١٣/٣٢٨ (١١) روح المعانى: ٢/٤ (١٢) مسند احمد بحواله انوار البيان: ١/٢٠٦ (١٣) طبرىٔ (١٤) روح المعانى: ٢/٦ (١٥) معالم العرفان: ٣/٩١ (١٦) تفسير ماجدى: ١/٢٩٠ (١٧) عمدة القارى: ٨/١٤٠ (١٨) فتح البارى: ٤/١٥٥ (١٩) سورة البقرة: آيت: ١٨٧ (٢٠) مسلم (٢١) سورة البقرة: آيت: ١٨٦ (٢٢) تفسير مظهرى: ١/٢٧٨ (٢٣) سورة البقرة: آيت: ١٨٦ (٢٤) سورت البقرة آيت: ١٨٧ (٢٥) ابوداود (٢٦) سورت البقرة: آيت: ٢٤ (٢٧) تفسير قرطبى: ٣/١٩ (٢٨) نسائى، ترمذى (٢٩) ابوداود (٣٠) سورة بقره: آيت ٢٣٢ (٣١) هدايه: ٢/٣١٣ (٣٢) تبيين الحقائق: ١/١١٧ (٣٣) شرح المهذب: ٣٠٢/١٥، بداية املمجتهد: ٢/٧! المغنى لابن قدامه: ٦/٤٤٩ (٣٤) سورة بقره: آيت ٢٣٠ (٣٥) سورة بقره: ٢٣٢ (٣٦) سورت بقرة: آيت: ٥٠ (٣٧) احكام القرآن للجصاص.٣/٣٦٦ (٣٨) ابوداود: ١/٢٨٦ (٣٩) مسلم:

۱/ ۲۵۵ (٤٠) موطا امام مالك: ۲۱۰ (٤١) ابن ماجة: ۱۳۰/۱ (٤٢) ترمذی: ۱۳۰/۱ (٤٣) حاشیه فتح القدیر: ۱۳۰/۲ (٤٤) تفسیر مظهری: ۳۱٦/۱ (٤٥) صلاۃ وسطی کے بارے میں علامہ شرف الدین دمیاطی نے ایک مستقل رسالہ بنام کشف الغطاء عن الصلاۃ الوسطی تحریر فرمایا ہے (٤٦) ترمذی: ۳٤۲/۸ (٤٧) فتح الباری: ۱۹٦/۸ (٤٨) فیض الباری: ۱٦٥/٤ (٤٩) حدیث: باب نسخ الکلام فی الصلوۃ کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے (٥٠) لامع الدراری: ۳۰/۹ (٥١) روح المعانی: ۳۸/۲، بیان القرآن: ۱۸٥/۱ (٥٢) ابن کثیر: ۲٤۱/۱ (٥٣) تفسیر مظهری: ۷۸/۲ (٥٤) تفسیر ماجدی: ٤۹٦/۱ (٥٥) تحفة الاحوذی: ۳٤۰/۸ (٥٦) ترمذی (٥٧) سورة البقرة: آیت: ۲۸٤ (٥٨) سورة البقرة: آیت: ۲۸٦ (٥٩) فتح الباری: ۲۰٦/۸ (٦٠) سورة البقرة: آیت: ۲۸٤ (٦١) سورة البقرة: آیت: ۲۸٦ (٦٢) سورة البقرة: آیت: ۲۸٦ (٦٣) سورة البقرة: آیت: ۲۸٤ (٦٤) سورة البقرة: آیت: ۲۸٤ (٦٥) سورة البقرة: آیت: ۲۸٤ (٦٦) سورة البقرة: آیت: ۲۸٤

بَابُ وَمِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ

یہ باب ہے سورۂ آل عمران کی تفسیر کے بیان میں

۳۱۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَنَا اَبُو الْوَلِيْدِنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمَاتٌ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَائِشَةَ. (ص۱۲۸، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ'' (وہی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب نازل کی جس کا ایک حصہ وہ آیات ہیں جو کہ محکم ہیں (یعنی اشتباہ سے محفوظ ہیں) اور انہی آیات پر کتاب کا اصل مدار ہے۔) اور دوسرا حصہ وہ ہے جس میں ایسی آیات ہیں جو مشتبہ المراد ہیں چنانچہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے اسی حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے۔ان کی غرض فتنے کی ہی ہوتی ہے اور اس کا (غلط) مطلب ڈھونڈنے کی۔ حالانکہ اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (سورۂ آل عمران آیت ۷) کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو آیات مشتبہات کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے بچو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ایوب اسے ابن ابی ملیکہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں۔''

۳۱۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْدَاوٗدَ الطَّيَالِسِىُّ نَا اَبُوْ عَامِرٍ وَهُوَ الْخَزَّازُ وَيَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ يَزِيْدُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَبُوْ عَامِرٍ

الْقَاسِمِ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهٖ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتِهِمْ فَاعْرِفِيْهِمْ وَقَالَ يَزِيْدُ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَاعْرِفُوْهُمْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ هٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَإِنَّمَا ذَكَرَهٗ يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ هُوَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ وَقَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ أَيْضًا.

(ص۱۲۸، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا ''فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ......الآية'' (یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کی اتباع کرتے ہیں ان کی غرض فتنہ پیدا کرنا اور اس کی غلط تفسیر کرنا ہوتی ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لینا۔ یزید اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ جب تم لوگ ان کو دیکھو تو پہچان لو۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس طرح کئی حضرات اسے ابن ابی ملیکہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہوئے قاسم بن محمد کا ذکر نہیں کرتے۔ ان کا ذکر صرف یزید بن ابراہیم کرتے ہیں۔ ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ہے ان کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت ہے۔''

۳۱۲۱ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ وَلِيِّيْ أَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ.

(ص۱۲۹، س۱)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے ہر نبی کے دوست ہوتے ہیں۔ میرے دوست میرے والد اور میرے رب کے دوست (ابراہیم علیہ السلام) ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ......'' (ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی تابعداری کی اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو اس پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے دوست ہیں)۔''

۳۱۲۲ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ نَا أَبُوْ نُعَيْمٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَقُلْ فِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ وَأَبُو الضُّحٰى اِسْمُهٗ مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبُوْكُرَيْبٍ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ

عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَ اَبِیْ نُعِيْمٍ وَلَيْسَ فِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ. (ص۱۲۹، س۳)

ترجمہ: ''ہم سے روایت بیان کی محمود نے ان سے ابونعیم نے وہ سفیان سے وہ اپنے والد سے وہ ابوضحیٰ سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی ﷺ سے اس کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں مسروق کا ذکر نہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ ابوضحیٰ کا نام مسلم بن صبیح ہے۔ پھر ابوکریب بھی وکیع سے وہ سفیان سے وہ اپنے والد سے وہ ابوضحیٰ سے وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے ابونعیم کی روایت کے مطابق نقل کرتے ہیں۔ اس میں بھی مسروق کا ذکر نہیں ہے۔''

۳۱۲۳ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِیَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ اَرْضٌ فَجَحَدَنِیْ فَقَدَّمْتُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَنْ يَحْلِفُ فَيَذْهَبُ بِمَا لِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ اِبْنِ اَبِیْ اَوْفٰى. (ص۱۲۹، س۵)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے ایسی جھوٹی قسم کھائی جس سے وہ کسی مسلمان کا مال دبانا چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غصہ ہوں گے۔ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میرے متعلق ہے۔ میرے اور ایک یہودی کے درمیان کچھ مشترک زمین تھی۔ اس نے میری شراکت کا انکار کر دیا تو میں اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے گواہ لانے کے لئے کہا تو میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی گواہ نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہودی کو حکم دیا کہ قسم کھاؤ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ ......الآية'' (یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد اور اپنی قسموں کے مقابلے میں تھوڑا سا معاوضہ لے لیتے ہیں آخرت میں ان لوگوں کے لئے کوئی حصہ نہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ان سے بات کریں گے نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ انہیں پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ سورۂ آل عمران آیت ۷۷) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ابن ابی اوفی سے بھی روایت منقول ہے۔''

۳۱۲٤ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ بَكْرٍ السَّهْمِیُّ نَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (وَمَنْ ذَا الَّذِیْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا) قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ

وَكَانَ لَهُ حَائِطٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَائِطِيْ لِلّٰهِ وَلَوِ اسْتَطَعْتُ اَنْ اُسِرَّهُ لَمْ اُعْلِنْهُ فَقَالَ اجْعَلْهُ فِيْ قَرَابَتِكَ اَوْ اَقْرَبِيْكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. (ص۱۲۹، س۱۰)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ......'' یا ''وَمَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ......'' تو ابوطلحہ کے پاس ایک باغ تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا یہ باغ اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہے۔ اگر میں اس بات کو چھپا سکتا تو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔ راوی کو شک ہے ''قَرَابَتِكَ'' فرمایا، یا ''اَقْرَبِيْكَ'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے وہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔''

۳۱۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ الْحَاجُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ فَقَالَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اَيُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ فَقَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ مَا السَّبِيْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ الْخُوْزِيِّ الْمَكِّيِّ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. (ص۱۲۹، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ کون سا حاجی اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا سر گرد آلود ہو اور کپڑے میلے کچیلے ہوں۔ پھر اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ کون سا حج افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں بلند آواز سے لبیک کہا جائے اور زیادہ قربانیاں کی جائیں پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا کہ ''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ ......'' میں سبیل سے کیا مراد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر خرچ اور سواری۔ اس حدیث کو ہم صرف ابراہیم بن یزید خوزی مکی کی روایت سے جانتے ہیں بعض اہل علم نے ان کے حافظے پر اعتراض کیا ہے۔''

۳۱۲۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ) اَلْاٰيَةَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۹، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ ......'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن، اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا کہ یا اللہ تعالیٰ یہ میرے اہل

ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔‘‘

۳۱۲۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا وَكِيْعٌ عَنْ رَبِيْعٍ وَهُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ غَالِبٍ قَالَ رَاٰى اَبُوْ اُمَامَةَ رُءُوْسًا مَنْصُوْبَةً عَلٰى دَرَجِ دِمَشْقَ فَقَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلٰى تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلٰى مَنْ قَتَلُوْهُ ثُمَّ قَرَاَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قُلْتُ لِاَبِىْ اُمَامَةَ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعًا مَاحَدَّثْتُكُمُوْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاَبُوْ غَالِبٍ اِسْمُهٗ حَزَوَّرُ وَاَبُوْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِىُّ اِسْمُهٗ صُدَىُّ بْنُ عَجْلَانَ وَهُوَ سَيِّدُ بَاهِلَةَ. (ص۱۲۹، س۱۸)

ترجمہ: ’’ابو غالب کہتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ نے (خارجیوں کے) کچھ سروں کو دمشق کی سیڑھی پر لٹکے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ دوزخ کے کتے اور آسمان کی چھت کے نیچے کے بدترین مقتول ہیں۔ اور بہترین مقتول وہ ہیں جو ان (خارجیوں) کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ پھر یہ آیت پڑھی ’’یَوْمَ تَبْيَضُّ ......‘‘ (جس دن کچھ چہرے سیاہ اور کچھ چہرے سفید ہوں گے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو فرمایا اگر میں نے ایک یا دو یا تین یا چار یہاں تک کہ سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو ہرگز تم لوگوں کے سامنے بیان نہ کرتا۔ یعنی کئی مرتبہ سنا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابو غالب کا نام حزور ہے جبکہ امامہ باہلی کا نام صدی بن عجلان ہے وہ قبیلہ باہلہ کے سردار ہیں۔‘‘

۳۱۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) قَالَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ نَحْوَ هٰذَا وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ). (ص۱۲۹، س۲۱)

ترجمہ: ’’حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا ’’كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ ......‘‘ کہ تم لوگ ستر امتوں کو پورا کرنے والے ہو۔ اور ان سب میں بہتر اور معزز ہو۔ یہ حدیث حسن ہے اسے کئی راوی بہز بن حکیم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں اس آیت کا ذکر نہیں کرتے۔‘‘

۳۱۲۹ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا هُشَيْمٌ اَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ وَجْهُهٗ شَجَّةً فِىْ جَبْهَتِهٖ حَتّٰى سَالَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوْا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَىْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ اِلٰى اٰخِرِ

هَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۲۹، س۲٤)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوگئے۔ سر میں زخم آیا اور پیشانی بھی زخمی ہوئی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر خون بہنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کچھ کیا اور وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ ......'' (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں کوئی اختیار نہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے)۔''

۳۱۳۰ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُجَّ فِيْ وَجْهِهٖ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَرُمِيَ رَمْيَةً عَلٰى كَتِفِهٖ فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيْلُ عَلٰى وَجْهِهٖ وَهُوَ يَمْسَحُهٗ وَيَقُوْلُ كَيْفَ تُفْلِحُ اُمَّةٌ فَعَلُوْا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(ص۱۲۹، س۲٦)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا، دندان مبارک شہید ہوگئے اور شانہ مبارک پر ایک پتھر مارا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے خون بہنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے صاف کرتے اور کہتے کہ وہ قوم کس طرح فلاح پائے گی جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کچھ کیا جبکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ ......'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۳۱ - حَدَّثَنَا اَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمٍ الْكُوْفِيُّ نَا اَحْمَدُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ اَبَا سُفْيَانَ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ قَالَ فَنَزَلَتْ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ) فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَاَسْلَمُوْا فَحَسُنَ اِسْلَامُهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمٍ وَكَذَا رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ. (ص۱۲۹، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا: اے اللہ تعالیٰ ابوسفیان پر لعنت بھیج۔ اے اللہ تعالیٰ حارث بن ہشام پر لعنت بھیج۔ اے اللہ تعالیٰ صفوان بن امیہ پر لعنت بھیج۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ'' الآیہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا اور یہ لوگ اسلام لے آئے اور وہ بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث کو عمر بن حمزہ نے سالم سے نقل

کیا ہے۔ پھر زہری بھی سالم سے اور وہ اپنے والد (ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔"

۳۱۳۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيِّ الْبَصْرِيُّ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا عَلٰى اَرْبَعَةِ نَفَرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ فَهَدَاهُمُ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ. (ص۱۲۹، س۳۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار آدمیوں کے لیے بددعا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ ......" پھر اللہ تعالیٰ نے ان (چاروں) کو اسلام کی ہدایت دی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب صحیح ہے یعنی نافع کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے۔ اور یحییٰ بن ایوب بھی اسے عجلان سے نقل کرتے ہیں۔"

۳۱۳۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اِنِّيْ كُنْتُ رَجُلًا اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا نَفَعَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ اَنْ يَنْفَعَنِيْ وَاِذَا حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِسْتَحْلَفْتُهٗ فَاِذَا حَلَفَ لِيْ صَدَّقْتُهٗ وَاِنَّهٗ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَ صَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَرَفَعُوْهُ وَرَوَاهُ مِسْعَرٌ وَسُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَلَمْ يَرْفَعَاهُ وَلَا نَعْرِفُ لِاَسْمَاءَ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ. (ص۱۲۹، س۳٤)

ترجمہ: "حضرت اسماء بن حکم فزاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق مجھے اس سے فائدہ پہنچتا اور اگر کوئی صحابی مجھ سے کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اسے قسم دیتا۔ اگر وہ قسم کھالیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا اور وہ سچے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد طہارت حاصل کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ کریں۔ پھر یہ آیت پڑھی "وَالَّذِيْنَ اِذَا ......" (اور وہ لوگ جو اگر کبھی کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں یا اپنے آپ پر ظلم کر لیتے ہیں

تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون گناہ بخشتا ہے اور اپنے کیے پر جانتے بوجھتے ہوئے اصرار نہ کریں)۔ اس حدیث کو شعبہ اور کئی لوگوں نے عثمان بن مغیرہ سے غیر مرفوع روایت کیا ہے۔ اور ہم اسماء کی صرف یہی حدیث جانتے ہیں۔''

٣١٣٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ رَفَعْتُ رَاْسِیْ يَوْمَا اُحُدٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ وَمَا مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا يَمِيْدُ تَحْتَ حَجَفَتِهٖ مِنَ النُّعَاسِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۰، س۶)

ترجمہ: ''حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس روز ان میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو اونگھ کی وجہ سے نیچے کو نہ جھکا جاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے یہی اونگھ مراد ہے۔ ''ثُمَّ اَنْزَلَ......'' (پھر تم لوگوں پر تنگی (غم) کے بعد اونگھ نازل کی گئی جو تم میں سے ایک جماعت کو گھیر رہی تھی اور دوسری جماعت کو صرف اپنی فکر تھی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣١٣٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ مِثْلَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۰، س۸)

ترجمہ: ''ہم سے روایت بیان کی عبد بن حمید نے انہوں نے روح بن عبادہ سے انہوں نے حماد بن سلمہ سے وہ ہشام بن عروہ سے اور وہ اپنے والد سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣١٣٦ - حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ نَا عَبْدُالْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ قَالَ غُشِيْنَا وَنَحْنُ فِیْ مَصَافِّنَا يَوْمَ اُحُدٍ حَدَّثَ اَنَّهٗ كَانَ فِيْمَنْ غَشِيَهُ النُّعَاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِیْ يَسْقُطُ مِنْ يَدِیْ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ مِنْ يَدِیْ وَاٰخُذُهٗ وَالطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى الْمُنَافِقُوْنَ لَيْسَ لَهُمْ هَمٌّ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ اَجْبَنَ قَوْمٍ وَاَرْعَبَهٗ وَاَخْذَلَهٗ لِلْحَقِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۰، س۶)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوۂ احد کے موقع پر میدان جنگ میں ہم پر غشی طاری ہوگئی تھی۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جن لوگوں پر اس روز اونگھ طاری ہوگئی تھی۔ چنانچہ میری تلوار میرے ہاتھ سے گرنے لگی۔ میں اسے پکڑتا وہ پھر گرنے لگتی۔ دوسرا گروہ منافقین کا تھا جنہیں صرف اپنی جانوں کی فکر تھی یہ لوگ انتہائی بزدل، مرعوب اور حق کو چھوڑنے والے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣١٣٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ خُصَيْفٍ نَا مِقْسَمٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَمَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ يَّغُلَّ فِیْ قَطِيْفَةٍ حَمْرَاءَ افْتُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُالسَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ نَحْوَ هٰذَا وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مِقْسَمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۳۰، س۹)

ترجمہ: ''حضرت مقسم کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ......'' یعنی (مال غنیمت میں) خیانت کرنا نبی کا کام نہیں اور جو خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اسے لے کر حاضر ہوگا) یہ آیت ایک سرخ روئی دار چادر کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوۂ بدر کے موقع پر گم ہوگئی تھی تو بعض لوگوں نے کہا کہ شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عبدالسلام بن حرب بھی خصیف سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ بعض اسے خصیف سے اور وہ مقسم سے نقل کرتے ہوئے ابن عباس کا ذکر نہیں کرتے۔''

۳۱۳۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ نَا مُوْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ يَا جَابِرُ مَالِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ اَلَا اُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهٖ اَبَاكَ قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَاَحْيٰى اَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا وَقَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ اُعْطِيْكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَاُقْتَلَ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ قَالَ وَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسَى بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ هٰكَذَا عَنْ مُوْسَى بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرٍ شَيْئًا مِنْ هٰذَا. (ص۱۳۰، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جابر کیا بات ہے۔ میں تمہیں شکستہ حال کیوں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد شہید ہوگئے اور قرض اور عیال چھوڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کی خوشخبری نہ سناؤں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے ملاقات کی عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کے علاوہ ہر شخص سے پردے کے پیچھے سے گفتگو کی لیکن تمہارے والد کو زندہ کر کے ان سے بالمشافہ گفتگو کی اور فرمایا: اے میرے بندے تمنا کر۔ تو جس چیز کی تمنا کرے گا میں تجھے عطا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں قتل ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فیصلہ ہو چکا کہ کوئی دنیا میں واپس نہیں

جائے گا۔ راوی کہتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ......" (یعنی تم ان لوگوں کو مردہ نہ سمجھو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے...... الخ) یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اسے صرف موسیٰ بن ابراہیم کی روایت سے جانتے ہیں۔ پھر علی بن عبداللہ مدینی اور کئی راوی اس حدیث کو کبار محدثین سے اسی طرح روایت کرتے ہیں نیز عبداللہ بن محمد بن عقیل بھی جابر سے اس کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں۔"

۳۱۳۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ تعالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَقَالَ اَمَا اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَاُخْبِرْنَا اَنَّ اَرْوَاحَهُمْ فِیْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِی الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ وَتَاْوِیْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّكَ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِيْدُوْنَ شَيْئًا فَاَزِيْدُكُمْ قَالُوْا رَبَّنَا وَمَا نَسْتَزِيْدُ وَنَحْنُ فِی الْجَنَّةِ نَسْرَحُ حَيْثُ شِئْنَا ثُمَّ اطَّلَعَ عَلَيْهِمُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ هَلْ تَسْتَزِيْدُوْنَ شَيْئًا فَاَزِيْدُكُمْ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَا يُتْرَكُوْنَ قَالُوْا تُعِيْدُ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَنُقْتَلَ فِیْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۰، س۱۸)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت "وَلَا تَحْسَبَنَّ ......" کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہم نے بھی اس کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی (یعنی شہداء کی) روحیں سبز پرندوں (کی شکل) میں ہیں جو جنت میں جہاں چاہتے ہیں وہاں پھرتے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ عرش سے لٹکی ہوئی قندیلیں ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جھانکا اور پوچھا کیا تم لوگ کچھ اور بھی چاہتے ہو تو میں تمہیں عطا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا یا اللہ تعالیٰ ہم اس سے زیادہ کیا چاہیں گے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اسی طرح کیا تو ان شہداء نے سوچا کہ ہم اس وقت تک نہیں چھوٹیں گے جب تک کوئی فرمائش نہیں کریں گے۔ تو انہوں نے تمنا ظاہر کی کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس کر دی جائیں تاکہ ہم دنیا میں جائیں اور دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو کر آئیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۴۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مِثْلَهٗ وَزَادَ فِيْهِ وَتُقْرِئُ نَبِيَّنَا السَّلَامَ وَتُخْبِرُهٗ اَنْ قَدْ رَضِيْنَا وَرُضِیَ عَنَّا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۳۱، س۱)

ترجمہ: "ابن ابی عمر نے بواسطہ سفیان، عطاء بن سائب سے اور انہوں نے ابوعبیدہ سے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کیا لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ہمارے نبی کو ہماری طرف سے سلام پہنچایا جائے اور انہیں بتایا

جائے کہ ہم اپنے رب سے راضی اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

۳۱۴۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ جَامِعٍ وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ رَاشِدٍ وَعَبْدُالْمَلِكِ بْنِ اَعْیَنَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ لَا یُؤَدِّیْ زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ عُنُقِهٖ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَأَ عَلَیْنَا مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ الْاٰیَةَ وَقَالَ مَرَّةً قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنِ اقْتَطَعَ مَالَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ بِیَمِیْنٍ لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الْاٰیَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ شُجَاعًا اَقْرَعَ یَعْنِیْ حَیَّةً. (ص۱۳۱، س۲)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں ایک اژدھا بنا دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مطابق آیت پڑھی "لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ ......" (جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اپنے فضل سے دی ہوئی چیزوں کو خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے کیونکہ عنقریب قیامت کے دن جس چیز سے انہوں نے بخل کیا تھا وہ ان کی گردن میں طوق بنا کر لٹکائی جائے گی) پھر راوی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مصداق میں یہ آیت پڑھی "سَیُطَوَّقُوْنَ ......" (عنقریب وہ چیز جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کی گردن میں طوق بنا کر لٹکائی جائے گی) اور فرمایا جس نے کسی مسلمان بھائی کا (جھوٹی) قسم کھا کر حق لے لیا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ پھر اس کے مصداق میں یہ آیت پڑھی "اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ......" (بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور "شجاع اقرع" سے مراد سانپ ہے جو گنجا ہوگا۔ شدت زہر کی وجہ سے اس کے سر کے بال ختم ہو گئے ہوں گے۔"

۳۱۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَسَعِیْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۳۱، س۷)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑا (لاٹھی) رکھنے کی جگہ

دنیا اوراس کی چیزوں سے بہتر ہے۔ لہٰذا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ''فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ'' (یعنی پھر جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سودا ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۴۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ قَالَ اِذْهَبْ يَا رَافِعُ لِبَوَّابِهٖ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَهٗ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا اُوْتِيَ وَاَحَبَّ اَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ اَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَالَكُمْ وَلِهٰذِهِ الْاٰيَةِ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهٖ فِيْ اَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَتَلَا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَاَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهٖ فَخَرَجُوْا وَقَدْ اَرَوْهُ اَنْ قَدْ اَخْبَرُوْهُ بِمَا سَاَلَهُمْ عَنْهُ وَاسْتَحْمَدُوْا بِذٰلِكَ اِلَيْهِ وَفَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ وَمَا سَاَلَهُمْ عَنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۱، س۹)

ترجمہ: ''حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ مروان بن حکم نے اپنے محافظ کو حکم دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ جو لوگ اپنی بات پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایسے کام پر ان کی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا۔ اگر انہیں عذاب دیا گیا تو ہم سب عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کو اس آیت سے کیا مطلب یہ آیت تو اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ ......'' (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب (یعنی یہودیوں) سے اقرار لیا کہ اسے لوگوں کے لئے بیان کرو اور چھپاؤ مت لیکن انہوں نے اسے اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا اور اس کے مقابلے میں تھوڑا سا معاوضہ لے لیا۔ یہ کتنی بری خریداری کرتے ہیں جو اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور کسی کام کے کئے بغیر اپنی تعریف چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق یہ نہ سوچے کہ انہیں عذاب سے نجات مل جائے گی۔ ان کے لئے تو دردناک عذاب ہے۔) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب سے کوئی بات پوچھی تو انہوں نے اس کے علاوہ کوئی دوسری بات بتائی اور یہ ظاہر کیا کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ہم نے بتا دیا اور اس پر اپنی تعریف کے طلب گار ہوئے۔ اپنی کتاب اور پوچھی گئی بات کے چھپانے پر خوش ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔''

تشریح

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سورت آلِ عمران بالاتفاق مدنی ہے اس میں دو سو آیات ہیں تین ہزار چار سو اسی ۳۴۸۰

کلمات اور چودہ ہزار پانچ سو بیس (۱۴۵۲۰) حروف ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۲۸، س۲۸)

حدیث بالا میں آیات محکمات اور آیات متشابہات سے کیا مراد ہے؟

اس بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں مثلاً:

1. وہ لفظ جو ایک معنی کا احتمال رکھے وہ محکم ہے اور جو متعدد معانی کا احتمال رکھے وہ متشابہ ہے۔ (۱)
2. جس آیت کا معنی واضح ہے وہ محکم ہے اور جس کا مفہوم واضح نہ ہو تو وہ متشابہات میں سے ہے۔ (۲)

سُؤال: آیت بالا سے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کی دو قسمیں ہیں ① محکم ② متشابہ۔ مگر قرآن کی ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تمام آیات ہی محکم ہیں ﴿كِتَٰبٌ أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝١﴾ (۳) (یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیات محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔)

اور قرآن کی ایک دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تمام آیات متشابہات میں سے ہے ﴿كِتَٰبًا مُّتَشَٰبِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ ٱلَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾ (۴) (جو ایسی کتاب ہے آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے۔)

جَواب: ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کی آیات دو قسم کی ہیں ایک محکم اور دوسری متشابہ اور جہاں تک ﴿أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ﴾ (۵) والی آیت کا تعلق ہے تو اس سے اس کا لغوی معنی مراد ہے یعنی اس کی فصاحت و بلاغت احکام اور کلام کا جلال مراد ہے۔ اور ﴿كِتَٰبًا مُّتَشَٰبِهًا﴾ (۶) والی آیت سے بھی لغوی معنی مراد ہے یعنی قرآن مجید کی تمام آیات ایک دوسرے کے مضمون کی تائید اور تصدیق کرتی ہیں تمام آیات میں۔ لہٰذا اس میں کوئی تعارض نہیں رہا۔ (۷)

فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ ...... (ص۱۲۸، س۲۸)

جن کے دلوں میں زیغ ہے وہ لوگ متشابہ آیات سے اپنے مطالب قرآن مجید سے نکالتے ہیں ان لوگوں سے بچنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۲۹، س۱)

وُلَاةً ...... یہ ولی کی جمع ہے بمعنی دوست۔

علامہ توربشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے ہوتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کے لحاظ سے سب سے زیادہ قریب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے تھے اسی مشابہت کی وجہ سے اس ملت محمدی کو ملت ابراہیمی بھی کہا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ...... (ص۱۲۹، س۵) اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ...... (ص۱۲۹، س۹)

آیت مبارکہ کا موقع نزول اگرچہ اشعث بن قیس اور یہودی کا واقعہ ہے مگر مفسرین فرماتے ہیں کہ الفاظ کی عمومیت کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی اس آیت کے مصداق میں شامل ہیں۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے ابو رافع لبابہ بن ابوالحقیق اور حیی بن اخطب، سرداران یہود مراد ہیں۔ جنہوں نے لوگوں سے رشوت لے کر تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودہ صفات کو بدل دیا تھا۔ (۸)

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہودی مذہب میں بھی منکر کو قسم دلائی جاتی تھی۔ (۹)

وَاَیْمَانِهِمْ: (ص۱۲۹، س۹) واقعہ میں اگرچہ مراد یہودی ہیں مگر اس کے عموم میں ہر قسم کے لوگ آجاتے ہیں جو جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو اہم گناہوں اور اس کی سزاؤں کو بیان فرمایا ہے ایک گناہ تو لوگوں سے رشوت لے کر اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدلنا ہے۔ دوسرا گناہ جھوٹی قسم کھا کر لوگوں سے مال کو حاصل کرنا ہے۔ ان کے لئے سزا یہ فرمائی جاری ہے "لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ" (آخرت میں انہیں کچھ بدلہ نہیں ملے گا۔)

"وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ" (اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات نہیں فرمائیں گے۔) وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ: (نہ نظر (رحمت) سے اللہ تعالیٰ ان کو دیکھیں گے۔)

وَلَا يُزَكِّيْهِمْ: (نہ اللہ تعالیٰ ان کو پاک فرمائیں گے۔)

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: (ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔)

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ...... لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ: (ص۱۲۹، س۱۰)

اللہ تعالیٰ کی مکمل رضا مندی اور بھلائی کا اعلیٰ درجہ اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب اپنی پسندیدہ اور اچھی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ محبوب حقیقی کو حاصل کرنے کے لئے مجازی محبوب کی قربانی دینی ضروری ہے اس لئے کہ مال کی محبت اور دنیا کی حرص کو دل سے نکالے بغیر کامل درجہ کی نیکی حاصل نہیں ہوسکتی۔

بعض علماء فرماتے ہیں آیت کا مخاطب وہ یہود تھے جن کے نزدیک ذخیرہ اندوزی اور بخل معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ نیکی چند مخصوص عبادات کا نام ہے جن میں مال کا خرچ کرنا داخل نہیں اس آیت میں ان کو بھی تنبیہ فرمائی جارہی ہے کہ تمہارا یہ گمان غلط ہے نیکی کا کامل درجہ حاصل کرنے والے کاموں میں، مال کا خرچ کرنا بھی شامل ہے۔

اس آیت پر صحابہ کا عمل:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی خیبر کی زمینیں جو ان کو سب سے زیادہ محبوب تھیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کردیں اسی طرح ان کی ایک باندی جو ان کو بہت ہی محبوب تھی اس کو آزاد کردیا۔ (۱۰)

اسی طرح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا جو ان کو محبوب تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کردیا۔ (۱۱)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کوایک باغ بہت پسند تھا اس کوانہوں نے اللہ تعالیٰ کے راہ میں وقف کردیا وغیرہ۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ......: (ص۱۲۹، س۱۲)

الشَّعِثُ:(ص۱۲۹، س۱٤) منتشراور پراگندہ بال والا۔

التَّفِلُ :(ص۱۲۹، س۱٤) میلا کچیلا ہونا۔

الْعَجُّ:(ص۱۲۹، س۱٤) زورزور سے بولنا یہاں پرتلبیہ پڑھنا مراد ہے۔

الْحَجّ :(ص۱۲۹، س۱٤) خون کا بہانا یہاں پرحج کرنے والے کا جانور کوذبح کرنا مراد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حج کے ایام میں ان اعمال کا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور حج کی قبولیت کے لئے یہ اعمال ضروری ہیں۔

مَنِ اسْتَطَاعَ: اس آیت میں بیان کیا جارہا ہے کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے حج کرنا فرض ہے جو سفر کی طاقت رکھتے ہوں یعنی مال دار ہو، عاقل، بالغ، آزاد مسلمان مرد وعورت پر زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ جوراستہ کا خرچ اوراسی طرح اپنا اور واپسی تک گھر والوں کا بھی خرچ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ (۱۲)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ: (ص۱۲۹، س۱٦)

بعض مفسرین نے دوسرا شان نزول بھی بیان کیا ہے کہ ۹ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے حاکم کوخط لکھا اوراس میں اس کواسلام قبول کرنے کی دعوت دی حاکم نجران نے خط ملنے کے بعد چند افراد کوتحقیق حال کے لئے مدینہ منورہ بھیجا کہ وہ جس طرح چاہیں معاہدہ کرلیں مگران لوگوں نے مدینہ منورہ آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو ماننے سے انکار کردیا آپ نے اس کو دعوت مباہلہ دی اس پر آیت بالا نازل ہوئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مباہلے دعوت دی تو انہوں نے چند دنوں کی مہلت مانگی ان کے مذہبی رہنماؤں نے ان کو مباہلہ کرنے سے منع بھی کیا کہ یہ نبی برحق ہیں اورتم مباہلہ کرنے کی صورت میں ہلاک ہوجاؤ گے یہی بہتر ہے کہ تم صلح کرلو۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کو لے کر مباہلے کے لئے تشریف لائے تو ان کے لاٹ پادری نے کہا کہ میں ایسے پاک چہرے دیکھ رہا ہوں جو دعا کردیں تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے۔ اے نصاری اگرتم نے ان سے مباہلہ کیا تو ایک نصرانی بھی زمین پر باقی نہیں رہے گا اس کے سمجھانے پر انہوں نے صلح کرلی اور سالانہ دو ہزار جوڑے ۳۰ زرہیں ۳۰ گھوڑے اور کچھ ہتھیار بطور جزیہ دینے پر معاہدہ طے ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مباہلہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کوخنزیر اور بندر کا بنا دیتے اور ان کی ساری وادی آگ بن جاتی وہاں کے رہنے والوں میں ایک پرندہ بھی باقی نہیں رہتا۔ (۱۳)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: مفسرین فرماتے ہیں اس آیت میں جس اختلاف کی مذمت بیان کی گئی ہے وہ اختلاف اصول دین کا

اختلاف ہے۔

اور وہ اختلاف جو غیر واضح فروعی امور میں یا نص واضح نہ ہونے کی وجہ سے یا نصوص کے بظاہر تعارض کی وجہ سے ہوتا ہے وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہے۔

اس آیت کریمہ کی ایک مثال حدیث بالا میں دی جاری ہے کہ جب فوارج جنگ صفین کے ختم ہونے کے بعد مقام حروراء میں جمع ہوتے اور ان کا سردار نافع بن الازرق تھا ان سب کو حضرت علی نے قتل کروایا اور جب ان کے سر دمشق لائے گئے تو ان سروں کو دیکھ کر صحابی رسول حضرت ابوامامہ نے فرمایا کلاب النار یہ دوزخ کے کتنے میں اور حضرت ابوامامہ نے یوم تبیض وجوہ...... آیت کا مصداق ان خوارج کو بتایا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۲۹، س۲۱) كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ: (ص۱۲۹، س۲۲)

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کُنْتُمْ سے خطاب پوری امت کو ہے یہی صحیح قول ہے مطلب یہ ہے کہ دیگر امتوں کے مقابلے میں امت محمدیہ سب سے اعلیٰ و افضل ہے۔[۱۴]

حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے (نفع و ہدایت پہنچانے کے لیے) ظاہر کی گئی ہے تم لوگ (بمقتضائے شریعت زیادہ اہتمام کے ساتھ) نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔[۱۵]

اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ: (ص۱۲۹، س۲۱) علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر سبعین سے مراد کثرت ہے۔[۱۶] اسی طرح علامہ طیبی بھی فرماتے ہیں کہ سبعین سے مراد کثرت ہے۔[۱۷]

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیاء کو ان کی قوموں کی طرف مبعوث فرمایا آخر میں سب سے بہترین نبی کو بہترین امت عطا فرمائی نبی بھی آخری ہے اور یہ امت بھی آخری ہے اس کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی اور کوئی امت نہیں آئے گی۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ...... (ص۱۲۹، س۲۳) كَيْفَ تُفْلِحُ اُمَّةٌ: (ص۱۲۹، س۲٤)

اس آیت کے متعدد شان نزول امام ترمذی نے بیان کئے ہیں مثلاً:

❶ آپ نے ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ وغیرہ کے لئے بددعا فرمائی اور یہ بھی فرمایا "اَللّٰھُمَّ اشْدُدْ وَ طْاتَكَ عَلٰى مُضَرَ" اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی تھی۔[۱۸]

❷ آپ نے صفوان بن امیہ اور سہل بن عمرو کے لئے بددعا فرمائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[۱۹]

❸ امام طحاوی، زہری، ابن حجر رحمہم اللہ وغیرہ فرماتے ہیں اس آیت کا نزول قبیلہ رعل اور ذکوان کے بارے میں ہوا ہے۔[۲۰]

❹ جنگ احد کے موقع پر جب عبداللہ بن قمئہ کے مارنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر زخم آیا اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا "كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ فَعَلُوْا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ"[۲۱]

علماء فرماتے ہیں کہ ایک آیت کے شان نزول میں کئی مختلف واقعات آسکتے ہیں۔

اس لئے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہاں پر بھی یہ تمام واقعات اس آیت کا شان نزول بن سکتے ہیں۔[۲۲]

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ......: (ص۱۲۹، س۳٤)

آیت کریمہ میں یہ بات بیان کی جا رہی ہے کہ مؤمن اور متقی آدمی سے بھی گناہ صادر ہونا ممکن ہے مگر اس کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک گناہ پر اصرار نہیں کرتا دوسرے یہ کہ جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی نہیں مانگ لیتا اس کو چین نہیں آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو گناہ ہونے کے بعد استغفار کر لے وہ اصرار کرنے والوں میں سے نہیں ہوتا۔ خواہ اس سے ستر بار ہی گناہ کا ارتکاب کیوں نہ ہو جائے۔[۲۳]

ایک روایت میں آتا ہے کہ اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو وہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔[۲٤]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ......: (ص۱۳۰، س٤)

مفسرین فرماتے ہیں اس غنودگی میں مسلمانوں کو مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہوئے۔

1. دشمن کا خوف دل سے نکل گیا۔
2. ساتھیوں کے شہید ہو کر بچھڑ جانے اور اپنے زخمی ہونے کا صدمہ دور ہو گیا۔
3. مسلسل مقابلہ کرنے کی وجہ سے تھکن اور اکتاہٹ جو تھی وہ ختم ہو گئی تازہ دم ہو گئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

مسلمانوں پر جنگ میں غنودگی کا طاری ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیبی نظام تھا جو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام پر انعام کی صورت میں نازل فرمایا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ......: (ص۱۳۰، س۹)

يَّغُلَّ: (ص۱۳۰، س۱۰) لغوی معنی خفیہ طریقے سے کسی چیز کو لینا، خیانت کرنا۔

اصطلاح میں مال غنیمت میں سے کسی چیز کو چرانا۔[۲۵]

منافقین کے الزام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بری کیا جا رہا ہے کہ یہ شان نبوت سے بہت بعید ہے کہ نبی مال غنیمت میں خیانت کرے یا کوئی چیز اپنے لئے چھپا کر رکھے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ نبی اور عام لوگ برابر نہیں ہوتے خیانت وغیرہ کا گناہ شان رسالت کے منافی ہے نبی ان تمام کاموں سے حتیٰ کہ صغیرہ گناہوں سے بھی پاک ہوتا ہے۔[۲٦]

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ:

مال غنیمت میں جو شخص خیانت کرے گا اس کی سزا کا بیان ہو رہا ہے کہ میدان محشر میں وہ اپنی اس چھپائی ہوئی چیز کو اپنے سر پر اٹھا کر لائے گا جو اولین و آخرین کے سامنے اس کے لئے بہت ہی ذلت اور رسوائی کی بات ہوگی۔

سوال: ایک آدمی نے اگر سو جانور چرائے یا اسی طرح دوسری چیز بہت زیادہ مقدار میں چوری کی تو اس کی ایک گردن پر سب چیزیں کیسے لادی جاسکتی ہیں۔

جواب: ① اللہ تعالیٰ سب پر قادر ہے اس کے لئے یہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔

جواب: ② قیامت کے دن آدمی کا جسم بہت بڑا ہوگا اس پر تمام چیزیں لادی جاسکیں گی۔

علماء نے لکھا ہے کہ مال غنیمت کی چوری کو ایسی عظیم چوری بتایا جا رہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مال غنیمت ایک اجتماعی مال کی چوری ہے اس میں سینکڑوں ہزاروں افراد کا حصہ ہوتا ہے۔ اس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اسی طرح سے ہر اجتماعی مال کی چوری کا حال ہوگا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: (ص۱۳۰، س۱۸)

مفسرین فرماتے ہیں شہداء کی زندگی عام مؤمنین کی بنسبت بہت اعلیٰ درجے کی زندگی ہے ورنہ برزخ میں ہر شخص کسی نہ کسی صورت میں زندہ ہے اسی وجہ سے فرمانبرداروں کو راحت ونعمت کا اور نافرمانوں کو عذاب وسزا کا احساس ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شہداء کو ایک خاص نوعیت کی برزخی زندگی عطا فرماتے ہیں ان کی روحوں کو جنت میں پرواز کرنے کی مکمل اجازت ہوتی ہے کہ جہاں چاہے آئیں اور جائیں جیسے کہ حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے اور شہداء کے جسموں کو بھی محفوظ رکھا جاتا ہے۔ (۲۷)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص۱۳۱، س۱) اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِیْ عُنُقِهٖ شُجَاعًا: (ص۱۳۱، س٤) جمہور علماء فرماتے ہیں قیامت کے دن اعمال حسی شکل اختیار کرلیں گے اسی وجہ سے جو لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو ان کا مال ان کے لئے سانپ بن کر ہار کی طرح ان کے گلے میں لٹکے گا۔

مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ......: (ص۱۳۱، س٥)

مفسرین فرماتے ہیں بخل سے ہر قسم کے حقوق واجبہ میں بخل کرنا مراد ہے اسی طرح اپنے نفس اور اہل وعیال یا حاجت مند واقارب، جہاد یا دوسرے دینی معارف بھی مراد ہوسکتے ہیں اس میں کوتاہی کرنا بخل ہے۔ (۲۸)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۳۱، س۷) اِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ: (ص۱۳۱، س۸) سوط بمعنی کوڑا، مراد معمولی سی جگہ ہے جنت کی معمولی سی جگہ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے ان سب سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں جب کہ جنت کی ہر چیز کے لئے بقاء ہے۔

زُحْزِحَ: (ص۱۳۱، س۸) بمعنی جلدی سے کسی چیز کو ہٹا لینا مراد یہ ہے کہ کامل مؤمن جہنم سے کامل طور سے محفوظ رہیں

گے۔

النَّارِ : (ص۱۳۱، س۸) اس سے مراد جہنم کی آگ ہے اس آگ میں راحت نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی بلکہ ہر قسم کی تکلیفیں اور مصائب ہوں گے اور وہاں کا ٹھکانہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہوگا۔

وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ ...... : (ص۱۳۱، س۸) ''جنت'' بمعنی باغ، مطلب یہ ہے کہ جنت ایک راحت کی جگہ ہے اس میں تکالیف اور مصائب نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی وہاں کا ٹھکانہ بہترین ٹھکانہ ہوگا۔ جنت میں جانے والا حقیقتاً کامیاب ہوگا دنیا کی ظاہری کامیابی و ناکامی اور تکلیف اور راحت کا کوئی اعتبار نہیں۔

مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ...... : (ص۱۳۱، س۹) یہ دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے اس کا ہر لمحہ غیر یقینی ہے دنیا میں زندگی گزارنے والا ہر جاندار ہر لمحے اس زندگی سے دور، اور موت سے قریب ہوتا جا رہا ہے اس میں نیک اور بد دونوں برابر ہیں۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ...... (ص۱۳۱، س۹) اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ قَالَ اِذْھَبْ یَا رَافِعُ: (ص۱۳۱، س۱۰) دوسری روایت میں ہے ''اِنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِہٖ اِذْھَبْ یَا رَافِعُ''۔ (۲۹)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مروان اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ (۳۰)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ: (ص۱۳۱، س۱۲)

لَتُبَیِّنُنَّہٗ: (ص۱۳۱، س۱۲) اس کا معنی ہے خوب کھول کھول کر وضاحت کرنا۔

ثَمَنًا قَلِیْلًا: بمعنی تھوڑی سی قیمت۔ مطلب یہ ہے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کا معاوضہ خواہ کتنا ہی زیادہ ہو بے قیمت اور بے وقعت ہے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ تحریف و کتمان حق پر ان کو زیادہ معاوضہ لینا چاہیے تھا۔ (۳۱)

مطلب آیت مبارکہ کا یہ ہے کہ یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کو بھی لعن طعن کا نشانہ بناتے تھے جس کا منشاء آپ کی تکذیب ہی تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہود کی اس غلط عادت کی مذمت فرما رہے ہیں کہ اہل کتاب سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ اور عہد لیا تھا کہ جو احکام ہماری کتاب میں موجود ہیں تم ان کو صاف صاف لوگوں کے سامنے بیان کرو گے۔ اس کے کسی بھی حصے کو چھپاؤ گے نہیں اور ان کے معانی میں تبدیلی نہیں کرو گے مگر انہوں نے وعدے کی خلاف ورزی کی۔ (۳۲)

تخریج حدیث:

۳۱۱۹ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: من آيات محكمات، وحديث (٤٥٤٧)، ومسلم: كتاب العلم باب: النهي عن اتباع متشابه القرآن والتحذير من متبعيه والنهي عن الاختلاف من القرآن، حديث (١/٢٦٦٥)، وابوداود: كتاب السنة: باب: النهي عن الجدل واتباع المتشابه من القرآن، حديث (٤٥٩٨)، والدارمي: باب: من هاب الفتيا وكره، وأحمد (٦/١٢٤، ١٣٢، ٢٥٦، ٤٨).

۳۱۲۰ - انظر السابق.

۳۱۲۱ - أخرجه أحمد (١/٤٠٠، ٤٢٩).

٣١٢٢ - تقدم تخريجه.

٣١٢٣ - أخرجه أحمد (٣/١١٥، ١٧٤، ٢٦٢)، وابن خزيمة (٤/١٠٥)؛ حديث (٢٤٥٨)، (٢٤٥٩)، وابن حميد (٤١٤)، حديث (١٤١٣).

٣١٢٤ - تقدم تخريجه.

٣١٢٥ - أخرجه مسلم: كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حديث (٣٢/٢٤٠٤)، وأحمد (١/١٨٥).

٣١٢٦ - أخرجه ابن ماجه: كتاب المقدمة: باب: من ذكر الخوارج، حديث (١٧٦)، وأحمد (٥/٢٥٣)، (٥/٢٥٦)، والحميدي (٢/٤٠٤)، حديث (٩٠٨).

٣١٢٧ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب: صفة أمة محمد ﷺ، وحديث (٤٢٨٧)، (٤٢٨٨)، والدارمي: كتاب الرقاق: باب: قول النبي ﷺ: أنتم آخر الأمم، وأحمد (٤/٤٤٧)، (٥/٣، ٥)، وعبد بن حميد ص (١٥٥) حديث (٤٠٩).

٣١٢٨ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الفتن: باب: الصبر على البلاء، حديث (٤٠٢٧)، وأحمد (٣/٩٩، ١٨٧، ٢٠١، ٢٠٦).

٣١٢٩ - انظر السابق.

٣١٣٠ - أخرجه أحمد (٢/٩٣).

٣١٣١ - أخرجه أحمد (٢/١٠٤، ١١٨)، وابن خزيمة (١/٣١٥) حديث (٦٢٣).

٣١٣٢ - تقدم تخريجه.

٣١٣٣ - أخرجه البخاري: كتاب المغازي: باب: آل عمران (١٥٤) ﴿ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنۢ بَعْدِ ٱلْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا ......﴾، [آل عمران: ١٥٤] حديث (٤٠٦٨)، وطرفه في (٤٥٦٢)، وأحمد (٤/٢٩).

٣١٣٤ - انظر السابق.

٣١٣٥ - أخرجه أبوداود: كتاب الحروف والقراءات: باب: (١)، حديث (٣٩٧١).

٣١٣٦ - أخرجه ابن ماجه: كتاب (المقدمة): باب: فيما أنكرته الجهمية، حديث (١٩٠)، (٢/٩٣٦): كتاب الجهاد: باب: فضل الشهادة في سبيل الله، حديث (٢٨٠٠).

٣١٣٧ - أخرجه مسلم: كتاب الإمارة: باب: بيان أن أرواح الشهداء في الجنة وأنهم أحياء عند ربهم يرزقون، حديث (١٢١/١٨٨٧)، وابن ماجه: كتاب الجهاد: باب: فضل الشهادة في سبيل الله، حديث (٢٨٠١)، والدارمي: كتاب الجهاد: باب: أرواح الشهداء، والحميدي (١/٦٦)، حديث (١٢٠).

٣١٣٨ - أخرجه النسائي. كتاب الزكاة: باب: التغليظ من حبس الزكاة، حديث (٢٤٤١)، وابن ماجه: كتاب الزكاة: باب ماجاء في منع الزكاة، حديث (١٧٨٤)، والحميدي (١/٥٢) وابن خزيمة: (٤/١١، ١٢)، حديث (٢٢٥٦).

٣١٣٩ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب: صفة الجنة، حديث (٤٣٣٥) والدارمي: كتاب الرقاق: باب: ما أعد الله لعباده، وأحمد (٢/٤٣٨).

٣١٤٠ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَآ أَتَوا۟﴾، حديث (٤٥٦٨)، ومسلم كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، حديث (٨/٢٨٨٧)، وأحمد (١/٢٩٨).

٣١٤١ - السابق

٣١٤٢ - السابق

٣١٤٣ - السابق

(١) معالم التنزيل: ١/٢٧٩ (٢) فتح الباری: ٨/٢١٠ (٣) سورت هود: آیت ۱ (٤) سورت زمر: آیت ٢٣ (٥) سورت هود: آیت ۱ (٦) سورت

زمر: آیت ۲۳ (۷) فتح الباری: ۲۱۱/۸، معالم التنزیل: ۲۷۸/۱ (۸) تفسیر ابوسعود: ۷۹/۲، معالم التنزیل: ۳۱۸/۱ (۹) طیبی شرح مشکوۃ (۱۰) تفسیر قرطبی: ۱۲۹/٤، درمنثور: ۸۹/۲ (۱۱) حیاۃ الصحابہ (۱۲) تفسیر قرطبی: ۱٤۲/٤، ابن کثیر: ۷۱/۲، الدر المنثور: ۹۹/۲ (۱۳) تفسیرکیر: ۸۹/٤، معالم التنزیل: ۳۱۱/۱ (۱٤) فتح الباری: ۲۲٥/۸ (۱٥) بیان القرآن: ٤۷/۱ (۱٦) فیض القدیر: ٥٥۳/۲ (۱۷) طبی شرح مشکوۃ (۱۸) بخاری (۱۹) تفسیر ابن کثیر: ٤۰۲/۱ (۲۰) فتح الباری: ۲۲۷/۸ (۲۱) معالم التنزیل، فتح الباری: ۲۲۷/۸ (۲۲) فتح الباری: ۲۲۷/۸ (۲۳) ترمذی: ٦۷۲/۲ (۲٤) مسند احمد (۲٥) روح المعانی: ۱۰۹/۳ (۲٦) تفسیر عثمانی: ۲٤۲/۱ (۲۷) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳٦۷/۸ (۲۸) تفسیر کشف الرحمن: ٦۰٦/۱ (۲۹) بخاری (۳۰) فتح الباری: ۸۲/۸ (۳۱) تفسیر ماجدی: ٦۷۲/۱ (۳۲) تفسیر عثمانی: ۲٥۳/۱

بَابُ وَمِنْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ

یہ باب ہے سورۂ نساء کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۳۱، س۱٤)

۳۱٤٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَلَمَّا اَفَقْتُ قُلْتُ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَسَكَتَ عَنِّيْ حَتّٰى نَزَلَتْ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ. (ص۱۳۱، س۱٤)

ترجمہ: ''محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا کہ اپنے مال کے متعلق کیا فیصلہ دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی ''يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ ......'' (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق وصیت کرتے ہیں کہ مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ دو۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کچھ اور لوگوں نے بھی اس حدیث کو محمد بن منکدر سے روایت کیا ہے۔''

۳۱٤٥ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ صَبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِ الْفَضْلِ بْنِ صَبَّاحٍ كَلَامٌ اَكْثَرُ مِنْ هٰذَا.
(ص۱۳۱، س۱٦)

ترجمہ: ''فضل بن صباح بغدادی نے بواسطہ سفیان بن عیینہ اور محمد بن منکدر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت نقل کی۔ فضل بن صباح کی روایت میں اس سے زیادہ کلام ہے۔''

۳۱٤٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ نَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى نَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِى الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِىْ

عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اَوْطَاسٍ اَصَبْنَا نِسَاءً لَهُنَّ اَزْوَاجٌ فِی الْمُشْرِكِيْنَ فَكَرِهَهُنَّ رِجَالٌ مِنْهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۳۱، س۱۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ اوطاس کے موقع پر ہم لوگوں نے مال غنیمت کے طور پر ایسی عورتیں پائیں جن کے شوہر مشرکین میں موجود تھے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے ان سے صحبت (جماع) کرنا مکروہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''وَالْمُحْصَنَاتُ ......'' (اور حرام ہیں خاوند والی عورتیں مگر یہ کہ وہ تمہاری ملکیت میں آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے) یہ حدیث حسن ہے۔''

۳۱۴۷ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ اَنَا هُشَيْمٌ نَا عُثْمَانُ الْبَتِّیُّ عَنْ اَبِی الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَصَبْنَا سَبَايَا يَوْمَ اَوْ طَاسٍ لَهُنَّ اَزْوَاجٌ فِیْ قَوْمِهِنَّ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَهٰكَذَا رَوَى الثَّوْرِیُّ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّیِّ عَنْ اَبِی الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَيْسَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ اَبِیْ عَلْقَمَةَ وَلَا اَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا ذَكَرَ اَبَا عَلْقَمَةَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِلَّا مَا ذَكَرَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ وَاَبُو الْخَلِيْلِ اسْمُهٗ صَالِحُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ. (ص۱۳۱، س۱۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ اوطاس میں کچھ ایسی عورتیں ہمارے پاس قیدی بن کر آئیں جن کے شوہران کی قوم میں موجود تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ''وَالْمُحْصَنَاتُ ......الخ'' (اور خاوند والی عورتیں (حرام) ہیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ۔ اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے۔ النساء ۲۵) یہ حدیث حسن ہے ثوری بھی عثمان بتی سے وہ ابوخلیل سے وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔ اور اس حدیث میں ابوعلقمہ کا ذکر نہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ علقمہ کا ذکر ہمام کے علاوہ کسی اور نے بھی کیا ہو۔ وہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوخلیل کا نام صالح بن ابی مریم ہے۔''

۳۱۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى الصَّنْعَانِیُّ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ وَلَا يَصِحُّ. (ص۱۳۱، س۲۳)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ روح بن عبادہ، شعبہ سے اور وہ عبداللہ بن ابی بکر سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔''

۳۱۴۹ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ نَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ قَالَ فَمَازَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهٗ سَكَتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

(ص۱۳۱، س۲۵)

ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کو ناراض کرنا، راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور اٹھ کر بیٹھ گئے پھر فرمایا: جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

۳۱۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنَ صَبْرٍ فَاَدْخَلَ فِيْهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ اِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةٌ فِىْ قَلْبِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْ اُمَامَةَ الْاَنْصَارِيُّ هُوَ ابْنُ ثَعْلَبَةَ وَلَا نَعْرِفُ اِسْمَهٗ وَقَدْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ. (ص۱۳۱، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کو ناراض کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ کوئی قسم کھانے والا اگر قسم کھائے اور فیصلہ اسی قسم پر موقوف ہو پھر وہ اس قسم میں مچھر کے پر کے برابر بھی جھوٹ شامل کر دے تو اس کے دل پر ایک (سیاہ) نکتہ بنا دیا جاتا ہے جو قیامت تک رہے گا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابو امامہ انصاری ثعلبہ کے بیٹے ہیں۔ ہم ان کا نام نہیں جانتے۔ انہوں نے بہت سی احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔''

۳۱۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ اَوْ قَالَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ شَكَّ شُعْبَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۱، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں۔ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی یا فرمایا جھوٹی قسم کھانا۔ (یہ شعبہ کا شک ہے)۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۵۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَغْزُو الرِّجَالُ وَلَا تَغْزُو النِّسَاءُ وَاِنَّمَا لَنَا نِصْفُ الْمِيْرَاثِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ مُجَاهِدٌ وَاَنْزَلَ فِيْهَا اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اَوَّلَ ظَعِيْنَةٍ قَدِمَتِ الْمَدِيْنَةَ مُهَاجِرَةً هٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُرْسَلاً اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا.

ترجمہ: ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: مرد جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد نہیں کرتیں۔ پھر ہم عورتوں کے لئے وراثت میں سے بھی مرد سے آدھا حصہ ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ ......'' (اور ہوس مت کرو اس چیز میں کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر۔ النساء آیت ۳۲) مجاہد کہتے ہیں کہ ''اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ ......'' بھی انہی (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ پہلی عورت ہیں جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں۔ یہ حدیث مرسل ہے بعض راوی اسے ابونجیح سے اور وہ مجاہد سے مرسلاً نقل کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس طرح اور اس طرح فرمایا۔''

۳۱۵۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ وَلَدِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَسْمَعُ اللّٰهَ ذَكَرَ النِّسَاءَ فِی الْهِجْرَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اَنِّیْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ. (ص۱۳۱، س۳۲)

ترجمہ: ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی ہجرت کا ذکر کیا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اَنِّیْ لَا اُضِيْعُ ......'' (میں تم سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم میں سے بعض بعض سے ہیں)۔''

۳۱۵۴ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اَمَرَنِیْ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْهِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ حَتّٰى اِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا غَمَزَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ هٰكَذَا رَوٰى اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَاِنَّمَا هُوَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ. (ص۱۳۲، س۲)

ترجمہ: ”حضرت ابراہیم علقمہ سے اور وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں قرآن پڑھوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کے سامنے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا ”فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا ......الآية“ (پھر کیا حال ہوگا جب بلاویں گے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا اور بلاویں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا۔ النساء آیت ۴۲) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ابو احوص بھی اعمش سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے اور وہ عبداللہ سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ابراہیم، عبیدہ سے اور وہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔“

۳۱۵۵ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَىَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِىْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى بَلَغْتُ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا قَالَ فَرَاَيْتُ عَيْنَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهْمِلَانِ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِى الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ. (ص۱۳۲، س۵)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے سامنے قرآن کی تلاوت کرو۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن پڑھوں جبکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر نازل ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں۔ پھر میں نے سورۂ نساء پڑھنا شروع کی جب اس آیت ”وَجِئْنَا بِكَ ......“ تک پہنچا تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ یہ حدیث ابو احوص کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ اس حدیث کو سوید بن نصر، ابن مبارک سے وہ سفیان سے وہ اعمش سے اور وہ معاویہ بن ہشام سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔“

۳۱۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ صَنَعَ لَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَا نَا

وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ فَاَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَدَّمُوْنِیْ فَقَرَأْتُ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص١٣٢، س٨)

ترجمہ: ''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ہماری دعوت کی اور اس میں ہمیں شراب پلائی۔ ہم مدہوش ہوگئے تو نماز کا وقت آ گیا سب نے مجھے امامت کے لئے آگے کر دیا۔ تو میں نے سورۂ کافرون اس طرح پڑھی ''قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ......الآية'' (اے ایمان والو نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔ سورۂ نساء آیت ۴۳)۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔''

٣١٥٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِیْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِیْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ وَاَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِیُّ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ وَاحْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجُدُرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِیْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ قَدْ رَوَى ابْنُ وَهْبٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَيُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوٰى شُعَيْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ. (ص١٣٢، س١١)

ترجمہ: ''حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک انصاری کا ان سے پانی پر جھگڑا ہوگیا جس سے وہ اپنے کھجوروں کو پانی دیا کرتے تھے۔ انصاری نے کہا کہ پانی کو چلتا ہوا چھوڑ دو لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ پھر وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم (اپنے باغ کو) سیراب کرو اور پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دو۔ اس فیصلے سے انصاری ناراض ہوگئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فیصلہ اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا اور پھر فرمایا: اے زبیر رضی اللہ عنہ اپنے باغ کو سیراب کرو اور پانی روک لیا کرو یہاں تک کہ منڈیر تک واپس لوٹ جائے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم میرے خیال میں یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ ''فَلَا وَرَبِّكَ

......" (سوقسم ہے تیرے رب کی وہ مؤمن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے۔ پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے)۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا انہوں نے فرمایا یہ حدیث ابن وہب، لیث بن سعد سے وہ یونس سے وہ زہری سے اور وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ شعیب بن ابی حمزہ اسے زہری سے اور وہ عروہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کرتے۔"

۳۱۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَمَالَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ قَالَ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِمْ فَرِيْقَيْنِ فَرِيْقٌ مِنْهُمْ يَقُوْلُ اَقْتُلْهُمْ وَفَرِيْقٌ يَقُوْلُ لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمَالَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ فَقَالَ اِنَّهَا طَيْبَةُ وَقَالَ اِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۲، س۱۷)

ترجمہ: "حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے "فَمَالَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ ......" (پھر تم کو کیا ہوا کہ منافقوں کے معاملہ میں دو فریق ہو رہے ہو اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ہے بسبب ان کے اعمال کے کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ ہرگز نہ پاوے گا تو اس کے لئے کوئی راہ۔ النساء۔ آیت ۸۸)۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ غزوۂ احد کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ میدان جنگ سے واپس ہو گئے۔ ان کے متعلق لوگوں کے دو فریق بن گئے۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور دوسرا فریق کہتا تھا "نہیں" پس یہ آیت نازل ہوئی۔ "فَمَالَکُمْ ......الآیۃ" پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ پاک ہے اور یہ ناپاکی کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کی میل کو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۱۵۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ نَا شَبَابَةُ نَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيُّ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهٗ وَرَاْسُهٗ بِيَدِهٖ وَاَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ قَتَلَنِيْ هٰذَا حَتّٰى يُدْنِيَهٗ مِنَ الْعَرْشِ قَالَ فَذَكَرُوْا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمُ قَالَ وَمَا نُسِخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا بُدِّلَتْ وَاَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. (ص۱۳۲، س۲۰)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مقتول،

قاتل کی پیشانی کے بال اور سر پکڑ کر لائے گا۔ مقتول کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ پھر مقتول عرض کرے گا۔ اے میرے رب مجھے اس نے قتل کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسے عرشِ الٰہی کے قریب لے جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی تو انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا ......الآیۃ'' (اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے، پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا، بڑا عذاب)۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو یہ آیت منسوخ ہوئی اور نہ ہی بدل گئی اور ایسے آدمی کی توبہ کہاں قبول ہوسکتی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض لوگ عمرو بن دینار سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں۔''

۳۱۶۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ رِزْمَةَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سُلَيْمٍ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ غَنَمٌ لَهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ قَالُوْا مَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا لِيَتَعَوَّذَ مِنكُمْ فَقَامُوْا وَقَتَلُوْهُ وَاَخَذُوْا غَنَمَهٗ فَاَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنوسلیم کے ایک شخص کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزر ہوا اس کے ساتھ بکریاں تھیں اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سلام کیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس نے ہم سے بچنے کے لئے سلام کیا ہے۔ چنانچہ وہ اٹھے اور اسے قتل کرکے اس کی بکریاں لے لیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...... الآیۃ'' (اے ایمان والو! جب سفر کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو تحقیق کرلیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں۔ النساء آیت ۹۴) یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔''

۳۱۶۱ ۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْاٰيَةَ جَاءَ عَمْرُو بْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ضَرِيْرَ الْبَصَرِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَاْمُرُنِیْ اِنِّیْ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ غَيْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ الْاٰيَةَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْتُوْنِیْ بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ اَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَيُقَالُ عَمْرُو بْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَيُقَالُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَائِدَةَ وَاُمُّ مَكْتُوْمٍ اُمُّهٗ.

(ص ۱۳۲، س ۲۷)

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ ...... الآیۃ'' (برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جولڑنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے۔سورۃ النساء: آیت ۹۵) تو عمرو بن ام مکتوم آئے جو نابینا تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ میں نابینا ہوں میرے لئے کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ ......'' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شانے کی ہڈی اور دوات لاؤ یا فرمایا تختی اور دوات۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اس روایت میں عمرو بن ام مکتوم ہے جبکہ بعض روایات میں عبداللہ بن ام مکتوم ہے اور عبداللہ زائدہ کے بیٹے ہیں۔ام مکتوم ان کی والدہ ہیں۔''

۳۱۶۲ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ نَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ إِلَى بَدْرٍ لَمَّا نَزَلَتْ غَزْوَةُ بَدْرٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ إِنَّا أَعْمَيَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلْ لَنَا رُخْصَةً فَنَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً فَهٰؤُلَاءِ الْقَاعِدُوْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمِقْسَمٌ يُقَالُ مَوْلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ وَيُقَالُ مَوْلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَمِقْسَمٌ يُكْنَى أَبَا الْقَاسِمِ. (ص۱۳۲، س۳۰)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت ''لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ ......الآیۃ'' سے مراد اہل بدر اور اس میں شریک نہ ہونے والے ہیں اس لئے کہ جب غزوۂ بدر ہوا تو عبداللہ بن جحش اور ابن مکتوم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دونوں اندھے ہیں کیا ہمارے لئے اجازت ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جولڑنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اور اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ)۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جہاد نہ کرنے والے معذور اور بیمار لوگ نہیں بلکہ ویسے ہی جہاد نہ کرنے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ ...... الآیۃ'' (زیادہ کیا اللہ تعالیٰ نے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں، جو کہ درجے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔) پھر ابن عباس نے فرمایا یہاں بھی مراد اہل عذر اور مریض لوگ نہیں ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔مقسم بعض محدثین کے نزدیک عبداللہ بن حارث کے مولی ہیں اور بعض کے نزدیک عبداللہ بن عباس کے مولی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔''

۳۱۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ رَاَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَجَاءَهٗ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُّ وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ حَتّٰى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ رِوَايَةُ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ رَوٰى سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَمَرْوَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مِنَ التَّابِعِيْنَ. (ص۱۳۳، س۲)

ترجمہ: ''حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں اس کی طرف گیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے لکھوا رہے تھے ''لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ...... الآية'' زید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھوا ہی رہے تھے کہ ابن ام مکتوم آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں جہاد کر سکتا تو ضرور کرتا۔ وہ نابینا تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر تھی وہ اس قدر بھاری ہوگئی کہ قریب تھا کہ میری ران کچل جاتی۔ پھر یہ کیفیت ختم ہوگئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ ......'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس روایت میں ایک صحابی نے تابعی سے روایت کی ہے یعنی سہل بن سعد انصاری نے مروان بن حکم سے اور مروان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع حاصل نہیں ہے اور وہ تابعی ہیں۔''

۳۱۶٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ اِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ وَقَدْ اٰمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(ص۱۳۳، س۸)

ترجمہ: ''حضرت یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ'' (یعنی اگر تمہیں خوف ہو تو قصر نماز پڑھ لیا کرو) اور اب تو لوگ امن میں ہیں۔ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بھی اسی طرح تعجب ہوا تھا۔ پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت کردہ صدقہ ہے پس اسے قبول کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۶۵ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ نَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهُنَائِيُّ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَقِيْقٍ قَالَ نَا اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّ لِهٰؤُلَاءِ صَلَاةً هِيَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِنْ اٰبَائِهِمْ وَاَبْنَائِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ فَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَاِنَّ جِبْرَائِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّقْسِمَ اَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ وَتَقُوْمُ طَائِفَةٌ اُخْرٰى وَرَاءَ هُمْ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ثُمَّ يَاْتِي الْاٰخَرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَاْخُذُ هٰؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُوْنُ لَهُمْ رَكْعَةً رَكْعَةً وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَاَبِيْ عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ وَابْنِ عُمَرَ وَحُذَيْفَةَ وَاَبِيْ بَكْرَةَ وَسَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ وَاَبُوْ عَيَّاشٍ الزُّرَقِيُّ اِسْمُهُ زَيْدُ بْنُ الصَّامِتِ. (ص۱۳۳، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ کیا تو مشرکین آپس میں کہنے لگے کہ یہ لوگ عصر کی نماز کو اپنے باپ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں لہٰذا تم لوگ جمع ہو کر ایک ہی مرتبہ دھاوا بول دو۔ چنانچہ حضرت جبرائیل آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیں اور نماز پڑھائیں۔ ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھے اور دوسری ان کے پیچھے کھڑی ہو کر اپنے ہتھیار اور ڈھالیں وغیرہ ہاتھ میں لے لیں اور پہلی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے پھر وہ لوگ ہتھیار لے کر کھڑے ہو جائیں اور دوسری جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو اور ان کی ایک رکعت ہوگی۔ یہ حدیث عبداللہ بن شقیق کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، ابن عباس، جابر، ابوعیاش زرقی، ابن عمر، ابوبکرہ اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابوعیاش کا نام زید بن صامت ہے۔''

۳۱۶۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ شُعَيْبٍ اَبُوْ مُسْلِمٍ الْحَرَّانِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ كَانَ اَهْلُ بَيْتٍ مِنَّا يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ اُبَيْرِقٍ بِشْرٌ وَ بُشَيْرٌ وَمُبَشِّرٌ فَكَانَ بُشَيْرٌ رَجُلًا مُنَافِقًا يَقُوْلُ الشِّعْرَ يَهْجُوْ بِهٖ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَنْحَلُهُ بَعْضَ الْعَرَبِ ثُمَّ يَقُوْلُ قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا فَاِذَا

سَمِعَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الشِّعْرَ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَقُوْلُ هٰذَا الشِّعْرَ اِلَّا هٰذَا الْخَبِيْثُ اَوْ كَمَا قَالَ الرَّجُلُ وَقَالُوا ابْنُ الْاُبَيْرِقِ قَالَهَا قَالَ وَكَانُوْا اَهْلَ بَيْتِ حَاجَةٍ وَفَاقَةٍ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ وَكَانَ النَّاسُ اِنَّمَا طَعَامُهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ التَّمْرُ وَالشَّعِيْرُ وَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا كَانَ لَهٗ يَسَارٌ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ مِنَ الدَّرْمَكِ ابْتَاعَ الرَّجُلُ مِنْهَا فَخَصَّ بِهَا نَفْسَهٗ وَاَمَّا الْعِيَالُ فَاِنَّمَا طَعَامُهُمُ التَّمْرُ وَالشَّعِيْرُ فَقَدِمَتْ ضَافِطَةٌ مِنَ الشَّامِ فَابْتَاعَ عَمِّىْ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ حِمْلاً مِنَ الدَّرْمَكِ فَجَعَلَهٗ فِىْ مَشْرَبَةٍ لَهٗ وَفِى الْمَشْرَبَةِ سِلَاحٌ، دِرْعٌ وَسَيْفٌ فَعُدِىَ عَلَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْبَيْتِ فَنُقِبَتِ الْمَشْرَبَةُ وَاُخِذَ الطَّعَامُ وَالسِّلَاحُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَانِىْ عَمِّىْ رِفَاعَةُ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِىْ اَنَّهٗ قَدْ عُدِىَ عَلَيْنَا فِىْ لَيْلَتِنَا هٰذِهٖ فَنُقِبَتْ مَشْرَبَتُنَا وَذُهِبَ بِطَعَامِنَا وَسِلَاحِنَا قَالَ فَتَحَسَّسْنَا فِى الدَّارِ وَسَاَلْنَا فَقِيْلَ لَنَا قَدْ رَاَيْنَا بَنِىْ اُبَيْرِقٍ اِسْتَوْقَدُوْا فِىْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَلَا نَرٰى فِيْمَا نَرٰى اِلَّا عَلٰى بَعْضِ طَعَامِكُمْ قَالَ وَكَانَ بَنُوْ اُبَيْرِقٍ قَالُوْا وَنَحْنُ نَسْاَلُ فِى الدَّارِ وَاللّٰهِ مَا نُرٰى صَاحِبَكُمْ اِلَّا لَبِيْدَ بْنَ سَهْلٍ رَجُلٌ مِنَّا لَهٗ صَلَاحٌ وَاِسْلَامٌ فَلَمَّا سَمِعَ لَبِيْدٌ اِخْتَرَطَ سَيْفَهٗ وَقَالَ اَنَا اَسْرِقُ فَوَ اللّٰهِ لَيُخَالِطَنَّكُمْ هٰذَا السَّيْفُ اَوْ لَتُبَيِّنُنَّ هٰذِهِ السَّرِقَةَ قَالُوْا اِلَيْكَ عَنَّا اَيُّهَا الرَّجُلُ فَمَا اَنْتَ بِصَاحِبِهَا فَسَاَلْنَا فِى الدَّارِ حَتّٰى لَمْ نَشُكَّ اَنَّهُمْ اَصْحَابُهَا فَقَالَ عَمِّىْ يَا ابْنَ اَخِىْ لَوْ اَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتَ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ قَتَادَةُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَّا اَهْلَ جَفَاءٍ عَمَدُوْا اِلٰى عَمِّىْ رِفَاعَةَ بْنِ زَيْدٍ فَنَقَبُوْا مَشْرَبَةً لَهٗ وَاَخَذُوْا سِلَاحَهٗ وَطَعَامَهٗ فَلْيَرُدُّوْا عَلَيْنَا سِلَاحَنَا فَاَمَّا الطَّعَامُ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاٰمُرُ فِىْ ذٰلِكَ فَلَمَّا سَمِعَ بَنُوْ اُبَيْرِقٍ اَتَوْا رَجُلاً مِنْهُمْ يُقَالُ لَهٗ اُسَيْرُ بْنُ عُرْوَةَ فَكَلَّمُوْهُ فِىْ ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَ فِىْ ذٰلِكَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ وَعَمَّهٗ عَمَدَا اِلٰى اَهْلِ بَيْتٍ مِنَّا اَهْلِ اِسْلَامٍ وَصَلَاحٍ يَرْمُوْنَهُمْ بِالسَّرِقَةِ مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ وَلَا ثَبْتٍ قَالَ قَتَادَةُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهٗ فَقَالَ عَمَدْتَ اِلٰى اَهْلِ بَيْتٍ ذُكِرَ مِنْهُمْ اِسْلَامٌ وَصَلَاحٌ تَرْمِيْهِمْ بِالسَّرِقَةِ عَلٰى غَيْرِ ثَبْتٍ وَبَيِّنَةٍ قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَوَدِدْتُّ اَنِّىْ خَرَجْتُ مِنْ بَعْضِ مَالِىْ وَلَمْ اُكَلِّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ذٰلِكَ فَاَتَانِىْ عَمِّىْ رِفَاعَةُ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِىْ مَا صَنَعْتَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اِنَّآ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرَاكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا بَنِىْ اُبَيْرِقٍ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ مِمَّا قُلْتَ لِقَتَادَةَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ

النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ رَحِيْمًا اَىْ لَوِ اسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ لَغَفَرَلَهُمْ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاِثْمًا مُّبِيْنًا قَوْلُهُمْ لِلَبِيْدٍ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّلَاحِ فَرَدَّهٗ اِلٰى رِفَاعَةَ فَقَالَ قَتَادَةُ لَمَّا اَتَيْتُ عَمِّىْ بِالسِّلَاحِ وَكَانَ شَيْخًا قَدْ عَشٰى اَوْ عَسَى الشَّكُّ مِنْ اَبِىْ عِيْسٰى فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَكُنْتُ اَرٰى اِسْلَامَهٗ مَدْخُوْلاً فَلَمَّا اَتَيْتُهٗ بِالسِّلَاحِ قَالَ يَا ابْنَ اَخِىْ هِىَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَعَرَفْتُ اَنَّ اِسْلَامَهٗ كَانَ صَحِيْحًا فَلَمَّا نَزَلَ الْقُرْاٰنُ لَحِقَ بُشَيْرٌ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَنَزَلَ عَلٰى سُلَافَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ سُمَيَّةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا فَلَمَّا نَزَلَ عَلٰى سُلَافَةَ رَمَاهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ بِاَبْيَاتٍ مِّنْ شِعْرٍ فَاَخَذَتْ رَحْلَهٗ فَوَضَعَتْهُ عَلٰى رَاْسِهَا ثُمَّ خَرَجَتْ بِهٖ فَرَمَتْ بِهٖ فِى الْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَتْ اَهْدَيْتَ لِىْ شِعْرَ حَسَّانَ مَا كُنْتَ تَاْتِيْنِىْ بِخَيْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهٗ غَيْرُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ الْحَرَّانِىِّ وَرَوٰى يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ مُرْسَلٌ لَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ وَقَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ هُوَ اَخُوْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ لِاُمِّهٖ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ اِسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ. (ص۱۳۳، س۱۷)

ترجمہ: ”حضرت قتادہ بن نعمان فرماتے ہیں کہ ہم انصار میں سے ایک گھر والے تھے جنہیں بنوابیرق کہا جاتا تھا۔ وہ تین بھائی تھے۔ بشر، بشیر اور مبشر۔ بشیر منافق تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا پھر ان شعروں کو بعض عرب شعراء کی طرف منسوب کر دیتا اور کہتا کہ فلاں نے اس طرح کہا ہے فلاں نے اس طرح کہا ہے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ اشعار سنتے تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ شعر اسی خبیث کے ہیں یا جیسا راوی نے فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ یہ شعر ابن ابیرق ہی نے کہے ہیں۔ وہ لوگ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں محتاج اور فقیر تھے مدینہ میں لوگوں کا طعام کھجور اور جو ہی تھا۔ پھر اگر کوئی خوشحال ہوتا تو شام کی طرف سے آنے والے قافلے سے میدہ خریدتا جسے وہ اکیلا ہی کھاتا اس کے گھر والوں کا کھانا کھجوریں اور جو ہی ہوتے۔ ایک مرتبہ شام کی طرف سے ایک قافلہ آیا تو میرے چچا رفاعہ بن زید نے میدے کا ایک بوجھ خریدا اور اسے بالا خانہ میں رکھا جہاں ہتھیار، زرہ اور تلوار بھی تھی۔ (ایک دن) کسی نے ان کے گھر کے نیچے سے نقب لگا کر ان کا میدہ اور ہتھیار وغیرہ چوری کر لئے۔ صبح ہوئی تو چچا رفاعہ آئے اور کہنے لگے بھتیجے آج رات ہم پر ظلم کیا گیا اور ہمارے بالا خانے سے کھانا اور ہتھیار وغیرہ چوری کر لئے گئے۔ چنانچہ ہم نے اہل

محلّہ سے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ آج رات بنوابیرق نے آگ جلائی تھی۔ ہمارا تو یہی خیال ہے کہ انہوں نے تمہارے کسی کھانے پر روشنی کی ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں جس وقت ہم محلے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے تو بنوابیرق کہنے لگے کہ ہمارے خیال میں تمہارا چور لبید بن سہل ہی ہے۔ جو تمہارا دوست ہے وہ صالح شخص تھا اور مسلمان تھا جب لبید نے یہ بات سنی تو اپنی تلوار نکال لی اور کہا کہ میں چوری کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم یا تو میری تلوار تم میں پیوست ہوگی یا تم ضرور اس چوری کو ظاہر کرو گے۔ بنوابیرق کہنے لگے تم اپنی تلوار تک رہو۔ (یعنی ہمیں کچھ نہ کہو) تم نے چوری نہیں کی۔ پھر ہم محلے میں پوچھتے رہے یہاں تک کہ ہمیں یقین ہوگیا کہ یہی بنوابیرق چور ہیں۔ اس پر میرے چچا نے کہا اے بھتیجے اگر تم نبی اکرم ﷺ کے پاس جاتے اور اس کا ذکر کرتے (تو شاید چیز مل جاتی) حضرت قتادہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم میں ایک گھر والے نے میرے چچا پر ظلم کیا اور نقب لگا کر ان کا غلہ اور ہتھیار وغیرہ لے گئے۔ جہاں تک غلے کا تعلق ہے تو اس کی ہمیں حاجت نہیں لیکن ہمارے ہتھیار واپس کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں عنقریب اس کا فیصلہ کروں گا۔ جب بنوابیرق نے یہ سنا تو اپنی قوم کے ایک شخص اسیر بن عروہ کے پاس آئے اور اس سے اس معاملے میں بات کی پھر اس کے لئے محلے کے بہت سے لوگ جمع ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ: قتادہ بن نعمان اور اس کے چچا ہمارے گھر والوں پر بغیر دلیل اور بغیر گواہ کے چوری کی تہمت لگا رہے ہیں جبکہ وہ لوگ نیک اور مسلمان ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ایک مسلمان اور نیک گھرانے پر بغیر کسی گواہ اور دلیل کے چوری کی تہمت لگائی ہے؟ حضرت قتادہ فرماتے ہیں پھر میں واپس ہوا اور سوچا کہ کاش میرا کچھ مال چلا جاتا اور میں نبی اکرم ﷺ سے اس معاملے میں بات نہ کرتا۔ اس دوران میرے چچا آئے اور پوچھا کہ کیا کہا؟ میں نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ قرآن کی آیت نازل ہوئی ''اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ...... الآیۃ'' (یعنی بے شک ہم نے تیری طرف سچی کتاب اتاری ہے تا کہ تو لوگوں میں انصاف کرے جو تمہیں اللہ تعالیٰ سمجھا دے اور تو بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ ہو (مراد بنو ابیرق ہیں) اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ (یعنی جو بات آپ ﷺ نے قتادہ سے کہی ہے) بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ النساء آیت: ۱۰۶)۔ پھر فرمایا ''وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ ......الآیۃ'' (اور ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو جو اپنے دل میں دغا رکھتے ہیں، جو شخص دغا باز گنہگار ہو بے شک اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ لوگ انسانوں سے چھپتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپتے حالانکہ وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جبکہ رات کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور ان کے سارے اعمال پر اللہ تعالیٰ احاطہ کرنے والا ہے۔ ہاں تم لوگوں

نے ان مجرموں کی طرف سے دنیا کی زندگی میں تو جھگڑا کرلیا پھر قیامت کے دن ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے کون جھگڑے گا یا ان کا وکیل کون ہوگا اور جو کوئی برا فعل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے بخشوائے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پاوے۔ اور جو کوئی گناہ کرے سو اپنے ہی حق میں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب باتوں کا جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جو کوئی خطاء یا گناہ کرے پھر کسی بے گناہ پر تہمت لگا دے تو اس نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا۔ النساء آیت: ۱۰۸ تا ۱۱۲) سے ان کی اس بات کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے لبید سے کہی تھی۔ ''وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ ...... الخ'' (اور اگر تجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ نہیں کرسکتے تھے۔ اور وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا فضل ہے۔ النساء: آیت ۱۱۳) جب قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہتھیار لائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہتھیار حضرت رفاعہ کی طرف لوٹا دیئے قتادہ کہتے ہیں کہ جب میں ہتھیار لے کر اپنے چچا کے پاس آیا (ابوعیسیٰ کو شک ہے کہ عشی کہا یا عسی) ان کی بینائی زمانہ جاہلیت میں کمزور ہوگئی تھی اور بوڑھے ہو چکے تھے۔ میں ان کے ایمان میں کچھ خلل کا گمان کیا کرتا تھا۔ لیکن جب میں ہتھیار وغیرہ لے کر ان کے پاس گیا تو کہنے لگے بھتیجے یہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیئے ہیں۔ چنانچہ مجھے ان کے ایمان کا یقین ہوگیا۔ جب قرآن کی آیات نازل ہوئیں تو بشیر مشرکین کے ساتھ مل گیا اور سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے پاس ٹھہرا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ ......'' (اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے۔ اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا، وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ النساء آیت ۱۱۵، ۱۱۶) جب وہ سلافہ کے پاس ٹھہرا تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے چند شعروں میں سلافہ کی ہجو کی۔ چنانچہ سلافہ نے بشیر کا سامان اٹھا کر سر پر رکھا اور اسے باہر جا کر میدان میں پھینک دیا پھر اس سے کہنے لگی کہ کیا تو میرے پاس حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شعر ہدیے میں لایا ہے۔ تجھ سے مجھے کبھی خیر نہیں مل سکتی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس حدیث کو محمد بن سلمہ حرانی کے علاوہ کسی اور نے مرفوع بیان کیا ہو۔ یونس بن بکیر اور کئی راوی اسے محمد بن اسحٰق سے اور وہ عاصم بن قتادہ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ اس میں عاصم کے اپنے والد اور دادا کا واسطہ مذکور نہیں۔ قتادہ بن نعمان، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے اخیافی (ماں کی طرف سے) بھائی ہیں۔ ابوسعید کا نام سعد بن مالک بن

سنان ہے۔"

٣١٦٧ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ اَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ ثُوَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ فَاخِتَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ مَا فِى الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْ فَاخِتَةَ اسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ عِلَاقَةَ وَثُوَيْرٌ يُكْنٰى اَبَا جَهْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ كُوْفِىٌّ وَقَدْ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ يَغْمِزُهٗ قَلِيْلاً.

(ص١٣٤، س١٠)

ترجمہ: "حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ قرآن کی آیات میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب یہ آیت ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ ......" (بے شک اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ النساء آیت ۱۱۶)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوفاختہ کا نام سعد بن علاقہ ہے اور ثویر کی کنیت ابوجہم ہے یہ کوفی ہیں ان کا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے سماع ہے۔ اور ابن مہدی ان پر تھوڑا سا طعن کرتے ہیں۔"

٣١٦٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِىْ زِيَادٍ اَلْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ مُحَيْصِنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۤءًا يُجْزَ بِهٖ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا وَ فِىْ كُلِّ مَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ كَفَّارَةٌ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا وَالنَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَابْنُ مُحَيْصِنٍ اِسْمُهٗ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْصِنٍ. (ص١٣٤، س١٢)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت "مَنْ يَّعْمَلْ ......" (جو کوئی برا کام کرے گا۔ اس کی سزا دی جائے گی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا، اپنا کوئی حمائتی اور مددگار نہیں پائے گا۔ النساء: ۱۲۳) نازل ہوئی تو مسلمانوں پر شاق گزرا۔ چنانچہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا اظہار کیا تو فرمایا تمام امور میں افراط و تفریط سے بچو اور استقامت کی دعا کرو۔ مؤمن کی ہر آزمائش میں اس کے گناہوں کا کفارہ ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا چبھ جائے یا کوئی مشکل پیش آ جائے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابن محیصن کا نام عمر بن عبدالرحمن بن محیصن ہے۔"

٣١٦٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۤءًا يُجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَا اُقْرِئُكَ اٰيَةً اُنْزِلَتْ عَلَيَّ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَقْرَأَنِيْهَا فَلَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنِّيْ وَجَدْتُ اِقْتِصَامًا فِيْ ظَهْرِيْ فَتَمَطَّأْتُ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَانُكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ وَاَيُّنَا لَمْ يَعْمَلْ سُوْءً وَاِنَّا لَمَجْزِيُّوْنَ بِمَا عَمِلْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَتُجْزَوْنَ بِذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَلَيْسَ لَكُمْ ذُنُوْبٌ وَاَمَّا الْاٰخَرُوْنَ فَيَجْتَمِعُ ذٰلِكَ لَهُمْ حَتّٰى يُجْزَوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَمُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمَوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ مَجْهُوْلٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَيْسَ لَهٗ اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ اَيْضًا وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ. (ص۱۳٤، س۱۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی ''مَنْ يَّعْمَلْ ...... نَصِيْرًا'' چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کیا میں تمہیں ایسی آیت نہ پڑھاؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے؟ عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت پڑھائی۔ پھر مجھے کچھ معلوم نہیں ہے مگر یہ کہ میں نے اپنی کمر ٹوٹتی ہوئی محسوس کی اور انگڑائی لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابوبکر کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں، باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ ہم میں سے کون ہے جو برائی نہیں کرتا۔ تو کیا ہمیں تمام اعمال کی سزا دی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تمہیں اور مسلمانوں کو دنیا میں اس کا بدلہ دیا جائے گا تاکہ تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت گناہوں سے پاک ہو۔ لیکن دوسرے لوگوں کی برائیاں جمع کی جائیں گی تاکہ انہیں قیامت کے دن بدلہ دیا جائے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ یحییٰ بن سعید اور امام احمد نے موسیٰ بن عبیدہ کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ ابن سباع کے مولی مجہول ہیں۔ پھر یہ حدیث ایک اور سند سے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے لیکن اس کی سند بھی صحیح نہیں اور اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔''

۳۱۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا اَبُوْدَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَشِيَتْ سَوْدَةُ اَنْ يُّطَلِّقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تُطَلِّقْنِيْ وَاَمْسِكْنِيْ وَاجْعَلْ يَوْمِيْ لِعَائِشَةَ فَفَعَلَ فَنَزَلَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ فَمَا اَصْطَلَحَا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ جَائِزٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۳٤، س۲۱)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ خوف لاحق ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے پس انہوں نے عرض کیا کہ مجھے طلاق نہ دیجئے اپنے نکاح میں رہنے دیجئے اور میری باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو

دے دیجئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”فَلَا جُنَاحَ ......الآیۃ“ (یعنی دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح صلح کرلیں اور یہ صلح بہتر ہے۔ النساء آیت: ۱۲۸) لہٰذا جس چیز پر ان کی صلح ہو وہ جائز ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔“

۳۱۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا اَبُوْ نُعَيْمٍ نَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ اُنْزِلَتْ اَوْ اٰخِرُ شَیْءٍ اُنْزِلَ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِی الْكَلَالَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاَبُو السَّفَرِ اسْمُهٗ سَعِيْدُ بْنُ اَحْمَدَ وَيُقَالُ ابْنُ يُحْمِدَ الثَّوْرِیُّ. (ص۱۳٤، س۲٤)

تَرجَمہ: ”حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری آیت یہ نازل ہوئی۔ ”يَسْتَفْتُوْنَكَ ......الآیۃ“ یہ حدیث حسن ہے اور ابوسفر کا نام سعید بن احمد ہے بعض نے انہیں ابن یحمد ثوری بھی کہا ہے۔“

۳۱۷۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِی الْكَلَالَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُجْزِئُكَ اٰيَةُ الصَّيْفِ. (ص۱۳٤، س۲٥)

تَرجَمہ: ”حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے ”يَسْتَفْتُوْنَكَ ......“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے وہ آیت کافی ہے جو گرمیوں میں نازل ہوئی۔“

تشریح

سورت النساء مدنی ہے اس میں ۱۷۶ آیات ۲۴ رکوع ۳۷۴۵ کلمات اور ۱۶۰۳۰ حروف ہیں۔ [1]

وجہ تسمیہ: نساء عربی زبان میں عورتوں کو کہتے ہیں اس سورت میں بھی عورتوں کے بہت سے مسائل کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورت نساء رکھ دیا گیا ہے۔ [2]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۱، س۱٤)

﴿ يُوصِيكُمُ اللَّهُ ﴾ [3] (ص۱۳۱، س۱٥) (اللہ تعالیٰ تمہیں حکم کرتا ہے۔) میراث کے حصص اللہ تعالیٰ خود ہی مقرر فرماتے ہیں مفسرین اس کی حکمت یہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر میراث کی تقسیم کو انسان کے صواب دید پر چھوڑ دیا جاتا تو اس میں حق تلفی اور ظلم لامحالہ ہوتا کیونکہ انسان کی سوچ اور اس کی عقل ناقص ہے انسان اپنے گمان کے مطابق اپنے مخلصین کو زیادہ مال دیتا حالاں کہ وہ فی نفسہ اس کے ساتھ مخلص نہیں ہوتا بعض کو وہ اپنے سے دور سمجھتا ہے حالاں کہ وہ ایسا نہیں ہوتا اس میں انسان دھوکہ کھا سکتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے خود ہی میراث کی تقسیم فرمائی اور قرآن مجید کے مطابق میراث کو تقسیم کرنا فرض ہے کیونکہ

یہ تقسیم علیم وخبیر ذات کی طرف سے ہے جو سب کچھ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ (٤) (ص۱۳۱، س۱۵) (ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔) میت کے بیٹے کو دو بیٹیوں کے حصے کے برابر حصے ملے گا اگر میت کا ایک بیٹا ہو اور دو بیٹیاں ہیں تو میت کے مال کے کل ۴ حصے کیے جائیں گے آدھا یعنی دو حصے بیٹے کو ملے گا اور بقیہ نصف دونوں بیٹیوں کو ا، ا حصہ ملے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۱، س۱۷)

﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (٥) (ص۱۳۱، س۱۹) (اور حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔) اَلْمُحْصَنٰتُ یہ احصان سے ماخوذ ہے یعنی خاوند والی عورت (٦) اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جو پہلے سے کسی مرد کے نکاح میں ہوں اگر ان کے شوہر ان کو طلاق دے دیں اور ان کی عدت بھی گذر جائے تو پھر ان عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔

﴿إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ (٧) (ص۱۳۱، س۱۹) (مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں۔) یہاں سے یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ ایسی عورتیں جو دارالحرب میں رہتی ہیں اور پھر مسلمان دارالحرب پر غلبہ حاصل کر کے ان کو قیدی بنا کر دارالاسلام میں لے آتے ہیں تو اب ان عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہوگا اگرچہ ان عورتوں کے شوہر دارالحرب میں موجود بھی ہوں اور انہوں نے ان عورتوں کو طلاق بھی نہ دی ہو اور ان کی عدت بھی نہ گذری ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ دارالاسلام میں آنے کی وجہ سے ان عورتوں کا اپنے سابقہ شوہروں سے نکاح خود بخود ٹوٹ گیا۔ (٨)

رِجَالٌ مِنْهُمْ: (ص۱۳۱، س۱۹) مسلم شریف کی روایت میں زیادہ وضاحت ہے "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ بعث جَيْشًا إِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْهُمْ فَظَهَرُوْا عَلَيْهِمْ وَاَصَابُوْا لَهُمْ سَبَايَا فَكَانَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَحَرَّجُوْا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ اَجْلِ اَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ." (٩)

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ: (ص۱۳۱، س۱۹)

اَوْطَاس: (ص۱۳۱، س۲۰)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى: (ص۱۳۱، س۲۳)

یہاں سے چار احادیث میں قرآن کی آیت ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ ......﴾ (١٠) کبیرہ گناہ بہت سے ہیں ان میں سے بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔

اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ: (ص۱۳۱، س٢٤) اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک کرنا۔

وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ: (ص۱۳۱، س٢٤) عقوق یہ جمع ہے عق کی یعنی کاٹنا مراد نافرمانی کرنا ہے دوسرے نمبر کا کبیرہ گناہ والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔

وَقَتْلُ النَّفْسِ: (ص۱۳۱، س۲٤) بغیر کسی وجہ کے کسی کو قتل کرنا جہاں پر شریعت نے قتل کرنے کی اجازت دی ہے وہ صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں مثلاً قصاص میں، مرتد ہونے میں شادی شدہ کا زنا کرنا وغیرہ وغیرہ (۱۱)

وَقَوْلُ الزُّوْرِ: (ص۱۳۱، س۲٤) جھوٹی گواہی دینا اس کو آپ نے بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ بیان فرمایا کہ اس کا گناہ متعدی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۱، س۲۸)

وَالْيَمِيْنَ الْغَمُوْسَ: (ص۱۳۱، س۲۹) یمین غموس کہتے ہیں کہ زمانہ ماضی یا حال میں کسی کام کے اثبات یا کسی کام کی نفی پر جان بوجھ کر قسم کھاتے مثلاً کسی نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی جب اس سے پوچھا گیا اس نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ میں نے ظہر کی نماز پڑھی ہے اس پر گناہ بہت ہے مگر کوئی کفارہ نہیں ہوتا سوائے توبہ استغفار کے۔

حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنَ صَبْرٍ: (ص۱۳۱، س۲۹) یمین صبر کہتے ہیں جو روکنے کے طور پر قسم کھائی جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ جو قسم عدالت میں مدعیٰ علیہ پر عائد ہوتی ہے وہ قسم کھاتا ہے۔ اس میں بھی معمولی سا جھوٹ ملانا بڑا گناہ ہے۔

نُكْتَةٌ فِيْ قَلْبِهٖ: (ص۱۳۱، س۳۰) علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نکتہ کا اثر قیامت تک باقی رہے گا اس جھوٹی قسم کی سختی کو بیان کیا جا رہا ہے۔ (۱۲)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ: (ص۱۳۱، س۳۳)

يَغْزُو الرِّجَالُ وَلَا تَغْزُو النِّسَاءُ: (ص۱۳۱، س۳٤) ایک دوسری روایت میں وضاحت اس طرح آتی ہے "تَغْزُو النِّسَاءُ وَاِنَّمَا لَنَا نِصْفُ الْمِيْرَاثِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى." (۱۳)

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ﴾ (۱٤) (ص۱۳۱، س۳۵) (اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض پر بزرگی دی ہے۔) مفسرین فرماتے ہیں انسانی کمالات اور فضائل دو قسم کے ہوتے ہیں:

پہلی قسم: پیدائشی ہیں اس میں آدمی کی محنت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں مثلاً سردار ہونا، خوب صورت ہونا وغیرہ اس کی تمنا کرنا منع ہے۔

دوسری قسم: وہ کمالات اور فضائل ہیں جو آدمی اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کر سکتا ہے مثلاً نیک اعمال کرنا، اچھے اخلاق کا ہونا وغیرہ۔ اس دوسری قسم کے کمالات میں مردوں اور عورتوں دونوں کو آگے بڑھنے کی کوشش کرنا چاہیے اس میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنا منع نہیں ہے بلکہ عمدہ ہے اسی کو دوسری آیت ﴿وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾﴾ (۱۵) میں بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ وَاَنْزَلَ فِيْهَا اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ: (ص۱۳۱، س۳۵)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ......: (ص۱۳۱، س۳٦) ﴿اَنِّیْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ﴾ (۱٦) (ص۱۳۲، س۱) (کہ تم میں

سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہرگز ضائع نہیں کرتا۔)

اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون اور ضابطہ یہ ہے کہ وہ کسی کے بھی عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں فرماتے بلکہ ہر ایک کو اس کا بدلہ مرحمت فرماتے ہیں۔

بَعْضُکُمْ مِنْ بَعْضٍ: (ص۱۳۲، س۲) اس جملے کے مفسرین نے تین مطلب بیان فرمائے ہیں:

❶ اعمال کرنے میں مرد عورتوں کی طرح اور عورتیں مردوں کی طرح ہیں ان میں سے ہر ایک کو ان کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔

❷ نیک اعمال کا بدلہ ملنے میں مرد عورتوں کے اور عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔

❸ ''مرد عورتوں سے ہیں اور عورتیں مردوں سے'' مطلب یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کی نسل ایک ہے کیونکہ تمام مرد اور عورتیں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں۔(۱۷)

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: (ص۱۳۲، س۲)

﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ ﴾(۱۸) (ص۱۳۲، س۳) (پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہر امت میں سے گواہ لائیں گے۔)

فَکَیْفَ: (ص۱۳۲، س۳) (یعنی پس کیسا) اس لفظ سے قیامت کے دن کی ہولناکی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دن کیسا ہولناک ہوگا؟

﴿مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾(۱۹) (ص۱۳۲، س۳) (ہر امت میں سے ہم ایک گواہ لائیں گے۔) اس جملے میں اس بات کا ذکر ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت کے عقائد و اعمال کے بارے میں گواہی دیں گے نیز اس بات کی بھی گواہی دیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنے اپنے امتیوں کو پہنچا دیئے تھے پھر اس وقت میں امتیں اپنے اپنے نبیوں کی تکذیب کریں گی اور کہیں گی کہ انہوں نے ہم تک اللہ تعالیٰ کا پیغام نہیں پہنچایا چناں چہ سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے دعویٰ کی تصدیق کریں گے۔(۲۰)

وَعَيْنَاهُ تَذْمَعَانِ: (ص۱۳۲، س۴) علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب گواہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو جن لوگوں کے خلاف یہ گواہی دی جائے گی اور جن لوگوں کے لیے عذاب تیار ہو رہا ہوگا ان کا کیا حال ہوگا؟(۲۱)

نوٹ: ابوالاحوص نے اس روایت میں حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان حضرت علقمہ کا واسطہ نقل کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان عبیدہ سلمانی کا واسطہ ہے جیسے کہ اس کے بعد والی مسند سے معلوم ہو رہا ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ: (ص۱۳۲، س۵)

اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ: (ص۱۳۲، س۶) علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی دوسروں سے بھی قرآن سننا چاہیے اس سے قرآن میں سمجھنا اور غور وفکر کرنا آسان ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۲، س۸)

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ ﴾[۲۲] (ص۱۳۲، س۱۱) (اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہوتو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔)

نشے کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت: بلکہ اسلام آنے سے پہلے چند لوگوں کے علاوہ تمام ہی لوگ شراب نوشی میں مبتلا تھے بلکہ شراب ان کی زندگی کا جز لازم بن گئی تھی ان کے لیے یک دم اس کو چھوڑنا مشکل تھا اسلام تو ایک فطری مذہب ہے اس لیے اس حکمت کے پیش نظر شراب کی حرمت بتدریج نازل کی گئی ابتدا میں شراب کی کچھ خرابیاں بیان کی گئیں پھر دوسرا حکم آیت بالا میں دیا جا رہا ہے کہ نماز کے اوقات میں شراب کا استعمال نہ کیا جائے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: (ص۱۳۲، س۱۱)[۲۳]

ایمان کی تین شرطیں۔

نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ: (ص۱۳۲، س۱۵) اس آیت میں ایمان کی تین شرطیں بیان کی جا رہی ہے:

پہلی شرط: باہمی معاملات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف تسلیم کرنا یہ اس وقت تھا جب آپ دنیا میں موجود تھے اور جب آپ دنیا سے پردہ فرما گئے تو شرعی فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ہی فیصلہ ہے اس کو تسلیم کرنا چاہیے۔

دوسری شرط: اس فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کرنا ضروری ہے اگرچہ وہ فیصلہ اپنی عقل کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اس کی طرف "ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا" میں اشارہ ہے۔

تیسری شرط: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے خلاف یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کہ وہ صریح نصوص کے خلاف اپیل کرنا اور اس کے متبادل غیر شرعی فیصلوں کا سہارا لینا جیسے کہ اس واقعہ میں اس منافق نے کیا یہ مسلمان کی شان کے خلاف ہے اس کی طرف "وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" سے اشارہ کیا گیا ہے۔[۲۴]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص۱۳۲، س۱۷)

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ ﴾[۲۵] (ص۱۳۲، س۱۸) (تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو۔)

اس آیت میں مسلمانوں کو ان منافقین کے ایمان کے بارے میں دو گروہ بننے سے منع کیا جا رہا ہے جن کے بارے میں بعض مسلمان کہتے تھے کہ وہ مسلمان ہیں جب کہ بعض مسلمانوں کا خیال یہ تھا کہ وہ تو منافق ہیں جنہوں نے مصلحتاً مدینہ طیبہ

آ کر اسلام کی محبت کے جھوٹے دعوے کیے تھے مگر دل سے وہ کافر ہی تھے اسی وجہ سے مکہ مکرمہ جانے کے بعد پھر مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کی جو کہ اس زمانے میں ایمان کی شرط لازم تھی اس آدمی کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا تھا جو باوجود قدرت کے ہجرت نہ کرتا ہو ان لوگوں نے ظاہری طور پر اسلام کا اظہار کیا تھا مگر دل سے کافر ہی تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آیت بالا میں ان کو منافقین کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ (۲۶)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ الزَّعْفَرَانِيُّ: (ص۱۳۲، س۲۰)

﴿ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا ﴾ (۲۷) (ص۱۳۲، س۲۲) (اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے۔)

اس آیت میں مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی اخروی سزا کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا مفسرین فرماتے ہیں اس آیت میں جان بوجھ کر مومن کو قتل کرنے والے کے لیے پانچ سزاؤں کا ذکر ہے ① جهنم ② خالدا فيها ③ وغضب الله عليه ④ ولعنه ⑤ واعدله عذابا عظيماً.

حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مشہور قول یہی ہے (جو امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔)

ایک دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے لیے توبہ اور مغفرت کا قول بھی ہے۔

یہی روایت جمہور علماء محدثین، مفسرین وغیرہ کا مذہب ہے حافظ ابن جریر جمہور علماء کا مذہب یہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قتل کی سزا تو یہی ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہے مگر ایمان کی دولت کی برکت سے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی جہنم سے نکل آئے گا۔ (۲۸) کیونکہ علماء کا اتفاق ہے کہ کفر اور شرک کے علاوہ اللہ تعالیٰ جس کو بھی چاہیں گے مغفرت فرما دیں گے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۲، س۲۳)

فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ: (ص۱۳۲، س۲۵) ایک دوسری روایت میں "فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" (۲۹) اور بعض روایات میں "لَا اِلٰهَ اِلَا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کے الفاظ بھی آتے ہیں۔

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ﴾ (۳۰) (ص۱۳۲، س۲۶) (اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جا رہے ہو۔)

اس آیت میں ایمان والوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ کسی بھی قسم کا قدم اٹھانے سے پہلے تحقیق ضرور کر لیا کریں کیونکہ چند صحابہ سے بعض سفروں میں ایسے واقعات پیش آئے کہ انہوں نے اپنے مقابلے میں آنے والے ایسے شخص کو شہید کر دیا جس نے ان کے سامنے کلمہ پڑھا تھا یا ان کو سلام کیا تھا مگر اس صحابی نے یہ گمان کر کے کہ اس نے کلمہ دل سے نہیں پڑھا ہے بلکہ اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کیا ہے قتل کر دیا مگر اس آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید نے تو کسی قسم کی وعید نہیں فرمائی صرف تنبیہ فرمائی ہے تاکہ بعد میں کوئی شخص بھی صحابہ پر لعن طعن نہ کر سکے۔

نیز اس آیت میں ایمان والوں سے مراد صحابہ ہی ہیں کیونکہ ان واقعات کے باوجود قرآن مجید نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

ایمان والا ہی کہا ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ: (ص۱۳۲، س۲۷)

﴿غَيْرُ أُوْلِي ٱلضَّرَرِ﴾[۳۱] (ص۱۳۲، س۲۹) (اور بغیر عذر۔)

اس جملے سے تمام معذورین کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضرر کے معنی نقصان کے آتے ہیں اس میں نقصان کی تمام قسمیں داخل ہیں جو جہاد سے رکنے کا شرعی عذر نہیں مثلاً نابینا ہونا، لنگڑا ہونا، اپاہج ہونا وغیرہ وغیرہ۔[۳۲]

مطلب یہ ہے کہ معذورین کی نیت جہاد کی ہوگی تو جہاد میں شرکت کیے بغیر بھی ان کو جہاد کا ثواب ملے گا جیسے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک غزوہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ کچھ لوگ مدینہ منورہ میں رہ گئے ہیں اور تم نے اس غزوہ میں جو میدان طے کیے اور جہاں بھی گئے وہ حضرات اجر اور ثواب میں تمہارے ساتھ ساتھ ہیں کیونکہ ان کو عذر نے روک لیا ہے۔[۳۳]

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: (ص۱۳۲، س۳۰)

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ: (ص۱۳۲، س۳۲) شارحین کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش نابینا نہیں تھے نابینا تو ان کے بھائی احمد بن جحش رضی اللہ عنہ تھے اس لیے یہاں پر مراد احمد بن جحش رضی اللہ عنہ ہیں ان کا نام صرف عبد تھا ترمذی کی روایت میں تسامح ہے۔[۳٤]

﴿لَّا يَسْتَوِي ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾[۳۵] (ص۱۳۲، س۳۳) (اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں۔) مفسرین فرماتے ہیں اس آیت میں غیر مجاہدین کو جہاد کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے جہاد کے فضائل سنائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ مجاہدین اور غیر مجاہدین دونوں درجے میں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ مجاہدین دنیا میں بھی، قبر میں بھی اور جنت میں بھی اعلیٰ درجات پر ہوں گے۔

اگرچہ جب تک جہاد فرض عین نہ ہوا ہو غیر مجاہد پر کسی قسم کا شریعت کی طرف سے عذاب بھی نہیں ہے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی فرماتے ہیں اگرچہ اس آیت کا تعلق جہاد کے ساتھ ہے لیکن لفظ جہاد کو عام رکھنا چاہیے تاکہ اس میں دین کی سربلندی کے لیے ہر قسم کی کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کی فضیلت محنت کوشش اور مجاہدہ نہ کرنے والوں پر ظاہر ہو۔[۳٦]

غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ: (ص۱۳۲، س۳۳) اس جملے میں جہاد کے معذرین کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

﴿وَفَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَٰهِدِينَ عَلَى ٱلْقَٰعِدِينَ﴾[۳۷] (ص۱۳۲، س۳۳) (اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے۔) آیت کے شروع میں فرمایا گیا کہ مجاہدین اور غیر

مجاہدین مرتبہ میں برابر نہیں ہوسکتے اس لیے مجاہدین کی فضیلت خود ہی ظاہر ہوگئی تھی اس کے باوجود اس جملے میں مزید اہتمام کے ساتھ مجاہدین کی عظمت اور فضیلت کو بیان فرمایا جارہا ہے۔

اَجْرًا عَظِيْمًا: مجاہدین کے لیے اجر عظیم ہے اس اجر عظیم کی وضاحت اگلی آیت میں تین الفاظ کے ساتھ فرمائی جارہی ہے ① درجات منه ② مغفرة ③ رحمة.

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۳، س۸)

﴿أَن تَقْصُرُوا۟ مِنَ ٱلصَّلَوٰةِ﴾ [۳۸] (ص۱۳۳، س۹) (جب تم سفر میں جارہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔)

فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ: سفر شرعی (۷۸ کلومیٹر) میں چار رکعات والی نمازوں (ظہر عصر اور عشاء) کے فرائض چار کے بجائے دو پڑھنے چاہئیں یہ قصر کرنا احناف کے نزدیک واجب ہے اس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔

﴿إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ﴾ [۳۹] یہاں پر یہ بیان کیا جارہا ہے کہ قصر حالت خوف میں ہی نہیں ہے بلکہ حالت امن میں بھی قصر ہے یہی آپ ﷺ کا معمول تھا۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ: (ص۱۳۳، س۱۱)

بَيْنَ ضَجْنَانَ: (ص۱۳۳، س۱۲) ضجنان مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پہاڑ یا ایک مقام کا نام ہے۔ [۴۰]

وَعُسْفَانَ: (ص۱۳۳، س۱۲) مکہ معظمہ سے دو مرحلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔ [۴۱]

بعض کے نزدیک مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی ہے۔ [۴۲]

وَهِيَ الْعَصْرُ: (ص۱۳۳، س۱۳) عصر کی نماز کی تاکید احادیث میں زیادہ آتی ہے ایک روایت میں آتا ہے جو فجر اور عصر کی نماز کا اہتمام کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

فَتَكُوْنُ لَهُمْ رَكْعَةً رَكْعَةً: (ص۱۳۳، س۱۵) صلوۃ خوف کا طریقہ بتایا جارہا ہے کہ اگر تمام لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو امام دو جماعتیں بنائے گا۔

ایک رکعت کے بعد ایک جماعت دشمن کے مقابلے کے لیے چلی جائے گی اور دوسری جماعت آجائے گی اور پھر وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے گی اور پھر وہ دونوں اپنی ایک ایک رکعت مکمل کر کے نماز پوری کرلیں گے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَحْمَدَ: (ص۱۳۳، س۱۷) اس روایت میں اور اس سے آگے کی روایات میں اس آیت کا شان نزول بیان فرمایا جارہا ہے۔

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ﴾ [۴۳] (ص۱۳۳، س۳٤) (یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے۔) ان آیات میں اسی واقعہ کو بیان کیا گیا ہے جس کو امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اس

آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات اور اصول وضوابط قرآن مجید میں بیان کیے ہیں بالکل سچ اور حق ہیں اور اپنے نبی آخر الزمان پر ان کو نازل کیا ہے۔

﴿لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾ [٤٤] (ص۱۳۳، س۳٤) (تا کہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو شناسا کیا ہے۔) فیصلہ کرنے والے کو ہدایت دی جا رہی ہے قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے اصولوں سے اچھی طرح واقف ہو مقدمے کی تفصیلات پوری توجہ سے سنے کسی فریق سے متاثر ہوئے بغیر شریعت کے اصولوں کے مطابق فیصلہ کرے۔

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ اَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ: (ص۱۳٤، س۱۰)

اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: (ص۱۳٤، س۱۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک فرقہ پیدا ہوا تھا جن کو خوارج کہا جاتا تھا جو یہ کہتے تھے کہ کبیرہ گناہ کرنے سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور جہنم میں جائے گا مگر حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا کفر اور شرک کی وجہ سے آدمی ہمیشہ جہنم میں جائے گا کبیرہ گناہ کی وجہ سے ایسا نہیں ہوگا۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ﴾ [٤٥] (ص۱۳٤، س۱۱) (اُسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔) حدیث بالا میں فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر اور شرک کے علاوہ ہر قسم کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے جس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

1. بلا مواخذہ اپنے لطف وکرم سے معاف فرما دیں۔
2. نیک اعمال اور بڑے گناہوں سے بچنے کی وجہ سے معاف ہو جائیں۔
3. گناہ گار کے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کی وجہ سے۔

شرک نا قابل معافی گناہ کیوں ہے:

شرک ایک اعتقادی گناہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ میں اکیلا ہوں عبادت کے لائق میں ہی ہوں میرا کوئی شریک نہیں ہے اس کے مقابلے میں کوئی کسی مخلوق کو یوں سمجھے کہ یہ میرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت یا رزق یا کسی بھی چیز میں شریک ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھلی بغاوت اور دشمنی ہے اور یہ شرک و بغاوت کو بھی اطاعت سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو جھٹلاتے ہیں بلکہ احکام الٰہی کے مقابلے میں تکبر کرتے ہیں اس لیے وہ قابل معافی نہیں ہوں گے یا ارحم الراحمین کی طرف سے مشرکین کو دنیا میں مہلت ہے کہ اگر مرنے سے پہلے پہلے توبہ کر لے تو معافی مل جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ ...... لَمَّا نَزَلَتْ: (ص۱۳٤، س۱۲)

﴿مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [٤٦] (ص۱۳٤، س۱۳) (جو برا کرے اس کی سزا پائے گا۔)

اللہ تعالیٰ کا قانون تو یہی ہے کہ قیامت کے دن گناہ پر سزا دے اور نیکی کرنے پر اجر وثواب دے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جرم پر سزا ہی دے بلکہ کفر وشرک کے علاوہ کے گناہوں کو اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اپنی رحمت توبہ اور اعمال صالحہ وغیرہ کی برکت سے معاف بھی فرمادیں گے اسی طرح گناہوں کی معافی کے لیے دنیا میں پہنچنے والی مصائب وتکالیف بھی سبب بن جاتی ہیں جیسے کہ اوپر والی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى: (ص١٣٤، س١٥)

فَتُجْزَوْنَ بِذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا: (ص١٣٤، س١٩) یہی بات متعدد روایات سے معلوم ہوتی ہے مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کو جو بخار یا تکلیف پہنچتی ہے یا کانٹا لگتا ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (۴۷)

ایک روایت میں آتا ہے کہ مومن مرد اور مومنہ عورت کو اس کی جان یا مال یا اولاد کے بارے میں جو تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ (۴۸)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: (ص١٣٤، س٢١)

خَشِيَتْ سَوْدَةُ اَنْ يُّطَلِّقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (ص١٣٤، س٢٢) یہ روایت بخاری شریف اور مسلم شریف میں بھی موجود ہے مسلم شریف میں ہے لَمَّا اَنْ كَبِرَتْ سَوْدَةُ وَهَبَتْ اور بخاری شریف میں ہے "اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ"۔ (۴۹)

ابن سعد کی روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ کو ایک طلاق دے دی تھی یہ درست نہیں ہے ترمذی کی روایت درست ہے۔

فَنَزَلَتْ: (ص١٣٤، س٢٣) حافظ ابن حجر اور جمہور مفسرین رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی اس روایت کو مطلقاً نقل کیا ہے مگر شان نزول کسی آیت کا نہیں بتایا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص١٣٤، س٢٤)

یہاں اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے قرآن کی آخری آیت آیت میراث نازل ہوئی ہے جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال وحرام کی آخری آیت نزول کے لحاظ سے آیت ربو ہے اور ویسے نزول کے لحاظ سے آخری آیت، آیت بالا ہے۔

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ﴾ (۵۰) (ص١٣٤، س٢٤) (آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔"

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کلالۃ کہتے ہیں ایسے شخص کو جس کے ماں، باپ اولاد اور پوتے وغیرہ زندہ نہ

ہوں۔ (۵۱)

اس پوری آیت کریمہ میں کلالہ کے چار مسائل ذکر کیے گئے ہیں بہر حال یہاں پر جو کلالہ کے مسائل بیان ہوئے ہیں ان کا تعلق سگے بھائی یا باپ شریک (علاتی) بہن بھائیوں سے ہے اور ماں شریک (اخیافی) بہن بھائیوں کی میراث کا ذکر سورت نساء میں موجود ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳٤، س۲۵)

جَاءَ رَجُلٌ: (ص۱۳٤، س۲٦) رجل سے مراد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

تُجْزِئُكَ اٰيَةُ الصَّيْفِ: (ص۱۳٤، س۲۷) علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کلالۃ کے بارے میں دو آیتیں نازل ہوئی ہیں: سورت نساء کے تیسرے رکوع والی اور یہ آیت میراث دونوں کلالہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں آیت بالا سردی میں نازل ہوئی اور سورت نساء کی آخری آیت گرمی میں نازل ہوئی ہے۔ (۵۲)

تخریج حدیث:

٣١٤٤ - تقدم تخريجه.

٣١٤٥ - تقدم تخريجه.

٣١٤٦ - تقدم تخريجه.

٣١٤٧ - انظر السابق.

٣١٤٨ - تقدم تخريجه.

٣١٤٩ - تقدم تخريجه.

٣١٥٠ - أخرجه أحمد (٣/٤٩٥).

٣١٥١ - أخرجه البخاري: كتاب الأيمان والنذور: باب: اليمين الغموس، حديث (٦٦٧٥)، (طرفاه في ٦٨٧٠، ٦٩١٠) والنسائي: كتاب تحريم الدم: باب: ذكر الكبائر، حديث (٤٠١١)، (٨/٦٣): كتاب القسامة: باب: ما جاء في كتاب القصاص ...... حديث (٤٨٦٨)، والدارمي: كتاب الديات: باب: التشديد في قتل النفس، وأحمد (٢/٢٠١).

٣١٥٢ - أخرجه أحمد (٦/٣٢٢).

٣١٥٣ - أخرجه الحميدي (١/١٤٤)، حديث (٣٠١).

٣١٥٤ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب: الحزن والبكاء، حديث (٤١٩٤)، وابن خزيمة (٢/٣٥٤)، حديث (١٤٥٤).

٣١٥٥ - أخرجه البخاري: كتاب فضائل القرآن: باب: من أحب أن يستمع القرآن من غيره حديث (٥٠٤٩)، أطرافه (٥٠٥٠)، (٥٠٥٦)، ومسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: فضل استماع القرآن وطلب القراء ة من حافظه للاستماع ......، حديث (٢٤٧/٨٠٠) وأبو داود: كتاب العلم: باب: من القصص، حديث (٣٦٦٨)، وأحمد (١/٣٨٠، ٤٣٢).

٣١٥٦ - أخرجه أبو داود: كتاب الأشربة: باب: من تحريم الخمر حديث (٣٦٧١)، وابن حميد ص (٥٦)، حديث (٨٢).

٣١٥٧ - تقدم تخريجه.

٣١٥٨ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُم﴾ [نساء: ٨٨]، حديث (٤٥٨٩)، ومسلم:

كتاب الحج: باب: المدينة تنفي شرارها، حديث (١٣٨٤/٤٩٠)، وأحمد (١٨٤/٥، ١٨٧، ١٨٨)، وابن حميد ص (١٠٨)، حديث (٢٤٢).

٣١٥٩ - أخرجه النسائي: كتاب تحريم الدم: باب تعظيم الدم، حديث (٤٠٠٥).

٣١٦٠ - أخرجه أحمد (٢٢٩/١، ٢٧٢، ٣٢٤).

٣١٦١ - تقدم تخريجه.

٣١٦٢ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُوْلِى ٱلضَّرَرِ وَٱلْمُجَٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ﴾ [النساء: ٩٥]، حديث (٤٥٩٥)، (٣٣٨/٧): كتاب المغازي: باب (٥) حديث (٣٩٥٤).

٣١٦٣ - أخرجه البخاري: كتاب الجهاد والسير: باب: قول الله عزوجل: ﴿لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُوْلِى ٱلضَّرَرِ وَٱلْمُجَٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ﴾ [النساء: ٩٥] حديث (٢٨٣٢)، (١٠٨/٨): كتاب التفسير: باب لا يستوي القاعدون حديث (٤٥٩٢)، والنسائي: كتاب الجهاد: باب: فضل المجاهدين على القاعدين، حديث (٣٠٩٩)، وأحمد (١٨٤/٥).

٣١٦٤ - أخرجه مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: صلاة المسافرين وقصرها. حديث (٦٨٦/٤)، وأبوداود (٣٨٤/١): كتاب الصلاة: باب: صلاة المسافر، حديث (١١٩٩، ١٢٠٠)، والنسائي: كتاب تقصير الصلاة في السفر: باب: (١)، حديث (١٤٣٣) وابن ماجه: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: تقصير الصلاة في السفر، حديث (١٠٦٥)، والدارمي (٣٥٤/١): كتاب الصلاة باب: قصر الصلاة في السفر، وأحمد (٢٥/١، ٣٦)، وابن خزيمة (٧١/٢)، حديث ٩٤٥).

٣١٦٥ - أخرجه النسائي: كتاب صلاة الخوف: باب: (١٦)، حديث (١٥٤٤)، وأحمد (٥٢٢/٢).

٣١٦٦ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٢٨٠/٨)، حديث (١١٠٧٥).

٣١٦٧ - تفرد به الترمذي: ((التحفة)) (٣٧٨/٧)، حديث (١٠١١٠).

٣١٦٨ - أخرجه مسلم: كتاب البر والصلة والآداب: باب: ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتى الشوكة يشاكها، حديث (٢٥٧٤/٥٢)، وأحمد (٢٤٨/٢)، والحميدي (٤٨٥/٢)، حديث (١١٤٨).

٣١٦٩ - أخرجه أحمد (٦/١)، وعبد بن حميد ص (٣١)، حديث (٧).

٣١٧٠ - انفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (١٤١/٥)، حديث (٦١٢٢).

٣١٧١ - أخرجه مسلم: كتاب الفرائض: باب: آخر آية أنزلت آية الكلالة، حديث (١٦١٨/١٣).

٣١٧٢ - أخرجه أبوداود: كتاب الفرائض: باب: من كان ليس له ولد وله أخوات، حديث (٢٨٨٩)، وأحمد (٢٩٣/٤، ٢٩٥).

(١) تفسير مواهب الرحمن: ١٤٨/٢، معالم العرقان: ٣٠/٥ (٢) تفسير روح المعانی: ١٦٣/٣ (٣) سورة نساء آیت: ١١ (٤) سورة نساء آیت: ١١ (٥) سورة نساء آیت: ٢٤ (٦) تفسير روح المعانی: ١٨٠/٣ (٧) سورة نساء آیت: ٢٤ (٨) تفسير انوار البیان: ٦٤٦/١، معارف القرآن کاندهلوی: ١٧٧/٢ (٩) مسلم شريف (١٠) سورة نساء آیت: ٢١ (١١) یہ حدیث ابواب البر والصلۃ میں گذر چکی ہے۔(١٢) طیبی شرح مشکوۃ (١٣) مسند احمد: ٣٢٢/١ (١٤) سورت نساء آیت: ٣٢ (١٥) سورت المطففين آیت: ٢٦ (١٦) سورت آل عمران آیت: ١٩٥ (١٧) تفسير بیضاوی: ٥٥/٢، تفسير انوار البیان: ٦٠٠/١ (١٨) سورة نساء آیت: ٤١ (١٩) سورة نساء آیت: ٤١ (٢٠) اس کا تفصیلی تذکرہ سورت بقرہ آیت: ١٤٣ میں بھی موجود ہے۔(٢١) روح المعانی: ٣٥/٣ (٢٢) سورت نساء آیت: ٤٣ (٢٣) یہ حدیث "ابواب الاحکام باب الرجلین یکون احدهما اسفل من الاخر فی الماء" میں گذر چکی ہے۔(٢٤) تفسير مظهری: ٦٤٧/٢، تفسير ماجدی: ٧٥٦/١ (٢٥) سورت نساء آیت: ٨٨ (٢٦) تفسير ماجدی: ٧٧٣/١ (٢٧) سورت نساء آیت: ٩٣ (٢٨) تفسير ابن جریر: ٢٢٣/٤ (٢٩) بحواله تحفة الاحوذی: ٣٧٩/٩ (٣٠) سورت نساء آیت: ٩٤ (٣١) سورت نساء آیت: ٩٥ (٣٢) تفسير كبير: ٧/٦، ٨ (٣٣) بخاری شریف: ٣٩٨/١ (٣٤) عمدة القاری: ١٠٩/١٥، فتح الباری: ١١١/٨ (٣٥) سورة نساء آیت: ٩٥ (٣٦) تفسير ماجدی: ٧٨٣/١ (٣٧) سورة النساء آیت: ٩٥ (٣٨) سورة النساء آیت: ١٠١

(۳۹) سورۃ النساء آیت: ۱۰۱ (۴۰) نہایۃ: ۷۴/۳ (۴۱) قاموس (۴۲) نہایۃ: ۲۳۷/۳ (۴۳) سورۃ النساء آیت: ۱۰۵ (۴۴) سورۃ النساء آیت: ۱۰۵
(۴۵) سورۃ النساء آیت: ۱۱۶ (۴۶) سورت نساء آیت: ۱۲۳ (۴۷) مسلم شریف: ۳۱۸/۲ (۴۸) ترمذی: ۵۱۶/۲ (۴۹) فتح الباری: ۶۲۳/۹
(۵۰) سورت نساء آیت: ۱۷۶ (۵۱) المفردات: ۴۳۹ (۵۲) معالم السنن: ۹۱/۴

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ

یہ باب ہے سورۂ مائدہ کی تفسیر کے بیان میں

۳۱۷۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَیْرِہٖ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْیَهُوْدِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَوْ عَلَیْنَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْیَوْمَ عِیْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَیَّ یَوْمٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ اُنْزِلَتْ یَوْمَ عَرَفَةَ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۳۴، س۲۷)

تَرجَمہ: ''حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر یہ آیت ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ ......الآیۃ'' (آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا)۔ ہم پر نازل ہوتی تو ہمارے لئے وہ عید کا دن ہوتا جس دن یہ نازل ہوتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیت کب نازل ہوئی۔ یہ آیت عرفات کے دن نازل ہوئی اس دن جمعہ تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِیْ عَمَّارٍ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا وَعِنْدَہٗ یَهُوْدِیٌّ فَقَالَ لَوْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَلَیْنَا لَاتَّخَذْنَا یَوْمَهَا عِیْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَیَوْمِ عَرَفَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۳۴، س۳۰)

تَرجَمہ: ''حضرت عمار بن ابو عمار سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ ......'' پڑھی تو ان کے پاس ایک یہودی تھا۔ وہ کہنے لگا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کے طور پر مناتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس دن یہاں دو عیدیں تھیں۔ عرفات کے دن کی اور جمعہ کے دن کی۔ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔''

۳۱۷۵ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنُ الرَّحْمٰنِ مَلْأَى سَحَّاءُ لَا يُغِيْضُهَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ قَالَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَا فِىْ يَمِيْنِهٖ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرَى الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ فِىْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمُ الْاٰيَةَ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ قَالَ الْاَئِمَّةُ يُؤْمَنُ بِهٖ كَمَا جَاءَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُفَسَّرَ اَوْ يُتَوَهَّمَ هٰكَذَا قَالَهٗ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ وَمَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ الْمُبَارَكِ اَنَّهٗ تُرْوٰى هٰذِهِ الْاَشْيَاءُ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا يُقَالُ كَيْفَ. (ص۱۳٤، س۳۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ یعنی اس کا خزانہ بھرا ہوا ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور دن و رات میں سے کسی وقت بھی اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔ کیا تم جانتے ہو کہ جب اس نے آسمانوں کو پیدا کیا ہے اس نے کیا خرچ کیا ہے۔ اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اس کا عرش (آسمان کو پیدا کرنے کے وقت) سے لے کر اب تک پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک میزان ہے جسے وہ جھکاتا اور بلند کرتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ اس آیت کی تفسیر ہے ''وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ ......'' (اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہوگیا ہے۔ انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور انہیں اس کہنے پر لعنت ہے بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے۔ المائدہ:۶۴) ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جیسے آئی اسی طرح اس پر ایمان لایا جائے۔ بغیر اس کے کہ اس کی کوئی تفسیر کی جائے یا وہم کیا جائے۔ متعدد ائمہ نے یونہی فرمایا ان میں سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن عیینہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ ان سب کی رائے یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث روایت کی جائیں اور ان پر ایمان لایا جائے اور ان کی کیفیت سے بحث نہ کی جائے۔''

۳۱۷۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْجُرَيْرِىِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْرَسُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فَاَخْرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ مِنَ الْقُبَّةِ فَقَالَ لَهُمْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِىَ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْجُرَيْرِىِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْرَسُ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ. (ص۱۳۵، س۲)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے حفاظت کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی ''وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ......الخ'' (اور اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا)۔ اس پر

نبی اکرم ﷺ نے اپنے خیمے سے سر مبارک باہر نکالا اور آپ ﷺ نے فرمایا لوگو چلے جاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ کرلیا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے بعض اسے جریری سے اور وہ عبداللہ بن شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں۔"

۳۱۷۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيْمَةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فِى الْمَعَاصِىْ فَنَهَتْهُمْ عُلَمَاءُ هُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِىْ مَجَالِسِهِمْ وَوَاكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاؤُدَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ لَا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَاْطِرُوْهُمْ اَطْرًا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ يَزِيْدُ وَكَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِىُّ لَا يَقُوْلُ فِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ اَبِى الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيْمَةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا وَبَعْضُهُمْ يَقُوْلُ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ص۱۳۵، س۵)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوگئے تو ان کے علماء نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن جب وہ باز نہیں آئے تو علماء ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دل آپس میں ایک دوسرے سے ملا دیئے اور پھر حضرت داود علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی کیونکہ وہ لوگ نافرمانی کرتے ہوئے حدود سے تجاوز کر جاتے تھے۔ پھر نبی اکرم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک نجات نہیں پاؤ گے جب تک تم ظالم کو ظلم سے نہ روکو گے۔ عبداللہ بن عبدالرحمن، یزید سے اور وہ سفیان ثوری سے یہی حدیث نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ محمد بن مسلم بن ابی وضاح سے بھی علی بن بذیمہ کے حوالے سے منقول ہے وہ ابوعبیدہ سے اور وہ عبداللہ بن مسعود سے مرفوعاً اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ جبکہ بعض ابوعبیدہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔"

۳۱۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِىٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيْمَةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ لَمَّا وَقَعَ فِيْهِمُ النَّقْصُ كَانَ الرَّجُلُ فِيْهِمْ يَرٰى اَخَاهُ يَقَعُ عَلَى الذَّنْبِ فَيَنْهَاهُ عَنْهُ فَاِذَا كَانَ الْغَدُ لَمْ يَمْنَعْهُ مَا رَاٰى مِنْهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهٗ وَشَرِيْبَهٗ وَخَلِيْطَهٗ

فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْاٰنُ فَقَالَ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاؤُدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ وَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ قَالَ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ لَا حَتّٰى تَاْخُذُوْا عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ فَتَاْطِرُوْهُ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَنَا اَبُوْدَاؤُدَ وَاَمْلَاهُ عَلِيَّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ اَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيْمَةَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ. (ص۱۳۵، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنی اسرائیل کے ایمان میں کمی آ گئی تو ان سے اگر کوئی اپنے بھائی کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو اسے روکتا پھر دوسرے دن اگر وہ باز نہ آتا تو اسے اس خیال سے نہ روکتا کہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل ایک دوسرے سے جوڑ دیئے ان کے متعلق قرآن نازل ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ......'' (بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے ان پر داود علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے۔ اور حد سے گزر گئے تھے۔ المائدہ: ۷۸) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات ''وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ......'' سے آخر تک پڑھیں (اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور نبی پر اور اس چیز پر جو اس کی طرح نازل کی گئی ہے ایمان لاتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ المائدہ: ۸۱) راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور اٹھ کر بیٹھ گئے پھر فرمایا: تم بھی عذاب الٰہی سے اس وقت تک نجات نہیں پا سکتے جب تک کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق کی طرف راہ راست پر نہ لے آؤ۔ محمد بن بشار بھی ابوداود سے وہ محمد بن مسلم بن ابی وضاح سے وہ علی بن بذیمہ سے وہ عبیدہ سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔''

۳۱۷۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ نَا عُثْمَانُ بْنُ سَعْدٍ نَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اِذَا اَصَبْتُ اللَّحْمَ انْتَشَرْتُ لِلنِّسَاءِ وَاَخَذَتْنِيْ شَهْوَتِيْ فَحَرَّمْتُ عَلَيَّ اللَّحْمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ مِنْ غَيْرِ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ مُرْسَلًا لَيْسَ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَوَاهُ خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا. (ص۱۳۵، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا

رسول اللہ میں جب گوشت کھاتا ہوں تو عورتوں کے لئے پریشان پھرنے لگتا ہوں۔ اور میری شہوت غالب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا میں نے گوشت کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ......'' (اے ایمان والو ستھری چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے جو چیز حلال ستھری ہو کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ المائدہ: ۸۸) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض راوی اسے عثمان بن سعد کی سند کے علاوہ اور سند سے بھی روایت کرتے ہیں۔ لیکن یہ مرسلاً ہے اور اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔ خالد خداء بھی عکرمہ سے یہی حدیث مرسلاً نقل کرتے ہیں۔''

۳۱۸۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ نَا اِسْرَائِیْلُ نَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِیْ فِی الْبَقَرَةِ یَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ اَلْاٰیَةَ فَدُعِیَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَیْهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِیْ فِی النِّسَاءِ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰی فَدُعِیَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانَ شِفَاءٍ فَنَزَلَتِ الَّتِیْ فِی الْمَائِدَةِ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ اِلٰی قَوْلِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ فَدُعِیَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَیْهِ فَقَالَ اِنْتَهَیْنَا اِنْتَهَیْنَا وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اِسْرَائِیْلَ مُرْسَلًا. (ص۱۳۵، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ تعالیٰ ہمارے لئے شراب کا صاف صاف حکم بیان فرما چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت نازل ہوئی ''یَسْأَلُوْنَكَ عَنِ ......'' (آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہہ دو، ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔ البقرہ: ۲۱۹) پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور یہ آیت سنائی گئی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے شراب کا صاف صاف حکم بیان فرما چنانچہ سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی ''یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ...... الآیۃ'' (اے ایمان والو جس وقت کہ تم نشہ میں ہو نماز کے نزدیک نہ جاؤ یہاں تک کہ تم سمجھ سکو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ النساء: ۴۳) پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور یہ آیت سنائی گئی لیکن انہوں نے پھر کہا اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے شراب کا صاف صاف حکم بیان فرما اور پھر مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی ''اِنَّمَا یُرِیْدُ ......'' (شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے روکے۔ سو اب بھی باز آجاؤ۔ المائدہ: ۹۱) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی تو انہوں نے فرمایا: ہم باز آ گئے ہم باز

آ گئے۔ یہ حدیث اسرائیل سے بھی مرسلاً منقول ہے۔''

۳۱۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا وَكِيعٌ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ مَيْسَرَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَيَانَ شِفَاءٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ. (ص۱۳۵، س۲٤)

ترجمہ: ''محمد بن علاء بھی وکیع سے وہ اسرائیل سے ابواسحٰق سے اور وہ ابومیسرہ سے نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے شراب کا حکم صاف صاف بیان فرما اور پھر اس کی مانند حدیث ذکر کی۔ اور یہ روایت محمد بن یوسف کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔''

۳۱۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَاتَ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ فَلَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالَ رِجَالٌ كَيْفَ بِاَصْحَابِنَا وَقَدْ مَاتُوْا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ اَيْضًا. (ص۱۳۵، س۲۵)

ترجمہ: ''حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتقال ہو چکا تھا۔ جب شراب حرام کی گئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں کا کیا ہوگا وہ لوگ تو شراب پیتے ہوئے مرے تھے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ''لَيْسَ عَلٰی ......'' (جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ کو پرہیزگار ہوئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کئے پھر پرہیزگار ہوئے اور نیکی کی اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ المائدہ: ۹۳) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو شعبہ بھی ابواسحٰق سے وہ براء سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔''

۳۱۸۳ - حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ مَاتَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ فَلَمَّا نَزَلَ تَحْرِيْمُهَا قَالَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِاَصْحَابِنَا الَّذِيْنَ مَاتُوْا وَهُمْ يَشْرَبُوْنَهَا قَالَ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۵، س۲۸)

ترجمہ: ''ابواسحٰق سے روایت ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کئی آدمی اس حالت میں فوت ہوئے کہ وہ شراب پیا کرتے تھے۔ پس جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے دوستوں

کا کیا حال ہوگا راوی کہتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی ''لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ......''۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ رِزْمَةَ عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ الَّذِیْنَ مَاتُوْا وَهُمْ یَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ لَمَّا نَزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ فَنَزَلَتْ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْآ اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۳۵، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب شراب حرام ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ: بتایئے وہ لوگ جو مر گئے اور وہ شراب پیا کرتے تھے ان کا کیا حکم ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی ''لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ......'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۸۵ - حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ وَكِیْعٍ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مِنْهُمْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.
(ص۱۳۵، س۳۳)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ''لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ......'' نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم بھی انہی میں سے ہو۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۸۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْسَعِیْدٍ الْاَشَجُّ نَا مَنْصُوْرُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ كُلِّ عَامٍ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۳۵، س۳۵)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ''وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ ......'' نازل ہوئی (اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لئے حج (بیت اللہ) کرنا (فرض) ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہوں)۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ: کیا ہر سال (حج فرض ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ لوگوں نے پھر کہا یا رسول اللہ کیا ہر

سال (حج فرض ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا......" (اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر وہ ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ المائدہ۔ آیت: ۱۰۱) یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔"

۳۱۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْبَصْرِیُّ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ نَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ مُوْسَی بْنُ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ قَالَ فَنَزَلَتْ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۳٦، س۳)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ: میرا باپ کون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ فلاں ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا ......" (اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر وہ ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ المائدہ آیت: ۱۰۱)۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔"

۳۱۸۸ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اَنَّهٗ قَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْا ظَالِمًا فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْ شَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَرْفُوْعًا وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ. (ص۱۳٦، س۵)

ترجمہ: "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو تم یہ آیت پڑھتے ہو۔ "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ......" (اے ایمان والو تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے۔ تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ المائدہ: آیت ۱۰۵) جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگ ظالم کو ظلم سے نہیں روکیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ کئی راوی اس حدیث کو اسماعیل بن خالد سے اسی کی مانند مرفوعاً نقل کرتے ہیں لیکن بعض حضرات اسماعیل سے وہ قیس سے اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہی کا قول نقل کرتے ہیں۔"

۳۱۸۹ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الطَّالِقَانِیُّ ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا عُقْبَةُ بْنُ اَبِیْ حَكِيْمٍ نَا عَمْرُو بْنُ

جَارِيَةِ اللَّخْمِيُّ عَنْ اَبِى اُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ لَهُ كَيْفَ تَصْنَعُ فِى هٰذِهِ الْاٰيَةِ قَالَ اَيَّةُ اٰيَةٍ قُلْتُ قَوْلُهُ تَعَالٰى يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْهَا خَبِيْرًا سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَ هَوًى مُتَّبَعًا وَ دُنْيَا مُؤْثَرَةً وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِىْ رَاْىٍ بِرَاْيِهٖ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعِ الْعَوَامَّ فَاِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ اَيَّامًا الصَّبْرُ فِيْهِنَّ مِثْلُ الْقَبْضِ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِنَّ مِثْلُ اَجْرِ خَمْسِيْنَ رَجُلاً يَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِكُمْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَزَادَنِىْ غَيْرُ عُتْبَةَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجُلاً مِنَّا اَوْ مِنْهُمْ قَالَ لَا بَلْ اَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجُلاً مِنْكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۳٦، س۹)

ترجمہ: ”حضرت ابوامیہ شعبانی کہتے ہیں کہ میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے متعلق کیا کہتے ہیں فرمایا کہ کون سی آیت۔ میں نے عرض کیا ”یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ......“ فرمایا جان لو کہ آپ نے اس کی تفسیر بڑے علم رکھنے والے سے پوچھی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا: بلکہ نیک اعمال کا حکم دو اور برائی سے منع کرو یہاں تک کہ تم ایسا بخل دیکھو جس کی اطاعت کی جائے۔ خواہشات کی پیروی کی جانے لگے، دنیا کو آخرت پر مقدم کیا جانے لگے اور ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرنے لگے تو تم اپنی فکر کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو اس لئے کہ تمہارے بعد ایسے دن آنے والے ہیں جن میں صبر کرنا اس طرح ہوگا۔ جیسے چنگاری ہاتھ میں لینا۔ اس زمانے میں سنت پر عمل کرنے والے شخص کو تم جیسے پچاس (عمل کرنے والے) آدمیوں کا ثواب دیا جائے گا۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ عتبہ کے علاوہ دوسرے راوی یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ: ہم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر یا ان میں سے پچاس کے برابر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔“

۳۱۹۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِىْ شُعَيْبٍ الْحَرَّانِىُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِىُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِى النَّضْرِ عَنْ بَاذَانَ مَوْلٰى اُمِّ هَانِىٍٔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِىِّ فِىْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ قَالَ بَرِئَ النَّاسُ مِنْهَا غَيْرِىْ وَغَيْرَ عَدِىِّ بْنِ بَدَّاءٍ وَكَانَا نَصْرَانِيَّيْنِ يَخْتَلِفَانِ اِلَى الشَّامِ قَبْلَ الْاِسْلَامِ فَاَتَيَا الشَّامَ لِتِجَارَتِهِمَا وَقَدِمَ عَلَيْهِمَا مَوْلًى لِبَنِىْ سَهْمٍ يُقَالُ لَهُ بُدَيْلُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ بِتِجَارَةٍ وَمَعَهُ جَامٌ مِنْ فِضَّةٍ يُرِيْدُ بِهِ الْمَلِكَ وَهُوَ عُظْمُ تِجَارَتِهٖ فَمَرِضَ فَاَوْصٰى اِلَيْهِمَا وَاَمَرَهُمَا اَنْ يُبَلِّغَا مَا تَرَكَ اَهْلَهُ قَالَ تَمِيْمٌ فَلَمَّا مَاتَ اَخَذْنَا ذٰلِكَ الْجَامَ فَبِعْنَاهُ بِاَلْفِ دِرْهَمٍ

ثُمَّ اقْتَسَمْنَاهُ اَنَا وَعَدِيُّ بْنُ بَدَّاءٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا اِلٰى اَهْلِهٖ دَفَعْنَا اِلَيْهِمْ مَا كَانَ مَعَنَا وَفَقَدُوا الْجَامَ فَسَأَلُوْنَا عَنْهُ فَقُلْنَا مَا تَرَكَ غَيْرَ هٰذَا وَمَا دَفَعَ اِلَيْنَا غَيْرَهٗ قَالَ تَمِيْمٌ فَلَمَّا اَسْلَمْتُ بَعْدَ قُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ تَاَثَّمْتُ مِنْ ذٰلِكَ فَاَتَيْتُ اَهْلَهٗ فَاَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ وَاَدَّيْتُ اِلَيْهِمْ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَاَخْبَرْتُهُمْ اَنَّ عِنْدَ صَاحِبِيْ مِثْلَهَا فَاَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُمُ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ يَجِدُوْا فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَسْتَحْلِفُوْهُ بِمَا يَعْظُمُ بِهٖ عَلٰى اَهْلِ دِيْنِهٖ فَحَلَفَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِلٰى قَوْلِهٖ اَوْ يَخَافُوْا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَحَلَفَا فَنُزِعَتِ الْخَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَدِيِّ بْنِ بَدَّآءٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِصَحِيْحٍ وَاَبُو النَّضْرِ الَّذِيْ رَوٰى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ هٰذَا الْحَدِيْثَ هُوَ عِنْدِيْ مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ يُكْنٰى اَبَا النَّضْرِ وَقَدْ تَرَكَهٗ اَهْلُ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ وَهُوَ صَاحِبُ التَّفْسِيْرِ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ مُحَمَّدُ بْنُ سَائِبِ الْكَلْبِيُّ يُكْنٰى اَبَا النَّضْرِ وَلَا نَعْرِفُ لِسَالِمٍ اَبِى النَّضْرِ الْمَدِيْنِيِّ رِوَايَةً عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ مَوْلٰى اُمِّ هَانِئٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا عَلَى الْاِخْتِصَارِ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۳٦، س۱٤)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ اس آیت ''یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ ...... الآیۃ'' (اے ایمان والو جبکہ تم میں سے کسی کو موت آ پہنچے تو وصیت کے وقت تمہارے درمیان تم میں سے دو معتبر آدمی گواہ ہونے چاہئیں یا تمہارے سوا دو گواہ اور ہوں۔ المائدہ: آیت ۱۰٦) کے متعلق کہتے ہیں کہ اس سے میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ سب لوگ بری ہوگئے۔ یہ دونوں اسلام لانے سے پہلے نصرانی تھے اور شام آتے جاتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ دونوں تجارت کے لئے شام گئے تو بنو سہم مولی بدیل بن ابی مریم ان کے پاس تجارت کی غرض سے آیا۔ اس کے پاس چاندی کا یک جام تھا وہ چاہتا تھا کہ یہ پیالہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کرے وہ اس کے مال میں بڑی چیز تھی۔ پھر وہ بیمار ہوگیا اور اس نے ان دونوں کو وصیت کی اور کہا کہ اس نے جو کچھ چھوڑا اسے اس کے مالکوں تک پہنچا دیں۔ تمیم کہتے ہیں جب وہ مرگیا تو ہم نے وہ پیالہ ایک ہزار درہم میں بیچ ڈالا اور رقم دونوں نے آپس میں تقسیم کر لی۔ ان کے گھر پہنچ کر ہم نے وہ سامان ان کے حوالے کر دیا۔ انہیں پیالہ نہ ملا۔ تو انہوں نے ہم سے اس کے متعلق پوچھا۔ ہم نے جواب دیا کہ اس نے یہی کچھ چھوڑا تھا اور ہمیں ان چیزوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں دی۔ تمیم کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر جب میں اسلام لایا تو میں نے اس گناہ کا ازالہ چاہا اور اس غلام کے مالکوں کے گھر گیا: انہیں ساری بات بتائی اور انہیں پانچ سو درہم دے دیئے نیز یہ بھی بتایا کہ اتنی ہی رقم میرے ساتھی

کے پاس بھی ہے۔ وہ لوگ عدی کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے گواہ طلب کئے جو کہ ان کے پاس نہیں تھے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ عدی سے اس کے دین کی عظیم ترین چیز کی قسم لیں۔ اس نے قسم کھالی اور پھر یہ آیت نازل ہوئیں۔ ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ ......الآیة'' چنانچہ عمرو بن عاص اور ایک شخص کھڑے ہوئے اور گواہی دی کہ پیالہ بدیل کے پاس تھا اور عدی جھوٹا ہے تو عدی بن بداء سے پانچ سو درہم چھین لیئے گئے۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند صحیح نہیں۔ محمد بن اسحٰق سے نقل کرنے والے راوی ابو نضر کا نام محمد بن سائب کلبی ہے۔ اہل علم نے ان سے احادیث نقل کرنا ترک کر دیا ہے۔ یہ صاحب تفسیر ہے۔ میں (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ) نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ محمد بن سائب کی کنیت ابونضر ہے۔ ہم سالم بن ابی نضر کی ام ہانی کے موسیٰ ابو صالح سے منقول کوئی حدیث نہیں جانتے۔ یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس سند کے علاوہ مختصر طور پر منقول ہے۔''

۳۱۹۱ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ نَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَهْمٍ مَعَ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ عَدِيِّ بْنِ بَدَّآءٍ فَمَاتَ السَّهْمِیُّ بِاَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهٖ فَقَدُوْا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا بِالذَّهَبِ فَاَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَجَدُوا الْجَامَ بِمَكَّةَ فَقِيْلَ اِشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ اَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَاِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَهُوَ حَدِيْثُ ابْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ.

(ص۱۳٦، س۲۵)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنوسہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ نکلا اور ایسی جگہ مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا۔ جب وہ دونوں اس کا متروکہ مال لے کر آئے تو اس میں سے سونے کے جڑاؤ والا چاندی کا پیالہ غائب پایا گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے تمیم اور عدی کو قسم دی۔ پھر تھوڑی مدت بعد وہ پیالہ مکہ میں پایا گیا اور ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے عدی اور تمیم سے خریدا ہے۔ پھر بدیل سہمی کے وارثوں میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور قسم کھا کر کہا کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور یہ کہ جام (پیالہ) ان کے آدمی کا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے متعلق نازل ہوئی۔ ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ ......الآیة'' یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابن ابی زائدہ کی حدیث ہے۔''

۳۱۹۲ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ الْبَصْرِيُّ نَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَلَحْمًا وَاُمِرُوْا اَنْ لَا يَخُوْنُوْا وَلَا يَدَّخِرُوا لِغَدٍ فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا وَرَفَعُوْا لِغَدٍ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ هٰذَا حَدِيْثٌ رَوَاهُ اَبُوْ عَاصِمٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ عَمَّارٍ مَوْقُوْفًا وَلَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزْعَةَ. (ص١٣٦، س٢٩)

ترجمہ: ''حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان سے ایسا دسترخوان نازل کیا گیا جس میں روٹی اور گوشت تھا پھر انہیں حکم دیا گیا کہ اس میں خیانت نہ کریں اور کل کے لئے نہ رکھیں لیکن ان لوگوں نے خیانت بھی کی اور دوسرے دن کے لئے جمع بھی کیا۔ چنانچہ ان کے چہرے مسخ کر کے بندروں اور خنزیروں کی صورتیں بنا دی گئیں۔ اس حدیث کو ابو عاصم اور کئی راوی سعید بن ابی عروبہ سے وہ قتادہ سے وہ خلاس سے اور وہ عمار سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو حسن بن قزعہ کی سند کے علاوہ نہیں جانتے۔''

٣١٩٣ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ نَا سُفْيَانُ ابْنُ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزْعَةَ وَلَا نَعْلَمُ لِلْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ اَصْلًا. (ص١٣٧، س٢)

ترجمہ: ''حمید بن مسعدہ بھی یہ حدیث سفیان بن حبیب سے اور وہ سعید بن ابی عروبہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہ مرفوع نہیں۔ ہم مرفوع حدیث کی کوئی اصل نہیں جانتے اور یہ حسن بن قزعہ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔''

٣١٩٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ يُلَقَّى عِيْسٰى حُجَّتَهُ فَلَقَّاهُ اللّٰهُ فِىْ قَوْلِهٖ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَاُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقَّاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِىْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِىْ بِحَقٍّ الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٣٧، س٤)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو (قیامت کے دن) ان کی دلیل سکھائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قول میں اسی کی تعلیم دی ہے کہ ''وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ......'' (اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا (معبود) بنا لو)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کا جواب اس طرح سکھایا ''سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ ......الآية'' وہ عرض کرے گا (تو پاک ہے، مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں کہ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھے ضرور معلوم ہوگا۔ جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں وہ میں نہیں جانتا۔ بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔ المائدہ: آیت ١١٦)۔''

۳۱۹۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ حُيَيٍّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ وَالْفَتْحِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ اُنْزِلَتْ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ. (ص۱۳۷، س۶)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آخر میں نازل ہونے والی سورتیں، سورۂ مائدہ اور سورۂ فتح ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آخری نازل ہونے والی سورت سورۂ نصر ''اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ'' ہے۔''

تشریح

یہ سورت مدنی ہے اس سورت کو مائدہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں مائدہ کا ذکر ہے اور اس میں ۱۲۳ آیات ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۶۲۵ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۲۴۲۲ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ: (ص۱۳٤، س۲۷)

رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ: (ص۱۳٤، س۲۸) رجل سے مراد کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بعد میں مسلمان ہو گئے۔ (۱)

یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر ۹ ذی الحج ۱۰ھ بمطابق ۱۵ مارچ ۶۳۵ھ عرفہ کے مبارک دن عصر کے وقت جبل رحمت کے دامن میں نازل ہوئی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳٤، س۳۰)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ: (ص۱۳٤، س۳۰) (آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا۔) اللہ تعالیٰ نے ہر دور کی ضروریات اور اس کے تقاضوں کے مطابق دین کو اتارا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دین اور شریعت نازل کی گئی اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو تکمیل دین کا اعزاز عطاء ہوا ہے (۲) تکمیل دین کا مطلب یہ ہے کہ اب اس دین میں کسی قسم کی کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہوگی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب قیامت تک کسی نبی اور رسول کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا: (ص۱۳٤، س۳۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی گذارنے کے جتنے بھی اصول اور طریقے ہیں ان میں اب قابل قبول صرف طریقہ دین اسلام ہے اسی میں دنیا و آخرت کی تمام کامیابیوں کی ضمانت ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ

مَلْاٰی، سَحَّاءُ: (ص۱۳٤، س۳٤) ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد انتہائی سخاوت ہے۔ (۳)

وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ: (ص۱۳٤، س۳٤) یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے ابھی پیدا نہیں فرمایا تھا جیسے کہ ایک دوسری روایت میں آتا ہے ''كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَیْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ

السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ."

اَلْمِیْزَانُ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ: (ص۱۳٤، س۳۵) علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان انصاف اور عدل فرماتے ہیں۔

یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ: (ص۱۳٤، س۳۵) اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت اور تنگی پیدا فرماتے ہیں۔ اس بات پر یقین رکھنا ضروری ہے۔(٤)

﴿وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ يَدُ ٱللَّهِ مَغْلُولَةٌ﴾(٥) (ص۱۳٤، س۳۵) (اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔) مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ جملہ فخاص بن عازوراء یہودی نے کہا تھا مگر اس کے اس جملے پر تمام یہودیوں نے خاموشی اختیار کی اور اس کو اس کہنے سے نہیں روکا اس لیے اس بات کو تمام یہودیوں کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ جواب دیا کہ ان یہودیوں کے ہی ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کہ مال ہونے کے باوجود یہ خرچ نہیں کرتے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... يُحْرَسُ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ: (ص۱۳۵، س۲)

﴿وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ﴾(٦) (ص۱۳۵، س۳) (اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا۔)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سنائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے قتل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائیں گے دشمنوں کی دھمکیوں سے پریشان ہونے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت نہیں ہے اس وجہ سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی اور چہرے وغیرہ کا زخمی ہونا ہے یہ اس کے منافی نہیں کیونکہ آیت میں قتل کی نفی ہے۔(٧)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ: (ص۱۳۵، س۵) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طرح نقل کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: (ص۱۳۵، س۵)

فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ: (ص۱۳۵، س۷) جس طرح نافرمانوں کے دل کالے تھے اسی طرح فرمانبرداروں کے دلوں کو بھی کر دیا۔(٨)

عَلٰى لِسَانِ دَاؤُدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ: (ص۱۳۵، س۷) بنی اسرائیل جب حد سے تجاوز کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے زبور اور انجیل میں ان پر لعنت فرمائی حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی زبانی حضرت داؤد علیہ السلام سے جن لوگوں پر لعنت کروائی گئی وہ ایلہ کے لوگ تھے جو ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار کرتے تھے ان کو اس سے منع بھی کیا گیا تھا مگر وہ رکنے کے بجائے مختلف حیلوں بہانوں سے شکار کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت اصحاب مائدہ پر کی گئی تھی جب ان پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے خوان (دستر خوان) اتارا اور ان کو حکم دیا کہ اس میں سے کچھ بچا کر نہ رکھیں مگر ان لوگوں نے اس میں سے بچا کر رکھا تو ان پر لعنت کی گئی، ان لوگوں کی تعداد پانچ ہزار بتائی جاتی ہے۔ (۹)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

اَنْ یَکُوْنَ اَکِیْلَہٗ وَشَرِیْبَہٗ: (ص۱۳۵، س۱۲) ابوداؤد میں یہ روایت زیادہ وضاحت سے آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"إِنَّ اَوَّلَ مَادَخَلَ النَّقْصَ عَلٰی بَنِی اِسْرَائِیْلَ کَانَ الرَّجُلُ یَلْقٰی الرَّجُلَ فَیَقُوْلُ یَا ھٰذَا اِتَّقِ اللّٰہَ وَدَعْ مَاتَصْنَع فَإِنَّہٗ لَا یَحِلُّ لَکَ ثُم یَلْقَاہُ مِنَ الغَدِ فَلَا یَمْنَعُہٗ ذٰلِك أَنْ یَکُوْنَ اَکِیْلَہٗ وَ شَرِیْبَہٗ وَقَعِیْدَہٗ."

حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: (ص۱۳۵، س۱۶)

﴿یَـٰٓأَیُّهَا ٱلَّذِینَ ءَامَنُوا۟ لَا تُحَرِّمُوا۟ طَیِّبَـٰتِ﴾ (۱۰) (ص۱۳۵، س۱۸) (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو۔)

لَا تُحَرِّمُوْا: (ص۱۳۵، س۱۸) حرمت سے ہے یعنی حرام سمجھنا یعنی جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اس کو اپنے اوپر حرام مت کرو۔

مفسرین نے حلال کو حرام قرار دینے کی کئی صورتیں بیان کی ہیں مثلاً:

❶ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اس کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھا جائے اس کا حکم یہ ہے کہ اس صورت میں یہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

❷ نذر مان کر کسی چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دیا جائے کہ میں فلاں حلال چیز کو نہیں کھاؤں گا یا میں فلاں حلال چیز کو اپنے اوپر حرام سمجھتا ہوں اس کا حکم یہ ہے کہ یہ بھی گناہ گار ہے کیونکہ نعوذ باللہ ایسا شخص اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ شریعت کو فلاں فلاں اشیاء کو حرام کرنا چاہیے تھا مگر نہیں کیا میں نے کرلیا۔

❸ کسی حلال چیز کو حرام قرار دینا کسی عذر کی وجہ سے کہ میں اس عذر کی وجہ سے اس حلال چیز سے اجتناب کروں گا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ حلال چیز کو حلال ہی سمجھے چند روز عذر کی وجہ سے اجتناب کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا یُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِینَ ﴿٨٧﴾﴾ (۱۱) (ص۱۳۵، س۱۸) (بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔) اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے آگے اور تجاوز کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے کہ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال سمجھ لیا جائے یا حرام قرار دیا جائے حلال اور حرام کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے کسی اور کو اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ (۱۲)

﴿ وَكُلُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ ﴾[۱۳] (ص۱۳۵، س۱۸) (اور اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ۔) اس آیت میں بتایا جارہا ہے کہ شریعت کے مطابق اشیاء کا استعمال پرہیزگاری اور تقوی کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس کے عین موافق ہے جس طرح شریعت نے حکم دیا ہے اس کے موافق استعمال کرنا ہی شریعت ہے۔[۱۴]

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: (ص۱۳۵، س۲۰)

شراب چونکہ عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اس لیے شریعت نے آہستہ آہستہ اس کو حرام فرمایا تاکہ لوگوں کے دل میں شراب کی خوب نفرت پیدا ہو جائے آخری آیت ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ ﴾[۱۵] (ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر سب گندی باتیں ہیں۔" نازل ہوئی اس میں سات الفاظ سے شراب کی قباحت اور حرام ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

① رِجْسٌ ② مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ③ فَاجْتَنِبُوهُ ④ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُون ⑤ يُرِيْدُ الشَّيطٰنُ أَنْ يُوْقِعَ ⑥ وَيُصدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ⑦ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُون۔[۱۶]

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَن يُوقِعَ ﴾[۱۷] (ص۱۳۵، س۲۳) (شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرادے۔)

اس آیت میں شراب اور جوئے کے نقصان کو بیان کیا جارہا ہے:

شراب اور جوئے کے بارے میں پہلا نقصان یہ بیان کیا جارہا ہے کہ اس کے ذریعے سے شیطان تمہارے اندر بغض اور دشمنی ڈالتا ہے کیونکہ شراب پینے کے بعد آدمی کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور پھر وہ بے ہودہ اور غلط جملوں کا استعمال کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپس میں بغض اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے بلکہ کبھی لڑائی اور اس سے بھی زیادہ قتل و غارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ شراب پینے کی وجہ سے دوستوں اور بھائیوں میں بغض اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔[۱۸]

اسی طرح جوئے میں بسا اوقات آدمی اپنا سارا مال ہار جاتا ہے اور بالکل تنگدست ہو جاتا ہے ساری زندگی کا کمایا ہوا مال جب یہ دوسرے کے پاس جاتا ہوا دیکھتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے دل میں اس کے بارے میں نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔[۱۹]

﴿ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ ﴾[۲۰] (اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے) شراب اور جوئے میں مبتلا آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز وغیرہ سے غافل ہو جاتے ہیں شرابی کو تو نماز کا خیال ہی نہیں آتا اگر آ بھی جائے تو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے جوا کھیلنے والا بھی جوئے میں اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ اس کو کسی بھی چیز کا ہوش نہیں رہتا نہ کھانے پینے کا اور نہ ہی نماز روزہ کا۔[۲۱]

﴿ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴿٩١﴾ ﴾[۲۲] (سو اب بھی باز آجاؤ۔) سوالیہ انداز میں آدمی کو شراب جوئے اور دوسری حرام چیزوں

سے باز رہنے پر ابھارا جارہا ہے کہ اتنے مضر و مفاسد والی چیزوں کے نقصانات کو سن کر اب بھی کیا تم باز نہیں آؤ گے؟

احادیث میں آتا ہے صحابہ کرام نے اس آیت کو سن کر اپنے شراب کے ذخیرے کو بہا دیا مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول تو امام ترمذی نے خود نقل کیا ہے کہ وہ "فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ" کو سن کر "اِنْتَهَيْنا اِنْتَهَيْنا" زور زور سے کہنے لگے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعُلَاءِ: (ص۱۳۵، س۲٤)

وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ: (ص۱۳۵، س۲۵) پہلی روایت میں محمد بن یوسف تھے اور اس روایت میں وکیع ہے محدثین کی رائے یہ ہے کہ وکیع زیادہ احفظ ہے محمد بن یوسف سے۔ [۲۳]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۵، س۲۵)

﴿ لَيْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا ﴾ [۲٤] (ص۱۳۵، س۲۷) (ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہیں۔)

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کو اختیار کرتے رہے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے اگرچہ انہوں نے منسوخ ہونے سے پہلے حرام اشیاء کا استعمال کیا ہو کیونکہ وہ چیز اس سے پہلے حرام نہیں تھی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۵، س۳۱)

﴿إِذَا مَا ٱتَّقَوا وَّءَامَنُوا ﴾ [۲۵] (ص۱۳۵، س۳۳) (جب کہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں) اس آیت میں تقوی کا تین مرتبہ استعمال ہوا ہے اس کی مندرجہ ذیل وجوہ مفسرین نے بیان کی ہیں:

1. پہلی مرتبہ تقوی سے مراد کفر سے بچنا ہے دوسری مرتبہ تقوی سے مراد کبیرہ گناہوں سے بچنا ہے اور تیسری مرتبہ تقوی سے مراد صغیرہ گناہوں سے بچنا ہے۔
2. پہلی مرتبہ تقوی سے مراد تقوی کا ابتدائی درجہ دوسری مرتبہ تقوی سے مراد اس پر دوام و ثابت قدمی اور تیسری مرتبہ تقوی سے مراد مخلوق خدا پر زیادتی سے بچنا اور ان پر احسان کرنا ہے۔
3. اس تکرار سے مراد تقوی کی اہمیت اور اس پر ابھارنا ہے۔

﴿إِذَا مَا ٱتَّقَوا وَّءَامَنُوا وَعَمِلُوا ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ ﴾ [۲٦] (ص۱۳۵، س۳۳) (جبکہ وہ لوگ تقوی رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں۔) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شراب کی حرمت کے حکم سے پہلے حرام چیزوں سے بچتے تھے۔

﴿ثُمَّ اتَّقَوْا وَّآمَنُوْا﴾ [۲۷] اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے کے بعد ایمان بھی رکھتے ہیں

اور دیگر حرام چیزوں کے ساتھ ساتھ شراب بھی چھوڑ چکے ہیں۔

﴿ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا﴾ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان و پرہیز گاری کے ساتھ حقیقت ایمان کے ساتھ بھی متصف ہوتے ہیں۔

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک کردار لوگوں اور احسان سے متصف بندوں سے محبت فرماتے ہیں۔

نیز اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ صحابہ جو ایمان وتقوی اور احسان کے اعلیٰ مراتب حاصل کر کے دنیا سے جا چکے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں ان کے بارے میں لوگوں کو کسی قسم کا وہم نہیں ہونا چاہیے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ نَا مَنْصُوْرُ: (ص۱۳۵، س۳۵)

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ ﴾[۲۸] (ص۱۳۶، س۲) (اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم پر ناگوار ہوں۔)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس چیزوں کو شریعت نے حلال یا حرام قرار دے دیا ہے اس پر عمل کرو اور جس کے بارے میں آپ ﷺ خاموشی اختیار کر لیں تو اس میں بلاوجہ سوالات نہ کرو ممکن ہے یہ تمہارے لیے جواب میں کوئی ایسی بات بیان کر دی جائے جو تمہیں ناگوار گذرے۔[۲۹]

ایک روایت میں آتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے چھوڑ دو ان احکام کے بارے میں جنہیں میں نے چھوڑ دیا ہے پس تم سے پہلے والے لوگ اپنے کثرت سوال اور اپنے انبیائے کرام سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔[۳۰]

﴿وَاِنْ تَسْئَلُوْا حِيْنَ﴾ نزول وحی کے زمانے میں اگر تم سوالات کروں گے تو ممکن ہے کہ تمہارے اوپر ایسی باتیں ظاہر کر دی جائیں جو تم کو ناگوار ہوں اور جس پر عمل کرنا تمہارے لیے مشقت کا باعث ہو اور احکامات کے نازل ہونے کے بعد اگر عمل میں سستی ہو گی تو اس پر مواخذہ ہوگا۔[۳۱]

زمانہ نزول وحی کے بعد علمائے کرام سے سوالات کرنا اس ممانعت میں داخل نہیں ہے کیونکہ اب یہ نہیں ہے کہ کوئی سخت حکم نازل ہو جائے گا البتہ بلاضرورت سوالات گھڑنا، علماء کے امتحان کے لیے سوالات کرنا مذموم ہے ایسے شخص کے لیے خطرہ ہے کہ وہ نیک اعمال کی توفیق سے محروم نہ ہو جائے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ: (ص۱۳۶، س۵)

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم ﴾[۳۲] (ص۱۳۶، س۶) (اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس میں تمہارا نقصان نہیں۔)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے کہ تم اپنی جانوں کی فکر کرو کہ شریعت نے جو ذمہ

داری تم پر ڈالی ہے اس کو پورا کرتے رہو اس کی وجہ سے تم ہدایت یافتہ کہلاؤ گے اس ہدایت کے ملنے کے بعد پھر تم کو کسی کی گمراہی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾ (۳۳) (ص۱۳۶، س۶) (اپنی فکر کرو) اس جملے میں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ جہاں آدمی کے ذمہ خود شریعت کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی بھلائی پر لانے کی کوشش کرنا، برائی سے بچانا ضروری ہے جب یہ دونوں کام کرو گے تو پھر ''اِذَا اهْتَدَيْتُمْ'' تم ہدایت یافتہ کہلانے کے مستحق ہو گے۔

﴿لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ﴾ (۳۴) (ص۱۳۶، س۱۰) (تم کو نقصان نہیں دے گا جو گمراہ ہوا۔) یہ جملہ مسلمانوں کے لیے ایسی تسلی کا باعث ہے جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ﴾ کا جملہ ہے ان دونوں آیتوں کا مقصد تبلیغ کرنے کا حکم دینا ہے۔

اسی وجہ سے ایک موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾ (۳۵) والی آیت تم پڑھتے ہو اور تمہارے ذہنوں میں یہ غلط مفہوم نہ آئے کہ (اب تبلیغ کی ضرورت باقی نہیں رہی) حالاں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جس وقت برائی کو دیکھیں اور اس کو درست نہ کریں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کر دیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ ہر ایک پر لازم ہے کہ دوسروں کی بھی فکر کرے۔

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَعْقُوْبَ: (ص۱۳۶، س۹)

إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا: (سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے) اس جملے میں نیک اعمال کرنے والوں کے لیے وعدہ ہے کہ تمہیں ہدایت پر قائم رہنے کا بدلہ قیامت کے دن ملے گا اور فاسق لوگوں کو بھی اس آیت میں وعید ہے کہ ان کو ان کی گمراہی کی سزا و عذاب ملے گا۔ (۳۶)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَحْمَدُ: (ص۱۳۶، س۱۴)

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ﴾ (۳۷) (ص۱۳۶، س۱۵) (اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخص کا گواہ ہونا مناسب ہے جب تم میں کسی کو موت آنے لگے۔)

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ شَهَٰدَةُ﴾ (۳۸) مسلمانوں کو خطاب ہے کہ جب آدمی کی موت کا وقت آئے اور وہ کوئی وصیت کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ وصیت کرنے کے بعد دو مسلمان عادل کو گواہ بنا لیں علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت گواہ بنا لینا مستحب ہو گا واجب اور فرض نہیں۔ (۳۹)

﴿أَوْ ءَاخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ (۴۰) اگر کوئی مسلمان اپنی وصیت پر کسی مسلمان کو گواہ نہ بنا سکے تو وہ کسی کافر کو ہی گواہ بنا لے۔

﴿تَحۡبِسُونَهُمَا مِنۢ بَعۡدِ ٱلصَّلَوٰةِ﴾ (۴۱) (اگر کوئی شبہ ہو تو ان دونوں کو نماز کے بعد روک لو۔)

﴿مِنۢ بَعۡدِ ٱلصَّلَوٰةِ﴾ (۴۲) اس سے مراد عصر کی نماز ہے کیوں کہ عصر کی نماز میں لوگوں کے اجتماع کے ساتھ ساتھ فرشتوں کا بھی اجتماع ہوتا ہے۔

بعض مفسرین نے نماز کو عام رکھا ہے بہر حال نماز کے بعد قسم لینے میں حکمت یہ ہے کہ ایک طرف مسجد ہے اور دوسری طرف لوگوں کا مجمع تو ایسے وقت میں آدمی عموماً جھوٹ بولنے سے احتراز کرتا ہے۔

اگر گواہ غیر مسلم ہوں تو ان سے ایسے وقت میں قسم لی جائے جو وقت ان کی عبادت کا ہو اور جس وقت کا وہ احترام کرتے ہوں۔ (۴۳)

﴿إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ لَا نَشۡتَرِي بِهِۦ﴾ (۴۴) (اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو نماز کے بعد رک لو پھر دونوں اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں کہ ہم اس قسم کے عوض کو نفع میں نہیں چاہتے۔) اگر ورثا کو مرنے والے کی وصیت کے گواہوں کے بارے میں خیانت کا شبہ ہو اور وہ اس سے انکار کریں جیسے کہ یہاں اس واقعہ میں ہوا تو ایسی صورت میں قاضی کو حکم ہے کہ وہ ان گواہوں سے اس بات پر مجمع عام میں قسم لے جس میں وہ اقرار کریں کہ انہوں نے خیانت نہیں کی وہ اس طرح قسم کھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے اس وصیت میں کوئی خیانت نہیں کی اور ہم جو قسم اٹھا رہے ہیں اس کے بدلے میں مرنے والے کے مال میں سے بطور اجرت کسی قسم کا مال نہیں چاہیے اور ہم گواہی کو چھپا بھی نہیں رہے اگر ہم ایسا کریں تو ہم گناہ گار ہوں گے۔

﴿فَإِنۡ عُثِرَ عَلَىٰٓ أَنَّهُمَا﴾ (۴۵)

شان نزول: کچھ عرصہ کے بعد حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کا وہ چاندی کا پیالہ مکہ مکرمہ میں کسی کے پاس ملا تو ان سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ پیالہ انہوں نے تمیم اور عدی سے خریدا تھا اس پر حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کے خاندان والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر گواہ گناہ کے مرتکب ہوں اور انہوں نے مال میں خیانت کی ہو اور پھر جھوٹی قسمیں کھا کر بچ بھی جائیں تو ان کے جھوٹ کا پردہ چاک کرنے کی غرض سے میت کے ورثا میں سے وہ قریبی وارث قسم کھانے کے لیے کھڑے ہوں اور نماز کے بعد مجمع عام میں قسم کھا کر کہیں کہ انہوں نے میت کے مال کے سلسلے میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے اور جھوٹی قسم کھائی ہے ہماری یہ گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے۔ (۴۶)

﴿وَمَا ٱعۡتَدَيۡنَآ﴾ (۴۷) (اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا۔) میت کے قریبی ورثا یہ بھی گواہی دیں گے کہ ہم اس گواہی اور قسم کے ذریعہ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں کر رہے ہیں اس کا ہمارے پاس ثبوت ہے اگر بغیر ثبوت کے ہم یہ بات کہیں تو ہم ظالم اور زیادتی کرنے والے ہوں گے۔ (۴۸)

روایات میں آتا ہے کہ عصر کی نماز کے بعد حضرت بدیل رضی اللہ عنہ کے رشتہ داروں نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ عدی اور تمیم، خائن ہیں ہماری گواہی زیادہ معتبر ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالہ کی قیمت تمیم اور عدی سے لے کر حضرت بدیل رضی اللہ عنہ

کے وارثوں کو دے دی۔

﴿ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يَأْتُوا۟ ﴾ (۴۹) اس آیت میں وصیتوں کی خیانت کی صورت میں میت کے رشتہ داروں سے گواہی لینے کی حکمت بیان فرمائی جارہی ہے اس وجہ سے یہ گواہی رکھی گئی ہے کہ جب ان گواہوں کو یہ خوف ہوگا کہ اگر تم نے غلط گواہی دی تو بعد میں میت کے قریبی رشتے دار اپنی گواہی کے ذریعے اس خیانت کو ظاہر کر دیں گے تو وہ ہر ممکن سچی گواہی دیں گے کہ دنیا میں ان کو ذلت اور رسوائی ہوگی۔ (۵۰)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ: (ص۱۳۶، س۲۹)

دسترخوان میں کیا تھا۔ اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: (ص۱۳۶، س۴)

﴿وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ﴾ (۵۱) (ص۱۳۶، س۴) (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم۔)

دُوْنِ اللّٰهِ: (ص۱۳۶، س۵) (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دوسروں کی عبادت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں عبادت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے منافی اور اس کے خلاف ہے۔ (۵۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کیوں سوال کریں گے؟

علماء فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ قوم نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو معبود بنالیا تھا تو ان لوگوں پر زجر وتوبیخ کے لیے اللہ تعالیٰ سوال کریں گے ظاہر ہے کہ یہ بات تو بالکل ہی غلط ہے صرف ان لوگوں پر تنبیہ اور سرزنش کے لیے ایسا کیا جائے گا۔

﴿قَالَ سُبْحَـٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ ﴾ (۵۳) (ص۱۳۶، س۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے جواب میں مختلف عنوانات سے اس بات کی براءت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا نبوت لوگوں کو ہدایت دلانے کے لیے دی جاتی ہے نہ کہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میری کیا مجال ہے کہ میں لوگوں کو شرک کی تعلیم دوں۔ (۵۴)

﴿إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى ﴾ (۵۵) (اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا کیونکہ آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے نفس میں جو کچھ ہے اس کو (نہیں جانتا۔)

سوال: اللہ تعالیٰ تو دل سے پاک ہیں؟

جواب: مشابہت مشاکلت کے لیے استعمال کر دیا گیا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نفس کا استعمال کیا گیا تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے نفس کا استعمال کر دیا گیا ورنہ اللہ تعالیٰ تو دل سے پاک ہیں۔

یہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ اگر بالفرض میں نے ایسی بات کہی بھی ہوتی تو وہ بات آپ کے علم میں ضرور ہوتی کیوں کہ آپ علیم وخبیر ہیں جب آپ کے علم میں ایسی بات نہیں تو ظاہر ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ (۵۶)

﴿إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾﴾ (۵۷) (تمام غیبوں کا جاننے والے آپ ہی ہیں۔) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی صفت علام الغیوب کو بیان کررہے ہیں نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی صفائی از خود پیش کرنے کے بجائے تمام معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالے کردیا یہ تواضع کا اعلیٰ مقام ہے۔ (۵۸)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: (ص۱۳۷، س۶)

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾﴾ (۵۹) (ص۱۳۷، س۸) مفسرین فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سورت فتح کا نزول سورت مائدہ کے بعد ہوا ہے۔

تخریج حدیث:

۳۱۷۳ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ [المائدة: ۳]، حديث (٤٦٠٦)، وتقدم في كتاب المغازي: باب حجة الوداع، حديث (٤٤٠٧)، ومسلم: كتاب التفسير: باب حديث (۳، ٣٠١٧/٤)، والنسائي: كتاب مناسك الحج باب: ما ذكر من يوم عرفة، حديث (۳۰۰۲)، (١١٤/٨): كتاب الإيمان وشرائعه: باب: زيادة الإيمان، حديث (٥٠١٢)، وأحمد (٢٨/١)، والحميدي (١٩/١) حديث (٣١)، وابن حميد ص (٤٠) حديث (٣٠).

٣١٧٤ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (١٨٥/٥)، حديث (٦٢٩٦).

٣١٧٥ - أخرجه مسلم: كتاب الزكاة: باب: الحث على النفقة وتبشير المنفعة بالخلفة، حديث (٩٩٣/٣٦)، وابن ماجه: كتاب المقدمة: باب: فيما أنكرته الجهمية، حديث (١٩٧).

٣١٧٦ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٤٤٥/١١)، حديث (١٦٢١٥).

٣١٧٧ - أخرجه أبوداود: كتاب الملاحم: باب: الأمر والنهي، حديث (٤٣٣٦) وابن ماجه (١٣٢٧/٢): كتاب الفتن: باب: الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، حديث (٤٠٠٦).

٣١٧٨ - هذا مرسل وقد ذكره المصنف موصولاً عقبة وأبو عبيدة لم يسمع من أبيه كما قرر ذلك المصنف مراراً.

٣١٧٩ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (١٥٠/٥)، حديث (٦١٥٣).

٣١٨٠ - أخرجه أبوداود: كتاب الأشربة: باب: في تحريم الخمر، حديث (٣٦٧٠)، والنسائي: كتاب الأشربة: باب: تحريم الخمر، حديث (٥٥٤٠)، وأحمد (٥٣/١).

٣١٨١ - تقدم تخريجه.

٣١٨٢ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٥٦/٢)، حديث (١٨٨٣).

٣١٨٣ - انظر السابق.

٣١٨٤ - أخرجه أحمد (٢٣٤/١، ٢٧٢، ٢٩٥، ٣٠٤).

٣١٨٥ - أخرجه مسلم: كتاب الفضائل: باب: من فضائل عبدالله بن مسعود وأمه رضي الله عنهما، حديث (٢٤٥٩/١٠٩).

٣١٨٦ - تقدم تخريجه.

٣١٨٧ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدة: ١٠١]، حديث (٤٦٢١)، ومسلم: كتاب الفضائل: باب: توقيره ﷺ وترك إكثار سؤاله عما لا ضرورة إليه، حديث (٢٣٥٩/١٣٥)، والدارمي (٣٠٦/٢): كتاب الرقاق: باب: لو تعلمون ما أعلم، وأحمد (٢٠٦/٣، ٢١٠، ٢٦٨).

٣١٨٨ - تقدم تخريجه.

٣١٨٩ - أخرجه أبوداود: كتاب الملاحم: باب: من الأمر والنهي، حديث (٤٣٤١)، وابن ماجه: كتاب الفتن: باب: قوله تعالىٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥]، حديث (٤٠١٤).

٣١٩٠ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (١١٧/٢)، حديث (٢٠٥٥).

٣١٩١ - أخرجه البخاري: كتاب الوصايا: باب: قول الله عزوجل ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ﴾ [المائدة: ١٠٦]، حديث (٢٧٨٠)، وأبوداود: كتاب الأقضية: باب: شهادة أهل الذمة ومن الوصية من السفر، حديث (٣٦٠٥).

٣١٩٢ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٤٧٤/٧)، حديث (١٠٣٤٨).

٣١٩٣ - تقدم تخريجه.

٣١٩٤ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (١٢٢/١٠)، حديث (١٣٥٣١).

٣١٩٥ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٣٥٣/٦)، حديث (٨٨٦٢).

---

(١) بخارى كتاب التفسير طبرانى فى الاوسط (٢) تفسير معالم العرقان: ٦١/٦ (٣) فتح البارى: ٤٠٦/١٣ (٤) عمدة القارى: ٢٩٤/٢٠ (٥) سورة مائدة آيت: ٦٤ (٦) سورت مائده آيت: ٦٧ (٧) تفسير مظهرى: ٣٥٨/٣، معارف القرآن كاندهلوى: ٥٥٢/٢ تحفة الاحوذى: ٤٠٤/١٠ (٨) مرقاة: ٨٨٠/٨ (٩) تفسير بيضاوى: ١٣٩/٢، تفسير مظهرى: ٣٩١/٣ وغيره (١٠) سورت مائده آيت: ٨٧ (١١) سورة المائدة آيت: ٨٧ (١٢) تفسير مظهرى: ٩/٤ (١٣) سورة المائدة آيت٨٨ (١٤) معارف القرآن كاندهلوى: ٥٧٧/٢، انوارالبيان: ١٦٩/٢ (١٥) سورت مائده آيت: ٩٠ (١٦) طيبى شرح مشكوة (١٧) سورت مائده آيت: ٩١ (١٨) تفسير قرطبى: ٢٧٢/٦ (١٩) معالم التنزيل: ٦٢/٢، معارف القرآن كاندهلوى: ٥٨٢/٢، تفسير ماجدى: ٩٦٥/١ (٢٠) سورة مائدة آيت: ٩١ (٢١) تفسير معارف القرآن: ٢٢٨/٣، تفسير روح معانى: ٣٧٧/٢ (٢٢) سورة مائدة آيت: ٩١ (٢٣) تحفة الاحوذى: ٤٠٩/٨ (٢٤) سورت مائده آيت: ٩٣ (٢٥) سورة مائدة آيت: ٩٣ (٢٦) سورة مائدة آيت: ٩٣ (٢٧) سورت مائده آيت: ٩٣ (٢٨) سورت مائده آيت: ١٠١ (٢٩) تفسير ابوسعود: ٥٥١/٢، معارف القرآن كاندهلوى: ٥٩٣/٢، تفسير عثمانى: ٤٠٣/١ (٣٠) ابن ماجه: ص٢ (٣١) تفسير مظهرى: ٤٦/٤، تفسير ماجدى: ٩٧٧/١، تفسير ابوسعود: ٥٥٣/٢، تفسير معالم العرقان: ٤٢٩/٦ (٣٢) سورت مائده آيت: ١٠٥ (٣٣) سورة مائدة آيت:١٠٥ (٣٤)سورة مائدة آيت: ١٠٥ (٣٥) سورة مائدة آيت:١٠٥ (٣٦) روح المعانى: ٤٦/٤ (٣٧) سورت مائده آيت: ١٠٦ (٣٨) سورة مائدة آيت: ١٠٦ (٣٩) تفسير ماجدى: ٩٨١/١ (٤٠) سورة مائدة آيت: ١٠٦ (٤١) سورة مائدة آيت: ١٠٦ (٤٢) سورة مائدة آيت: ١٠٦ (٤٣) تفسير كشف الرحمن، تفسير بيضاوى: ١٤٧/٢، تفسير مظهرى: ٥٢/٤ (٤٤) سورة مائدة آيت: ١٠٦ (٤٥) سورة مائدة آيت: ١٠٧ (٤٦) معالم التنزيل: ٧٥/٢ (٤٧) سورة مائدة آيت: ١٠٧ (٤٨) تفسير ابومسعود: ٥٤٦/٢ (٤٩) سورة مائدة آيت: ١٠٨ (٥٠) تفسير كشف الرحمن: ١٠٢٩/٢ (٥١) سورت مائده آيت: ١١٦ (٥٢) تفسير مظهرى: ٦٣/٤ (٥٣) سورت مائده آيت: ١١٦ (٥٤) معالم التنزيل: ٨٠/٢، قرطبى: ٣٤٦/٦، تفسير عثمانى: ٣٩٠/١، معارف القرآن كاندهلوى: ٦١٤/٢ (٥٥) سورة المائدة آيت: ١١٦ (٥٦) تفسير معالم التنزيل: ٨٠/٢، قرطبى: ٣٤٧/٦، ماجدى: ٩٩٤/١ (٥٧) سورة المائدة آيت: ١١٦ (٥٨) بحر محيط: ٨٠/٤، معالم العرقان: ٥٠٤/٦ (٥٩) سورة النصر آيت: ١

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ

یہ باب ہے سورۂ انعام کی تفسیر کے بیان میں

٣١٩٦ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ. (ص١٣٧، س٨)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ ......الآیۃ'' (سو وہ تجھے نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ الانعام آیت: ٣٣)۔''

٣١٩٧ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ وَهٰذَا اَصَحُّ. (ص١٣٧، س١٠)

ترجمہ: ''اسحق بن منصور بھی عبدالرحمٰن بن مہدی سے وہ سفیان سے وہ ابواسحق سے اور وہ ناجیہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ابوجہل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور اسی کی مانند حدیث بیان کی۔ اس حدیث کی سند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔''

٣١٩٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاتَانِ اَهْوَنُ اَوْ هَاتَانِ اَيْسَرُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٣٧، س١١)

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''قُلْ هُوَ الْقَادِرُ ......'' (کہہ دو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔ الانعام۔ آیت ٦٥) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پھر یہ الفاظ نازل ہوئے ''اَوْ يَلْبِسَكُمْ ......'' (یا تمہیں فرقے کر کے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے)۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں کچھ معمولی اور آسان ہیں۔ راوی کو شک ہے کہ ''اَهْوَنُ'' فرمایا، یا ''اَيْسَرُ'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۱۹۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ الْغَسَّانِيِّ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهَا كَائِنَةٌ وَلَمْ يَاْتِ تَاْوِيْلُهَا بَعْدُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۳۷، س۱۴)

ترجمہ: ''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت ''قُلْ هُوَ الْقَادِرُ ......'' کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان لو یہ عذاب ابھی تک آیا نہیں۔ بلکہ آنے والا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

۳۲۰۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْآ اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِاِبْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۷، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ''اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا ......'' (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم نہیں ملایا، امن انہیں کے لئے ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔ الانعام: ۸۲) نازل ہوئی تو یہ مسلمانوں پر شاق گزری۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے اوپر ظلم نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے یہ ظلم مراد نہیں بلکہ اس سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ ''اے بیٹے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اس لئے کہ شرک ظلم عظیم ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۰۱ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ نَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللّٰهِ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْظِرِيْنِىْ وَلَا تُعْجِلِيْنِىْ اَلَيْسَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ قَالَتْ اَنَا وَاللّٰهِ اَوَّلُ مَنْ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذَا قَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ جِبْرَئِيْلُ مَا رَاَيْتُهٗ فِى الصُّوْرَةِ الَّتِىْ خُلِقَ فِيْهَا غَيْرَهَا تَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَاَيْتُهٗ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عُظْمُ خَلْقِهٖ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ مَا فِىْ غَدٍ فَقَدْ اَعْظَمَ

الْفِرْيَةَ عَلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَمَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ يُكْنٰى اَبَا عَائِشَةَ. (ص۱۳۷، س۱۸)

ترجمہ: ''مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تکیہ لگائے بیٹھا تھا کہ انہوں نے فرمایا: اے ابو عائشہ رضی اللہ عنہ: تین باتیں ایسی ہیں کہ جس نے ان میں سے ایک بات بھی اس کی اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے (شب معراج میں) اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ......الآية'' (اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔ الانعام:۱۰۳) پھر فرماتا ہے ''وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ ......الآية'' (یعنی کوئی بشر اس (یعنی اللہ تعالیٰ) سے وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے ہی سے بات کرسکتا ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں تکیہ لگائے بیٹھا تھا اٹھ کر بیٹھ گیا اور عرض کیا اے ام المؤمنین مجھے مہلت دیجئے اور جلدی نہ کیجئے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ''وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى'' (اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے۔ النجم:۱۲) نیز فرمایا: ''وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ'' (اور بے شک انہوں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے آسمان کے کنارے پر واضح دیکھا)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرئیل تھے۔ میں نے انہیں ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے جسم نے آسمان و زمین کے درمیان پوری جگہ کو گھیر لیا ہے ② اور جس نے سوچا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی چیز میں سے کوئی چیز چھپا لی اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ ...... الآية'' (اے رسول جو آپ کے رب نے آپ پر نازل کیا ہے اسے پورا پہنچا دیجئے)۔ ③ اور جس نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کل کے متعلق جانتے ہیں کہ کیا ہونے والا ہے اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''لَا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ ...... الآية'' (اللہ تعالیٰ کے علاوہ زمین و آسمان میں کوئی علم غیب نہیں جانتا) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مسروق بن اجدع کی کنیت ابوعائشہ ہے۔''

۳۲۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى الْبَصْرِيُّ الْحَرَشِيُّ نَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْبَكَّائِيُّ نَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَى نَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَاكُلُ مَا نَقْتُلُ وَلَا نَاكُلُ مَا يَقْتُلُ اللّٰهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيَاتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلاً. (ص۱۳۷، س۲۵)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ کیا ہم جس چیز کو قتل کریں۔ اسے کھائیں اور جسے اللہ تعالیٰ نے مار دیا ہو اسے نہ کھائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ''فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ ......الآیۃ'' (سوتم اس (جانور) میں سے کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے۔ اگر تم اس کے حکموں پر ایمان لانے والے ہو۔ الانعام۔ ۱۱۸) یہ حدیث حسن غریب ہے اور ایک اور سند سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ بعض حضرات اس حدیث کو عطاء بن سائب سے وہ سعید بن جبیر سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلا نقل کرتے ہیں۔''

۳۲۰۳ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَغْدَادِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ دَاؤُدَ الْاَوْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى الصَّحِيْفَةِ الَّتِيْ عَلَيْهَا خَاتَمُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَقْرَأْ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۳۷، س۲۹)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے ایسے صحیفے دیکھنے کی خواہش ہو جس پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مہر ثبت ہو تو یہ آیات پڑھ لے ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ ......'' (کہہ دو آؤ میں تمہیں سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور تنگدستی کے سبب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے اور بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔ تاکہ تم سمجھ جاؤ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ رشتہ دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ کا عہد پورا کرو۔ تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹا دیں گے۔ تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ الانعام آیت ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳) یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

۳۲۰۴ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ قَالَ طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. (ص۱۳۸، س۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اَوْ یَأْتِیَ بَعْضُ اٰیَاتِ رَبِّكَ'' (یا آئے کوئی نشانی تیرے رب کی: الانعام آیت ۱۵۱) کی تفسیر کے بارے میں فرمایا کہ ان نشانیوں سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ بعض حضرات نے یہ حدیث مرفوعاً نقل کی ہے۔''

۳۲۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ الْاٰيَةَ الدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا اَوْ مِنَ الْمَغْرِبِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۸، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں نکلنے کے بعد کسی کا ایمان لانا اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا۔ دجال، دابۃ الارض اور مغرب کی جانب سے سورج کا طلوع ہونا۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۰۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى وَقَوْلُهُ الْحَقُّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِحَسَنَةٍ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا فَاِنْ تَرَكَهَا وَرُبَّمَا قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً ثُمَّ قَرَأَ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۸، س٤)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور ان کی بات سچی ہے کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو پھر اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کے برابر دس گنا نیکیاں لکھ دو لیکن اگر کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے اس وقت تک نہ لکھو جب تک کہ وہ برائی نہ کرے اور اگر برائی کرے تو پھر ایک ہی گناہ لکھو اور اگر وہ اس برائی کو چھوڑ دے یا کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس برائی پر عمل نہ کرے تو اس کے لئے اس کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' (جو کوئی ایک نیکی کرے گا اس کے لئے دس گنا اجر ہے اور جو بدی کرے گا سوائے اسی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ الانعام: آیت ۱۶۰) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

اس سورت ۱۶۵ آیات ہیں اور ۲۰ رکوع ہیں۔ یہ کلمات کی تعداد ۳۶۲۵ اور حروف کی تعداد ۱۴۳۱۰ ہے۔

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ﴾ (۱) (اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی۔) اور ﴿قُلْ

تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ﴾ [۲] (آپ کہہ دیجیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کی مخالفت کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمادیا ہے۔) سے تین آیات ۱۵۳،۱۵۲،۱۵۱

مگر اس میں چھ آیات مدنی ہیں۔ اوران لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی ویسی نہ کی۔

وجہ تسمیہ: اس سورت کو انعام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جانوروں کے متعلق زیادہ تر احکامات ہیں یہ سورت مکی ہے۔

آپ کہہ دیجیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن (یعنی جب کی مخالفت کو) تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ: (ص۱۳۷، س۱) (ہم آپ ﷺ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہوا۔)

دوسری روایت میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ کفار قریش کے دو، سرداروں ① اخنس بن شریق ② ابوجہل کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو اخنس نے ابوجہل سے پوچھا۔ یہ تنہائی کا موقع ہے میری اور تمہاری بات کو کوئی تیسرا سننے والا نہیں مجھ کو آج تم محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے بارے میں صحیح صحیح بتاؤ کہ وہ تمہارے نزدیک سچے ہیں یا جھوٹے۔ اس پر ابوجہل نے قسم کھا کر کہا کہ بے شک محمدؐ سچے ہیں لیکن انکار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قبیلہ قریش کی ایک شاخ (بنوقصی) میں تمام خوبیاں جمع ہو جائیں اور باقی سارا قریش خالی رہ جائے یہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا حرم میں حجاج کو پانی پلانے، بیت اللہ کی دربانی اور اس کی کنجی۔ اب نبوت بھی ہم ان کی تسلیم کر لیں تو باقی قریش کے پاس کیا رہ جائے گا؟ [۳]

خلاصہ: یہ کہ اس آیت میں آپ ﷺ کو تسلی ہے کہ کفار قریش آپ ﷺ کی تکذیب نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔ [٤]

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ﴾ [٥] (ص۱۳۷، س۱۱) (آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے۔) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو بیان فرمارہے ہیں کہ ہماری قدرت میں ہے کہ ہم ان پر اپنا عذاب بھیجیں۔

اس آیت شریفہ میں تین قسم کے عذاب کا ذکر کیا جارہا ہے۔

مِنْ فَوْقِكُمْ: (ص۱۳۷، س۱۲) اوپر کے عذاب سے مراد پانی کا عذاب جیسے نوح علیہ السلام کی قوم پر، اور ہوا کا عذاب جیسے قوم عاد پر، پتھروں کا عذاب یا جیسے قوم لوط وغیرہ پر آیا تھا۔

تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ: (ص۱۳۷، س۱۲) زمین سے پانی ابلے جیسے قوم نوح، فرعون اور اس کی قوم سمندر میں غرق ہوئی اور زمین میں دھنسنا۔ جیسے قارون بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ خدمت گار، ملازم وغیرہ کا نافرمان ہونا بھی مراد ہوسکتا ہے۔

ان دونوں عذابوں سے اجتماعی طور سے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو محفوظ فرمالیا ہے۔

﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾[٦] (ص۱۳۷، س۱۳) يَلْبِسَكُمْ. لبس سے ہے جس کے معنی چھپا لینے اور ڈھانپ لینے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے۔

شیع: یہ شیعہ کی جمع ہے اس کے معنی پیرو اور تابع کے ہیں۔

اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ عذاب کی ایک قسم یہ ہے کہ قوم مختلف پارٹیوں میں بٹ کر آپس میں بھڑ جائے یہ تیسرا عذاب اس امت میں باقی رہے گا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری (پوری) امت کو اللہ تعالیٰ پانی میں غرق کر کے یا قحط یا بھوک کی وجہ سے ہلاک نہیں کرے گا مگر میری امت میں آپس میں جنگ و جدل ہوتا رہے گا۔

اسی وجہ سے آپ ﷺ نے مختلف روایات میں آپس کے جنگ و جدل سے سختی سے روکا ہے۔

اَوْ هَاتَانِ اَيْسَرُ: یہاں پر لفظ اَوْ راوی کے شک کی وجہ سے ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ...... اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ: (ص۱۳۷، س۱۶)

وَلَمْ يَلْبِسُوْا: (ص۱۳۷، س۱۷) بمعنی خلط ملط کر دینا آپ ﷺ کی تصریحات کے موافق اس سے مراد شرک ہے۔

علماء فرماتے ہیں لفظ بظلمٍ میں تنوین تنکیر کے لئے ہے یہاں ہر قسم کا شرک مراد ہے۔[٧] اس سے معلوم ہوا کہ شرک صرف بت پرستی ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ماننے کے باوجود غیر اللہ تعالیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ کے بعض صفات کا حامل سمجھے وہ بھی اس آیت کی وعید میں داخل ہے۔[٨]

شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ: (ص۱۳۷، س۱۷) (تو یہ مسلمانوں پر شاق گزرا) عموماً لفظ ظلم سے مراد گناہ ہوتا ہے اس لئے صحابہ اس آیت کو سننے کے بعد پریشان ہو گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے ان کو تسلی دی کہ یہاں اس آیت میں ظلم سے عام گناہ مراد نہیں ہے بلکہ مراد شرک ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ پر ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ میں لفظ ظلم شرک کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔[٩]

سُؤال: شرک ایمان کے ساتھ کیسے جمع ہو سکتا ہے یہ تو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

جَواب: ① دونوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔ کہ آدمی اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے غیر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بھی کرے جیسے کہ مشرکین مکہ کیا کرتے تھے۔

جَواب: ② زبان سے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے مگر دل میں غیر اللہ تعالیٰ کو شریک بھی کرتا ہو جیسے کہ منافقین کا حال تھا۔[١٠]

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ...... مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: (ص۱۳۷، س۱۸) (میں تکیہ لگائے بیٹھا تھا) فریہ بمعنی جھوٹ جس میں کوئی شبہ نہیں ہو۔

علامہ سندھی رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں "فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ" یعنی یہاں پر لفظ اللہ سے پہلے مضاف محذوف

ہے۔

مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّهٗ: (ص۱۳۷، س۲۰) (اور جو یہ گمان کرے کہ محمد (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا ہے) حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی جب کہ اکثر صحابہ تابعین جن میں حضرت ابن عباس، حضرت ابوذر، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم امام اشعری، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ [11] (ص۱۳۷، س۲۰) (اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت سے استدلال فرما رہی ہیں کہ کوئی بھی آنکھ اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اس کا جواب دوسرے احباب یہ دیتے ہیں کہ احاطہ کی نفی ہے زیارت کی تو نفی نہیں ہے۔

اسی طرح سے دوسری آیت ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ﴾ [12] سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا استدلال فرماتی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اصول عالم دنیا کے لئے ہے مگر آسمان پر یہ قانون نہیں ہے وہاں پر اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ نے بچشم بصیرت زیارت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا حجاب وحی بھی ہوئی۔ [13]

﴿وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ قَالَتْ اَنَا وَاللّٰهِ اَوَّلُ﴾ [14] (ص۱۳۷، س۲۱) (اس نے (فرشتے) کو آسمان کے کھلے کنارہ پر دیکھا بھی ہے۔) اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مراد حضرت جبرائیل امین ہیں آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔

اس کا جواب دوسرے علماء یہ دیتے ہیں کہ دوسری صحیح روایات سے رویت کا ثبوت ملتا ہے۔ [15]

غَيْرَ هَاتَيْنِ: (ص۱۳۷، س۲۴) دو مرتبہ اصلی صورت میں دیکھا ہے ایک مرتبہ زمین میں اجیاد مقام پر دوسری بار آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ: (ص۱۳۷، س۲۴) اس مسئلہ پر تمام متقدمین کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ ﷺ کو دیا آپ ﷺ نے سب کچھ ہی امت کو پہنچا دیا اس میں کسی قسم کی کوئی خیانت نہیں فرمائی۔

وَمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ: (ص۱۳۷، س۲۵) اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جو کچھ غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو دی گئیں (اس کے علاوہ آپ غیب کی باتوں کو نہیں جانتے ہیں) واضح رہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰى:

اَتٰى نَاسٌ النَّبِيَّ: (ص۱۳۷، س۲۷) بعض لوگوں نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ سوال کیا کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ نے مارا (یعنی مردار) اس کو تو نہیں کھایا جاتا اور جس کو خود ذبح کرتے ہیں اس کو کھاتے ہیں اس پر آیت بالا نازل ہوئی۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ حلال ہونے کا دارو مدار دو امور پر ہے ① ذبح جو نجس خون کو نکال کر نجاست سے پاک کر دیتا ہے۔ ② دوسرا ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور جو جانور خود مر جائے اس میں یہ دونوں باتیں پائی نہیں جاتیں۔ (۱۶)

بعض لوگوں نے یہاں پر ناس کے بجائے اہل یہود کا یہ سوال بیان کیا گیا ہے یہ محققین کے نزدیک تین وجہ سے صحیح نہیں ① اہل یہود کے نزدیک بھی مردار حرام تھا ② سورت انعام مکی ہے اور یہودیوں سے واسطہ مدینہ میں پڑا تھا ③ ترمذی کی صحیح روایت میں اتی الناس کے الفاظ آتے ہیں۔

مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ: (ص ۱۳۷، س ۲۸) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر بسم اللہ جان بوجھ کر چھوڑ دی جائے تو وہ جانور حرام ہو جاتا ہے اور اگر سہوا ترک کر دی جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا۔ (۱۷)

اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْھُمْ: درمیان کی آیات اس طرح ہیں۔

﴿فَكُلُوا۟ مِمَّا ذُكِرَ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِـَٔايَٰتِهِۦ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا۟ مِمَّا ذُكِرَ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا ٱضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَآئِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا۟ ظَٰهِرَ ٱلْإِثْمِ وَبَاطِنَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْسِبُونَ ٱلْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا۟ يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا۟ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُۥ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَٰدِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَٰهُ وَجَعَلْنَا لَهُۥ نُورًا يَمْشِى بِهِۦ فِى ٱلنَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُۥ فِى ٱلظُّلُمَٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَٰفِرِينَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٢٢﴾﴾ (۱۸)

ترجمہ: ”سو جس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس میں سے کھاؤ! اگر تم اس کے احکام پر یقین رکھتے ہو۔ اور آخر کیا وجہ ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتا دی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے خیالات پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔ بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی۔ اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوشنما معلوم ہونے لگتے ہیں۔“

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الصَّبَّاحِ: (ص۱۳۷، س۲۹)

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى الصَّحِيْفَةِ: (ص۱۳۷، س۳۰) جو شخص آپ ﷺ کا ایسا وصیت نامہ دیکھنا چاہے جس پر آپ ﷺ کی مہر لگی ہو تو ان آیات کو پڑھ لے۔

وہ آیات یہ ہیں۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾﴾ (۱۹)

ترجمہ: ”اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول پوری پوری کرو انصاف کے ساتھ ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اسکو پورا کرو ان کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم یاد رکھو اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے جدا کر دیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے دس احکامات کا بیان فرمایا ہے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں توریت کی ابتدا بھی ان احکامات سے ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ دس احکام ایسے ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ ﷺ تک تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اس میں متفق رہی ہیں۔ (۲۰)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ سورۃ انعام کی یہ آیات محکمات ہیں جوام الکتاب ہیں۔ (۲۱)

آیات شریفہ سے مستفاد دس احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

1. اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔
2. والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا۔
3. فقر وافلاس کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرنا۔
4. بے حیائی کے کام نہ کرنا۔
5. کسی کو ناحق قتل نہ کرنا۔

❻ یتیم کا مال ناجائز طور پر نہ کھانا۔

❼ ناپ تول میں کمی نہ کرنا۔

❽ شہادت یا فیصلہ میں ناانصافی نہ کرنا۔

❾ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرنا۔

❿ اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر دائیں بائیں دوسرے راستے کو اختیار نہ کرنا۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ...... اَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ: (ص۱۳۸، س۱) (یا آئے کوئی نشانی تیرے رب کی۔) ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے آیت بالا کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ہوگا اس کو دیکھتے ہی سارے کافر لوگ کلمہ پڑھنے لگیں گے اور سارے نافرمان فرماں بردار بن جائیں گے۔ لیکن اس وقت کا ایمان اور توبہ قابل قبول نہ ہوگا۔[۲۲]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہونے کے بعد ایک سو بیس سال تک دنیا قائم رہے گی۔[۲۳]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا: (ص۱۳۸، س۲) (تین چیزیں نکلنے کے بعد کسی کا ایمان لانا اس کے لیے فائدہ مند نہ ہوگا۔) اس حدیث میں قیامت کی نشانیوں میں سے تین بڑی نشانیوں کا بیان ہے۔ ① دجال ② دابۃ الارض ③ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا﴾[۲۴] (ص۱۳۸، س۳) (کسی ایسے شخص کا ایمان اس وقت اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا۔)

سُؤال: ان نشانیوں کے بعد توبہ کی قبولیت کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

جَواب: علامہ بلقینی رحمۃ اللہ علیہ سے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ جب سورج مغرب سے نکلے گا اس کے کچھ عرصہ کے بعد یہ حکم بدل جائے گا اور ایمان اور توبہ قبول ہونے لگیں گے۔

اور بعض محدثین کہتے ہیں جس نے سورج کو مغرب سے نکلتا ہوا مشاہدہ کیا ہوگا اس کے بعد سے اس کا ایمان معتبر نہیں ہوگا۔ اور جن لوگوں نے یہ مشاہدہ نہیں کیا ہوگا ان کا ایمان معتبر ہو جائے گا۔[۲۵]

بعض مفسرین فرماتے ہیں آیت بالا میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ وہ کون سی نشانی ہے جس کے بعد ایمان لانا قبول نہیں ہوگا۔ اگرچہ آپ نے اس کی مراد دجال اور دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا سے بیان فرمائی ہے۔ قرآن مجید نے خود اس کی وضاحت نہیں فرمائی۔ قرآن مجید کا ابہام انسان کو چونکانے کے لئے ہے تاکہ ہر نئے پیش آنے والے واقعہ سے اس کو تنبیہ ہوتی رہے کہ یہ وہی وقت تو نہیں آ گیا لہٰذا توبہ میں آدمی جلدی کرتا رہے۔[۲۶]

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ......اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِحَسَنَةٍ: (ص۱۳۸، س٤) (جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔) یہ روایت بخاری، مسلم، مسند احمد، نسائی وغیرہ متعدد کتب حدیث میں بھی ہے۔

ایک دوسری حدیث قدسی میں آیت بالا کی وضاحت اس طرح فرمائی گئی ہے۔

جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور اس سے بھی زیادہ۔ اور جو شخص ایک گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا صرف ایک ہی گناہ کے برابر ملے گی یا میں اس کو بھی معاف کر دوں گا۔ (۲۷)

بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا: (ص۱۳۸، س٦) (اس کے دس گنا اجر ہے) یہاں پر ایک نیکی کا بدلہ دس کے ساتھ فرمایا گیا ہے یہ کم سے کم ہے ورنہ دوسری روایات میں ستر گنا یا سات سو گنا یا اس سے بھی زائد فرمایا گیا ہے۔ (۲۸)

تخریج حدیث:

۳۱۹٦ - انفرد به الترمذي كما في «التحفة» (۷/٤٥۰)، حديث (۱۰۲۸۸).

۳۱۹۷ - تقدم تخريجه.

۳۱۹۸ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ﴾ [الانعام: ٦٥]، حديث (٤٦٢۸) طرفاه في (۷۳۱۳، ۷٤۰٦)، وأحمد (۳/۳۰۹)، والحميدي (۲/٥۳۰) حديث (۱۲٥۹).

۳۱۹۹ - أخرجه أحمد (۱/۱۷۰).

۳۲۰۰ - أخرجه البخاري: كتاب الإيمان باب: ظلم دون ظلم، حديث (۳۲)، وأطرافه في (۳۳٦۰، ۳٤۲۸، ۳٤۲۹، ٦۹۱۸، ٦۹۳۷)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: صدق الإيمان وإخلاصه، حديث (۱۲٤/۱۹۷)، وأحمد (۱/۳۷۸، ٤۲٤، ٤٤٤).

۳۲۰۱ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الخلق: باب: إذا قال أحدكم ((آمين)) والملائكة في السماء ......، حديث (۳۲۳٥)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: معنى قول الله عزوجل، ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾، وهل رأى النبي ﷺ ربه ليلة الإسراء، حديث (۱۷۷/۲۸۷)، وأحمد (٦/۲۳٦/۲٤۱).

۳۲۰۲ - أخرجه أبوداود: كتاب الذبائح: باب: من ذبائح أهل الكتاب، حديث (۲۸۱۹).

۳۲۰۳ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (۷/۱۱۳)، حديث (۹٤٦۷).

۳۲۰٤ - أخرجه أحمد (۳/۳۱، ۹۸)، وعبد بن حميد، حديث (۹۰۲).

۳۲۰٥ - أخرجه مسلم: كتاب الإيمان: باب: بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان، حديث (۱٥۸/۲٤۹)، وأحمد (۲/٤٤٥).

۳۲۰٦ - أخرجه البخاري: كتاب التوحيد: باب: قول الله تعالىٰ: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا۟ كَلَـٰمَ ٱللَّهِ﴾ [الفتح: ١٥]، حديث (۷٥۰۱)، ومسلم: حديث (۱۲۸/۲۰۳)، وأحمد (۲/۲٤۲).

(۱) سورت انعام آیت: ۹۱ (۲) سورۃ انعام آیت: ۱٥۱ (۳) تفسیر مظهری (٤) معارف القرآن: ۳/۳۱٦ (٥) سورۃ الانعام آیت: ٦٥ (٦) سورۃ الانعام آیت: ٦٥ (۷) تحفة الاحوذی: ۸/٤۳۰، الکوکب الدری: ٤/۱۳٥ (۸) معارف القرآن: ۳/۳۸۷ (۹) مرقاة: ۹/۳۲٥ (۱۰) اشعة اللمعات: ٤/۱۸۷، مرقاة: ۹/۳۲٥ (۱۱) سورۃ الانعام آیت: ۱۰۳ (۱۲) سورت الشوریٰ آیت: ٥۱ (۱۳) فتح الباری: ۸/٦۰۹، مرقاة: ۱۰/۳٥۳ (۱٤) سورت التکویر آیت: ۲۳ (۱٥) مرقاة: ۱۰/۳٥۲ (۱٦) معارف القرآن: ۳/٤۳۳ (۱۷) معارف القرآن (۱۸) سورۃ الانعام: آیت ۱۱۸ تا ۱۲۲ (۱۹) سورۃ انعام: آیت ۱٥۲ تا ۱٥۳ (۲۰) تفسیر بحر محیط (۲۱) ابن کثیر: ۲/۱۸۷ (۲۲) تفسیر بغوی (۲۳) تذکرہ للقرطبی، فتح الباری، روح المعانی (۲٤) سورت الانعام آیت: ۱٥۸ (۲٥) تعلیق الصبیح: ۳/۱۰٦ (۲٦) تفسیر بحر محیط، مرقاة: ٥/۱۳۸ (۲۷) مرقاة

(۲۸) معارف القرآن: ۳/۵۰۵

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَعْرَافِ
یہ باب ہے سورۂ اعراف کی تفسیر کے بیان میں

۳۲۰۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا قَالَ حَمَّادٌ هٰكَذَا وَاَمْسَكَ سُلَيْمَانُ بِطَرَفِ اِبْهَامِهٖ عَلٰی اَنْمُلَةِ اِصْبَعِهِ الْيُمْنٰی قَالَ فَسَاخَ الْجَبَلُ وَخَرَّمُوْسٰی صَعِقًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. (ص۱۳۸، س۷)

تَرجَمَہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ”فَلَمَّا تَجَلّٰی ...... الآیة“ (پھر جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف تجلی کی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ الاعراف: آیت ۱۴۳) حماد کہتے ہیں کہ سلیمان نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی نوک داہنی انگلی پر رکھی اور فرمایا پھر پہاڑ پھٹ گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ کی روایت سے جانتے ہیں۔“

۳۲۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ الْبَغْدَادِیُّ نَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۳۸، س۱۰)

تَرجَمَہ: ”عبدالوہاب وراق بھی یہ حدیث معاذ بن معاذ سے وہ حماد بن سلمہ سے وہ ثابت سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔“

۳۲۰۹ - حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِالْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِ هِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ الرَّجُلُ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ

إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اِسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَاِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اِسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ اللّٰهُ النَّارَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَمُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بَيْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَبَيْنَ عُمَرَ رَجُلاً. (ص۱۳۸، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت مسلم بن یسار جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی ''وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ ......الآیۃ'' (اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔ الاعراف: آیت ۱۷۲) چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے کے بعد ان کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور اس سے ان کی اولاد نکالی پھر فرمایا کہ میں نے انہیں جنت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ اسی کے لئے عمل کریں گے۔ پھر ہاتھ پھیرا اور اولاد نکال کر فرمایا کہ انہیں میں نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے یہ اسی کے لئے عمل کریں گے۔ چنانچہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر اعمال کی کیا ضرورت؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کسی کو جنت کے لئے پیدا کرتے ہیں تو اسے جنت ہی کے اعمال میں لگا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اہل جنت ہی کے اعمال پر مرتا ہے اور اسے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے اور کسی بندے کو جہنم کے لئے پیدا فرماتا ہے تو اس سے بھی اسی کے مطابق کام لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اہل دوزخ ہی کے عمل پر مرتا ہے اور پھر اسے دوزخ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور مسلم بن یسار کو عمر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔ بعض راوی مسلم اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک شخص کا واسطہ ذکر کرتے ہیں۔''

۳۲۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا اَبُوْ نُعَيْمٍ نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَسَقَطَ مِنْ ظَهْرِهٖ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَيْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ وَبِيْصًا مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰى اٰدَمَ فَقَالَ اَيْ رَبِّ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَرَاٰى رَجُلًا مِنْهُمْ فَاَعْجَبَهُ وَبِيْصُ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ اَيْ رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اٰخِرِ الْاُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ يُقَالُ لَهُ دَاوٗدُ قَالَ رَبِّ وَكَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهُ قَالَ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَيْ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمُرِيْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَلَمَّا انْقَضٰى عُمْرُ اٰدَمَ جَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ اَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِيْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِهَا لِابْنِكَ دَاوٗدَ قَالَ فَجَحَدَ اٰدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَنَسِيَ اٰدَمُ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهُ وَخَطِئَ اٰدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّيَّتُهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ

وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. (ص۱۳۸، س۱۸)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر ان کی پیٹھ سے قیامت تک آنے والی ان کی نسل کی روحیں نکل آئیں۔ پھر ہر انسان کی پیشانی پر نور کی چمک رکھ دی۔ پھر انہیں آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے پوچھا اے رب یہ کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کی اولاد ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان کی چمک انہیں بہت پسند آئی تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے رب یہ کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کی اولاد میں سے آخری امتوں کا ایک فرد ہے۔ اس کا نام داود ہے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ اس کی عمر کتنی رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ساٹھ سال۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ اس کو میری عمر میں سے چالیس سال دے دیں پھر جب آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہوگئی تو موت کا فرشتہ حاضر ہوا۔ آدم علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ کیا میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں ہیں۔ فرشتے نے کہا کہ وہ تو آپ اپنے بیٹے داود علیہ السلام کو دے چکے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا لہٰذا ان کی اولاد بھی انکار کرنے لگی۔ (اسی طرح) آدم علیہ السلام بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھولنے لگی۔ پھر آدم علیہ السلام نے غلطی کی لہٰذا ان کی اولاد بھی غلطی کرنے لگی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔“

۳۲۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ نَا عُمَرُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا اِبْلِیْسُ وَكَانَ لَا یَعِیْشُ لَهَا وَلَدٌ فَقَالَ سَمِّیْهِ عَبْدَالْحَارِثِ فَسَمَّتْهُ عَبْدَالْحَارِثِ فَعَاشَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ وَحْیِ الشَّیْطَانِ وَاَمْرِهٖ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عُمَرَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ قَتَادَةَ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَبْدِالصَّمَدِ وَلَمْ یَرْفَعْهُ. (ص۱۳۸، س۲٤)

ترجمہ: ”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت حوا علیہا السلام حاملہ ہوئیں تو شیطان نے آپ کے گرد چکر لگایا۔ ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ شیطان نے کہا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ زندہ رہا۔ اور شیطان کی طرف سے یہ بات ڈالی گئی اور اس کا حکم تھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عمر بن ابراہیم کی قتادہ سے روایت جانتے ہیں۔ بعض حضرات اس حدیث کو عبدالصمد سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن اس کو مرفوع نہیں کرتے۔“

تشریح

یہ سورت مکی ہے مگر ﴿ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ ﴾[1] اور آپ ان لوگوں سے اس بستی والوں کا جو کہ دریائے (شور)

کے قریب آباد تھے اس وقت کا حال پوچھئے! جب کے وہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے۔ آیت ۱۶۳ سے پانچ یا آٹھ آیات مدنی ہیں۔

اس سورت میں دوسو پانچ یا دوسو چھ آیات ہیں اور اس میں ۲۴ رکوع ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۸۴۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۳۴۶۴ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ﴾[2] (ص۱۳۸، س۷) پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی۔

﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ﴾[3] (ص۱۳۸، س۸) آیت بالا میں حضرت موسی علیہ السلام کی اس تمنا کا اظہار ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی دیدار کے بارے میں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے نور کا معمولی سا حصہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی انگلی کے سرے پر انگوٹھا رکھ کر اشارہ فرمایا۔ جس کی وجہ سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور حضرت موسی علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔

تَجَلّٰی: (ص۱۳۸، س۸) اہل لغت کے نزدیک بمعنی ظاہر اور منکشف ہونا۔ حضرات صوفیہ کے نزدیک کسی چیز کو بالواسطہ دیکھنے کے ہیں جیسے کوئی چیز آدمی بواسطہ آئینہ کے دیکھے اس تجلی کو رویت نہیں کہہ سکتے خود اسی آیت میں اس کی شہادت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رویت کی تو نفی فرمائی ہے مگر تجلی کی نفی نہیں فرمائی بلکہ تجلی کا تو اثبات ہے۔

اسی وجہ سے جمہور علماء فرماتے ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رویت عقلاً ممکن ہے مگر شرعاً ممتنع ہے جیسے کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ "لَنْ یَرٰی اَحَدٌ مِنکُمْ رَبَّهٗ حَتّٰی یَمُوْتَ"[4] (تم میں سے کوئی مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔)

حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیٓ ءَادَمَ﴾[5] (ص۱۳۸، س۱۱) (اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا۔)

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ﴾[6] (ص۱۳۸، س۱۲) اس میں عہد میثاق کا ذکر ہے جو کہ عالم ارواح میں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جو قیامت تک دنیا میں آنے والی تھیں سب کو جمع فرما کر اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تھا۔

سؤال: جب عالم ارواح میں سب نے اقرار کرلیا تھا تو دنیا میں آکر کیوں انکار کیا۔

جواب: وہاں پر اللہ تعالیٰ کی تجلی اور رعب ایسا تھا کہ کوئی انکار کر نہ سکا مگر دنیا میں ایسا نہیں اس لئے یہاں پر کافر اکار کرتے ہیں۔

مِنْ ظُهُوْرِهِمْ: (ص۱۳۸، س۱۲) (سب کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا گیا۔)[7]

ذُرِّیَّتَهُمْ: (ص۱۳۸، س۱۲) امام راغب الاصفہانی فرماتے ہیں لفظ ذرء مشتق ہے بمعنی پیدا کرنا۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ بھی آتا ہے ﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا﴾ ذریت کا لفظی ترجمہ مخلوق ہے یہاں مطلب یہ ہوا کہ یہ عہد ان تمام (مخلوق) لوگوں سے لیا گیا جو حضرت آدم علیہ السلام کے واسطے سے دنیا میں آئیں گے۔

مَسَحَ ظَهْرَهٗ: (ص۱۳۸، س۱٤) (ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔) یہاں پر ہاتھ سے مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت قوت کا اظہار ہے۔فرشتے کے ہاتھ پھیرے بغیر ہی تمام اولاد نکل آئی۔ (۸)

اس پر تعجب نہ کیا جائے کہ قیامت تک کے تمام انسان ایک جگہ کیسے سما گئے اس کا جواب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ انسان چیونٹی کے شکل میں تھا۔ (۹)

﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى﴾ (۱۰) (ص۱۳۸، س۱۲) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو ذریت نکالی گئی وہ صرف ارواح نہیں تھی بلکہ روح اور جسم کا مرکب تھا۔ اس کی تائید آگے والی روایت سے بھی ہو رہی ہے جس میں مذکور ہے کہ ان میں سے بعض سفید رنگ کے تھے جن کو اہل جنت کہا گیا ہے اور بعض سیاہ رنگ کے تھے جن کو اہل جہنم کہا گیا ہے۔ (۱۱)

سُؤال: یہ عہد کہاں اور کس جگہ لیا گیا۔

جَواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ عہد حضرت حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارنے کے بعد لیا گیا اور اس کا مقام وادی نعمان یعنی میدان عرفات تھا۔ (۱۲)

سُؤال: انسان اس وقت بے عقل وشعور تھا تو اس نے اپنے رب کا اقرار کیسے کیا؟

جَواب: اللہ تعالیٰ نے بقدر ضرورت عقل وشعور دے دیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یہ اقرار لیا گیا تھا۔ (۱۳)

بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ: (ص۱۳۸، س۱٤) (اسے جنت ہی کے اعمال میں لگا دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اہل جنت کے ہی اعمال پر مرتا ہے۔) اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرنا چاہئے اور معاصی اور گناہوں سے بچنا چاہئے نہ معلوم کس وقت موت آجائے اور پھر توبہ کی مہلت بھی نہیں ملے گی اور پھر جس حال میں دنیا میں موت آتی ہے اسی حالت کے مطابق قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا۔ (۱٤)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۳۸، س۱۸)

زِدْهُ مِنْ عُمُرِیْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً: (ص۱۳۸، س۱۸) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "جَعَلْتُ لِابْنِیْ دَاوٗدَ سِتِّيْنَ سَنَةً" ان دونوں روایات میں تعارض ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس سال اور دوسرے میں ساٹھ سال اپنی عمر میں سے حضرت داؤد علیہ السلام کو دی۔

جَواب: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے چالیس سال ہبہ کیے ہوں اور پھر بیس سال کا مزید اضافہ کر دیا ہو۔ (۱۵)

دوسرا جواب یہ ہے کہ چالیس سال والی روایت راجح ہے یہاں پر امام ترمذی نے اسی کو ہذا حدیث حسن صحیح کہا ہے اور ساٹھ سال والی روایت پر امام ترمذی نے ہذا حدیث حسن غریب کہا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ...... لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا اِبْلِيْسُ: (ص۱۳۸، س۲۴) یہ حدیث قرآن مجید کی آیت ﴿فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا﴾ (۱۶) بعض لوگوں نے اس واقعہ کو مرفوعا نقل کیا ہے مگر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے ممکن ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو مسلمان ہونے سے پہلے اہل کتاب سے سن کر نقل کیا ہو۔

اسی بات کو علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح دی ہے کہ یہ اہل کتاب کے آثار میں سے ہے۔ (۱۷)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ (۱۸)

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے والے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بات "شُرَكَاءَ فِيْمَا اٰتَاهُمَا" کے بارے میں یہ منقول ہے کہ اس سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد عطا فرمائی تو انہوں نے اس کو یہودی اور نصرانی بنا دیا۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کو نقل فرما کر فرماتے ہیں "هُوَ مِنْ اَحْسَنِ التَّفَاسِيْرِ وَ اَوْلٰى مَا حُمِلَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ" (۱۹)

تخریج حدیث:

٣٢٠٧ - أخرجه أحمد (٣/١٢٥، ٢٠٩).

٣٢٠٨ - أخرجه مالك: كتاب القدر: باب: النهي عن القول بالقدر، حديث (٢)، وأبوداود: كتاب السنة: باب: القدر، حديث (٤٧٠٣)، (٤٧٠٤)، وأحمد (١/٤٤).

٣٢٠٩ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٩/٣٤٥)، حديث (١٢٣٢٥).

٣٢١٠ - أخرجه أحمد (٥/١١).

٣٢١١ - انظر حديث (٣٢٠٩).

(۱) سورت اعراف آیت: ۱۶۳ (۲) سورت اعراف آیت: ۱۴۳ (۳) سورت اعراف آیت: ۱۴۳ (٤) مسلم شریف (٥) سورت اعراف آیت: ۱۷۲ (٦) سورت اعراف آیت: ۱۷۲ (۷) کوکب الدری: ١٤٢/٤ (۸) مظاهر: ١٦٦/١ (۹) معارف القرآن: ١١٤/٤ (١٠) سورت الاعراف آیت: ۱۷۲ (۱۱) مرقاة: ١٦٧/١ (۱۲) مسند احمد، نسائی، حاکم، بحوالہ مظہری (۱۳) معارف القرآن: ١١٤/٤، تحفة الاحوذی: ٤٤٢/٨ (١٤) مرقاة: ١٦٧/١، مظاہر حق: ١٦٠/١ (١٥) مرقاة: ٣٢٤/١ (١٦) سورة الاعراف: آیت ۱۸۹ (۱۷) تفسیر ابن کثیر (۱۸) در منثور: ١٥٤/٢ (١٩) تفسیر بن کثیر

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَنْفَالِ

یہ باب ہے سورۂ انفال کی تفسیر کے بیان میں

٣٢١٢ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ

لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ جِئْتُ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ شَفٰى صَدْرِىْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَوْ نَحْوَ هٰذَا هَبْ لِىْ هٰذَا السَّيْفَ فَقَالَ هٰذَا لَيْسَ لِىْ وَلَا لَكَ فَقُلْتُ عَسٰى اَنْ يُّعْطٰى هٰذَا مَنْ لَا يُبْلٰى بَلَائِىْ فَجَاءَ نِى الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّكَ سَاَلْتَنِىْ وَلَيْسَ لِىْ وَاِنَّهٗ قَدْ صَارَ لِىْ وَهُوَ لَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكٌ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ اَيْضًا وَفِى الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. (ص۱۳۸، س۲۷)

ترجمہ: ''حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع پر میں تلوار لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ: اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے میرا سینہ ٹھنڈا کر دیا۔ یا اسی طرح کچھ کہا۔ یہ تلوار مجھے دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ میرا حق ہے نہ تمہارا۔ میں نے دل میں سوچا ایسا نہ ہو کہ یہ ایسے شخص کو مل جائے جو مجھ جیسی آزمائش میں نہ ڈالا گیا ہو۔ پھر میرے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا اور کہا کہ تم نے مجھ سے یہ تلوار مانگی تھی اس وقت یہ میری نہیں تھی۔ لیکن اب میری ہوگئی ہے۔ لہٰذا یہ تمہاری ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ...... الآية'' (تجھ سے غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں۔ کہہ دے کہ غنیمت کا مال اللہ تعالیٰ اور رسول کا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ الانفال: آیت ۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو سماک بھی مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں اور اس باب میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مذکور ہے۔''

۳۲۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ الْيَمَامِىُّ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ نَا اَبُوْ زُمَيْلٍ ثَنِىْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثَنِىْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ نَظَرَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَهُمْ اَلْفٌ وَاَصْحَابُهٗ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَاسْتَقْبَلَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّيَدَيْهِ وَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْلِىْ مَا وَعَدْتَّنِىْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِى الْاَرْضِ فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهٖ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاءُهٗ مِنْ مَنْكِبَيْهِ فَاَتَاهُ اَبُوْبَكْرٍ فَاَخَذَ رِدَاءَهٗ فَاَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهٗ مِنْ وَرَآئِهٖ وَقَالَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ كَفَاكَ مُنَا شَدَتُكَ رَبَّكَ فَاِنَّهٗ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَ فَاَمَدَّ هُمُ اللّٰهُ بِالْمَلَائِكَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ اَبِىْ زُمَيْلٍ وَاَبُوْ زُمَيْلٍ اِسْمُهٗ سِمَاكُ الْحَنَفِىُّ قَالَ وَاِنَّمَا كَانَ هٰذَا يَوْمَ بَدْرٍ. (ص۱۳۹، س۱)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لشکر کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار کی

تعداد میں تھے جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ تین سو اور چند آدمی تھے۔ پھر آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کو پکارنے لگے: اے اللہ تعالیٰ اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو اس زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ اتنی دیر تک قبلہ رخ ہو کر ہاتھ پھیلائے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے کہ آپ ﷺ کی چادر کندھوں سے گر گئی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور چادر اٹھا کر کندھوں پر ڈال دی پھر پیچھے سے آپ ﷺ کو لپٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے نبی اپنے رب سے کافی مناجات ہو چکی۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ ...... الآیۃ" (جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے جواب میں فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لئے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔ الانفال آیت: ۹) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی فرشتوں سے مدد کی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عکرمہ بن عمار کی ابوزمیل سے روایت جانتے ہیں۔ ابوزمیل کا نام سماک حنفی ہے۔ یہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔"

۳۲۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَدْرٍ قِیْلَ لَهٗ عَلَیْكَ الْعِیْرَ لَیْسَ دُوْنَهَا شَیْءٌ قَالَ فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ وَهُوَ فِیْ وَثَاقِهٖ لَا یَصْلُحُ وَقَالَ لِاَنَّ اللّٰهَ وَعَدَكَ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ وَقَدْ اَعْطَاكَ مَا وَعَدَكَ قَالَ صَدَقْتَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۳۹، س۷)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اب قافلے کے پیچھے چلتے ہیں۔ وہاں اس قافلے کے علاوہ کوئی (لڑنے والا) نہیں راوی کہتے ہیں کہ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ عرض کیا کہ یہ صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا تھا اور اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ (یعنی عباس رضی اللہ عنہ) نے سچ کہا۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

۳۲۱۵ - حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ وَکِیْعٍ نَا ابْنُ نُمَیْرٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیَّ اَمَانَیْنِ لِاُمَّتِیْ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ فَاِذَا مَضَیْتُ تَرَکْتُ فِیْهِمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَاِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ. (ص۱۳۹، س۱۰)

ترجمہ: ''حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو امن (والی آیات) اتاریں۔ ① ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ...... الاية اور وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ'' تک (اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ انہیں تیرے ہوتے ہوئے عذاب دے) ② اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب کرنے والا نہیں ہے درآنحالیکہ وہ بخشش مانگتے ہوں۔ الانفال، آیت: ۳۳) پس جب میں (دنیا) سے چلا جاؤں گا تو ان میں استغفار کو قیامت تک کے لئے چھوڑ جاؤں گا۔ یہ حدیث غریب ہے اور اسمٰعیل بن ابراہیم بن مہاجر کو حدیث میں ضعیف کہا گیا ہے۔''

۳۲۱۶ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا وَكِيعٌ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ قَالَ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ سَيَفْتَحُ لَكُمُ الْاَرْضَ وَسَتُكْفَوْنَ الْمُؤْنَةَ فَلَا يَعْجِزَنَّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بَاَسْهُمِهٖ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَحَدِيْثُ وَكِيعٍ اَصَحُّ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ لَمْ يُدْرِكْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَاَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ. (ص۱۳۹، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ آیت پڑھی ''وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ...... الآية'' (اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ (سپاہیانہ) قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کر سکو، سو تیار رکھو۔ الانفال آیت: ۶۰) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: جان لو کہ قوت سے مراد تیر چلانا ہے۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر فتوحات عطا کرے گا۔ پھر تم لوگ محنت ومشقت سے محفوظ رہو گے۔ لہٰذا تیراندازی میں سستی نہ کرنا۔ بعض راوی یہ حدیث اسامہ بن زید سے وہ صالح بن کیسان سے اور وہ عقبہ بن عامر سے نقل کرتے ہیں۔ اور وکیع والی روایت زیادہ صحیح ہے۔ صالح بن کیسان نے عقبہ بن عامر کو نہیں پایا۔ البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔''

۳۲۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنِیْ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ سُوْدِ الرُّءُوْسِ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِنَ السَّمَاءِ فَتَاْكُلُهَا قَالَ سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ فَمَنْ يَّقُوْلُ هٰذَا اِلَّا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْاٰنَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَقَعُوْا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ لَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَوْ لَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۳۹، س۱۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے کسی انسان کے لئے مال غنیمت

حلال نہیں کیا گیا۔ اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ آسمان سے آگ آتی اور اسے کھا جاتی۔ سلیمان اعمش کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ بات کون کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ غزوۂ بدر کے موقع پر وہ لوگ مال غنیمت حلال ہونے سے پہلے ہی اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "لَوْ لَا كِتَابٌ ...... عَظِيْمٌ" (اگر نہ ہوتی ایک بات جس کو لکھ چکا اللہ تعالیٰ پہلے سے تم کو پہنچتا اس کے لینے میں بڑا عذاب ...... (الانفال آیت: ۶۸) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۲۱۸ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَجِيْءَ بِالْاُسَارٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِىْ هٰؤُلَاءِ الْاُسَارٰى فَذَكَرَ فِى الْحَدِيْثِ قِصَّةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفَلِتَنَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اِلَّا بِفِدَاءٍ اَوْ ضَرْبِ عُنُقٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ الْاِسْلَامَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَا رَاَيْتُنِىْ فِىْ يَوْمٍ اَخْوَفَ اَنْ تَقَعَ عَلَىَّ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ مِنِّىْ فِىْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ حَتّٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ قَالَ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِقَوْلِ عُمَرَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ. (ص۱۳۹، س۱۸)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع پر قیدیوں کو لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ تم لوگوں کی ان کے متعلق کیا رائے ہے؟ پھر اس حدیث میں طویل قصہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی بھی فدیہ دیئے بغیر یا گردن دیئے بغیر نہیں چھوٹ سکے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سہیل بن بیضاء کے علاوہ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہ اسلام کو یاد کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود کو اس دن سے زیادہ کسی دن خوف میں مبتلا نہیں دیکھا کہ خواہ مجھ پر آسمان سے پتھر برسنے لگیں۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سہیل بن بیضاء کے علاوہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوا "مَا كَانَ لِنَبِيٍّ ......الآیۃ" (نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے ہاں رکھے قیدیوں کو، جب تک خوب خونریزی نہ کرلے ملک میں، تم چاہتے ہو اسباب دنیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں چاہئے آخرت اور اللہ تعالیٰ زور آور ہے حکمت والا۔ الانفال: آیت ۶۷) یہ حدیث حسن ہے اور ابو عبیدہ بن عبداللہ کا ان کے والد سے سماع ثابت نہیں۔"

سورت انفال مدنی ہے۔

اس سورت میں ۷۵ یا ۷۶ یا ۷۷ آیات اور دس رکوع ہیں۔ اس میں کلمات کی تعداد ۱۶۳۱ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۶۲۹۴ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ قَدْ شَفٰى صَدْرِىْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ: (ص۱۳۸، س۲۷) (اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے میرا سینہ ٹھنڈا کر دیا۔)

حدیث بالا میں سورت الانفال کی ابتدائی آیت کا شان نزول ہے جس کا تعلق غزوۂ بدر کے ساتھ ہے۔ غزوۂ بدر جو اسلام کا سب سے پہلا معرکہ تھا اس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ مال غنیمت کے تقسیم میں کچھ اختلاف ہوا جو حدیث بالا سے بھی معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے سورت الانفال کی ابتدائی آیت نازل فرما کر مال غنیمت کو آپ ﷺ کے سپرد کر دیا اور پھر آپ ﷺ نے تمام حاضرین بدر میں اس کو برابر برابر تقسیم فرما دیا۔[1]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ......نَظَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ: (ص۱۳۹، س۱) (نبی ﷺ نے کفار کے لشکر کی طرف دیکھا تو وہ۔)

دوسری روایت میں اس کی وضاحت اس طرح ہے۔ "فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَر رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ."[2]

اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْلِىْ مَا وَعَدْتَنِىْ: (ص۱۳۹، س۳) (اے اللہ تعالیٰ پورا کر دے میرے لیے جو آپ نے وعدہ فرمایا۔)

سُوال: جب اللہ تعالیٰ نے فتح کا وعدہ فرمایا تھا تو اس موقع پر آپ ﷺ پریشان کیوں تھے؟

جَواب: ① بندہ اسی کو کہتے ہیں جو ہر حال میں اور ہر معاملہ میں رجوع اور دعا اللہ تعالیٰ سے کرتا رہے اگرچہ اس کو اپنے مقصد کے حاصل ہونے کا یقین بھی ہو۔

جَواب: ② جو آدمی جتنا قرب الٰہی کے درجہ پر ہوتا ہے اتنا ہی خوف الٰہی اس میں ہوتا ہے اس لئے بدر کے موقع پر بھی آپ ﷺ دعا کر رہے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سستی کی وجہ سے فتح آنے میں کوئی شی رکاوٹ بن جائے۔

جَواب: ③ اللہ تعالیٰ نے فتح کا وعدہ تو فرمایا ہے مگر اس کا وقت معین نہیں فرمایا تھا۔ آپ ﷺ اس فتح کی جلدی تعمیل چاہتے تھے۔

جَواب: ④ آپ ﷺ کا دعا کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل کو تقویت پہنچانے اور ان کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے تھا کہ آپ ﷺ دعا فرما رہے ہیں آپ ﷺ کی دعا ضرور قبول ہوگی اس لئے خوب حوصلہ سے جنگ کی جائے۔ فتح عنقریب ہمارے قدم چومے گی۔[3]

فَاَتَاهُ اَبُوْ بَكْرٍ: (ص۱۳۹، س۴) (آپ ﷺ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔)

اس وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر توکل پر تھی اور آپ ﷺ مقام عجز اور عبدیت پر تھے۔[4]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ......مِنْ بَدْرٍ قِيلَ لَهُ عَلَيْكَ الْعِيرَ: (ص۱۳۹، س۷) (جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اب قافلے کے پیچھے چلتے ہیں۔)

یہ حدیث قرآن کی آیت ﴿ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ ﴾[5] (اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں ایک کا وعدہ کرتا تھا۔)

اس آیت اور حدیث کا تعلق بھی غزوۂ بدر کے ساتھ ہی ہے محدثین اس کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ آرہا ہے مسلمانوں کی جماعت اس کے لئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئی جب قریش کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے تجارتی قافلہ کی حفاظت کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ اب مسلمانوں کے سامنے دو جماعتیں تھیں ایک تجارتی قافلہ جس کو حدیث بالا میں "عیر" سے تعبیر کیا گیا دوسرے مسلح فوج جو مکہ سے اس تجارتی قافلہ کی حفاظت کے لئے نکلی تھی اس کو دوسری حدیث میں نفیر فرمایا گیا ہے۔

مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعہ وعدہ فرمایا تھا کہ دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت پر تمہارا قبضہ ہوگا مگر وہ جماعت متعین نہیں فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ صحابہ کی تمنا یہ ہوئی کہ مسلح فوج پر قبضہ ہو، تا کہ حق کا حق ہونا واضح ہو جائے اور کافروں کی جڑ کٹ جائے۔ اس کے مقابل میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تمنا یہ ہوئی کہ تجارتی قافلہ پر قبضہ ہو جائے تا کہ کچھ مال حاصل ہو جائے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی رائے کو پسند فرمایا جو مسلح فوج پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: ﴿أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ أَمَانَيْنِ لِأُمَّتِي﴾[6] (ص۱۳۹، س۱۰) (اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے۔) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو قانون بیان فرمائے ہیں۔

پہلا قانون: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ: (ص۱۳۹، س۱۱) (اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لیے امن (والی آیات) اتاریں۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب نازل نہیں فرمایا یہی بات تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ہوئی کہ جس بستی میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی موجود ہوتا تو اس قوم پر عذاب نازل نہیں ہوتا جب تک مجرموں کے درمیان سے اپنے نبی کو نہ نکال لیتے جیسے حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط علیہم السلام وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب تک مکہ مکرمہ میں رہے مکہ والوں پر عذاب نہیں آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو غزوۂ بدر میں ستر مشرکین مارے گئے۔[7]

دوسرا قانون: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾﴾[8] (ص۱۳۹، س۱۲) (اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔) حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بن عبید سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب تک اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے گا عذاب سے محفوظ رہے گا۔[9]

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم﴾[10] (ص۱۳۹، س۱۲) (تم ان کے مقابلہ کے لیے اپنی

طاقت بھر قوت کی تیاری کرو۔)

اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ: اس جملے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی آیت ﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم﴾ کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ (۱۱)

مفسرین فرماتے ہیں کہ قوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آدمی لڑائی میں طاقت حاصل کرسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں نیزے سب سے زیادہ طاقت اور قوت کا ذریعہ تھے اور دوسرے زمانے میں اس کے علاوہ ہتھیار بھی قوت کا باعث ہیں۔ (۱۲)

اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ: (ص۱۳۹، س۱۴) (قوت سے مراد تیر چلانا ہے۔) تکرار لائے کیونکہ تیر آلۂ جہاد بھی ہے اور اس کا چلانا بھی آسان تر ہے۔ (۱۳)

سَيُفْتَحُ لَكُمُ الْاَرْضُ: (ص۱۳۹، س۱۴) (اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر فتوحات عطا کرے گا۔) ارض سے مراد ملک روم ہے جیسے کہ دوسری روایت میں آتا ہے کہ "سَتُفْتَحُ لَكُمُ الرُّوْمُ"۔ (۱۴)

اَنْ يَّلْهُوَ بَاَسْهُمِهٖ: (ص۱۳۹، س۱۵) (لہٰذا تیر اندازی میں سستی نہ کرنا۔) یہاں پر تیر اندازی کرنے کو کھیل سے تعبیر کرنے کی وجہ علماء یہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھنے کے لحاظ سے یہ کھیل ہی معلوم ہوتا ہے اس لئے اس کو کھیل کہہ دیا گیا۔

یا کھیل کہہ کر تیر اندازی کرنے کی طرف ترغیب دی گئی ہے کہ کھیل کی طرف آدمی کی طبیعت جلدی راغب ہو جاتی ہے۔ (۱۵)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... قَالَ لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ: (ص۱۳۹، س۱۶) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے کسی انسان کے لیے مال غنیمت حلال نہیں کیا گیا۔)

﴿لَّوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ﴾ (۱۶) (ص۱۳۹، س۱۸) (اگر پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔) اس آیت کریمہ کا تعلق اس غزوۂ بدر کے ساتھ ہے۔

اس کا ایک مطلب حدیث بالا میں بیان ہو رہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب لوح محفوظ میں یہ نہ لکھا ہوا ہوتا کہ مال غنیمت امت مسلمہ کے لئے حلال ہے تو قیدیوں کے فدیہ لینے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوجاتا یہی بات حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہم، سعید بن جبیر، عطاء، حسن بصری، قتادہ، اعمش رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اکابر سے نقل کی گئی ہے۔ (۱۷)

دوسرا مطلب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی معاملے میں واضح حکم نازل نہیں ہوتا اس وقت تک عمل نہ کرنے کی وجہ سے عذاب نازل نہیں ہوتا۔ قیدیوں سے فدیہ لینے کی ممانعت بیان نہیں ہوئی تھی اس لئے عذاب نازل نہیں ہوا۔ (۱۸)

تیسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اہل بدر کی مغفرت کردی گئی ہے اس لئے ان پر عذاب نازل نہیں ہوا۔[(۱۹)]

حَدَّثنا هَنَّادٌ نا:

فِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ: (ص۱۳۹، س۲۰)[(۲۰)] جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بھی غزوۂ بدر کے متعلق ہے بات یہ ہوئی کہ غزوۂ بدر میں ستر کافروں کو قید کر کے جب مدینہ منورہ لایا گیا تو اس پر مشورہ یہ ہوا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی آراء مختلف تھیں مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ان سب کی گردنیں ماردی جائے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ان کو آگ میں جلا دیا جائے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ان سب کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے (امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قبول اسلام کی توفیق عطا فرمادے اور مسلمانوں کی ضروریات بھی پوری ہو جائیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق فیصلہ فرمادیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو فدیہ لے کر چھوڑنا ناپسند ہوا اور قرآن کی آیت ﴿ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ ﴾[(۲۱)] (نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہئیں جب تک ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے۔) نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا جارہا ہے ان کو قتل کرنا چاہئے تھا تاکہ کفار کی طاقت ٹوٹ جاتی۔

قرآن کی آیت میں ﴿ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ﴾ فرمایا جارہا ہے یثخن یہ اثخان سے ہے لغت میں کسی کی قوت کو توڑنے میں مبالغہ سے کام لینے کے آتے ہیں یہاں پر مزید مبالغہ کے لئے فی الارض کا بھی اضافہ ہے کہ دشمن کی طاقت کو بالکل خاک میں ملادے۔[(۲۲)]

تخریج حدیث:

٣٢١٢ - أخرجه مسلم: كتاب الجهاد والسير: باب: الأنفال، حديث (٣٣، ٣٤، ١٧٤٨)، (١٨٧٧/٤): كتاب فضائل الصحابة: باب: فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، حديث (٤٣، ٢٤١٣/٤٤)، وأحمد (١٨١/١، ١٨٥)، وابن حميد ص (٧٤)، حديث (١٣٢).

٣٢١٣ - أخرجه أحمد (٢٢٨/١، ٣١٤، ٣٢٦).

٣٢١٤ - أخرجه مسلم: كتاب الجهاد والسير: باب: الإمداد بالملائكة من غزوة بدر وإباحة الغنائم، حديث (١٧٦٣/٥٨)، وأبوداود: كتاب الجهاد: باب: في فداء الأسير بالمال، حديث (٢٦٩٠)، وأحمد (٣٠/١، ٣٢)، وعبد بن حميد ص (٤١)، حديث (٣١).

٣٢١٥ - تفرد به الترمذي في ((تحفة الأشراف)) (٤٥٨/٦)، حديث (١٩٠٩).

٣٢١٦ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٣٢٥/٧)، حديث (٩٩٧٥).

٣٢١٧ - تفرد به الترمذي.

٣٢١٨ - تقدم تخريجه.

(۱) تفسیر ابن کثیر، مظهری (۲) مسلم شریف (۳) مظاهر حق: ٤٦٤/٥ (٤) کوکب الدری: ١٤٤/٤ (٥) سورت انفال: آیت ٧ (٦) سورت انفال آیت: ٣٣ (٧) ابن کثیر: ٣٠٣/٢ (٨) سورت الانفال آیت: ٣٣ (٩) ابن کثیر: ٣٠٥/٢ (١٠) سورت الانفال آیت: ٦٠ (١١) سورت الانفال آیت: ٦٠ (١٢) مظاهر حق: ٧٦٣/٣، مرقاة: ٣١٣/٧ (١٣) تعليق الصبيح: ٢٤٩/٤ (١٤) مسلم (١٥) مظاهر حق: ٧٦٤/٣، مرقاة: ٣١٣/٧ (١٦) سورة انفال: آیت ٦٨ (١٧) ابن کثیر (١٨) روح المعانی: ٣٤/٦ (١٩) روح المعانی: ٣٤/٦ (٢٠) یہ پورا واقعہ ابواب الجهاد

باب مشورہ میں موجود ہے۔(۲۱) سورت انفال: آیت ٦٧ (٢٢) معارف القرآن: ٢٨٤/٤

وَمِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَه
تفسیر سورۃ التوبہ

۳۲۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ قَالُوْا نَا عَوْفُ بْنُ اَبِىْ جَمِيْلَةَ ثَنِىْ يَزِيْدُ الْفَارِسِىُّ ثَنِى ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَا حَمَلَكُمْ اَنْ عَمَدْتُمْ اِلَى الْاَنْفَالِ وَهِىَ مِنَ الْمَثَانِىْ وَاِلٰى بَرَاءَ ةٍ وَهِىَ مِنَ الْمِئِيْنَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوْا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُمُوْهَا فِى السَّبْعِ الطُّوَلِ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَاْتِىْ عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْئُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ فِى السُّوْرَةِ الَّتِىْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا فَاِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِى السُّوْرَةِ الَّتِىْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ الْاَنْفَالُ مِنْ اَوَائِلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَ ةُ مِنْ اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةً بِقِصَّتِهَا فَظَنَنْتُ اَنَّهَا مِنْهَا فَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا اَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ اَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُهَا فِى السَّبْعِ الطُّوَلِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَوْفٍ عَنْ يَزِيْدَ الْفَارِسِىِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيَزِيْدُ الْفَارِسِىُّ هُوَ مِنَ التَّابِعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَيَزِيْدُ بْنُ اَبَانِ الرَّقَاشِىُّ هُوَ مِنَ التَّابِعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَهُوَ اَصْغَرُ مِنْ يَزِيْدَ الْفَارِسِىِّ وَيَزِيْدُ الرَّقَاشِىُّ اِنَّمَا يَرْوِىْ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. (ص۱۳۹، س۲۳)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۂ انفال (جوکہ مثانی میں سے ہے) کوسورۂ براءۃ سے متصل کر دیا ہے جو کہ مئین میں سے ہے اور ان کے درمیان ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' بھی نہیں لکھی۔ پھر تم نے انہیں سبع طوال میں لکھ دیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب زمانہ گذشتہ اور گنتی کی سورتیں نازل ہوئیں تو جب کوئی چیز نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبوں میں سے کسی کو بلاتے اور اسے کہتے کہ یہ آیات اس سورت میں لکھو، جس میں ایسے ایسے مذکور ہے۔ پھر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں لکھو۔ چنانچہ سورۂ انفال مدینے میں شروع ہی کے ایام میں نازل ہوئی اور سورۂ براءۃ آخری سورتوں میں سے ہے اور اس کا مضمون اس سے مشابہ ہے۔ چنانچہ میں نے

گمان کیا کہ یہ اسی کا حصہ ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ نے وفات تک ہمیں اس کے متعلق نہیں بتایا کہ یہ اس کا حصہ ہے لہٰذا میں نے ان دونوں کو ملا دیا اور ان کے درمیان ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' نہیں لکھی اور اسی وجہ سے انہیں سبع طوال میں لکھا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عوف رضی اللہ عنہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ وہ یزید فارسی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور یزید تابعی ہیں اور بصری ہیں۔ نیز یزید بن ابان رقاشی بصری بھی تابعی ہیں اور یزید فارسی سے چھوٹے ہیں۔ یزید رقاشی، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔''

۳۲۲۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ قَالَ ثَنِیْ اَبِیْ اَنَّهٗ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ اَیُّ يَوْمٍ اَحْرَمُ اَیُّ يَوْمٍ اَحْرَمُ اَیُّ يَوْمٍ اَحْرَمُ قَالَ فَقَالَ النَّاسُ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِ كُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِ كُمْ هٰذَا اَلَا لَا يَجْنِیْ جَانٍ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ وَلَا يَجْنِیْ وَالِدٌ عَلٰى وَلَدِهٖ وَلَا وَلَدٌ عَلٰى وَالِدِهٖ اَلَا اِنَّ الْمُسْلِمَ اَخُو الْمُسْلِمِ فَلَيْسَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ مِّنْ اَخِيْهِ شَیْءٌ اِلَّا مَا اَحَلَّ مِنْ نَفْسِهٖ اَلَا وَاِنَّ كُلَّ رِبًا فِی الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ لَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ غَيْرَ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ اَلَا وَاِنَّ كُلَّ دَمٍ كَانَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِیْ بَنِیْ لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اَلَا وَاِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَاْذَنَّ فِیْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَا وَاِنَّ حَقَّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِیْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ غَرْقَدَةَ. (ص۱۳۹، س۳۲)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد نصیحت کی پھر خطبہ دیا اور فرمایا: کون سا دن ہے جس کی حرمت میں تم لوگوں کے سامنے بیان کر رہا ہوں؟ (آپ نے تین مرتبہ یہی سوال کیا) لوگوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کا یہ دن تمہارے اس شہر اور اس مہینے میں۔ جان لو کہ ہر جرم کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے کوئی باپ اپنے بیٹے کے جرم کا

اور کوئی بیٹا اپنے باپ کے جرم کا ذمہ دار نہیں ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے کسی بھائی کی کوئی چیز حلال سمجھے۔ جان لو کہ زمانہ جاہلیت کے سب سود باطل ہیں۔ اور صرف اصل مال ہی حلال ہے۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ ہاں البتہ عباس بن عبدالمطلب کا سود اور اصل دونوں معاف ہیں۔ پھر جان لو کہ زمانہ جاہلیت کا ہر خون معاف ہے۔ پہلا خون جسے ہم معاف کرتے اس کا قصاص نہیں لیتے حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے۔ وہ قبیلہ بنولیث کے پاس رضاعت (دودھ پینے) کے لئے بھیجے گئے تھے کہ انہیں ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ خبردار! عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ یہ تمہارے پاس قیدی ہیں تم ان کی کسی چیز کی ملکیت نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں تو تم انہیں اپنے بستروں سے الگ کر دو اور ہلکی مار، مارو کہ اس سے ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹنے پائے۔ پھر اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کریں تو ان کے خلاف بہانے تلاش نہ کرو۔ جان لو کہ جیسے تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اسی طرح ان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو تمہارے بستروں کے قریب نہ آنے دیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے بلکہ ایسے لوگوں کو بھی گھروں میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں جنہیں تم اچھا نہیں سمجھتے۔ اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ ان کے کھانے اور پہننے کی چیزوں میں ان سے اچھا سلوک کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے ابوالاحوص رضی اللہ عنہ، شبیب بن غرقدہ سے روایت کرتے ہیں۔''

۳۲۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ نَا اَبِیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ فَقَالَ يَوْمُ النَّحْرِ. (ص۱۴۰، س۹)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج اکبر کے متعلق پوچھا کہ یہ کس دن ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نحر (قربانی) کے دن یعنی دس ذوالحجہ کو۔''

۳۲۲۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ لِاَنَّهٗ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ مَوْقُوْفًا وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهٗ اِلَّا مَا رُوِیَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ. (ص۱۴۰، س۱۰)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ یہ کئی سندوں سے ابواسحٰق سے منقول ہے، وہ حارث سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ محمد بن اسحٰق کے علاوہ کسی نے اسے مرفوع کیا ہو۔''

۳۲۲۳ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الصَّمَدِ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ

اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَرَاءَ ةَ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يُبَلِّغَ هٰذَا اِلَّا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِيْ فَدَعَا عَلِيًّا فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ.

(ص۱٤۰، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ براءت کے چند کلمات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے کر بھیجا کہ ان کا اعلان کر دیں۔ پھر انہیں بلایا اور فرمایا کہ میرے اہل میں سے ایک شخص کے علاوہ کسی کو زیب نہیں دیتا کہ اسے پہنچائے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں (یہ سورۃ) دی۔ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔''

۳۲۲٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ نَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ نَا سُفْيَانُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ وَاَمَرَهُ اَنْ يُّنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ثُمَّ اَتْبَعَهُ عَلِيًّا فَبَيْنَا اَبُوْبَكْرٍ فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ اِذْ سَمِعَ رُغَاءَ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَصْوٰى فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ فَزِعًا فَظَنَّ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَدَفَعَ اِلَيْهِ كِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يُّنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَانْطَلَقَا فَحَجَّا فَقَامَ عَلِيٌّ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ فَنَادٰى ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ بَرِيْئَةٌ مِنْ كُلِّ مُشْرِكٍ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَكَانَ عَلِيٌّ يُنَادِيْ فَاِذَا عَيِيَ قَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَادٰى بِهَا وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱٤۰، س۱٤)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورۂ براءت کے کلمات دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ (حج) کے موقع پر ان کلمات کو پڑھ کر لوگوں کو سنا دیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا۔ ابھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، راستے ہی میں تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی تو یہ سمجھ کر اچانک نکلے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ لیکن دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیا۔ اس میں حکم تھا کہ ان کلمات کا اعلان علی رضی اللہ عنہ کریں۔ پھر وہ دونوں نکلے اور حج کیا۔ ایام تشریق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اعلان کیا کہ ہر مشرک سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بری الذمہ ہیں اور تمہارے لئے چار ماہ کی مدت ہے کہ اس مدت میں اس زمین پر گھوم لو۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی شخص عریاں ہو کر بیت اللہ تعالیٰ کا طواف کرے اور جنت میں صرف مؤمنین ہی داخل ہوں

گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا اعلان کرتے اور جب تھک جاتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کا اعلان کرنے لگتے۔ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے حسن غریب ہے۔''

۳۲۲۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ زَیْدِ بْنِ یُثَیْعٍ قَالَ سَاَلْنَا عَلِیًّا بِاَیِّ شَیْءٍ بُعِثْتَ فِی الْحَجَّةِ قَالَ بُعِثْتُ بِاَرْبَعٍ اَنْ لَا یَطُوْفَنَّ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ وَمَنْ کَانَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ اِلٰی مُدَّتِهٖ وَمَنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ عَهْدٌ فَاَجَلُهُ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ وَلَا یَجْتَمِعُ الْمُشْرِکُوْنَ وَالْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا. هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَهُوَ حَدِیْثُ ابْنِ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ وَرَوَاهُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ عَنْ عَلِیٍّ وَفِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ. (ص۱٤۰، س۱۹)

ترجمہ: ''حضرت زید بن یثیع کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا اعلان کرنے کا حکم دے کر حج میں بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ چار چیزوں کا۔ ① کوئی شخص ننگا ہوکر بیت اللہ تعالیٰ کا طواف نہ کرے۔ ② جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو وہ مدت معینہ تک قائم رہے گا۔ اور اگر کوئی مدت معین نہیں تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ ③ یہ کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوں گے۔ ④ یہ کہ مسلمان اور مشرک اس سال (حج) میں جمع نہیں ہوں گے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ بواسطہ ابن عیینہ، ابواسحٰق کی روایت ہے۔ سفیان ثوری کے بعض ساتھی اس حدیث کو علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور وہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔''

۳۲۲٦ - حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ نَا رِشْدِیْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْهَیْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْاِیْمَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ. (ص۱٤۰، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں مسجد آنے کی عادت دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ ...... الآیة'' (اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ سورہ توبہ: آیت ۱۸)۔''

۳۲۲۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِی الْهَیْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ یَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَاَبُو الْهَیْثَمِ اسْمُهُ سُلَیْمَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِالْعُتْوَارِیُّ وَکَانَ یَتِیْمًا فِیْ حَجْرِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ.

(ص۱٤۰، س۲٤)

ترجمہ: ''ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن وہب سے وہ عمرو بن حارث سے وہ دراج سے وہ ابوہیثم سے وہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ لیکن اس کے الفاظ ''يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ'' ہیں یعنی مسجد میں آنے کا خیال رکھنا اور حاضر ہونا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابوہیثم کا نام سلیمان بن عمرو بن عبدالعتواری ہے اور سلیمان یتیم تھے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان کی پرورش کی۔''

۳۲۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ اُنْزِلَتْ فِى الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا اَىُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهٗ فَقَالَ اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّقَلْبٌ شَاكِرٌ وَّ زَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ سَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ فَقُلْتُ لَهٗ سَالِمُ بْنُ اَبِى الْجَعْدِ سَمِعَ مِنْ ثَوْبَانَ فَقَالَ لَا قُلْتُ لَهٗ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعَ مِنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَكَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ص۱٤۰، س۲٦)

ترجمہ: ''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ''وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ ...... الآية'' (یعنی جو لوگ چاندی اور سونے کو جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے التوبہ: آیت ۳۴) نازل ہوئی تو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ سونے اور چاندی کو جمع کرنے کی تو مذمت آگئی ہے اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ کون سا مال بہتر ہے تو وہی جمع کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین مال اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور مؤمن بیوی ہے جو اسے اس کے ایمان میں مدد دے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالم بن ابی جعد کو ثوبان سے سماع نہیں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کسی اور صحابی سے سماع ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں جابر بن عبداللہ اور انس رضی اللہ عنہما اور پھر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا۔''

۳۲۲۹ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِىُّ نَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ غُطَيْفِ بْنِ اَعْيَنَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَدِىِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ عُنُقِىْ صَلِيْبٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا عَدِىُّ اطْرَحْ عَنْكَ هٰذَا الْوَثَنَ وَسَمِعْتُهٗ يَقْرَاُ فِىْ سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ اتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالسَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ وَغُطَيْفُ بْنُ

اَعْيَنَ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ فِي الْحَدِيْثِ. (ص۱۴۰، س۳۰)

ترجمہ: ''حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے گلے میں سونے کی صلیب تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدی اس بت کو اپنے سے دور کر دو پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ براءۃ کی یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا ''اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ ...... الآیة'' (انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا خدا بنا لیا ہے۔ التوبہ: آیت ۳۱) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن اگر وہ (علماء اور درویش) ان کے لئے کوئی چیز حلال قرار دیتے تو وہ بھی اسے حلال سمجھتے اور اگر کسی شئ کو حرام قرار دیتے تو اسے حرام سمجھتے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالسلام بن حرب کی روایت سے جانتے ہیں اور غطیف بن اعین غیر مشہور فی الحدیث ہیں۔''

۳۲۳۰ - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ الْبَغْدَادِيُّ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ اَنَا هَمَّامٌ اَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ حَدَّثَهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ يَنْظُرُ اِلٰي قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاِثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ هَمَّامٍ وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ هَمَّامٍ نَحْوَ هٰذَا. (ص۱۴۰، س۳۴)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ میں نے غار (ثور) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر ان کفار میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا گمان کرتے ہو جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ہمام ہی سے منقول ہے۔ پھر اس حدیث کو حبان بن ہلال اور کئی حضرات ہمام سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔''

۳۲۳۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَقَامَ اِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ تَحَوَّلْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ صَدْرِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلٰى عَدُوِّ اللّٰهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا يَعُدُّ اَيَّامَهٗ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَسَّمُ حَتّٰى اِذَا اَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ اَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ اِنِّيْ قَدْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ قَدْ قِيْلَ لِيْ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ لَوْ اَعْلَمُ اَنِّيْ لَوْزِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ غُفِرَ لَهٗ لَزِدْتُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ وَمَشٰى مَعَهٗ فَقَامَ عَلٰى قَبْرِهٖ حَتّٰى فُرِغَ مِنْهُ قَالَ فَعَجَبٌ لِيْ وَجُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَوَاللّٰهِ مَا كَانَ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتْ هَاتَانِ الْاٰيَتَانِ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ فَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهٗ عَلٰى مُنَافِقٍ وَلَا قَامَ عَلٰى قَبْرِهٖ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۴۱، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی (منافقوں کا سردار) مرا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ کے لئے بلایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ: اللہ تعالیٰ کا دشمن عبداللہ بن ابی جس نے فلاں دن اس، اس طرح کہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی گستاخیوں کے دن گن گن کر بیان کرنے لگے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہے پھر جب میں نے بہت کچھ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ مجھے۔ اختیار دیا گیا ہے لہٰذا میں نے اختیار کیا ہے۔ مجھے کہا گیا ہے کہ ''اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ'' (تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ، اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ سورۂ توبہ آیت: ۸۰) اگر میرے ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے پر اسے معاف کر دیا جاتا تو یقیناً میں ایسا ہی کرتا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز پڑھی اور جنازہ کے ساتھ گئے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں ''وَلَا تُصَلِّ ...... الآیۃ'' (اور ان (منافقین) میں سے جو مر جائے کسی پر بھی نماز (جنازہ) نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو۔ بے شک انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مرے۔ سورۂ توبہ: آیت ۸۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک نہ کسی منافق کی نماز (جنازہ) پڑھی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔''

۳۲۳۲ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ اَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ اَبُوْهُ فَقَالَ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهٗ فَاَعْطَاهُ قَمِيْصَهٗ وَقَالَ اِذَا فَرَغْتُمْ فَاٰذِنُوْنِيْ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَ جَذَبَهٗ عُمَرُ وَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ نَهَى اللّٰهُ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ اَنَا بَيْنَ الْخِيَرَتَيْنِ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۴۱، س۹)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرا تو اس کے بیٹے عبداللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنا کرتہ مجھے عنایت کر دیجئے تا کہ میں اپنے باپ کو کفن دوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس

کی نماز جنازہ پڑھیں پھر اس کے لئے استغفار بھی کیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے قمیص دی اور فرمایا کہ جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے آگاہ کرنا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو کھینچ لیا اور عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں ان کے لئے استغفار کروں یا نہ کروں۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں "وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ ......" لہٰذا آپ ﷺ نے ان پر نماز (جنازہ) پڑھنی چھوڑ دی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

٣٢٣٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَّ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ تَمَارٰى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ وَقَالَ الْاٰخَرُ هُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مَسْجِدِيْ هٰذَا. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ رَوَاهُ اُنَيْسُ بْنُ اَبِيْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ. (ص١٤١، س١٢)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان اس بات پر بحث ہوگئی کہ جو مسجد پہلے دن سے تقویٰ پر بنائی گئی ہے وہ کون سی مسجد ہے۔ ایک نے کہا کہ مسجد قباء ہے اور دوسرا کہنے لگا کہ نہیں وہ مسجد نبوی ہے تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ میری یہ مسجد ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوسعید سے اس سند کے علاوہ بھی منقول ہے۔ انیس بن ابی یحییٰ اسے اپنے والد سے اور وہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔"

٣٢٣٤ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ نَا يُوْنُسُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ اَهْلِ قُبَاءَ فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ قَالَ كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْهِمْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

(ص١٤١، س١٥)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی "فِيْهِ رِجَالٌ ......" (اس میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔ سورۃ التوبۃ: آیت ۱۰۸) راوی کہتے ہیں کہ وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے چنانچہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اس باب میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، انس رضی اللہ عنہ اور محمد بن عبداللہ بن

سلام سے بھی روایت ہے۔''

۳۲۳۵ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى اِسْحَاقَ عَنْ اَبِى الْخَلِيْلِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلاً يَسْتَغْفِرُ لِاَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ لَهُ اَتَسْتَغْفِرُ لِاَبَوَيْكَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقَالَ اَوَ لَيْسَ اِسْتَغْفَرَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَفِى الْبَابِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ.

(ص۱٤۱، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اپنے مشرک والدین کے لئے استغفار کرتے ہوئے سنا تو کہا کہ تم اپنے والدین کے لئے استغفار کر رہے ہو درآنحالیکہ وہ مشرک تھے۔ اس نے جواب دیا کہ کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لئے استغفار نہیں کیا۔ جب میں نے یہ قصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ''مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ ......'' (پیغمبر اور مسلمانوں کو یہ بات مناسب نہیں کہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ التوبہ:۱۱۳) یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں حضرت سعید بن میّب بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔''

۳۲۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا حَتّٰى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوْكَ اِلَّا بَدْرًا وَلَمْ يُعَاتِبِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ اِنَّمَا خَرَجَ يُرِيْدُ الْعِيْرَ فَخَرَجَتْ قُرَيْشٌ مُغِيْثِيْنَ لِعِيْرِهِمْ فَالْتَقَوْا عَنْ غَيْرِ مَوْعِدٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَعَمْرِىْ اِنَّ اَشْرَفَ مَشَاهِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى النَّاسِ لَبَدْرٌ وَمَا اُحِبُّ اَنِّىْ كُنْتُ شَهِدْتُهَا مَكَانَ بَيْعَتِىْ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حَيْثُ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ لَمْ اَتَخَلَّفْ بَعْدُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوْكَ وَهِىَ اٰخِرُ غَزْوَةٍ غَزَاهَا وَاٰذَنَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِالرَّحِيْلِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ قَالَ فَانْطَلَقْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ فِى الْمَسْجِدِ وَحَوْلَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَهُوَ يَسْتَنِيْرُ كَاسْتِنَارَةِ الْقَمَرِ وَكَانَ اِذَا سُرَّ بِالْاَمْرِ اسْتَنَارَ فَجِئْتُ فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ بِخَيْرِ يَوْمٍ اَتٰى عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَمِنْ عِنْدِاللّٰهِ اَمْ مِنْ عِنْدِكَ فَقَالَ بَلْ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِىْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ حَتّٰى بَلَغَ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ قَالَ وَفِيْنَا اُنْزِلَتْ اَيْضًا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ

تَوْبَتِیْ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا وَاَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ کُلِّہٖ صَدَقَةً اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ عَلَیْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّكَ فَقُلْتُ فَاِنِّیْ اُمْسِكُ سَھْمِیَ الَّذِیْ بِخَیْبَرَ قَالَ فَمَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ نِعْمَةً بَعْدَ الْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ صِدْقِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ صَدَقْتُہٗ اَنَا وَصَاحِبَایَ وَلَا نَکُوْنُ کَذَبْنَا فَھَلَکْنَا کَمَا ھَلَکُوْا وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَا یَکُوْنَ اللّٰہُ اَبْلٰی اَحَدًا فِی الصِّدْقِ مِثْلَ الَّذِیْ اَبْلَانِیْ مَا تَعَمَّدْتُّ لِلْکَذِبَةِ بَعْدُ وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّحْفَظَنِیَ اللّٰہُ فِیْمَا بَقِیَ وَقَدْ رُوِیَ عَنِ الزُّھْرِیِّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِخِلَافِ ھٰذَا الْاِسْنَادِ قَدْ قِیْلَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ کَعْبٍ وَقَدْ قِیْلَ غَیْرُ ھٰذَا وَرَوٰی یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَاہُ حَدَّثَہٗ عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ. (ص۱۴۱، س۲۱)

ترجمہ: ”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک تک ہونے والی تمام جنگوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا سوائے غزوۂ بدر کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں شریک نہ ہونے والوں سے ناراض نہیں ہوئے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو محض ایک قافلے کی فریاد پر ان کی مدد کے لئے آگئے۔ چنانچہ دونوں لشکر بغیر کسی ارادے کے مقابلے پر آگئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: پھر فرمایا: میری جان کی قسم صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوات میں شرکت کی سب سے عمدہ جگہ بدر ہے۔ میں پسند نہیں کرتا کہ میں لیلۃ العقبہ کی جگہ جنگ بدر میں شریک ہوتا کیونکہ اس سے ہم اسلام پر مضبوط ہوگئے پھر اس کے بعد میں غزوۂ تبوک تک کسی جنگ میں پیچھے نہیں رہا اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری لڑائی ہے آپ نے لوگوں میں کوچ کا اعلان کرایا اور پھر راوی طویل حدیث نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں (غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد میری توبہ قبول ہونے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند ہی کی طرح چمک رہا تھا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک اسی طرح چمکنے لگتا تھا۔ میں آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعب بن مالک تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ آج کا دن تمہاری زندگی کے تمام دنوں میں سب سے بہتر ہے جب سے تمہیں تمہاری ماں نے جنا ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں ”لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ ......الآیة“ (اللہ تعالیٰ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے۔ پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی۔ بے شک وہ ان پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

التوبہ: ۱۱۷) کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی ''یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ...... الآیة'' (اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اور ہو ساتھ سچوں کے۔ التوبہ: آیت ۱۱۹) پھر کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تعالیٰ میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور میں اپنا پورا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ میں صدقے کے طور پر دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنے لئے غزوۂ خیبر میں سے ملنے والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بعد مجھ پر میرے نزدیک اس سے بڑا کوئی انعام نہیں کیا کہ میں نے اور میرے دونوں ساتھیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بولا۔ اور جھوٹ بول کر ان لوگوں کی طرح ہلاک نہیں ہوگئے۔ مجھے امید ہے کہ سچ بولنے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑھ کر کسی کی آزمائش نہیں کی۔ میں نے اس کے بعد کبھی جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ فرمائے گا۔ یہ حدیث اس سند کے علاوہ اور سند سے بھی زہری سے منقول ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک بھی اس حدیث کو اپنے والد سے اور وہ کعب سے نقل کرتے ہیں اور اس کی سند میں اور بھی نام ہیں۔ یونس بن زید یہ حدیث زہری سے وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کعب بن مالک سے یہ حدیث نقل کی ہے۔''

۳۲۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ قَالَ بَعَثَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ فَقَالَ اِنَّ عُمَرَ قَدْ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْيَمَامَةِ وَاِنِّيْ لَاَخْشٰى اَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبُ قُرْاٰنٌ كَثِيْرٌ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ عُمَرَ وَ رَاَيْتُ فِيْهِ الَّذِيْ رَاٰى قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّكَ شَابٌّ عَاقِلٌ لَانَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَوَ اللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَهُمَا صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْعُسُبِ وَاللِّخَافِ يَعْنِي الْحِجَارَةَ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ بَرَاءَ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۴۱، س۳۴)

ترجمہ: ''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل یمامہ کی لڑائی کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا۔ میں حاضر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی لڑائی میں قرآن کریم کے قاریوں کی بڑی تعداد شہید ہوگئی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر قاری اسی طرح قتل ہوئے تو امت کے ہاتھ سے بہت سا قرآن جاتا رہے گا۔ میرا خیال ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں وہ کام کیسے کروں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم اس میں خیر ہے وہ بار بار مجھ سے بحث کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس چیز کے لیے کھول دیا جس کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا تھا اور میں بھی یہ کام انہی کی طرح اہم سمجھنے لگا۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم ایک عقل مند نوجوان ہو اور ہم تمہیں کسی چیز میں متہم نہیں پاتے پھر تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بھی ہو۔ لہٰذا تم ہی یہ کام کرو۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو اس سے آسان ہوتا۔ میں نے کہا آپ کیوں ایسا کام کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم یہی بہتر ہے پھر وہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) مجھے سمجھاتے رہے یہاں تک کہ میں بھی یہی بہتر سمجھنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا جس کے لیے ان دونوں کا سینہ کھولا تھا۔ پھر میں قرآن جمع کرنے لگ گیا۔ چنانچہ میں قرآن کو چمڑے کے مختلف ٹکڑوں، کھجور کے پتوں اور لخاف یعنی پتھر وغیرہ سے جمع کرتا جن پر قرآن لکھا گیا تھا پھر اسی طرح میں لوگوں کے سینوں سے بھی قرآن جمع کرتا۔ یہاں تک کہ سورۂ براءۃ کا آخری حصہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے لیا۔ وہ یہ آیات ہیں ''لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ......'' (البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی سے رسول آیا ہے۔ اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے۔ مؤمنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو کہ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔) (سورۂ توبہ آیت: ۱۲۹) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۳/ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ حُذَيْفَةَ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ يُغَازِيْ اَهْلَ الشَّامِ فِيْ فَتْحِ اَرْمِيْنِيَّةَ وَاٰذَرْبِيْجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ رَاٰى حُذَيْفَةُ اِخْتِلَافَهُمْ فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ

يَّخْتَلِفُوْا فِى الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَاَرْسَلَ اِلٰى حَفْصَةَ اَنْ اَرْسِلِى اِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِى الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَيْكِ فَاَرْسَلَتْ حَفْصَةُ اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِالصُّحُفِ فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَسَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدِالرَّحْمَانِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنِ انْسَخُوا الصُّحُفَ فِى الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ حَتّٰى نَسَخُوا الصُّحُفَ فِى الْمَصَاحِفِ بَعَثَ عُثْمَانُ اِلٰى كُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِنْ تِلْكَ الْمَصَاحِفِ الَّتِى نَسَخُوْا قَالَ الزُّهْرِىُّ وَحَدَّثَنِىْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُّ اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ فَالْتَمَسْتُهَا فَوَجَدْتُّهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اَوْ اَبِىْ خُزَيْمَةَ فَاَلْحَقْتُهَا فِىْ سُوْرَتِهَا قَالَ الزُّهْرِىُّ فَاخْتَلَفُوْا يَوْمَئِذٍ فِى التَّابُوْتِ وَالتَّابُوْهِ فَقَالَ الْقُرَشِيُّوْنَ التَّابُوْتُ وَقَالَ زَيْدٌ اَلتَّابُوْهُ فَرُفِعَ اخْتِلَافُهُمْ اِلٰى عُثْمَانَ فَقَالَ اكْتُبُوْهُ التَّابُوْتَ فَاِنَّهٗ نَزَلَ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ قَالَ الزُّهْرِىُّ فَاَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَرِهَ لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ نَسْخَ الْمَصَاحِفِ وَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اُعْزَلُ عَنْ نَسْخِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ وَيَتَوَلَّاهَا رَجُلٌ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَسْلَمْتُ وَاِنَّهٗ لَفِىْ صُلْبِ رَجُلٍ كَافِرٍ يُرِيْدُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَلِذٰلِكَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ اكْتُمُوا الْمَصَاحِفَ الَّتِىْ عِنْدَكُمْ وَغُلُّوْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَالْقُوا اللّٰهَ بِالْمَصَاحِفِ قَالَ الزُّهْرِىُّ فَبَلَغَنِىْ اَنَّ ذٰلِكَ كَرِهَ مِنْ مَقَالَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رِجَالٌ مِنْ اَفَاضِلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهُوَ حَدِيْثُ الزُّهْرِىِّ وَلَا نَعْرِفُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهٖ." (ص۱٤۳، س۸)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ و اہل عراق کے ساتھ مل کر آذر بائیجان اور رمینیہ کی فتح میں اہل شام سے لڑ رہے تھے۔ پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان قرآن میں اختلاف دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس امت کی اس سے پہلے خبر لیجئے کہ یہ لوگ قرآن کے متعلق اختلاف کرنے لگیں جیسے کہ یہود و نصاری میں اختلاف ہوا۔ چنانچہ انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ انہیں مصحف بھیج دیں تاکہ اس سے دوسرے نسخوں میں نقل کیا جا سکے۔ پھر ہم آپ کو وہ مصحف واپس کر دیں گے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ مصحف انہیں بھیج دیا اور انہوں نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف آدمی بھیجا کہ اسے مصاحف میں نقل کرو۔ پھر تینوں قریشی حضرات سے فرمایا

اگر تم میں اور زید بن ثابت میں اختلاف ہو جائے تو پھر قریش کی زبان میں لکھو۔ کیونکہ یہ (قرآن) انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس مصحف کو کئی مصاحف میں نقل کر دیا اور پھر ہر علاقے میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ خارجہ بن زید نے مجھ سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ سورۂ احزاب کی یہ آیت گم ہوگئی جو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ ''مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا ......الآیۃ'' میں نے اسے تلاش کیا تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ یا ابوخزیمہ کے پاس سے مل گئی۔ چنانچہ میں نے اسے اس سورت کے ساتھ ملا دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ اس موقع پر ان لوگوں میں لفظ ''تابوت'' اور ''تابوہ'' میں بھی اختلاف ہوا۔ زید رضی اللہ عنہ ''تابوہ'' کہتے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا ''تابوت'' لکھو کیونکہ یہ قریش کی زبان میں اترا ہے۔ زہری عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو زید رضی اللہ عنہ کا قرآن لکھنا ناگوار گزرا انہوں نے فرمایا: مسلمانو! مجھے قرآن لکھنے سے معزول کیا جا رہا ہے اور ایسے شخص کو یہ کام سونپا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی قسم اس وقت کافر کی پیٹھ میں تھا جب میں اسلام لایا۔ (ان کی اس شخص سے مراد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں)۔ اس لئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اہل عراق تم اپنے قرآن چھپا لو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کوئی چیز چھپائے گا وہ قیامت کے دن اسے لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا۔ (لہٰذا تم اپنے مصاحف لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا) زہری کہتے ہیں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی ناگوار گزری۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف زہری کی روایت سے جانتے ہیں۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: اس سورت کو براءت اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں کفار سے براءت کا ذکر ہے اور اس سورت کو سورت توبہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں مسلمانوں کی توبہ کا ذکر ہے۔

یہ سورت مدنی ہے البتہ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (۱) مکی بتائی جاتی ہے۔ آیات کی تعداد اس سورت میں ۱۲۹ یا ۱۳۰ ہے۔ اور ۱۶ رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۴۸۹۰ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۱۰۴۷ ہے۔ (۲)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ......مَا حَمَلَكُمْ اَنْ عَمَدْتُمْ اِلَى الْاَنْفَالِ: (ص۱۳۹، س۲۴)

وَكَانَتِ الْاَنْفَالُ مِنْ اَوَائِلِ: (ص۱۳۹، س۲۹) علماء نے قرآن کی سورتوں کی تقسیم اس طرح کی ہے کہ سورت بقرہ سے سورت یونس تک کو طوال سبع کہتے ہیں کیونکہ یہ سورتیں لمبی سورتیں ہیں۔

سورت یونس سے سورت شعراء تک کو مئین کہتے ہیں کیونکہ ان سورتوں میں آیات کی مقدار سو سے زائد ہے سورت شعراء

سے سورت حجرات تک کو مثانی کہتے ہیں کیونکہ ان سورتوں میں قصے زیادہ ہیں سورت حجرات سے آخر تک کو مفصل کہتے ہیں پھر مفصل کی بھی تین قسمیں ہیں ① طوال ② اوساط ③ قصار۔ (۳)

حدیث بالا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سورت انفال مثانی میں سے ہے اور سورت براءت مئین میں سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کو طوال میں کیوں رکھ دیا اس کا جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ دیا کہ ان دونوں سورتوں میں مضمون ایک جیسا ہے اسی وجہ سے ان کے درمیان بسم اللہ...... بھی نہیں لکھی گئی مگر یہ دو سورتیں الگ لگ ہیں اس لئے ان کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا گیا ہے۔ (٤)

اس بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سورت انفال کی تلاوت کرتے ہوئے سورت براءت شروع کرے تو بسم اللہ نہ پڑھے کیونکہ سورت براءت کا مستقل سورت ہونا یقینی نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ سورت انفال کا ہی حصہ ہو۔

اگر سورت براءت سے تلاوت شروع کی ہے تو اب اعوذ باللہ...... پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں مگر بسم اللہ پڑھنے میں دو قول ہیں ایک قول کے مطابق پڑھے اور دوسرے قول کے مطابق نہ پڑھے۔ علامہ شاطبی دوسرے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

﴿وَمَهْمَا تَصِلْهَا اَوْ بَدَءْ تَ بَرَآةً، لِتَنْزِيْلِهَا بِالسَّيْفِ لَسْتَ مُبَسْمِلًا﴾ (جب تم سورت انفال ختم کر کے اس کے متصل سورت براءت شروع کرو یا سورت براءت سے ہی تلاوت کی ابتداء کی جائے تو اب ان دونوں صورتوں میں بسم اللہ نہ پڑھو کیونکہ یہ سورت جنگ کے بارے میں اتری ہے۔)

اسی طرح سے علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”لَا خِلَافَ فِيْ حَذْفِ الْبَسْمَلَةِ بَيْنَ الْاَنْفَالِ وَبَرَاءَةٍ عَنْ كُلِّ مَنْ بَسْمَلَ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ وَكَذَالِكَ فِيْ الْاِبْتِدَاءِ بِبَرَاءَةٍ عَلَى الصَّحِيْحِ عِنْدَ اَهْلِ الْاَدَاءِ“ (٥)

وہ حضرات جو دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ پڑھنے کے قائل ہیں وہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ سورت انفال اور سورت توبہ کے درمیان بسم اللہ نہیں پڑھی جائے گی اسی طرح اہل اداء کے نزدیک بھی صحیح قول یہی ہے کہ سورت براءت سے تلاوت کی ابتدا کرنے سے بسم اللہ نہیں پڑھیں گے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ...... اَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ: (ص۱۳۹، س۳۳)

دَمَ الْحَارِثِ: (ص۱٤۰، س۵) بعض روایات میں دم ربیعۃ آتا ہے اور بعض میں دم ایاس مگر حقیقت میں یہ سب ایک ہیں کیونکہ پورا نام اس طرح ہے۔ ایاس بن ربیعۃ بن الحارث بن عبدالمطلب۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعض روایات میں مقتول طرف اضافت کی گئی ہے کسی میں باپ کی طرف اور کسی میں دادا کی طرف۔ (٦)

زیادہ صحیح بات ہے یہ ”دَمُ رَبِيْعِ بنِ الْحَارِثِ“ ہے۔ (حاشیہ بخاری شریف) ابن ربیعہ کہنا غلط ہے۔ (۷)

فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ: (ص۱٤۰، س٤) عرب میں اور بالخصوص قریش میں سود کا لین دین بہت تھا چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ دونوں کاروبار میں شریک تھے۔ ان کا لین دین بنوثقیف کے ساتھ تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی رقم سود کے طور پر بنوثقیف کے ذمہ تھی حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس سودی رقم کے چھوڑنے کا حکم فرمایا۔ جس کا اعلان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الفاظ بالا کے ساتھ فرمایا۔ (۸)

حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ ...... يَوْمِ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ فَقَالَ يَوْمُ النَّحْرِ: (ص۱٤۰، س۹)

يَوْمِ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ: (ص۱٤۰، س۱۱) حضرت عبداللہ بن عباس حضرت فاروق اعظم، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ نے فرمایا مراد اس سے یوم عرفہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا الحج عرفة۔ (۹)

بعض حضرات فرماتے ہیں اس سے مراد یوم النحر ہے کیونکہ اس ایک دن میں حج کے کئی اہم امور ادا کئے جاتے ہیں۔

اس دن کے کام طواف زیارت، رمی، قربانی، حلق ہیں۔

اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کو ہی حج کا دن ارشاد فرما دیا۔ (۱۰)

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یوم الحج اکبر کا مصدق عرفہ اور یوم النحر، دونوں ہی ہیں عربی زبان میں مفرد لفظ یوم کا اطلاق کئی دنوں پر بھی کر دیا جاتا ہے مثلاً یوم الفرقان بدر کو کہتے ہیں جب کہ غزوۂ بدر میں کئی دن صرف ہوئے تھے اسی طرح عرب اپنی جنگوں کو لفظ یوم سے تعبیر کرتے تھے حالانکہ اس میں کئی کئی دن صرف ہوتے تھے۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: (ص۱٤۰، س۱۲)

بَعَثَ النَّبِيُّ: حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا تھا۔

فَدَعَا عَلِيًّا فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ: (ص۱٤۰، س۱٤) محدثین فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ عرب کی عادت تھی کہ معاملہ ختم وہ کر سکتا تھا جس نے معاملہ کیا ہے یا اس کے گھر والوں میں سے کوئی ختم کرے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے تھے۔ (۱۱)

اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ قبیلے کی حیثیت سے نہیں تھا مسلمانوں کی جماعت کے امام ہونے کی حیثیت سے تھا لیکن احتمال تھا کہ لوگ اسے بنی ہاشم کا معاہدہ سمجھیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی بھیجنا مناسب سمجھا جو بنی ہاشم کے ایک فرد تھے۔ جو راستہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے تھے۔ (۱۲)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ: (ص۱٤۰، س۱٤)

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ: (ص۱٤۰، س۱۵) مفسرین فرماتے ہیں جب سورت براءت کی ابتدائی دس آیات نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنا کر مکہ معظمہ روانہ فرمایا ساتھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا۔ (۱۳)

وَاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يُّنَادِيَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: (ص۱٤۰، س۱۷) بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اعلان کرنے والوں میں سے ایک میں بھی تھا۔ (۱٤)

حج کے اندر مجمع بہت ہوتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی لوگوں کو اس اعلان پر مقرر کر کے بھیجا تھا تا کہ سب تک یہ آواز پہنچ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان جمرہ عقبہ کے قریب کھڑے ہو کر کیا۔ (۱۵)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ...... قَالَ سَاَلْنَا عَلِيًّا بِاَيِّ شَيْءٍ: (ص۱٤۰، س۱۹)

یہ چار اعلان کروانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اس سال حج پر بھیجا تھا۔

فَاَجَلُهٗ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ: (ص۱٤۰، س۲۱) صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں چار ماہ کی مدت جو مقرر فرمائی تھی کہ اس کے بعد امان نہیں ملے گی۔ اس مدت کی ابتداء حج کے دن کے بعد سے شروع ہوگئی تھی یعنی اس کی ابتداء دس ذوالحجہ تھی اور انتہاء دس ربیع الآخر تھی۔ (۱٦)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں اربعة اشهر سے وہ چار مہینے مراد نہیں تھے جو عرب میں مشہور و معروف تھے۔ جن کا وہ اہتمام کرتے تھے یعنی ① ذیقعدہ ② ذوالحجہ ③ محرم ④ رجب۔ بلکہ اس سے مراد حج کے بعد سے چار ماہ ہیں۔ (۱۷)

وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ: (ص۱٤۰، س۱۸) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیت اللہ کے علاوہ دوسری مساجد میں بھی مشرک داخل ہوسکتا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک مشرک کسی بھی مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا۔

امام شافعی کے نزدیک بیت اللہ کے علاوہ تمام مساجد میں داخل ہوسکتا ہے۔ (۱۸)

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ: (ص۱٤۰، س۲۲)

يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ: (ص۱٤۰، س۲٤) علماء نے اس کا مفہوم بہت ہی وسیع بیان فرمایا ہے۔ اس کے مفہوم میں مسجد کی حفاظت کرنے والا، اس کی تعمیر کرنے والا، اس کی صفائی کرنے والا، نماز پڑھنے والا، درس و تدریس والا کسی بھی قسم کی عبادت کرنے والا سب ہی کو داخل فرمایا ہے۔ (۱۹)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱٤۰، س۲٦)

لَوْ عَلِمْنَا اَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ: (ص۱٤۰، س۲۸) اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے ظاہر ہی کے تعین کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ مگر ان کی مراد اس سے یہی تھی کہ آپ ایسا سرمایہ مجھ کو عطاء فرما دیں جو ہمارے آنے والی ضرورتوں کے وقت میں فائدہ مند ہو۔

زَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ: (ص۱٤۰، س۲۸) ایسی بیوی ہو جو اپنے شوہر کے دینی امور میں معاون اور مددگار ہو۔ اور عبادتوں میں اس کے ساتھ تعاون کرنے والی ہو۔ اور شوہر کو ایسے حالات مہیا کر دے کہ وہ نیک کاموں کے لئے فارغ ہو جائے۔ اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو حرام کمائی سے اور ناجائز امور سے بچانے کی کوشش بھی کرے۔ (۲۰)

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ: (ص۱٤۰، س۳۰)

اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ: (ص۱٤۰، س۳۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحلیل وتحریم کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے اگر کسی شخص کو کوئی حرام اور حلال کا اختیار سمجھے تو اس نے اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنالیا اگرچہ وہ اس کی عبادت نہ کرتا ہو۔ (۲۱)

حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ: (ص۱٤۰، س۳٤) یہ واقعہ ہجرت کا ہے جب آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

وَنَحْنُ فِى الْغَارِ: (ص۱٤۰، س۳۵) ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت اس طرح آتی ہے "فَرَفَعْتُ رَأْسِىْ فَاِذَا اَنَا بِاَقْدَامِ الْقَوْمِ"۔ (۲۲)

جب آپ ربیع الاول پنجشنبہ کے دن مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کی طرف رات کے وقت روانہ ہوئے اور جبل ثور میں جا کر قیام فرمایا اور مشرکین مکہ آپ ﷺ کی تلاش میں اس غار تک بھی پہنچ گئے اور اس غار کے چاروں طرف گھومتے رہے مگر اندر جا کر دیکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ غار کے اندر سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو دیکھتے رہے آپ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ مشرکین یہاں تک پہنچ گئے اس پر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا تھا ابوبکر ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ (۲۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱٤۱، س۲)

دُعِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس منافق کی نماز کے علاوہ کسی اور کی نماز جنازہ اس کے بعد آپ ﷺ نے نہیں پڑھائی۔ (۲٤)

آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی؟

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس نماز پڑھانے میں ایک ان کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہ تھا جو مسلمان تھے۔ (۲۵) ان کی دلجوئی تھی اور دوسرا قبیلہ خزرج کی تالیف قلوب کے لئے ایسا کیا۔ (۲٦)

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: (ص۱٤۱، س۹)

فَاَعْطَاهُ قَمِيْصَهُ: (ص۱٤۱، س۱۰) آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے کفن کے لئے اپنا کرتہ بھی عطاء فرمایا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی ایک وجہ آپ ﷺ نے خود یہ بیان فرمائی تھی کہ میں نے اس کو کرتہ اس لئے دیا کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں۔ (۲۷)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس تمنا کو پورا بھی فرمایا اور قبیلہ خزرج کے ایک ہزار آدمی اس عمل سے مسلمان ہو گئے۔

دوسری وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ بدر کے قیدیوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے قد آور اور بھاری بدن ہونے کی وجہ سے

کسی کا کپڑا ان کے جسم پر نہیں آتا تھا۔ اس وقت رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اپنا کرتہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اس کی مکافات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ اس کے کفن میں شامل کر دیا۔(۲۸)

وَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ نَهَى اللّٰهُ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ: (ص۱۴۱، س۱۱)

سُؤال: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ استدلال کہاں سے کیا کہ منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

جواب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾(۲۹) (ان کے لیے تو استغفار کر یا نہ کر۔) سے استدلال کیا ہوگا۔

سُؤال: اگر ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾(۳۰) نماز جنازہ کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت کیوں نہ سمجھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اس آیت میں اختیار دیا گیا ہے۔

جواب: الفاظ کے ظاہر میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہی دینا ہے آیت کا حاصل تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے لئے جتنی مرتبہ بھی استغفار کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں فرمائیں گے۔ اس آیت میں استغفار کرنے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھا دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ جب مغفرت ہوگی ہی نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھانا دعائے مغفرت کرنا ایک فعل عبث ہے جو شانِ نبوت کے خلاف ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کے بیٹے کی دلجوئی اور اس کی قوم کے مسلمان ہونے کی لالچ تھی اس لئے یہ فعل عبث نہ ہوا۔(۳۱)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: (ص۱۴۱، س۱۲)

اَلْمَسْجِدِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى: (ص۱۴۱، س۱۳) اس آیت سے مراد جمہور علماء کے نزدیک مسجد قبا ہے جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو چند دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں قیام فرمایا اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی تعمیر فرمائی تھی جبرئیل امین نے اس کا کعبہ متعین کیا تھا۔(۳۲)

هُوَ مَسْجِدِيْ هٰذَا: (ص۱۴۱، س۱۴) اس آیت کی مفہوم میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے کیونکہ اس کی بنیاد ابتداہی سے تقوی پر رکھی گئی۔(۳۳)

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ اَهْلِ قُبَاءَ: (ص۱۴۱، س۱۵) انصار کی عادت تھی کہ وہ استنجاء میں ڈھیلوں کے ساتھ ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے تھے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آیت ﴿رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے سوال کیا کہ وہ کون سی پاکیزگی ہے جس کی وجہ سے تمہاری فضیلت میں یہ آیت نازل ہوئی جب انہوں نے اپنی اس پاکیزگی کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔ اور فرمایا کہ تمہاری بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ اس پاکیزگی کو تم باقی رکھو۔(۳۴)

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾﴾(۳۵) (ص۱۴۱، س۱۷) ''اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

جو شخص ہر طرح ناپاکیوں سے بچے اور اگر ناپاکی لگ جائے تو اس کو صاف کرے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے علماء فرماتے ہیں جب ظاہری ناپاکی سے بچنے کی وجہ سے آدمی اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے تو حقیقی ناپاکی جس کو گناہ کہتے ہیں اس سے بچنے والا اللہ تعالیٰ کا کتنا زیادہ محبوب ہوگا۔ (۳۶)

فائدہ: علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ پانی سے استنجاء کرنے کو منع کرتے ہیں کیونکہ پانی مشروب ہے اس کو ناپاکی میں استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ (۳۷)

جواب: علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ سب کا ہی اتفاق ہے کہ پانی سے استنجاء کرنا جائز ہے قرآن میں بھی اہل قباء کی تعریف ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ﴾ (۳۸) (اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند فرماتے ہیں۔) کے ساتھ بیان کی گئی ہے کیونکہ وہ پتھر کے ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے تھے۔ (۳۹)

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی آتا ہے "فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءً" (۴۰) اور مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں "اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ اَیِ الِا سْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ" (۴۱) غرض متعدد روایات سے پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا ثبوت معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس معاملے میں حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قیاس باطل ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ پانی سے استحباء کرنا اچھا نہیں ہے۔ (۴۲)

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ: (ص۱۴۱، س۱۸)

﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ ﴾ (۴۳) (ص۱۴۱، س۲۰) (پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں۔)

شان نزول:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا کفر پر انتقال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے اس پر آیت بالا نازل ہوئی اور آپ کو ابوطالب کے لیے مغفرت کی دعا مانگنے سے روک دیا گیا۔

اب قانون ہوگیا کہ مشرک کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز نہیں۔

اَوَ لَيْسَ اِسْتَغْفَرَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ: (ص۱۴۱، س۱۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے لئے استغفار کرنا صرف اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے والد سے وعدہ کرلیا تھا وہ وعدہ یہ تھا۔

﴿سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيٓ إِنَّهُۥ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾﴾ (۴۴) (میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے۔) اس وعدہ کی وجہ سے انہوں نے اپنے مشرک باپ کے لئے دعائے مغفرت کی ﴿ وَٱغْفِرْ لِأَبِيٓ إِنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلضَّآلِّينَ ﴿٨٦﴾﴾ (۴۵) (اور میرے باپ کو بخشش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا۔) آیت بالا بس بھی اسی کا ذکر ہے۔

مگر جب ﴿فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُۥٓ أَنَّهُۥ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ﴾ (۴۶) (پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا

دشمن ہے تو اس سے بے تعلق ہو گے۔

اس آیت کا مطلب:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہوگیا کہ ان کے والد کا انتقال کفر کی حالت میں ہو چکا ہے تو انہوں نے استغفار کرنا چھوڑ دیا (کیونکہ کافر کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز نہیں ہے)۔

''كَانَ مِنَ الضَّالِّيْنَ'' اس آیت کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی زندگی کے ساتھ ہوگا کہ اے اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کو ایمان کی توفیق دے کر ان کی مغفرت فرما دے۔

اور اگر ''فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ'' کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا کہ میرے باپ موت تک ایمان نہیں لائے تھے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر وحی آئی تو انہوں نے بیزاری کا اعلان کر دیا۔

اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا چھوڑ دی۔ (۴۷)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ......قَالَ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (ص۱۴۱، س۲۱) یہاں پر ان تین صحابہ کا واقعہ مذکور ہے جو غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے ترمذی میں مختصر ہے مگر بخاری شریف میں یہ واقعہ تفصیل سے آتا ہے جس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے جس سے پورا واقعہ سمجھ میں آجائے گا یہ واقعہ امام بخاری نے کتاب المغازی میر بیان فرمایا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ (تبوک) سے فارغ ہو کر واپس تشریف لا نے لگے تو مجھے بہت زیادہ فکر لاحق ہوگئی میں سوچتا رہا کہ میں آپ کی ناگواری سے کیسے نکلوں گا اس بارے میں یہ بھی خیال آتا تھ کہ جھوٹے عذر پیش کر دوں گا اور اپنے گھر والوں سے بھی اس بارے میں مشورہ کرتا تھا جب آپ بالکل ہی مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو جھوٹ بولنے کا جو خیال آیا تھا وہ بالکل ختم ہوگیا اور میں نے یہ طے کر لیا کہ سچ ہی بولوں گا اور سچ ہی کے ذریعہ سے میں آپ کی ناراضگی سے نکل سکتا ہوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے ہی آئے۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ جب سفر سے تشریف لاتے تھے تو اول مسجد میں جاتے تھے وہاں دو رکعتیں پڑھ کر تشریف فرما ہو جاتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس عمل سے فارغ ہوگئے تو وہ لوگ آگئے جو غزوۂ تبوک میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور اپنے اپنے عذر پیش کرتے رہے اور قسمیں کھاتے رہے۔ یہ لوگ تعداد میں اسّی سے کچھ اوپر تھے۔ آپ ظاہری طور پر ان کے عذر قبول فرماتے رہے۔ ان کو بیعت بھی فرمایا اور ان کے لئے استغفار بھی کیا اور ان کے باطن کو اللہ تعا کے سپرد فرما دیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ مسکرائے جیسے کوئی غصہ و

شخص مسکراتا ہو پھر فرمایا آجا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

آپ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے پیچھے روکے رکھا (غزوۂ تبوک میں کیوں شریک نہیں ہوئے) کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا واقعی میں نے سواری خرید لی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر اصحاب دنیا میں سے کسی کے پاس بیٹھتا تو میں اس کی ناراضگی سے عذر پیش کر کے نکل سکتا تھا میں باتِ چیت کرنے کا ڈھنگ جانتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں اور اس پر قسم کھاتا ہوں کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹی بات پیش کر کے آپ کو راضی کرلوں گا تو عنقریب ہی اللہ تعالیٰ (صحیح بات بیان فرما کر) آپ ﷺ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں سچی بات بیان کروں تو آپ ﷺ غصہ تو ہوں گے لیکن میں اس میں اللہ تعالیٰ سے معافی کی امید رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے کوئی عذر نہ تھا اور جتنا قوی اور مال دار میں اس موقع پر تھا جبکہ آپ سے پیچھے رہ گیا ایسی قوت والا اور مال والا میں پہلے کبھی بھی نہیں ہوا۔ میری بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شخص نے سچ کہا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فیصلہ فرمائے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے اٹھا اور قبیلہ بنی سلمہ کے لوگ میرے ساتھ آئے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم جہاں تک ہمارا علم ہے اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ کیا تم یہ نہ کر سکے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسی طرح عذر پیش کر دیتے جیسے دوسرے لوگوں نے اپنے عذر پیش کئے اور پھر رسول اللہ ﷺ کا استغفار فرمانا تمہارے لئے کافی ہو جاتا، اللہ تعالیٰ کی قسم ان لوگوں نے مجھے اتنی ملامت کی کہ میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ واپس جا کر اپنے بیان کو جھٹلا دوں (اور کوئی عذر پیش کر دوں) پھر میں نے ان لوگوں سے کہا یہ تو بتاؤ میرا شریک حال اور کوئی شخص بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دو آدمی اور بھی ہیں انہوں نے بھی اسی طرح اپنا صحیح حال بیان دیا ہے جیسا تم نے بیان کیا ہے اور ان کو بھی وہی جواب دیا گیا جو تم کو دیا گیا، میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ ہیں۔ ان لوگوں نے میرے سامنے ایسے دو شخصوں کا ذکر کیا جو صالحین میں سے تھے۔ میں نے کہا کہ میں ان دونوں کی اقتداء کرتا ہوں۔ جو ان کا حال ہوگا وہی میرا حال ہو جائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع فرما دیا۔ لہٰذا لوگ ہم سے بچ کر رہنے لگے اور یکسر بدل گئے۔ میرا تو یہ حال ہوا کہ زمین بھی مجھے دوسری زمین معلوم ہونے لگی گویا کہ میں اس زمین میں رہتا ہوں جسے جانتا بھی نہیں۔ رات دن برابر گزر رہے تھے میں مسلمانوں کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا لیکن مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری حاضری ہوتی تھی، آپ نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تو میں سلام عرض کرتا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ سلام کے جواب کے لئے آپ ﷺ نے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ ﷺ کے قریب نماز پڑھتا تھا اور نظر چرا کر آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تھا۔ جب میں نماز پڑھتا تھا تو آپ ﷺ میری طرف توجہ فرماتے تھے اور جب میں آپ ﷺ کی طرف متوجہ

ہوتا تو آپ اعراض فرما لیتے تھے۔ یہ تو میرا حال تھا لیکن میرے جو دو ساتھی تھے وہ تو بالکل ہی عاجز ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور برابر روتے رہے۔

اس مقاطعہ کے زمانہ میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا جن سے مجھے بنسبت اور لوگوں کے سب سے زیادہ محبت تھی، میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے پھر اپنی بات دہرائی اور ان کو قسم دلائی وہ پھر خاموش ہو گئے۔ میں نے پھر اپنی بات دہرائی اور ان کو قسم دلائی تو انہوں نے اتنا کہہ دیا "اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ" (اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں)...... یہ بات سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں واپس ہو گیا اور دیوار پھاند کر چلا آیا۔

اور دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کے کاشتکاروں میں سے ایک شخص جو غلہ بیچنے کے لئے مدینہ منورہ آیا ہوا تھا لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کون شخص ہے؟ لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے۔ وہ میرے پاس آیا اور غسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے آقا نے تمہارے ساتھ سختی کا معاملہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں گرا پڑا آدمی نہیں بنایا۔ لہٰذا تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری دلداری کریں گے۔ یہ خط پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک اور آزمائش سامنے آگئی۔ میں نے اس خط کو لے کر تنور میں جھونک دیا۔

مقاطعہ کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں کو حکم بھیجا کہ اپنی بیویوں سے علیحدہ رہیں۔ ہلال بن امیہ کی بیوی تو حاضر خدمت ہو کر عذر پیش کر کے اجازت لے آئی کہ وہ بہت زیادہ بوڑھے ہیں ان کا کوئی خادم نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی یہ فرما دیا کہ وہ میاں بیوی والا جو خاص تعلق ہے اس کو کام میں نہ لایا جائے۔ میرے خاندان والوں نے مجھے بھی مشورہ دیا کہ تم بھی اجازت طلب کر لو کہ تمہاری بیوی تمہاری خدمت کر دیا کرے میں نے کہا کہ میں جوان آدمی ہوں میں ایسا نہیں کر سکتا۔

جب اس مقاطعہ پر پچاس راتیں گزر گئیں تو نماز فجر کے بعد جبکہ میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور میرا حال وہ ہو چکا تھا جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے کہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گیا اور زمین بھی میرے لئے اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہو گئی تو میں نے ایک بلند آواز سنی جبل سلع پر چڑھ کر کوئی شخص بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اے کعب بن مالک خوش ہو جاؤ یہ آواز سن کر میں سجدہ میں گر پڑا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ مصیبت دور ہونے کی کوئی صورت سامنے آئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول فرما لی۔ یہ اعلان نماز فجر کے بعد فرمایا تھا۔ اعلان سن کر لوگ ہمیں خوش خبری دینے کے لئے روانہ ہوئے۔ میرے ساتھیوں کی طرف بھی خوش خبری دینے والے چلے اور ایک صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میری طرف چلے۔ لیکن قبیلۂ بنی اسلم کے ایک صاحب دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکار کر توبہ کی خوشخبری سنا

دی۔ اس شخص کی آواز گھوڑے سوار سے پہلے پہنچ گئی۔ جب وہ شخص میرے پاس پہنچا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو اسے میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر دے دیئے۔ اس وقت میرے پاس یہی دو کپڑے تھے (اگرچہ مال بہت تھا) میں نے دونوں کپڑے دے دیئے اور خود دو کپڑے مانگ کر پہن لئے۔

میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔ صحابہ کرام مجھ سے فوج در فوج ملاقات کرتے تھے اور توبہ قبول ہونے پر مبارک باد دیتے تھے میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں آپ کے چاروں طرف حاضرین موجود ہیں۔ میری طرف طلحہ بن عبید اللہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ میں ان کے اس عمل کو کبھی نہیں بھولوں گا اس کے علاوہ مہاجرین میں سے کوئی بھی میری طرف اٹھ کر نہیں آیا۔ (وجہ اس کی یہ تھی کہ اگر سبھی اٹھتے تو مجلس نبوی ﷺ جو سکون واطمینان کے ساتھ جمی ہوئی تھی وہ ٹوٹ جاتی (سب کی طرف سے ایک شخص کا کھڑا ہونا کافی ہوگیا)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اس وقت آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم خوشخبری قبول کرو۔ جب سے تمہاری پیدائش ہوئی ہے تم پر آج سے بہتر کوئی دن نہیں گزرا (اس سے اسلام لانے کا دن مستثنیٰ ہے)۔ (۴۸)

رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور جب کوئی خوشی کا موقع آتا تھا تو ایسا روشن ہو جاتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم آپ کی خوشی کو اسی سے پہچان لیتے تھے۔ جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی توبہ میں اس بات کو بھی شامل کرلیا ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے لئے خرچ کر دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ مال رکھ لو، تمہارے لئے بہتر ہوگا میں نے کہا اچھا تو میں اپنا وہ حصہ روک لیتا ہوں جو مجھے خیبر کے مال غنیمت سے ملا تھا۔

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ ہی کے ذریعہ نجات دی ہے اور میں نے اپنی توبہ میں اس بات کو بھی شامل کرلیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا کہنے کو تو میں نے کہہ دیا لیکن میرے علم میں مسلمانوں میں کوئی ایسا نہیں جو سچ بولنے کے بارے میں مجھ سے زیادہ مبتلا کیا گیا ہو۔ میں آج تک اس پر قائم ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سچ بولنے کا عہد کیا اس وقت سے لے کر آج تک کبھی میں نے جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا اور اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ باقی زندگی میں بھی میری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے توبہ قبول فرمانے کی بشارت دیتے ہوئے (آیت شریفہ ﴿لَقَد تَّابَ ٱللَّهُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ وَٱلْمُهَـٰجِرِينَ﴾ (۴۹) (اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی۔) سے لے کر ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ تک آیات نازل فرمائیں) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ نعمت اسلام کے بعد اس سے بڑی کوئی نعمت مجھے حاصل نہیں ہوئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ بات کہہ دی تھی۔ اگر میں جھوٹ کہہ دیتا تو میں بھی ہلاک ہو جاتا جیسے دوسرے لوگ جھوٹے عذر پیش کر کے

ہلاک ہوگئے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... بَعَثَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ: (ص۱۴۱، س۳۴)

مَقْتَلَ اَهْلِ الْیَمَامَةِ: (ص۱۴۲، س۱)

اَنْ یَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ: (ص۱۴۲، س۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک لشکر ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اسی جنگ میں ایک طرف مسیلمہ کذاب اور اس کے بہت سے متبعین مارے گئے تو دوسری طرف مسلمانوں میں سے جن میں قراء کی ایک جماعت تھی وہ بھی شہید ہوئے اس جنگ میں مسلمان شہداء کی تعداد سات سو یا بارہ سو بتائی جاتی ہے۔ (۵۰)

قَالَ زَیْدٌ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اِنَّکَ شَابٌّ عَاقِلٌ: (ص۱۴۲، س۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگایا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا معاون بنایا۔ (۵۱)

فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْعُسُبِ: (ص۱۴۲، س۶) حضرت زید رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید جمع کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کی وہ احتیاط مندرجہ ذیل ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں قرآن مجید مختلف چیزوں پر لکھا گیا تھا جیسے کہ اوپر والی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان عام کروایا جس کے پاس قرآن مجید جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ حضرت زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جمع کروادے۔

جب بھی کوئی شخص ان کے پاس قرآن مجید کی کوئی آیت لکھی ہوئی لاتا تھا تو وہ چار طریقوں سے اس کی جانچ کرتے تھے۔

1. حضرت زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک ساتھ اس کو وصول فرماتے تھے۔
2. پہلے اپنے حافظہ سے اس کی توثیق کرتے۔
3. لکھی ہوئی آیت پر بھی دو گواہوں کی گواہی لیتے تھے۔ کہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی تھی۔
4. وصول شدہ آیات کو ان مجموعوں کے ساتھ ملایا جاتا تھا جو مختلف صحابہ نے تیار کر رکھے تھے۔ (۵۲)

فَوَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ مَعَ خُزَیْمَةَ: (ص۱۴۲، س۱) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ یہ آیت کریمہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو یاد نہیں تھی یا صحابہ کو اس آیت کا جز قرآن ہونا معلوم نہ تھا۔

یہ بات تو تواتر کے ساتھ صحابہ کے علم میں تھی کہ یہ آیت قرآن مجید کی ہی ہے کیونکہ صحابہ میں سینکڑوں حفاظ قرآن تھے اور صحابہ کے پاس جو مجموعے قرآن کے موجود تھے ان میں بھی یہ آیت موجود تھی۔

بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں لکھی ہوئی صرف حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ آیت موجود تھی۔ (۵۳)

یہ معیاری نسخہ جو پوری امت کی اجتماعی تصدیق سے مرتب ہوا تھا یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کے پاس ہی رہا ان کے انتقال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا ان کی شہادت کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس منتقل ہوگیا تھا۔ (۵٤)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص۱٤۲، س۸)

وَكَانَ يُغَازِيْ: (ص۱٤۲، س۹) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کان کا اسم اور یغازی کا فاعل حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے۔

اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ: (ص۱٤۲، س۱۰) اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سات حروف میں نازل فرمایا ہے۔ مختلف صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف قراءتوں کے مطابق قرآن مجید کو سیکھا تھا۔ اور پھر ہر صحابی نے اپنے شاگردوں کو اسی قراءت کے مطابق قرآن مجید پڑھایا۔ جب دین اسلام دور دراز تک پہنچا اور ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ قرآن مجید مختلف قراءتوں کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے اور بعض لوگوں نے اپنی قراءت کو صحیح اور دوسری قراءت کو غلط قرار دینا شروع کر دیا اور اس میں آپس میں جھگڑے بھی شروع ہوگئے اسی بات کی طرف حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو متوجہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے بھی اس خطرے کو محسوس کر چکے تھے حضرت حذیفہ بن یمان کے کہنے کے بعد اپنے زمانے کے لوگوں سے مشورہ کیا مشورے میں تقریبا ۵۰ ہزار افراد نے شرکت کی تھی۔ (۵۵)

فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: (ص۱٤۲، س۱۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لکھوایا ہوا قرآن مجید موجود تھا اس کو منگوایا اور چار آدمیوں کی جماعت بنائی۔ اور آٹھ آدمی ان کی معاونت کے لئے مقرر فرمائے۔ (۵٦)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان معاونین میں حضرت ابی بن کعب، حضرت مغیرہ بن افلح، حضرت مالک بن ابی عامر، حضرت انس بن مالک، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی تھے۔ (۵۷)

فَاخْتَلَفُوْا يَوْمَئِذٍ فِي التَّابُوْتِ: (ص۱٤۲، س۱٦)

حضرت عثمان کے لکھوائے ہوئے قرآن مجید کی خصوصیات:

❶ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے نسخہ میں ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سب کو ترتیب کے ساتھ جمع کروا دیا۔

❷ قرآن کی آیات اس طرح کتابت کروائیں کہ اس رسم الخط میں تمام متواتر قراءتیں جمع ہو جائیں۔

❸ اس زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ والا نسخہ بھی سامنے رکھا گیا اس کے ساتھ ساتھ جن صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متفرق آیات لکھی ہوئی تھیں ان کو بھی دوبارہ طلب کیا گیا۔ پھر از سر نو پرانے نسخہ سے مقابلہ کر کے نئے نسخے تیار کروائے گئے۔

❹ اس موقع پر کئی نسخے تیار کروائے گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ نسخہ اور متفرق صحابہ کے پاس جو قرآن مجید لکھا ہوا تھا بعد میں سب کو نذر آتش کر دیا گیا تا کہ بعد میں اس میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔

❺ کتنے نسخے لکھوائے؟ بعض نے پانچ اور بعض نے سات کہے ہیں۔ ان کو پھر مختلف ممالک میں بھیج دیا گیا ① مکہ مکرمہ ② یمن ③ بصرہ ④ کوفہ ⑤ شام ⑥ مدینہ منورہ۔(۵۸)

فَبَلَغَنِیْ اَنَّ ذٰلِكَ كَرِهَ مِنْ مَقَالَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: (ص۱۴۲، س۲۰) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جونسخہ تیار کروایا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے خوش نہیں تھے۔

اس کی ایک وجہ تو ترمذی شریف کی اس روایت سے معلوم ہوتی ہے کہ کتابت قرآن مجید میں ان کو شریک نہیں کیا گیا۔

اور دوسری وجہ مستدرک حاکم وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنا لکھا ہوا نسخہ نذر آتش بھی نہیں کیا تھا۔

پہلی وجہ کا جواب صاحب فتح الباری نے یہ دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کام کو جلدی کروانا چاہتے تھے اور حضرت ابن مسعود اس وقت کوفہ میں تھے اس انتظار کرنے سے تاخیر بھی ہوتی اور چونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کام حوالہ کیا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان ہی کو یہ کام حوالے کیا۔

دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جونسخہ لکھا تھا اس کے بارے میں وہ فرماتے تھے کہ میں نے ستر سے زائد سورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سیکھی ہیں ان کو میں کیسے نذر آتش کروں۔(۵۹)

علماء فرماتے ہیں بظاہر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نسخے کا فرق صرف سورتوں کی ترتیب میں تھا جیسے کہ مستدرک حاکم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مصحف میں سورت نساء پہلے تھی اور آل عمران بعد میں تھی۔(۶۰)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سوا سب ہی لوگوں کی تائید اور حمایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو نقل کیا ہے۔ ”لَا تَقُوْلُوْا فِیْ عُثْمَانَ اِلَّا خَیْرًا فَوَاللّٰهِ مَا فَعَلَ الَّذِیْ فَعَلَ فِی الْمَصَاحِفِ اِلَّا عَنْ مَلَاٍ مِّنَا.“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بات بھلائی کے علاوہ نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قسم انہوں نے مصاحف کے بارے میں جو کام کیا وہ ہم سب کی موجودگی میں (اور مشورے سے) کیا۔(۶۱)

تخریج حدیث:

۳۲۱۹ - أخرجه أبوداود: كتاب الصلاة باب: من جهر بها، حديث (٦، ٧)، وأحمد (١/٥٧، ٦٩).

۳۲۲۰ - تقدم تخريجه.

۳۲۲۱ - تقدم تخريجه.

۳۲۲۲ - تقدم تخريجه.

۳۲۲۳ - أخرجه أحمد (٣/٢١٢، ٢٨٣).

۳۲۲٤ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٥/٢٤٣)، حديث (٦٤٧٦).

۳۲۲٥ - تقدم تخريجه.

٣٢٢٦ - تقدم تخريجه.

٣٢٢٧ - تقدم تخريجه.

٣٢٢٨ - أخرجه ابن ماجه: كتاب النكاح: باب: فضل أفضل النساء حديث (١٨٥٦)، وأحمد (٥/٢٧٨، ٢٨٢).

٣٢٢٩ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٧/٢٨٣)، حديث (٩٨٧٧).

٣٢٣٠ - أخرجه البخاري: كتاب فضائل الصحابة: باب: مناقب المهاجرين وفضلهم، حديث (٣٦٥٣)، وطرفاه في (٣٩٢٢، ٤٦٦٣)، ومسلم: كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم: باب: من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، حديث (١/٢٣٨١)، وأحمد (١/٤) وعبد بن حميد ص (٣٠)، حديث (٢).

٣٢٣١ - أخرجه البخاري: كتاب الجنائز: باب: ما يكره من الصلاة على المنافقين والاستغفار للمشركين، حديث (١٣٦٦)، وطرفاه في (٤٦٧١) والنسائي: كتاب الجنائز: باب: الصلاة على المنافقين، حديث (١٩٦٦)، وأحمد، (١/١١٦) وعبد بن حميد ص (٣٥) حديث (١٩).

٣٢٣٢ - أخرجه البخاري: كتاب الجنائز: باب: الكفن في القميص الذي يكفّ أو لا يكف ومن كفن بغير قميص، حديث (١٢٦٩) وأطرافه في (٤٦٤٧٠، ٤٦٧٢، ٥٧٩٦) ومسلم (٤/٢١٤١): كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، حديث (٣/٢٧٧٤)، (٤/١٨٦٥): كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل عمر رضي الله عنه، حديث (٢٥/٢٤٠٠)، والنسائي: كتاب الجنائز: باب: القميص في الكفن، حديث (١٩٠٠)، وابن ماجه كتاب الجنائز: باب: من الصلاة على أهل القبلة، حديث (١٥٢٣)، وأحمد (٢/٨).

٣٢٣٣ - أخرجه مسلم: كتاب الحج: باب: بيان أن المسجد الذي أسس على التقوى ......، حديث (٥١٤/١٣٩٨)، والنسائي: كتاب المساجد: باب: ذكر المسجد الذي أسس حديث (٦٩٧)، وأحمد (٣/٨) وابن أبي شيبة (٢/٣٧٢) والحاكم (٢/٣٣٤) عن وكيع عن أسامة بن زيد وابن حبان في ((صحيحه)) (٤/٤٨٣): كتاب الصلاة: باب: المساجد، حديث (١٦٠٦).

٣٢٣٤ - أخرج ابوداود: كتاب الطهارة: باب: الاستنجاء بالماء، حديث (٤٤)، وابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها: باب: الاستنجاء بالماء، حديث (٣٥٧).

٣٢٣٥ - أخرجه النسائي: كتاب الجنائز: باب: النهي عن الاستغفار للمشركين حديث (٢٠٣٦)، وأحمد (٩١، ١٣٠) من طريق أبي الخليل عن علي رضي الله عنه.

٣٢٣٦ - أخرجه البخاري: كتاب المغازي: باب: حديث كعب بن مالك حديث (٤٤١٨) مطولا، طرفه من (٢٧٥٧، ٣٥٥٦، ٣٨٨٩، ......) ومسلم: كتاب التوبة: باب: حديث توبة كعب وصاحبه حديث (٥٣/٢٧٦٩) مطولاً، وأبوداود: كتاب الطلاق، باب: فيما عنى به الطلاق، حديث (٢٢٠٢)، (٢٧٨١، ٣٣١٧، ١٧٧٣) ...... والنسائي: كتاب الطلاق: باب: طلاق العبد، حديث (٣٤٢٦) والحديث (٣٤٢٤، ٣٤٢٥)، وابن ماجه: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الصلاة؛ حديث (١٣٩٣)، وأحمد (٣/٤٥٦، ٤٥٩، ٤٥٥، ٤٥٤)، (٦/٣٩٠، ٣٨٧).

٣٢٣٧ - أخرجه البخاري، كتاب التفسير: باب: لقد جاء كم رسول ......، حديث (٤٦٧٩)، وأحمد (١/١٠، ١٣)، (٥/١٨٨).

٣٢٣٨ - أخرجه البخاري: كتاب الجهاد والسير: باب: قول الله عزوجل ﴿مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ﴾ [الاحزاب: ٢٣]، حديث (٢٨٠٧)، وأطرافه من (٤٠٤٩، ٤٦٧٩، ٤٧٨٤، ٤٩٨٦، ٤٩٨٨، ٤٩٨٩، ٧١٩١، ٧٤٢٥)، وأحمد (٥/١٨٨، ١٨٩)، وعبد بن حميد ص (١٠٩)، حديث (٢٤٦).

---

(١) سورت التوبة آيت: ١٢٨ (٢) مظاهر: ٢/٤٦٤، انوار، معارف (٣) مرقاة: ٣٠/٥ (٤) مرقاة: ٥/٣٠، مظاهر حق: ٢/٤٦٥ (٥) النشر (٦) كوكب الدرى: ٤/١٤٨ (٧) حاشيه كوكب الدرى: ٤/١٤٨ (٨) مظاهر حق باب الربوا، مرقاة: ٥/٢٩٩ (٩) ابوداود (١٠) حاشيه ترمذى (١١) تحفة الاحوذى: ٨/٤٧٠ (١٢) حاشيه الكوكب الدرى: ٤/١٤٩ (١٣) كوكب الدرى: ٤/١٥٠ (١٤) بخارى: ٢/٢٧١ (١٥) شرح مواهب: ٣/٨٩

(١٦) كوكب الدرى: ١٥٠/٤، معالم التنزيل: ٢٦/٢ (١٧) روح المعانی، الكوكب الدرى: ١٥٠/٤ (١٨) حاشيه الكوكب الدرى: ١٥١/٤ (١٩) مظاهر حق: ٥٠٤/١، یہ روایت ابواب الایمان باب حرمة الصلاة میں بھی گزر چکی ہے۔ (٢٠) مظاهر حق: ١٩٤/٢، مرقاة: ٦٧/٥ (٢١) انوار البيان: ٥٨٠/٢، شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس مسئلہ پر مفصل بحث فرمائی ہے (٢٢) بخاری (٢٣) مظاهر حق: ٥٤٠/٥، مرقاة: ١٥٩/١١ (٢٤) فتح البارى: ٣٣٦/٨ (٢٥) فتح البارى: ٣٣٤/٨ (٢٦) فتح البارى: ٣٣٦/٨ (٢٧) روح المعانى: ١٥٤/١٠ (٢٨) ١٥٤/١٠ (٢٨) روح المعانى: ١٥٤/١٠ (٢٩) سورت التوبة آيت: ٨٠ (٣٠) سورت التوبة آيت: ٨٠ (٣١) بيان القرآن، كوكب الدرى: ١٥٦/٤ (٣٢) ترمذى: ٤٧/١ (٣٣) معارف القرآن، یہ حدیث ابواب الصلاة باب المسجد الذى اسس على التقوى میں گذر چکی ہے (٣٤) ابن ماجه، ابوداود (٣٥) سورت التوبة آيت: ١٠٨ (٣٦) مرقاة: ٣٦٥/١ (٣٧) عمدة القارى: ٢٧٠ (٣٨) سورت التوبة آيت: ١٠٨ (٣٩) بخارى (٤٠) بخارى شريف (٤١) مسلم شريف (٤٢) عمدة القارى: ٢٧٠ (٤٣) سورة التوبة آيت: ١١٣ (٤٤) سورة مريم آيت: ٤٧ (٤٥) سورت الشعراء آيت: ٨٦ (٤٦) سورت التوبة آيت: ١١٤ (٤٧) روح المعانى (٤٨) كما فى حاشية البخارى عن القسطلانى (٤٩) سورة التوبة آيت: ١١٧ (٥٠) مرقاة: ٢٤/٥ (٥١) فتح البارى: ١١/٩ (٥٢) برهان فى علوم القرآن: ٢٣٨/٢ (٥٣) برهان فى علوم القرآن: ٢٣٤/١ (٥٤) فتح البارى: ١٣/٩ (٥٥) مظاهر حق: ٤٦٢/٢، مرقاة: ٢٥/٥ (٥٦) ابوداود (٥٧) فتح البارى: ١٣/٩ (٥٨) فتح البارى: ١٢/٩، ١٥ (٥٩) مستدرك حاكم: ٢٢٨/٢ (٦٠) مستدرك للحاكم: ٢٢٩/٢ (٦١) فتح البارى: ١٥/٩

وَمِنْ سُوْرَةِ يُوْنُسَ
تفسیر سورۂ یونس

٣٢٣٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ نَادٰى مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ مَوْعِدًا وَيُرِيْدُ اَنْ يُّنْجِزَ كُمُوْهُ قَالُوْا اَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا وَيُنَجِّيْنَا مِنَ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ قَالَ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمْ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلَيْهِ. حَدِيْثُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ هٰكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ مَرْفُوْعًا وَرَوٰى سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَوْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ص١٤٢، س٢١)

ترجمہ: ”حضرت صہیب نبی اکرم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں ”لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى...... الآیۃ“ (جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی اور ان کے منہ پر سیاہی اور رسوائی نہیں چڑھے گی)۔ (یونس: آیت ٢٦) کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت، جنت میں داخل ہوں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے ایک وعدہ کر رکھا ہے وہ اب اسے پورا کرنے والے ہیں۔ وہ کہیں گے کیا اس نے ہمارے چہرے روشن کر کے جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل فرما کر (اپنا وعدہ پورا نہیں کر دیا، اب کون سی

نعمت باقی رہ گئی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر (خالق اور مخلوق کے درمیان حائل ہونے والا) پردہ ہٹا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز عطا نہیں کی ہوگی۔ کہ وہ اس کی طرف دیکھیں۔ یہ حدیث کئی راوی حماد بن سلمہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ سلیمان بن مغیرہ بھی یہی حدیث ثابت سے اور وہ عبدالرحمن سے انہی کا قول نقل کرتے ہیں اور اس میں صہیب رضی اللہ عنہ کے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرنے کا ذکر نہیں۔"

۳۲۴۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا قَالَ مَا سَاَلَنِیْ عَنْهَا اَحَدٌ مُنْذُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ مَا سَاَلَنِیْ عَنْهَا اَحَدٌ غَیْرُكَ مُنْذُ اُنْزِلَتْ هِیَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰی لَهٗ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ فَذَکَرَ نَحْوَهٗ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَلَیْسَ فِیْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ وَفِی الْبَابِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. (ص۱۴۲، س۲۶)

ترجمہ: "ایک مصری شخص سے منقول ہے کہ انہوں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اس آیت "لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا" کی تفسیر پوچھی (ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ یونس: آیت ۶۴) انہوں نے فرمایا: کہ جب سے میں نے اس کی تفسیر نبی اکرم ﷺ سے پوچھی ہے مجھ سے کسی نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی تم پہلے شخص ہو جس نے اس کی تفسیر پوچھی ہے۔ اس بشارت سے مراد مؤمن کا نیک خواب ہے جو وہ دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی سفیان سے وہ عبدالعزیز سے وہ ابوصالح سمان سے وہ عطاء بن یسار سے وہ ایک مصری شخص سے اور وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ احمد بن عبدہ ضبی اسے حماد بن زید سے وہ عاصم سے وہ ابوصالح سے وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں عطاء بن یسار سے روایت نہیں۔ اس باب میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔"

۳۲۴۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا اَغْرَقَ اللّٰهُ فِرْعَوْنَ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓ اِسْرَائِیْلَ فَقَالَ جِبْرَائِیْلُ یَا مُحَمَّدُ لَوْ رَاَیْتَنِیْ وَاَنَا اٰخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ وَاَدُسُّهٗ فِیْ فِیْهِ مَخَافَةَ اَنْ تُدْرِکَهُ الرَّحْمَةُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۴۳، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو سمندر میں غرق کیا تو وہ کہنے لگا کہ (میں ایمان لایا اس بات پر کہ اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے)۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس وقت دیکھتے جب میں اس کے (یعنی فرعون کے) منہ میں سمندر کا کیچڑ ٹھونس رہا تھا تاکہ (اس کے اس قول کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے گھیر نہ لے۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

۳۲٤۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی الصَّنْعَانِیُّ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ نَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرَ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ جَعَلَ يَدُسُّ فِیْ فِیْ فِرْعَوْنَ الطِّيْنَ خَشْيَةَ اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ اَوْ خَشْيَةَ اَنْ يَّرْحَمَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص١٤٣، س٤)

ترجمہ: ''حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (عدی بن ثابت اور عطاء بن السائب دونوں میں ایک مرفوع اور ایک غیر مرفوع) روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام فرعون کے منہ میں مٹی ڈالتے تھے تاکہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ سکے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کر دیں۔ یا فرمایا کہ اس خوف سے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے گھیر نہ لے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔''

تشریح

یہاں پر بسم اللہ...... سورت یونس کے بعد لکھا ہوا ہے یہ نسخہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میں ایسا ہی ہے۔(۱)

وجہ تسمیہ: اس میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ ہے اس وجہ سے اس کو سورت یونس کہا جاتا ہے۔

یہ سورت مکی ہے مگر ﴿ فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ ﴾(۲) ﴿وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِۦ ﴾(۳) یہ مدنی ہے۔

آیات کی تعداد ایک سو نو یا ایک سو دس ہے اور گیارہ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۵۸۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد کی مقدار ۷۵٦۷ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى: (ص١٤٢، س٢١)

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى: (ص١٤٢، س٢٣) حسنیٰ فعلیٰ کے وزن پر ہے بمعنی خوبی۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں اس سے مراد جنت ہے اور زیادہ اس سے مراد دیدار الٰہی ہے جنت میں تمام نعمتیں ہوں گی لیکن ان نعمتوں پر مزید نعمت یہ ہوگی کہ اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔(٤) بقول مولانا روم۔

ما نہ بودیم وتقاضائے ما نبود
لطف تو ناگفتہ ماہی شنود

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ: (ص۱۴۲، س۲۶) مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ ایسے خواب دیکھتے ہیں جس میں ان کے لئے خیر وخوبی اور اعمال کے مقبول عنداللہ ہونے اور دخول جنت کی خوش خبری ہوتی ہے کبھی انسان یہ خواب خود دیکھتا ہے کبھی دوسرا آدمی اس کے لئے دیکھتا ہے۔

اس آیت کی دوسری تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "اَلْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا" سے مراد موت کے وقت فرشتوں کی بشارت کا سنانا ہے۔

وَفِی الْاٰخِرَةِ: اس سے مراد روح کے پرواز ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا معلوم ہونا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں ہے کہ "فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا" سے مراد نیک لوگوں کا اس کی تعریف کرنا ہے اور "وَفِی الْاٰخِرَةِ" سے مراد جنت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (۵)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... لَمَّا اَغْرَقَ اللّٰهُ فِرْعَوْنَ قَالَ: جب نزع روح کا وقت آجائے اور فرشتے نظر آنا شروع ہو جائیں تو ایسے وقت کا ایمان لانا معتبر نہیں ہوگا۔ فرعون کی موت بالاجماع کفر پر ہوئی ہے۔ کسی نے بھی فرعون کے ایمان کو معتبر نہیں کہا۔ (۶)

اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت کا اگرچہ ایمان معتبر نہیں تھا مگر اس کے باوجود حضرت جبرئیل امین علیہ السلام فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی شفقت اور رحمت کا کوئی ٹھکانہ نہیں کہ ایسے وقت بھی اور ایسے ظالم کی بھی توبہ قبول فرمالیں۔ (۷)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... جَعَلَ یَدُسُّ فِیْ فِیْ فِرْعَوْنَ الطِّیْنَ:

تخریج حدیث:

۳۲۳۹ - تقدم تخریجه.

۳۲۴۰ - تقدم تخریجه.

۳۲۴۱ - أخرجه أحمد (۱/۲۴۵، ۳۰۹)، وعبد بن حمید ص (۲۲۲)، حدیث (۶۶۴).

۳۲۴۲ - أخرجه أحمد (۱/۲۴۰، ۳۴۰).

(۱) عمدة القاری (۲) سورت یونس آیت: ۹۴ (۳) سورت یونس آیت: ۴۰ (۴) مرقاة: ۱۰/۳۴۶ (۵) مسلم شریف (۶) روح المعانی (۷) امام رازی نے ۱۷/۱۲۵ اس پر اشکالات وارد کیے ہیں اور صاحب خازن نے بھی اس کے جواب پر مفصل کلام کیا ہے

وَمِنْ سُوْرَةِ هُوْدٍ

یہ باب ہے سورۂ ہود کی تفسیر کے بیان میں

۳۲۴۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ نَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَکِیْعِ بْنِ

حُدُسٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ رَزِیْنٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ خَلْقَهٗ قَالَ کَانَ فِیْ عَمَاءٍ مَا تَحْتَهٗ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهٗ هَوَاءٌ وَخَلَقَ عَرْشَهٗ عَلَی الْمَاءِ قَالَ اَحْمَدُ قَالَ یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ الْعَمَاءُ اَیْ لَیْسَ مَعَهٗ شَیْءٌ. هٰکَذَا رَوٰی حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَکِیْعُ بْنُ حُدُسٍ وَیَقُوْلُ شُعْبَةُ وَاَبُوْ عَوَانَةَ وَهُشَیْمٌ وَکِیْعٌ بْنُ عَدَسٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ. (ص١٤٣، س٧)

ترجمہ: ''حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ: ہمارا رب اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بادل میں تھا جس کے اوپر نیچے ہوا تھی اور اس نے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا۔ احمد کہتے ہیں کہ یزید ''عما'' کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں۔ حماد بن سلمہ بھی اس سند کو اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ وکیع بن حدس سے روایت ہے جبکہ شعبہ، ابوعوانہ اور ہشیم، وکیع بن عدس کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

٣٢٤٤ - حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ نَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی یُمْلِیْ وَرُبَّمَا قَالَ یُمْهِلُ الظَّالِمَ حَتّٰی اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ یُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَءَ وَ کَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ اَلْاٰیَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَقَدْ رَوٰی اَبُو اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ یُمْلِیْ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدِ الْجَوْهَرِیُّ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَقَالَ یُمْلِیْ وَلَمْ یَشُکَّ فِیْهِ. (ص١٤٣، س١٠)

ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو فرصت دیتا ہے اور بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظالم کو مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر ہرگز نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''وَ کَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ ...... الآیة'' (اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے۔ جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے اور اس کی پکڑ سخت تکلیف دہ ہے۔ سورۂ ہود: آیت ۱۰۲) یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابواسامہ بھی برید سے اسی طرح کی حدیث کو نقل کرتے ہوئے ''یملی'' کا لفظ بیان کرتے ہیں۔ ابراہیم یہ حدیث ابواسامہ سے وہ برید بن عبداللہ سے وہ اپنے دادا سے وہ ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے وہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اور بغیر شک کے ''یملی'' کا لفظ بیان کرتے ہیں۔''

٣٢٤٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ هُوَ عَبْدُالْمَلِکِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَا سُلَیْمَانُ بْنُ سُفْیَانَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عمر عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَعَلٰى مَا نَعْمَلُ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ اَوْ عَلٰى شَيْءٍ لَّمْ يُفْرَغْ مِنْهُ قَالَ بَلْ عَلٰى شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَجَرَتْ بِهِ الْاَقْلَامُ يَا عُمَرُ وَلٰكِنْ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو.

(ص ۱۴۳، س ۱۳)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ''فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ'' نازل ہوئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا عمل اس چیز کے لئے کرتے ہیں۔ جو لکھی جا چکی ہے یا ابھی نہیں لکھی ہے (یعنی تقدیر)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی چیز کے لئے جس سے فراغت حاصل کی جا چکی ہے اور اسے لکھا جا چکا لیکن ہر شخص کے لئے وہی آسان ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اس کو صرف عبدالملک بن عمرو کی روایت سے جانتے ہیں۔''

٣٢٤٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ عَالَجْتُ امْرَاَةً فِيْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنِّيْ اَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا وَاَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ فَلَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَاَتْبَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً فَدَعَاهُ فَتَلَا عَلَيْهِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ هٰذَا لَهٗ خَاصَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا رَوٰى اِسْرَائِيْلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَرَوٰى شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَرَوٰى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَرِوَايَةُ هٰؤُلَاءِ اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ الثَّوْرِيِّ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُوْرِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْاَعْمَشِ وَسِمَاكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ الْاَعْمَشِ وَقَدْ رَوٰى سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. (ص۱۴۳، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ: میں نے شہر کے کنارے ایک عورت سے بوس و کنار کر لیا اور جماع کے علاوہ سب کچھ کیا۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوں میرے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ چھپایا تھا۔ لہٰذا تمہیں بھی چاہئے تھا کہ اسے پردے میں ہی رہنے دیتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ شخص چلا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیج کر بلوایا اور یہ آیات پڑھیں ''وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ ...... الآیۃ'' (اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کا نماز قائم کر۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ ہود: آیت ۱۱۴) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ اس شخص کے لئے خاص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تمام لوگوں کے لئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسرائیل بھی سماک سے اسی طرح روایت کرتے ہیں، سماک، ابراہیم سے وہ اسود سے اور وہ عبداللہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔ پھر سفیان ثوری بھی سماک سے وہ ابراہیم سے اسی کے مثل بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔ محمد بن یحییٰ نیشا پوری بھی یہ حدیث سفیان ثوری سے وہ اعمش اور سماک سے وہ دونوں ابراہیم سے وہ عبدالرحمٰن بن یزید سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ لیکن سلیمان تیمی یہ حدیث ابوعثمان نہدی سے وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔''

۳۲۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلاً اَصَابَ مِنْ اِمْرَأَۃٍ قُبْلَۃَ حَرَامٍ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَالَہُ عَنْ کَفَّارَتِھَا فَنَزَلَتْ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَ فَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّیْلِ الْاٰیَۃَ فَقَالَ الرَّجُلُ اِلَی ھٰذِہٖ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لَکَ وَلِمَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ اُمَّتِیْ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۴۳، س۲۶)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا جو کہ حرام تھا۔ پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا کفارہ دریافت کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَ فَیِ النَّھَارِ ...... الآیۃ'' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لئے بھی اور میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے جو اس پر عمل کرے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا حُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ الْجُعْفِیُّ عَنْ زَائِدَۃَ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ

اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلاً لَقِیَ اِمْرَأَۃً وَلَیْسَ بَیْنَھُمَا مَعْرِفَۃٌ فَلَیْسَ یَاْتِی الرَّجُلَ اِلٰی اِمْرَأَتِہٖ شَیْئًا اِلَّا قَدْ اَتٰی ھُوَ اِلَیْھَا اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یُجَامِعْھَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَ فَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ وَیُصَلِّیَ قَالَ مُعَاذٌ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَھِیَ لَہٗ خَاصَّۃً اَمْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّۃً قَالَ بَلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّۃً ھٰذَا حَدِیْثٌ لَیْسَ اِسْنَادُہٗ بِمُتَّصِلٍ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی لَمْ یَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَاتَ فِیْ خِلَافَۃِ عُمَرَ وَ قُتِلَ عُمَرُو عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی غُلَامٌ صَغِیْرٌ ابْنُ سِتِّ سِنِیْنَ وَقَدْ رَوٰی عَنْ عُمَرَو رَاٰہُ وَرَوٰی شُعْبَۃُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرْسَلاً۔ (ص۱۴۳، س۲۹)

ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے ملے جس سے اس کی جان پہچان نہ ہو اور پھر وہ اس کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر وہ کام کرے جو کوئی شخص اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ (یعنی بوس و کنار) تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَ فَیِ النَّھَارِ ...... الآیۃ“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو کرو اور نماز پڑھو۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حکم صرف اس شخص کے لئے خاص ہے یا تمام مؤمنوں کے لئے عام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تمام مؤمنوں کے لئے عام ہے۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں۔ اس لئے کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ تو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ چھ برس کے تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور انہیں دیکھا بھی ہے۔ شعبہ یہ حدیث عبدالملک بن عمیر سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔“

۳۲۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ اَنَا قَیْسُ بْنُ الرَّبِیْعِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ طَلْحَۃَ اَبِی الْیَسَرِ قَالَ اَتَتْنِیْ اِمْرَأَۃٌ تَبْتَاعُ تَمْرًا فَقُلْتُ اِنَّ فِی الْبَیْتِ تَمْرًا اَطْیَبَ مِنْہُ فَدَخَلَتْ مَعِیَ فِی الْبَیْتِ فَاَھْوَیْتُ اِلَیْھَا فَقَبَّلْتُھَا فَاَتَیْتُ اَبَا بَکْرٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ اُسْتُرْ عَلٰی نَفْسِکَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ اَحَدًا فَلَمْ اَصْبِرْ فَاَتَیْتُ عُمَرَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ اُسْتُرْ عَلٰی نَفْسِکَ وَتُبْ وَلَا تُخْبِرْ اَحَدًا فَلَمْ اَصْبِرْ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لَہٗ اَخَلَفْتَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فِیْ اَھْلِہٖ بِمِثْلِ ھٰذَا حَتّٰی تَمَنّٰی اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ اَسْلَمَ اِلَّا تِلْکَ السَّاعَۃَ حَتّٰی ظَنَّ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ قَالَ وَاَطْرَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوِیْلاً حَتّٰی اُوْحِیَ اِلَیْہِ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا

مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ قَالَ اَبُو الْيَسَرِ فَاَتَيْتُهٗ فَقَرَأَهَا عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ عَامَّةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَقَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ ضَعَّفَهٗ وَكِيْعٌ وَغَيْرُهٗ وَرَوٰى شَرِيْكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِثْلَ رِوَايَةِ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ وَوَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَاَبُو الْيَسَرِ اِسْمُهٗ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو. (ص۱۴۳، س۳۵)

ترجمہ: ''حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت مجھ سے کھجوریں خریدنے آئی تو میں نے اس سے کہا کہ گھر میں اس سے اچھی کھجوریں ہیں۔ جب وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہوئی تو میں اس کی طرف جھکا اور اس کا بوسہ لیا۔ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: اپنا گناہ چھپاؤ، توبہ کرو اور کسی کے سامنے ذکر نہ کرو۔ لیکن مجھ سے صبر نہ ہوسکا تو میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کے سامنے قصہ بیان کیا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ اپنا جرم چھپاؤ، توبہ کرو اور کسی کو نہ بتاؤ۔ مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر پوری بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانے والے غازی کے گھر والوں کے ساتھ ایسا کیا۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ اس سے ابو یسر کو اتنا دکھ ہوا کہ انہوں نے کہا کاش میں اب ہی مسلمان ہوا ہوتا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ بھی اہل جہنم سے ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اسی طرح رہے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی ''اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ ...... الآية'' ابو یسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ اس شخص کے لئے خاص ہے یا سب کے لئے عام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حکم سب کے لئے ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ قیس بن ربیع کو وکیع وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ شریک یہی حدیث عثمان بن عبداللہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں اور اس باب میں ابوامامہ، واثلہ بن اسقع اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابو یسر کا نام کعب بن عمرو ہے۔''

تشریح

یہاں پر بھی بسم اللہ...... موجود ہے یہ بھی حضرت ابوذر کے نسخہ کے مطابق ہے۔[1]

سورت یونس مکی ہے مگر تین آیات ① ﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ﴾[2] ''نماز کو قائم کریں۔'' ② ﴿ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ ﴾[3] ''پس شاید کے آپ وحی کے کسی حصے کو چھوڑ دینے والے ہیں۔'' ③ ﴿ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ﴾[4] (یہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔) ان کو مدنی کہا گیا ہے اس میں ۱۲۲ یا ۱۲۳ آیات ہیں۔ دس رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۶۲۵ ہے

جب کہ حروف کی تعداد ۶۹۰۵ ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ...... (ص۱۴۳، س۷)

اَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ خَلْقَهُ: اللہ تعالیٰ کی ذات جس طرح ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے اللہ تعالیٰ سے پہلے کسی بھی چیز کا وجود نہیں تھا اللہ تعالیٰ کی ذات تغیر وحدوث سے پاک ومبرا ہے۔ (۵)

قَالَ كَانَ فِىْ عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ: (ص۱۴۳، س۸) اس جملے سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ ہوا اور پانی آسان اور زمین سے پہلے کی تخلیقات ہیں۔ (۶)

وَخَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ: (ص۱۴۳، س۹) اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ شروع میں عرش اور پانی کے درمیان میں کوئی چیز حائل نہیں تھی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عرش پانی کی سطح پر قائم تھا۔ (۷)

نیز اللہ تعالیٰ اس سے بھی منزہ ہے کہ وہ عرش یا کسی جسم پر مستقر ہو جس طرح بادشاہ کو کہا جاسکتا ہے کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسا کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے عرش سے اللہ تعالیٰ کی علو شان اور بے مثال رفعت مراد ہوتی ہے ﴿وَهُوَ ٱلَّذِى فِى ٱلسَّمَآءِ إِلَٰهٌ وَفِى ٱلْأَرْضِ إِلَٰهٌ﴾ (۸) (وہی آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں بھی وہی قابل عبادت ہے۔) فرقہ مجسمہ اور فرقہ مشبہہ کہتے ہیں عرش ایک قسم کا تخت ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر (معاذ اللہ) متمکن ہے یہ عقیدہ رکھنے والے اہل سنت کے نزدیک کافر ہیں۔ (۹)

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... (ص۱۴۳، س۱۰) ﴿أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ﴾ (۱۰) (ص۱۴۳، س۱۱) (تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے۔) اللہ تعالیٰ کی عادت شریفہ یہ ہے کہ کسی ظالم قوم کو یک دم گرفت نہیں فرماتے بلکہ ان کو مہلت دیتے رہتے ہیں تاکہ وہ اپنی غلط روش سے باز آجائیں مگر جب وہ ظالم قوم نافرمانی میں آگے ہی بڑھتی چلی جاتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی گرفت فرماتے ہیں اس میں دوسری قوموں کے لئے عبرت ہوتی ہے کہ دوسری قومیں ان کی اس گرفت کو دیکھ کر اپنے آپ کو صحیح رخ پر لے آئیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص۱۴۳، س۱۳)

كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ: (ص۱۴۳، س۱۵) جس کو جہنم کے لئے پیدا کیا گیا اس کے لئے جہنم کے اعمال کرنا آسان ہو جاتے ہیں اور جس کو جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو اس کے لیے جنت کے اعمال کرنا آسان کردیے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو سوال یہ ہوتا ہے کہ پھر بندے پر اس کا مواخذہ کیوں ہوگا۔

جواب: اس میں شک نہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہی کچھ ہوگا اللہ ہی خالق ہے۔

بندے سے اس کا مواخذہ اس کے اختیار کی وجہ سے ہوگا اپنے علم کی وجہ سے جو کچھ بندوں سے صادر ہورہا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ اس کو پہلے ہی سے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم کا ہونا انسان کے اختیار کو سلب نہیں کرتا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ زید کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے زنا کرے گا یا چوری کرے گا تو جس طرح زید کا زنا کرنا چوری کرنا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور یہ بھی تقدیر میں ہے کہ زید نے یہ کام اپنے اختیار سے کیا ہے زید کو سزا ملے گی اس کے مختار ہونے کی وجہ سے۔ (۱۱)

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ...... (ص۱۴۳، س۱۵) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ: (ص۱۴۳، س۱۸) حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہی مضمون متعدد روایات میں بھی بیان فرمایا گیا ہے "اَلصَّلٰوةُ اِلَی الصَّلٰوةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا" مگر علماء فرماتے ہیں اعمال سے جن گناہوں کی معافی ہوتی ہے وہ صغیرہ گناہوں کی ہوتی ہے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ استغفار کرنا ضروری ہے۔

کیونکہ صحیح روایت میں آتا ہے "مَالَمْ یَاْتِ كَبِیْرَةً" (۱۲) خلاصہ یہ ہے کہ بڑے گناہوں کا کفارہ نیکیوں سے نہیں ہوتا ہے۔ جبکہ توبہ استغفار سے ہو جاتا ہے۔

فَائِدَة: مفسرین جن میں مجاہد بھی شامل ہیں وہ فرماتے ہیں ﴿ وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَیِ ٱلنَّهَارِ ﴾ (۱۳) (دن کے دونوں سروں میں نماز پڑھا کرو اور رات کی ساعتوں میں بھی۔) اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے۔ وہ اس طرح سے ﴿طَرَفَیِ ٱلنَّهَارِ﴾ (۱۴) (دن کے دونوں حصوں میں) یعنی دن کے ایک حصے میں فجر اور ظہر ہے اور دوسرے حصے میں عصر اور مغرب ہے۔

﴿وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّیْلِ﴾ (۱۵) (ص۱۴۳، س۱۸) (اور رات کی ساعتوں میں بھی۔) اس سے عشاء کی نماز مراد ہے یا مغرب اور عشاء دونوں نمازیں اس میں داخل ہیں۔ (۱۶)

جب کہ بعض علماء فرماتے ہیں ﴿طَرَفَیِ ٱلنَّهَارِ﴾ (۱۷) اس سے فجر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور ﴿وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّیْلِ﴾ (۱۸) میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اور ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ﴾ والی آیت میں ظہر کی نماز مراد ہے۔

سوال کرنے والے کا نام کیا تھا:

شارحین نے چھ نام ذکر کئے ہیں۔ ① نبهان التمار ② عمرو بن غزیۃ ③ ابوعمرو زید بن عمرو ④ عامر بن قیس ⑤ عباد ⑥ کعب بن مالک ابوالیسر۔ آخری نام کو علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح دی ہے۔ (۱۹)

تخریج حدیث:

۳۲۴۳ - أخرجه ابن ماجه: مقدمة: باب: فيما أنكرته الجهمية، حديث (۱۸۲)، وأحمد (۱۱/٤، ۱۲).

۳۲٤٤ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير باب: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ ......﴾ [هود: ۱۰۲]، حديث (٤٦٨٦) ومسلم: كتاب البر والصلة والآداب: باب: تحريم الظلم، حديث (۲۵۸۳/٦۱)، وابن ماجه: كتاب الفتن: باب: العقوبات، حديث (٤٠١٨).

۳۲٤٥ - أخرجه ابن حميد ص (۳٦)، حديث (۲۰).

۳۲٤٦ - أخرجه أحمد (٤٠٦/۱).

٣٢٤٧ - أخرجه أحمد (٥/٢٤٤).

٣٢٤٨ - أخرجه البخاري: كتاب مواقيت الصلاة: باب الصلاة كفارة حديث (٥٢٦): طرفه في (٤٦٨٧)، ومسلم (٤/٢١١٥): كتاب التوبة: باب: قوله تعالىٰ ﴿إِنَّ ٱلْحَسَنَـٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ﴾ [هود: ١١٤] حديث (٣٩، ٤٠/٢٧٦٣)، وابن ماجه: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ماجاء من أن الصلاة كفارة، حديث (١٣٩٨)، وحديث (٤٢٥٤)، وأحمد (١/٣٨٥، ٤٣٠) وابن خزيمة (١/١٦١)، حديث (٣١٢).

٣٢٤٩ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٨/٣٠٧)، حديث (١١١٢٥).

(١) عمدة القاری (٢) سورت بنی اسرائیل آیت: ٧٨ (٣) سورت ھود آیت: ١٢ (٤) سورت ھود آیت: ١٧ (٥) مرقاة: ١١/٣٣ (٦) مظاھر حق: ٥/٢٦٠، مرقاة: ١١/٣٣ (٧) مظاھر حق: ٥/٢٦٠، مرقاة: ١١/٣٣ (٨) سورت الزخرف آیت: ٨٤ (٩) عقائد الاسلام: ص ٣٨٢ (١٠) سورت ھود آیت: ١٠٢ (١١) اشرف التوضیح (١٢) صحیح مسلم (١٣) سورت ھود آیت: ١١٤ (١٤) سورت ھود آیت: ١١٤ (١٥) سورت ھود آیت: ١١٤ (١٦) انوار البیان، الکوکب الدری: ٤/١٧١، تحفة الاحوذی: ٨/٥١٣ (١٧) سورت ھود آیت: ١١٤ (١٨) سورت ھود آیت: ١١٤ (١٩) الکوکب الدری: ٤/١٧٠

وَمِنْ سُوْرَةِ يُوْسُفَ

یہ باب ہے سورۂ یوسف کی تفسیر کے بیان میں

٣٢٥٠ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ بْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفَ بْنَ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ وَلَوْ لَبِثْتُ فِى السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ جَاءَ نِى الرَّسُوْلُ اَجَبْتُ ثُمَّ قَرَأَ فَلَمَّا جَاءَ ہُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللّٰاتِىْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ قَالَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ اِنْ كَانَ لَيَاْوِىْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ فَمَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ نَبِيًّا اِلَّا فِىْ ذِرْوَةٍ مِّنْ قَوْمِهٖ.

(ص١٤٤، س٨)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کریم بن کریم بن کریم بن کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی مدت یوسف علیہ السلام قید میں رہے اگر میں رہتا تو قاصد کے آنے پر بادشاہ کی دعوت قبول کر لیتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''فَلَمَّا جَاءَ ہُ الرَّسُوْلُ ...... الآیة'' (پھر جب اس کے پاس قاصد پہنچا کہا اپنے آقا کے ہاں واپس جا اور اس سے پوچھا ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے ہاتھ کاٹے تھے۔ بے شک میرا رب ان کے فریب سے خوب واقف ہے۔ یوسف، آیت ٥٠) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت لوط علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو وہ تمنا کرتے تھے کہ کسی مضبوط قلعے میں پناہ حاصل کریں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر کسی قوم کی طرف انہی میں سے نبی بنا کر بھیجا۔''

۳۲۵۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا عَبْدَةُ وَعَبْدُالرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو نَحْوَ حَدِيْثِ الْفَضْلِ بْنِ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ بَعْدَهُ نَبِيًّا اِلَّا فِىْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو اَلثَّرْوَةُ الْكَثْرَةُ وَالْمَنَعَةُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ الْفَضْلِ بْنِ مُوْسٰى وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱٤٤، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوکریب یہ حدیث عبدہ اور عبدالرحیم سے اور وہ فضل بن موسیٰ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں ''مَا بَعَثَ اللّٰهُ بَعْدَهُ نَبِيًّا اِلَّا فِىْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ''لیکن معنی ایک ہی ہیں جب کہ محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ ''ثروہ'' کے معنی کثرت وقوت کے ہیں۔ یہ حدیث فضل بن موسیٰ کی روایت سے زیادہ صحیح اور حسن ہے۔''

تشریح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ بسم اللہ پاک و ہند کے نسخوں میں موجود ہے۔ اسی طرح عمدہ۔ القاری شرح بخاری میں بھی موجود ہے۔

وجہ تسمیہ: اس کو سورت یوسف کہتے ہیں کیونکہ اس سورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ موجود ہے۔

یہ سورت مکی ہے اور اس میں ایک سو گیارہ آیات ہیں۔ اور بارہ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۷۷۶ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۷۹۹۶ ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ ...... (ص۱٤٤، س۸) وَلَوْ لَبِثْتُ فِى السِّجْنِ: (ص۱٤٤، س۱۰)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام سات سال سات ماہ سات دن سات گھنٹے جیل میں رہے۔(۱)

جب بادشاہ کا قاصد رہائی کا پیغام لے کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اپنی براءت سے پہلے رہا ہونے سے انکار کر دیا۔

مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِىْ: (ص۱٤٤، س۱۰)

سؤال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی کا نام لینے کے بجائے مطلقا عورتوں کی طرف اس بات کو کیوں منسوب کیا؟

جواب: مقصد اپنی براءت کا ثبوت تھا کہ سچی بات سامنے آجائے بخلاف اس بات کے کہ اگر عزیز مصر کی بیوی کا نام لیا جاتا تو عزیز مصر کی رسوائی زیادہ ہوتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سوال کو اس لئے اٹھایا تھا کہ آگے چل کر یہ معاملہ تبلیغ و دعوت کے کام میں رکاوٹ نہ بنے۔(۲)

اَجَبْتُ: (ص۱٤٤، س۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اتنی مدت جیل خانہ میں رہنے کے بعد اگر میرے پاس قاصد آتا تو میں

اس کی بات کو فوراً قبول کر لیتا۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے یہ شرط لگاتا کہ پہلے مجھ کو جیل سے نکالو پھر میں تعبیر بتاؤں گا اور قاصد کی زبانی پیغام سننے کے بعد فوراً جیل کے دروازے کی طرف چل دیتا۔ (۳)

سُؤَال: اس واقعہ سے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر معلوم ہو رہی ہے۔

جَوَابْ: ① حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بظاہر حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے مگر حقیقتاً دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فضیلت معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام کمال عبدیت اور رضاء وتسلیم کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے کہ آقا کی طرف سے اگر قید خانہ ہے تو وہ بھی قبول ہے اور اگر آقا کی طرف سے رہائی ہے تو وہ بھی قبول ہے۔

جَوَابْ: ② یہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام کی جزئی فضیلت معلوم ہو رہی ہے مجموعی اور کلی فضیلت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ (٤)

جَوَابْ: ③ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طریق کار کو اپنی طرف منسوب فرمایا اس میں تعلیم امت اور امت کے لیے خیر خواہی ہے کیونکہ بادشاہوں کے مزاج کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ممکن ہے کہ بادشاہ کی رائے بدل جائے۔

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ: (ص۱٤٤، س۱۱) حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں ایک بڑا خبیث عمل یہ تھا کہ مرد مرد کے ساتھ منہ کالا کرتا تھا۔

جب لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے حسین اور خوب صورت لڑکوں کی شکل میں آئے تو ان کی قوم ان کے گھر پر دوڑی آئی۔ ایسے سخت پریشانی اور اضطراب کے پیش نظر انہوں نے مہمانوں سے معذرت کے انداز میں یہ جملہ فرمایا کہ کاش میرا کوئی کنبہ قبیلہ ہوتا جو میرے مہمانوں کی حفاظت کرنے میں مدد کرتا۔ (٥)

لَيَاْوِىْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ: (ص۱٤٤، س۱۱) یہ جملہ لوط علیہ السلام کی زبان سے شدت اضطراب کے پیش نظر باقتضاء طبعی نکلا کیونکہ ان کو بتقاضائے بشریت، نصرت وحمایت الٰہی سے نسیان ہوگیا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر اعتماد کے باوجود مہمانوں کی حفاظت کے سبب کے درجہ میں اسباب ظاہرہ کا اختیار کرنا ہے جو بلاشبہ جائز ہے۔

فَمَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ نَبِيًّا اِلَّا: (ص۱٤٤، س۱۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار قریش نے کتنے مظالم ڈھائے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں نے آپ کا ساتھ دیا۔ اگرچہ مذہب کے لحاظ سے وہ موافق نہیں تھے۔

جیسے بنی ہاشم نے مقاطعہ کے زمانے میں پورا ساتھ دیا۔ (٦)

تخریج حدیث:

٣٢٥٠ - أخرجه البخاري في ((الأدب المفرد)) ص (١٧٧)، حديث (٦٠٩)، ص (٢٦١) حديث (٩٠٢)، وأحمد (٣٢٢/٢، ٣٤٦، ٣٨٤، ٣٨٩، ٤١٦).

۳۲۵۱ - تقدم تخریجه.

(۱) عمدۃ القاری (۲) مرقاۃ: ۱۲/۸ مظاہر حق (۳) تفسیر قرطبی (٤) کوکب الدری: ۱۷۲/٤ (٥) مرقاۃ: ۱۲/۱۱ مظاہر حق (٦) مرقاۃ: ۱۲/٦

وَمِنْ سُوْرَةِ الرَّعْدِ

یہ باب ہے سورۂ رعد کی تفسیر کے بیان میں

۳۲۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَكَانَ يَكُوْنُ فِيْ بَنِيْ عِجْلٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلَتْ يَهُوْدُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا هُوَ قَالَ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ مَعَهٗ مَخَارِيْقُ مِنْ نَارٍ يَسُوْقُ بِهَا السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالُوْا فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِیْ نَسْمَعُ قَالَ زَجْرُهٗ بِالسَّحَابِ اِذَا زَجَرَهٗ حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلٰى حَيْثُ اُمِرَ قَالُوْا صَدَقْتَ فَقَالُوْا فَاَخْبِرْنَا عَمَّا حَرَّمَ اِسْرَائِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ قَالَ اشْتَكٰى عِرْقَ النَّسَاءِ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يُلَائِمُهٗ اِلَّا لُحُوْمَ الْاِبِلِ وَاَلْبَانَهَا فَلِذٰلِكَ حَرَّمَهَا قَالُوْا صَدَقْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱٤٤، س۱۳)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رعد کے متعلق بتائیے کہ یہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کے ذمہ بادل ہیں اس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں۔ جن سے وہ بادلوں کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہانکتا ہے۔ وہ کہنے لگے تو پھر یہ آواز جو ہم سنتے ہیں یہ کس کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس کی ڈانٹ ہے وہ بادلوں کو ڈانٹتا ہے یہاں تک کہ وہ حکم کے مطابق چلیں۔ وہ کہنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے اپنے اوپر کون سی چیز حرام کی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں عرق النساء کا مرض ہوگیا تھا اور انہوں نے اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کے علاوہ کوئی چیز مناسب نہیں پائی۔ اس لیے انہوں نے اپنے اوپر ان چیزوں کو حرام کرلیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

۳۲۵۳ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ نَا سَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّوْرِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ قَالَ الدَّقَلُ وَالْفَارِسِيُّ وَالْحُلْوُوَالْحَامِضُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوَاهُ زَيْدُ بْنُ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنِ

الْاَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا وَسَيْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ اَخُوْ عَمَّارِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَمَّارٌ اَثْبَتُ مِنْهُ وَهُوَ ابْنُ اُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ. (ص۱٤٤، س۱۷)

تَرجَمۃ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا ...... الآية'' (اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فضیلت دیتے ہیں۔ الرعد: آیت۴) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد ردی اور عمدہ کھجوریں ہیں یا پھر میٹھا اور کڑوا مراد ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس روایت کو زید بن ابی انیسہ نے بھی اعمش سے اسی کے مثل نقل کیا ہے۔ سیف بن محمد، عمار بن محمد کے بھائی ہیں اور عمار ان سے ثقہ ہیں۔ یہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بھانجے ہیں۔''

تشریح

سورت رعد مکی ہے مگر ﴿وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [1] ﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ﴾ [2]
یہ آیات مدنی ہے۔ اس سورت میں ۴۳ یا ۴۴ یا ۴۵ یا ۴۶ آیات ہیں۔ اور چھ رکوع ہیں۔
اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۵۵ ہے۔
جب کہ حروف کی تعداد ۳۰۵۶ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ...... (ص۱٤٤، س۱۳)

يَسُوْقُ بِهَا السَّحَابَ: (ص۱٤٤، س۱۵) یہ بادل خود اپنی مرضی سے جہاں چاہے چلا جائے اور پانی برسا دے یہ نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہوکر چلتے ہیں اور جہاں پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے وہاں ہی برستے ہیں۔

زَجْرُهُ بِالسَّحَابِ: (ص۱٤٤، س۱۵) بادل کے اندر سے آنے والی آواز فرشتے کی آواز ہوتی ہے جب وہ بادل کو ہنکاتے ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ پر بھی آتا ہے ﴿فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾﴾ [3]

حَرَّمَ اِسْرَائِيْلُ: (ص۱٤٤، س۱٦) اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔

عِرْقَ النِّسَاءِ: (ص۱٤٤، س۱٦) یہ ایک بیماری ہے وہ رگ جو پنڈلی سے ران تک جاتی ہے اس میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔

فَلِذٰلِكَ حَرَّمَهَا: (ص۱٤٤، س۱٦) یہ روایت یہاں پر مختصر ہے مسند احمد میں یہ روایت مکمل ہے۔

''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَضَرَتْ عِصَابَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوْا حَدِّثْنَا عَنْ خِلَالٍ نَسْاَلُكَ عَنْهُنَّ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ ...... فَقَالَ اُنْشِدُكُمْ بِالَّذِىْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اِسْرَائِيْلَ مَرِضَ مَرَضًا شَدِيْدًا وَطَالَ سَقَمُهُ فَنَذَرَ لِلّٰهِ نَذْرًا لَئِنْ شَفَاهُ اللّٰهُ مِنْ سَقَمِهٖ لَيُحَرِّمَنَّ اَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَيْهِ وَكَانَ اَحَبَّ الطَّعَامِ اِلَيْهِ لَحْمُ الْاِبِلِ وَاَحَبَّ الشَّرَابِ اِلَيْهِ اَلْبَانُهَا

فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ،،(٤)

تخریج حدیث:

٣٢٥٢ - أخرجه أحمد (١/٢٧٤).

٣٢٥٣ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (٩/٣٥٦)، حديث (١٢٣٩١).

(١) سورت الرعد آیت: ٣١ (٢) سورت الرعد آیت: ٤٣ (٣) سورت صافات: آیت٢ (٤) مسند احمد

وَمِنْ سُوْرَةِ اِبْرَاهِيْم

یہ باب ہے سورۂ ابراہیم کی تفسیر کے بیان میں

٣٢٥٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا اَبُو الْوَلِيْدِ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِنَاعٍ عَلَيْهِ رُطَبٌ فَقَالَ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ تُؤْتِىْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا قَالَ هِىَ النَّخْلَةُ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ قَالَ هِىَ الْحَنْظَلَةُ قَالَ فَاَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ اَبَا الْعَالِيَةِ فَقَالَ صَدَقَ وَاَحْسَنَ. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ اَبِى الْعَالِيَةِ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِثْلَ هٰذَا مَوْقُوْفًا وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا رَفَعَهٗ غَيْرُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَلَمْ يَرْفَعُوْهُ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّىُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. (ص١٤٤، س٢٠)

ترجمہ: ''حضرت شعیب بن حبحاب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا ایک خوشہ پیش کیا گیا۔ اس میں کھجیاں بھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَقَالَ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ...... الآیۃ'' (کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمۂ پاک کی ایک مثال بیان کی ہے۔ گویا وہ ایک پاک درخت ہے کہ جس کی جڑ مضبوط اور شاخ آسمان میں ہے۔ وہ اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل لاتا ہے۔ ابراہیم۔ آیت: ۲۵) پھر فرمایا کہ یہ درخت کھجور کا درخت ہے پھر یہ آیت پڑھی ''وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ ...... الآیۃ'' (اور ناپاک کلمہ کی مثال ایک ناپاک درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے۔ اسے کچھ ٹھہراؤ نہیں ہے ابراہیم۔ آیت ۲۶) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد تمہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابوعالیہ کو سنائی تو انہوں نے فرمایا

آپ نے سچ اور صحیح فرمایا۔ قتیبہ، ابوبکر بن حجاب سے وہ اپنے والد سے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے اسی کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں اور اس میں ابوالعالیہ کا قول بھی نہیں۔ اور یہ اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی راوی اس حدیث کو موقوفاً یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔ ہمیں علم نہیں کہ حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی اور نے اسے مرفوع کیا ہو۔ پھر معمر، حماد بن زید اور کئی راوی بھی اس حدیث کو مرفوع نہیں کرتے۔ احمد بن عبدہ ضبی بھی حماد بن زید سے وہ شعیب بن حجاب سے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے شعیب بن حجاب ہی کی حدیث نقل کرتے ہوئے اسے مرفوع نہیں کرتے۔"

۳۲۵۵ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاؤُدَ نَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ قَالَ فِی الْقَبْرِ اِذَا قِيْلَ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٤٤، س۲٦)

ترجمہ: "حضرت براء رضی اللہ عنہ اس آیت "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...... الآیة" (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ سورۂ ابراہیم: آیت ۲۷) کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبر میں ہوگا جب اس سے (یعنی مردے سے) پوچھا جائے گا کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور تمہارا نبی کون ہے؟ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۲۵٦ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ دَاؤُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ تَلَتْ عَائِشَةُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ عَائِشَةَ. (ص۱٤٤، س۲۸)

ترجمہ: "حضرت مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت "يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ ...... الآیة" (جس دن زمین اس زمین کے علاوہ بدل دی جائے گی۔ سورۂ ابراہیم۔ آیت ۴۸) تلاوت کرنے کے بعد اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پل صراط پر۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔"

تشریح

یہاں پر بسم اللہ حضرت ابوذر کے نسخہ کے مطابق ہے "قَالَ الْعَلَّامَةُ عَيْنِیْ لَمْ تَثْبُتِ الْبَسْمَلَةُ اِلَّا لِاَبِیْ ذَرٍّ وَحْدَهٗ."

وجہ تسمیہ: اس کو سورت ابراہیم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے۔

یہ سورت مکی ہے مگر اس میں دو آیات ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ﴾ [1] (کیا آپ نے ان کی طرف نظر نہیں ڈالی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے بدلے میں ناشکری کی۔) (۲۸، ۲۹) مدنی ہیں اس میں ۵۲ آیات ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۳۱ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۳۴۳۴ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۴۴، س۲۰)

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ: (ص۱۴۴، س۲۱) اس سے کھجور کا درخت مراد لیا گیا ہے کھجور کے درخت کو کلمہ طیبہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ لا الہ الا اللہ کی جڑ (یعنی اعتقاد) مومن کے دل میں مضبوطی کے ساتھ جمی ہوئی ہوتی ہے اس کی شاخیں یعنی نیک اعمال آسمان کی طرف چڑھتے ہیں جس پر رضائے الٰہی کے ثمرات مرتب ہوتے ہیں جیسے کہ قرآن میں ایک دوسری جگہ یہ ارشاد ہے۔

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ [2]

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ: اس پاکیزہ درخت کی تین خوبیاں بیان فرمائی جا رہی ہیں ① اس کی جڑیں بہت گہری ہیں ② شاخیں بلندی پر آسمان کی طرف ہیں ③ اس کا پھل ہر وقت ہر حال میں کھایا جاتا ہے۔

﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ﴾ [3] (ص۱۴۴، س۲۲) (اور ناپاک بات کی مثال گندے درخت جیسی ہے۔)

﴿كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ﴾ [4] (ص۱۴۴، س۲۲) (ناپاک بات کی مثال۔) اس سے حنظل کا درخت مراد لیا گیا ہے جو بہت زیادہ کڑوا اور بدمزہ ہوتا ہے بو بھی بہت بری ہوتی ہے اس کا جماؤ زمین میں نہیں ہوتا معمولی سے ہاتھ لگانے سے اکھڑ جاتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلی مثال میں شجرۃ طیبہ فرمایا ہے اس کے مقابلہ میں حنظل کو شجرۃ خبیثہ فرما دیا ورنہ حنظل کا درخت نہیں ہوتا بلکہ اس کی تو بیل ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ حنظل کی نہ جڑ مضبوط ہے نہ مزا اچھا ہے اور بدبو سے بھرا ہوا ہوتا ہے کفر کے کلمات کا یہی حال ہے حق کے سامنے ان کا کوئی جماؤ نہیں کافر کو اس سے نقصان ہی نقصان ہے اس کے اعمال پر بھی رضائے الٰہی مرتب نہیں ہوتی کیونکہ کافر کے اعمال کے قبول ہونے کا احتمال ہی نہیں اس وجہ سے مشبہ بہ یعنی حنظل کے بیان میں اس کی شاخوں کا ذکر نہیں فرمایا۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۴۴، س۲۶) ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ [5] (ص۱۴۴، س۲۷) (ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے۔)

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ﴾ [6] مطلب یہ ہے کہ مومن بندہ آخر وقت تک ایمان اور کلمہ طیبہ پر جما ہوا رہتا ہے اور آخرت میں بھی کلمہ طیبہ پر جما رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر میں منکر نکیر کے سوال پر مومنانہ جواب دلوا دیتا ہے جیسے کہ

حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے۔

اسی کے ہم معنی تقریباً چالیس صحابہ کرام سے معتبر اسانید کے ساتھ یہ مضمون منقول ہے جس کو امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ (۷)

قَالَ فِي الْقَبْرِ اِذَا قِيلَ لَهُ مَنْ رَبُّكَ: علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ قبر میں سوال صرف مومن سے ہوگا یا منافق سے جو ظاہراً اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا تھا اور کافر سے قبر میں سوال نہیں ہوگا کیونکہ یہ سوال مؤمن سے منافق کو امتیاز کرنے کے لئے ہوگا کافر میں التباس ہی نہیں ہے اور جن احادیث میں کافر سے سوال کا ذکر ہے تو مراد وہاں پر کافر سے منافق ہی ہے۔

مگر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ سوال سب سے ہوگا۔ کیونکہ "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۸) (ہاں نا انصاف لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہکا دیتا ہے۔) ظالم کا لفظ کافر اور منافق دونوں کو ہی عام ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ وغیرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قبر میں کافر سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے "اٰہ اٰہ لَا اَدْرِیْ."

اور قبر کا سوال صرف امتیاز کے لئے نہیں ہے بلکہ الزام کے لئے ہوگا۔ (۹)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص۱٤٤، س۲۸)

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ: علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تبدل ارض کے بارے میں دو قول ہیں:

① ذات ہی زمین کی بدل دی جائے گی۔

② زمین وہی ہوگی مگر اس کی صفات بدل دی جائیں گی۔ دونوں قولوں کی قرآن مجید کی آیات اور احادیث شریفہ سے تائید ہوتی ہے۔

پہلا قول: صفات کے لحاظ سے زمین کو بدل دیا جائے گا۔ اس بات کی قرآن مجید کی دوسری آیات سے تائید ہوتی ہے۔ مثلاً

❶ ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي ٱلصُّورِ نَفْخَةٌ وَٰحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَحُمِلَتِ ٱلْأَرْضُ وَٱلْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَٰحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ ٱلْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَٱنشَقَّتِ ٱلسَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ﴿١٦﴾﴾ (۱۰)

ترجمہ: "پس جب صور میں ایک پھونک پھونکی جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے اس دن ہو پڑنے والی قیامت ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جائے گا و راس دن بالکل بودا ہو جائے گا۔"

❷ ﴿يَوْمَ نَطْوِي ٱلسَّمَآءَ كَطَيِّ ٱلسِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ ۚ﴾ (۱۱)

ترجمہ: ''جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیئے جاتے ہیں جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی کہ اسی طرح دوبارہ کریں گے۔''

۳ ﴿لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَآ أَمْتًا ﴿١٠٧﴾﴾ (۱۲)

ترجمہ: ''جس میں تو نہ کہیں موڑ توڑ دیکھے گا نہ اونچ نیچ۔''

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ سفید زمین پر جمع ہوں گے اس سفید رنگ میں کچھ مٹیالے رنگ کی ملاوٹ ہوگی۔ وہ میدے کی روٹی کی طرح ہوگی اس میں کسی قسم کی نشانی نہ ہوگی۔ (۱۳)

اسی طرح حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی بنی ہوئی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اپنے دست مبارک سے اس طرح الٹ پلٹ فرمائے گا جس طرح تم روٹی کو سفر میں الٹ پلٹ کرتے ہو یہ زمین اہل جنت کو کھانے کے لئے ابتدائی مہمانی کے طور پر دی جائے گی۔ (۱۴)

دوسرا قول: ذات کے اعتبار سے زمین بدل دی جائے گی جیسے کہ ترمذی نے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''وَالظَّاهِرُ مِنَ التَّبْدِيلِ تَغَيُّرُ الذَّاتِ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ السُّوَالُ وَالْجَوَابُ حَيْثُ قَالَتْ فَأَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ'' (۱۵)

علماء فرماتے ہیں ان دونوں قولوں میں کوئی تضاد نہیں ہے ہوسکتا ہے نفخہ صور کے وقت موجودہ زمین کی صفات تبدیل کی جائیں اور پھر حساب کتاب کے لئے زمین کو ذات کے اعتبار سے بھی تبدیل کر دیا جائے۔ (۱۶)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ زمین پہلے صفت کے اعتبار سے بدل دی جائے گی پھر بعد میں ذات کے اعتبار سے بھی بدل دی جائے گی یہ ذات کا بدلنا اس کے بعد ہوگا جب کہ وہ اپنی خبریں سنا چکی ہوگی (جس کا تذکرہ سورت الزلزال میں ہے)۔

اور آخر میں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں ''وَلَا مَانِعَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ هُنَا تَبْدِيْلَاتٍ عَلٰى اَنْحَاءٍ شَتّٰى'' (۱۷)

تخریج حدیث:

۳۲۵۴ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (۲٤۱/۱)، حديث (۹۱٦).

۳۲۵۵ - أخرجه البخاري: كتاب الجنائز: باب: ماجاء من عذاب القبر، وقوله تعالىٰ: ﴿إِذِ ٱلظَّـٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ ......﴾ [الانعام: ۹۳]، حديث (۱۳٦۹)، وطرفه في (٤٦۹۹)، ومسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها: باب: عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه وإثبات عذاب القبر والتعوذ منه، حديث (۲۸۷/۷۳)، وأبوداود: كتاب السنة: باب: المسألة من القبر وعذاب القبر، حديث (٤۷۵۰). والنسائي: كتاب الجنائز: باب: عذاب القبر، حديث (۲۰۵۷)، وابن ماجه: كتاب الزهد: باب: ذكر القبر والبلى، حديث ٤۲٦۹)، وأحمد

(٢٨٢/٤)، (٢٩١/٤).

٣٢٥٦ - أخرجه مسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم: باب: في البعث والنشور، وصفة الأرض يوم القيامة، حديث (٢٧٩١/٢٩)، وابن ماجه (١٤٣٠/٢): كتاب الزهد: باب: ذكر البعث، حديث (٤٢٧٩)، والدارمي (٣٢٨/٢، ٣٢٩): كتاب الرقاق: باب: قول الله تعالىٰ: ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ ٱلْأَرْضُ غَيْرَ ٱلْأَرْضِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ ...... ﴾ [ابراهيم: ٤٨]. وأحمد (٣٥/٦، ١٣٤، ٢١٨)، والحميدي (١٣٢/١)، حديث (٢٧٤).

(١) سورت ابراهيم آيت: ٢٨ (٢) سورت فاطر آيت: ١٠ (٣) سورت ابراهيم آيت: ٢٦ (٤) سورت ابراهيم آيت: ٢٦ (٥) سورت ابراهيم آيت: ٢٧ (٦) سورت ابراهيم آيت: ٢٧ (٧) اس مضمون پر علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ایک منظوم رسالہ "التشيت عند التبيت" لکھا ہے۔ اور دوسرا رسالہ شرح صدور میں ستر صحابہ سے ان احادیث کو جمع کیا ہے (٨) سورت ابراهيم آيت: ٢٧ (٩) فيض البارى (١٠) سورت الحاقة آيت: ١٣، ١٦ (١١) سورت انبياء آيت: ١٠٤ (١٢) سورت طه آيت: ١٠٧ (١٣) بخارى (١٤) بخارى (١٥) مرقاة: ٢٤٥/١٠ (١٦) بيان القرآن (١٧) روح المعانى، اشعه اللمعات: ٣٤٥/٤، بيضاوى: ٢٩٨/٢

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

یہ باب ہے سورۂ حجر کی تفسیر کے بیان میں

٣٢٥٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ الْحُدَّانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءُ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ وَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِاَنْ لَّا يَرَاهَا وَيَسْتَاْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَاِذَا رَكَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ اِبْطَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَرَوٰى جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهٰذَا اَشْبَهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَصَحَّ مِنْ حَدِيْثِ نُوْحٍ. (ص١٤٤، س٣٠)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی وہ بہت حسین بلکہ حسین ترین لوگوں میں سے تھی۔ بعض لوگ پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے تاکہ اس پر نظر نہ پڑے جبکہ بعض لوگ پچھلی صفوں کی طرف آتے تاکہ اسے دیکھ سکیں۔ چنانچہ وہ جب رکوع کرتے تو اپنی بغلوں کے نیچے سے اُسے دیکھتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ ...... الآية" (اور ہمیں تم میں سے اگلے اور پچھلے سب معلوم ہیں اور بے شک تیرا رب ہی انہیں جمع کرے گا۔ بے شک وہ حکمت والا خبردار ہے۔ الحجر۔ آیت ۲۵) جعفر بن سلیمان یہ حدیث عمرو بن مالک سے وہ ابوجوزاء سے اسی طرح نقل کرتے ہیں لیکن اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں اور یہ نوح کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔"

٣٢٥٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ جُنَيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ عَلٰى اُمَّةِ مُحَمَّدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ. (ص۱۴۴، س۳۴)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ان لوگوں کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائیں گے یا فرمایا امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف مالک بن مغول کی روایت سے جانتے ہیں۔''

۳۲۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اُمُّ الْقُرْاٰنِ وَاُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۴۵، س۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ فاتحہ ام القران، ام الکتاب، اور سبع مثانی ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۶۰ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِالْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِى التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ مِثْلَ اُمِّ الْقُرْاٰنِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَهِيَ مَقْسُوْمَةٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَاسَأَلَ. (ص۱۴۵، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) جیسی کوئی سورت نازل نہیں کی اور یہی سبع مثانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم کی گئی ہے اور میرے بندے کے لئے وہی چیز ہے جو وہ مانگے گا۔''

۳۲۶۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى اُبَيٍّ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ حَدِيْثُ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَطْوَلُ وَاَتَمُّ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَهٰكَذَا رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ. (ص۱۴۵، س۴)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو ابی نماز پڑھ رہے تھے۔ اور پھر اسی کے مثل حدیث نقل کی۔ عبدالعزیز بن محمد کی حدیث زیادہ طویل اور مکمل ہے اور عبدالحمید بن جعفر کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

کئی راوی علاء بن عبدالرحمٰن سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔"

۳۲۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ نَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِى الطَّيِّبِ نَا مُصْعَبُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ فِىْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ قَالَ لِلْمُتَفَرِّسِيْنَ.

(ص ۱۴۵، س ۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ ...... الآیة" (بے شک اس واقعہ میں اہل بصیرت کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ الحجر: آیت ۷۵) یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کی تفسیر میں کہا ہے کہ متوسمین کے معنی فراست والوں کے ہیں۔"

۳۲۶۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّىُّ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قَوْلِهٖ لَنَسْاَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ قَالَ عَنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ لَيْثِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمٍ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. (ص ۱۴۵، س ۹)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ "لَنَسْاَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ......الآیة" (پھر تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے سوال کریں گے۔ الحجر: ۹۲) کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد کلمۂ توحید "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف لیث بن ابی سلیم کی روایت سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن ادریس بھی اس حدیث کو لیث بن ابی سلیم سے وہ بشر سے اور وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرفوع نہیں۔"

تشریح

سورت حجر مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس سورت کو حجر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حجر بستی جو مدینہ منورہ اور شام کے درمیان واقع ہے اس بستی میں قوم ثمود آباد تھی اس کا تذکرہ ہے۔

اس میں ۹۲ آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۶۵۴ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۲۷۷۵ ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... (ص١٤٤، س٣٠) كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّيْ خَلْفَ: (ص١٤٤، س٣١)

﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ﴾ (۱)

ترجمہ: (اورتم میں سے آگے بڑھنے والے اور پیچھے ہٹنے والے بھی ہمارے علم میں ہیں۔)

تفسیر بالا کے علاوہ ائمہ صحابہ وتابعین سے اس آیت کی اور بھی تفاسیر منقول ہیں مثلاً: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات سے۔

❶ مستقدمین سے مراد وہ لوگ جو دنیا سے جا چکے ہیں اور متاخرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ابھی دنیا میں زندہ ہیں۔

❷ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستقدمین سے وہ لوگ مراد ہیں جو اب تک پیدا ہو چکے ہیں۔ اور متاخرین سے وہ لوگ جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔

❸ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مستقدمین سے مراد امت محمدیہ سے پہلے والے لوگ اور متاخرین سے امت محمدیہ کے لوگ مراد ہیں۔

❹ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مستقدمین سے مراد اہل اطاعت اور متاخرین سے مراد اہل معصیت ہیں۔

❺ حضرت سعید بن مسیب، شعبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ مستقدمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کی طرح جہاد اور دوسرے نیک کاموں میں آگے رہتے ہیں۔ اور متاخرین جو ان چیزوں میں پیچھے رہتے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ ان تمام تفاسیر میں کوئی تضاد نہیں ہے قرآن کے الفاظ جامع ہوتے ہیں یہ سب ہی تفسیریں مراد ہو سکتی ہیں۔ (۲) واللہ اعلم بالصواب۔

امام ترمذی نے جو تفسیر بیان کی ہے اس کی سند پر کلام کیا گیا ہے امام مسلم نے فرمایا ہے "وَهٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْهِ نَكَارَةٌ شَدِيْدَةٌ"۔

اور بعض علماء فرماتے ہیں یہ کلام ابوالجوزاء کا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے۔ (۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص١٤٤، س٣٤)

لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ: جہنم میں داخل ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اس لئے ایک دروازہ کافی نہ ہوگا اس کے سات دروازے رکھے گئے ہیں ایک دروازہ خاص ہوگا ان کے لیے جو امت محمدیہ پر ناجائز تلوار اٹھائیں گے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ سات دروازوں سے مراد جہنم کے سات طبقات ہیں جن کے نام یہ ہیں ① جہنم ② لظی ③ حطمہ ④ سعیر ⑤ سقر ⑥ جحیم ⑦ ہاویہ۔ بعض روایات میں اس کی وضاحت اس طرح آتی ہے۔

جہنم! میں وہ مسلمان ہوں گے جو گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے پھر ان کو نکال لیا جائے گا۔

لظی: اس میں نصاری ہوں گے۔

حطمہ: اس میں یہود ہوں گے۔

سعیر: اس میں صابی مذہب کے لوگ داخل کئے جائیں گے۔

سقر: اس میں مجوسی مذہب کے لوگ داخل کئے جائیں گے۔

جحیم: اس میں مشرک لوگ داخل کئے جائیں گے۔

ھاویہ: اس میں منافقین لوگ داخل ہوں گے۔ (٤)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص١٤٥، س١)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اُمُّ الْقُرْاٰنِ وَاُمُّ الْكِتَابِ: (ص١٤٥، س٢) سورت فاتحہ کو باعتبار معانی وفوائد کے لحاظ سے اس کو مبالغۃً قرآن کہہ دیا گیا۔ (٥)

وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي: (ص١٤٥، س٢) یہ قرآن مجید کی آیت ﴿ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَٰكَ سَبْعًا مِّنَ ٱلْمَثَانِي وَٱلْقُرْءَانَ ٱلْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ ﴾ (٦) (یقیناً ہم نے آپ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔) کی طرف اشارہ ہے۔

اس سے مراد سورت فاتحہ کی سات آیات ہیں یہ ہر رکعت میں خواہ فرض ہو یا واجب یا سنت پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کو سبع المثانی کہا جاتا ہے۔ (٧)

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ ...... (ص١٤٥، س٢)

وَهِيَ مَقْسُوْمَةٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ: (ص١٤٥، س٤) حدیث بالا میں سورت فاتحہ کی فضیلت کا بیان ہے۔

شروع سے اِيَّاكَ نَعْبُدُ تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا بیان ہے اور یہ کہ صفات اور بندہ اللہ تعالیٰ سے اس کا حق ادا کرنے کا معاہدہ کرتا ہے اس لئے اس کو اللہ تعالی نے اپنے لئے فرمایا ہے۔

اور وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے آخر سورت تک جس میں بندہ اللہ تعالی سے درخواست کرتا ہے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ سے بندہ اپنے اور دوسرے لوگوں کے لئے ہدایت کی دعا کرتا ہے۔

اس لئے اس حصے کو بندے کے لئے فرمایا گیا ہے۔

حدیث بالا کے علاوہ متعدد روایات میں سورت فاتحہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے مثلاً ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک زور دار دھماکہ ہوا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ ابھی آسمان کا ایک دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا وہاں سے ایک فرشتہ اتر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری ہو دو نوروں کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی بھی نبی کو نہیں دیئے گئے ایک

سورت الفاتحہ دوسرا سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات۔[۸]

حضرت عبدالملک رضی اللہ عنہ بن عمر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ الفاتحہ میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔[۹]

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... فَذَكَرَ نَحْوَهُ: (ص۱۴۵، س۴)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ ...... (ص۱۴۵، س۶) اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ: (ص۱۴۵، س۷) مومن کی فراست سے ڈرنے کا حکم ہے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بات سجھائی جاتی ہے۔

سؤال: یہاں پر مومن کی قید کیوں لگائی جب کہ دوسرے عقلاء کو بھی فراست سے ادراک ہوتا ہے۔

جواب: مومن کی فراست کو اس کے نور ایمانی سے قوت حاصل ہوتی ہے اس لئے مومن کی فراست بہ نسبت غیر مومن کے قوی اور صحیح تر ہوتی ہے جیسے کہ اس آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ﴿وَمَن يُؤْمِنۢ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُۥ﴾[۱۰] (جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔)[۱۱]

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ...... (ص۱۴۵، س۹)

لَنَسْاَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ: (ص۱۴۵، س۹) اس آیت سے قیامت کے دن جو کلمہ طیبہ کے بارے میں سوال ہوگا وہ مراد ہے۔
مطلب یہ ہوگا کہ یہ کلمہ طیبہ جس کے پاس پہنچا اس نے اس کو مانا یا نہیں مانا اگر مانا تو پھر اس کے مطابق کتنا عمل کیا کیونکہ کلمہ کا اقرار کرنے کے بعد اس کے مطابق زندگی گزارنا بھی ضروری ہے۔ اسی وجہ سے ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس کلمہ کو یعنی لا الہ الا اللّٰہ کو اخلاص کے ساتھ پڑھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا عرض کیا گیا کہ اس کا اخلاص کیا ہے فرمایا کہ پڑھنے والے کو حرام کاموں سے روک دے۔[۱۲]

سؤال: اللہ تعالیٰ کو تو تمام باتوں کا علم ہے تو سوال کرنے کا کیا مطلب؟

جواب: یہ سوال بطور زجر اور توبیخ کے ہوگا جیسے مجرم کو ڈانٹنے کے لئے سوال کیا جاتا ہے کہ تم نے یہ کیا کیا ہے کیا تم نے یہ کیا ہے وغیرہ۔[۱۳]

سؤال: آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا جب کہ ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَن ذَنۢبِهِۦٓ إِنسٌ وَلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾﴾[۱۴] (اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی پرسش نہ کی جائے گی۔) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال نہیں ہوگا۔

جواب: ① قیامت کا دن بہت لمبا ہوگا بعض وقتوں میں سوال نہیں ہوگا اور دوسرے بعض اوقات میں سوال ہوگا۔

جواب: ② یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جاننے کے لئے سوال نہیں کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو سب کچھ پہلے ہی سے ہے جہاں سوال کا ذکر ہے وہ اس مجرم کو زجر اور ڈانٹنے کے لئے سوال ہوگا۔[۱۵]

تخریج حدیث:

۳۲۵۷ - أخرجه النسائي: كتاب الإمامة: باب: المنفرد خلف الصف، حديث (۸۷۰)، وابن ماجه: كتاب إقامة والسنة فيها، حديث (۱۰٤٦)، وأحمد (۱/۳۰۵)، وابن خزيمة (۳/۹۷)، حديث (۱٦۹٦) (۳/۹۸)، حديث (۱٦۹۷).

۳۲۵۸ - أخرجه أحمد (۲/۹٤).

۳۲۵۹ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿وَلَقَدْ ءَاتَيْنَٰكَ سَبْعًا مِّنَ ٱلْمَثَانِي وَٱلْقُرْءَانَ ٱلْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾﴾ [الحجر: ۸۷]، حديث (٤۷۰٤)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: فاتحة الكتاب، حديث (۱٤۵۷)، والدارمي: كتاب فضائل القرآن: باب: فضل فاتحة الكتاب، وأحمد (۲/٤٤۸).

۳۲٦۰ - أخرجه النسائي: كتاب الافتتاح: باب: تأويل قول الله عزوجل ﴿وَلَقَدْ ءَاتَيْنَٰكَ سَبْعًا مِّنَ ٱلْمَثَانِي وَٱلْقُرْءَانَ ٱلْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾﴾ [الحجر: ۸۷]، حديث (۹۱٤)، والدارمي: كتاب فضائل القرآن: باب: فضل فاتحة الكتاب، وعبدالله بن أحمد (۵/۱۱٤)، وابن خزيمة (۱/۲۵۲)، حديث (۵۰۰، ۵۰۱)، وعبد بن حميد ص (۸٦)، حديث (۱٦۵).

۳۲٦۱ - تقدم تخريجه.

۳۲٦۲ - تفرد به الترمذي انظر ((التحفة)) (۳/٤۲۰)، حديث (٤۲۱۷).

۳۲٦۳ - تفرد به الترمذي كما في "التحفة" (۱/۱۰۰)، حديث (۲٤۷).

(۱) سورت الحجر آیت: ۲٤ (۲) تفسیر ابن جریر: ۵/۳٦۱۲ (۳) تفسیر ابن کثیر: ۲/۵٤۹ (٤) تفسیر بغوی (۵) معارف القرآن (٦) سورت الحجر آیت: ۸۷ (۷) مظاهر حق: ۲/۳۹۸، مرقاۃ: ٤/۳٦۸ (۸) تفسیر ابن کثیر: ۱/۱۹ (۹) مشکوۃ (۱۰) سورت التغابن آیت: ۱۱ (۱۱) افاضات حضرت تھانوی: ۱۰/۳۷٤ (۱۲) مسلم شریف: ۱/٤۸ (۱۳) انوار البیان: ۳/۲۳۱ (۱٤) سورت رحمن آیت: ۳۹ (۱۵) انوار البیان: ۳/۲۳۱

وَمِنْ سُوْرَةِ النَّحْلِ

یہ باب ہے سورۃ النحل کی تفسیر کے بیان میں

۳۲٦٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ ثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ مِنْ صَلَاةِ السَّحَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةِ ثُمَّ قَرَأَ يَتَفَيَّؤُا ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ الْاٰيَةَ كُلَّهَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ. (ص۱٤۵، س۱۱)

ترجمہ: "حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنے کا اجر تہجد کی نماز پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت (کائنات کی) ہر چیز اللہ تعالیٰ کی

تسبیح بیان کرتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ ''یَتَفَیَّؤُا ظِلَالُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ ...... الآیة'' (کیا وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں جھکے جا رہے ہیں۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ النحل آیت ۴۸) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف علی بن عاصم کی روایت سے جانتے ہیں۔''

۳۲۶۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ عِیْسَی بْنِ عُبَیْدٍ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ قَالَ ثَنِیْ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ لَمَّا كَانَ یَوْمُ اُحُدٍ اُصِیْبَ مِنَ الْاَنْصَارِ اَرْبَعَةٌ وَسِتُّوْنَ رَجُلًا وَمِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ سِتَّةٌ مِنْهُمْ حَمْزَةُ فَمَثَّلُوْا بِهِمْ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَئِنْ اَصَبْنَا مِنْهُمْ یَوْمًا مِثْلَ هٰذَا لَنُرْبِیَنَّ عَلَیْهِمْ قَالَ فَلَمَّا كَانَ یَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَاعُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصَّابِرِیْنَ فَقَالَ رَجُلٌ لَا قُرَیْشَ بَعْدَ الْیَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُفُّوْا عَنِ الْقَوْمِ اِلَّا اَرْبَعَةً هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ. (ص۱۴۵، س۱۴)

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں انصار کے چونسٹھ اور مہاجرین کے چھ آدمی شہید ہوئے۔ جن میں حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ کفار نے ان کے ناک، کان وغیرہ کاٹ دیئے تھے۔ انصار کہنے لگے کہ اگر پھر کسی دن ہماری ان سے مڈبھیڑ ہوئی تو ہم اس سے دوگنے آدمیوں کے ناک، کان وغیرہ کاٹیں گے لیکن فتح مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا ...... الآیة'' (اور اگر بدلہ لو تو اتنا بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ النحل: آیت ۱۲۶) چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ آج کے بعد قریش کا نام نہیں رہے گا۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرو۔ یہ حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: اس سورت میں نحل یعنی شہد کی مکھیوں کا ذکر ہے اس وجہ سے اس کا نام سورت نحل رکھا گیا ہے۔ بقول علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کا دوسرا نام سورت نعم (جمع نعمت) بھی ہے۔

یہ سورت مکی ہے مگر ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ﴾ (اور اگر بدلہ لو) (آیت ۱۲۶) سے سورت النحل کے آخر تک کی آیات مدنی ہیں۔

اس میں ایک سو تیس آیات ہیں اور سولہ رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۸۴۱ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۶۷۰۷ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... (ص۱۴۵، س۱۱) اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ: (ص۱۴۵، س۱۲) (زوال کے بعد ظہر

سے پہلے چار رکعت) اس سے ظہر کی سنتیں مراد نہیں ہیں بلکہ زوال ختم ہونے کے بعد چار رکعتیں مراد ہیں۔ (۱)

بِمِثْلِهِنَّ مِنْ صَلَاةِ السَّحَرِ: (ص۱۴۵، س۱۳)

صَلَاةِ السَّحَرِ: (سحر کے وقت کی نماز) اس سے کون سی نماز مراد ہے اس میں دو قول ہیں۔

❶ تہجد کی نماز مراد ہے۔

❷ فجر کی چار رکعت مراد ہے (دو سنت اور دو فرض)۔

مگر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ (۲)

حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ ...... (ص۱۴۵، س۱۴) اَرْبَعَةٌ وَسِتُّوْنَ رَجُلاً: (ص۱۴۵، س۱۵) (چونسٹھ آدمی) غزوۂ احد کے شہداء کو دیکھ کر مسلمانوں نے یہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آئندہ ہمیں کفار پر غلبہ عطا فرمایا تو ہم بھی ان کے مقتولین کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کریں گے۔

اور جب آیت بالا نازل ہوئی تو چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے مکارم اخلاق کا نمونہ بنانا تھا اس لئے ان کو نصیحت کی گئی کہ برابر برابر بدلہ لینے کی اگرچہ اجازت تو ہے مگر معاف کرنا ہی بہتر ہے۔ (۳)

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم صبر کریں گے اور فتح مکہ کے دن ان آیات کے مطابق صبر کا عمل اختیار کیا گیا شاید اسی وجہ سے بعض روایات میں یہ آتا ہے کہ یہ آیتیں فتح مکہ کے دن نازل ہوئی تھیں یا ان آیات کا نزول پہلے ہو چکا تھا تکرراً فتح مکہ کے دن دوبارہ اس کا نزول ہوا ہے۔ (۴)

لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ: (ص۱۴۵، س۱۶) (آج کے بعد سے قریش کا نام نہیں رہے گا) دوسری روایت میں اس کی تفصیل اس طرح آئی ہے "لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ سَرَّحَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَامِ وَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَلَى الْخَيْلِ وَ قَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اهْتِفْ بِالْاَنْصَارِ قَالَ اسْلُكُوْا هٰذَا الطَّرِيْقَ فَلَا يُشْرِفَنَّ لَكُمْ اَحَدٌ اِلَّا اَنَمْتُوْهُ فَنَادٰى مُنَادٍ لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَارًا فَهُوَ اٰمِنٌ ......" (۵)

كُفُّوْا عَنِ الْقَوْمِ اِلَّا اَرْبَعَةً: (چار آدمیوں کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرو۔) نسائی کی روایت میں آتا ہے چار مردوں کو اور دو عورتوں کو فتح مکہ کے دن بھی معاف نہیں کیا گیا ان کے لئے حکم یہ تھا کہ جہاں بھی ملیں یہاں تک کہ بیت اللہ میں ملیں تب بھی ان کو قتل کر دیا جائے۔ ان چاروں کے نام یہ ہیں۔ ① عکرمہ بن ابی جہل ② عبداللہ بن خطل ③ مقیس بن صبابہ ④ عبداللہ بن سعد۔ (۶)

تخریج حدیث:

۳۲۶۴ - أخرجه ابن حميد ص (۳۸)، حديث (۲۴).

۳۲۶۵ - أخرجه عبدالله بن أحمد (۵/۱۳۵).

---

(۱) حاشیہ کوکب الدری: ۱۷۷/۴ (۲) مرقاۃ: ۲۵۲/۳ (۳) حاشیہ کوکب الدری: ۱۷۸/۴ (۴) تفسیر مظھری (۵) حاشیہ کوکب الدری:

۱۷۸/٤ بحواله ابو داود (٦) نسائی شریف

وَمِنْ سُوْرَةِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
یہ باب ہے سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر کے بیان میں

٣٢٦٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی قَالَ فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ قَالَ حَسِبْتُهٗ قَالَ مُضْطَرِبٌ الرَّجِلُ الرَّأْسِ کَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ قَالَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی قَالَ فَنَعَتَهٗ قَالَ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ کَاَنَّهٗ خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِی الْحَمَّامَ وَرَاَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ وَاُتِیْتُ بِاِنَائَیْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِیْهِ خَمْرٌ فَقِیْلَ لِیْ خُذْ اَیَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِیْلَ لِیْ هُدِیْتَ لِلْفِطْرَةِ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱٤٥، س۱۹)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کے لئے لے جایا گیا تو میری ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان کیا اور میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ گویا کہ وہ شنوءہ قبیلے کے لوگوں میں سے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ میانہ قد اور سرخ ہیں گویا کہ ابھی دیماس یعنی حمام سے نکلے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ میں ان کی اولاد کے بہت مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ سے کہا گیا کہ ان دونوں میں سے جو چاہو لے لو۔ میں نے دودھ لے لیا اور پی لیا۔ چنانچہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فطرت کے راستے پر چلایا گیا یا فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فطرت کو پہنچے کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شراب پی لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گمراہ ہو جاتی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٢٦٧ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ جِبْرَئِیْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَکِبَكَ اَحَدٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَلَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ. (ص۱٤٥، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے براق لایا گیا جس کو لگام ڈالی

ہوئی اور زین کسی ہوئی تھی۔ اس نے شوخی کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسی شوخی کر رہا ہے۔ آج تک تجھ پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے زیادہ عزیز سوار نہیں ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اسے پسینہ آ گیا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالرزاق کی روایت سے جانتے ہیں۔"

۳۲۶۸ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ نَا اَبُوْ تُمَيْلَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ جُنَادَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ جِبْرَئِيْلُ بِاِصْبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّبِهَا الْبُرَاقَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۴۵، س۲۵)

ترجمہ: "حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ (شب معراج) کو ہم جب بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے اشارہ کر کے ایک پتھر میں سوراخ کیا اور پھر براق کو اس سے باندھا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

۳۲۶۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ ذَرٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ. (ص۱۴۵، س۲۶)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں ایک پتھر پر کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ چنانچہ میں اسے دیکھتے ہوئے انہیں اس کی نشانیاں بتانے لگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں مالک بن صعصعہ، ابوسعید، ابن عباس، ابوذر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔"

۳۲۷۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۴۵، س۲۸)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے قول "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا ...... الآية" (اور وہ خواب جو ہم نے تمہیں دکھایا اور وہ خبیث درخت جس کا ذکر قرآن میں ہے ان سب کو ان لوگوں کے لئے فتنہ بنا دیا۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۶۰) کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس خواب سے مراد شب معراج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس تک جانا اور آنکھ

سے دیکھنا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں مذکور ملعون درخت سے مراد زقوم کا درخت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۲۷۱ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْكُوفِيُّ نَا اَبِيْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا تَشْهَدُهٗ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ. (ص۱۴۵، س۳۰)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ "وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ...... الآیۃ" (بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے رو برو۔ بنی اسرائیل آیت ۷۸) کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور علی بن مسہر اسے اعمش سے وہ ابوصالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ علی بن حجر نے بواسطہ مسہر اعمش سے اسی طرح ذکر کیا ہے۔"

۳۲۷۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ قَالَ يُدْعٰى اَحَدُهُمْ فَيُعْطٰى كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَيُمَدُّ لَهٗ فِيْ جِسْمِهٖ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا وَيُبَيَّضُ وَجْهُهٗ وَيُجْعَلُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ يَتَلَأْ لَأُ فَيَنْطَلِقُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَيَرَوْنَهٗ مِنْ بُعْدٍ فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ ائْتِنَا بِهٰذَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ هٰذَا حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَبْشِرُوْا لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْكُمْ مِثْلُ هٰذَا وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُسَوَّدُ وَجْهُهٗ وَيُمَدُّ لَهٗ فِيْ جِسْمِهٖ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ وَيُلْبَسُ تَاجًا فَيَرَاهُ اَصْحَابُهٗ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا اللّٰهُمَّ لَا تَاْتِنَا بِهٰذَا قَالَ فَيَاْتِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ اَخِّرْهُ فَيَقُوْلُ اَبْعَدَكُمُ اللّٰهُ فَاِنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مِثْلَ هٰذَا. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَالسُّدِّيُّ اِسْمُهٗ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ. (ص۱۴۵، س۳۳)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت "يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ...... الآیۃ" (جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے۔ سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا سو وہ لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے۔ بنی اسرائیل: آیت ۷۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ ایک شخص کو بلا کر نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس کا بدن ساٹھ گز لمبا کر دیا جائے گا۔ پھر اس کا چہرہ روشن کر کے اس کے سر پر موتیوں کا ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جو چمک رہا ہوگا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف جائے گا تو وہ اسے دور ہی سے

دیکھ کر کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی نعمتیں عطا فرما اور ہمارے لیے اس میں برکت دے یہاں تک کہ وہ آئے گا اور ان سے کہے گا کہ تم میں سے ہر شخص کے لئے ایسے انعام کی خوشخبری ہے لیکن کافر کا منہ سیاہ ہوگا اور اس کا جسم ساٹھ گز تک بڑھا دیا جائے گا۔ جیسے کہ آدم علیہ السلام کا قد وجسم تھا۔ پھر اسے بھی ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ کے دوست دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ہم اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں یہ چیز نہ دینا اور جب وہ ان کے پاس جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ اسے ہم سے دور کر دے۔ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں دور کرے تم میں سے ہر شخص کے لئے اس کے مثل ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن ہے۔''

۳۲۷۳ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوكُرَيْبٍ نَا وَكِيعٌ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ يَزِيْدَ الزَّعَافِرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ عَسٰۤی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَسُئِلَ عَنْهَا قَالَ هِیَ الشَّفَاعَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَدَاوٗدُ الزَّعَافِرِیُّ هُوَ دَاوٗدُ الْاَوْدِیُّ وَهُوَ عَمُّ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اِدْرِيْسَ. (ص۱۴۶، س۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ''عَسٰۤی اَنْ يَّبْعَثَكَ ...... الآية'' (قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں پہنچا دے۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۷۹) کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد شفاعت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور داؤد زعافری سے مراد داؤد اودی ہیں یہ عبداللہ بن ادریس کے چچا ہیں۔''

۳۲۷۴ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْعَنُهَا بِمِخْصَرَةٍ فِیْ يَدِهٖ وَرُبَّمَا قَالَ بِعُوْدٍ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. (ص۱۴۶، س۵)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ پتھر (بت) نصب تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی یا لکڑی تھی اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان بتوں کو مارتے اور گراتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے ''جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ......'' (حق آیا اور باطل بھاگ گیا بے شک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا۔ بنی اسرائیل آیت ۸۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔''

۳۲۷۵ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا جَرِيْرٌ عَنْ قَابُوْسَ بْنِ اَبِیْ ظَبْيَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٤٦، س۸)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی ''وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ ...... الآية'' (کہہ اے رب داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۸۰) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۷٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِيَهُوْدَ اَعْطُوْنَا شَيْئًا نَسْاَلُ عَنْهُ هٰذَا الرَّجُلَ فَقَالَ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَاَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً قَالُوْا اُوْتِيْنَا عِلْمًا كَبِيْرًا اُوْتِيْنَا التَّوْرَاةَ وَمَنْ اُوْتِيَ التَّوْرَاةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا فَاُنْزِلَتْ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱٤٦، س۱۰)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش نے یہود سے فرمائش کی کہ ہمیں کوئی ایسی چیز بتاؤ کہ ہم اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان سے روح کے متعلق پوچھیں۔ چنانچہ جب انہوں نے پوچھا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ ''وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ...... الآية'' (اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے تھوڑا سا اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی۔ پھر نہ پائے تو اپنے واسطے اس کے لا دینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار۔ بنی اسرائیل: ٦۸) وہ کہنے لگے ہمیں تو بہت علم دیا گیا ہے۔ ہمیں تورات دی گئی اور جسے تورات ملی اسے بہت کچھ دیا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ ...... الآية'' یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔''

۳۲۷۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ سَاَلْتُمُوْهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ فَاِنَّهُ يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً وَرَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ يُوْحٰى اِلَيْهِ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٤٦، س۱۳)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کھجور کی ایک ٹہنی پر ٹیک لگاتے ہوئے چل رہے تھے کہ یہودیوں کی ایک جماعت پر سے گزر ہوا۔ بعض کہنے لگے کہ ان سے کچھ پوچھنا چاہئے جبکہ دوسرے کہنے لگے کہ مت سوال کرو کیونکہ وہ ایسا جواب دیں گے جو تمہیں برا لگے گا۔ لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کر دیا تو آپ ﷺ کچھ دیر کھڑے رہے پھر سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ کی طرف وحی کی جارہی ہے یہاں تک کہ وحی کے آثار ختم ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا ''اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ...... الآیة'' (یعنی روح میرے رب کے حکم سے ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَوْسِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةَ اَصْنَافٍ صِنْفًا مُشَاةً وَصِنْفًا رُكْبَانًا وَصِنْفًا عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَمْشُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ اَمْشَاهُمْ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَمَا اِنَّهُمْ يَتَّقُوْنَ بِوُجُوْهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِّنْ هٰذَا. (ص١٤٦، س١٦)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ تین اصناف میں منقسم ہو کر جمع ہوں گے۔ پیدل، سوار اور چہروں پر گھسٹتے ہوئے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! چہروں پر کیسے چلیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے انہیں پیروں پر چلایا وہ انہیں سروں پر چلانے پر بھی قادر ہے۔ جان لو کہ وہ اپنے منہ سے ہر بلندی اور کانٹے سے بچ کر چلیں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو ابن طاؤس اپنے والد سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔''

۳۲۷۹ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ رِجَالًا وَرُكْبَانًا وَتُجَرُّوْنَ عَلٰى وُجُوْهِكُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص١٤٦، س٢٠)

ترجمہ: ''حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم لوگ پیدل، سوار اور چہروں کے بل گھسیٹتے ہوئے اکٹھے کئے جاؤ گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

۳۲۸۰ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاَبُو الْوَلِيْدِ اللَّفْظُ لَفْظُ يَزِيْدَ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِیِّ اَنَّ يَهُوْدِيَّيْنِ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِیِّ نَسْاَلُهٗ قَالَ لَا تَقُلْ لَهٗ نَبِیٌّ فَاِنَّهٗ اِنْ يَسْمَعُهَا تَقُوْلُ نَبِیٌّ كَانَتْ

لَهٗ اَرْبَعَةُ اَعْيُنٍ فَاَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَاهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِیْءٍ اِلٰى سُلْطَانٍ فَيَقْتُلَهٗ وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبٰو وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَةً وَلَا تَفِرُّوْا مِنَ الزَّحْفِ شَكَّ شُعْبَةُ وَعَلَيْكُمُ الْيَهُوْدَ خَاصَّةً اَلَّا تَعْتَدُوْا فِی السَّبْتِ فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِیٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمَا اَنْ تُسْلِمَا قَالَا اِنَّ دَاوٗدَ دَعَا اللّٰهَ اَنْ لَا يَزَالَ فِیْ ذُرِّيَّتِهٖ نَبِیٌّ وَاِنَّا نَخَافُ اِنْ اَسْلَمْنَا اَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٤٦، س۲۱)

ترجمہ: ''حضرت صفوان بن عسال مرادی فرماتے ہیں کہ دو یہودیوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو اس نبی کے پاس چلتے ہیں اور کچھ پوچھتے ہیں۔ دوسرا کہنے لگا کہ انہیں نبی مت کہو اگر انہوں نے سن لیا تو خوشی سے ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں آئے اور نبی اکرم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔ ''وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيَاتٍ...... الآیة'' (البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو کھلی نشانیاں دی تھیں۔ بنی اسرائیل۔ ۱۰۱) پھر آپ ﷺ نے فرمایا ① اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ ② زنا مت کرو ③ چوری مت کرو ④ جادو مت کرو ⑤ کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کرے ⑥ سود خوری نہ کرو ⑦ کسی پاکباز عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ ⑧ دشمنوں سے مقابلے کے وقت راہ فرار اختیار نہ کرو۔ اور شعبہ کو شک ہے کہ نویں بات یہ تھی کہ یہودیوں کے لئے خاص حکم یہ ہے کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کریں۔ چنانچہ وہ دونوں نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ پھر کس چیز نے تمہیں مسلمان ہونے سے روکا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ داود علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں سے ہو۔ ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم ایمان لے آئے تو یہودی ہمیں قتل نہ کر دیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُشَيْمٌ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ بِمَكَّةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ سَبَّهُ الْمُشْرِكُوْنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ فَيُسَبَّ الْقُرْاٰنُ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ بِاَنْ تُسْمِعَهُمْ حَتّٰى يَاْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْاٰنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٤٦، س۲۷)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ ...... الآیة'' (اور اپنی نماز میں نہ چلا کر پڑھ اور نہ بالکل ہی آہستہ پڑھ اور اس کے درمیان راستہ اختیار کر۔ بنی اسرائیل۔ آیت ۱۱۰) مکہ میں نازل ہوئی۔ آپ

ﷺ اگر بلند آواز سے قرآن پڑھتے تو مشرکین قرآن کو، اس کو نازل کرنے والے اور اسے لانے والے کو گالیاں دینے لگتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ قرآن اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ مشرکین قرآن کو، اس کو نازل کرنے والے اور اسے لانے والے کو گالیاں دینے لگیں اور نہ اتنا آہستہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سن نہ سکیں۔ یعنی اتنی آواز پر پڑھئے کہ آپ ﷺ سے قرآن سیکھ سکیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

٣٢٨٢ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا هُشَيْمٌ نَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهٖ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ وَكَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ اِذَا سَمِعُوْا شَتَمُوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اَیْ بِقِرَاءَ تِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُوْنَ فَيُسَبُّ الْقُرْاٰنُ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٤٦، س٣١)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ ......" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی اکرم ﷺ مکہ میں چھپ کر دعوت دیتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن بلند آواز سے پڑھتے۔ چنانچہ مشرکین جب قرآن سنتے تو اسے اور اس کے لانے والے کو گالیاں دینے لگتے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کو حکم دیا کہ اتنی بلند آواز سے مت پڑھیے کہ مشرکین سنیں اور اسے گالیاں دیں اور اتنی آہستہ بھی نہ پڑھیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سن نہ سکیں بلکہ ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کیجئے (یعنی درمیانی آواز سے پڑھیے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

٣٢٨٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِی النَّجُوْدِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قُلْتُ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ لَا قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَنْتَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَصْلَعُ بِمَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ قُلْتُ بِالْقُرْاٰنِ بَيْنِیْ وَبَيْنَكَ الْقُرْاٰنُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ مَنِ احْتَجَّ بِالْقُرْاٰنِ فَقَدْ اَفْلَحَ قَالَ سُفْيَانُ يَقُوْلُ قَدِ احْتَجَّ وَرُبَّمَا قَالَ قَدْ فَلَجَ فَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى قَالَ اَفَتَرَاهُ صَلّٰى فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ لَوْ صَلّٰى فِيْهِ لَكُتِبَتْ عَلَيْكُمُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ كَمَا كُتِبَتِ الصَّلَاةُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ حُذَيْفَةُ قَدْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَابَّةٍ طَوِيْلَةِ الظَّهْرِ مَمْدُوْدَةٍ هٰكَذَا خَطْوُهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ فَمَا زَايَلَا ظَهْرَ الْبُرَاقِ حَتّٰى رَاَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الْاٰخِرَةِ اَجْمَعَ ثُمَّ رَجَعَا عَوْدَهُمَا عَلٰى بَدْئِهِمَا قَالَ وَيَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّهٗ رَبَطَهٗ لِمَا لِيَفِرَّ مِنْهُ وَاِنَّمَا سَخَّرَهٗ لَهٗ

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٤٧، س١)

ترجمہ: ''حضرت زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ بن یمان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا: گنجے تم ہاں کہتے ہو تو تمہاری کیا دلیل ہے۔ میں نے کہا قرآن۔ میرے اور تیرے درمیان قرآن ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے قرآن سے دلیل لی وہ کامیاب ہوگیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ کبھی راوی یہ بھی کہتے تھے کہ جس نے دلیل قرآن سے لی واقعی اس نے دلیل پیش کی پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ''سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى ...... الآية'' (وہ پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سیر کرائی بنی اسرائیل۔ آیت ۱) اور پوچھا کہ کیا اس میں کہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کہیں نماز پڑھی۔ وہ فرمانے لگے نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہوتی تو تم لوگوں پر بیت المقدس میں نماز پڑھنا واجب ہوجاتا جیسے کہ مسجد حرام میں پڑھنا واجب ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک لمبی پیٹھ والا جانور لایا گیا اس کا قدم وہاں پڑتا جہاں اس کی نظر ہوتی اور پھر وہ دونوں جنت، دوزخ اور آخرت کے متعلق ہونے والے وعدوں کی چیزیں دیکھنے تک اس کی پیٹھ سے نہیں اترے پھر واپس ہوئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بیت المقدس میں باندھ دیا تھا۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ کیا وہ بھاگ جاتا؟ جبکہ اسے عالم الغیب والشہادۃ نے نبی اکرم ﷺ کے لئے مسخر کر دیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٢٨٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ قَالَ فَيَفْزَعُ النَّاسُ ثَلَاثَ فَزَعَاتٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُوْنَا اٰدَمُ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اُهْبِطْتُ مِنْهُ اِلَى الْاَرْضِ وَلٰكِنِ اِيْتُوْا نُوْحًا فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ اِنِّيْ دَعَوْتُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ دَعْوَةً فَاُهْلِكُوْا وَلٰكِنِ اذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْهَا كَذِبَةٌ اِلَّا مَا حَلَّ بِهَا عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ عُبِدْتُّ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَاْتُوْنِيْ فَانْطَلِقُ مَعَهُمْ قَالَ ابْنُ جُدْعَانَ قَالَ اَنَسٌ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاٰخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَاُقَعْقِعُهَا فَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَيُقَالُ مُحَمَّدٌ

فَيَفْتَحُوْنَ لِيْ وَيُرَحِّبُوْنَ بِيْ فَيَقُوْلُوْنَ مَرْحَبًا فَاَخِرُّ سَاجِدًا فَيُلْهِمُنِي اللّٰهُ مِنَ الثَّنَاءِ وَالْحَمْدِ فَيُقَالُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَقُلْ يُسْمَعْ لِقَوْلِكَ وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ سُفْيَانُ لَيْسَ عَنْ اَنَسٍ اِلَّا هٰذِهِ الْكَلِمَةُ فَاٰخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَاُقَعْقِعُهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ.

(ص ۱٤۷، س ۷)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور میرے پاس حمد کا جھنڈا ہوگا۔ میں ان (انعامات پر) فخر نہیں کرتا۔ پھر اس دن کوئی نبی نہیں ہوگا اور آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ میرے ہی لئے (بعثت کے وقت) سب سے پہلے زمین شق ہوگی۔ پھر فرمایا کہ لوگ تین مرتبہ سخت گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہمارے باپ ہیں۔ اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں نے ایک گناہ کیا تھا جس کی وجہ سے مجھے جنت سے نکال کر زمین پر اتار دیا گیا (میں سفارش نہیں کرسکتا) تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس جائیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں نے زمین پر ایک دعا مانگی تھی اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ...... وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں نے تین مرتبہ (بظاہر) جھوٹ، (خلاف واقعہ) بات کہی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی ایسا جھوٹ نہیں بولا بلکہ ان کا مقصد صرف دین کی تائید تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ کہیں گے کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا میری عبادت کی گئی۔ لہٰذا تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔ پھر وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے ساتھ جاؤں گا۔ ابن جدعان، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت کا دروازہ پکڑ کر کھڑا ہوں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا۔ پوچھا جائے گا کون ہے؟ کہا جائے گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر وہ میرے لئے دروازہ کھولیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے۔ پھر میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد وثنا بیان کرنے کے لئے الفاظ سکھائیں گے۔ پھر مجھے کہا جائے گا کہ سر اٹھاؤ اور مانگو جو مانگو گے دیا جائے گا۔ شفاعت کرو گے تو قبول کی جائے گی اور اگر کچھ کہو گے تو سنا جائے گا۔ اور یہی مقام محمود ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ...... الآیۃ“ (یعنی عنقریب اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر فائز کریں گے۔ بنی اسرائیل: ۷۹) حضرت سفیان کہتے

ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں کہ میں جنت کا دروازہ پکڑ کر کھڑا ہوں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض راوی اس حدیث کو ابونضرہ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مکمل روایت کرتے ہیں۔"

تشریح

وجہ تسمیہ: اس سورت میں بنی اسرائیل کے عروج وزوال کے متعلق بہت سے واقعات بیان کئے گئے ہیں اس وجہ سے اس کو سورت بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ یہ سورت مکی ہے۔ مگر ﴿ وَإِن كَادُواْ لَيَفْتِنُونَكَ ﴾ [1] (یہ لوگ آپ کو اس وحی سے جو ہم نے آپ پر اتاری ہے بہکانا چاہتے ہیں۔) مدنی ہے۔

اس میں ایک سو دس یا ایک سو گیارہ آیات ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۵۳۳ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۶۴۰۰ ہیں۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۴۵، س۱۹) حِيْنَ أُسْرِىَ بِىْ لَقِيْتُ: (ص۱۴۵، س۱۹) (جب مجھے معراج کے لیے لے جایا گیا تو میری ملاقات موسیٰ سے ہوئی۔)

مُضْطَرِبٌ الرَّجِلِ الرَّأْسِ: (موسیٰ علیہ السلام کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے) لفظ مضطرب کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ① دراز قامت ② کم گوشت والے یعنی دبلے پتلے ③ خوف الٰہی کی وجہ سے کانپنے والے۔ یہاں یہ تینوں ہی معنی مراد ہو سکے ہیں۔

مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ: (ص۱۴۵، س۲۰) (گویا کہ وہ شنوہ قبیلے کے لوگوں میں سے ہیں) شنوءہ یہ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے یہاں کے لوگ دراز قامت ہوتے تھے۔

رَبْعَةٌ أَحْمَرُ: رَبْعَةٌ (وہ میانہ قد اور سرخ ہیں) درمیانی قد والے۔

أَحْمَرُ: لال اور سرخ رنگ والے ایک دوسری روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں "الحمرة والبياض" کا لفظ بھی ذکر ہے۔ [2] ان دونوں روایت میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ سرخی سفیدی غالب تھی اس لئے کبھی سرخ کہہ دیا گیا اور کبھی سرخی کے ساتھ سفیدی بھی بیان کر دی گئی۔

مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِى الْحَمَّامَ: (ص۱۴۵، س۲۱) (گویا کے ابھی دیماس سے نکلے ہیں) حمام کے لفظ سے دیماس کی وضاحت کر دی گئی ہے اور یہ وضاحت اس حدیث کے راوی حضرت عبدالرزاق نے بیان کی ہے۔ علامہ گنگوہی فرماتے ہیں دیماس میں کنایہ لطیف نظیف ہے۔ [3]

وَأُتِيْتُ بِإِنَائَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ: (ص۱۴۵، س۲۱) (پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان دونوں چیزوں کے پیش کئے جانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر کر دی جائے کہ آپ ہر حال میں اسی چیز کو پسند کریں گے جس میں بھلائی اور خیر ہوگی۔ اور جس چیز میں

کوئی برائی ہوگی اس سے آپ ﷺ کی طبیعت نفرت اور انکار کرے گی۔ (۴)

هُدِيْتَ لِلْفِطْرَةِ: (ص۱۴۵، س۲۲) (آپ کو فطرت کے راستے پر چلایا گیا) دودھ کو راہ فطرت اور نور ہدایت کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے دنیا میں دودھ پاک وصاف سفید وشیریں ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ساری خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ ہر انسان کی ابتدائی زندگی میں بھی ہر ایک کے لیے اس کا انتظام ہے۔ (۵)

عالم بالا میں دودھ کی مثال ہدایت اور فطرت کے ساتھ دی گئی ہے۔ اس سے روحانی توانائی ہوتی ہے۔

لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ: (ص۱۴۵، س۲۲) (اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی) اگر آپ ﷺ شراب کو پسند کر لیتے تو وہ امت کے لئے حلال ہو جاتی اور پھر اس کے اندر کی مضرات کی وجہ سے امت گمراہی میں گھر جاتی۔

علماء فرماتے ہیں حدیث بالا میں گمراہی کی نسبت امت کی طرف کی گئی ہے کیونکہ انبیاء ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ ہوتے ہیں اس لئے انبیاء علیہم السلام کے گمراہ ہونے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ (۶)

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ...... (ص۱۴۵، س۲۲) اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ اُسْرِیَ: (ص۱۴۵، س۲۳) (شب معراج میں آپ ﷺ براق لایا گیا۔)

اُتِیَ بِالْبُرَاقِ: براق اس سواری کا نام ہے جو آپ ﷺ کے لئے معراج کے موقع پر لائی گئی تھی۔ (۷)

براق یہ برق بمعنی بجلی سے ہے اس میں تیز رفتار اور چمکدار ہونے کی طرف اشارہ ہے اسی وجہ سے بعض روایات میں آتا ہے کہ اس کا ہر قدم حد نظر پر پڑتا تھا۔ ممکن ہے کہ ایک ہی قدم میں آسمان پر پہنچ گیا ہو کیونکہ زمین سے اس کی حد نظر آسمان ہی ہوگی۔ (۸)

حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ...... (ص۱۴۵، س۲۵)

فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ: (ص۱۴۵، س۲۶) (پتھر میں سوراخ کیا) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "لَمَّا كَانَ لَيْلَةٌ اُسْرِیَ بِهٖ فَاَتٰی جِبْرَئِيْلُ الصَّخْرَةَ التی بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ فَوَضَعَ اِصْبَعَهٗ فِيْهَا فَخَرَقَهَا فَشَدَّ بِهَا الْبُرَاقَ." (۹)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔

"فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰی اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسَ قَالَ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِیْ يَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ" (۱۰)

براق کو باندھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب کا اختیار کرنا خلاف توکل نہیں ہے بلکہ دنیا عالم اسباب ہے اور شریعت میں بھی اسباب کو اختیار کرنے کی تعلیم ہے۔

واضح رہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ براق کے باندھنے کا انکار کرتے ہیں مگر محدثین باندھنے والی روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... (ص۱۴۵، س۲۶) لَمَّا كَذَّبَتْنِیْ قُرَيْشٌ: (ص۱۴۵، س۲۷) (جب قریش نے مجھے جھٹلایا۔)

فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ: (اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا) فَجَلَّى اللّٰهُ کے دو مطلب ہیں۔

❶ جب قریش نے بیت المقدس کے بارے میں سوالات کیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اور بیت المقدس کے درمیان کی تمام رکاوٹیں دور کر دیں اور بیت المقدس آپ ﷺ کی نگاہ کے سامنے آ گیا۔ (۱۱)

❷ دوسرا احتمال یہ ہے کہ پورا بیت المقدس اٹھا کر آپ ﷺ کی نگاہ کے سامنے رکھ دیا گیا ہو۔ اس کی تائید ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ بیت المقدس کو دار عقیل میں لا کر رکھ دیا گیا تھا اور آپ ﷺ نے پھر ان کے سوالات کے جوابات دے دیئے۔ (۱۲)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ نے مشرکین مکہ کو بیت المقدس کی تمام علامات صحیح صحیح بتا دیں جن میں شک کرنے کی وجہ سے وہ بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کر رہے تھے بعد میں مشرکین مکہ کہنے لگے خدا کی قسم اس نے بیت المقدس کے بارے میں باتیں تو صحیح صحیح بتا دی ہیں۔ (۱۳)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ...... (ص۱۴۵، س۲۸)

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ: (اور وہ خواب جو ہم نے تمہیں دیکھایا) عربی زبان میں فتنہ کے متعدد معنی آتے ہیں۔ مثلاً گمراہی، آزمائش، ہنگامہ، فساد کا برپا ہونا، یہاں آیت میں آخری معنی مراد ہیں۔

جمہور مفسرین اور حضرت عائشہ، معاویہ، حسن بصری، مجاہد رضی اللہ عنہم وغیرہ نے فرمایا کہ آپ کا شب معراج میں بیت المقدس جانا اور پھر وہاں سے آسمانوں پر جانا یہ ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں ایمان راسخ نہیں ہوا تھا ہنگامہ کا باعث بن گیا۔ (۱۴)

جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ: رؤیا عربی زبان میں خواب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مگر یہاں پر اس کا معنی اس معراج کا ہونا ہے جو حالت بیداری میں آپ ﷺ کو دکھایا گیا۔ خواب کے معنی میں نہیں ہے ورنہ مکہ میں ہنگامہ کا ہونا اور لوگوں کا اس واقعہ کی تکذیب کرنا نہ ہوتا۔ (۱۵)

وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُوْنَةُ: (ص۱۴۵، س۳۰) (اور خبیث درخت) اس درخت سے مراد زقوم کا درخت ہے جو جہنمیوں کی غذا ہوگی۔ اس درخت کے بارے میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱۶) (ہم نے ظالموں کے لیے سخت آزمائش بنا رکھا ہے۔) یہ درخت اتنا بدبودار ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والوں کی روزی خراب کر کے رکھ دے۔ (۱۷)

جب آپ ﷺ نے اس درخت زقوم کا ذکر کیا تو مشرکین مکہ خاص کر ابوجہل نے مذاق اڑایا ...... وہ (مشرکین) کہا کرتے تھے کہ جہنم میں درخت ہوگا آگ تو درخت کو جلاتی ہے تو وہاں پر درخت کیسے ہوگا؟ (۱۸) مشرکین مکہ میں سے عبداللہ بن زبعری نے بھی کہا کہ آپ ﷺ ہم کو زقوم سے ڈراتے ہیں ہمارے نزدیک تو زقوم مکھن اور کھجور کو کہتے ہیں اس پر ابوجہل نے

کہا کہ اے ہماری باندی ہمیں زقوم کھلاؤ وہ باندی مکھن اور کھجوریں لے آئی تو ابوجہل نے کہا لوگو زقوم کھا لو جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو ڈراتے ہیں۔

مشرکین مکہ کے لئے جس طرح واقعہ معراج موجب فتنہ تھا۔ اسی طرح درخت زقوم بھی موجب فتنہ بن گیا۔

﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ﴾ [19] (اسی طرح وہ درخت بھی جس سے قرآن میں اظہار نفرت کیا گیا۔) شجرۃ کو ملعونہ کیوں کہا اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ ہر ناپسندیدہ کھانے کو ملعون کہتے تھے۔ [20]

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ...... (ص۱٤٥، س۳۰) ﴿وَقُرْءَانَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْءَانَ الْفَجْرِ﴾ [21] (ص۱٤٥، س۳۱) (اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔)

قُرْاٰنَ الْفَجْرِ: قرآن الفجر سے مراد فجر کی نماز ہے قرآن بول کر نماز مراد لی گئی ہے کیونکہ قرآن نماز کا اہم جز ہے "هٰذَا مِنْ تَسْمِيَتِهٖ بِاسْمِ جُزْئِهٖ لِاَنَّ الْقِرَاءَةَ جُزْءٌ مِّنْهَا" [22]

﴿كَانَ مَشْهُودًا ۝۷۸﴾ [23] (ص۱٤٥، س۳۲) قران الفجر کو مشہود اس لیے فرمایا کہ اس وقت میں رات اور دن دونوں وقت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے جب فرشتے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اے فرشتو تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز میں مشغول تھے اور جب ہم آئے تو تب بھی وہ نماز میں مشغول تھے۔ [24]

سُؤال: فرشتے تو عصر میں بھی جمع ہوتے ہیں تو آیت بالا میں صرف فجر کا ذکر کیوں فرمایا گیا ہے۔

جَواب: فجر کی نماز نفس پر بہت زیادہ شاق ہوتی ہے اس میں ترغیب ہے کہ اے میرے بندو نیند کو چھوڑ کر وہاں حاضر ہو جاؤ جہاں پر فرشتے بھی حاضر ہیں۔ [25]

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ...... (ص۱٤٥، س۳۳)

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ: (جس دن ہم ہر فرقے کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے۔)

بِاِمَامِهِمْ: (ص۱٤٥، س۳٤) (سرداروں کے ساتھ) امام سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک کتاب ہے۔ کتاب کو امام اس لئے کہا جاتا ہے کہ بھول کے وقت میں یا اختلاف وغیرہ کے وقت میں اس کتاب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ [26]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی لفظ امام سے کتاب مراد لے رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں "قال يدعى احدهم فيعطى كتابه بيمينه"۔

خلاصہ یہ کہ امام سے مراد کتاب ہے اور پھر کتاب سے مراد نامۂ اعمال ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور مجاہد وغیرہ فرماتے ہیں اِمَامَهُمْ سے مقتدا اور پیشوا مراد ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلایا جائے گا۔

فَيُعْطَى كِتَابُهُ بِيَمِيْنِهٖ: (ص۱۴۵، س۳۵) (سو جسے اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا گیا) اس سورت کے دوسرے رکوع میں ہے ﴿ وَكُلَّ إِنسَـٰنٍ أَلْزَمْنَـٰهُ طَـٰٓئِرَهُۥ فِى عُنُقِهِۦ ﴾[۲۷] (ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا ہے۔) کہ ہر آدمی کو اس کا اعمال نامہ ملے گا اور یہاں حدیث میں فرمایا جا رہا ہے جن کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ملیں گے یہ ان کے جنتی ہونے کی نشانی ہوگی اور وہ لوگوں سے بھی کہے گا۔ ﴿ هَآؤُمُ ٱقْرَءُوا۟ كِتَـٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ ﴾[۲۸] (لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔)

اور جن کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا یہ ان کے جہنمی ہونے کی نشانی ہوگی وہ لوگوں سے کہے گا ﴿ فَيَقُولُ يَـٰلَيْتَنِى لَمْ أُوتَ كِتَـٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ ﴾[۲۹] (کاش کہ مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی۔)

فَائِدَۃ: قرآن مجید میں نامۂ اعمال داہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں دیئے جانے کی کیفیت مذکور نہیں ہے۔ لیکن احادیث میں آتا ہے ابتداء سب کے نامۂ اعمال عرش کے نیچے جمع ہوں گے پھر ایک ہوا چلے گی جو سب کو اڑا کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچا دے گی کسی کے داہنے ہاتھ میں اور کسی کے بائیں ہاتھ میں۔[۳۰]

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... (ص۱۴۶، س۳) اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ: (ص۱۴۶، س۴) (قریب ہے کہ تجھے تیرا رب مقام محمود پر پہنچا دے۔)

﴿ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾ ﴾[۳۱] (آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔) اس کی مفسرین نے کئی تفاسیر بیان کی ہیں مگر سب سے زیادہ صحیح وہ ہے جو احادیث صحیحہ میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے کہ یہ مقام مقامِ شفاعت کبری ہے اسی کو امام ترمذی بھی نقل فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا تمام لوگ بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ہوں گے اور لوگ آدم علیہ السلام کے پاس پھر نوح علیہ السلام کے پاس پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور سب عذر کریں گے آخر میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے آپ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ میں گر جائیں گے اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف فرمائیں گے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے محمد سر اٹھاؤ اور سوال کرو پورا کیا جائے گا سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی۔[۳۲]

"هُوَ الْمَقَامُ الَّذِىْ اَشْفَعُ لِاُمَّتِىْ فِيْهِ."[۳۳]

یہی شفاعت کا مقام، مقام محمود ہے ایک روایت میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرمائیں گے لیکن امت محمدیہ کو بھی مقام محمود کی دعا کرنے کا شرف عطا کیا ہے جو اذان کے جواب دینے کے بعد کی دعا میں مانگتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ ...... (ص۱۴۶، س۵) مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ: (ص۱۴۶، س۶) (فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں داخل

ہوئے) علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تین سو ساٹھ بت کی مقدار کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ مشرکین مکہ سال بھر کے دنوں میں ہر دن کا ایک بت رکھتے تھے اس دن میں اسی کی پرستش کرتے تھے۔ (۳۴)

ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جب آپ کسی بت کے پاس پہنچتے تو آیت پڑھتے تھے ﴿ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَٰطِلُ ۚ إِنَّ الْبَٰطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ ﴾ (۳۵) (اور اعلان کر دے کہ حق آچکا اور ناحق نابود ہو گیا یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔) ایک دوسری روایت میں ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ (۳۶) (کہہ دیجیے! کہ حق آچکا باطل نہ تو پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ اب کچھ کر سکے گا۔) (۳۷) کا پڑھنا بھی منقول ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ اس چھڑی کے نیچے رانگ یا لوہے کی شام لگی ہوئی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بت کے سینہ میں اس کو مارتے تو وہ الٹا گر جاتا تھا یہاں تک کہ تمام بت گر گئے۔ (۳۸)

﴿إِنَّ الْبَٰطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾﴾ (۳۹) (ص۱۴٦، س۷) (یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔) امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بتوں کو توڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ مشرکانہ علامات کو مٹانا واجب ہے۔

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ تصویریں اور لکڑی یا پیتل کے مجسمے جو بنائے جاتے تھے وہ بھی بتوں کے حکم میں ہیں آپ نے ایسے پردوں کو بھی جن پر تصویریں تھیں پھاڑنے کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے تو وہ بھی صلیبوں کو توڑیں گے یہ سب امور اس بات کی دلیل ہیں کہ شرک وکفر اور باطل کے آلات کو توڑنا واجب ہے۔ (۴۰)

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ...... (ص۱۴٦، س۸) بِمَكَّةَ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ: (ص۱۴٦، س۹) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے پھر ہجرت کا حکم دیا گیا۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اس طرح دعا کیجئے کہ مجھے بہترین داخل کرنے کی جگہ میں داخل فرمایئے اور میرا اپنے شہر سے نکلنا بھی میرے لئے اچھا بنا دیجئے جس کا انجام اچھا ہو اور میرے لئے اپنے پاس سے ایسا غلبہ عطا فرما دیجئے جس میں آپ کی مدد بھی شامل حال ہو۔

مُدْخَلَ صِدْقٍ: (ص۱۴٦، س۹) (سچا داخل کرنا) حضرت حسن بصری، قتادہ، ابن جریر، ابن کثیر رحمہم اللہ جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مدینہ میں داخلہ ہے صدق کی صفت کا اضافہ اس لئے فرمایا کہ یہ نکلنا اور داخل ہونا سب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔

مُخْرَجَ صِدْقٍ: (ص۱۴٦، س۹) (سچا نکالنا) اس سے مراد مکہ معظمہ ہے۔

اس دعا کا ثمرہ تھا کہ مکہ سے نکلنا اور مدینہ میں داخل ہونا سب سازگار ہو گیا اگرچہ مشرکین مکہ نے بہت کوشش کی مگر سب ناکام رہے۔

سُؤال: ترتیب کا تقاضا تو یہ تھا کہ پہلے مخرج صدق ہوتا پھر مدخل صدق کا ذکر ہوتا مگر یہاں پر ترتیب برعکس ہے۔

جواب: اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے نکلنا خود کوئی مقصد نہ تھا بلکہ بیت اللہ کو چھوڑنا اگرچہ انتہائی صدمہ کی خبر تھی مگر مسلمانوں کے لئے امن کی جگہ تلاش کرنا وہ مقصد تھا جو مدینہ منورہ میں ہجرت کے ساتھ حاصل ہونا تھا لہٰذا جو مقصد تھا اس کو مقدم رکھا گیا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... قُرَيْشٌ لِيَهُوْدَ اَعْطُوْنَا شَيْئًا: (ص۱۴۶، س۱۰) (قریش نے یہوں سے فرمائش کی کہ ہمیں کوئی ایسی چیز بتاؤ) اللہ تعالیٰ نے روح کی حقیقت کو خود بیان نہیں فرمایا کیونکہ احکام شرعیہ میں بندوں کے متعلق کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو روح کی حقیقت کے جاننے پر موقوف ہو۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روح کی حقیقت کو اس لئے نہیں بتایا گیا تا کہ انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ تو اپنی ذات کی حقیقت سے بھی عاجز ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت سے تو بدرجہ اولی عاجز ہوگا۔

روح کی حقیقت کیا ہے؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے متاخرین صوفیہ کی رائے اس بارے میں یہ نقل کی ہے کہ روح کی حقیقت کا علم کسی کو نہیں ہوسکتا ہے اس لئے اس بارے میں بحث کرنا ہی خلاف ادب ہے۔ (۴۱)

مگر متاخرین علماء نے اس بات کو صحیح قرار نہیں دیا بلکہ ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں روح کو سمجھایا ہے۔

مثلاً:

امام راغب الاصفہانی فرماتے ہیں روح ایک جوہر ہے جو مجرد عن المادہ ہے جسم سے اس کا تعلق تصرف اور تدبر کا ہے روح جسم سے نہ خارج ہے اور نہ ہی داخل ہے نہ جسم کے ساتھ متصل ہے اور نہ ہی منفصل۔ (۴۲)

علماء متکلمین فرماتے ہیں روح ایک لطیف نورانی جسم ہے اور انسان کے بدن میں وہ اسی طرح سرایت کیے ہوئے ہوتی ہے جیسے کہ عرق گلاب، گلاب میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ (۴۳)

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وَاَوْلٰی اَلْاَ قَاوِیْلُ اَنْ یُوْکَلَ عِلْمُهٗ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ السُّنَّةِ" (سب سے بہتر بات یہ ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے ہی سپرد کیا جائے اہل سنت کا یہی قول ہے۔) (۴۴)

روح کی اقسام:

اکثر علماء جن میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ روح کی دو قسمیں ہیں۔ ① طبی ② شرعی۔ یہاں اس آیت میں مراد روح شرعی ہے روح طبی کی مثال سواری کی ہے اور روح شرعی کی مثال سوار کی ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں روح کی دو قسمیں ہیں۔ ① علوی ② سفلی۔

روح علوی مادۂ مجردہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے مگر اس کی صفت کا ادراک مشکل ہے۔ اہل کشف اس کا مقام عرش کے

اوپر بتاتے ہیں۔

روح علوی بنظر کشفی اوپر یا نیچے پانچ درجات میں محسوس کی جاتی ہے وہ پانچ درجات یہ ہیں۔ ① قلب ② روح ③ سر ④ خفی ⑤ اخفی۔ یہ سب عالم امر کے لطائف ہیں۔

روح سفلی وہ بخار لطیف ہے جو بدن انسانی کے عناصر اربعہ یعنی آگ، پانی، مٹی، ہوا سے پیدا ہوتا ہے اس کا دوسرا نام نفس بھی ہے۔ (۴۵)

روح اور نفس ایک ہیں یا نہیں:

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روح اور نفس ایک ہی شئ ہے یا الگ الگ۔

ابن عربی، ابن حبیب، ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ فرماتے ہیں دونوں الگ الگ ہیں۔

جبکہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ہی ہے۔ (۴۶)

یہود کے سوال میں روح سے کیا مراد تھا:

اس کے جواب میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

❶ امام رازی اور امام قرطبی نے فرمایا مراد یہاں پر روح انسانی ہے۔ (۴۷)

❷ ابن قیم فرماتے ہیں یہاں روح سے مراد حضرت جبرائیل امین ہیں کیونکہ قرآن میں اکثر روح سے مراد حضرت جبرائیل امین ہی ہوتے ہیں۔ (۴۸)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ (۴۹)

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ: (آپ کہہ دیں روح میرے رب کا حکم ہے) امر سے کیا مراد ہے۔

یہاں پر بھی علماء نے لمبی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں امر سے مراد حکم ہے اور یہی وہ حکم ہے جس کو قرآن نے لفظ ''کن'' سے تعبیر کیا ہے۔ (۵۰)

روح عام مخلوقات کی طرح نہیں جو مادہ کے تطورات اور توالد و تناسل کے ذریعہ وجود میں آتی ہو بلکہ وہ تو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے حکم کن سے وجود میں آتی ہے۔

نوٹ: روح کو عام مادیات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جن لوگوں نے اس کو عام مادیات پر قیاس کیا ہے وہ مشبہات میں پھسل گئے۔ (۵۱)

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا: (اور تم کو علم دیا گیا ہے تھوڑا سا) خطاب انسانوں کے لحاظ سے ہے جس میں سوال کرنے والے یہود بھی داخل ہو گئے۔ (۵۲)

یہود نے کہا کہ تمہارا علم قلیل ہے مگر ہمارا علم کثیر ہے کیونکہ ہماری توریت کے بارے میں تمہارے قرآن میں خود یہ آیت

ہے کہ توریت میں ہر چیز کا علم ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی۔ ﴿ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ ﴾ (۵۳) (روئے زمین کے (تمام) درخت کے اگر قلم ہو جائیں) کہ اللہ تعالیٰ کے مقابل میں سب کا علم قلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کی کوئی حد نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱٤٦، س۱٦) يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: (ص۱٤٦، س۱۷) (قیمت کے دن لوگ تین احناف میں منقم ہو کر جمع ہونگے)

ثَلَاثَةَ أَصْنَافٍ: (تین اصناف) قیامت کے دن میدان حشر میں لوگوں کو تین طرح سے لایا جائے گا پہلی قسم اہل ایمان کی ہوگی وہ اپنے گناہوں سے خوف زدہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید کے ساتھ میدان محشر میں لائے جائیں گے۔

دوسری قسم کامل ایمان والے ہوں گے۔

تیسری قسم کفر و شرک والے ہوں گے۔ اسی تیسری قسم کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ منہ کے بل چل کر میدان محشر میں آئیں گے۔ (۵۴) اس طرح چلانے میں حکمت یہ ہوگی کہ دنیا میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے سر کو نہیں جھکایا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل و خوار کیا ہے۔ (۵۵)

جیسے کہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے ﴿وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا﴾ (۵٦) (ایسے لوگوں کا ہم بروز قیامت اوندھے منہ حشر کریں گے دراں حالیکہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے۔)

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱٤٦، س۲۱) لَا تَقُلْ لَهُ نَبِيٌّ فَإِنَّهُ: (ص۱٤٦، س۲۳) (انہیں نبی مت کہو۔)

فَسَأَلَاهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: (ان دونوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔)

سُؤال: یہودیوں نے کن آیات بینات کے بارے میں سوال کیا تھا؟

جواب: اس میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔

پہلا قول: وہ نو معجزے مراد ہیں جن کو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔

① عصاء موسیٰ ② ید بیضا ③ دم ④ طوفان ⑤ جراد ⑥ قمل ⑦ ضفادع ⑧ نقص من الثمرات ⑨ قحط سالی۔ (۵۷)

آپ ﷺ نے پہلے ان نو معجزات کو بیان فرمایا اور پھر بطرز اسلوب حکیم کے احکامات شریعت کو بھی بیان فرما دیا۔ راوی نے معجزات کو ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے بخلاف ان احکام کے کہ یہ احکام قرآن میں نہیں ہیں اس لئے ان کو بیان کر دیا۔ (۵۸)

دُوسرا قول: ان یہودیوں نے ان ہی احکامات کے بارے میں پوچھا جو تمام شریعت میں پائے جاتے ہیں جو آپ ﷺ نے بیان فرما دیئے۔ (۵۹)

حافظ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آیات سے وہ احکامات مراد ہیں جن کے مطابق قوم موسیٰ عبادت کرتی تھی اس کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہودیوں پر بنیادی دس احکامات تھے جن میں نو میں یہود اور مسلمان دونوں متفق ہیں ایک یہود کے ساتھ خاص تھی یہودیوں نے ان نو کے بارے میں سوال کیا آپ نے ان نو کو بھی بیان فرمایا اور دسویں کو بھی جس کو ان یہودیوں نے پوشیدہ رکھا ہوا تھا اس کو ظاہر فرما دیا۔ (٦٠)

وَعَلَيْكُمُ الْيَهُوْدَ خَاصَّةً: (ص١٤٦، س٢٦) (یہودیوں کے لیے خاص حکم یہ ہے کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کرو۔) تمام قوموں پر ہفتہ کے ایک دن میں عبادت کرنا مخصوص کیا گیا تھا تو یہودیوں کے لئے ہفتہ کا دن عبادت کے لئے مخصوص تھا مگر ان یہودیوں نے اس دن کا اہتمام نہیں کیا جس کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔

قَالَا اِنَّ دَاوٗدَ دَعَا اللّٰهَ: (ص١٤٦، س٢٧) (انہوں نے جواب دیا داوٗد علیہ السلام نے دعا کی تھی اللہ سے کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں سے ہو۔) ان یہودیوں نے جھوٹی زبان سے اس بات کی گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور حضرت داوٗد علیہ السلام کی طرف غلط بات منسوب کی۔ حضرت داوٗد علیہ السلام نے ہرگز ایسی کوئی دعا نہیں کی۔ (٦١)

وہ اس طرح دعا کر بھی کیسے سکتے تھے جب کہ انہوں نے اپنی کتاب میں پڑھ رکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے اور ان کا دین تمام دینوں کے لئے ناسخ ہوگا۔ (٦٢)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص١٤٦، س٢٧) وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا: (ص١٤٦، س٢٧) (اور اپنی نماز میں نہ چلا کر پڑھ اور نہ بالکل آہستہ پڑھ) علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے نبی کو فرمایا زیادہ زور سے نہ پڑھیں اور نہ بہت آہستہ پڑھیں کہ صحابہ سن بھی نہ سکیں۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان جن نمازوں میں قراءت جہرا ہے اس میں اتنا جہر کافی ہے کہ پیچھے مقتدی سن لیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ...... (ص١٤٧، س١) فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ لَا: (ص١٤٧، س٢) (کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی انہوں نے کہا نہیں۔)

لَكُتِبَتْ عَلَيْكُمُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ: (ص١٤٧، س٥) (اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں نماز پڑھی ہوتی تو تم پر لوگوں پر بیت المقدس میں نماز پڑھنا واجب ہو جاتا۔) بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے یا نہیں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نماز پڑھی ہی نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی بھی ہے۔ (٦٣)

جیسے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے۔ ”ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَعَرَفْتُ النَّبِيِّيْنَ مِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَرَاكِعٍ وَسَاجِدٍ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ“ (٦٤)

ایک اور روایت میں آتا ہے۔

"فَدَخَلْتُ اَنَا وَجِبْرِيْلُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَصَلّٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا رَكْعَتَيْنِ" (٦٥)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص١٤٧، س٧) اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: (ص١٤٧، س٨) (میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردا ہوں گا۔)

اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: قیامت کے دن تمام تر عظمتیں آپ ﷺ کے لئے نمایاں ہوں گی آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور ذات سرداری کی سزاوار نہ ہوگی۔

سُؤال: يَوْمَ الْقِيَامَةِ آپ ﷺ تو دنیا میں بھی سید الانس وافضل البشر ہیں قیامت کے دن کی قید کیوں لگائی گئی۔

جَواب: بہت سے لوگ کافر اور مشرک جو دنیا میں آپ ﷺ کو سردار ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں مگر قیامت کے دن ہر ایک آپ ﷺ کی سرداری کا اقرار کرے گا۔ (٦٦)

وَبِيَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ: (ص١٤٧، س٨) (اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا) لِوَاء بمعنی جھنڈا اور بعض کہتے ہیں لواء بمعنی نیزہ۔ عرب کی عادت یہ تھی کہ ناموری کے اظہار کے لئے نیزہ کھڑا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن نیزہ یا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو ایسا کھول دیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی وہ تعریف کریں گے جو کوئی دوسرا نہیں کر سکے گا۔ (٦٧)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص١٤٧، س٨) وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ: (ص١٤٧، س٩) (سب سے پہلے قیامت کے دن میں قبر سے اٹھایا جاؤں گا۔)

فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُوْنَا اٰدَمُ: (ص١٤٧، س١٠) (چنانچہ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے آپ ہمارے باپ ہیں) ابتداء لوگ حضرت آدم علیہ السلام اور پھر یکے بعد دیگرے ایک ایک نبی کے پاس جائیں گے اور پھر آخر میں آپ ﷺ کے پاس آئیں گے۔

سُؤال: اللہ تعالیٰ ابتداء لوگوں کے دل میں آپ ﷺ کے پاس جانے کا خیال کیوں نہیں ڈال دیتے کہ ایک ایک نبی کے پاس جانے کے بجائے آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ جائیں۔

جَواب: ہر ہر نبی کے پاس جائیں اور پھر آخر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اس میں آپ ﷺ کی افضیلت سب کے سامنے اجاگر کرنا مقصود ہے دوسری بات یہ ہے کہ اگر ابتداء آپ ﷺ کے پاس لوگ آجائیں اور آپ ﷺ شفاعت کر دیں تو اس بات کا احتمال باقی رہ جائے گا کہ ممکن ہے یہ شفاعت دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی کر سکتے تھے۔ (٦٨)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ: (ص١٤٧، س١٧) (اور وہ ابن عباس سے مکمل روایت کرتے ہیں) تفصیلی روایت مسند احمد کے ۱۴۰/۴ پر موجود ہے۔

تخریج حدیث:

٣٢٦٦ - أخرجه البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب: قول الله تعالىٰ: ﴿وَهَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ مُوسَىٰٓ ۝٩﴾ [طه: ٩]، حديث (٣٣٩٤

وأطرافه من (٣٤٣٧، ٤٧٠٩، ٥٥٧٦، ٥٦٠٣) ومسلم: كتاب الإيمان: باب: الإسراء برسول الله ﷺ إلى السمٰوات وفرض الصلوات، حديث (١٦٨/٢٧٢)، ومسلم، حديث (١٦٨/٩٢)، والنسائي: كتاب الأشربة: باب: منزلة الخمر، حديث (٥٦٥٧)، والدارمي: كتاب الأشربة: باب: ما جاء في الخمر، وأحمد (٢/٢٨١، ٥١٢)

٣٢٦٧ - أخرجه أحمد (٣/١٦٤)، وعبد بن حميد ص (٣٥٧)، حديث (١١٨٥).

٣٢٦٨ - تفرد به الترمذي انظر ((التحفة)) (٢/٨٤)، حديث (١٩٧٥).

٣٢٦٩ - أخرجه البخاري: كتاب مناقب الأنصار: باب: حديث الإسراء وقول الله تعالىٰ: سبحٰن الذى اسرى بعبده ليلا ...... ﴾ [الاسراء: ١]، حديث (٣٨٨٦)، وطرفه من (٤٧١٠)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال، حديث (١٧٠/٢٧٦)، وأحمد (٣/٣٧٧).

٣٢٧٠ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِىٓ أَرَيْنَٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ [الإسراء: ٦٠]، حديث (٤٧١٦) وطرفه من (٦٦١٣)، وأحمد (١/٢٢١).

٣٢٧١ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الصلاة: باب: وقت صلاة الفجر، حديث (٦٧٠)، وأحمد (٢/٤٧٤).

٣٢٧٢ - تفرد به الترمذي كما في ((التحفة)) (١٠/١٥١)، حديث (١٣٦١٦).

٣٢٧٣ - أخرجه أحمد (٢/٤٤١، ٥٢٨، ٤٤٤، ٤٧٨).

٣٢٧٤ - أخرجه البخاري: كتاب المظالم: باب: هل تكسر الدنان التي فيها خمر أو تخرق الزقاق؟، حديث (٢٤٧٨)، أطرافه في حديث (٤٢٨٧، ٤٧٢٠)، ومسلم: كتاب الجهاد والسير: باب إزالة الأصنام من حول الكعبة، حديث (١٧٨١/٨٧)، وأحمد (١/٣٧٧)، والحميدي (١/٤٦)، حديث (٨٦).

٣٢٧٥ - أخرجه أحمد (١/٢٢٣).

٣٢٧٦ - أخرجه أحمد (١/٢٥٥).

٣٢٧٧ - أخرجه البخاري (١/٢٧٠): كتاب العلم: باب: قوله ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾، حديث (١٢٥) وأطرافه من (٤٧٢١، ٧٢٩٧، ٧٤٥٦، ٧٤٦٢)، ومسلم (٤/٢١٥٢): كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، باب: سؤال اليهود النبي ﷺ عن الروح وقوله تعالىٰ: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلرُّوحِ ﴾ [الإسراء: ٨٥] الآية، حديث (٣٢/٢٧٩٤)، وأحمد (١/٣٨٩/٤٤٤).

٣٢٧٨ - اخرجه احمد (٢/٣٥٤، ٣٦٣).

٣٢٧٩ - انظر الحديث (٢١٩٢)، (٢٤٢٤).

٣٢٨٠ - تقدم تخريجه.

٣٢٨١ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ [الإسراء: ١١٠]، حديث (٤٧٢٢)، وأطرافه في (٧٤٩٠، ٧٥٢٥، ٧٥٤٧)، ومسلم: كتاب الصلاة: باب: التوسط من القراءة في الصلاة الجهرية بين الجهر والإسرار إذا خاف من الجهر المفسدة، حديث (٤٤٦/١٤٥)، والنسائي (٢/١٧٧، ١٧٨): كتاب الافتتاح: باب: قوله عزوجل ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ [الإسراء: ١١٠]، حديث (١٠١١، ١٠١٢)، وأحمد (١/٢٣، ٢١٥)، وابن خزيمة (٣/٣٩)، حديث (١٥٨٧).

٣٢٨٢ - انظر السابق.

٣٢٨٣ - أخرجه أحمد (٥/٣٨٧، ٣٩٠، ٣٩٢، ٣٩٤)، والحميدي (١/٢١٣)، حديث (٤٤٨).

٣٢٨٤ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب ذكر الشفاعة، حديث (٤٣٠٨)، وأحمد (٣/٢).

(١) سورت بنی اسرائیل آیت ٧٣ (٢) بخاری و مسلم (٣) کوکب الدری: ٤/١٧٩ (٤) مظاهر حق: ٥/٢٨٦، مرقاة: ١١/٢٤ (٥) مرقاة شرح

مشکوۃ: ۲٤/۱۱ (٦) مظاهر حق: ۲۸۷/٥، مرقاۃ: ۲٤/۱۱ (۷) حاشیہ کوکب الدری: ۱۸۰/٤ (۸) مظاهر حق: ٤۲۸/٥، مرقاۃ: ۱٥۸/۱۱ (۹) بزار (۱۰) مسلم شریف (۱۱) مسلم شریف (۱۲) مظاهر حق: ٤٥۲/٥ (۱۳) تفسیر ابن کثیر: ۱٥/۲ (۱٤) تفسیر قرطبی (۱٥) تفسیر قرطبی (۱٦) سورت صافات آیت: ٦۳ (۱۷) مشکوۃ: ٥۰۳ (۱۸) کوکب الدری: ۱۸۲/٤ (۱۹) سورت بنی اسرائیل آیت: ٦۰ (۲۰) تفسیر بغوی (۲۱) سورت بنی اسرائیل آیت: ۷۸ (۲۲) تفسیر ابن کثیر، قرطبی، مظهری وغیرہ (۲۳) سورت بنی اسرائیل آیت: ۷۸ (۲٤) بخاری شریف: ۷۹/۱ (۲٥) روح المعانی: ۱۳۷/۱٥ (۲٦) تفسیر قرطبی (۲۷) سورت بنی اسرائیل آیت: ۱۳ (۲۸) سورۃ حاقہ آیت: ۱۹ (۲۹) سورت حاقہ آیت: ۲٥ (۳۰) روح المعانی (۳۱) سورت بنی اسرائیل آیت: ۷۹ (۳۲) بخاری و مسلم (۳۳) مسند احمد (۳٤) تفسیر قرطبی (۳٥) سورت بنی اسرائیل آیت: ۸۱ (۳٦) سورت سبا آیت: ٦۹ (۳۷) بخاری: ٦۸٦ (۳۸) تفسیر قرطبی (۳۹) سورت بنی اسرائیل آیت: ۸۱ (٤۰) تفسیر قرطبی (٤۱) روح المعانی: ۱٥٤/۱٥ (٤۲) روح المعانی: ۱٥٦/۱٥ (٤۳) معارف القرآن کاندھلوی (٤٤) تفسیر بغوی (٤٥) تفسیر مظهری: ٤۸٥/٥ (٤٦) کتاب الروح: ۳٤۸ (٤۷) تفسیر کبیر: ۳٦/۲۱، تفسیر قرطبی: ۳۲٤/۱۰ (٤۸) کتاب الروح: ۲٤۳ (٤۹) فتح الباری: ٤۰۳/۸ (٥۰) تفسیر عثمانی: ۳۸۷ (٥۱) روح کے بارے میں تفصیلی بحث کے لیے دیکھیں کتاب الروح لابن قیم مولانا شبیر احمد عثمانی کا رسالہ روح کے بارے میں تفسیر مظہری حجۃ اللّٰہ البالغہ کی شرح رحمۃ اللّٰہ الواسعۃ، معارف القرآن کاندھلوی وغیرہ۔ (٥۲) درمنثور: ۲۰۰/۲ (٥۳) سورت لقمان آیت: ۲۷ (٥٤) کوکب الدری: ۱۸٥/٤ (٥٥) مرقاۃ: ۲٥۹/۱۰، مظاهر حق: ۱۳۱/٥ (٥٦) سورت اسراء: آیت ۹۷ (٥۷) کوکب الدری: ۱۸۷/٤ (٥۸) کوکب الدری: ۱۸۷/٤ (٥۹) اشرف التوضیح (٦۰) تعلیق الصبیح، واشعۃ اللمعات (٦۱) کوکب الدری: ۱۸۷/٤ (٦۲) مظاهر حق: ۱٤٤/۱، حاشیہ کوکب الدری: ۱۸۷/٤، مرقاۃ: ۱۲۸/۱ (٦۳) وکذا حاشیہ کوکب الدری: ۱۸۹/٤ (٦٤) فتح الباری: ۲٤۸/۷ (٦٥) بیہقی بحوالہ فتح الباری: ۲٤۸/۷، ۲٤۹ (٦٦) مظاهر حق: ۳۱۰/٥، مرقاۃ: ٥۹/۱۹ (٦۷) مرقاۃ: ٥۹/۱۹، مظاهر حق: ۳۲٥/٥ (٦۸) مظاهر حق: ۱٦۳/٥

وَمِنْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

یہ باب ہے سورۂ کہف کی تفسیر کے بیان میں

۳۲۸٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِیَّ یَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰی صَاحِبَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَیْسَ بِمُوْسٰی صَاحِبِ الْخَضِرِ قَالَ كَذَبَ عَدُوُّاللّٰهِ سَمِعْتُ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَامَ مُوْسٰی خَطِیْبًا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اِذْ لَمْ یَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَیْهِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ اَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِیْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰی اَیْ رَبِّ فَكَیْفَ لِیْ بِهٖ فَقَالَ لَهٗ احْمِلْ حُوْتًا فِیْ مِكْتَلٍ فَحَیْثُ تَفْقِدُ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ فَتَاهُ وَهُوَ یُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ فَجَعَلَ مُوْسٰی حُوْتًا فِیْ مِكْتَلٍ فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ یَمْشِیَانِ حَتّٰی اِذَا اَتَیَا الصَّخْرَةَ فَرَقَدَ مُوْسٰی وَفَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِی الْمِكْتَلِ حَتّٰی خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِی الْبَحْرِ فَقَالَ فَاَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْیَةَ الْمَاءِ حَتّٰی كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ وَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَكَانَ لِمُوْسٰی وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِیَّةَ یَوْمِهِمَا وَلَیْلَتِهِمَا وَنَسِیَ صَاحِبُ

مُوْسٰى اَنْ يُّخْبِرَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ مُوْسٰى قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِىْ اُمِرَ بِهٖ قَالَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطَانُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ فَكَانَا يَقُصَّانِ اٰثَارَهُمَا قَالَ سُفْيَانُ يَزْعُمُ نَاسٌ اَنَّ تِلْكَ الصَّخْرَةَ عِنْدَهَا عَيْنُ الْحَيٰوةِ لَا يُصِيْبُ مَاءُ هَا مَيِّتًا اِلَّا عَاشَ قَالَ وَكَانَ الْحُوْتُ قَدْ اُكِلَ مِنْهُ فَلَمَّا قُطِرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ عَاشَ قَالَ فَقَصَّا اٰثَارَهُمَا حَتّٰى اَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَاٰى رَجُلًا مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى قَالَ اَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ اَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا مُوْسٰى اِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ وَاَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ فَقَالَ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَالَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ فَلَا تَسْاَلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰىٓ اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَمُوْسٰى يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمَا هُمْ اَنْ يَّحْمِلُوْهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمِدَ الْخَضِرُ اِلٰى لَوْحٍ مِنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمِدْتَّ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ وَاِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهٖ فَاقْتَلَعَهٗ بِيَدِهٖ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ وَهٰذِهٖ اَشَدُّ مِنَ الْاُوْلٰى قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِىْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰىٓ اِذَآ اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةِ ٍاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ يَقُوْلُ مَائِلٌ فَقَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَاَقَامَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ اَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا وَلَمْ يُطْعِمُوْنَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاوِيْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوَدِدْنَا اَنَّهٗ كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَخْبَارِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاُوْلٰى كَانَتْ مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُوْرٌ حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِى الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا نَقَصَ عِلْمِىْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنَ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ يَعْنِىْ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ

وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّاخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ مُزَاحِمِ السَّمَرْ قَنْدِيُّ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ حَجَجْتُ حَجَّةً وَلَيْسَ لِيْ هِمَّةٌ اِلَّا اَنْ اَسْمَعَ مِنْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْخَبَرَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَقَدْ كُنْتُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سُفْيَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَبَرَ. (ص۱۴۷، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام وہ نہیں جن کا خضر کے ساتھ بھی ایک قصہ ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم کس کے پاس ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا کہ علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیوں نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ مجمع البحرین جہاں دو دریا ملتے ہیں وہاں میرے بندوں میں سے ایک بندہ ایسا ہے جس کے پاس آپ سے زیادہ علم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب میں کس طرح اس کے پاس پہنچوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنبیل میں ایک مچھلی رکھ کر چل دو جہاں وہ کھو جائے گی وہیں وہ شخص آپ کو ملے گا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنے خادم یوشع بن نون کو لیا اور زنبیل میں مچھلی رکھ کر چل دیئے یہاں تک کہ ایک ٹیلے کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم دونوں لیٹ گئے اور سو گئے۔ مچھلی زنبیل میں ہی کودنے لگی۔ یہاں تک کہ نکل کر دریا میں گر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا بہاؤ وہیں روک دیا اور وہاں طاق سا بن گیا اور اس کا راستہ ویسا ہی بنا رہا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کے لئے یہ چیز تعجب خیز ہوگئی اور پھر دونوں اٹھ کر باقی دن و رات چلتے رہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بھول گئے کہ انہیں مچھلی کے متعلق بتائیں۔ صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کھانا طلب کیا اور فرمایا کہ اس سفر میں ہمیں بہت تھکن ہوئی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اسی وقت تھکے جب اس جگہ سے تجاوز کیا جس کے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ ان کے ساتھی نے کہا۔ دیکھئے جب ہم ٹیلے پر ٹھہرے تھے تو میں مچھلی بھول گیا تھا اور یقیناً یہ شیطان ہی کا کام ہے کہ مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا تذکرہ کروں کہ اس نے عجیب طریقے سے دریا کا راستہ اختیار کیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے وہی جگہ تو ہم تلاش کر رہے تھے چنانچہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے۔ سفیان کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اسی ٹیلے کے پاس آب حیات کا چشمہ ہے۔ جس مردہ پر پڑے وہ زندہ ہو جاتا ہے پھر کہتے ہیں

کہ اس مچھلی میں سے کچھ وہ کھا چکے تھے۔ جب اس پر پانی ٹپکا تو وہ زندہ ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر چلتے چلتے چٹان کے پاس پہنچے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ چادر سے اپنے آپ کو ڈھانکے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا اس زمین میں سلام کہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اس زمین میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا بنی اسرائیل کا موسیٰ۔ آپ نے فرمایا ''ہاں'' حضرت خضر نے فرمایا اے موسیٰ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ایک علم ہے جسے میں نہیں جانتا اور میرے پاس خدا کا عطا کردہ ایک علم ہے جسے آپ نہیں جانتے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کیا میں اس شرط پر آپ کے پیچھے چلوں کہ آپ میری راہنمائی فرماتے ہوئے مجھے وہ بات سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی۔ حضرت خضر نے فرمایا آپ صبر نہیں کر سکیں گے اور آپ اس چیز پر کیسے صبر کر سکیں گے جس کا آپ کی عقل نے احاطہ نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی حکم عدولی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر نے فرمایا اگر میری پیروی کرنا ہی چاہتے ہو تو جب تک کوئی بات میں خود نہ بیان کروں آپ مجھ سے نہیں پوچھیں گے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا ''ٹھیک ہے'' پھر حضرت موسیٰ اور حضرت خضر دونوں ساحل پر چل رہے تھے کہ ایک کشتی ان کے پاس سے گزری۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بھی سوار کر لو انہوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر کرائے کے دونوں کو بٹھا لیا۔ خضر علیہ السلام نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھیڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی خراب کر دی اور اس میں سوراخ کر دیا تاکہ لوگ غرق ہو جائیں۔ آپ نے ایک بڑی بھاری بات کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے آپ میری بھول چوک پر میری گرفت نہ کیجئے اور اس معاملے میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے پھر وہ کشتی سے اتر کر ابھی ساحل پر چل ہی رہے تھے کہ ایک بچہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑا اور اسے ہاتھ سے جھٹکا دے کر قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آپ نے ایک بے گناہ کو قتل کر دیا۔ آپ نے بڑی بے جا حرکت کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے کہا تھا آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات پہلی سے زیادہ تعجب خیز تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ اگر اس کے بعد بھی میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھئے گا۔ آپ میری طرف سے عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی کے پاس سے گزرے اور ان سے کھانے کے لئے کچھ مانگا تو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں وہاں انہیں ایک دیوار مل گئی جو گرنے ہی والی تھی۔ خضر علیہ السلام نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ سیدھی ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہماری ضیافت تک نہیں کی اور ہمیں کھانا کھلانے سے بھی انکار کر دیا۔ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔ وہ کہنے لگے یہ وقت ہماری اور

آپ کی جدائی کا ہے۔ میں آپ کو ان چیزوں کی حقیقت بتا دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری چاہت تھی کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے کچھ دیر اور صبر کرتے تا کہ ہمیں ان کی عجیب وغریب خبریں سننے کو ملتیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے پہلا سوال تو بھول کر کیا تھا پھر ایک چڑیا آئی جس نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر دریا میں اپنی چونچ ڈبوئی۔ پھر خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: میرے اور آپ کے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے صرف اسی قدر کم کیا جتنا اس چڑیا نے دریا سے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ آیت اس قراءت میں پڑھتے تھے ''وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّاخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا'' اور یہ آیت اس طرح پڑھتے ''وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا'' یہ حدیث حسن صحیح ہے اسے ابو اسحٰق ہمدانی، سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ زہری بھی عبید اللہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ ابو مزاحم سمرقندی کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک حج صرف اس نیت سے کیا کہ سفیان سے یہ حدیث سنوں اور وہ اس حدیث میں ایک چیز بیان کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے عمرو بن دینار سے حدیث نقل کی جب کہ اس سے پہلے جب میں نے ان سے یہ حدیث سنی تو انہوں نے اس چیز کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔''

۳۲۸۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ نَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ نَا عَبْدُالْجَبَّارِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُلَامُ الَّذِیْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۴۸، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ کافر پیدا ہوا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

۳۲۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاهْتَزَّتْ تَحْتَهٗ خَضِرًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۴۸، س۱۴)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خضر علیہ السلام کا نام اس لئے ''خضر'' رکھا گیا کہ وہ ایک جگہ بنجر زمین پر بیٹھے تو وہ نیچے سے ہری بھری ہوگئی۔

یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

۳۲۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ قَالُوْا نَا هِشَامُ بْنُ

عَبْدُالْمَلِكِ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی السَّدِّ قَالَ یَحْفِرُوْنَهٗ كُلَّ یَوْمٍ حَتّٰى اِذَا كَادُوْا یَخْرِقُوْنَهٗ قَالَ الَّذِیْ عَلَیْهِمْ ارْجِعُوْا فَسَتَخْرِقُوْنَهٗ غَدًا قَالَ فَیُعِیْدُهُ اللّٰهُ كَاَمْثَلِ مَا كَانَ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مُدَّتُهُمْ وَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ قَالَ الَّذِیْ عَلَیْهِمْ ارْجِعُوْا فَسَتَخْرِقُوْنَهٗ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَاسْتَثْنٰى قَالَ فَیَرْجِعُوْنَ فَیَجِدُوْنَهٗ كَهَیْئَتِهٖ حِیْنَ تَرَكُوْهُ فَیَخْرِقُوْنَهٗ وَیَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ فَیَسْتَقُوْنَ الْمِیَاهَ وَیَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَیَرْمُوْنَ بِسِهَامِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخْضَبَةً بِالدِّمَاءِ فَیَقُوْلُوْنَ قَهَرْنَا مَنْ فِی الْاَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِی السَّمَاءِ قَسْوًا وَعُلُوًّا فَیَبْعَثُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ نَغَفًا فِیْ اَقْفَائِهِمْ فَیَهْلِكُوْنَ قَالَ فَوَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ دَوَابَّ الْاَرْضِ تَسْمَنُ وَتَبْطَرُ وَتَشْكُرُ شُكْرًا مِنْ لُحُوْمِهِمْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِثْلَ هٰذَا. (ص۱۴۸، س۱۵)

ترجمہ: ”حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج، ماجوج اس دیوار کو روزانہ کھودتے ہیں جب وہ اس میں سوراخ کرنے ہی والے ہوتے ہیں تو ان کا بڑا کہتا ہے چلو باقی کل کھود لینا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ انہیں لوگوں پر مسلط کرے تو ان کا حاکم کہے گا کہ چلو باقی کل کھود لینا اور ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہے گا۔ اس طرح جب وہ دوسرے دن آئیں گے تو دیوار کو اسی طرح پائیں گے جس طرح انہوں چھوڑی تھی اور پھر اس میں سوراخ کر کے لوگوں پر نکل آئیں گے۔ پانی پی کر ختم کر دیں گے اور لوگ ان سے بھاگیں گے پھر وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے جو خون میں لت پت ان کے پاس واپس آئے گا۔ اور وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو بھی دبا لیا اور آسمان والے پر بھی چڑھائی کر دی۔ ان کا یہ قول ان کے دل کی سختی اور غرور کی وجہ سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دیں گے جس سے وہ سب مر جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور مٹکتے پھریں گے اور ان کا گوشت کھانے پر اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کریں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو اس طرح صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔“

۳۲۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِیُّ عَنْ عَبْدِالْحَمِیْدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنِ ابْنِ مِیْنَاءَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ فَضَالَةَ الْاَنْصَارِیِّ وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ لِیَوْمِ الْقِیَامَةِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ نَادٰى مُنَادٍ مَنْ كَانَ اَشْرَكَ فِیْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْیَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ

الشِّرْكِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ. (ص۱۴۸، س۱۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور جس دن کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ آئے گا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے لئے کیا اور اس میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا۔ وہ اپنا ثواب اسی غیر اللہ تعالیٰ ہی سے لے (جسے اس نے شریک کیا تھا) کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے اور تمام شرکاء سے زیادہ غنی ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ہم اس حدیث کو صرف محمد بن بکر کی روایت سے جانتے ہیں۔"

۳۲۹۰ - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ الْجَزَرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ يُوْسُفَ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا قَالَ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ نَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ يُوْسُفَ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ. (ص۱۴۸، س۲۵)

ترجمہ: "حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں "وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا" (یعنی جو دیوار (حضرت خضر علیہ السلام نے صحیح کی تھی) اس کے نیچے ان دونوں کے لئے خزانہ تھا۔ الکہف۔ آیت ۸۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خزانے سے مراد سونا، چاندی ہے۔حسن بن علی خلال بھی صفوان بن صالح سے وہ ولید بن مسلم سے وہ یزید بن یوسف صنعانی سے وہ یزید بن جابر سے اور وہ مکحول سے اسی سند سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔"

تشریح

یہ سورت مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: اصحاب الکہف کا واقعہ ہونے کی وجہ سے اس کا نام سورت الکہف رکھا گیا ہے۔

اس میں ایک سو اکتیس ۱۳۱ آیات اور بارہ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۵۶۷ ہے۔ جب کہ اس میں حروف کی تعداد ۶۴۶۰ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا ...... (ص۱۴۷، س۱۸) اِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ مُوْسٰى صَاحِبَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ: (ص۱۴۷، س۱۸) (نوف بکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام وہ نہیں جن کا خضر کے ساتھ بھی ایک قصہ ہے) ایک دوسری روایت میں زیادہ وضاحت آئی ہے جس میں آتا ہے حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا "وَعِنْدَهٗ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَا اَبْنَ عَبَّاسٍ اَنَّ نَوْفًا يَزْعُمُ عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ اَنَّ

مُوسٰی الَّذِیْ طَلَبَ العِلْمَ اِنَّمَا هُوَ مُوْسٰی بْنُ مِیْشَا اَیْ اِبْنُ اِفْرَائِیْمُ بْنُ یُوْسُفَ علیہ السلام فَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ اَسَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْه یَا سَعِیْدُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ کَذَبَ نَوْفٌ"[1]

اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ: (ص۱۴۷، س۲۰) (لوگوں کے پاس سب سے زیادہ علم کس کے پاس ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے پاس) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا عالم نہیں ہے یہ بات اگرچہ درست تھی کیونکہ وہ صاحب شریعت نبی تھے اوران پر توریت نازل ہوئی تھی مگر الفاظ میں چونکہ ایک قسم کا دعوی سا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا۔اس سے معلوم ہوا کہ کوئی کتنا بھی بڑا عالم ہو اس کو یہ کہنا کہ میں بڑا عالم ہوں یہ دعوی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ فَتَاهُ: (ص۱۴۷، س۲۲) (موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون کو لیا اور چل دیے) اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ شاگرد کو معلم کے پاس خود جانا چاہئے امام بخاری نے بھی حضرت موسیٰ اور خضر کے واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے "رَحِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ اِلٰی عبدِاللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ فِی حَدِیْثٍ وَاحِدٍ"[2]

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنے سے کم علم والے سے بھی علم حاصل کرنے میں عار نہیں کرنی چاہئے۔

اَلْحُوْتُ فِی الْمِکْتَلِ: (ص۱۴۷، س۲۳) (زنبیل میں مچھلی رکھی) سفر میں توشہ لے کر جانا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

اَلْمِکْتَلِ: ایسی ٹوکری جس میں پندرہ صاع سامان آتا ہو۔

﴿فَإِنِّی نَسِیتُ ٱلْحُوتَ﴾[3] (ص۱۴۷، س۲۵) یوشع بن نون علیہ السلام کے بھول کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ملامت نہیں کی بلکہ درگذر کر دیا کیونکہ یہ بھول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی تھی۔

فَسَلَّمَ عَلَیْهِ مُوْسٰی: (ص۱۴۷، س۲۸) (موسیٰ نے انہیں سلام کیا) اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات سے پہلے سلام کرنا چاہئے اس کے بعد بات شروع کرنا چاہئے جیسے کہ ایک روایت میں آتا ہے "اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ."[4]

فَلَا تَسْاَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ: (ص۱۴۷، س۲۸) (آپ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھیں گے) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ساتھ چلنے اور خاموش رہنے کا وعدہ کیا تھا مگر جو چیز ظاہری طور پر شریعت کے خلاف ہو تو اس کے بارے میں بولنا وعدہ خلافی نہیں تھی۔[5]

﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾[6] (ص۱۴۸، س۲) (موسیٰ نے کہا کیا آپ نے ایک پاک جان کو بغیر کسی جان کے عوض مار ڈالا" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے ایک جان کو بلا کسی عذر کے قتل کر دیا اس بچے نے کسی کو قتل کیا ہوتا تو آپ قصاصاً قتل کر دیتے۔کیا بچے پر قصاص آتا ہے؟ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ ان کی شریعت میں ہوتا ہو ہماری شریعت میں تو نابالغ بچے پر قصاص واجب نہیں ہوتا۔[7]

﴿فَأَبَوْاْ أَن يُضَيِّفُوهُمَا﴾[8] (ص۱۴۸، س۴) (انہوں نے ان کی مہمان نوازی سے صاف انکار کر دیا۔) کس بستی والوں نے ضیافت نہیں کی تھی۔اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ ① انطاکیہ ② ایلیہ ③ جزیرۃ الاندلس ④ ناصرہ ⑤

بوقہ۔ مگر مشہور انطا کیہ ہے بعض کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں اس بستی والے آئے اور انہوں نے کہا ہماری بہت زیادہ بدنامی ہے آپ اتنی اتنی رقم لے لیں اور قرآن مجید کی آیت فابوا کی جگہ پر فاتو الکھوا دیں (مگر علامہ روح المعانی فرماتے ہیں اس واقعہ کی کوئی اصل نہیں۔)[۹]

﴿سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾﴾[۱۰] (ص۱۴۸، س۵) (اب میں تجھے ان باتوں کی اصلیت بھی بتا دوں گا جس پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا۔) اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ کسی عالم پر اعتراض ہو اور وہ حقیقتاً قابل اعتراض نہ ہو تو مخاطب کو مطمئن کر دینا چاہئے تا کہ وہ غلط فہمی میں نہ رہے اور دوسری جگہ پر ان باتوں کا ذکر نہ کرے تا کہ خود بھی غیبت میں مبتلا نہ ہو اور دوسروں کو بھی اس عالم سے دور کر دے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ثعلبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا آپ مجھے کشتی کے پھاڑنے اور غلام کے قتل کرنے اور دیوار کو بلاعوض کے درست کرنے پر ملامت کرتے ہو آپ اپنا حال بھول گئے جب آپ کو سمندر میں ڈال دیا گیا اور آپ نے ایک قبطی کو قتل کر دیا اور شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو بلاعوض کے پانی پلایا۔[۱۱]

حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ ...... (ص۱۴۸، س۱۲) قَالَ الْغُلَامُ الَّذِیْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ: (ص۱۴۸، س۱۳) (جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔)

سُؤَال: اس حدیث میں آتا ہے کہ وہ لڑکا کافر پیدا ہوا تھا جب کہ دوسری روایت میں آتا ہے "كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ."[۱۲]

جَوَاب: قانون تو یہی ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ استعداد اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر یہ لڑکا اس قانون سے مستثنیٰ تھا کہ وہ کافر پیدا ہوا تھا۔[۱۳]

سُؤَال: حضرت خضر علیہ السلام نے بچہ کو قتل کیا اور کہا کہ اس کی وجہ سے اس کے والدین کفر میں پڑ جاتے کیا اس وجہ سے کسی کو قتل کرنا جائز ہے۔

جَوَاب: ① شریعت محمدی میں جائز نہیں ممکن ہے کہ ان کی شریعت میں جائز ہو۔[۱۴]

جَوَاب: ② حضرت خضر پر وحی آئی ہوگی اس لئے انہوں نے قتل کیا کیونکہ انہوں نے خود یہ فرمایا "وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ" کہ یہ کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (وحی) سے کیا ہے۔[۱۵]

فَائِدَہ: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اس بچے کے عوض اللہ تعالیٰ نے ان کے والدین کو ایک لڑکی دی جس کے بطن سے ایک نبی پیدا ہوئے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں اس نبی کا نام شمعون تھا۔[۱۶]

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى ...... (ص۱۴۸، س۱۳)

اَلْخَضِرَ: بمعنی سرسبز۔

خضر خاء کے زبر اور ضاد کے زیر کے ساتھ ہے اور بعض لوگوں نے خضر یعنی خاء کے زیر اور ضاد کے جزم کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔ (۱۷)

یہ ان کا لقب ہے اصل نام بلیا یا کلیائی ابن خلکان ہے ان کے والد سلاطین میں سے تھے یہ حضرت الیاس علیہ السلام کے بھائی تھے ان کی بہت لمبی عمر تھی ان کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ ابھی بھی زندہ ہیں یا انتقال کر چکے ہیں۔ چند پشتوں کے واسطے سے انہیں سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں شمار کیا گیا ہے۔ (۱۸)

فَاهْتَزَّتْ تَحْتَهٗ: (ص۱۴۸، س۱۴) جس خشک جگہ پر حضرت خضر علیہ السلام بیٹھتے تھے وہاں پر سبزہ اگ جاتا تھا۔ اس وجہ سے ان کو خضر کہا جاتا تھا اگرچہ یہ ان کا نام نہیں تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص۱۴۸، س۱۴) قَالَ يَحْفِرُوْنَهٗ كُلَّ يَوْمٍ حَتّٰى اِذَا كَادُوْا: (ص۱۴۸، س۱۵) (فرمایا کھودتے ہیں اس کو روزانہ یہاں تک کہ جب کرنے ہی والے ہوتے ہیں) حدیث بالا میں یاجوج ماجوج کے بارے میں یہ بات بیان کی جارہی ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسی علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر وحی آئے گی کہ اب میں ایسے بندوں کو نکالنے والا ہوں ان سے لڑنے کی طاقت تم میں نہیں ہے لہٰذا تم مومنوں کو لے کر محفوظ جگہ پر چلے جاؤ حضرت عیسی علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور پر تشریف لے جائیں گے۔

يَحْفِرُوْنَهٗ كُلَّ يَوْمٍ: (کھودتے ہیں اس کو روزانہ) علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کھودنا یاجوج ماجوج کا اس وقت شروع ہوگا جب کہ ان کے خروج کا وقت ہوگا (یعنی قیامت کے قریب)۔ (۱۹)

حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مُدَّتُهُمْ: (ص۱۴۸، س۱۶) (یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو جائے) دوسری روایت میں "حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ" کے الفاظ آئے ہیں۔ (۲۰)

اِرْجِعُوْا فَسَتَخْرِقُوْنَهٗ غَدًا: (ص۱۴۸، س۱۷) (چلو باقی کل کھود لینا) علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ نہیں ہونے دیتے کہ وہ دن رات کام کریں حالانکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہن کو اس طرف بھی متوجہ نہیں فرمایا کہ وہ اس دیوار پر چڑھ جائیں حالانکہ ان میں صاحب زراعت وصناعت بھی ہیں یہ ان کے لئے مشکل نہیں تھا کہ وہ اوپر چڑھنے کے ذرائع پیدا کر لیں۔

اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَاسْتَثْنٰى: (ص۱۴۸، س۱۷) (اور ساتھ ان شاء اللہ بھی کہے گا) یاجوج ماجوج کی زبان پر آخری وقت میں انشاء اللہ تعالیٰ کا جملہ آئے گا جب ان کے نکلنے کا وقت قریب ہوگا۔ ابن عربی فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان میں کچھ مسلمان بھی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بغیر عقیدہ کے ہی ان کی زبان پر ان شاء اللہ تعالیٰ کا یہ جملہ جاری ہو جائے مگر پہلا قول زیادہ راجح ہے۔ (۲۱)

فَيَهْلِكُوْنَ: (ص۱۴۸، س۱۹) (تو وہ سب مر جائیں گے) دوسری روایت میں "فَيَمُوْتُوْنَ مَوْتَ الْجَرَادِ" کے الفاظ

بھی آئے ہیں۔ [۲۲] مسلم شریف کی روایت میں الفاظ یہ ہیں "فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ" یاجوج ماجوج کے مرنے کے بعد قیامت بہت قریب آ جائے گی۔

نبی کریم ﷺ سے شب معراج میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد ان کی لاشوں کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے قریب ہی قیامت آنے والی ہوگی۔ ایسا ہوگا جیسے کوئی حمل والی عورت ہو جس کے دن پورے ہو چکے ہوں معلوم نہیں کہ کب بچہ کی ولادت ہو جائے۔ [۲۳]

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ: (ص۱۴۸، س۲۰) (یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو اس طرح صرف اسی سند سے جانتے ہیں) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تو اس روایت کو ضعیف کہہ رہے ہیں مگر ابن کثیر نے اس روایت کو نقل کر کے فرمایا "اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ قَوِيٌّ وَلٰكِنْ فِيْ رَفْعِهٖ نَكَارَةٌ"، [۲۴] علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اس روایت کو نقل کر کے فرمایا کہ یہ روایت مرفوع نہیں ہے بلکہ کعب احبار کا قول ہے اگر آپ ﷺ کا ہی قول مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ یاجوج ماجوج دیوار کھودنے کا عمل قیامت کے قریب شروع کریں گے۔ [۲۵]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... يَقُوْلُ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ: (ص۱۴۸، س۲۰) (فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائیں گے) اس حدیث کا مضمون قرآن مجید کی آیت میں بھی بیان ہوا ہے ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾﴾ [۲۶]

(تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔)

مفسرین کہتے ہیں یہاں پر شرک سے مراد شرک خفی یعنی ریا ہے نہ کہ شرک جلی۔

ایک دوسری روایت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں تمہارے بارے میں جس چیز پر سب سے زیادہ خوف رکھتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ریاء"۔ [۲۷]

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اخلاص اور ریاء کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں اپنے نیک اور اچھے اعمال کا پوشیدہ رہنا اچھا معلوم ہو اور برے اعمال کا پوشیدہ ہونا محبوب معلوم نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال لوگوں پر ظاہر فرما دیں تو تم یہ کہو کہ یا اللہ تعالیٰ یہ سب آپ کا فضل ہے میرے عمل اور کوشش کا اس میں کوئی اثر نہیں ہے۔ [۲۸]

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ...... (ص۱۴۸، س۲۳)

وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا: (اور اس کے نیچے ان دونوں کے لیے خزانہ تھا۔) یہ خزانہ کیا تھا۔ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سونے اور چاندی کا ذخیرہ تھا۔

حضرت عثمان اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر سات نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں۔ جو حسب ذیل تھیں:

❶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

❷ تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے پھر بھی غمگین ہوتا ہے۔

❸ تعجب ہے اس شخص پر جو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ روزی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے پھر ضرورت سے زیادہ مشقت اور فضول قسم کی کوشش میں لگتا ہے۔

❹ تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر ایمان رکھتا ہے پھر خوش وخرم کیسے رہتا ہے۔

❺ تعجب ہے اس شخص پر جو حساب آخرت پر ایمان رکھتا ہے پھر غفلت میں کیسے رہتا ہے۔

❻ تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے انقلابات کو جانتا ہے پھر کیسے اس پر مطمئن ہو کر بیٹھتا ہے۔

❼ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

تخریج حدیث:

٣٢٨٥ - أخرجه البخاري: كتاب العلم: باب: ما ذكر من ذهاب موسىٰ ﷺ في البحر إلى الخضر ......، حديث ٧٤)، وأطرافه من (٧٨، ١٢٢، ٢٢٦٧، ٢٧٢٨، ٣٢٧٨، ٣٤٠٠، ٣٤٠١، ٤٧٢٥، ٤٧٢٦، ٤٧٢٧، ٦٦٧٢، ٧٤٧٨)، ومسلم: كتاب الفضائل: باب: من فضائل الخضر عليه السلام حديث (١٧٠/٢٣٨٠)، وأبوداود (٦٤٠/٢): كتاب السنة: باب: من القدر، حديث (٤٧٠٧)، وأحمد (١١٨/٥، ١١٩، ١١٦، ١٢١) وعبدالله بن أحمد (١١٨/٥، ١٢٢)، وعبد بن حميد ص (٨٧)، حديث (١٦٩).

٣٢٨٦ - أخرجه مسلم: كتاب القدر: باب: معنى كل مولود يولد على الفطرة وحكم موت أطفال الكفار وأطفال المسلمين، حديث (٢٦٦١/٢٩)، وأبو داود: كتاب السنة: باب: من القدر، حديث (٤٧٠٥، ٤٧٠٦). وعبدالله بن أحمد (٣١٢/٢، ٣١٨).

٣٢٨٧ - أخرجه البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء: باب حديث الخضر مع موسىٰ عليهما السلام، حديث (٣٤٠/٢)، وأحمد (٣١٢/٢، ٣١٨).

٣٢٨٨ - تفرد به الترمذي انظر ((التحفة)) (٢٤٤/٨)، حديث (١٠٩٩٦).

٣٢٨٩ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الفتن: باب: فتنة الدجال وخروج عيسىٰ بن مريم وخروج يأجوج ومأجوج، حديث (٤٠٨٠)، وأحمد (٥١٠/٢، ٥٦١١).

٣٢٩٠ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب: الرياء والسمعة، حديث (٤٢٠٣)، وأحمد (٤٦٦/٣)، (٢١٥/٤).

(١) نسائی، فتح الباری: ٣٦٥/٨ (٢) کتاب العلم باب الخروج فی طلب العلم (٣) سورت الکهف آیت: ٦٣ (٤) مشکوة: ٣٩٠ (٥) فتح الباری: ٤١٨/١ (٦) سورت الکهف آیت: ٧٤ (٧) شرح مسلم للنووی (٨) سورت الکهف آیت٧٧ (٩) روح المعانی: ٦/١٦ (١٠) سورت الکهف آیت: ٧٨ (١١) روح المعانی: ٤٢٠/٨ (١٢) مشکوة (١٣) کوکب الدری: ٢٩٩/٤، مظاهر حق: ٢٨٠/٥ (١٤) کوکب الدری: ٢٠٠/٤ (١٥) شرح مسلم للنووی (١٦) فتح الباری: ٤٣١/٨ (١٧) مرقاة: ١٩/١١ (١٨) شرح مسلم للنووی: ٢٦٩/٢ (١٩) بدایه والنهایه: ١١٢/٢ (٢٠) ابن ماجه (٢١) اشراط الساعة لسیّد محمد: ١٥٤ (٢٢) ابن ماجه (٢٣) سنن ابن ماجه، باب فتنه الدجال و خروج عیسی و خروج یاجوج ماجوج (٢٤) تفسیر ابن کثیر (٢٥) بدایه والنهایه: ١١٢/٣ (٢٦) سورة الکهف: آیت ١١٠ (٢٧) مسند احمد (٢٨) تفسیر قرطبی

وَمِنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ

یہ باب ہے سورۂ مریم کی تفسیر کے بیان میں

۳۲۹۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ وَاَبُوْ مُوْسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَعَثَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى نَجْرَانَ فَقَالُوْا لِیْ اَلَسْتُمْ تَقْرَؤُنَ يَآاُخْتَ هَارُوْنَ وَقَدْ كَانَ بَيْنَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى مَا كَانَ فَلَمْ اَدْرِمَا اُجِيْبُهُمْ فَرَجَعْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَلَا اَخْبَرْتَهُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ بِاَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اِدْرِيْسَ. (ص۱۴۸، س۲۸)

ترجمہ: ”حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نجران کے نصاری کے پاس بھیجا انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا تم لوگ یہ آیت اس طرح نہیں پڑھتے ”يَآاُخْتَ هَارُوْنَ الآية“ (یعنی مریم کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ اے ہارون کی بہن: سورۂ مریم۔ آیت ۲۷) جبکہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک طویل مدت کا فاصلہ ہے۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں مجھے اس بات کا کوئی جواب نہیں آیا۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے ان سے یہ نہیں کہا کہ وہ لوگ سابقہ انبیاء کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھتے تھے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ہم اس حدیث کو ابن ادریس کے علاوہ کسی سے نہیں جانتے۔“

۳۲۹۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا النَّضْرُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ اَبُو الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ قَالَ يُؤْتٰى بِالْمَوْتِ كَاَنَّهٗ كَبْشٌ اَمْلَحُ حَتّٰى يُوْقَفَ عَلَى السُّوْرِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيُقَالُ يَا اَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ فَيُقَالُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ فَيُضْجَعُ فَيُذْبَحُ فَلَوْ لَا اَنَّ اللّٰهَ قَضٰى لِاَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَيَاةَ وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوْا فَرَحًا وَلَوْ لَا اَنَّ اللّٰهَ قَضٰى لِاَهْلِ النَّارِ الْحَيَاةَ فِيْهَا وَالْبَقَاءَ لَمَاتُوْا تَرَحًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۴۵، س۳۵)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ”وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ ...... الآية“ (اورانہیں حسرت کے دن سے ڈرا جس دن سارے معاملہ کا فیصلہ ہوگا۔ مریم آیت: ۳۹) اور فرمایا: موت کو سیاہ وسفید رنگ کے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور جنت و دوزخ کے درمیان کی دیوار پر کھڑا کر کے کہا جائے گا کہ اے جنت والو۔ وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے پھر کہا جائے گا اے دوزخ والو! وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے کہ اسے جانتے ہو؟ وہ

کہیں گے: ہاں پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے لئے ہمیشہ کی زندگی نہ لکھ دی ہوتی تو وہ خوشی کے مارے مر جاتے۔ اسی طرح اگر دوزخ والوں کے لئے بھی اس میں ہمیشہ رہنا نہ لکھ دیا ہوتا تو وہ غم کی شدت کی وجہ سے مر جاتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۲۹۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ فِيْ قَوْلِهِ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِيْ رَاَيْتُ اِدْرِيْسَ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوٰى سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ وَهَمَّامٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَ الْمِعْرَاجِ بِطُوْلِهِ وَهٰذَا عِنْدِيْ مُخْتَصَرٌ مِنْ ذٰلِكَ. (ص۱۴۸، س۳۸)

ترجمہ: ''حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول ''وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ...... الآية'' (اور اٹھالیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر۔ مریم۔ آیت ۵۷) کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جب مجھے اوپر لے جایا گیا تو میں نے ادریس رضی اللہ عنہ کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ سعید بن ابی عروبہ، ابو ہمام اور کئی حضرات یہ حدیث قتادہ سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج کے متعلق طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ حدیث اسی سے اختصار کے طور پر بیان کی گئی ہے۔''

۳۲۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ نَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرَئِيْلَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۴۹، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ہمارے پاس اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ''وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ...... الآية'' (اور ہم تیرے رب کے حکم کے سوا نہیں اترتے، اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔ مریم۔ آیت ۶۴) یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

۳۲۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَاَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ عَنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِىْ رَحْلِهٖ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ السُّدِّيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. (ص۱٤۹، س٤)

ترجمہ: ''سدی کہتے ہیں کہ میں نے مرہ ہمدانی سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ''وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ...... الآية'' (اورتم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو اور یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔ مریم۔ آیت ۷۱) تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ دوزخ سے گزریں گے اور اپنے اعمال کے مطابق اس سے دور ہوں گے۔ چنانچہ پہلا گروہ بجلی کی چمک کی طرح گزر جائے گا۔ دوسرا گروہ ہوا کی طرح پھر گھوڑے کی رفتار سے پھر اونٹ کے سوار کی طرح پھر انسان کی دوڑ کی مانند اور آخر میں چلنے والے کی طرح دوزخ سے گزریں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ شعبہ اس حدیث کو سدی سے روایت کرتے ہوئے مرفوع نہیں کرتے۔''

۳۲۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا شُعْبَةُ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ مُرَّةَ قَالَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا قَالَ يَرِدُوْنَهَا ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ السُّدِّيِّ بِمِثْلِهٖ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِشُعْبَةَ اِنَّ اِسْرَائِيْلَ حَدَّثَنِىْ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنَ السُّدِّيِّ مَرْفُوْعًا وَلٰكِنِّىْ اَدَعُهٗ عَمْدًا.

(ص۱٤۹، س۷)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ''وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ...... الآية'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لوگ جہنم سے گزریں گے اور پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس سے دور ہوتے جائیں گے۔ محمد بن بشار بھی عبدالرحمٰن سے وہ شعبہ سے اور وہ سدی سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو بتایا کہ اسرائیل، سدی سے مرہ کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ میں نے بھی یہ حدیث سدی سے مرفوعاً سنی ہے۔ اور جان بوجھ کر اسے مرفوع نہیں کرتا۔''

۳۲۹۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرَئِيْلَ اِنِّىْ قَدْ اَحْبَبْتُ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَيُنَادِىْ فِى السَّمَاءِ ثُمَّ تُنْزَلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِىْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا وَاِذَا اَبْغَضَ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرَئِيْلَ اِنِّىْ قَدْ اَبْغَضْتُ فُلَانًا فَيُنَادِىْ

فِی السَّمَاءِ ثُمَّ تُنْزَلُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رَوٰی عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا.
(ص۱۴۹، س۱۰)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو جبرائیل کو فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ آسمان والوں میں اس کا اعلان کرتا ہے اور پھر اس کی محبت زمین والوں کے دلوں میں اتار دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے ''اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ...... الآیة'' (بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا کرے گا۔ مریم۔ آیت ۹۶) اور اگر اللہ تعالیٰ کسی سے بغض رکھتا ہے تو جبرائیل سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں اور وہ آسمان والوں میں اعلان کر دیتا ہے۔ پھر زمین والوں کے دلوں میں بھی اس سے بغض پیدا کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار بھی اپنے والد سے وہ ابوصالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔''

۳۲۹۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابَ بْنَ الْاَرَتِّ یَقُوْلُ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِیَّ اَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِیْ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَا اُعْطِیْكَ حَتّٰی تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّیْ لَمَیِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ لِیْ هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَاَقْضِیْكَ فَنَزَلَتْ اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیَاتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَوَلَدًا الْاٰیَةَ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۴۹، س۱۴)

ترجمہ: ''حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سے اپنا حق لینے کے لئے گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں تمہیں اس وقت تک تمہارا حق نہیں دوں گا جب تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہیں کرو گے۔ میں نے کہا میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ تم مر کر دوبارہ زندہ کر دیئے جاؤ۔ اس نے کہا کیا میں مر کر دوبارہ زندہ ہوں گا؟ اگر ایسا ہوا تو اس وقت وہاں میرا مال اور اولاد ہوگی لہٰذا میں وہیں تمہارا حق ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیَاتِنَا ...... الآیة'' (کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی۔ مریم: آیت ۷۷) ہناد بھی ابومعاویہ سے اور وہ اعمش سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: حضرت مریم علیہا السلام کا تفصیلی سے واقعہ ذکر ہونے کی وجہ سے اس سورت کا نام سورت مریم ہے۔

یہ سورت مکی ہے۔ مگر ﴿ فَخَلَفَ مِنۡ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ ﴾ [۱] (پھر ان کے بعد ایسے نا خلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی۔) آیت ۵۹ مدنی ہے اور اس سورت میں چھ رکوع ہیں اس میں ۹۹، ۹۸ آیات ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۹۶۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۳۰۲ ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوۡ سَعِيۡدٍ الۡاَشَجُّ ...... (ص۱۴۸، س۲۸)

يَآاُخۡتَ هَارُوۡنَ: (ص۱۴۸، س۳۰) حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو ہارون رضی اللہ عنہ کی بہن کہا گیا ہے اس کے محدثین نے تین مطلب بیان فرمائے ہیں۔

پہلا مطلب یہ ہے کہ ہارون سے مراد حضرت ہارون علیہ السلام جو نبی تھے وہ مراد نہیں ہے بلکہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بھائی کا نام ہارون تھا جو تبرکاً حضرت ہارون علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا تھا اس وجہ سے حضرت مریم کو اخت ہارون کہہ دیا گیا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم کی نسبت حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف اس وجہ سے کر دی گئی کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل و اولاد میں سے ہیں عرب کی یہ عادت تھی کہ زمانہ کتنا بھی گزر جائے بڑے آدمی کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے کہ قبیلہ تمیم کہ وہ بعد والے کو بھی اخا تمیم اور عرب کے آدمی کو اخاعرب بولتے ہیں۔ [۲]

تیسرا مطلب یہ ہے کہ عبادت کے لحاظ سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح تھیں۔ [۳]

حَدَّثَنَا اَحۡمَدُ ...... (ص۱۴۸، س۳۲) وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ قَالَ يُؤۡتٰى بِالۡمَوۡتِ: (ص۱۴۸، س۳۳) (ڈراؤ ان کو حسرت کے دن سے فرمایا موت کو لایا جائے گا) ایک دوسری روایت میں ہے کہ موت کو پل صراط پر ذبح کیا جائے گا۔ [۴]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے والے کو حسرت و ندامت سے سابقہ پڑے گا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ یہ ندامت و حسرت کس وجہ سے ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک اعمال کرنے والے کو اس بات پر حسرت ہوگی کہ دنیا میں اور زیادہ نیک اعمال کیوں نہ کر لئے۔ بدکار آدمی کو اس بات پر حسرت ہوگی کہ وہ اپنی بدکاری سے باز کیوں نہ آ گیا۔ [۵]

نیز حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کو ان لمحات پر حسرت ہوگی جو لمحات دنیا میں بغیر ذکر اللہ تعالیٰ کے گزر گئے۔ [۶]

حَدَّثَنَا اَحۡمَدُ بۡنُ مَنِيۡعٍ ...... (ص۱۴۸، س۳۵) قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِىۡ رَاَيۡتُ اِدۡرِيۡسَ فِى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ: (ص۱۴۸، س۳۶) (فرمایا جب مجھے اوپر لے جایا گیا تو میں نے ادیس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔) حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید نے یہ جملہ فرمایا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے دنیا میں تشریف لائے تھے ان کا اصلی نام اخنوح تھا چار واسطوں سے حضرت شیث ابن آدم تک ان کا نسب پہنچ جاتا ہے۔ حضرت ادریس پہلے وہ شخص

ہیں جنہوں نے ستاروں کا حساب جاری کیا۔ اور سب سے پہلے لکھنا شروع کیا اور وہ کپڑے سینے کا شغل رکھتے تھے سب سے پہلے کافروں سے قتال انہوں نے کیا۔ (۷)

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ ہم نے حضرت ادریس علیہ السلام کو مقام بلند پر اٹھایا علماء نے اس کے دو مطلب بیان کئے ہیں۔

❶ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت و رسالت کا خاص مقام عطا فرمایا یہ قول راجح ہے۔

❷ بعض دوسرے علماء فرماتے ہیں بلند کرنے کے حقیقی معنی مراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا ہے اس بارے میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ''هٰذَا مِنْ اَخْبَارِ كَعْبِ الْاَحْبَارِ اَلْاِسْرَائِيْلِيَاتِ وَفِيْ بَعْضِهٖ نَكَارَةٌ''۔ (۸)

یہ کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کی اسرائیلی روایات میں سے ہے اور ان میں سے بعض میں نکارت ہے حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں قرآن مجید کے الفاظ میں صریحاً کوئی بات واضح نہیں ہے کہ یہاں افضلیت درجہ کی مراد ہے یا زندہ آسمان پر اٹھانا مراد ہے۔ اس لئے ''رَفَعَ اِلَى السَّمَاءِ'' قطعی بات نہیں۔ (۹)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آسمان پر اٹھائے جانے والی باتیں نقل کی ہیں مگر انہوں نے بھی اس کو قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا بلکہ یرفع الحدیث کہہ کر گزر گئے۔ اور کہا ''وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِصِحَّتِهٖ وَكَذَا يَصِحَةَ مَا قَبْلَهُ مِنْ خَبَرِ كَعْبٍ.'' (۱۰)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۴۹، س۲) لِجِبْرَئِيْلَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ: (ص۱۴۹، س۳) (جبرئیل سے آپ ہمارے پاس اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے۔)

مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُ نَا: بعض تاریخی روایات میں آتا ہے حضرت جبرئیل امین تمام انبیاء سے زیادہ آپ پر وحی لے کر آئے ۲۳ سال کے عرصہ میں حضرت جبرئیل امین تقریباً ۲۶ ہزار مرتبہ آئے تھے اگر دنوں کو اس عدد پر تقسیم کریں گے تو روزانہ تقریباً تین مرتبہ حضرت جبرئیل امین تشریف لایا کرتے تھے۔ (۱۱)

مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا: (ص۱۴۹، س۴) (جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے) مفسرین کے اس کی تفسیر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ''مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا'' اس سے مراد آنے والا زمانہ، گزرا ہوا زمانہ اور ما بین ذلك اس سے حال کا زمانہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ سارا زمانہ اور جو کچھ زمانے میں ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے جس وقت ہم کو حکم ہوتا ہے اسی وقت میں ہم نازل ہوتے ہیں۔

دوسری تفسیر: حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں۔ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا اس سے پوری دنیا مراد ہے نفخۂ اولیٰ تک۔

وَمَا خَلْفَنَا اس سے مراد آخرت ہے۔

وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ نفخۂ اولیٰ اور اور نفخۂ ثانیہ کے درمیان کا وقفہ۔ (۱۲)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض مفسرین نے زمان اور مکان کے لحاظ سے ترجمہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر زمان اور مکان کا مالک ہے اسی کے حکم سے ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا جانا ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہر زمانہ میں نزول اور عروج، دخول اور خروج

اور آنا جانا ہوتا ہے۔[۱۳]

''وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا'' اللہ تعالی پر نسیان طاری نہیں ہوتا وہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ پر وحی بھیجنے سے بھی غافل نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص١٤٩، س٤)

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا: (ص١٤٩، س٥) یہی قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آیت کریمہ میں وارد سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں دو قول زیادہ مشہور ہیں۔

پہلا قول: وارد سے مراد عبور ہے مطلب یہ ہے کہ مومنین اور کفار سب پل صراط سے گزریں گے مومن گزر جائیں گے اور کافر اور فاسق اس کے نیچے جہنم میں گر جائیں گے۔ پھر بعد میں فاسقوں کو ان سے نکال لیا جائے گا۔[١٤]

دوسرا قول: بعض حضرات فرماتے ہیں وارد سے مراد دخول ہے یہی قول مروی ہے حضرت ابن عباس، حضرت جابر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے کہ جہنم میں کافر اور مومن سب داخل کئے جائیں گے مگر مومنوں کے لئے جہنم کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی جیسے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی۔[١٥]

دونوں ہی مطلب احادیث سے ثابت ہیں۔ تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ پل صراط سے مومنین گزرنے کے بعد جہنم میں داخل ہوں گے جو ان کے لئے ٹھنڈی کر دی جائے گی۔ اور پھر وہاں سے سلامتی کے ساتھ نکل کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم)

مومنین کو جہنم میں کیوں داخل کیا جائے گا؟

1. مومنین جہنم سے گذر کر جب جنت میں جائیں گے تو ان کو بہت زیادہ خوشی ہوگی۔
2. مومنین جب جہنم سے نکل کر جنت میں جائیں گے تو اہل جہنم کو اس سے بہت زیادہ افسوس ہوگا۔[١٦]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص١٤٩، س٩) وَلٰكِنِّيْ اَدَعُهُ عَمَدًا: (ص١٤٩، س١٠) (میں جان بوجھ کر اسے مرفوع نہیں کرتا) امام ترمذی فرماتے ہیں یہاں پر ہم نے حدیث مرفوع کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا مگر اس کے چھوڑنے کی وجہ بیان نہیں فرمائی۔

اس کی وجہ بعض شارحین یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ امام ترمذی کی عادت یہ ہے کہ کتاب میں ایسی احادیث کو زیادہ تر بیان فرماتے ہیں جس میں کلام ہوتا ہے قوی احادیث کو وفی الباب میں ذکر کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... (ص١٤٩، س١٠) قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرَئِيْلَ اِنِّيْ قَدْ اَحْبَبْتُ: (ص١٤٩، س١١) (آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو حکم فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں) نادی اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ فی السماء دوسری روایت میں ہے ''اَهْلُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ.''

مطلب یہ ہے کہ نیک آدمیوں سے فرشتے جو آسمانوں کے رہنے والے ہیں اور مومنین جو زمین میں رہنے والے ہیں اور خود اللہ جل شانہ بھی محبت فرماتے ہیں۔

اگر ان لوگوں سے کافر فاسق وغیرہ محبت نہ کریں تو اس سے یہ بے نیاز ہیں۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے جو بھی بندہ اچھا یا برا کوئی بھی عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے عمل کی چادر ضرور پہنا دیتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے طے کیا کہ میں ایسی عبادت کروں گا کہ لوگوں میں مشہور ہو جاؤں تو وہ مسجد میں سب سے پہلے داخل ہوتا سب سے آخر میں نکلتا تھا سات ماہ تک ایسا کیا مگر وہ جہاں سے بھی گزرتا تو لوگ یہ کہتے ریا کار آ گیا جب اس نے یہ معاملہ دیکھا تو اس نے نیت بدل لی اور اخلاص کے ساتھ عبادت شروع کر دی تو اب وہ جدھر بھی جاتا لوگ یہی کہتے یہ بڑا مخلص آدمی ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو یہ واقعہ بیان کر کے حضرت حسن بصری نے آیت بالا تلاوت فرمائی۔ (۱۷)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ ...... (ص۱۴۹، س۱۴) اَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِّی عِنْدَهٗ فَقَالَ لَا اُعْطِیْكَ: (ص۱۴۹، س۱۵) (اپنا حق لینے گیا تو وہ کہنے لگا میں اس وقت تک تم کو تمہارا حق نہیں دوں گا) امام ترمذی کے شان نزول کے علاوہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرا شان نزول بھی بیان فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں چند صحابہ کا عاص بن وائل پر قرضہ تھا جب وہ تقاضا کرتے اس پر عاص یہ کہتا کہ آپ لوگ یہ کہتے ہو کہ جنت میں سونا چاندی ریشم وغیرہ ہوں گے صحابہ کرام نے کہا کہ ہاں تو اس پر وہ یہ کہتا میں تمہارا قرضہ وہاں ہی ادا کر دوں گا اللہ تعالیٰ کی قسم وہاں مجھے مال بھی ملے گا اولاد بھی اور جو کتاب تمہارے پاس ہے وہ بھی مجھے مل جائے گی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ دعوی وہ کیسے کرتا ہے کہ اس کو قیامت میں مال اور اولاد ملے گا کیا اس کو غیب کا علم ہے؟ یا اپنی طرف سے خود ہی باتیں بناتا ہے اس کی یہ باتیں بلا دلیل اور بلا علم کے ہیں۔ (۱۸)

تخریج حدیث:

۳۲۹۱ - أخرجه مسلم: كتاب الآداب: باب: النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء، حديث (۲۱۳۵/۹)، وأحمد (۲۵۲/٤).

۳۲۹۲ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ [مريم: ۳۹]، حديث (٤۷۳۰)، ومسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها: باب: النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، حديث (۲۸٤۹/٤۰)، وأحمد (۴۲۳/۲)، (۹/۳)، وعبد بن حميد ص (۲۸٦)، حديث (۹۱٤).

۳۲۹۳ - أخرجه أحمد (۲٦۰/۳).

۳۲۹٤ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الخلق: باب: ذكر الملائكة، حديث (۳۲۱۸)، وأطرافه من (٤۷۳۱، ۷٤۵۵)، وأحمد (۲۳۱/۱، ۲۳۳، ۳۵۷).

۳۲۹۵ - أخرجه الدارمي (۳۲۹/۲): كتاب الرقاق: باب: ورود النار وأحمد (٤۳۳/۱، ٤۳٤).

٣٢٩٦ - انظر السابق.

٣٢٩٧ - أخرجه مالك: كتاب الشعر: باب: ماجاء في المتحابين في الله، حديث (١٥)، والبخاري: كتاب التوحيد: باب: كلام الرب مع جبريل ونداء الله الملائكة ......، حديث (٧٤٨٥)، ومسلم: كتاب البر والصلة والآداب: باب: إذا أحب الله عبداً حببه إلى غيره، حديث (١٥٧/٢٦٣٧)، وأحمد (٢/٢٦٧، ٣٤١، ٤١٣، ٤١٣، ٥٠٩).

٣٢٩٨ - أخرجه البخاري: كتاب البيوع: باب: ذكر القيم والحداد، حديث (٢٠٩١)، وأطرافه من (٢٢٧٥، ٢٤٢٥، ٤٧٣٢، ٤٧٣٣، ٤٧٣٤، ٤٧٣٥)، ومسلم (٤/٢١٥٣): كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، حديث (٣٥/٢٧٩٥)، وأحمد (٥/١١٠، ١١١).

(۱) سورت مریم آیت: ۵۹ (۲) تحفۃ الاحوذی: ۵۷۵/۱، معارف القرآن: ۲۷/٦، تفسیر ابن کثیر: ۱۱۸/۳ (۳) تحفۃ الاحوذی: ۵۷۵/۸ (٤) ترغیب والترھیب: ۵٦٤/٤ (۵) مظھری (٦) طبرانی (۷) روح المعانی (۸) تفسیر ابن کثیر: ۱۲٦/۳ (۹) بیان القرآن (۱۰) روح المعانی: ۱۰٦/۱٦ (۱۱) بحوالہ اتحاد التکمیل (۱۲) روح المعانی، تحفۃ الاحوذی: ۵۷۸/۸ (۱۳) روح المعانی: ۱۱٤/۱٦ (۱٤) ترغیب والترھیب (۱۵) تفسیر ابن کثیر: ۱۳۱/۳ تا ۱۳۳ (۱٦) تحفۃ الاحوذی: ۵۸۱/۸ (۱۷) تفسیر ابن کثیر: ۱٤۰/۳ (۱۸) روح المعانی: ۱۲۲/۱٦

وَمِنْ سُوْرَةِ طٰهٰ

یہ باب ہے سورۂ طٰہٰ کی تفسیر کے بیان میں

٣٢٩٩ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ نَا صَالِحُ بْنُ اَبِى الْاَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ اَسْرٰى لَيْلَةً حَتّٰى اَدْرَكَهُ الْكَرٰى اَنَاخَ فَعَرَّسَ ثُمَّ قَالَ يَا بِلَالُ اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَصَلّٰى بِلَالٌ ثُمَّ تَسَانَدَ اِلٰى رَاحِلَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ اَحَدٌ مِنْهُمْ وَكَانَ اَوَّلُهُمْ اسْتِيْقَاظًا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَىْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ بِاَبِىْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ بِنَفْسِى الَّذِىْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتَادُوْا ثُمَّ اَنَاخَ فَتَوَضَّأَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ صَلّٰى مِثْلَ صَلَاتِهِ فِى الْوَقْتِ فِىْ تَمَكُّثٍ ثُمَّ قَالَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَصَالِح بْنِ اَبِى الْاَخْضَرِ يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. (ص۱٤۹، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے مدینہ لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں چلتے ہوئے نیند آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ بٹھائے اور سو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بلال رضی اللہ عنہ آج رات ہمارے لئے ہوشیار رہنا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور اپنے کجاوے سے ٹیک لگا کر مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ پھر ان کی آنکھوں میں نیند غالب آ گئی اور پھر ان میں سے کوئی بھی نہ جاگ سکا اور سب سے پہلے

جاگنے والے نبی اکرم ﷺ ہی تھے آپ ﷺ نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ یہ کیا ہوا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان میری روح کو بھی اسی (نیند) نے پکڑ لیا تھا جس نے آپ ﷺ کی روح کو پکڑا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: چلو اونٹوں کو لے کر چلو پھر تھوڑا آگے جا کر اونٹ دوبارہ بٹھائے اور وضو کر کے اسی طرح نماز پڑھی جیسے اس (یعنی نماز) کے وقت میں ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ...... الآیۃ'' (اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو۔ طٰہٰ آیت: ۱۴) یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس حدیث کو کئی حفاظ حدیث زہری سے وہ سعید بن مسیب سے اور وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کرتے۔ صالح بن ابی الاخضر حدیث میں ضعیف ہیں۔ یحیٰ بن سعید قطان اور کچھ راوی انہیں حافظے کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

تشریح

یہ سورت مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس کو سورت طٰہٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے شروع میں آپ ﷺ کو طٰہٰ کہہ کر یاد کیا گیا ہے۔

اس میں ۱۳۲ یا ۱۳۳ آیات اور آٹھ رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۳۰۱ ہے۔ جبکہ حروف کی تعداد ۵۲۴۲ ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ...... (ص۱۴۹، س۱۸) قَالَ لَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خَیْبَرَ

اَسْرٰی لَیْلَۃً: (ص۱۴۹، س۱۹) (حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے مدینہ لوٹے۔)

مِنْ خَیْبَرَ: (آپ کو رات میں چلتے ہوئے نیند آگئی) یہاں غزوۂ خیبر سے واپسی مراد ہے۔

فَعَرَّسَ: (ص۱۴۹، س۱۹) (میں آپ سو گئے پس حضرت بلال نے نماز پڑھی) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعریس مسافر کے آخری رات میں آرام کرنے کو کہتے ہیں۔ (۱)

فَصَلّٰی بِلَالٌ: (ص۱۴۹، س۲۰) ایک دوسری روایت میں اس کی کچھ وضاحت اس طرح آئی ہے ''فَصَلّٰی بِلَالٌ مَا قُدِرَ لَہٗ'' (۲)

اقْتَادُوْا: (ص۱۴۹، س۲۱) (چلو اونٹوں کو لے کر چلو) مسلم شریف کی روایت میں اس کی وضاحت اس طرح آئی ہے ''فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِیَاْخُذْ کُلُّ رَجُلٍ بِرَاْسِ رَاحِلَتِہٖ فَاِنَّ ھٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِیْہِ الشَّیْطَانُ.''

فَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ: (ص۱۴۹، س۲۲) (وضو کر کے اس طرح نماز پڑھی) ایک دوسری روایت میں آتا ہے ''ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ''۔

اس جملے سے احناف استدلال کرتے ہیں کہ اوقات منہی عنہ میں نماز پڑھنا منع ہے اس وجہ سے آپ ﷺ لیلۃ التعریس

میں جب بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے نماز نہیں پڑھی بلکہ وہاں سے کوچ فرمایا اور جب سورج طلوع ہوگیا تو قضا نماز ادا فرمائی۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (شافعی) نے اس کا یہ جواب دیا کہ آپ ﷺ نے وقت مکروہ ہونے کی وجہ سے نماز میں تاخیر نہیں فرمائی بلکہ اس وادی میں شیطانی اثرات تھے اس وجہ سے تاخیر فرمائی تھی۔

اس کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ شیطانی اثرات کا علاج تو نماز ہے۔ لہٰذا اسی جگہ پر نماز پڑھنا چاہئے۔ نہ کہ نماز کو چھوڑنا چاہئے احناف فرماتے ہیں ''اَحَادِیْثُ النَّھْیِ عَنِ الصَّلٰوۃِ فِی الْاَوْقَاتِ الْمَکْرُوْھَۃِ.'' یہ معناً متواتر ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (شافعی) نے پھر اسکا جواب یہ دیا کہ آپ ﷺ نے نماز میں تاخیر وقت کے مکروہ ہونے کی وجہ سے نہیں فرمائی بلکہ صحابہ کرام کی ضروریات میں مشغول تھے اس وجہ سے نماز میں تاخیر فرمائی گئی۔ (۳)

اس کے جواب میں علامہ طحاوی فرماتے ہیں ضروریات صحابہ اسی جگہ پر پوری نہیں فرمائی بلکہ وہاں سے منتقل ہوکر دوسرے مقام پر پہنچ کر پوری فرمائی تھی۔

قاضی شوکانی کہتے ہیں حق بات تو یہ ہے کہ اوقات مکروہ میں نوافل ذوات الاسباب ہوں یا غیر ذوات الاسباب ہوں درست نہیں اور اوقات ممنوعہ میں قضاء نماز بھی صحیح نہیں ہے۔ (٤)

تخریج حدیث:

۳۲۹۹ - أخرجه مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، حديث (۳۰۹/۶۸۰)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: من نام عن صلاة أو نسيها، حديث (٤۳۵)، والنسائي (۱/۲۹۵، ۲۹۶): كتاب المواقيت: باب: إعادة من نام عن الصلاة لوقتها من الغد، حديث (٦۱۸، ٦۱۹)، وابن ماجه: كتاب الصلاة: باب: من نام عن الصلاة أو نسيها، حديث (٦۹۷).

(۱) شرح مسلم للنووی (۲) مسلم شریف (۳) شرح مسلم للنوی (٤) نیل الاوطار: ۲/۲۳

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَنْبِيَاءِ
یہ باب ہے سورۂ انبیاء کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۰۰ - حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى الْبَغْدَادِيُّ وَالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْاَعْرَجُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ اَبُوْ نُوْحٍ نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً قَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يَكْذِبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَيَعْصُوْنَنِيْ وَاَشْتِمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ قَالَ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَبُوْكَ وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ

دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمُ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ قَالَ فَتَنَحّٰى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَهْتِفُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا اَلْاٰيَةَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجِدُلِيْ وَلَهُمْ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ اُشْهِدُكَ اَنَّهُمْ اَحْرَارٌ كُلُّهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَزْوَانَ وَقَدْ رَوٰى اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَزْوَانَ هٰذَا الْحَدِيْثَ. (ص۱۴۹، س۲٤)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا کہ میرے غلام مجھ سے جھوٹ بولتے، خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ لہٰذا میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں مجھے بتائیے کہ میرا اور ان کا کیا حال ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی خیانت، نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا تمہاری سزا سے تقابل کیا جائے گا۔ اگر سزا ان کے جرموں کے مطابق ہوئی تو تم اور وہ برابر ہوگئے نہ ان کا تم پر حق رہا اور نہ تمہارا ان پر اگر تمہاری سزا کم ہوئی تو یہ تمہاری فضیلت کا باعث ہوگا اور اگر تمہاری سزا ان کے جرموں سے بڑھ گئی تو تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر وہ شخص روتا چلاتا ہوا وہاں سے چلا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ ...... الآية'' (اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔ الانبیاء: ۴۷) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان کے اور اپنے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھتا کہ انہیں آزاد کر دوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر ان کو آزاد کرتا ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف عبدالرحمٰن بن غزوان کی روایت سے جانتے ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن غزوان سے روایت کیا ہے۔''

۳۳۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا الْحَسَيْنُ بْنُ مُوْسٰى نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَيْلُ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَهْوِيْ فِيْهِ الْكَافِرُ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغَ قَعْرَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ. (ص۱۴۹، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی ایک وادی ہے جس کا نام ''ویل'' ہے کافر اس کی گہرائی میں پہنچنے سے پہلے چالیس برس گرتا رہے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ کی روایت سے جانتے ہیں۔''

٣٣٠٢ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ ثَنِىْ اَبِىْ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ فِىْ شَىْءٍ قَطُّ اِلَّا فِىْ ثَلَاثٍ قَوْلِهٖ اِنِّىْ سَقِيْمٌ وَلَمْ يَكُنْ سَقِيْمًا وَقَوْلِهٖ لِسَارَةَ اُخْتِىْ وَقَوْلِهٖ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۴۹، س۳۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے تھے ایک یہ کہ کافروں سے کہا میں بیمار ہوں حالانکہ وہ بیمار نہیں تھے۔ دوسرا جب انہوں نے (اپنی بیوی) سارہ کو بہن بتایا اور تیسرا جب ان سے بتوں کو توڑنے والے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ان کے بڑے کا کام ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٣٠٣ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ وَ وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَاَبُوْ دَاوٗدَ قَالُوْا نَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّهٗ سَيُؤْتٰى بِرِجَالٍ مِنْ اُمَّتِىْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ رَبِّ اَصْحَابِىْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِىْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمُ الْاٰيَةَ فَيُقَالُ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ. (ص۱۵۰، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم لوگ قیامت کے روز ننگے جسم اور بے ختنہ اٹھائے جاؤ گے پھر یہ آیت پڑھی ''كَمَا بَدَأْنَا ...... الآية'' (جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے۔ بے شک ہم پورا کرنے والے ہیں۔ الانبیاء۔ آیت ۱۰۴) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو سب سے پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ پھر میری امت کے بعض لوگوں کو بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ تو میں کہوں گا یا اللہ تعالیٰ یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ جواب دیا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے دین میں نئی چیزیں ایجاد کی تھیں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) کی طرح عرض کروں گا ''وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ...... الآية'' تو کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن سے انہیں چھوڑا تھا اسی دن سے یہ مرتد ہو گئے تھے۔''

٣٣٠٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ

حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ. (ص۱۵۰، س۷)

تَرْجَمَہ: ''روایت کی ہم سے محمد بن بشار نے انہوں نے محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے اور وہ مغیرہ بن نعمان سے اسی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سفیان ثوری بھی نعمان بن مغیرہ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

یہ سورت مکی ہے اور اس میں ایک سو گیارہ یا ایک سو بارہ آیات ہیں اور سات رکوع ہیں۔ اس میں کلمات کی تعداد ۱۱۶۸ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۴۸۹۰ ہے۔

حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ ...... (ص۱۴۹، س۲۴) اِنَّ لِي مَمْلُوكِيْنَ يَكْذِبُوْنَنِيْ وَيَخُوْنُوْنَنِيْ: (ص۱۴۹، س۲۶) (میرے غلام مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں خیانت کرتے ہیں) حدیث بالا میں فرمایا جا رہا ہے قیامت کے دن ہر ایک سے حساب لیا جائے گا یہاں تک کہ غلام اور آقا کے درمیان بھی انصاف کی ترازو قائم کی جائے گی جس کا ظلم زیادہ ہوگا اس کو سزا ہوگی۔

قیامت کے دن انصاف کیسا ہوگا اس پر نبی اکرم ﷺ نے آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔ (۱)

﴿ وَنَضَعُ ٱلْمَوَٰزِينَ ٱلْقِسْطَ لِيَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ﴾ (۲) (ص۱۴۹، س۲۹) (قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔) موازین میزان کی جمع ہے بمعنی ترازو۔

موازین جمع کیوں استعمال کیا گیا:

جَوَابٌ ①: ہر ایک شخص کے لئے قیامت کے دن الگ الگ ترازو ہوگی اس لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

جَوَابٌ ②: خاص خاص اعمال کے لئے الگ الگ ترازو ہوگی۔

مگر جمہور علماء کے نزدیک قیامت کے دن ایک ہی ترازو ہوگی۔ اس کو جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک ترازو بہت سی ترازوؤں کا کام دے گی۔ اس وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا جیسے جب کوئی ایک آدمی بہت زیادہ کام کرے تو کہا جاتا ہے کہ یہ ایک نہیں بلکہ پوری انجمن اور جماعت ہے۔

اَلْقِسْطَ: بمعنی عدل اور انصاف۔ یہ موازین کی صفت ہے اس ترازو میں معمولی سی بھی کمی و بیشی نہیں ہوگی۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ وہ ترازو اتنی بڑی ہوگی کہ اگر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو بھی اس میں تولنا چاہیں تو وہ بھی اس میں تل جائیں گے۔ (۳)

بعض روایات میں آتا ہے کہ فرشتے اس ترازو کو دیکھ کر کہیں گے اے میرے رب یہ کس کے وزن کے لئے ترازو ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے میں چاہوں گا وزن کروں گا اس پر فرشتے کہیں گے ''سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ.'' (۴)

"وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ" وزنِ اعمال کے وقت آدمی کے ہر قسم کے اعمال خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب حاضر کئے جائیں گے تاکہ سب کو تول کر حساب اور وزن میں شامل کر دیا جائے۔

قیامت کے دن اعمال کو تولنے کی صورت کیا ہوگی علماء نے اس پر لمبی بحث فرمائی ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک عین ایمان کو جواہر مستقلہ کی شکل دے دی جائے گی اسی کی تائید قرآن مجید کی آیت ﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا﴾ (۵) (اور جو کچھ انہوں نے کیا سب موجود پائیں گے۔) وغیرہ آیات اور کئی احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۴۹، س۳۱) قَالَ الْوَيْلُ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ يَهْوِیْ فِيْهِ: (ص۱۴۹، س۳۲) (آپ ﷺ نے فرمایا جہنم کی ایک وادی ہے جس کا نام ویل ہے کافر اس کی گہرائی میں پہنچنے سے پہلے اس میں چالیس برس تک گرتا رہے گا۔)

اَلْوَيْلُ: ہلاکت بربادی کے معنی میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباس اَلْوَيْلُ کا ترجمہ سخت عذاب کے ساتھ فرماتے ہیں۔

خَرِيْفًا: (ص۱۴۹، س۳۳) بمعنی سال۔ اس حدیث سے جہنم کی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہنم کتنی زیادہ گہری ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى ...... (ص۱۴۹، س۳۳) لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ: (ص۱۵۰، س۱) (حضرت ابراہیم نے صرف تین چیزوں میں جھوٹ بولے تھے۔)

يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ: انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں جھوٹ یا کسی بھی قسم کا گناہ ان سے صادر نہیں ہوسکتا۔ یہاں پر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے جھوٹ کی نسبت کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مخاطب نے ان باتوں کو جھوٹ سمجھا حالانکہ فی الحقیقت وہ جھوٹ نہیں تھیں۔ اس کو عربی زبان میں توریہ اردو میں تعریض، کنایہ وغیرہ کہہ سکتے ہیں اور یہ فصحاء و بلغاء کے کلام میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ (۶)

اِنِّیْ سَقِيْمٌ: (ص۱۵۰، س۲) (میں بیمار ہوں) اس کا ایک جواب یہ ہوسکتا ہے کہ تمہارے ساتھ جانے کو میرا دل گوارا نہیں کرتا اس ناگواری کو انہوں نے بیماری سے تعبیر فرمایا جس کو ان لوگوں نے جسمانی بیماری سمجھا۔

جواب ② : سقیم صفت کا صیغہ ہے یہ زمانہ پر دلالت نہیں کرتا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔ (۷)

لِسَارَةَ اُخْتِیْ: (ص۱۵۰، س۲) (سارہ کو اپنی بہن بتایا) اپنی بیوی کو بہن کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا ہاران کی بیٹی تھی اس لحاظ سے ان کو بہن کہہ دیا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا دونوں ہم مذہب ہونے کے لحاظ سے دینی بھائی، بہن تھے جیسے کہ قرآن مجید میں بھی آتا ہے "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" (۸)

بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ: (ص۱۵۰، س۲) مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے یہ بت بولتے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ ان کے بڑے نے کیا

ہے اس کو معلق بالشرط بنایا اور اس طرح تعلیق بالشرط جائز ہے اس میں جھوٹ نہیں ہے۔ (۹)

ان تینوں باتوں کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "واما اِطْلَاقُهُ الْكَذِبَ عَلَى الْأُمُوْرِ الثَّلَاثَةِ فَلِكَوْنِهٖ قَالَ قَوْلًا يَعْتَقِدُهُ السَّامِعُ كَذِبًا لٰكِنَّهٗ اِذَا حَقَّقَ لَمْ يَكُنْ كَذِبًا لِاَنَّهٗ مِنْ بَابِ الْمَعَارِيْضِ الْمُحْتَمِلَةِ لَا مَرِيْنِ فَلَيْسَ بِكِذْبٍ مَحْضٍ" (۱۰)

نیز ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

"وَالْحَقُّ اَنَّهَا مَعَارِيْضُ وَلٰكِنْ لَمَّا كَانَتْ صُوْرَتُهَا صُوْرَةَ الْكِذْبِ سَمَّاهَا اَكَاذِيْبَ وَاسْتَنْقَصَ مِنْ نَفْسِهٖ لَهَا فَاِنَّ مَنْ كَانَ اَعْرَفَ بِاللّٰهِ وَاَقْرَبَ مِنْهُ مَنْزِلَةً كَانَ اَعْظَمَ خَطَرًا وَاَشَدَّ خَشْيَةً وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ سَائِرَ مَا اُضِيْفَ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ علیہم السلام مِنَ الْخَطَايَا"

"قَالَ ابْنُ الْمَلِكِ اَلْكَامِلُ قَدْ يُؤَاخَذُ بِمَا هُوَ عِبَادَةٌ فِيْ حَقِّ غَيْرِهٖ كَمَا قِيْلَ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ" (۱۱)

حق بات یہ ہے کہ ان تینوں میں تعریض ہے (صریح جھوٹ نہیں ہے) لیکن صورتا چونکہ جھوٹ کی صورتیں تھیں اس لئے اس کو جھوٹ کے ساتھ تعبیر کر دیا گیا اور اپنی ذات کو قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام مرتبہ شفاعت سے کم سمجھیں گے کیونکہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی جس قدر بھی معرفت حاصل ہوتی ہے اور جتنا زیادہ قرب حاصل ہوگا۔ اسی قدر وہ اپنے بارے میں زیادہ خطرہ محسوس کرے گا اور اس میں بہت زیادہ خوف وخشیت کا ظہور ہوگا۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف جو خطائیں منسوب ہیں ان کو بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

(ابن الملک نے فرمایا کہ جو شخص کامل ہو بعض مرتبہ اس بات پر اس کا مواخذہ ہوجاتا ہے جو غیر کے حق میں عبارت کا درجہ رکھتی ہے۔)

حَدَّثَنَا مُحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۵۰، س۲)

عُرَاةً غُرْلًا: (ص۱۵۰، س٤) قیامت کے دن جب مردے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے جسم کے تمام اجزاء یک جا ہو جائیں گے جس طرح دنیا میں پیدائش کے وقت تھا۔ تو دنیا میں ختنہ کرتے وقت جو کھال کاٹ کر پھینک دی گئی تھی وہ بھی اپنی جگہ پر آکر لگ جائے گی۔ (۱۲)

اَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ: (ص۱۵۰، س٤) قیامت کے دن جیسے کہ اوپر گزرا کہ تمام لوگ قبروں سے برہنہ اٹھیں گے نیز یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کی خاطر دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کپڑے اتارے گئے تھے جب کہ نمرود بادشاہ نے ان کو آگ میں ڈلوانے کا فیصلہ کیا تھا۔ (۱۳)

سُؤال: حضرت ابراہیم کو یہ کپڑے آپ ﷺ سے پہلے پہنائے جائیں گے؟

جواب: ① یہاں پر اَوَّلُ مَنْ یُکْسٰی سے مراد اول اضافی ہے حقیقی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔

جواب: ② یہاں پر اول حقیقی بھی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے بارے میں تو حدیث میں آتا ہے کہ جن کپڑوں میں آپ ﷺ کو دفنایا گیا تھا اسی میں آپ اٹھیں گے۔ (١٤)

فَيُقَالُ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ: (ص۱۵۰، س۷) اگر اس سے آپ ﷺ کے زمانے کے لوگ مراد لئے جائیں تو اس کا مصداق مسیلمہ کذاب، اسود العنسی وغیرہ ہوں گے۔ (١٥)

تخریج حدیث:

٣٣٠٠ - اخرجهُ احمد (٦/٢٨٠).

٣٣٠١ - تقدم تخريجه.

٣٣٠٢ - أخرجه البخاري: كتاب البيوع: باب: شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه، حديث (٢٢١٧)، وأطرافه في (٢٦٣٥، ٣٣٥٧، ٣٣٥٨، ٥٠٨٤، ٦٩٥٠) وأحمد (٢/٤٠٣)، وأخرجه مسلم كتاب الفضائل: باب: فضائل ابراهيم الخليل، حديث (١٥٤/٢٣٧١) من طريق محمد بن سيرين عن أبي هريرة.

٣٣٠٣ - تقدم تخريجه.

٣٣٠٤ - تقدم تخريجه.

(١) مرقاة: ٢٧١/١٠ (٢) سورت الانبياء آيت: ٤٧ (٣) مستدرك حاكم (٤) ترغيب: ٤٢٥/٤ المنذرى (٥) سورت الكهف آيت: ٤٩ (٦) مظاهر حق: ٢٦٦/٥ (٧) كوكب الدرى: ٢٠٥/٤ (٨) مظاهر حق: ٢٦٨/٥ (٩) كوكب الدرى: ٢٠٥/٤ (١٠) فتح البارى، شرح بخارى (١١) مرقاة شرح مشكوة، (١٢) مظاهر حق: ١٢٣/٥ (١٣) حاشيه كوكب الدرى: ٢٠٦/٤، فتح البارى: ٣٩٠/٦ (١٤) مرقاة، مظاهر حق: ١٢٣/٥ (١٥) مرقاة، مظاهر حق: ١٢٤/٥

وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَجِّ

یہ باب ہے سورۂ حج کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٠٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ اِلٰى قَوْلِهٖ وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالَ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَهُوَ فِیْ سَفَرٍ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ يَوْمٍ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاٰدَمَ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ تِسْعُ

مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدٌ اِلَی الْجَنَّةِ فَاَنْشَأَ الْمُسْلِمُوْنَ يَبْكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فَاِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا جَاهِلِيَّةٌ قَالَ فَيُؤْخَذُ الْعَدَدُ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنْ تَمَّتْ وَاِلَّا كُمِّلَتْ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَمَا مَثَلُكُمْ وَالْاُمَمِ اِلَّا كَمَثَلِ الرَّقْمَةِ فِی ذِرَاعِ الدَّابَّةِ اَوْ كَالشَّامَةِ فِی جَنْبِ الْبَعِيْرِ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرُوْا قَالَ وَلَا اَدْرِیْ قَالَ الثُّلُثَيْنِ اَمْ لَا. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ. (ص ۱۵۰، س ۸)

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی ''یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا ......'' (اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے جس دن اسے دیکھو گے، ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچہ کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے اور وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ الحج۔ آیت ۲) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ دوزخ کے لئے لشکر تیار کرو۔ وہ عرض کریں گے: یا اللہ تعالیٰ وہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نو سو ننانوے آدمی دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا۔ مسلمان یہ سن کر رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو سیدھی راہ اختیار کرو اس لئے کہ ہر نبوت سے پہلے جاہلیت کا زمانہ تھا لہٰذا انہی سے دوزخ کی گنتی پوری کی جائے گی۔ اگر پوری ہوگئی تو ٹھیک ورنہ منافقین سے پوری کی جائے گی پھر پچھلی امتوں کے مقابلے میں تمہاری مثال اس طرح ہے جیسے گوشت کا وہ ٹکڑا جو کسی جانور کے ہاتھ میں اندر کی طرف ہوتا ہے۔ یا پھر جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل۔ پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کی چوتھائی تعداد ہو۔ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہوگے۔ اس پر بھی سب نے تکبیر کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہوگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر تکبیر کہی۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تہائی کہا یا نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حسن سے عمران بن حصین کے حوالے سے مرفوعاً منقول ہے۔''

۳۳۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَتَفَاوَتَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فِی السَّيْرِ فَرَفَعَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ بِهَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ اِلٰى قَوْلِهٖ وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ حَثُّوا الْمَطِیَّ وَعَرَفُوْا اَنَّهٗ عِنْدَ قَوْلٍ يَقُوْلُهٗ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ اَیُّ يَوْمٍ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يُنَادِی اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ فَيُنَادِيْهِ رَبُّهٗ فَيَقُوْلُ يَا اٰدَمُ ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ فَيَقُوْلُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَ وَاحِدٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَئِسَ الْقَوْمُ حَتّٰى مَا اَبْدَوْا بِضَاحِكَةٍ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ بِاَصْحَابِهٖ قَالَ اعْمَلُوْا وَاَبْشِرُوْا فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيْقَتَيْنِ مَا كَانَتَا مَعَ شَیْءٍ اِلَّا كَثَّرَتَاهُ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَمَنْ مَاتَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ وَبَنِیْ اِبْلِيْسَ قَالَ فَسُرِّیَ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِیْ يَجِدُوْنَ قَالَ اعْمَلُوْا وَاَبْشِرُوْا فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ فِی النَّاسِ اِلَّا كَالشَّامَةِ فِیْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِیْ ذِرَاعِ الدَّابَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵۰، س۱۶)

ترجمہ: ’’حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگے پیچھے ہوگئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے یہ دو آیتیں پڑھیں۔ ’’يَآاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا ......‘‘ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کہنے والے ہیں لہٰذا اپنی سواریوں کو دوڑا کر (آگے آگئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پکاریں گے وہ جواب دیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے آدم علیہ السلام جہنم کے لئے لشکر تیار کرو۔ وہ کہیں گے: اے اللہ تعالیٰ وہ کون سا لشکر ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نوسوننانوے جہنمی اور ایک جنتی ہے۔ اس بات سے لوگ مایوس ہوگئے۔ یہاں تک کہ کوئی مسکرا بھی نہیں سکا۔ چنانچہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو غمگین دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرو اور بشارت دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے تمہارے ساتھ دو مخلوقیں ایسی ہوں گی جو جس کسی کے ساتھ مل جائیں ان کی تعداد زیادہ کر دیں۔ ایک یاجوج ماجوج اور دوسری جو شخص بنی آدم او اولاد ابلیس سے مر گئے۔ راوی فرماتے ہیں یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پریشانی ختم ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرو اور بشارت دو کیونکہ تمہاری دوسری امتوں کے مقابلے میں تعداد صرف اتنی ہے جیسے کسی اونٹ کے پہلو میں تل کسی جانور کے ہاتھ کے اندر کا گوشت۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔‘‘

٣٣٠٧ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنِی اللَّيْثُ عَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سُمِّيَ الْبَيْتُ الْعَتِيْقَ لِاَنَّهٗ لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَّارٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلاً حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ. (ص۱۵۰، س۲۳)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کا نام اس لئے بیت العتیق رکھا گیا کہ وہاں کوئی ظالم آج تک غالب نہیں آسکا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے زہری اس حدیث کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلا روایت کرتے ہیں۔قتیبہ بھی لیث سے وہ عقیل سے وہ زہری سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔''

۳۳۰۸ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا اَبِيْ وَاِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ لَيُهْلَكُنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ اَلْاٰيَةَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ قِتَالٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلاً وَلَيْسَ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.
(ص۱۵۰، س۲۶)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے یہ ہلاک ہو جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ ......'' (جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے۔اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ الحج۔ آیت ۳۹) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جان گیا تھا کہ اب باہم قتال ہوگا۔ یہ حدیث حسن ہے۔کئی راوی اس حدیث کو سفیان سے وہ اعمش سے وہ مسلم بطین سے وہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مرسلا نقل کرتے ہیں اور اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں۔''

تشریح

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں سورت حج مکی ہے مگر اس میں ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ﴾ [1] دو آیات اور ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ﴾ [2]، یہ مدنی آیات ہیں۔ مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سورت مدنی ہے۔ [3]

وجہ تسمیہ: اس سورت میں حج کے احکام مفصل بیان ہوئے ہیں اس لیے اس سورت کا نام سورت حج ہے۔

علماء مفسرین فرماتے ہیں یہ سورت عجیب ہے کہ اس کی بعض آیات رات میں او بعض دن میں اور بعض سفر میں اور بعض

حضر میں۔ بعض مکہ میں اور بعض مدینہ میں اور بعض جنگ کے موقع پر اور بعض امن کے موقع پر اور بعض آیات منسوخ ہیں اور بعض ناسخ ہیں۔

اس میں ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷ یا ۷۸ آیات اور دس رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۲۹۱ ہے۔ جب کہ اس کے حرف کی تعداد ۵۲۳۵ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص۱۵۰، س۸)

ابْعَثْ بَعْثَ النَّارِ: (ص۱۵۰، س۱۱)

سُؤال: اس حدیث میں ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے کو جہنم میں بھیجنے کا ذکر ہے مگر بخاری کی روایت میں ایک سو میں سے ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں بھیجنے کا ذکر ہے۔[٤] جب سو میں سے ایک ہوگا تو ہزار میں سے دس ہو جائیں گے۔ دونوں روایات میں بظاہر تعارض ہے۔

جواب: علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث بالا میں ہزار میں سے ایک، یاجوج ماجوج کے اعتبار سے ہے اور سو میں سے ایک کفار اور مشرکین کے اعتبار سے ہوگا۔[٥]

قَالَ الثُّلُثَيْنِ اَمْ لَا: (ص۱۵۰، س۱۵) بخاری شریف کی روایت میں امت کی تعداد جنت میں جانے کے اعتبار سے نصف کا ذکر ہے اور ترمذی شریف کی روایت میں دوثلث کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خوش خبری دی گئی ہوگی بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید انعام ہوا اور دوثلث کی خوشخبری سنائی گئی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ...... (ص۱۵۰، س۲۳)

لِاَنَّهٗ لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِ جَبَّارٌ: (ص۱۵۰، س۲۵) کوئی کافر بیت اللہ پر غالب نہیں آسکے گا۔ اصحاب فیل کا واقعہ اس پر واضح نشانی ہے۔ مگر قیامت کے قریب ایک حبشی آدمی اس کو منہدم کر دے گا۔[٦]

الْعَتِيْقَ: (ص۱۵۰، س۲۵) کعبہ شریف کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔[٧]

آیت میں طواف زیارت ادا کرنے کا حکم ہے جو کہ سب ائمہ کے نزدیک فرض ہے جس کا وقت دسویں ذی الحجہ سے شروع ہوکر بارہ ذی الحجہ کی مغرب تک ہے۔ اگر کسی وجہ سے بارہ ذی الحجہ کی مغرب تک طواف زیارت نہ کر سکے تو دم کے ساتھ اس کی قضاء بھی کرنا ہوگی۔

طواف زیارت چھوڑنے یا چھوٹنے کی تلافی کسی بھی طریقے سے نہیں ہوسکتی۔ طواف زیارت ہی کرنا ضروری ہوگا۔ اگر کسی شخص کا وقوف عرفات کے بعد انتقال ہو جائے اور انتقال کے بعد اس نے وصیت کر دی کہ میرا حج پورا کر دیا جائے تو اب طواف زیارت کے بدلہ پورا ایک بدنہ یعنی ایک اونٹ یا گائے ذبح کر کے مسکینوں کو دے۔[٨]

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ...... (ص۱۵۰، س۲۶) النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: (ص۱۵۰، س۲۷)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر کفار ظلم پر ظلم کرتے تھے کوئی دن ایسا نہیں جاتا تھا جس میں مسلمان ان کے دست ستم سے زخمی یا چوٹ نہ کھاتے ہوں مسلمان ان کفار کی یہ شکایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے اور ان کفار کے خلاف قتل و قتال کی اجازت مانگتے تھے مگر ان کو اس کی اجازت نہیں دی جاتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے تو اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ جملہ نکلا ''اَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ لَيُهْلَكُنَّ'' مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد یہ آیت ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَـٰتَلُونَ﴾ [9] (جن مسلمانوں سے کافر جنگ کر رہے ہوں انھیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔) نازل ہوئی اور مسلمانوں کو کفار کے ساتھ قتال کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ [10]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ پہلی آیت ہے جو قتال کفار کے معاملہ میں نازل ہوئی ہے۔

وَإِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ: (ص ۱۵۰، س ۲۸) اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت تھی کہ مکہ مکرمہ میں بھی مسلمانوں کی کافروں کے خلاف مدد فرماتے اور ان کو کفار کی ایذاؤں سے محفوظ رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر تھے کہ مدینہ منورہ میں مسلمان آرام سے رہتے اور کفار سے مقابلہ نہ ہوتا مگر قتال کا حکم دینے کی حکمت یہ ہے کہ مسلمان اپنے جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں اور مسلمانوں کو اس پر اجر عظیم اور جنت کے اعلیٰ درجات عطا کئے جائیں۔ [11]

تخریج حدیث:

۳۳۰۵ - أخرجه أحمد (٤/٤٣٢، ٤٣٥)، والحميدي (١/٣٦٧)، حديث (٨٣١).

۳۳۰۶ - انظر السابق.

۳۳۰۷ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٤/٣٢٩)، حديث (٥٢٨٤).

۳۳۰۸ - أخرجه النسائي: كتاب الجهاد: باب: وجوب الجهاد، حديث (٣٠٨٥)، وأحمد (١/٢١٦).

---

(۱) سورت الحج آیت: ۱۱ (۲) سورت الحج آیت: ۱۹ (۳) عمدۃ القاری (۴) کتاب الرقاق: ۲/۹۶۶ (۵) فیض الباری: ۴/۲۰۹، مظاہر حق: ۵/۱۲۷، مرقاۃ: ۱۰/۲۵۵ (۶) کوکب الدری: ۴/۲۱۱ (۷) تفسیر مظھری، تحفۃ الاحوذی: ۹/۱۶ (۸) انوار البیان: ۳/۶۴۹ (۹) سورت الحج آیت: ۳۹ (۱۰) قرطبی (۱۱) انوار البیان: ۳/۶۵۸

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنُوْنَ

یہ باب ہے سورۂ مؤمنون کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۰۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالُوْا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ

الْخَطَّابِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهٖ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّيَ عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ثُمَّ قَالَ اُنْزِلَ عَلَىَّ عَشْرُ اٰيَاتٍ مَنْ اَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى خَتَمَ عَشَرَ اٰيَاتٍ. (ص۱۵۰، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے پاس شہد کی مکھی کی طرح گنگناہٹ محسوس ہوئی۔ ایک مرتبہ وحی نازل ہوئی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دیر ٹھہرے۔ جب وہ حالت ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف رخ کیا اور دونوں ہاتھ بلند کئے اور یہ دعا کی اے اللہ تعالیٰ ہمیں اور زیادہ دے اور کم نہ کر ہمیں عزت دے، ذلیل نہ کر، ہمیں عطا کر، محروم نہ کر، ہمیں غالب کر مغلوب نہ کر ہمیں بھی راضی کر اور خود بھی ہم سے راضی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ایسی دس آیات نازل کی گئی ہیں کہ اگر ان پر کوئی عمل کرے گا۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مؤمنون کی ابتدائی دس آیات پڑھیں ''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ......الخ''۔''

۳۳۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ سَمِعْتُ اِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يَقُوْلُ رَوٰى اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَمَنْ سَمِعَ مِنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَدِيْمًا فَاِنَّهُمْ اِنَّمَا يَذْكُرُوْنَ فِيْهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ وَبَعْضُهُمْ لَا يَذْكُرُ فِيْهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ وَمَنْ ذَكَرَ فِيْهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ فَهُوَ اَصَحُّ وَكَانَ عَبْدُالرَّزَّاقِ رُبَّمَا ذَكَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ يُوْنُسَ بْنَ يَزِيْدَ وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْهُ. (ص۱۵۰، س۳۵)

ترجمہ: ''محمد بن ابان، عبدالرزاق سے وہ یونس بن سلیم سے وہ یونس بن یزید سے اور وہ زہری سے اسی سند سے اسی کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث سے صحیح ہے۔ اسحٰق بن منصور بھی، احمد بن حنبل، علی بن مدینی اور اسحٰق بن ابراہیم سے وہ عبدالرزاق سے وہ یونس بن سلیم سے وہ یونس بن یزید سے اور وہ زہری سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس نے یہ حدیث عبدالرزاق سے سنی وہ اس میں یونس بن یزید کا ذکر کرتے ہیں۔ جب کہ بعض حضرات ان کا ذکر نہیں کرتے۔ جن احادیث میں یونس بن یزید کا ذکر ہے وہ زیادہ صحیح ہیں۔ عبدالرزاق بھی کبھی یونس کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی یونس کا ذکر نہیں کرتے۔''

۳۳۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ

النضرِ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُهَا حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ اُصِيبَ يَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَخْبِرْنِىْ عَنْ حَارِثَةَ لَئِنْ كَانَ اَصَابَ خَيْرًا اِحْتَسَبْتُ وَصَبَرْتُ وَاِنْ لَمْ يُصِبِ الْخَيْرَ اِجْتَهَدْتُّ فِى الدُّعَاءِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ يَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِىْ جَنَّةٍ وَاِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَاَوْسَطُهَا وَاَفْضَلُهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ. (ص۱۵۱، س۴)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ربیع بنت نضر کے صاحبزادے حارثہ بن سراقہ کو بدر کے دن ایک تیر لگا نہ معلوم کس نے مارا۔ چنانچہ حضرت ربیع بنت نضر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے حارثہ کے متعلق بتایئے۔ اگر خیر سے ہے تو ثواب کی امید رکھوں اور صبر کروں اور اگر ایسا نہیں تو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ دعا کی کوشش کروں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام حارثہ رضی اللہ عنہا جنت میں کئی باغ ہیں اور تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ فردوس جنت کی بلند زمین ہے اور یہ درمیان میں ہے اور سب سے افضل ہے۔ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔''

۳۳۱۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ نَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ الْهَمْدَانِىِّ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ قَالَتْ عَائِشَةُ اَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ وَرُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا. (ص۱۵۱، س۸)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے متعلق پوچھا ''وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ ...... الآية'' (اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ المؤمنون: ۶۰) اور عرض کیا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ''نہیں'' بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے نماز پڑھتے، صدقہ دیتے اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے قبول نہ کیا جائے۔ یہی لوگ اچھے اعمال میں جلدی کرتے اور سبقت لے جاتے ہیں۔ یہ حدیث عبدالرحمٰن بن سعید بن ابوحازم سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔''

۳۳۱۳ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ اَبِیْ شُجَاعٍ عَنْ اَبِی السَّمْحِ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ قَالَ تَشْوِيْهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعَالِيَةُ حَتّٰى تَبْلُغَ وَسْطَ رَاْسِهٖ وَتَسْتَرْخِیْ شَفَتُهُ السُّفْلٰى حَتّٰى تَضْرِبَ سُرَّتَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵۱، س۱۱)

تَرجَمَہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ ......'' (اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے۔ المؤمنون آیت: ۱۰۴) کی تفسیر میں فرمایا کہ آگ اسے اس طرح بھون دے گی کہ اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑ کر سر کے درمیان تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر ناف کو چھونے لگے گا۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔''

تشریح

سورت مومنون مکی ہے اس میں ایک سو اٹھارہ آیات اور چھ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۸۴۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۸۰۱ ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى: (ص۱۵۰، س۳۲)

اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْیُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهٖ: (ص۱۵۰، س۳٤) شروع میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آواز سنتے تھے مگر ان کے سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھ میں سب آجاتا تھا اسی کو حدیث بالا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہد کی مکھی کی آواز کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔[1]

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بھی نقل کی ہے جب کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق یعنی طبعی عادت وہ تھی جو قرآن مجید میں ان دس آیات میں بیان کی گئی ہے۔[2]

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ①﴾ [3] (ص۱۵۰، س۳۷) (یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی۔) ان آیات میں مومنوں کی سات صفات کا بیان ہے وہ صفات حسب ذیل ہیں۔

1. نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔
2. لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔
3. زکوۃ ادا کرتے ہیں۔
4. اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتے ہیں۔
5. امانت کا حق ادا کرتے ہیں۔

❻ عہد کو پورا کرتے ہیں۔
❼ نماز پر محافظت کرتے ہیں۔

مفسرین فرماتے ہیں ان صفات میں تمام حقوق اللہ تعالیٰ اور حقوق العباد اور اس کے متعلقہ احکام آجاتے ہیں جن لوگوں میں یہ صفات ہوں گی وہ مومن کامل اور دنیا و آخرت کے انعامات کے مستحق ہوں گے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۵۱، س٤)

لَئِنْ كَانَ اَصَابَ خَيْرًا: (ص۱۵۱، س٦) بخاری شریف کی روایت میں "فَاِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ" آتا ہے۔

وَاِنْ لَمْ يُصِبِ الْخَيْرَ: بخاری شریف کی روایت میں "وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اِجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

اس پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ نوحہ کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے کیونکہ نوحہ احد کے بعد حرام ہوا ہے اور یہ واقعہ غزوۂ بدر کا ہے۔[٤]

اِنَّهَا جِنَانٌ فِيْ جَنَّةٍ: (ص۱۵۱، س۷) ایک دوسری روایت میں "اِنَّهَا جِنَانٌ فِيْ جَنَّةٍ" کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔[٥]

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ ...... (ص۱۵۱، س۸) وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ: (ص۱۵۱، س۹)

يُؤْتُوْنَ: میں دو قراءت ہیں ① یوتون ایتاء کا فعل مضارع ہے۔ یا اور ہمزہ کے مد کے ساتھ جو ایتاء کا ماضی ہے یہ قراءت متواتر ہے۔

② دوسری قراءت "یاتون مااتو" پڑھا گیا ہے اور یہ قراءت شاذہ ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ کہ جو کرتے ہیں اور جو کچھ کہہ رہے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا دل پریشان ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مشہور قراءت میں یہ آیت مالی عبادت کرنے والوں کے مطابق ہوگی اور قراءت شاذہ میں اس آیت کا تعلق بدنی عبادت کے مطابق ہوگا۔ اس میں نماز، روزہ دوسری تمام بدنی عبادتیں شامل ہیں اور اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں نکالتے ہیں یعنی زکوۃ اور صدقہ وغیرہ ادا کرتے ہیں۔[٦]

قَالَ لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ: (ص۱۵۱، س۹) جو لوگ جتنے اعمال کرتے ہیں اتنا ہی خوف کھاتے ہیں اور جو لوگ جتنا اعمال سے دور ہوتے ہیں اتنا ہی ان کے دل میں بے فکری رہتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نیک عمل کر کے اتنا ڈرتے تھے کہ تم برے عمل کر کے بھی اتنا نہیں ڈرتے۔[٧]

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ ...... (ص۱۵۱، س۱۱) وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ قَالَ تَشْوِيْهِ: (ص۱۵۱، س۱۲)

یہ آیت قرآن مجید میں مکمل اس طرح ہے۔ ﴿تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُوْنَ﴾ [۸] (ان کے چہروں کو آگ جھلستی رہے گی اور وہ وہاں بدشکل ہوں گے۔)

كَالِحُوْنَ: اس سے وہ شخص مراد ہے جس کا ہونٹ سکڑ کر اوپر چڑھ گیا ہو اور اس کی وجہ سے دانت ظاہر ہو گئے ہوں۔

بعض علماء نے فرمایا كَالِحُوْنَ اس کو کہتے ہیں جس کی تیوریاں چڑھی ہوئی ہوں۔ یا دانت کھلے ہوئے ہوں یہی دوسرا ترجمہ حدیث سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ (واللہ اعلم) [۹]

تخریج حدیث:

۳۳۰۹ ۔ أخرجه أحمد (۳٤/۱)، وعبد بن حميد ص (۳٤)، حديث (۱٥).

۳۳۱۰ ۔ أخرجه البخاري: كتاب المغازي: باب: فصل من شهد بدرا، حديث (۳۹۸۲) عن طريق حميد عن أنس عنه به، وأحمد (۳/۲٦۰، ۲۸۳).

۳۳۱۱ ۔ أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب: التوقي على العمل، حديث (٤۱۹۸)، وأحمد (٦/۱٥۹، ۲۰٥)، والحميدي (۱/۱۳۲)، حديث (۲۷٥).

۳۳۱۲ ۔ تقدم تخريجه.

۳۳۱۳ ۔ أخرجه أبوداود: كتاب النكاح: باب: في قوله تعالىٰ: ﴿الزاني لا ينكح إلا زانية﴾ حديث (۲۰٥۱)، والنسائي: كتاب النكاح: باب: تزويج الزانية، حديث (۳۲۲۸).

(۱) مظاہر حق، مرقاۃ: ٥/۲٥۰ (۲) تفسیر ابن کثیر (۳) سورت المومنون آیت: ۱ (٤) فتح الباری: ٦/۳۳، مرقاۃ: ۷/۲۸۰ (٥) مسند احمد (٦) مرقاۃ: ۱۰/۸٤، مظاہر حق: ٤/۸٦۳ (۷) تفسیر قرطبی (۸) سورت المومنون آیت: ۱۰٦ (۹) مرقاۃ: ۱۰/۳٦٤، مظاہر حق: ٥/۲٤٦

وَمِنْ سُوْرَةِ النُّوْرِ

یہ باب ہے سورۂ نور کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۱٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ مَرْثَدُ بْنُ اَبِىْ مَرْثَدٍ وَكَانَ رَجُلاً يَحْمِلُ الْاَسْرٰى مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى يَاْتِىَ بِهِمُ الْمَدِيْنَةَ قَالَ وَكَانَتْ اِمْرَاَةٌ بَغِىٌّ بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيْقَةً لَهٗ وَاَنَّهٗ كَانَ وَعَدَ رَجُلاً مِنْ اُسَارَى مَكَّةَ يَحْمِلُهٗ قَالَ فَجِئْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى ظِلِّ حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ مَكَّةَ فِىْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ قَالَ فَجَاءَتْ عَنَاقُ فَاَبْصَرَتْ سَوَادَ ظِلِّىْ بِجَنْبِ الْحَائِطِ فَلَمَّا انْتَهَتْ اِلَىَّ عَرَفَتْ فَقَالَتْ مَرْثَدٌ فَقُلْتُ مَرْثَدٌ فَقَالَتْ مَرْحَبًا وَاَهْلاً هَلُمَّ فَبِتْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ قُلْتُ يَا عَنَاقُ حَرَّمَ اللّٰهُ الزِّنَا قَالَتْ يَا اَهْلَ الْخِيَامِ هٰذَا الرَّجُلُ يَحْمِلُ اُسَرَاءَ كُمْ قَالَ فَتَبِعَنِىْ ثَمَانِيَةٌ وَسَلَكْتُ الْخَنْدَمَةَ فَانْتَهَيْتُ اِلٰى غَارٍ اَوْ كَهْفٍ فَدَخَلْتُ فَجَاءَ

وْا حَتّٰی قَامُوْا عَلٰی رَاسِی فَبَالُوْا فَظَلَّ بَوْلُھُمْ عَلٰی رَاسِی وَاَعْمَاھُمُ اللّٰہُ عَنِّیْ قَالَ ثُمَّ رَجَعُوْا وَرَجَعْتُ اِلٰی صَاحِبِیْ فَحَمَلْتُہٗ وَکَانَ رَجُلاً ثَقِیْلًا حَتّٰی انْتَھَیْتُ اِلَی الْاِذْخِرِ فَفَکَکْتُ عَنْہُ اَکْبُلَہٗ فَجَعَلْتُ اَحْمِلُہٗ وَیُعْیِیْنِیْ حَتّٰی قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْکِحُ عَنَاقًا فَاَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ شَیْئًا حَتّٰی نَزَلَتْ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَامَرْثَدُ الزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ فَلَا تَنْکِحْھَا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ. (ص۱۵۱، س۱٤)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام مرثد بن ابی مرثد تھا وہ قیدیوں کو مکہ سے مدینہ پہنچایا کرتا تھا۔ مکہ میں ایک زانیہ عورت تھی جس کا نام عناق تھا وہ اس کی دوست تھی۔ مرثد نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ وہ اسے مدینہ پہنچائے گا۔ مرثد کہتے ہیں کہ میں (مکہ) آیا اور ایک دیوار کی اوٹ میں ہوگیا۔ چاندنی رات تھی کہ اتنے میں عناق آئی اور دیوار کے ساتھ میرے سائے کی سیاہی کو دیکھ لیا۔ جب میرے قریب پہنچی تو پہچان گئی اور کہنے لگی کہ تم مرثد ہو۔ میں نے کہا ہاں مرثد ہوں کہنے لگی اَھْلًا وَ مَرْحَبًا (خوش آمدید)۔ آج کی رات ہمارے یہاں قیام کرو۔ مرثد فرماتے ہیں کہ میں نے کہا عناق، اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اس نے زور سے کہا: خیمے والو: یہ آدمی تمہارے قیدیوں کو لے جاتا ہے۔ چنانچہ آٹھ آدمی میرے پیچھے دوڑے۔ میں (خندمہ) ایک پہاڑ کی طرف بھاگا اور وہاں پہنچ کر ایک غار دیکھا اور اس میں گھس گیا۔ وہ لوگ آئے اور میرے سر پر کھڑے ہوگئے اور وہاں پیشاب بھی کیا جو میرے سر پر پڑنے لگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھے دیکھنے سے اندھا کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔ پھر میں بھی قیدی ساتھی کے پاس گیا اور اسے اٹھایا۔ وہ کافی بھاری تھا۔ میں اسے لے کر اذخر کے مقام تک پہنچا۔ پھر اس کی زنجیریں توڑیں اور اسے پیٹھ پر لاد لیا۔ وہ مجھے تھکا دیتا تھا یہاں تک کہ میں مدینہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں عناق سے نکاح کروں گا۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ یہ آیات نازل ہوئی۔ ''اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ ...... الآیۃ'' (بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والوں پر۔ النور۔ آیت ۳) اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے نکاح نہ کرو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔''

۳۳۱۵ - حَدَّثَنَا ھَنَّادٌ نَا عَبْدَۃُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سُئِلْتُ

عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِیْ اَمَارَةِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ فَقُمْتُ مِنْ مَكَانِیْ اِلٰی مَنْزِلِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَاسْتَاْذَنْتُ عَلَيْهِ فَقِيْلَ لِیْ اِنَّهٗ قَائِلٌ فَسَمِعَ كَلَامِیْ فَقَالَ لِیْ اِبْنُ جُبَيْرٍ اُدْخُلْ مَا جَاءَ بِكَ اِلَّا حَاجَةٌ قَالَ فَدَخَلْتُ فَاِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْدَعَةَ رَحْلٍ لَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ نَعَمْ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ اَحَدَنَا رَاٰی امْرَاَةً عَلٰی فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ اِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ وَاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰی اَمْرٍ عَظِيْمٍ فَسَكَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْ سَاَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيْتُ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ الْاٰيَاتِ فِیْ سُوْرَةِ النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ حَتّٰی خَتَمَ الْاٰيَاتِ قَالَ فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ ثَنّٰی بِالْمَرْاَةِ وَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ فَقَالَتْ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا صَدَقَ فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ ثَنّٰی بِالْمَرْاَةِ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَفِی الْبَابِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵۱، س۲۳)

ترجمہ: ”حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصعب بن زبیر کی امارت کے زمانے میں مجھ سے کسی نے لعان کرنے والے مرد و عورت کا حکم پوچھا کہ کیا انہیں الگ کر دیا جائے؟ میں جواب نہ دے سکا تو اٹھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب اجازت چاہی تو کہا گیا کہ وہ قیلولہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے میری آواز سن لی تھی۔ فرمانے لگے ابن جبیر رضی اللہ عنہ آ جاؤ۔ تم کسی کام ہی سے آئے ہوگے۔ میں گھر میں داخل ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کجاوے کے نیچے بچھایا جانے والا ٹاٹ بچھا کر اس پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا: ابوعبدالرحمٰن کیا لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جاتی ہے۔ وہ فرمانے لگے سبحان اللہ: ہاں اور جس نے سب سے پہلے یہ مسئلہ پوچھا وہ فلاں بن فلاں ہیں۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو برائی (بے حیائی، زنا) کرتے ہوئے دیکھے تو کیا کرے۔ اگر وہ بولے تو بھی یہ بہت بڑی بات ہے اور اگر خاموش رہے تو بھی بہت بڑی چیز پر خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد (کچھ دنوں بعد) وہ دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کے متعلق پوچھا تھا۔ میں اس میں مبتلا ہوگیا

ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی یہ آیات نازل فرمائیں "وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ ...... الآیۃ" پھر نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور یہ آیات پڑھ کر سنانے کے بعد اسے نصیحت کی، سمجھایا اور بتایا کہ دنیاوی سزا آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے اس پر جھوٹی تہمت نہیں لگائی پھر آپ ﷺ اس عورت کی طرف مڑے اور اسے بھی اسی طرح سمجھایا لیکن اس نے بھی یہی کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میرا شوہر سچا نہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مرد سے شروع کیا اور اس نے چار شہادتیں دیں کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ پھر عورت نے بھی چار شہادتیں دیں کہ وہ جھوٹا ہے اور اگر وہ سچا ہو تو اس پر (عورت پر) اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔"

۳۳۱٦ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ ثَنِیْ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَیَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِیْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَیِّنَةَ وَاِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ هِلَالٌ اِذَا رَاٰی اَحَدُنَا رَجُلاً عَلٰی اِمْرَأَتِهٖ اَیَلْتَمِسُ الْبَیِّنَةَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْبَیِّنَةَ وَاِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ قَالَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ لَصَادِقٌ وَلَیُنْزِلَنَّ فِیْ اَمْرِیْ مَا یُبَرِّئُ ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فَقَرَأَ اِلٰی اَنْ بَلَغَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ قَالَ فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِمَا فَجَاءَ ا فَقَامَ هِلَالُ بْنُ اُمَیَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ قَالُوْا لَهَا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَسَتْ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنْ سَتَرْجِعُ فَقَالَتْ لَا اَفْضَحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْیَوْمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَاءَ تْ بِهٖ اَكْحَلَ الْعَیْنَیْنِ سَابِغَ الْاَلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَهُوَ لِشَرِیْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَ تَ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَا مَا مَضٰی مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لَنَا وَلَهَا شَانٌ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَهٰكَذَا رَوٰی عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ اَیُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلاً وَلَمْ یَذْكُرْ فِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۵۲، س۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کی تہمت

لگائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو گواہ پیش کرو یا پھر تم پر حد جاری کی جائے گی۔ ہلال نے عرض کیا کہ اگر کوئی کسی شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھے تو کیا گواہ تلاش کرتا پھرے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ یا پھر تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ ہلال نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں یقیناً سچا ہوں اور میرے متعلق ایسی آیات نازل ہوں گی جو میری پیٹھ کو حد سے نجات دلائیں گی۔ چنانچہ یہ آیات نازل ہوئیں ''وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ......الآیة'' (اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے سوائے اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بے شک وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے تو عورت کی سزا کو یہ بات دور کر دے گی کہ اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے چار مرتبہ یہ کہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ بے شک اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہے۔ النور آیت: ۹) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بلوایا تو (پہلے) ہلال بن امیہ نے حسب قاعدہ شہادتیں دیں اس پر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ضرور ہے تو کیا وہ توبہ کرنے کو تیار ہے۔ پھر وہ خاتون کھڑی ہوئی اور (حسب قاعدہ) چار گواہیاں دیں جب پانچویں پر پہنچی تو لوگوں نے کہا کہ یہ گواہی اللہ تعالیٰ کے غضب کو لازم کر دے گی۔ چنانچہ وہ ہچکچائی اور ذلت کی وجہ سے سر جھکا لیا۔ یہاں تک کہ ہم لوگ سمجھے کہ یہ اپنی گواہی سے لوٹ کر (زنا کا اقرار کرلے گی) لیکن وہ کہنے لگی: میں اپنی قوم کو سارا دن رسوا نہیں کروں گی۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو اگر یہ ایسا بچہ پیدا کرے جس کی آنکھیں سیاہ کولہے موٹے اور رانیں موٹی ہوں تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہے۔ (ولد الزنا ہے) پھر ایسا ہی ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعان کا حکم نہ نازل ہو چکا ہوتا تو میرا اور اس کا معاملہ کچھ اور ہوتا (یعنی حد جاری کی جاتی) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عباد بن منصور یہ حدیث عکرمہ رضی اللہ عنہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں ایوب بھی یہ حدیث عکرمہ سے نقل کرتے ہیں لیکن یہ مرسل ہے۔''

۳۳۱۷ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُکِرَ مِنْ شَاْنِیَ الَّذِیْ ذُکِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیَّ خَطِیْبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَشِیْرُوْا عَلَیَّ فِیْ اُنَاسٍ اَبَنُوْا اَهْلِیْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَاَبَنُوْا بِمَنْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَیْتِیْ قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِیْ سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِیْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ائْذَنْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ اَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَکَانَتْ اُمُّ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ کَذَبْتَ اَمَا وَاللّٰهِ اَنْ لَوْ

كَانُوْا مِنَ الْاَوْسِ مَا اَحْبَبْتَ اَنْ تَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ حَتّٰى كَادَ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِى الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِىْ وَمَعِىَ اُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا اَىْ اُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا اَىْ اُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقُلْتُ لَهَا اَىْ اُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَسُبُّهُ اِلَّا فِيْكِ فَقُلْتُ فِىْ اَىِّ شَاْنِىْ قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِىَ الْحَدِيْثَ وَقُلْتُ قَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِىْ وَكَانَ الَّذِىْ خَرَجْتُ لَهٗ لَمْ اَخْرُجْ لَا اَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلًا وَلَا كَثِيْرًا وَوَعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْنِىْ اِلٰى بَيْتِ اَبِىْ فَاَرْسَلَ مَعِىَ الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ اُمَّ رُوْمَانَ فِى السِّفْلِ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَاُ فَقَالَتْ اُمِّىْ مَاجَاءَ بِكِ يَابُنَيَّةُ قَالَتْ فَاَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيْثَ فَاِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّىْ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِىْ عَلَيْكِ الشَّاْنَ فَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ اِمْرَاَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيْلَ فِيْهَا فَاِذَا هِىَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّىْ قَالَتْ قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهٖ اَبِىْ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَتْ نَعَمْ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ صَوْتِىْ وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَاُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِاُمِّىْ مَا شَاْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِىْ ذُكِرَ مِنْ شَاْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اَقْسَمْتُ عَلَيْكِ يَا بُنَيَّةُ اِلَّا رَجَعْتِ اِلٰى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَيْتِىْ وَسَاَلَ عَنِّىْ خَادِمَتِىْ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا اِلَّا اَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِيْرَتَهَا اَوْ عَجِيْنَتَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اصْدُقِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ فَبَلَغَ الْاَمْرُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَاىَ عِنْدِىْ فَلَمْ يَزَالَا عِنْدِىْ حَتّٰى دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِىْ اَبَوَاىَ عَنْ يَمِيْنِىْ وَشِمَالِىْ فَتَشَهَّدَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ اِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوْءً اَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِىْ اِلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ قَالَتْ وَجَاءَتْ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهِىَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ اَلَا تَسْتَحْيِىْ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ اَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا وَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اَبِىْ فَقُلْتُ اَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا اَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اُمِّىْ فَقُلْتُ اَجِيْبِيْهِ قَالَتْ اَقُوْلُ مَاذَا قَالَتْ فَلَمَّا لَمْ يُجِيْبَا تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَاَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ

لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّیْ لَمْ اَفْعَلْ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنِّیْ لَصَادِقَةٌ مَاذَاكَ بِنَافِعِیْ عِنْدَكُمْ لِیْ لَقَدْ تُكُلِّمْتُمْ وَاُشْرِبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَلَئِنْ قُلْتُ اِنِّیْ قَدْ فَعَلْتُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنِّیْ لَمْ اَفْعَلْ لَتَقُوْلُنَّ اَنَّهَا قَدْ بَاءَ تْ بِهَا عَلٰی نَفْسِهَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ مَا اَجِدُ لِیْ وَلَكُمْ مَثَلاً قَالَتْ وَالْتَمَسْتُ اسْمَ یَعْقُوْبَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْهِ اِلَّا اَبَا یُوْسُفَ حِیْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ قَالَتِ وَاُنْزِلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهٖ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَاِنِّیْ لَاَتَبَیَّنُ السُّرُوْرَ فِیْ وَجْهِهٖ وَهُوَ یَمْسَحُ جَبِیْنَهٗ وَیَقُوْلُ اَبْشِرِیْ یَا عَائِشَةُ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَ تَكِ قَالَتْ فَكُنْتُ اَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِیْ اَبَوَایَ قُوْمِیْ اِلَیْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَیْهِ وَلَا اَحْمَدُهٗ وَلَا اَحْمَدُ كُمَا وَلٰكِنْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِیْ اَنْزَلَ بَرَاءَ تِیْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا اَنْكَرْتُمُوْهُ وَلَا غَیَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ اَمَّا زَیْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِدِیْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ اِلَّا خَیْرًا وَاَمَّا اُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِیْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ فِیْهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ وَكَانَ یَسْتَوْشِیْهِ وَیَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ لَا یَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ یَعْنِیْ اَبَا بَكْرٍ اَنْ یُّؤْتُوْا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسَاكِیْنَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَعْنِیْ مِسْطَحًا اِلٰی قَوْلِهٖ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَلٰی وَاللّٰهِ یَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهٗ بِمَا كَانَ یَصْنَعُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَقَدْ رَوٰی یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ وَمَعْمَرٌ وَغَیْرُ وَاحِدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّیْثِیِّ وَعُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ هٰذَا الْحَدِیْثَ اَطْوَلَ مِنْ حَدِیْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَاَتَمَّ۔ (ص۱۵۲، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب میرے متعلق لوگوں میں تذکرہ ہونے لگا جس کی مجھے بالکل خبر نہ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور تشہد کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: لوگو مجھے ان لوگوں کے متعلق مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی پر تہمت لگائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے اپنی بیوی میں کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی۔ اور اس میں بھی کوئی برائی نہیں دیکھی جس کے ساتھ ان لوگوں نے اسے متہم کیا وہ میری عدم موجودگی میں کبھی میرے گھر میں داخل نہیں ہوا۔ پھر وہ ہر سفر میں میرے ساتھ شریک رہا ہے۔ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردنیں اتار دوں۔ قبیلۂ خزرج کا ایک شخص کھڑا ہوا (حسان بن ثابت کی والدہ ان کی برادری سے تعلق رکھتی تھی) اور (سعد سے) کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر ان لوگوں کا تعلق قبیلۂ اوس سے ہوتا تو تم کبھی یہ

بات نہ کرتے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مسجد ہی میں اوس وخزرج کے درمیان لڑائی کا خدشہ ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اس کا علم بھی نہیں تھا۔ اس روز شام کے وقت میں ام مسطح کے ساتھ کسی کام کے لئے نکلی (چلتے ہوئے) ام مسطح کو ٹھوکر لگی تو کہنے لگیں مسطح ہلاک ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے کہا کیا بات ہے آپ اپنے بیٹے کو کوس رہی ہیں۔ وہ خاموش ہوگئیں۔ تھوڑی دیر بعد پھر ٹھوکر لگی اور مسطح کی ہلاکت کی بددعا کی۔ میں نے دوبارہ ان سے پوچھا لیکن اس مرتبہ بھی وہ خاموش رہیں۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے انہیں ڈانٹا اور کہا کہ آپ اپنے بیٹے کے لئے بددعا کرتی ہیں۔ ام مسطح کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ کی قسم میں اسے تمہاری وجہ سے ہی کوس رہی ہوں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے پوچھا میرے متعلق کس وجہ سے؟ اس پر انہوں نے ساری حقیقت کھول کر بیان کردی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعی یہی بات ہے؟ وہ کہنے لگیں ہاں: اللہ تعالیٰ کی قسم میں واپس لوٹ گئی اور جس کام کے لئے نکلی تھی اس کی ذرا سی بھی حاجت باقی نہ رہی اور پھر مجھے بخار ہوگیا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے میرے والد کے گھر بھیج دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ ایک غلام کو بھیج دیا۔ میں گھر میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ) نیچے ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اوپر قرآن کریم پڑھ رہے ہیں (والدہ) نے پوچھا بیٹی کیسے آئی ہو؟ میں نے ان کے سامنے پورا قصہ بیان کیا۔ اور بتایا کہ اس کا لوگوں میں چرچا ہو چکا ہے۔ انہیں بھی اس سے اتنی تکلیف ہوئی جتنی مجھے ہوئی تھی۔ وہ مجھ سے کہنے لگیں۔ بیٹی گھبرانا نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کوئی خوب صورت عورت ایسی نہیں جس سے اس کی سوکنوں کے ہوتے ہوئے اس کا شوہر محبت کرتا ہو اور وہ (سوکنیں) اس سے حسد نہ کریں اور اس کے متعلق باتیں نہ بنائی جائیں یعنی انہیں وہ اذیت نہیں پہنچی جو مجھے ہوئی تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا میرے والد بھی یہ بات جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا "ہاں" پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ بات جانتے ہیں۔ اس پر میں اور زیادہ غمگین ہوئی اور رونے لگی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے رونے کی آواز سنی تو نیچے تشریف لائے اور میری والدہ سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اسے اپنے متعلق پھیلنے والی بات کا علم ہوگیا ہے۔ لہٰذا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹی میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ۔ میں واپس گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور میری خادمہ سے میرے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے ان میں کسی عیب کا علم نہیں اتنا ضرور ہے کہ وہ (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سو جایا کرتی تھیں اور بکری اندر داخل ہو کر آٹا کھا جایا کرتی تھی۔ (راوی کو شک ہے کہ "خَمِيرَتَهَا" کہا یا "عَجِينَتَهَا" تھا) اس پر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولو یہاں تک کہ بعض نے اسے (یعنی خادمہ کو) برا بھلا کہا۔ وہ کہنے لگی سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان کے (یعنی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) متعلق اس طرح جانتی ہوں جس طرح سنار خالص اور سرخ سونے کو پہچانتا ہے۔ پھر اس شخص کو بھی یہ بات پتہ چل گئی۔ جس کے بارے میں واقعہ کہا گیا تھا۔ وہ بھی کہنے لگا کہ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے کبھی کسی عورت کا ستر نہیں کھولا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوگیا۔ اس کے بعد صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ وہ ابھی میرے پاس ہی تھے کہ عصر کی نماز پڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ میرے والدین میرے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا اگر تم برائی کے قریب گئی ہو یا تم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت آئی اور دروازے میں بیٹھ گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کی موجودگی میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے حیاء نہیں فرماتے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ ونصیحت کی تو میں اپنے والد کی طرف متوجہ ہوئی اور عرض کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے۔ انہوں نے فرمایا میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ پھر میں والدہ کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سے جواب دینے کے لئے کہا تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ جب دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے تشہد پڑھ کر حمد وثنا بیان کرنے کے بعد کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر آپ حضرات سے یہ کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا تب بھی یہ بات مجھے فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ اس لئے کہ بات تو تم لوگوں کے سامنے کہی جا چکی ہے اور تمہارے دلوں میں سرایت کرگئی ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ ہاں میں نے یہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں نے نہیں کیا تو تم لوگ کہو گے کہ اس نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمہارے اور اپنے متعلق کوئی مثال نہیں جانتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میں نے یعقوب علیہ السلام کا نام لینا چاہا تو میرے ذہن میں نہیں آیا۔ اتنا ہی آیا کہ وہ ابو یوسف علیہ السلام ہیں۔ (یعنی میرا قصہ بھی انہی کی طرح ہے جیسے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کھونے کے بعد فرمایا: ''فَصَبْرٌ جَمِيلٌ'' یعنی صبر ہی بہتر ہے اور جس طرح تم بیان کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ مددگار ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر اسی وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور ہم لوگ خاموش ہوگئے۔ جب وحی کے آثار ختم ہوئے تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمانے لگے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی اور براءت نازل فرما دی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بہت غصے میں تھی کہ میرے والدین نے مجھ سے کہا کہ اٹھو اور کھڑی ہو جاؤ (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم نہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کروں گی اور نہ آپ (ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ام رومان رضی اللہ عنہا) دونوں کا بلکہ اللہ رب العالمین کا شکریہ ادا کروں گی اور اس کی ہی

تعریف کروں گی جس نے میری براءت نازل کی۔ آپ لوگوں نے تو میرے متعلق یہ بات سن کر نہ اس کا انکار کیا اور نہ اسے روکنے کی کوشش کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ زینب بنت جحش کو اللہ تعالیٰ نے اس کی دینداری کی وجہ سے بچا لیا اور اس نے اس موقع پر اچھی بات کہی لیکن ان کی بہن حمنہ برباد ہونے والوں کے ساتھ ہوگئیں۔ اس تہمت کو پھیلانے والوں میں مسطح، حسان بن ثابت اور عبداللہ بن ابی شامل تھے۔ عبداللہ بن ابی (منافق) ہی شوشے چھوڑتا اور خبریں جمع کرتا اور اس میں اسی کا زیادہ ہاتھ تھا۔ حمنہ بھی اس کے ساتھ شریک تھیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اب مسطح کو کبھی فائدہ نہ پہنچائیں گے تو یہ آیات نازل ہوئی ''وَلَا يَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ ......'' (اہل فضل اور رزق میں کشادگی رکھنے والے قسم نہ کھائیں (مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں) کہ رشتہ داروں، مساکین اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے) اس سے مراد مسطح ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اَلَا تُحِبُّوْنَ ......'' (کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے اور وہ بہت معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ النور: ۲۳) اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں اے اللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ کی قسم ہم تیری مغفرت ہی چاہتے ہیں اور پھر مسطح کو پہلے کی طرح دینے لگے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ یونس بن یزید، معمر اور کئی راوی یہ حدیث زہری سے وہ عروہ بن زبیر سے وہ سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقاص لیثی اور عبید اللہ بن عبداللہ سے اور یہ سب حضرات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہشام بن عروہ کی حدیث سے زیادہ مکمل اور لمبی حدیث نقل کرتے ہیں۔''

۳۳۱۸ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِیْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا نَزَلَ اَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَاَةٍ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ.

ترجمہ: ''بندار، ابن ابی عدی سے وہ محمد بن اسحٰق سے وہ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ جب میری براءت نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور اس کا تذکرہ کرنے کے بعد آیات تلاوت کیں پھر نیچے تشریف لائے اور دو مردوں اور ایک عورت پر حد قذف جاری کرنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف محمد بن اسحٰق کی روایت سے جانتے ہیں۔''

تشریح

سورت نور مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں اللہ کے نور کا ذکر ہے اس وجہ سے اس سورت کو سورت نور کہتے ہیں اور اس میں ۶۲ یا ۶۴ آیات ہیں

اور نو رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۳۱۶ ہے۔ جب کہ حروف کی تعداد ۵۹۸۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۵۱، س۱۴) رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرْثَدُ بْنُ اَبِي مَرْثَدٍ وَكَانَ رَجُلاً يَحْمِلُ:

(ص۱۵۱، س۱۵) اس مذکورہ تفسیر کے پیش نظر مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ یہاں زانی سے مراد وہ ہیں، جو زنا سے توبہ نہ کریں اور اگر وہ پاک دامنی کی زندگی گزارنا چاہیں اور آپس میں نکاح کرلیں تو پھر نکاح حرام نہیں ہوگا۔ اور یہ نکاح شرعا درست ہوگا۔ (۱)

جہاں تک مشرک ومشرکہ کے نکاح کا مسئلہ ہے یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ یہ نکاح حرام ہے۔

"حُرِمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْن" جمہور فقہاء وعلماء کے نزدیک ذلک کا مشار الیہ زنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا کو مومنین پر حرام کردیا ہے۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک ذلک کا مشار الیہ نکاح زانی وزانیہ اور نکاح مشرک ومشرکہ ہے۔

اس صورت میں اس آیت کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور بعض مفسرین جن میں حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں وہ فرماتے ہیں یہ آیت منسوخ ہے ﴿وَأَنكِحُواْ ٱلْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ﴾ (۲) (تم سے جو مرد عورت بے نکاح ہوں ان کا نکاح کردو۔)

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ...... (ص۱۵۱، س۲۳)

سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ: (ص۱۵۱، س۲۷) یہ لعان سے ہے باب مفاعلہ سے ہے مطلب ہے ایک دوسرے پر لعنت کرنا چونکہ اصطلاحی معانی کا ایک جزو ایک دوسرے پر لعنت کرنا بھی ہے اس لئے تَسْمِيَةُ الْكُلِّ بِاسْمِ الْجُزْءِ کے اس کا نام لعان رکھ دیا گیا۔

احناف کے نزدیک لعان کی حقیقت شہادات موکدات بالایمان ہے لعان باب شہادت سے ہے شہادت والی شرائط کا اس میں پایا جانا ضروری ہوگا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک لعان کی حقیقت ایمان موکدات بلفظ الشہادت ہے ان کے نزدیک لعان باب الیمین سے ہے جو یمین کا اہل ہوگا وہ لعان کا اہل ہوگا۔

فقہاء فرماتے ہیں لعان ہونے کے بعد فرقت ہو جاتی ہے۔

مگر لعان ہونے کے بعد شوہر کو چاہیے کہ طلاق دے کر آزاد کردے اور اگر وہ طلاق نہیں دیتا تو حاکم ان دونوں کے درمیان تفریق کردے گا جو طلاق ہی کے حکم میں ہوتی ہے پھر ان دونوں کا آپس میں کبھی دوبارہ نکاح نہیں ہو سکے گا۔ (۳)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان میں تفریق قاضی کی تفریق سے ہوگی۔

امام شافعی امام مالک امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک نفس لعان سے ہی تفریق ہو جائے گی جیسا کہ ایلاء میں ہوتا ہے۔

احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ لعان کو ایلاء پر قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ لعان کے لیے شرعاً قاضی کا ہونا شرط ہے اس لیے اس میں تفریق بھی قاضی کے کرنے سے ہوگی جب کہ ایلاء قاضی کی مجلس میں نہیں ہوتا اس لیے اس کا نتیجہ شرعاً قضاء پر موقوف نہیں کیا جائے گا۔(٤)

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا مُحَمَّدُ ...... (ص۱۵۲، س۲) قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(ص۱۵۲، س۳)

آیت لعان شعبان ۹ھ میں نازل ہوئی مگر ابن عمر کے بقول تبوک کے بعد ۱۰ھ میں ہوئی ہے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آیت لعان یعنی ''وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ.''

یہ حضرت ہلال ابن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ بخاری شریف کی ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت عویمر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

جواب: ① بعض مفسرین جن میں علامہ قرطبی بھی شامل ہیں وہ فرماتے ہیں اس آیت کا نزول دو مرتبہ ہوا ایک بار حضرت ہلال رضی اللہ عنہ ابن امیہ کے بارے میں اور دوسری بار حضرت عویمر کے بارے میں۔

جواب: ② آیت کا نزول تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہوا تھا اور ہلال رضی اللہ عنہ ابن امیہ کے واقعہ میں جو فَنَزَلَ کا لفظ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جیسے واقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔(٥)

لَا اَفْضَحُ قَوْمِيْ سَائِرَ الْيَوْمِ: (ص۱۵۲، س۹) یہ جملہ اقرار کے مرتبہ میں ہے اس کے اس جملے سے اعتراف سمجھا گیا۔(٦)

فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ: (ص۱۵۲، س۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد تو فرمایا مگر بچہ کی مشابہت پر کسی حکم شرعی کو موقوف نہیں رکھا جب کہ لعان پر ہی سارا دار و مدار رکھا۔

خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ: (ص۱۵۲، س۱۰) لام کی تشدید کے ساتھ لمبی موٹی پنڈلی والا۔

لَوْ لَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لَنَا وَلَهَا شَاْنٌ: (ص۱۵۲، س۱۰) اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی وہی فیصلہ کرے گا جو دلائل اور گواہوں سے ثابت ہوتا ہے قاضی اپنے گمان، قرائن یا علامات وغیرہ سے فیصلہ نہیں کرے گا۔(٧)

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۵۲، س۱۲) ذُكِرَ مِنْ شَاْنِي الَّذِيْ ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ: (ص۱۵۲، س۱۲)

اس واقعہ کو واقعۂ افک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: (ص۱۵۲، س۱۵)

سوال: حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کا انتقال غزوۂ بنی قریظہ ۵ھ میں ہو چکا تھا اور اس واقعہ کا تعلق تو بنو المصطلق سے ہے جو

۶ھ میں ہوا ہے۔

جواب: ① ابن حجر رحمۃ اللہ نے قاضی ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ شارح ترمذی سے نقل کیا ہے یہاں سعد بن معاذ کا نام روای کا وہم ہے۔(۸)

جواب: ② علامہ بیہقی نے کہا غزوۂ بنی المصطلق غزوۂ خندق کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کے انتقال سے پہلے پیش آیا ہے۔(۹)

وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِی الْمَسْجِدِ: (ص۱۵۲، س۱۷) بخاری شریف میں مزید وضاحت اس طرح آئی ہے۔

"فَتَثَاوَرَ الْحَیَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰی هَمُّوْا اَنْ یَّقْتَتِلُوْا وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَائِمٌ عَلَی الْمِنْبَرِ."(۱۰)

اُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ: (ص۱۵۲، س۱۷) علماء فرماتے ہیں ام مسطح کا نام سلمٰی بنت ابی رہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف تھا۔

فَبَقَرَتْ لِیَ الْحَدِیْثَ: (ص۱۵۲، س۲۱) بخاری شریف میں اس کی وضاحت ان الفاظ سے آئی ہے۔

"اَوَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قَالَ قُلْتُ مَا قَالَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا فَاَخْبَرَتْنِیْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ."(۱۱)

فَاَرْسَلَ مَعِیَ الْغُلَامَ: ابن حجر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا نام نہیں معلوم ہو سکا۔

وَسَأَلَ عَنِّیْ خَادِمَتِیْ: خادمہ سے بریرۃ رضی اللہ عنہا مراد ہے بخاری شریف کی روایت میں اس کی وضاحت خود بیان کی گئی ہے۔

"فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَرِیْرَةَ فَقَالَ اَیْ بَرِیْرَةُ هَلْ رَاَیْتِ مِنْ شَیْءٍ یُرِیْبُكِ".

سوال: یہ واقعہ ۶ھ کا ہے اور حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا کو تو فتح مکہ کے بعد ۹ھ یا ۱۰ھ میں آزادی ملی تھی اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں یہ آئی تھیں۔

جواب: آزادی سے پہلے بھی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرتی تھیں۔(۱۲)

تَرْقُدُ حَتّٰی تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِیْرَتَهَا اَوْ عَجِیْنَتَهَا: (ص۱۵۲، س۲۶) بخاری شریف میں زیادہ وضاحت ہے اس میں آتا ہے۔

"اِنْ رَاَیْتُ عَلَیْهَا اَمْرًا اَغْمِصُهٗ اَكْثَرَ مِنْ اَنَّهَا جَارِیَةٌ حَدِیْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِیْنِ اَهْلِهَا فَتَاْتِی الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهٗ."(۱۳)

وَاللّٰہِ لَا اَقُوْمُ اِلَیْهِ وَلَا اَحْمَدُهٗ: (ص۱۵۳، س۲) علماء فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جملہ بطور ناز کے تھا اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بے انتہا تھی لیکن اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناز کی کیفیت میں تھیں اور انہوں نے اس کے خلاف کا اظہار کیا۔(۱۴)

اُمُّ رُوْمَانَ فِی السُّفْلِ: (ص۱۵۲، س۲۱) ام رومان کا نام زینب بتایا جاتا ہے۔

حضرت ام رومان کے مختصر حالات:

ان کا نام زینب بتایا جاتا ہے پہلے ان کا نکاح عبداللہ بن سنجرہ سے ہوا اور پھر ان کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد یہ بھی شرف بالاسلام ہوگئیں۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد آپ نے جب حضرت زید بن حارثہ اور ابورافع کو مستورات کو لانے کے لیے مکہ معظمہ بھیجا تو ام رومان بھی ان کے ہمرہ مدینہ منورہ آگئیں تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کی دو اولادیں پیدا ہوئیں۔ (۱) عبدالرحمٰن (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

انتقال: ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبر میں اترے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا بھی فرمائیں۔

یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اچھی طرح جانتی تھیں کہ یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہی ان کو ملا ہے۔

حضرت عائشہ کی خصوصیات:

حضرت عائشہ کی کتنی خصوصیات ایسی ہیں جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں۔ منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے جو علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے کہ جب حضرت یوسف پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے بچے سے اس کی شہادت دلا کر براءت ظاہر فرمائی اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت سے ان کو بری کیا مگر جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے خود دس آیات نازل فرما کر ان کی براءت بیان فرمائی۔ (۱۵)

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: (ص۱۵۳، س۹)

اَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ: (ص۱۵۳، س۱۰) جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اللہ جل شانہ نے سورت نور کی آیات نازل فرما کر ان کی براءت فرما دی تو جن لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی وہ دراصل منافقین تھے مگر دیکھا دیکھی دو پکے مسلمان مرد اور ایک عورت بھی اس میں ملوث ہوگئے مردوں میں سے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عورتوں میں حضرت زینب بنت جحش کی بہن حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش تھیں ان سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حد قذف کے اسی اسی کوڑے لگوائے۔ (۱۶)

فائدہ: مگر اب اگر کوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے تو وہ بلاشبہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اب وہ قرآن مجید کی آیات کا منکر ہوگا براءت سے پہلے جن مسلمانوں نے تہمت میں حصہ لیا وہ ان کی غلط فہمی تھی مگر اب آیات قرآنیہ کے نزول کے بعد غلط فہمی دور ہوگئی لہٰذا اب ایسا شخص کافر ہوگا۔ (۱۷)

تخریج حدیث:

۳۳۱٤ - تقدم تخريجه.

۳۳۱٥ - أخرجه البخاري: كتاب الشهادات: باب: إذا ادَّعى أو قذف فله أن يلتمس البينة، وينطلق لطلب البينة، حديث (۲٦٧١)،

وأبوداود: كتاب الطلاق: باب: في اللعان، حديث (٢٢٥٤)، وابن ماجه: كتاب الطلاق: باب: اللعان، حديث (٢٠٦٧)، وأخرجه أحمد (٢٧٣/١)، من طريق عكرمة عن ابن عباس به.

٣٣١٦ ـ أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة ...... والله غفور رحيم﴾ الآية، حديث (٤٧٥٧)، ومسلم: كتاب التوبة: باب: في حديث الإفك وقبول توبة القاذف، حديث (٥٨ ـ ٢٧٧٠)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: من قبلة الرجل ولده، حديث (٥٢١٩)، وأخرجه أحمد (٥٩/٦، ١٩٤، ١٩٧)، من طريق هشام بن عروة عن عروة عن عائشة به.

٣٣١٧ ـ أخرجه أبوداود: كتاب الحدود: باب: في حد القذف، حديث (٤٤٧٤)، وابن ماجه: كتاب الحدود: باب: حد القذف، حديث (٢٥٦٧)، وأخرجه أحمد (٣٥/٦، ٦١)، من طريق محمد بن إسحاق عن عبدالله بن أبي بكر عن عمرة عن عائشة به.

(١) تفسير ابن كثير: ٦٦٢/٣ (٢) سورت نور آیت: ٣٢ (٣) معارف القرآن (٤) شامی باب التعزیر، حاشیۃ الکوکب الدری: ٢١٧/٤، عناية: ٢٥٥/٣، مرقاۃ القاری: ٦٠٦/٥، البذل المجھود: ٩٤/٣، الانوار المحمود: ٥٣/٢ (٥) فتح الباری، شرح مسلم للنووی: ٤٤٧/٩، عمدۃ القاری: ٢٩٥/٢٠، مظاہر: ٤١٤/٣، انوار المحمود: ٥٣/٢ (٦) فتح الباری: ٢١٨/٤ (٧) مرقاۃ: ٣٠٩/٦، مظاہرحق: ٤١٦/٤ (٨) فتح الباری: ٢٧٢/٨، وکذا حاشیۃ الکوکب الدری: ٢٢٠/٤ (٩) دلائل النبوۃ: ٨٨/٢ (١٠) بخاری (١١) بخاری (١٢) تحفۃ الاحوذی: ٣٢/٩ (١٣) بخاری (١٤) فتح الباری: ٤٧٧/٨ (١٥) تفسیر قرطبی (١٦) حاشیۃ الکوکب الدری: ٢٢٧/٤، مرقاۃ: ١٤٨/٧، مظاہرحق: ٦١٧/٣ (١٧) معارف القرآن، للمفتی شفیع: ٣٨٢/٦

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفُرْقَانِ

یہ باب ہے سورۂ فرقان کی تفسیر کے بیان میں

٣٣١٩ ـ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ اَنْ تَزْنِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص١٥٣، س١١)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے ہی تمہیں پیدا کیا۔ میں نے عرض کیا پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گی۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

٣٣٢٠ ـ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٥٣،

س ۱۳)

ترجمہ: ”بندار اس حدیث کو عبدالرحمن سے وہ سفیان سے وہ منصور اور اعمش سے وہ ابووائل سے وہ عمرو بن شرحبیل سے وہ عبداللہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۳۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ اَبُوْ زَيْدٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ اَجْلِ اَنْ يَّاْكُلَ مَعَكَ اَوْ مِنْ طَعَامِكَ وَاَنْ تَزْنِیَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ قَالَ وَتَلَاهٰذِهِ الْاٰيَةَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا حَدِيْثُ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاصِلٍ لِاَنَّهٗ زَادَفِیْ اِسْنَادِهٖ رَجُلًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَهٰكَذَا رَوٰی شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ.

(ص ۱۵۳، س ۱٤)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا گناہ سب سے زیادہ بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اپنی اولاد کو اس لئے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا نہ کھانے لگے یا تمہارے کھانے میں سے نہ کھانے لگے اور یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ ...... الآیة“ (اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور اس میں ذلیل ہوکر پڑا رہے گا۔ الفرقان۔ آیت ٦٩) سفیان کی منصور اور اعمش سے منقول حدیث شعبہ کی واصل سے مروی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ واصل کی سند میں ایک شخص زیادہ مذکور ہے۔ محمد بن مثنی، محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے وہ واصل سے وہ ابووائل سے اور وہ عبداللہ سے نقل کرتے ہوئے عمرو بن شرحبیل کا ذکر نہیں کرتے۔“

تشریح

سورت فرقان مکی ہے مگر والذین لا یدعون مع اللہ الھاً آیت ٦٨، ٦٩، ٧٠ تین آیات مدنی ہیں۔

اس سورت میں ٧٧ آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ٨٧٢ ہے اور حروف کی تعداد ٣٧٦٣

ہے۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: (ص۱۵۳، س۱۱)

اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا: (ص۱۵۳، س۱۲) سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اس کی مذمت قرآن واحادیث اور عقلی ونقلی دلائل سب سے ثابت ہے۔

اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ: (ص۱۵۳، س۱۲) علماء فرماتے ہیں کہ اس میں چار قسم کے گناہ جمع فرمائے ہیں ① قتل ② قطع رحمی ③ قساوت قلب ④ فقر وفاقہ کا اندیشہ جو اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت کا انکار ہے۔

خَشْيَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ: (ص۱۵۳، س۱۳) یہ قید اختیاری نہیں ہے بلکہ قید اتفاقی ہے اگر کوئی شخص بغیر فقر کے خوف کے بھی اولاد کو قتل کرے تب بھی وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔ (۱)

اَنْ تَزْنِىَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ: (ص۱۵۳، س۱۳) حلیلۃ یہ ذحیلہ سے ہے مراد بیوی ہے کیونکہ بیوی شوہر کے اکثر معاملہ میں دخیل ہوتی ہے یا حلال سے ہے بیوی شوہر کے لیے حلال ہوتی ہے زنا کرنا مطلقاً حرام ہے خاص کر کے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا اور زیادہ قبیح ہے کیونکہ اس میں پڑوسی کے حق کو ضائع کرنا اور امانت داری میں خیانت کرنا بھی ہے۔ (۲)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۵۳، س۱۵)

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا: (ص۱۵۳، س۱۷) جو ان مذکورہ گناہوں کو کرے گا تو اس کو سزا ملے گی ابو عبیدہ رحمہ اللہ نے اثام کی تفسیر سزائے گناہ سے کی ہے بعض مفسرین نے اثام جہنم کی ایک وادی کا نام بتایا ہے جو سخت وشدید عذابوں والی ہے بعض روایات سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ (۳)

يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ: (ص۱۵۳، س۱۸) مفسرین فرماتے ہیں اس آیت کریمہ کی وعید کفار کے لیے ہی ہوگی کیونکہ "يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ" کا لفظ سزا میں تضاعف یعنی کیفیت وکمیت میں زیادتی مومنین کے لیے نہیں ہوگی کافر پر جو عذاب ہوتا ہے کفر کے ساتھ جو گناہ کئے ہیں تو عذاب دوہرا ہو جائے گا نیز "وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا" یہ بھی مشر ہے اس بات پر کہ مراد کافر ہیں کیونکہ مومنین ایک نہ ایک دن جہنم سے نکل آئیں گے آگے کہا جا رہا ہے (ان سب کے باوجود اگر کوئی توبہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پائے گا)۔

تخریج حدیث:

۳۳۱۹ - أخرجه البخاري: كتاب الأدب: باب: قتل الولد خشية أن يأكل معه، حديث (۶۰۰۱)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: كون الشرك أقبح الذنوب وبيان أعظمها بعده، حديث (۱۴۲ - ۸۶)، وأبوداود: كتاب الطلاق: باب: في تعظيم الزنا، حديث (۲۳۱۰)، والنسائي: كتاب. تحريم الدم: باب: ذكر أعظم الذنب، حديث (۴۰۱۵)، وأخرجه أحمد (۴۳۴/۱)، من طريق عمرو بن شرحبيل عن عبدالله بن مسعود به.

۳۳۲۰ - ينظر الحديث السابق.

۳۳۲۱ - تقدم تخريجه.

(۱) جاشية الكوكب الدرى: ۲۲۹/٤، ايضاح مشكوة: ۱۳۸/۱ (۲) ايضاح مشكوة: ۱۳۹/۱ (۳) تفسير مظهرى

وَمِنْ سُوْرَةِ الشُّعَرَاءِ

یہ باب ہے سورۂ شعراء کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۲۲ - حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰكَذَا رَوٰى وَكِيْعٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَانِ الطُّفَاوِيِّ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۵۳، س۲۰)

تَرجَمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت ''وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ'' (اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرا۔ الشعراء۔ آیت ۲۱۴) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفیہ بنت عبدالمطلب، اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے بنو عبدالمطلب: میں تم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں میرے مال میں سے جو تم چاہو طلب کر سکتے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ وکیع اور کئی راوی بھی یہ حدیث ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ بعض حضرات اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلا نقل کرتے ہیں اس سند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں اور اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے۔''

۳۳۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا يَا مَعْشَرَ بَنِيْ قُصَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا يَا

مَعْشَرَ بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِنَّ لَكِ رَحِمًا وَسَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا شُعَیْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ. (ص۱۵۳، س۲۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ''وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ...... الآیۃ'' نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کیا۔ نیز خصوصی اور عمومی طور پر سب کو نصیحت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش کے لوگو اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ میں تم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نفع یا تکلیف کا اختیار نہیں رکھتا۔ اے بنو عبد مناف اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ میں تم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقصی، بنوعبدالمطلب اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پکارا اور فرمایا کہ اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ (اے فاطمہ رضی اللہ عنہا) بے شک تمہاری قرابت کا مجھ پر حق ہے اور میں اس حق کو دنیا ہی میں پورا کروں گا۔ باقی رہی آخرت تو اس میں مجھے کوئی اختیار نہیں۔ یہ حدیث اس طریق سے حسن غریب ہے اور علی بن حجر شعیب سے وہ عبدالملک سے وہ موسیٰ سے وہ ابوہریرہ سے اسی کے ہم معنی نقل کرتے ہیں۔''

۳۳۲٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍنَا اَبُوْ زَیْدٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَیْرٍ قَالَ ثَنِی الْاَشْعَرِیُّ قَالَ لَمَّا نَزَلَ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُصْبُعَیْهِ فِیْ اُذُنَیْهِ فَرَفَعَ صَوْتَهٗ فَقَالَ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ یَا صَبَاحَاهُ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ مُوْسٰی وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَوْفٍ عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلاً وَهُوَ اَصَحُّ وَلَمْ یَذْکُرْ فِیْهِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی. (ص۱۵۳، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ''وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ...... الآیۃ'' نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور آواز کو بلند کر کے فرمایا: اے عبد مناف کی اولاد ڈرو (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ بعض راوی اس حدیث کو عوف سے وہ قسامہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث زیادہ صحیح ہے اور اس میں ابوموسیٰ کا ذکر نہیں۔''

تشریح

سورت شعراء مکی ہے مگر ''وَالشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ'' سے سورت کے آخر تک مدنی ہیں۔

اس میں ۲۲۷ آیات اور ۱۱ رکوع ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۲۲۷ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۵۵۴۲ ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ ...... (ص۱۵۳، س۲۱)

لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ: (ص۱۵۳، س۲۲) اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺ کسی کی شفاعت نہیں کریں گے۔ جب کہ دوسری احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔

جواب ①: یہ حدیث آپ ﷺ کی شفاعت کی بشارت سے پہلے کی ہے۔

جواب ②: یہاں پر ڈرانے کو اہم انداز میں ادا کرنا ہے اس لیے بغیر استثناء کے بیان فرمایا۔

سَلُوْنِیْ مِنْ مَالِیْ مَا شِئْتُمْ: (ص۱۵۳، س۲۳)

سوال: آپ ﷺ کے پاس مال تو تھا نہیں تو اس کا کیا مطلب؟

جواب ①: ابتداءً آپ غریب تھے مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال سے آپ مال دار ہو گئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَ وَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی."

جواب ②: میرے پاس مال آیا اور تم مجھ سے مانگو تو میں تم کو مال دے دوں گا مگر جہاں تک آخرت میں نجات کا تعلق ہے اس پر میں قادر نہیں ہوں۔[1]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۵۳، س۲۵)

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ: (ص۱۵۳، س۲۷) نبی کریم ﷺ نے حدیث بالا میں اپنے چچاؤں اور چچا کے بیٹوں اور قریش کی تمام شاخوں کو جمع فرما کر دعوت اسلام دی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کو ڈرایا اور اس ڈرانے میں آپ ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی شامل فرمایا۔

سوال: آپ پر تو تبلیغ دعوت پوری امت کے لیے فرض تھی یہاں پر صرف خاندان والوں کو آپ نے کیوں مخاطب کیا؟

جواب: جب قریبی رشتہ دار دعوت قبول کر لیتے ہیں تو ان کی برکت سے ہمت پیدا ہوجاتی ہے اور پھر دوسروں کی مخالفت برداشت کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

وَسَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا: (ص۱۵۳، س۳۰) اس سے راہ قرابت داری کے تعلق کو قائم کرنا ہے اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا ہے۔[2]

بِبَلَالِهَا: یہ اصل میں "بَلَلٌ" کی جمع ہے یعنی تری عرب اس لفظ کا اطلاق احسان اور حسن سلوک میں استعمال کرتے ہیں یعنی (تری) کو وصل یعنی جوڑنے کے معنی میں لیتے ہیں۔[3]

تخریج حدیث:

٣٣٢٢ - أخرجه أحمد (٦/١٣٦، ١٨٧)، ومسلم (النووي) كتاب الإيمان: باب: في قوله تعالىٰ: ﴿وانذر عشيرتك الأقربين﴾، حديث

(۳۵۰ - ۲۰۵)، والنسائي: كتاب الوصايا: باب: إذا أوصى لعشيرته الأقربين، حديث (۳٤٧٨)، من طريق هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة به.

٣٣٢٣ - أخرجه البخاري في الأدب المفرد ص ٢٣، حديث (٤٨)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: بيان أن من مات على الكفر، حديث (٣٤٨ - ٢٠٤) والنسائي: كتاب الوصايا: باب إذا أوصى لعشيرته الأقربين، حديث (٣٦٤٤)، وأخرجه أحمد (٢/٣٣٣، ٣٦٠، ٥١٩)، من طريق موسىٰ بن طلحة عن أبي هريرة به.

٣٣٢٤ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، ينظر: تحفة الأشراف (٦/٤٢٠).

(١) مظاهرحق: ٤/٨٨٧ (٢) كوكب الدرى: ٤/٢٣٠ (٣) مظاهرحق: ٤/٨٨٦

وَمِنْ سُوْرَةِ النَّمْلِ

یہ باب ہے سورۂ نمل کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٢٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَوْسِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ وَعَصَا مُوْسٰى فَتَجْلُوْ وَجْهَ الْمُؤْمِنِ وَتَخْتِمُ اَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ حَتّٰى اِنَّ اَهْلَ الْخُوَانِ لَيَجْتَمِعُوْنَ فَيَقُوْلُ هٰذَا يَا مُؤْمِنُ وَيَقُوْلُ هٰذَا يَا كَافِرُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ فِیْ دَابَّةِ الْاَرْضِ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ. (ص١٥٣، س٣٤)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دَابَّةِ الْاَرْضِ'' نکلے گا تو اس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ جس سے مؤمن کے چہرے پر لکیر کھینچے گا جس سے اس کا چہرہ چمکنے لگے گا اور کافر کی ناک پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لگا دے گا۔ یہاں تک کہ لوگ ایک دستر خوان پر جمع ہوں گے تو ایک دوسرے کو کافر اور مؤمن کہہ کر پکاریں گے۔ (یعنی دونوں میں تفریق ہو جائے گی)۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے علاوہ اور سند سے بھی ''دَابَّةِ الْاَرْضِ'' کے بیان میں نقل کرتے ہیں اور اس باب میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔''

تشریح

سورت نمل مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس میں نمل کا ذکر ہے اس لیے اس کو سورۃ النمل کہتے ہیں۔

اور اس میں ۹۴ یا ۹۵ آیات ہیں اور اس میں سات رکوع ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۱۴۹ ہے جب کہ حروف کی

تعداد ۶۷۶۷ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... (ص۱۵۳، س۳٤)

تَخْرُجُ الدَّابَّةُ: ایک عجیب قسم کا جانور ہوگا جو قیامت کے قریب صفا کی پہاڑی سے نکلے گا قرآن مجید میں اس کا ذکر آتا ہے ﴿أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ ٱلْأَرْضِ﴾ (۱) (ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گے۔"

دَابَّةِ الْاَرْضِ: مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ ساٹھ گز لمبا ہوگا چہرہ انسانوں والا ہوگا پاؤں اونٹ کے پاؤں کی طرح گردن گھوڑے کی طرح سرین ہرن کی طرح دم چیل کی طرح اوراس کے ہاتھ بندر کی طرح ہوں گے۔ (۲)

اس کے ایک ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام والا عصاء ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سلیمان علیہ السلام والی انگوٹھی ہوگی اہل ایمان کی پیشانی پر عصاء موسیٰ علیہ السلام سے لفظ مومن اور اہل کفر کی پیشانی پر سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے لفظ کافر لکھے گا۔ (۳)

تخریج حدیث:

۳۳۲۵ - أخرجه أحمد (۲/۲۹۵، ٤۹۱)، وابن ماجه (۲/۱۳۵۱): كتاب الفتن: باب: دابة الأرض، حديث (٤۰٦٦)، من طريق علي بن زيد عن أوس بن خالد عن أبي هريرة به.

(۱) سورت النمل آیت:۸۲ (۲) تفسیر مظهری (۳) مظاهرحق: ۵/۵۳، حاشیه ترمذی، تفسیر مظهری

وَمِنْ سُوْرَةِ الْقَصَصِ
یہ باب ہے سورۃ القصص کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۲٦ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَوْ لَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ بِهَا قُرَيْشٌ اِنَّمَا يَحْمِلُهٗ عَلَيْهِ الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ.

(ص۱۵٤، س۳)

تَرجَمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) سے فرمایا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہہ دیجئے تاکہ میں قیامت کے دن آپ کے متعلق ایمان کی گواہی دے سکوں۔ وہ کہنے لگے اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ قریش کہیں گے کہ (ابوطالب) نے موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے کلمہ پڑھ لیا تو میں یہ کلمہ پڑھ کر تمہاری آنکھیں

ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ ...... الآیۃ'' (بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔ القصص۔ آیت ۵۶) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یزید بن کیسان کی روایت سے جانتے ہیں۔''

تشریح

سورت قصص مکی ہے۔ مگر ''اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ. حجفه'' میں نازل ہوئی اور ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵ آیات مدنی ہیں اس سورت میں نو رکوع ہیں۔

اور اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۴۵۴ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۰۱۱ ہے۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ...... (ص۱۵٤، س۳) لِعَمِّهٖ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ: (ص۱۵٤، س۳)

آپ ﷺ کی حرص تمام ہی انسانوں کے لیے یہ تھی کہ وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں اپنے چچا ابو طالب کے لیے تو آپ بدرجہ اولیٰ فکر مند تھے کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کا ہر حال میں ساتھ دیا تھا بالآخر آپ ﷺ کی تمنا کے باوجود وہ مسلمان نہیں ہوئے معلوم ہوا کہ ہدایت کی بات کرنا اور پہنچانا تو آپ ﷺ کر سکتے ہیں مگر دل میں ایمان ڈالنا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

کیا ابو طالب مسلمان تھے؟

اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ ابوطالب کا انتقال کفر کی حالت میں ہوا ہے۔

جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ آخری وقت میں وہ مسلمان ہو گئے تھے علامہ شبلی کی بھی رائے یہ ہے کہ ابو طالب مسلمان ہو گئے تھے۔

جمہور کے قول کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ابوطالب کو جہنم کے آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے جس سے ان کا دماغ کھولے گا ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میں نہ ہوتا تو ابو طالب دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوتے۔[1]

اور بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے ''حَتّٰی قَالَ اَبُوْطَالِبٍ اٰخِرُمَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ اَبٰی اَنْ یَقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ'' [2]

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابوطالب کو برا بھلا کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے اس سے آپ ﷺ کی طبعی ایذاء کا احتمال ہے۔[3]

تخریج حدیث:

۳۳۲٦ - أخرجه أحمد (٢/٤٣٤، ٤٤١)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: الدليل على صحة إسلام من حضره الموت، حديث (٤٢ - ٢٥)، من

طريق يزيد بن كيسان عن أبي حازم الأشجعي عن أبي هريرة به.

(۱) حاشیه سیرت النبی: ۱/۱۵۰ (۲) بخاری، مسلم (۳) معارف القرآن بحواله روح المعانی

وَمِنْ سُوْرَةِ الْعَنْكَبُوْتِ

یہ باب ہے سورۃ العنکبوت کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدٍ قَالَ اُنْزِلَتْ فِيَّ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ قِصَّةً وَقَالَتْ اُمُّ سَعْدٍ اَلَيْسَ قَدْ اَمَرَ اللّٰهُ بِالْبِرِّ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا اَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى اَمُوْتَ اَوْ تَكْفُرَ قَالَ فَكَانُوْا اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يُّطْعِمُوْهَا شَجَرُوْا فَاهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ اَلْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵٤، س۵)

ترجمہ: ''حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے متعلق چار آیتیں نازل ہوئیں پھر قصہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک مر نہ جاؤں یا پھر تم دوبارہ کفر نہ کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ جب انہیں کچھ کھلانا ہوتا تو منہ کھول کر کھلایا کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ......الآية'' (اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے جسے تو جانتا بھی نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔ العنکبوت۔ آیت ۸) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۳۲۸ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِيْ صَغِيْرَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اُمِّ هَانِيءٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ قَالَ كَانُوْا يَخْذِفُوْنَ اَهْلَ الْاَرْضِ وَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ حَاتِمِ بْنِ اَبِيْ صَغِيْرَةَ عَنْ سِمَاكٍ. (ص۱۵٤، س۸)

ترجمہ: ''حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت ''وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ'' (اور تم کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام۔ العنکبوت۔ آیت ۲۹) کی تفسیر میں نقل کرتی ہیں کہ وہ لوگ زمین والوں پر کنکریاں پھینکتے تھے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن ہے ہم اس حدیث کو صرف حاتم بن ابی صغیرہ کی روایت سے جانتے ہیں اور وہ سماک سے روایت کرتے ہیں۔''

تشریح

سورت عنکبوت مکی ہے اور اس میں ٦٧ آیات اور سات رکوع ہیں۔

وجہ تسمیہ: اس میں عنکبوت (مکڑی) کا ذکر ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۹۸۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۱۴۵ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص١٥٤، س٥)

لَا أَطْعَمُ طَعَامًا: (ص١٥٤، س٧) ایک روایت کے مطابق تین دن تک کچھ نہیں کھایا۔ (١)

"معالم التنزیل" میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ نے دو دن اور دو رات تک کچھ نہیں کھایا پیا اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اماں جان اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں سو روحیں بھی ہوتیں اور ایک ایک کر کے میرے سامنے نکلتی رہتیں تب بھی میں اپنا دین (اسلام) نہ چھوڑتا اب تم چاہو کھاؤ پیو یا اسی حالت میں مر جاؤ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ان باتوں کو سن کر ان کی والدہ نے کھانا پینا شروع کر دیا۔ (٢)

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: (ص١٥٤، س٩)

وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ: (ص١٥٤، س١٠) قرآن نے "نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ" کی تعیین نہیں کی مگر اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ گناہ جو اپنی ذات میں گناہ ہے اس کو اگر علانیہ بے پروائی کے ساتھ کیا جائے تو یہ دوسرا مستقل گناہ ہو جاتا ہے۔

بعض روایات میں ان گناہوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو قوم لوط اپنی مجلس میں کیا کرتے تھے مثلاً لوگوں کو پتھر مارنا اور ان کا استہزاء کرنا جیسے کہ حدیث بالا سے بھی معلوم ہو رہا ہے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی مجلسوں میں ریح چھوڑتے تھے اور بقول مجاہد یہ لوگ بے شرمی کے ساتھ اپنی مجلسوں میں مردوں کے ساتھ برا فعل کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مفسرین نے کئی گناہ ان کے اور بھی شمار کروائے ہیں۔ (٣)

تخریج حدیث:

٣٣٢٧ - أخرجه البخاري في الأدب المفرد ص ١٦، حديث (٢٤)، ومسلم كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم: باب: في فضل سعد بن أبي وقاص - رضي الله عنه - حديث (٤٤ - ١٧٤٨)، وأخرجه أحمد (١/١٨١، ١٨٥)، وعبد بن حميد ص ٧٤، ٧٥ حديث (١٣٢)، من طريق مصعب بن سعد عن سعد بن أبي وقاص به.

٣٣٢٨ - أخرجه أحمد (٦/٣٤١، ٤٢٤).

---

(١) شرح مسلم للنووی، روح المعانی: ٢٠/١٣٩ (٢) معالم التنزیل: ٣/٤٦١ (٣) معالم التنزیل: ٣/٤٦٦، وکذا روح المعانی، انوار البیان: ٤/٣٩٥

وَمِنْ سُوْرَةِ الرُّوْمِ

یہ باب ہے سورۂ روم کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۲۹ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ فَاَعْجَبَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَنَزَلَتْ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اِلٰى قَوْلِهٖ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ قَالَ فَفَرِحَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِظُهُوْرِ الرُّوْمِ عَلٰى فَارِسَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ هٰكَذَا قَرَأَ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ غَلَبَتِ الرُّوْمُ. (ص۱۵٤، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر رومی اہل فارس پر غالب آ گئے تو مومنوں کو یہ چیز اچھی لگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ...... الآية'' (الم مغلوب ہو گئے رومی، ملتے ہوئے ملک میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں سب، کام پہلے اور پچھلے اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے، مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے روم آیت: ۱، ۵) چنانچہ مومن اہل روم کے فارس پر غالب ہو جانے پر خوش ہو گئے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ نصر بن علی ''غُلِبَتِ الرُّوْمُ'' ہی پڑھتے تھے۔''

۳۳۳۰ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِیْ عُمْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَى الْاَرْضِ قَالَ غُلِبَتْ وَغَلَبَتْ قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّظْهَرَ اَهْلُ فَارِسَ عَلَى الرُّوْمِ لِاَنَّهُمْ وَاِيَّاهُمْ اَهْلُ الْاَوْثَانِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّظْهَرَ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ لِاَنَّهُمْ اَهْلُ كِتَابٍ فَذَكَرُوْهُ لِاَبِیْ بَكْرٍ فَذَكَرَهٗ اَبُوْبَكْرٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُمْ سَيَغْلِبُوْنَ فَذَكَرَهٗ اَبُوْبَكْرٍ لَهُمْ فَقَالُوْا اِجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ اَجَلًا فَاِنْ ظَهَرْنَا كَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا وَاِنْ ظَهَرْتُمْ كَانَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَجَعَلَ اَجَلًا خَمْسَ سِنِيْنَ فَلَمْ يَظْهَرُوْا فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَّا جَعَلْتَهٗ اِلٰى دُوْنِ قَالَ اَرَاهُ الْعَشْرَ قَالَ قَالَ سَعِيْدٌ وَالْبِضْعُ مَا دُوْنَ الْعَشْرِ قَالَ ثُمَّ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ بَعْدُ قَالَ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اِلٰى قَوْلِهٖ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاءُ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُ اَنَّهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ.

(ص۱۵٤، س۱۳)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ...... الآیۃ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں طرح پڑھا گیا "غُلِبَت اور غَلَبَت" مشرکین اہل فارس کی رومیوں پر برتری سے خوش ہوتے تھے کیونکہ وہ دونوں بت پرست تھے جب کہ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی غالب ہو جائیں کیونکہ وہ اہل کتاب تھے۔ لوگوں نے اس کا تذکرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب رومی غالب ہو جائیں گے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے اس کا ذکر کیا تو کہنے لگے ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کر لو اور اگر اس مدت میں ہم غالب ہو گئے تو ہم تمہیں اتنا اتنا دیں گے اور اگر تم لوگ (اہل روم) پر غالب ہو گئے تو ہم تمہیں اتنا اتنا دیں گے۔ چنانچہ پانچ برس کی مدت متعین کر دی گئی۔ لیکن اس مدت میں روم غالب نہ ہوئے۔ جب اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم نے زیادہ مدت کیوں مقرر نہیں کی۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس کے قریب کہا۔ سعید کہتے ہیں کہ بضع دس سے کم کو کہتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد روم، اہل فارس پر غالب آ گئے "الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ...... الآیۃ" سے یہی مراد ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ اہل روم غزوۂ بدر کے دن غالب ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔"

۳۳۳۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ ثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُمَحِیُّ ثَنِی ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِیُّ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ فِیْ مُنَاحَبَةِ الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اَلَّا احْتَطْتَّ یَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ الْبِضْعَ مَا بَیْنَ ثَلَاثٍ اِلٰی تِسْعٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

(ص۱۵۴، س۲۰)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تم نے شرط لگانے میں "الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ......الآیۃ" کی احتیاط کیوں نہیں کی۔ حالانکہ "بضع" تین سے نو تک کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ زہری اس حدیث کو عبید اللہ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔"

۳۳۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ نَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ ثَنِیْ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ نِیَارِ بْنِ مُکْرَمٍ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ فَکَانَتْ فَارِسُ یَوْمَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ قَاهِرِیْنَ لِلرُّوْمِ وَکَانَ الْمُسْلِمُوْنَ یُحِبُّوْنَ ظُهُوْرَ الرُّوْمِ عَلَیْهِمْ لِاَنَّهُمْ وَاِیَّاهُمْ اَهْلُ کِتَابٍ وَفِیْ ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَیَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ وَکَانَتْ قُرَیْشٌ تُحِبُّ ظُهُوْرَ فَارِسَ

لِاَنَّهُمْ وَاِيَّاهُمْ لَيْسُوْا بِاَهْلِ كِتَابٍ وَلَا اِيْمَانٍ بِبَعْثٍ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ خَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ يَصِيْحُ فِيْ نَوَاحِيْ مَكَّةَ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ قَالَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَذٰلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ زَعَمَ صَاحِبُكَ اَنَّ الرُّوْمَ سَتَغْلِبُ فَارِسًا فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ اَفَلَا نُرَاهِنُكَ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ بَلٰى وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الرِّهَانِ فَارْتَهَنَ اَبُوْبَكْرٍ وَّالْمُشْرِكُوْنَ وَتَوَاضَعُوا الرِّهَانَ وَقَالُوْا لِاَبِيْ بَكْرٍ كَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ اِلٰى تِسْعِ سِنِيْنَ فَسَمِّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ وَسَطًا تَنْتَهِيْ اِلَيْهِ قَالَ فَسَمَّوْا بَيْنَهُمْ سِتَّ سِنِيْنَ قَالَ فَمَضَتِ السِّتُّ سِنِيْنَ قَبْلَ اَنْ يَّظْهَرُوْا فَاَخَذَ الْمُشْرِكُوْنَ رَهْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ فَعَابَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ تَسْمِيَةَ سِتِّ سِنِيْنَ قَالَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ قَالَ وَاَسْلَمَ عِنْدَ ذٰلِكَ نَاسٌ كَثِيْرٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الزِّنَادِ. (ص۱۵٤، س۲۳)

ترجمہ: ”حضرت نیار بن مکرم اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ”الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ...... الآیۃ“ نازل ہوئی تو اہل فارس اہل روم پر غالب تھے اور مسلمان اہل فارس کو مغلوب دیکھنے کے خواہش مند تھے اس لئے کہ رومی اہل کتاب تھے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ ...... الآیۃ“ (اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد پر وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا۔ الروم: آیت ۴، ۵) جبکہ قریش کی چاہت تھی کہ اہل فارس ہی غالب رہیں کیونکہ وہ اور قریش دونوں نہ اہل کتاب تھے اور نہ کسی نبوت پر ایمان رکھنے والے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ آیات زور زور سے پڑھتے ہوئے گھومنے لگے۔ مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شرط ہے۔ تمہارے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا ہے کہ چند سال میں رومی اہل فارس پر غالب آ جائیں گے کیا ہم تم سے اس پر شرط نہ لگائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ اور یہ شرط کے حرام ہونے سے پہلے کا قصہ ہے۔ اس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مشرکین کے درمیان شرط لگ گئی اور دونوں نے اپنا اپنا شرط کا مال کسی جگہ رکھوا دیا۔ پھر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ”بضع“ تین سے نو تک کے عدد کو کہتے ہیں لہٰذا ایک درمیانی مدت مقرر کر لو۔ چنانچہ چھ سال کی مدت طے ہوگئی لیکن اس مدت میں روم غالب نہ آ سکے۔ اس پر مشرکین نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مال لے لیا پھر جب ساتواں سال شروع ہوا تو رومی۔ فارسیوں پر غالب آ گئے۔ اس طرح مسلمانوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے چھ سال کی مدت کیوں طے کی تھی۔ انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ”بِضْعِ سِنِيْنَ“ فرمایا: راوی کہتے ہیں کہ اس موقع پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالرحمن بن ابی زناد کی روایت سے جانتے ہیں۔“

تشریح

وجہ تسمیہ: جیسا کہ ابتدائی آیت سے ظاہر ہے کہ اس میں روم کا تذکرہ ہے اس لیے اس کا نام سورت روم ہے۔
سورت روم مکی ہے۔
اس میں ۵۶ یا ۵۷ آیات اور چھ رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۱۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۵۳۰ ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ...... (ص۱۵٤، س۱۱)

لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ: ''معالم التنزیل'' میں ہے واقعہ حدیبیہ کے سال اہل روم اہل فارس پر غالب آئے تھے۔ [1]

مگر روح المعانی نے غزوۂ بدر کے سال ہی اہل روم کی فتح بتائی ہے۔ [2]

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: (ص۱۵٤، س۱۳) ﴿الٓمٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّومُ ﴿٢﴾ فِيٓ أَدْنَى الْأَرْضِ﴾ [3] (ص۱۵٤، س۱٤) (الم رومی مغلوب ہو گئے نزدیک کی زمین پر۔)

كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّظْهَرَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہل روم اور فارس کی جنگ ہوئی چناں چہ اہل فارس مشرک تھے ان کا بادشاہ کسریٰ تھا اور رومیوں کا بادشاہ قیصر کہلاتا تھا یہ لوگ اہل کتاب تھے اہل اسلام کی خواہش یہ تھی کہ روم والے غالب آ جائیں کیونکہ یہ اہل کتاب تھے اور مشرکین کی تمنا یہ تھی کہ فارس والے غالب آ جائیں کیونکہ وہ قریش مکہ کے ہم مذہب تھے یہ جنگ مقام اذرعات اور بصریٰ میں ہوئی تھی جو ملک شام کا علاقہ ہے اور سرزمین عرب سے قریب ہے جس میں اہل روم رہتے تھے مگر اس جنگ میں اہل فارس رومیوں پر غالب آ گئے اس بات سے کفارِ مکہ تو بہت خوش تھے اور یہاں تک کہا کہ اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو ہم بھی تم پر ایسے ہی غالب ہو جائیں گے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ ابھی تو اہل فارس غالب آئیں ہیں مگر عنقریب اہل روم غالب آ جائیں گے۔ [4]

اِجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ اَجَلًا: (ص۱۵٤، س۱۷) جب اہل روم کے فتح کی خبر قرآن مجید نے دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف جو مشرکین کے سرداروں میں سے تھا اس کو یہ بات بتائی اس نے ماننے سے انکار کر دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ کے دشمن ہم شرط لگا لیں تین سال کی شرط لگائی اور دس دس اونٹ پر یہ معاہدہ کر لیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر اس بات کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بضع سنین فرمایا ہے جو تین سے لے کر نو سال کے درمیان کے لیے بولا جاتا ہے لہٰذا تم مدت بڑھا لو اور اس لینے دینے میں بھی اضافہ کر لو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدت نو سال کر دی اور دس اونٹ کے بجائے سو اونٹ پر معاہدہ کر لیا۔ [5]

ابی بن خلف کو یہ خوف ہوا کہ کہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے باہر نہ چلے جائیں تو اس نے کہا کہ مجھے تم کوئی ضامن دے دو

اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن [٦] کو اور بعض روایات میں ہے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر کو ضامن بنا دیا۔ [٧]

کچھ عرصے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے جب غزوۂ احد کے لیے ابی بن خلف نکلنے لگا تو عبداللہ بن ابی بکر نے کہا تو مجھے ضامن دے کہ تمہارے ہارنے پر اس سے سو اونٹ وصول کرلوں چناں چہ اس نے ایک آدمی کو اپنا ضامن بنا دیا۔

ساتویں سال میں جب اہل روم غالب آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ شرط جیت گئے تو ابی بن خلف کے وارثوں سے سو اونٹ وصول کر لیے گئے [٨] جب یہ معاہدہ ہوا تھا اس وقت قمار (جوا) یعنی اس طرح شرط لگانا حرام نہیں ہوا تھا مگر جب مال وصول ہوا اس وقت یہ حرام ہو چکا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر اس مال کو صدقہ کر دو۔

تخریج حدیث:

٣٣٢٩ - تقدم تخريجه.

٣٣٣٠ - أخرجه أحمد (١/٢٧٦، ٣٠٤).

٣٣٣١ - تفرد به الترمذي كما في التحفة (٥/٧٠)، حديث (٥٨٥٦).

٣٣٣٢ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٩/٦٥)، حديث (١١٧١٩).

(١) معالم التنزيل: ٣/٤٧٥ (٢) روح المعانى (٣) سورت الروم آيت: ١، ٣ (٤) معالم التنزيل (٥) انوار الميزان وكذا حاشية كوكب الدرى: ٤/٢٣٤ (٦) روح المعانى (٧) معالم التنزيل: ٣/٤٥٥ (٨) کیونکہ ابی بن خلف کی موت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ احد میں نیزہ مارنے سے ہوئی تھی جو ۳ھ کا واقعہ ہے۔

وَمِنْ سُوْرِةِ لُقْمَانَ

یہ باب ہے سورۂ لقمان کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٣٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِىْ تِجَارَةٍ فِيْهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ وَفِىْ مِثْلَ هٰذَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ وَالْقَاسِمُ ثِقَةٌ وَعَلِىُّ بْنُ يَزِيْدَ يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيْثِ قَالَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ.

(ص١٥٤، س٣٢)

ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانے والی باندیوں کی خرید وفروخت نہ کیا کرو۔ اور نہ انہیں گانا سکھایا کرو اور یہ بھی جان لو کہ ان کی تجارت میں بہتری نہیں پھر ان کی قیمت بھی حرام ہے اور یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ...... الآیۃ'' (اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تاکہ بن سمجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکائیں اور اس کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ لقمان۔ آیت ٦) یہ حدیث غریب ہے اور اس حدیث کو قاسم، ابوامامہ سے نقل کرتے ہیں۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قاسم ثقہ اور علی بن یزید ضعیف ہیں۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: حضرت لقمان کا واقعہ موجود ہونے کی وجہ سے اس سورت کو سورت لقمان کہتے ہیں۔

سورت لقمان مکی ہے۔ مگر ''وَلَوْ اَنَّ مَافِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ'' دو آیات مدنی ہیں اس میں ۳۴ آیات اور چار رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۵۴۸ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۲۱۱۰ ہے۔

قُتَیْبَةُ نَا بَکْرُ: (ص١٥٤، س٣٢)

مِثْلَ هٰذَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ: (ص١٥٤، س٣٤)

شان نزول: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا شان نزول یہ بیان فرمایا ہے کہ نضر بن حارث نے ایک گانا گانے والی باندی خریدی تھی جو شخص بھی اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرتا اس کو وہ اس باندی کا گانا سنواتا اور پھر کہتا یہ بہتر ہے یا وہ باتیں جن کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعوت دیتے ہیں۔[۱]

بعض مفسرین نے کہا کہ ابن خطل نے ایک گانے والی باندی خریدی تھی جو مسلمانوں کو اور اسلام کو برے الفاظ سے ذکر کرتی تھی۔

لَهْوَ الْحَدِیْثِ: (ص١٥٤، س٣٤) بقول حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ''هُوَ کُلُّ مَایُشْغِلُكَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَ ذِكْرِهٖ.'' جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر سے روکے ''لَهْوَ الْحَدِیْثِ'' ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''لَهْوَ الْحَدِیْثِ'' سے مراد گانا ہے۔[۲]

تخریج حدیث:

٣٣٣٣ - تقدم تخریجه.

---

(۱) یہ حدیث ابواب البیوع باب کراهیة بیع المغنیات میں گذر چکی ہے۔ (۲) معالم التنزیل: ٣/٤٩٠

وَمِنْ سُوْرَةِ السَّجْدَةِ

یہ باب ہے سورۃ السجدہ کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۳۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ نَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْاُوَیْسِیُّ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةَ تَتَجَا فٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ نَزَلَتْ فِیْ اِنْتِظَارِ الصَّلٰوةِ الَّتِیْ تُدْعَی الْعَتَمَةُ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۵۵، س۱)

تَرْجَمَہ: ’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ’’تَتَجَا فٰی جُنُوْبُهُمْ ...... الآیۃ‘‘ (جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے۔ السجدہ آیت ۱۶) اس نماز کے انتظار میں نازل ہوئی جسے عتمہ (یعنی عشاء کی نماز) کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔‘‘

۳۳۳۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِی الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَتَصْدِیْقُ ذٰلِكَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۵۵، س۳)

تَرْجَمَہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسا انعام (جنت) تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے ان نعمتوں کے متعلق سنا اور نہ کسی کے دل میں ان چیزوں کا خیال آیا۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ ......‘‘ (پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے۔ السجدہ۔ آیت ۱۷) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔‘‘

۳۳۳۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِیْفٍ وَعَبْدِالْمَلِكِ هُوَ ابْنُ اَبْجَرَ سَمِعَا الشَّعْبِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ الْمُغِیْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَرْفَعُهٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مُوْسٰی سَاَلَ رَبَّهٗ فَقَالَ اَیْ رَبِّ اَیُّ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَدْنٰی مَنْزِلَةً قَالَ رَجُلٌ یَاْتِیْ بَعْدَ مَا یَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَیُقَالُ لَهٗ اُدْخُلْ فَیَقُوْلُ كَیْفَ اَدْخُلُ وَقَدْ نَزَلُوْا مَنَازِلَهُمْ وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ قَالَ فَیُقَالُ لَهٗ اَتَرْضٰی اَنْ یَّكُوْنَ لَكَ مَا كَانَ لِمَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ اَیْ رَبِّ قَدْ رَضِیْتُ فَیُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ هٰذَا وَمِثْلَهٗ وَمِثْلَهٗ وَمِثْلَهٗ فَیَقُوْلُ قَدْ رَضِیْتُ اَیْ رَبِّ فَیُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ هٰذَا وَعَشْرَةَ اَمْثَالِهٖ فَیَقُوْلُ رَضِیْتُ اَیْ رَبِّ فَیُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَعَ هٰذَا مَا

اشۡتَهَتۡ نَفۡسُكَ وَلَذَّتۡ عَيۡنُكَ هٰذَا حَدِيۡثٌ حَسَنٌ صَحِيۡحٌ وَرَوٰى بَعۡضُهُمۡ هٰذَا الۡحَدِيۡثَ عَنِ الشَّعۡبِيِّ عَنِ الۡمُغِيۡرَةِ وَلَمۡ يَرۡفَعۡهُ وَالۡمَرۡفُوۡعُ اَصَحُّ. (ص۱۵۵، س۵)

ترجمہ: "شعبی کہتے ہیں کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے رب جنتیوں میں سب سے کم درجے والا کون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص جو جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ۔ وہ کہے گا کہ کیسے داخل ہو جاؤں سب لوگوں نے اپنے لئے گھر اور اپنی لینے کی چیزیں لے لی ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہیں وہ کچھ عطا کر دیا جائے جو دنیا میں ایک بادشاہ کے پاس ہوا کرتا تھا؟ وہ کہے گا۔ ہاں میں راضی ہوں۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے یہ اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل ہے۔ وہ کہے گا اے رب میں راضی ہوگیا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تمہارے لئے یہ سب کچھ اور اس سے دس گنا زیادہ ہے۔ وہ عرض کرے گا اے اللہ تعالیٰ میں راضی ہوں۔ پھر کہا جائے گا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہر وہ چیز بھی جو تیرا جی چاہے اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت حاصل ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض راوی یہ حدیث شعبی سے اور وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل نہیں کرتے ہیں حالانکہ مرفوعاً زیادہ صحیح ہے۔"

تشریح

وجہ تسمیہ: آیت سجدہ کی وجہ سے اس کا نام سورت سجدہ ہے۔

سورت سجدہ مکی ہے اس میں ۳۰ آیات ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۸۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۵۱۸ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبۡدُاللّٰهِ بۡنُ اَبِىۡ زِيَادٍ: (ص۱۵۵، س۱)

تَتَجَا فٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ: (ص۱۵۵، س۲) اس سے کون سی نماز مراد ہے؟ اس میں مفسرین کے چند اقوال ہیں مثلاً ① صاحب ترمذی نے جو روایت نقل کی ہے اس سے نماز عشاء مراد لی ہے ② بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے وہ نوافل جو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھتے ہیں۔ ③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو لوگ رات کو جب ان کی آنکھ کھلے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں لیٹے بیٹھے کروٹ پر وہ سب اس میں داخل ہیں۔ ④ حضرت ابوالدرداء قتادۃ اور ضحاک رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں اس سے مراد ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے ادا کریں اور پھر صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ ⑤ جمہور مفسرین جن میں حضرت حسن بصری، مجاہد، مالک، اوزاعی ہیں ان کے نزدیک اس سے مراد تہجد کی نماز ہے۔

اور کئی روایات سے اس آخری بات کی تائید بھی ہوتی ہے مثلاً حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ

ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا صبح کے وقت میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا عمل بتلا دیں جو مجھے جنت میں داخل کروا دے اور جہنم سے دور کر دے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ایک بڑی خیر کا سوال کیا ہے مگر جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کر دے اس کے لیے وہ آسان ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو نماز قائم کرو زکوۃ ادا کرو رمضان کے روزے رکھو بیت اللہ کا حج کرو پھر فرمایا کہ میں تمہیں نیکی کے ابواب بتلا دیتا ہوں روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کی آگ بجھا دیتا ہے درمیانی رات کی نماز اس کے بعد آپ نے ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ [1] (ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہے۔) آیت تلاوت فرمائی۔

علامہ ابن کثیر اور دوسرے مفسرین نے ان اقوال کو نقل کر کے فرمایا کہ ان اقوال میں کوئی تضاد نہیں ہے یہ آیت سب کو شامل ہے۔ [2] (واللہ اعلم بالصواب)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص۱۵۵، س۳)

مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ: (ص۱۵۵، س۴) یعنی جنت کے اعلیٰ مظاہر، شکل وصورت آوازیں وغیرہ مراد ہیں ان جیسی شکلیں اور صورتیں اس دنیا میں نہ دیکھی گئی ہیں اور نہ ہی سنی جاسکتی ہیں۔

وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ: (ص۱۵۵، س۴) جنت کی آوازوں میں جو مٹھاس اور دلکشی ہوگی اس دنیا میں نہ کسی نے سنی یا نہ کبھی سنی جاسکتی ہیں۔

وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ: جنت کی نعمتوں اور لذتوں سے حاصل ہونے والی راحت واطمینان وغیرہ کا تصور اس دنیا میں ممکن نہیں۔

مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ: (ص۱۵۵، س۴) بعض اہل لغت فرماتے ہیں کہ "قُرَّة" یہ "قَرّ" سے ماخوذ ہے بمعنی قرار۔ آنکھ جب اپنی محبوب چیز کو دیکھتی ہے تو اس کو قرار آتا ہے پھر وہ کسی اور کی طرف مائل نہیں ہوتی اس وقت میں آنکھوں کو خاص قسم کا سکون و آرام نصیب ہوتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ "قُرَّة" قُرّ سے ماخوذ ہے بمعنی ٹھنڈک، مراد ٹھنڈک سے مخصوص لذت اور سکون ہے جب آنکھ اپنے مطلوب ومقصود کو حاصل کر لیتی ہے تو اسے ایک خاص قسم کا سکون ملتا ہے اسی وجہ سے اولاد کو "قُرَّةُ اَعْيُنٍ" کہا جاتا ہے۔ [3]

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص۱۵۵، س۵) سَاَلَ رَبَّهٗ فَقَالَ اَیْ رَبِّ اَیُّ اَهْلِ الْجَنَّةِ: (ص۱۵۵، س۵)

مثلہ، مثلہ، مثلہ یہاں پر تین بار تکرار ہے مگر مسلم شریف میں پانچ مرتبہ تکرار نقل کیا گیا ہے۔ [4]

فَاِنَّ لَكَ مَعَ هٰذَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ: (ص۱۵۵، س۹) ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت اس طرح بیان فرمائی گئی ہے۔

"رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَرَدْتُّ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدَیَّ وَ خَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَعَيْنٌ

وَلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَاتَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ.'' (۵)

تخریج حدیث:

٣٣٣٤ - تفرد به الترمذي ينظر التحفة (١/٤٢٩)، حديث (١٦٦٢).

٣٣٣٥ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الخلق: باب: ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، حديث (٣٢٤٤) وأطرافه في (٤٧٧٩، ٤٧٨٠، ٧٤٩٨)، ومسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها: باب ...... حديث (٢/٢٨٢٤)، والحميدي (٢/٤٨٠)، حديث (١١٣٣) من طريق الأعرج عن أبي هريرة به.

٣٣٣٦ - أخرجه مسلم: كتاب الإيمان: باب: أو فى أهل الجنة منزلة فيها، حديث (٣١٢، ٣١٣/١٨٩)، والحميدي (٢/٣٣٥) حديث (٧٦١) من طريق الشعبي عن المغيرة بن شعبة به.

(١) سورت السجدة آيت: ١٦ (٢) ابن كثير: ٣/٤٥٩ (٣) مظاهرحق: ٥/٢٠٢ (٤) مسلم شريف (٥) مسلم شريف

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ

یہ باب ہے سورۂ احزاب کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٣٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نَا صَاعِدٌ الْحَرَّانِیُّ نَا زُهَيْرٌ نَا قَابُوْسُ بْنُ اَبِیْ ظَبْيَانَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ اَرَاَيْتَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِیْ جَوْفِهٖ مَا عَنٰى بِذٰلِكَ قَالَ قَامَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يُصَلِّیْ فَخَطَرَ خَطْرَةً قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ مَعَهٗ اَلَا تَرٰى اَنَّ لَهٗ قَلْبَيْنِ قَلْبًا مَعَكُمْ وَقَلْبًا مَعَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِیْ جَوْفِهٖ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ نَا زُهَيْرٌ نَحْوَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۵۵، س۱۰)

ترجمہ: ''ابوظبیان کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے ''مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ ...... الآية'' (اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے۔ الاحزاب۔ آیت ۴) انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی چیز بھول گئے چنانچہ منافقین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہنے لگے تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ ان کے دو دل ہیں۔ ایک تمہارے ساتھ اور ایک کسی اور کے ساتھ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ ...... الآية'' عبد بن حمید بھی احمد بن یونس سے اور وہ زہیر سے اسی کی مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

٣٣٣٨ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

قَالَ عَمِّیْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ سُمِّیْتُ بِهٖ لَمْ یَشْهَدْ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَبُرَ عَلَیْهِ فَقَالَ اَوَّلُ مَشْهَدٍ قَدْ شَهِدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غِبْتُ عَنْهُ اَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ اَرَانِی اللّٰهُ مَشْهَدًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَرَیَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ قَالَ فَهَابَ اَنْ یَّقُوْلَ غَیْرَهَا فَشَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ مِنَ الْعَامِ الْقَابِلِ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ یَا اَبَا عَمْرٍو اَیْنَ قَالَ وَاهًا لِرِیْحِ الْجَنَّةِ اَجِدُهَا دُوْنَ اُحُدٍ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ فَوُجِدَ فِیْ جَسَدِهٖ بِضْعٌ وَّثَمَانُوْنَ مِنْ بَیْنِ ضَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمْیَةٍ قَالَتْ عَمَّتِی الرُّبَیِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ فَمَا عَرَفْتُ اَخِیْ اِلَّا بِبَنَانِهٖ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلاً هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۵۵، س۱۳)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا وہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے اور یہ بات ان پر بہت گراں گزری۔ وہ کہنے لگے کہ پہلی جنگ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے میں نہ جا سکا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ آئندہ مجھے کسی جنگ میں شریک کریں تو دیکھیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ کہنے سے ڈر گئے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوئے جو ایک سال بعد ہوا۔ وہاں راستے میں انہیں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے فرمایا: اے ابوعمرو (انس) کہاں جا رہے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واہ واہ میں احد میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ پھر انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر چوٹ، نیزے اور تیروں کے اسی (۸۰) سے زیادہ زخم تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میری پھوپھی ربیع بنت نضر کہتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کی لاش صرف انگلیوں کے پوروں سے پہچان سکی اور پھر یہ آیت نازل ہوئی ''رِجَالٌ صَدَقُوْا ...... الآیة'' (ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ انہوں نے سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے پھر کوئی تو ان سے پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا ہے اور بدلا نہیں ایک ذرہ۔ الاحزاب آیت ۲۳) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۳۳۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا حُمَیْدٌ الطَّوِیْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَمَّهٗ غَابَ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِکِیْنَ لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِیْ قِتَالًا لِلْمُشْرِکِیْنَ لَیَرَیَنَّ اللّٰهُ کَیْفَ اَصْنَعُ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ انْکَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْكَ مِمَّا جَاءُوْ بِهٖ هٰؤُلَاءِ یَعْنِی الْمُشْرِکِیْنَ وَاَعْتَذِرُ اِلَیْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ یَعْنِیْ اَصْحَابَهٗ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَلَقِیَهٗ سَعْدٌ فَقَالَ یَا اَخِیْ مَا فَعَلْتَ اَنَا مَعَكَ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَصْنَعَ مَا صَنَعَ فَوُجِدَ فِیْهِ بِضْعًا وَّثَمَانِیْنَ بَیْنَ ضَرْبَةٍ

بِسَيْفٍ وَطَعْنَةٍ بِرُمْحٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ فَكُنَّا نَقُوْلُ فِيْهِ وَفِيْ اَصْحَابِهٖ نَزَلَتْ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ قَالَ يَزِيْدُ يَعْنِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاسْمُ عَمِّهٖ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ. (ص۱۵۵، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا جنگ بدر میں شریک نہ ہوسکے تو کہنے لگے کہ پہلی جنگ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی میں اس میں شامل نہیں ہوا اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی جنگ میں شریک ہونے کا موقع دیں تو دیکھیں کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ جنگ احد ہوئی تو مسلمان شکست کھا گئے اور اس موقع پر انہوں نے کہا: اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس بلا سے پناہ مانگتا ہوں جسے یہ مشرک لائے ہیں۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل پر معذرت چاہتا ہوں۔ پھر بڑھے (یعنی انس بن نضر رضی اللہ عنہ) تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا بھائی آپ نے کیا کیا؟ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں لیکن (سعد کہتے ہیں کہ) میں وہ نہ کرسکا جو انہوں نے کیا۔ ان کے جسم پر تلوار، نیزے اور تیر کے اسی (۸۰) سے زیادہ زخم تھے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ''فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ...... الآیة'' یزید کہتے ہیں کہ اس سے مراد پوری آیت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا کا نام انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہے۔''

۳۳۴۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُالْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ يَحْيٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ اَلَا اُبَشِّرُكَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاِنَّمَا رُوِىَ هٰذَا عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ. (ص۱۵۵، س۲۳)

ترجمہ: ''حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہے۔ جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ اس حدیث کو موسیٰ بن طلحہ بھی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔''

۳۳۴۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ مُوْسٰى وَعِيْسٰى ابْنَيْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِمَا طَلْحَةَ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِاَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ سَلْهُ عَنْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ مَنْ هُوَ وَكَانُوْا لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلٰى مَسْئَلَتِهٖ يُوَقِّرُوْنَهٗ وَيَهَابُوْنَهٗ فَسَاَلَهُ الْاَعْرَابِيُّ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اِنِّيْ اِطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ فَلَمَّا رَاٰنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ بْنِ بُكَيْرٍ. (ص۱۵۵، س۲۵)

ترجمہ: ''حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک اعرابی سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ جولوگ اپنا کام کر چکے ہیں وہ کون ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سوال پوچھنے کی جرأت نہیں رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرتے تھے۔ جب اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے رخ پھیرلیا۔ پھراس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے رخ پھیرلیا۔ اس نے تیسری مرتبہ یہی پوچھا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، میرے بدن پر سبز کپڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اعرابی نے عرض کیا میں ہوں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ) ان لوگوں میں سے ہے جو اپنا کام کر چکے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یونس بن بکیر کی روایت سے جانتے ہیں۔''

۳۳۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَأَبِيْ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تَسْتَعْجِلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَايَ لَمْ يَكُوْنَا لِيَاْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ حَتّٰى بَلَغَ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا قُلْتُ فِيْ اَيِّ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَفَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا اَيْضًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ. (ص۱۵۵، س۲۹)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا میں تم سے ایک بات کہتا ہوں تم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی کا حکم نہیں دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ ...... الآية'' (اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک بختوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے۔ الاحزاب آیت: ۲۸، ۲۹) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

اس میں کس چیز کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کروں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ پھر دوسری ازواج نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ زہری بھی اس حدیث کو عروہ سے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں۔''

٣٣٤٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَصْبَهَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ رَبِيْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا فِىْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَجَلَّلَهٗ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِىْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاَنَا مَعَهُمْ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ قَالَتْ اَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَاَنْتِ عَلٰى خَيْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ. (ص١٥٥، س٣٤)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن ابوسلمہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب ہیں فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ ...... الآية'' (اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کرے۔ الاحزاب۔ آیت ۳۳) تو آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور ان سب پر ایک چادر ڈال دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے پھر ان پر بھی چادر ڈال دی اور عرض کیا یا اللہ تعالیٰ یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے گناہ کی نجاست دور کر دے اور ان کو بخوبی پاک کر دے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں (یعنی چادر میں آنے کا ارادہ کیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جگہ رہو تم خیر پر ہو۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ علماء اس حدیث کو عمر بن ابوسلمہ سے نقل کرتے ہیں۔''

٣٣٤٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ نَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ اِذَا خَرَجَ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اَلصَّلٰوةَ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِى الْحَمْرَاءِ وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَاُمِّ سَلَمَةَ. (ص١٥٦، س٣)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ ماہ تک یہ عادت رہی کہ جب فجر کی نماز کے لئے نکلتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے سے گزرتے ہوئے فرماتے: نماز کے لیے اٹھ جاؤ اے

اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے گناہ کی گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت جانتے ہیں۔ اس باب میں ابوحمراء، معقل بن یسار اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث منقول ہیں۔"

۳۳۴۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَعْنِي بِالْاِسْلَامِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ يَعْنِیْ بِالْعِتْقِ فَاَعْتَقْتَهٗ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلاً وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَهَا قَالُوْا تَزَوَّجَ حَلِيْلَةَ ابْنِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّاهُ وَهُوَ صَغِيْرٌ فَلَبِثَ حَتّٰى صَارَ رَجُلاً يُقَالُ لَهٗ زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ فَاِنْ لَمْ تَعْلَمُوْا اٰبَآئَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٌ اَخُوْ فُلَانٍ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ يَعْنِیْ اَعْدَلُ عِنْدَ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رُوِیَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الشُّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ هٰذَا الْحَرْفُ لَمْ يُرْوَ بِطُوْلِهٖ. (ص۱۵۶، س۶)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی میں سے کچھ چھپاتے ہوتے تو یہ آیت ضرور چھپاتے۔ "وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ ...... الخ" (اور جب تو نے اس شخص سے کہا جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اور تو اپنے دل میں ایک چیز چھپاتا تھا جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ تو اس سے ڈرے۔ پھر جب زید اس سے حاجت پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے۔ الاحزاب۔ آیت ۳۷) اللہ تعالیٰ کے انعام سے مراد اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعام سے مراد انہیں آزاد کرنا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کی بیوی سے (ان کی طلاق کے بعد) نکاح کیا تو لوگ کہنے لگے کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ...... الآیة" (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر بات جانتا ہے۔ الاحزاب۔ آیت ۴۰)

جب زید چھوٹے تھے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں متبنی (منہ بولا بیٹا) بنایا تھا پھر وہ آپ ﷺ ہی کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ جوان ہوگئے اور لوگ انہیں زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ...... الآیة'' یعنی انہیں اس طرح پکارا کرو فلاں شخص فلاں شخص کا دوست ہے اور فلاں فلاں کا بھائی ہے اور اقسط عنداللہ سے مراد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی عدل کی بات ہے۔ یہ حدیث داود بن ہند سے منقول ہے، وہ شعبی سے وہ مسروق سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ وحی سے کچھ چھپاتے ہوتے تو یقیناً یہ آیت چھپاتے ''وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ ......''۔

۳۳۴٦ - حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَضَّاحٍ الْكُوْفِیُّ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍح وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَیْئًا مِنَ الْوَحْیِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ الْاٰیَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۵٦، س۱۳)

ترجمہ: ''یہ حدیث روایت کی ہم سے عبداللہ بن وضاح کوفی نے ان سے عبداللہ بن ادریس نے وہ داود بن ابی ہند سے وہ شعبی سے وہ مسروق سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ اگر نبی اکرم ﷺ وحی سے کچھ چھپاتے تو یہ آیت ہی چھپاتے ''وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ ...... الآیة''۔

۳۳۴۷ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا كُنَّا نَدْعُوْ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ اِلَّا زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۵٦، س۱۵)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد (ﷺ) ہی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ''اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ...... الآیة''۔

۳۳۴۸ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزْعَةَ الْبَصْرِیُّ نَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِیِّ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ قَالَ مَا كَانَ لِیَعِیْشَ لَهٗ فِیْكُمْ وَلَدٌ ذَكَرٌ. (ص۱۵٦، س۱۷)

ترجمہ: ''حضرت عامر شعبی اللہ تعالیٰ کے قول: ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ ...... الآیة'' کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کا کوئی بیٹا تم لوگوں میں زندہ نہیں رہا۔''

۳۳۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِیْرٍ نَا سُلَیْمَانُ بْنُ كَثِیْرٍ عَنْ حُسَیْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِیَةِ اَنَّهَا اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا اَرٰی كُلَّ شَیْءٍ اِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا اَرٰی

النِّسَاءَ يُذْكَرْنَ بِشَيْءٍ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاِنَّمَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۵٦، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت ام عمارہ انصاری رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ سب چیزیں مردوں کے لئے ہیں اور قرآن میں عورتوں کا کہیں ذکر نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ...... الآية'' (تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں ......الخ الاحزاب۔ آیت ۳۵) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔''

۳۳۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَا كَهَا قَالَ فَكَانَتْ تَفْتَخِرُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ اَهْلُوْكُنَّ وَزَوَّجَنِى اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰاتٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵٦، س۲۱)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا ...... الآية'' (پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض۔ ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا۔ الاحزاب۔ آیت ۳۷) تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا دوسری ازواج مطہرات پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ تم لوگوں کا نکاح تو تمہارے عزیزوں نے کیا جبکہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان سے کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۳۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَتْ خَطَبَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَذَرْتُ اِلَيْهِ فَعَذَرَنِىْ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ اللَّاتِىْ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِىْ هَاجَرْنَ مَعَكَ الْاٰيَةَ قَالَتْ فَلَمْ اَكُنْ اَحِلُّ لَهٗ لِاَنِّىْ لَمْ اُهَاجِرْ كُنْتُ مِنَ الطُّلَقَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ السُّدِّيِّ. (ص۱۵٦، س۲۳)

ترجمہ: ''حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام نکاح بھیجا تو میں نے معذوری ظاہر کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا عذر قبول کر لیا اور پھر یہ آیت نازل ہوئی ''اِنَّآ اَحْلَلْنَا ...... الآية'' (اے نبی ہم نے

حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا، جو ہاتھ لگا دے تیرے اللہ تعالیٰ (یعنی لونڈیاں) اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ۔ الاحزاب ۵۰) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال نہیں رہی کیونکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی اور ان لوگوں میں سے تھی جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو سدی کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔"

۳۳۵۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ فِيْ شَاْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ جَاءَ زَيْدٌ يَشْكُوْ فَهَمَّ بِطَلَاقِهَا فَاسْتَاْمَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵۶، س۲۶)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت "وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ ...... الآية" زینب بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شکایت کی اور طلاق کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۳۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدٌ نَا رَوْحٌ عَنْ عَبْدِالْحَمِيْدِ بْنِ بَهْرَامٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نُهِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْنَافِ النِّسَاءِ اِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ فَاَحَلَّ اللّٰهُ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ وَحَرَّمَ كُلَّ ذَاتِ دِيْنٍ غَيْرَ الْاِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ وَقَالَ يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ اللّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَرَّمَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنْ اَصْنَافِ النِّسَاءِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالْحَمِيْدِ بْنِ بَهْرَامٍ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ الْحَسَنِ يَذْكُرُ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ لَا بَاْسَ بِحَدِيْثِ عَبْدِالْحَمِيْدِ بْنِ بَهْرَامٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ. (ص۱۵۶، س۲۸)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے والی اور مؤمن عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ...... الآية" (حلال نہیں تجھ کو عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ ان کے بدلے اور عورتیں۔ اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت

مگر جو مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان۔ الاحزاب ۵۲) اور مؤمن جوان عورتیں حلال کیں اور وہ ایمان والی عورت جس نے خود کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ پھر اسلام کے علاوہ کسی بھی دین سے تعلق رکھنے والی عورت کو حرام کیا اور پھر فرمایا کہ جو شخص (ایمان لانے سے انکار کرے گا اس کا عمل برباد ہو گیا۔ اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہے۔ نیز فرمایا "یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا...... الآیۃ" (الاحزاب آیت: ۵۰) یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبدالحمید بن بہرام کی روایت سے جانتے ہیں۔ احمد بن حسن، احمد بن حنبل کا قول نقل کرتے ہیں کہ عبدالحمید بن بہرام کی شہر بن حوشب سے منقول احادیث میں کوئی حرج نہیں۔"

۳۳۵۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اُحِلَّ لَہُ النِّسَاءُ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۵۶، س۳٤)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام عورتیں حلال ہوگئی تھیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۳۵۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ نَا اَبِیْ عَنْ بَیَانٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَنٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَۃٍ مِنْ نِسَائِہٖ فَاَرْسَلَنِیْ فَدَعَوْتُ قَوْمًا اِلَی الطَّعَامِ فَلَمَّا اَکَلُوْا وَخَرَجُوْا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُنْطَلِقًا قِبَلَ بَیْتِ عَائِشَۃَ فَرَاٰی رَجُلَیْنِ جَالِسَیْنِ فَانْصَرَفَ رَاجِعًا فَقَامَ الرَّجُلَانِ فَخَرَجَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نَاظِرِیْنَ اِنَاہُ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ بَیَانٍ وَرَوٰی ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ ھٰذَا الْحَدِیْثَ بِطُوْلِہٖ. (ص۱۵۷، س۱)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ سہاگ رات گزاری اور مجھے کچھ لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کے لئے بھیجا۔ جب وہ لوگ کھا چکے اور جانے کے لئے نکل گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف چل دیئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دو آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا واپس تشریف لے گئے۔ اس پر وہ دونوں اٹھ کر چلے گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا ...... الآیۃ" (اے ایمان والو مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے، نہ راہ دیکھنے والے اس کے پکنے کی لیکن جب تم کو بلائے تب جاؤ۔ الاحزاب ۵۲) یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس میں ایک قصہ ہے۔ ثابت، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث طویل نقل کرتے ہیں۔"

۳۳۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا اَشْھَلُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَاہُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسٍ

بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتٰى بَابَ امْرَأَةٍ عَرَّسَ بِهَا فَإِذَا عِنْدَهَا قَوْمٌ فَانْطَلَقَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ فَاحْتُبِسَ ثُمَّ رَجَعَ وَعِنْدَهَا قَوْمٌ فَانْطَلَقَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ فَرَجَعَ وَقَدْ خَرَجُوْا قَالَ فَدَخَلَ وَاَرْخٰى بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ سِتْرًا قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِاَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ فَقَالَ لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَيُنْزَلَنَّ فِيْ هٰذَا شَيْءٌ قَالَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَمْرُو بْنُ سَعِيْدٍ يُقَالُ لَهُ الْاَصْلَعُ.

(ص۱۵۷، س٤)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیوی کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ جن کے ساتھ شادی کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک گروہ کو پایا تو واپس تشریف لے گئے۔ اپنا کوئی کام کیا پھر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ ابھی تک موجود ہیں لہٰذا پھر چلے گئے اور اپنا کوئی کام کر کے دوبارہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اس مرتبہ لوگ جا چکے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور میرے اور اپنے درمیان ایک پردہ ڈال دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کیا تو وہ فرمانے لگے کہ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس بارے میں کچھ نازل ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر پردے کے متعلق آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور عمرو بن سعید کو اصلع کہتے ہیں۔“

۳۳۵۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنِ الْجَعْدِ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ بِاَهْلِهٖ فَصَنَعَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِيْ تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ لَهُ بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ اُمِّيْ وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ اُمِّيْ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا مِنَّا لَكَ قَلِيْلٌ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيْتَ فَسَمّٰى رِجَالًا قَالَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ قَالَ وَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ هَاتِ بِالتَّوْرِ قَالَ فَدَخَلُوْا حَتّٰى امْتَلَاَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا قَالَ فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ فَقَالَ لِيْ يَا اَنَسُ ارْفَعْ قَالَ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ قَالَ وَجَلَسَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا اِلَى الْحَائِطِ فَثَقُلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نِسَائِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَا رَاَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجَعَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ ثَقُلُوْا عَلَيْهِ فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوْا كُلُّهُمْ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَاَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى خَرَجَ عَلَيَّ وَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهُنَّ عَلَى النَّاسِ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ اِنَاهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ قَالَ الْجَعْدُ قَالَ اَنَسٌ اَنَا اَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَحُجِبْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْجَعْدُ هُوَ ابْنُ عُثْمَانَ وَيُقَالُ هُوَ ابْنُ دِيْنَارٍ وَيُكْنٰى اَبَا عُثْمَانَ بَصْرِيٌّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ رَوٰى عَنْهُ يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَشُعْبَةُ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. (ص۱۵۷، س۸)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی سے نکاح کیا اور ان کے پاس تشریف لے گئے تو میری والدہ نے حیس تیار کیا (کھجور اور ستو کا کھانا) اور اسے کسی پتھر کے پیالہ میں ڈال کر مجھے دیا اور کہا کہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ میری ماں نے بھیجا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ ہماری طرف سے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت تھوڑا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور والدہ کا سلام پہنچایا اور وہ بات بھی عرض کر دی جو انہوں نے کہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے رکھ دو۔ پھر مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور فلاں فلاں کو اور جو ملے اس کو بھی بلا کر لاؤ۔ میں گیا اور جن جن کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا انہیں بھی اور جو مجھے مل گئے انہیں بھی بلا کر لے آیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کتنے آدمی ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا تین سو، کے قریب ہوں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ وہ برتن لاؤ۔ اتنے میں وہ سب لوگ داخل ہوگئے۔ یہاں تک کہ چبوترہ اور حجرہ مبارک بھر گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ دس، دس آدمیوں کا حلقہ بنالیں اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان سب نے کھایا اور سیر ہوگئے۔ پھر ایک جماعت نکل گئی اور دوسری آگئی یہاں تک کہ سب نے کھا لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ انس (برتن) اٹھاؤ۔ میں نے اٹھایا تو میں نہیں جانتا کہ جس وقت لایا تھا اس وقت زیادہ تھا یا اٹھاتے وقت زیادہ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر کئی لوگ وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ بھی دیوار کی طرف رخ کئے

ہوئے بیٹھی تھیں۔ آپ ﷺ پر ان کا اس طرح بیٹھے رہنا گراں گزرا لہٰذا آپ ﷺ نکلے اور تمام ازواج مطہرات کے حجروں پر گئے اور سلام کر کے واپس تشریف لے آئے۔ جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو واپس آتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گئے کہ آپ ﷺ پر ان کا بیٹھنا گراں گزرا ہے۔ لہٰذا جلدی سے سب (لوگ) دروازے سے باہر چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور پردہ ڈال کر اندر داخل ہوگئے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں بھی حجرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ آپ ﷺ واپس میرے پاس آئے اور یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور آپ ﷺ نے باہر جا کر لوگوں کو یہ آیات سنائیں "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا ...... الآیة" (اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں اس وقت تک مت جایا کرو۔ جب تک تمہیں کھانے کی دعوت نہ دی جائے (وہ بھی) اس طرح کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جاؤ اور کھا لینے کے بعد اٹھ کر چلے جاؤ۔ اور باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو کیونکہ یہ نبی (ﷺ) کو ناگوار گزرتا ہے وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو یہ تمہارے اور ان کے دلوں کو پاک رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ پھر تمہارے لئے جائز نہیں کہ نبی ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ۔ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے کبھی نکاح کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔ الاحزاب آیت: ۵۳) جعد کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیات سب سے پہلے مجھے پہنچیں اور ازواج مطہرات اسی دن سے پردہ کرنے لگیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور جعد عثمان کے بیٹے ہیں۔ انہیں ابن دینار بھی کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عثمان بصری ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ یونس بن عبید، شعبہ اور حماد بن زید ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔"

۳۳۵۸ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نُعَيْمٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدِ الَّذِيْ كَانَ اُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَرَنَا اللّٰهُ اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ لَمْ يَسْاَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عُلِّمْتُمْ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَاَبِيْ حُمَيْدٍ وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَزَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ وَيُقَالُ ابْنُ جَارِيَةَ وَبُرَيْدَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

صَحِیْحٌ. (ص۱۵۷، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ بشیر بن سعد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ہم کس طرح درود بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ کاش یہ سوال نہ پوچھا جاتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پڑھا کرو ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ...... حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' (''اے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اس طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا اور بزرگ و برتر ہے۔ اے اللہ تعالیٰ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بے شک تو تعریف والا اور بزرگ و برتر ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اسی طرح ہے جس طرح تم (التحیات میں) جان ہی چکے ہو۔ اس باب میں علی، ابوحمید، کعب بن عجرہ، طلحہ بن عبیداللہ، ابوسعید، زید بن خارجہ رضی اللہ عنہم اور بریدہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ زید بن خارجہ کو ابن جاریہ بھی کہتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۳۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَ خِلَاسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ رَجُلاً حَیِیًّا سِتِّیْرًا مَا یُرٰی مِنْ جِلْدِهٖ شَیْءٌ اِسْتِحْیَاءً مِنْهُ فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَقَالُوْا مَا یَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَیْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ وَاِمَّا اُدْرَةٌ وَاِمَّا اٰفَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ یُبَرِّئَهٗ مِمَّا قَالُوْا وَاِنَّ مُوْسٰی خَلَا یَوْمًا وَحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِیَابَهٗ عَلٰی حَجَرٍ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ اِلٰی ثِیَابِهٖ لِیَاْخُذَهَا وَاِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَاَخَذَ مُوْسٰی عَصَاهُ فَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی مَلَاءٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَرَاَوْهُ عُرْیَانًا اَحْسَنَ النَّاسِ خَلْقًا وَاَبْرَاَهُ مِمَّا کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ قَالَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَلَبِسَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ اَثَرِ عَصَاهُ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَاللّٰهِ وَجِیْهًا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. (ص۱۵۷، س۲۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بہت حیا والے اور پردہ پوش (یعنی پردہ کرنے والے) تھے ان کی شرم کی وجہ سے ان کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ انہیں بنو اسرائیل کے کچھ لوگوں نے تکلیف پہنچائی۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ اپنے بدن کو اس لئے ڈھانپے رکھتے ہیں کہ ان کی

جلد میں کوئی عیب ہے۔ یا تو برص ہے یا ان کے خصیے بڑے ہیں یا پھر کوئی اور عیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس عیب سے بری کریں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ غسل کرنے لگے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیے۔ جب غسل کر کے فارغ ہوئے تو کپڑے لینے کے لئے پتھر کی طرف آئے لیکن پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا لیا اور اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے کہنے لگے: اے پتھر میرے کپڑے...... یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کے پاس پہنچ گیا اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا کہ وہ صورت و شکل میں سب سے زیادہ خوب صورت ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا اور پتھر بھی رک گیا۔ پھر انہوں نے اپنے کپڑے لئے اور پہن کر عصا سے اسے مارنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم ان کی مار سے پتھر پر تین یا چار نشان پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے ”یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ ...... الآیة“ (اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بری کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے معزز تھے۔ الاحزاب ۶۹) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کے واسطے سے منقول ہے۔“

تشریح

وجہ تسمیہ: اس سورت میں چونکہ غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) کا ذکر ہے اس لیے اسے سورت احزاب کہتے ہیں۔

یہ سورت احزاب مدنی ہے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سورت آل عمران کے بعد اور سورت الممتحنہ سے پہلے نازل ہوئی ہے اور اس میں ۷۳ آیات اور نو رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۲۸۰ جب کہ حروف کی تعداد ۵۷۹۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ...... (ص۱۵۵، س۱۰) مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ: (ص۱۵۵، س۱۱)

ان آیات کا علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرا شان نزول بھی ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں جمیل بن معمر فہری مشرکین مکہ کا ایک آدمی تھا اس کی ذکاوت اور حافظہ مشہور تھی قریش بھی کہتے تھے اور وہ خود بھی یہ کہتا تھا کہ میرے سینے میں دو دل ہیں قرآن مجید نے اس کی تردید فرمائی کہ کوئی آدمی بھی ایسا نہیں جس کے دو دل ہوں جب جنگ بدر میں کفار کو شکست ہوئی تو ابوسفیان نے اس شخص سے پوچھا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہنے لگا وہ تو شکست کھا گئے ابوسفیان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے تیری ایک چپل تیرے ایک ہاتھ میں اور دوسری چپل ترے ایک پاؤں میں ہے کہنے لگا اچھا یہ بات ہے میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ یہ دونوں

چپلیں میرے پاؤں میں ہی ہیں تب لوگوں پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ دو دل کا دعویٰ اس کے بارے میں جھوٹا ہے۔[1]

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ...... (ص۱۵۵، س۱۳) سُمِّيْتُ بِهٖ لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (ص۱۵۵، س۱۴)

اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: یہ غزوۂ احد میں شہید ہوگئے تھے یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

حضرت انس بن نضر کے مختصر حالات: ان کا نام انس، خاندان نجار سے تعلق رکھتے تھے یہ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک کے چچا تھے انس بن نضر رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے سردار تھے عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہو گئے غزوۂ بدر میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے جس کا ان کو بہت زیادہ افسوس بھی تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت بھی کی شوال ۳ھ میں غزوۂ احد جب ہوا اور اس میں جب بڑے جانبازوں کے قدم اکھڑ گئے تو یہ ثابت قدم رہے اور بڑی بہادری سے لڑے اور پھر شہید ہوگئے اسی سے زائد زخم بدن پر آئے تھے ان کی بہن ربیع رضی اللہ عنہا بنت نضر نے ان کو انگلی سے پہچانا تھا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً: (ص۱۵۵، س۱۸) (انتظار میں رہے اور انہوں نے کچھ بھی تبدیلی نہیں کی۔) یعنی کچھ لوگ تو شہید ہوگئے اور جو حضرات زندہ ہیں وہ بھی شہادت کی انتظار میں ہیں وہ اپنے عہد پر قائم ہیں اپنے عزم کو انہوں نے ذرا بھی نہیں بدلا۔[2]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۵۵، س۱۸)

وَفِيْ اَصْحَابِهٖ نَزَلَتْ: (ص۱۵۵، س۲۲) حضرت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ان اصحاب کے اسماء گرامی مفسرین نے یہ لکھے ہیں ① سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ② حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ ③ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ۔[3]

حَدَّثَنَا عَبْدُالْقُدُّوْسِ ...... (ص۱۵۵، س۲۳) فَقَالَ اَلَا اُبَشِّرُكَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ سَمِعْتُ: (ص۱۵۵، س۲۴)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اگرچہ غزوۂ احد میں انس رضی اللہ عنہ بن نضر کی طرح شہید نہیں ہوئے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ" کا مصداق ان کو بھی فرمایا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ غزوۂ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے تیروں سے اپنے ہاتھ کے ذریعہ بچایا تھا یعنی انہوں نے ڈھال کی جگہ اپنے ہاتھوں سے کام لیا تھا اس کی وجہ سے ان کا ہاتھ شل بھی ہوگیا تھا ان کے جسم پر بھی اس دن ۷۰ سے زائد زخم آئے تھے شہید ہونے میں کوئی کسر نہیں رہی تھی مگر یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں برکت دی تھی اور پھر وہ جنگ جمل ۳۰ھ میں شہید ہوئے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۵۵، س۲۹) بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَاَبِيْ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ: (ص۱۵۵، س۳۰)

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ ازواج مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ زیادہ خرچہ لینے کی درخواست کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

درخواست کو پسند نہیں فرمایا اور قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک ان ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا دوسری طرف حضرات صحابہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طلاق نہیں دی اور پھر آپ ﷺ کی اجازت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں اعلان کر دیا کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی جب ۲۹ دن گذر گئے تو آیت "یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ" (اس کو آیت تخییر بھی کہتے ہیں) نازل ہوئی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے پہلے یہ بات فرمائی جو مشورہ آیت قرآنیہ میں دیا گیا تھا آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا فیصلہ کرنے میں جلدی مت کرنا اس میں پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا یہ کہہ کر آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آیات بالا سنائیں جیسے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنیں، فوراً کہا میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں اس میں تو اپنے والدین سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے باقی آٹھ ازواج مطہرات کے سامنے آیت بالا کا مضمون پیش کیا سب کی سب مزاج شناس نبوت تھیں سب نے ہی فوراً کہا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اور دار آخرت کو اختیار کر لیا۔ [٤]

فائدہ: فقہاء نے اس آیت تخییر سے دو مسئلے نکالے ہیں ① طلاق کا اختیار عورت کے سپرد کر دیا جائے اگر وہ چاہے تو اپنے اوپر طلاق واقع کر لے۔ ② مرد طلاق کو اپنے ہی ہاتھ میں رکھے اور عورت سے یوں کہے کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو طلاق دے دوں۔

آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے کون سی صورت اختیار کی تھی آیت کے سیاق وسباق میں تو دونوں کا ہی احتمال ہے۔ [٥]

ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورت کو محض طلاق کا اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنے اوپر طلاق واقع نہ کرے۔ [٦]

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ...... (ص۱۵۵، س۳٤) لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ﴾ [٧] (ص۱۵۵، س۳۵) (تم سے وہ ہر قسم کی گندگی کو دور کر دیئے۔)

اس آیت کو آیت تطہیر کہا جاتا ہے۔

آیت تطہیر میں اہل بیت سے کون مراد ہیں؟

اس آیت کے سباق و سیاق دونوں میں ازواج مطہرات کا ذکر ہے اس کے بارے میں محقق مفسرین کی رائے یہی ہے درمیان میں بھی اس آیت سے ازواج مطہرات ہی مراد ہیں۔

یہی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سعید بن جبیر، مقاتل، عروہ، عکرمہ وغیرہ متقدمین مفسرین سے مروی ہے کہ حضرت عکرمہ تو بازار میں اعلان کرتے تھے کہ اس آیت میں اہل بیت سے ازواج مطہرات مراد ہیں اور میں اس میں مباہلہ کرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔ [٨]

فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا: (ص۱۵۶، س۱) ترمذی کی روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہے۔

مگر محققین نے اس روایت کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔

جواب: علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض دوسری روایات نقل کی ہیں جن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر میں شامل فرمایا اور ارشاد فرمایا "اَنْتِ مِنْ اَهْلِیْ" ایک دوسری روایت میں نقل کیا "فَقُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَنْتِ"[۹]

اس سے معلوم ہوا کہ چادر اوڑھانے کا واقع متعدد بار پیش آیا ہے ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ"[۱۰] اور دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَنْتِ مِنْ اَهْلِیْ" اور ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَ اَنْتِ"

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مدلول ازواج مطہرات میں تو واضح تھا اور دوسرا مدلول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حسن، حسین وغیرہ کو شامل ہے پہلا مدلول تو واضح تھا اس لیے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل نہیں فرمایا اور جو مدلول خفی تھا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شامل فرمایا تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ حضرات بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔[۱۱]

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ...... (ص۱۵۶، س۲) كَاتِمًا شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِذْ تَقُوْلُ: (ص۱۵۶، س۷) (اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے کچھ چھپاتے تو یہ آیت ہی چھپاتے۔)

اس روایت کو نقل کرنے میں امام ترمذی متفرد ہیں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت میں محدثین کو سخت کلام ہے۔[۱۲]

کیونکہ اس روایت میں داؤد نامی راوی ہیں جن کا پورا نام داود بن الزبرقان ہے جو متروک الحدیث ہیں۔[۱۳]

﴿أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ﴾[۱۴] (ص۱۵۶، س۸) (اور تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا متبنیٰ بیٹا بنایا تھا ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ساتھ کر دیا تھا مگر باہمی مزاج میں موافقت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دینی چاہی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو طلاق دینے سے روکتے تھے مگر بالآخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ﴾[۱۵] (ص۱۵۶، س۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں کیا چیز چھپائے ہوئے تھے؟ وہ بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر تھی کہ جب حضرت زید حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح فرمالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے ڈرتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں متبنیٰ بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا ناجائز سمجھا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوف محسوس فرما رہے تھے کہ لوگ اس معاملہ کو اعتراض بنائیں گے۔[۱۶]

بعض لوگوں نے یہ بات کہی جو شان نبوت کے خلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر میں تو یہ فرما رہے تھے مگر اندر سے دل میں یہ بات چھپی ہوئی تھی کہ زید طلاق دے دیں تو میں زینب سے نکاح کرلوں گا۔

"قَالَ الْقُشَيْرِيُّ هٰذَا اِقْدَامٌ عَظِيْمٌ مِنْ قَائِلِهِ وَ قِلَّةُ مَعْرِفَةٍ بِحَقِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم وَ بِفَضْلِهِ." [۱۷]

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا: علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حاجت پوری کرلی" اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا حضرت زینب کی طرف سے بالکل ہی دل بھر گیا اور ان کو اپنے نکاح میں رکھنے کی بالکل خواہش نہ رہی تو بالآخر انہوں نے ان کو طلاق دے دی۔ [۱۸]

زوجنکھا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ حضرت زینب کے پاس تشریف لے گئے (جب کہ حضرت زینب اپنی عدت کے ایام گذار چکی تھیں) اس بات پر حضرت زینب بنت جحش فخر کیا کرتی تھیں کہ دوسرے ازواج مطہرات کا نکاح تو ان کے اولیاء نے کیا مگر میرا نکاح تو خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ [۱۹]

لِكَيْ لَا يَكُوْنَ: اللہ تعالیٰ یہ رسم ختم کرنا چاہتے تھے کہ منہ بولے بیٹوں کی مطلقہ بیویوں سے نکاح ناجائز ہوتا ہے کہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ظاہر کروائی۔

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلاً: (ص۱۵۶، س۸) (اور اللہ کا حکم ہو کر رہے گا۔) اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر یہ طے فرمایا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ضرور آنا ہے اور اس میں یہ تشریعی حکم بھی تھا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اس کے جواز کا فیصلہ کرا دیا۔ [۲۰]

لَمَّا تَزَوَّجَهَا قَالُوْا تَزَوَّجَ حَلِيْلَةَ ابْنِهِ: (ص۱۵۶، س۹) (جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کی بیوی سے (ان کی طلاق کے بعد) نکاح کیا تو لوگ کہنے لگے کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا۔) عرب کا یہ دستور تھا کہ لے پالک کو اپنا بیٹا بنا لیتے تو اس کی بیوی سے نکاح کرنے کو (جب کہ وہ مر جائے یا طلاق دے دے) وہ حرام سمجھتے تھے جیسے کہ حقیقی بیٹے کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کو حرام مانتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَائَكُمْ اَبْنَاءَ كُمْ" منہ بولے بیٹے اصلی بیٹے کے حکم میں نہیں ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جاہلوں کے اعتراض اور ان کے طعن و تشنیع سے ڈرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام نبوت کے شان کے خلاف ہے۔

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ ﴾ [۲۱] (ص۱۵۶، س۹) ((لوگو) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں۔) اس آیت کریمہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے والد نہیں ہیں آپ کے چند صاحبزادے تھے اور وہ بھی نابالغی کی حالت میں ہی انتقال کر گئے تھے حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی آپ کے نسبی بیٹے نہیں ہیں۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ: (ص۱۵۶، س۱۱) لے پالک بیٹوں کو بھی ان کے باپ کی طرف منسوب کرنا چاہیے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لے پالک بیٹے کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا جس نے بیٹا بنایا اس کو اسی کی طرف منسوب کر کے پکارا جاتا تھا اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم پہلے حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے

تھے مگر آیت ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ [۲۲] (ان کو اپنے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو) نازل ہونے کے بعد ہم نے زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ...... (ص۱۵۶، س۱۵) حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ: (ص۱۵۶، س۱۶) اس روایت میں زمانہ جاہلیت کی ایک رسم کا بیان ہے وہ یہ تھی کہ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کے بیٹے کو اپنا متبنی یعنی منہ بولا بیٹا بنالیتا تھا تو وہ سی کا بیٹا سمجھا جاتا تھا اور تمام احکامات میں نسبی بیٹے کی طرح جانا جاتا تھا اس آیت میں حکم دیا جارہا ہے کہ متبنی بیٹے کو جب پکارو یا ان کا ذکر کرو تو ان کے اصلی باپ کی طرف منسوب کر کے ذکر کرو۔ [۲۳]

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ...... (ص۱۵۶، س۱۳)

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ﴾ [۲۴] (ص۱۵۶، س۱۴) ((لوگو) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﷺ نہیں۔)

آپ ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے (نسبی) باپ نہیں ہیں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے بیٹے نہیں ہے بلکہ وہ تو حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔

بعض مفسرین کہتے ہیں اس مضمون کو بیان کرنے کے لیے مختصر عنوان "اَبَا اَحَدٍ مِنْكُمْ" کہہ دیا جاتا مگر آیت قرآنیہ میں ﴿مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ [۲۵] کا اضافہ کیا گیا کیونکہ آپ چار فرزندوں کے تو والد ہیں تین صاحبزادے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے جن کے اسماء گرامی یہ تھے ① قاسم ② طیب ③ طاہر اور ایک ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے مگر یہ سب بچپن میں وفات پاگئے تھے ان میں سے کوئی رجال (مرد) ہونے کی حد تک نہیں پہنچا تھا۔ [۲۶]

دوسری بات "رجالکم" میں یہ بھی ہے کہ آپ چار صاحبزادیوں کے باپ تھے جو آپ ﷺ کے سامنے بالغ بھی ہوئیں اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں آپ ﷺ کے سامنے تین صاحبزادیوں کا انتقال ہوا اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہوا حضرت فاطمۃ زہراء رضی اللہ عنہا کے ذریعہ سے آپ ﷺ کی نسل بھی چلی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... (ص۱۵۶، س۱۴) فَقَالَتْ مَا اَرٰی كُلَّ شَیْءٍ اِلَّا لِلرِّجَالِ وَمَا اَرَی النِّسَاءَ: (ص۱۵۶، س۱۵) (کیا وجہ ہے کہ سب چیزیں مردوں کے لیے ہیں اور قرآن مجید میں عورتوں کا کہیں ذکر نہیں۔)

مردوں کے خطابات میں عورتیں ضمناً شامل ہوتی ہیں:

قرآن مجید میں عموماً ﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ [۲۷] کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اس میں عورتیں ضمناً شامل ہوتی ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ عورتوں کے معاملات میں پردہ پوشی ہونی چاہیے اسی میں ان کا اکرام و اعزاز ہے کہ ان کے ذکر کو ظاہر نہ کیا جائے۔

قرآن مجید میں صرف حضرت مریم بنت عمران کے علاوہ کسی عورت کا نام مذکور نہیں ہے اس کی وجہ بھی بظاہر یہ ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کسی باپ کی طرف نہ ہوسکتی تھی اس لیے ماں کی طرف نسبت کرنی مقصود ہے۔

ان سب کے باوجود عورتوں کے دل میں یہ خیال آنا امر طبعی تھا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا کہ عورتوں کا کوئی ذکر نہیں ہے ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عبادت بھی قبول نہ ہو۔ (۲۸)

اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِيَةِ اَنَّهَا اَتَتِ: (ص۱۵٦، س۱۹) (ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں) اس روایت میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا نام ذکر ہے جن کا نام نسیبہ بنت کعب بن عمرو تھا بعض روایات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا ذکر بھی آتا ہے۔

﴿إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَٰتِ﴾ (۲۹) (ص۱۵٦، س۲۰) (بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔) اس ایک آیت میں مردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ خطاب فرما کر عورتوں کے اس اعتراض کو دور فرما دیا گیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۵٦، س۲۱) فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَا كَهَا: (ص۱۵٦، س۲۱) (پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دے دیا۔)

حضرت زینب بنت جحش کی خصوصیت:

ان کا نکاح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا جس کا ذکر حدیث بالا میں موجود ہے ان کی برکت سے زمانہ جاہلیت کی رسم کو متبنی جو اصلی بیٹے کا حکم رکھتی تھی وہ ختم ہوئی ان کے دعوت ولیمہ میں پردے کی آیت نازل ہوئی ان کا ولیمہ عام ازواج کے مقابلے میں زیادہ اہتمام سے ہوا وغیرہ۔ (۳۰)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۵٦، س۲۳) فَاعْتَذَرْتُ اِلَيْهِ فَعَذَرَنِىْ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ: (ص۱۵٦، س۲٤) (میں نے اپنی معذوری ظاہر کر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا عذر قبول فرما لیا اور پھر یہ آیت نازل ہوئی۔)

اس آیت شریفہ میں سات احکامات کا بیان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہیں۔

﴿إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَٰجَكَ ٱلَّٰتِىٓ﴾ (۳۱) (ص۱۵٦، س۲٤) (ہم نے تمہارے لیے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں۔) یہ حکم بظاہر تمام مسلمانوں کے لیے ہی ہے مگر وجہ خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح سے ہے کہ اس آیت کا نزول اس وقت ہوا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں چار سے زیادہ بیویاں تھیں چار سے زائد بیویوں کو اپنے نکاح میں رکھنا صرف آپ کے لیے حلال ہے۔

﴿وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ﴾ (۳۲) (ص۱۵٦، س۲٤) (اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں تمہیں دی ہیں۔) یہ حکم بھی بظاہر عام مسلمانوں کے لیے ہی ہے مگر وجہ خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ کسی امتی کا نکاح کرنا حلال نہیں اسی طرح باندیوں سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۳۳)

یا وجہ خصوصیت یہ ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اگر آپ ﷺ کسی باندی کا انتخاب اپنے لیے فرمالیں تو یہ آپ ﷺ کے لیے جائز تھا۔(۳۴)

﴿ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمّٰتِكَ ﴾(۳۵) (ص۱۵٦، س۲۵) (اور تیرے چچا کی لڑکیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں۔) یہ حکم بھی بظاہر تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے مگر آپ کے لیے وجہ خصوصیت یہ ہے آپ ﷺ کے لیے ان رشتہ داروں میں سے صرف وہ حلال ہونگی جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی ہے یہ شرط دوسرے لوگوں کے لیے نہیں تھی۔

فَلَمْ اَكُنْ اُحِلَّ لَهٗ: (ص۱۵٦، س۲۵) (اس طرح میں آپ ﷺ کے لیے حلال نہیں رہی۔) اسی وجہ سے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں وہ فرماتی ہیں میرا شمار طلقاء میں تھا طلقاء ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کو فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے آزاد کر دیا تھا کہ نہ ان کو قتل کروایا اور نہ ہی غلام بنایا۔(۳٦)

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا: (ص۱۵٦، س۳۱) عام لوگوں کے لیے نکاح میں مہر کا ہونا شرط لازم ہے اگر بغیر شرط مہر پر نکاح کر بھی لیا جب بھی احناف کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا مگر آپ ﷺ کی خصوصیت یہ بتائی جارہی ہے کہ اگر آپ بغیر مہر کے بھی نکاح کرلیں تو جائز ہوگا یہ بھی آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔

آپ ﷺ نے بغیر مہر کے کسی عورت سے نکاح کیا ہے یا نہیں علامہ آلوسی نے دونوں ہی قول نقل کیے ہیں۔(۳۷)

نکتہ: "وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً" عام مسلمانو کے لیے اہل کتاب سے نکاح کرنا جائز ہے مگر علماء فرماتے ہیں اس جملے کی وجہ سے آپ کے لیے صرف مومنہ عورت سے نکاح کرنا ضروری تھا اہل کتاب سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں تھی۔(۳۸)

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ...... (ص۱۵٦، س۲٦)

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ: (ص۱۵٦، س۲۷) آپ نے اپنے دل میں جو بات چھپائی تھی کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تو حکم الٰہی کے مطابق آپ ﷺ ان سے نکاح کرلیں گے اس بات کی تائید حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حسین زین العابدین کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ ﷺ "اَنَّ زَيْنَبَ سَيُطَلِّقُهَا زَيْدٌ وَيَتَزَوَّجُهَا بَعْدَهٗ عليه الصلوٰة والسلام"(۳۹)

جمہور مفسرین نے یہی تفسیر بیان کی ہے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ فرمایا ہے ان روایات پر جن میں "مَافِيْ نَفْسِكَ" کی تفسیر حُبَّ زَيْنَبَ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں ان کے لیے کوئی روایت بھی درست نہیں ہے۔(۴۰)

حَدَّثَنَا عَبْدٌ نَا رَوْحٌ ...... (ص۱۵٦، س۲۸)

نُهِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْنَافِ النِّسَاءِ اِلَّا: (رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کرنے والی اور مومن عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا۔) آیت قرآنیہ میں "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ

مِنْ بَعْدُ'' اس میں دو قول ہیں۔

پہلا قول: حضرت انس اور بعض صحابہ اور ائمہ تفسیر کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ نو ازواج مطہرات جو آپ ﷺ کے نکاح میں ہیں ان کے بعد کسی اور سے آپ ﷺ کو نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔

دوسرا قول: جو صاحب ترمذی نقل کر رہے ہیں حضرت عکرمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک قول اور یہی بات حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی مروی ہے کہ ''مِنْ بَعْدِ الْاَصْنَافِ الْمَذْکُوْرَۃِ'' یعنی شروع آیت میں جتنی اقسام عورتوں کی حلال کی گئی ہیں اس کے بعد یعنی ان کے سوا کسی اور قسم کی عورتوں سے آپ ﷺ کا نکاح حلال نہیں ہے مثلاً خاندان کی مہاجرات عورتوں سے نکاح کرنا حلال کیا گیا تھا اسی طرح مومنہ کی قید لگا کر آپ ﷺ کے لیے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا تھا۔

اس تفسیر کے مطابق ان نو ازواج کے بعد دوسری عورتوں سے نکاح کرنا حرام نہیں ہوگا۔ (۴۱)

﴿وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ﴾ (۴۲) (ص۱۵۶، س۳۰) (اور نہ ان کے بدلے اور عورتوں سے (نکاح کرے)) اگر آیت مذکورہ کی پہلی تفسیر مراد لی جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ آئندہ نہ تو نو ازواج پر آپ کسی عورت کا اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کو طلاق دے کر اس کے بدلے میں دوسری سے نکاح کر سکتے ہیں۔

اگر آیت کی دوسری تفسیر مراد لی جائے تو مطلب واضح ہے کہ موجودہ ازواج کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح شرائط مذکورہ کے ساتھ جائز ہے مگر یہ بات جائز نہیں کہ ان میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ دوسری کو بدلیں یعنی یہ خاص تبدیلی کی نسبت سے نکاح جائز نہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا ...... (ص۱۵۶، س۳۴) حَتّٰی اُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ: (ص۱۵۶، س۳۵)

ترمذی کی اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ انتقال سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیگر عورتوں سے آپ ﷺ کو نکاح کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی اگر پہلی تفسیر مراد لی جاتی ہے تو یہ حدیث اس کے لیے ناسخ کا حکم رکھتی ہے مگر اس اجازت کے باوجود آپ نے ان نو ازواج پر کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا تھا۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ ...... (ص۱۵۷، س۱) بِامْرَاَۃٍ مِنْ نِسَائِهٖ فَاَرْسَلَنِیْ فَدَعَوْتُ قَوْمًا: (ص۱۵۷، س۱) (نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ سہاگ رات گزاری اور مجھے کچھ لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا۔)

شانِ نزول: ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں (اگرچہ اس وقت پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) کچھ لوگ آپ ﷺ کے گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوئی آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے پھر واپس آئے تب بھی وہ احباب وہاں ہی بیٹھے رہے اس کے بعد ان کو احساس ہوا تو وہ چلے گئے

اس کے کچھ دیر ہی کے بعد آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴۳)

بَنٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَۃٍ مِنْ نِسَائِہٖ: (ص۱۵۷، س۱) یہاں زینب بنت جحش کا دعوتِ ولیمہ مراد ہے۔

وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ: (ص۱۵۷، س۳) (یہ قصہ مسلم شریف کتاب النکاح میں باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب میں موجود ہے۔)

حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ ...... (ص۱۵۷، س۸)

اُمُّ سُلَیْمٍ حَیْسًا: (ص۱۵۷، س۹) (میری والدہ (ام سلیم رضی اللہ عنہا) نے حیس تیار کیا۔) ''حیس'' پہلے بھی اور اب بھی عربوں کا کھانا ہے جو پنیر گھی اور کھجور سے ملا کر بناتے ہیں اور کبھی پنیر کے نہ ہونے پر آٹے کے ساتھ بھی بنا لیتے ہیں یہ پسندیدہ کھانا ہوتا ہے۔

سُؤال: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں آپ ﷺ نے گوشت اور روٹی سے ضیافت فرمائی تھی مگر حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہ نے حیس بھیجا تھا اس سے ولیمہ ہوا تھا۔

جواب: ولیمہ میں گوشت اور روٹی بھی تھا اور حضرت ام سلیم کا بھیجا ہوا حیس بھی تھا۔ دونوں ہی کھلائے تھے۔ (۴۴)

قَالَ اَنَسٌ اَنَا اَحْدَثُ النَّاسِ عَھْدًا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ: (ص۱۵۷، س۲۰) (یہ آیات سب سے پہلے مجھے پہنچیں۔) علماء فرماتے ہیں جب آپ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لائے اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی اور حضرت زینب کا نکاح ۵ھ میں ہوا اس حساب سے حضرت زینب کے نکاح کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ سال ہوئی آیت حجاب کے نازل ہونے کے بعد جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کو گھر میں داخل ہونے سے روک دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ شروع واقعہ سے آخر تک موجود تھے اسی وجہ سے وہ آیت حجاب کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ...... (ص۱۵۷، س۲۲) کَانَ اُرِیَ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوۃِ اَخْبَرَہٗ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّہٗ قَالَ: (ص۱۵۷، س۲۳)

آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم ۲ھ میں آیا ہے بعض حضرات نے ۶ھ بیان کیا ہے مگر حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ۵ھ کو ترجیح دی ہے۔

اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْکَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ: (ص۱۵۷، س۲۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ ﷺ پر درود اور سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے سلام تو التحیات ...... میں ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ'' سے پڑھتے ہیں مگر درود ہم آپ پر کس طرح بھیجیں اس پر آپ ﷺ نے صحابہ کو درود ابراہیمی سکھایا۔

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ: (ص۱۵۷، س۲۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ شریعت محمدی اصول دین میں شریعت ابراہیمی کے تابع ہے۔ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر کر دیا گیا۔(۴۵)

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ: (ص۱۵۷، س۲۵) جب کہ درود شریف میں صلاۃ علی النبی مشبہ اور صلاۃ علی ابراہیم کو مشبہ بہ بنایا گیا ہے اور قانون یہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے اس اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور افضلیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر معلوم ہوتی ہے۔ اس کے ابن حجر رضی اللہ عنہ نے متعدد جوابات دیئے ہیں مثلاً:

جواب: ① ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی افضلیت کا علم نہیں ہوا تھا۔(۴۶)

جواب: ② مشبہ ہر جگہ پر مشبہ بہ سے کم نہیں ہوتا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اکثری ہے یہاں پر مقصود نفس صلاۃ میں تشبیہ دینا ہے۔

جواب: ③ کما صلیت میں کاف تعلیل کا ہے تشبیہ کا نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صلاۃ نازل فرمائی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی صلاۃ نازل فرما دیجیے۔(۴۷)

جواب: ④ غیر مشہور کو مشہور کے ساتھ تشبیہ دینا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ یہاں تک کہ کفار قریش بھی جانتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک اتنی شہرت حاصل نہیں ہوتی تھی۔(۴۸)

جواب: ⑤ یہاں پر تشبیہ مراد نہیں ہے جبکہ مراد یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود کا نزول ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ پر درود کا نزول ہو۔(۴۹)

صلاۃ وسلام دونوں ہی ایک ساتھ پڑھنے چاہئیں اگر ایک پر اکتفاء کر لیا جائے تب بھی جائز ہے۔(۵۰)

درود شریف کے پڑھنے میں حکمتیں:

علماء نے درود شریف کی مشروعیت کی حکمتیں متعدد لکھی ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

❶ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور محبوب کے لئے محبّ سے کسی چیز کی درخواست کرنا اس درخواست کرنے والے کو اس محبّ کا محبوب بنا دیتا ہے تو درود پڑھنے سے آدمی کو خدا کا قرب اور اس کی رضا میسر ہو جاتی ہے۔

❷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت مرحومہ پر بے شمار احسانات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مرحومہ کی وجہ سے بے شمار مشقتیں برداشت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف محسن ہیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کے احسانات کا واسطہ بھی ہیں تو یہ امت آپ کے احسانات کا بدلہ دینے سے قاصر اور عاجز ہے تو کم از کم اس محسن اور واسطہ احسان کے لیے رحمت کے صلہ کی دعا کرنی چاہئے اس وجہ سے شریعت مطہرہ نے کہیں وجوباً اور کہیں استحباباً درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

❸ آپ کے لیے درود شریف پڑھنا (دعائے رحمت کرنا) اس بات کی علامت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج ہیں۔

❹ آپ ﷺ کے حق تعظیم واطاعت کو پورا پورا ادا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں اس لیے سب پر لازم ہے کہ وہ دعائے رحمت (درود شریف) کا اہتمام کرے۔ (۵۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۵۷، س۲۷)

اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ: (ص۱۵۷، س۲۹) (ان کی جلد میں کوئی عیب ہے یا تو برص کے ہیں) علماء فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ ایسے جسمانی عیوب سے دور رکھتے ہیں جو لوگوں کے لیے موجب نفرت ہوں اسی وجہ سے جب قوم موسیٰ علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگایا تو اللہ تعالیٰ نے اتنا اہتمام فرمایا کہ پتھر سے معجزہ ظاہر کروایا کہ وہ کپڑے لے کر بھاگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اضطراری حالت میں لوگوں کے سامنے برہنہ آ گئے اسی وجہ سے کوئی نبی بھی نابینا، بہرا، گونگا یا ہاتھ پاؤں سے معذور نہیں آیا۔

جہاں تک حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ کا تعلق ہے تو وہ بحکمت خداوندی چند دنوں کے لیے امتحان میں رکھے گئے تھے جو بعد میں ختم کردی گئی تھی۔

ضَرْبًا بِعَصَاهُ: (ص۱۵۷، س۳۲) (عصا سے اسے مارنے لگے۔) حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پتھر میں جان آ گئی اور وہ حیوان کی طرح کپڑے لے کر بھاگا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مارا اسی طرح جو جانور آدمی کو تکلیف دے اس کو مارا جاسکتا ہے۔ (۵۲)

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام برہنہ لوگوں کے پاس پہنچ گئے یہ سب کچھ حالت اضطراری میں ہوا کیونکہ دوسرا کوئی کپڑا موجود نہیں تھا اگر اضطراری حالت نہ ہو تو برہنہ حالت میں لوگوں کے سامنے آنا حرام ہے۔ (۵۳)

تخریج حدیث:

۳۳۳۷ - أخرجه أحمد (۱/۲٦۷)، وابن خزيمة (۲/۳۹)، حديث (۸۹۵) من طريق أبي ظبيان عن ابن عباس به.

۳۳۳۸ - أخرجه أحمد (۳/۱۹٤)، ومسلم كتاب الإمارة: باب: ثبوت الجنة للشهيد، حدث (۱٤۸ - ۱۹۰۳) من طريق سليمان بن المغيرة عن ثابت عن أنس بن مالك به.

۳۳۳۹ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، ينظر تحفة الأشراف (۱/۲۱۳).

۳۳٤۰ - أخرجه ابن ماجه المقدمة: باب: فضل طلحة بن عبيدالله رضي الله عنه، حديث (۱۲٦)، من طريق موسىٰ بن طلحة بن معاوية بن أبي سفيان به.

۳۳٤۱ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، ينظر تحفة الأشراف (٤/۲۲۰).

۳۳٤۲ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿وان كنتن تردن الله ورسوله ...... اجرا عظيما﴾، حديث (٤۷۸٦)، ومسلم: كتاب الطلاق: باب: بيان أن تخييرر امرأته لا يكون طلاقاً إلا بالنية، حديث (۲۲/۱٤۷۵)، والنسائي: كتاب النكاح: باب ما افترض الله - عزوجل - على رسوله ﷺ وحرمه على خلقه ليزيده إن شاء الله قربة إليه، حديث (۳۲۰۱)، وأخرجه أحمد (٦/۷۷، ۱۰۳، ۱۵۲، ۲۱۱، ۲٤۸)، من طريق الزهري عن أبي سلمة عن عائشة به.

۳۳٤۳ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، ينظر تحفة الأشراف (۸/۱۳۰).

۳۳٤٤ - أخرجه أحمد (۲٥۹/۳، ۲۸٥)، وعبد بن حميد (۳٦۷، ۳٦۸)، حديث (۱۲۲۳)، من طريق علي بن زيد عن أنس بن مالك به.

۳۳٤٥ - أخرجه أحمد (۲٤۱/٦، ۲٦٦) من طريق داود بن أبي هند عن الشعبي عن عائشة به.

۳۳٤٦ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، ينظر تحفة الأشراف (۳۱٥/۱۲).

۳۳٤۷ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿ادعوهم لآبائهم هو أقسط عندالله﴾، حديث (٤۷۸۲)، ومسلم كتاب فضائل الصحابة - رضي الله عنهم - باب: فضل زيد بن حارثة، وأسامة بن زيد رضي الله عنهما، حديث (٦۲ - ۲٤۲٥)، وأخرجه أحمد (۷۷/۲) من طريق موسىٰ بن عقبة عن سالم بن عبدالله عن عبدالله بن عمر به.

۳۳٤۸ - تفرد به الترمذي وينظر ((الدر المنثور)) (۳۸٥/٥).

۳۳٤۹ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة ينظر: تحفة الأشراف (۹۳/۱۳).

۳۳٥۰ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، وينظر: تحفةا لأشراف (۱۱٥/۱).

۳۳٥۱ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، ينظر تحفة الأشراف (٤٥۰/۱۲).

۳۳٥۲ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿وتخفي في نفسك ما الله مبديه، وتخشى الناس، والله أحق أن تخشاه﴾، حديث (٤۷۸۷)، من طريق ثابت عن أنس بن مالك به.

۳۳٥۳ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة ينظر: تحفة الأشراف (٤۷۱/٤).

۳۳٥٤ - أخرجه أحمد (٤۱/٦، ۲۰۱)، والحميدي (۱۱٥/۱)، حديث (۲۳٥)، والنسائي: كتاب النكاح: باب: ما افترض الله عزوجل على رسوله ﷺ وحرمه على خلقه ليزيده إن شاء الله قرب به، حديث (۳۲۰٤)، من طريق عمر وعن عطاء عن عائشة به.

۳۳٥٥ - أخرجه البخاري: كتاب النكاح: باب الوليمة ولو بشاة، حديث (٥۱۷۰)، ومسلم: كتاب النكاح: باب: زواج زينب بنت جحش رقم (۱٤۲۸/۹٤)، وأحمد (۲۳۸/۳).

۳۳٥٦ - انفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، ينظر: تحفة الأشراف (۲۹۲/۱).

۳۳٥۷ - أخرجه مسلم: كتاب النكاح: باب: زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، حديث (۱٤۲۸/۹٤)، والنسائي: كتاب النكاح: باب: الهدية لمن عرس، حديث (۳۳۸۷)، وأحمد (۱٦۳/۳)، من طريق أبي عثمان عن أنس به.

۳۳٥۸ - أخرجه مالك (۱٦٥/۱، ۱٦٦): كتاب قصر الصلاة من السفر: باب: ما جاء من الصلاة على النبي ﷺ، حديث (٦۷)، ومسلم: كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، حديث (٤۰٥/٦٥) وأبوداود: كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، حديث (۹۸۰)، حديث (۹۸۱)، والنسائي: كتاب السهو: باب: الأمر بالصلاة على النبي ﷺ، حديث (۱۲۸٥)، وأحمد (۱۱۸/٤، ۱۱۹)، (۲۷۳/٥)، والدارمي (۳۱۰/۱): كتاب الصلاة باب: الصلاة على النبي ﷺ، وعبد بن حميد ص (۱۰٦)، حديث (۲۳٤)، وابن خزيمة (۳٥۱/۱، ۳٥۲) حديث (۷۱۱).

۳۳٥۹ - أخرجه البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء: باب (۲۸)، حديث (۳٤۰٤)، وطرفه في حديث (٤۷۹۹)، وأحمد (۳۹۲/۲ ٥۱٤، ٥۳٥).

(۱) تفسیر قرطبی: جزء ۱۱٦/۱٤ (۲) انوارالبیان: ٤۰٦/٤ (۳) معالم التنزیل: ٥۲۰/۳ (٤) بخاری: ۷۰٥/۲، مسلم: ۱٤۸۰، معالم التنزیل: ٥۲٥/۳ (٥) بیان القرآن (٦) شرح مسلم للنووی (۷) سورت الاحزاب آیت: ۳۳ (۸) روح المعانی: ۱٤۰/۲۱، تفسیر ابن کثیر: ٤۸٦/۳ (۹) حاشیة کوکب الدری: ۲۳۸/٤، تفسیر ابن کثیر: ۳۸٤/۳ - ۳۸٥ (۱۰) السنن ترمذی (۱۱) روح المعانی: ۱٥/۲۲ (۱۲) فتح الباری: ٤۷۹/۹ (۱۳) تحفة الاحوذی: ٦۹/۹ (۱٤) سورت الاحزاب آیت: ۳۷ (۱٥) سورت الاحزاب آیت: ۳۷ (۱٦) روح المعانی: ۳٤/۲۲، قرطبی: ۱/ (۱۷) ذکرہ فی حاشیة الجلالین، وکذا حافظ ابن کثیر (۱۸) روح المعانی: ۳٥/۲۲ (۱۹) تفسیر ابن کثیر: ٤۸۹/۳ (۲۰) انوار البیان: ٤۲۹/٤ (۲۱) سورت الاحزاب آیت: ٤۰ (۲۲) سورت الاحزاب آیت: ٤ (۲۳) معارف القرآن: ۸٤/۷ (۲٤) سورت احزاب آیت: ٤۰

(۲۵) سورت احزاب آیت: ٤٠ (٢٦) تفسير بيضاوى (٢٧) سورت احزاب آیت: ٤١ (٢٨) معالم التنزيل (٢٩) سورت الاحزاب آیت: ٣٥ (٣٠) اسد الغابه: ٤٦٤/٥ (٣١) سورت الاحزاب آیت: ٥٠ (٣٢) سورت الاحزاب آیت: ٥٠ (٣٣) روح المعانى (٣٤) بيان القرآن (٣٥) سورت الاحزاب آیت: ٥٠ (٣٦) روح المعانى، احكام القرآن للجصاص (٣٧) حاشية كوكب الدرى: ٢٤١/٤، روح المعانى (٣٨) معارف القرآن: ١٩٠/٧ (٣٩) روح المعانى، بحواله حكيم ترمذى (٤٠) تفسير ابن كثير (٤١) ابن كثير، روح المعانى (٤٢) سورت الاحزاب آیت: ٥٢ (٤٣) بخارى شريف، وكذا كوكب الدرى: ٤/ ٢٤٣ (٤٤) حاشية كوكب الدرى: ٤/ ٢٤٤ (٤٥) مظاهر حق: ٦١٥/١ (٤٦) فتح البارى: ٨/ ٥٣٣ (٤٧) فتح البارى: ١٦١/١١ (٤٨) فتح البارى: ١٦١/١١ (٤٩) فتح البارى: ٨/ ٥٣٣ (٥٠) شامى (٥١) روح المعانى (٥٢) كوكب الدرى: ٢٤٤/٤ (٥٣) كوكب الدرى: ٢٤٥/٤

سُوْرَةُ السَّبَا

یہ باب ہے سورۂ سبا کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٦٠ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالاَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ النَّخَعِيِّ قَالَ ثَنِیْ اَبُوْ سَبْرَةَ النَّخَعِیُّ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْمُرَادِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اُقَاتِلُ مَنْ اَدْبَرَ مِنْ قَوْمِیْ بِمَنْ اَقْبَلَ مِنْهُمْ فَاَذِنَ لِیْ فِیْ قِتَالِهِمْ وَاَمَّرَنِیْ فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهٖ سَأَلَ عَنِّیْ مَا فَعَلَ الْغُطَيْفِیُّ فَاُخْبِرَ اَنِّیْ قَدْ سِرْتُ قَالَ فَاَرْسَلَ فِیْ اَثَرِیْ فَرَدَّنِیْ فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ فِیْ نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ ادْعُ الْقَوْمَ فَمَنْ اَسْلَمَ مِنْهُمْ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يُسْلِمْ فَلَا تَعْجَلْ حَتّٰی اُحْدِثَ اِلَيْكَ قَالَ وَاُنْزِلَ فِیْ سَبَاءٍ مَا اُنْزِلَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا سَبَاءٌ اَرْضٌ اَوْ اِمْرَاَةٌ قَالَ لَيْسَ بِاَرْضٍ وَلَا اِمْرَاَةٍ وَلٰكِنَّهٗ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ تَشَاءَمُوْا فَلَخْمٌ وَجُذَامٌ وَغَسَّانُ وَعَامِلَةُ وَاَمَّا الَّذِيْنَ تَيَامَنُوْا فَالْاَزْدُ وَالْاَشْعَرِيُّوْنَ وَحِمْيَرُ وَكِنْدَةُ وَمَذْحِجٌ وَاَنْمَارٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اَنْمَارُ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْهُمْ خَثْعَمُ وَبَجِيْلَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ. (ص۱۵۷، س۳۳)

ترجمہ: ''حضرت فروہ بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کیا میں اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے والے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان لوگوں سے جنگ نہ کروں جو اسلام سے منہ موڑیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور مجھے اپنی قوم کا امیر بنا دیا۔ پھر جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ غطیفی نے کیا کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ وہ چلا گیا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے واپس بلوا لیا۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دو۔ جو لوگ اسلام لے آئیں انہیں قبول کر لو اور جو نہ لائیں ان کے متعلق جلدی نہ کرو

یہاں تک کہ میں دوسرا حکم دوں راوی کہتے ہیں کہ سباء کی کیفیت اس وقت نازل ہو چکی تھی۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ سبا کیا ہے؟ کوئی عورت ہے یا زمین ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ زمین اور نہ عورت بلکہ یہ عرب کا ایک آدمی ہے جس کے دس بیٹے تھے جن میں سے چھ یمن بس گئے اور چار شام چلے گئے، جو شام میں بسے وہ یہ ہیں۔ لخم، جذام، غسان اور عاملہ اور جو یمن میں بسے وہ یہ ہیں۔ ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار۔ ایک شخص نے پوچھا: انمار کون سا قبیلہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔''

۳۳٦۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِکْرِمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَی اللّٰهُ فِی السَّمَاءِ اَمْرًا ضَرَبَتِ الْمَلَائِکَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ کَاَنَّهَا سِلْسِلَةٌ عَلٰی صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ قَالَ وَالشَّیَاطِیْنُ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۵۸، س۵)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم سناتا ہے تو فرشتے گھبراہٹ کی وجہ سے اپنے پر مارتے ہیں جس سے ایک زنجیر پتھر پر کھڑکانے کی سی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ کہ تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ سب سے بڑا اور عالی شان ہے نیز شیطان اوپر نیچے جمع ہو جاتے ہیں (تاکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سن سکیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۳٦۲ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰی نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِذْرُمِیَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ لِمِثْلِ هٰذَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِذَا رَاَیْتُمُوْهُ قَالُوْا کُنَّا نَقُوْلُ یَمُوْتُ عَظِیْمٌ اَوْ یُوْلَدُ عَظِیْمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهٗ لَا یُرْمٰی بِهٖ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ وَلٰکِنَّ رَبَّنَا تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالٰی اِذَا قَضٰی اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ التَّسْبِیْحُ اِلٰی هٰذِهِ السَّمَاءِ ثُمَّ سَاَلَ اَهْلُ السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اَهْلَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالَ فَیُخْبِرُوْنَهُمْ ثُمَّ یَسْتَخْبِرُ اَهْلُ کُلِّ سَمَاءٍ حَتّٰی یَبْلُغَ الْخَبَرُ اَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْیَا وَتَخْتَطِفُ الشَّیَاطِیْنُ السَّمْعَ فَیَرْمُوْنَ فَیَقْذِفُوْنَهٗ اِلٰی اَوْلِیَائِهِمْ فَمَا جَاءُ وْ بِهٖ عَلٰی وَجْهِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰکِنَّهُمْ یُحَرِّفُوْنَهٗ وَیَزِیْدُوْنَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ حُسَیْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رِجَالٍ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. (ص۱۵۸، س۸)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک ستارہ ٹوٹا جس سے روشنی ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ زمانہ جاہلیت میں اگر ایسا ہوتا تھا تو کیا کہتے تھے؟ عرض کیا گیا۔ ہم کہتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی مرے گا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا بلکہ ہمارا رب اگر کوئی حکم دیتا ہے تو حاملین عرش (یعنی فرشتے) تسبیح کرتے ہیں پھر اس آسمان والے فرشتے جو اس کے قریب ہیں۔ پھر جو اس کے قریب ہیں۔ یہاں تک کہ تسبیح کا شور اس آسمان تک پہنچتا ہے۔ پھر چھٹے آسمان والے فرشتے ساتوں آسمانوں والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ انہیں بتاتے ہیں اور پھر ہر نیچے والے، اوپر والوں سے پوچھتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر آسمان دنیا والوں تک پہنچتی ہے اور شیاطین کان لگا کر سنتے ہیں تو اس ستارے سے انہیں مارا جاتا ہے پھر یہ اپنے دوستوں (یعنی غیب کی خبروں کے دعویداروں) کو آکر بتاتے ہیں۔ پھر وہ جو بات اسی طرح بتاتے ہیں تو وہ صحیح ہوتی ہے لیکن وہ تحریف بھی کرتے ہیں اور اس میں اضافہ بھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور زہری سے بھی منقول ہے وہ علی بن حسین سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ کئی انصاری حضرات سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: اس سورت میں قوم سباء کا ذکر ہے۔

سورت سبا مکی ہے مگر وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُو الْعِلْمَ مدنی ہے۔

اور اس سورت میں ۵۴، ۵۵ آیات اور چھ رکوع ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۳۳ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۵۱۲ ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ ...... (ص ۱۵۷، س ۳۳)

مَنْ اَدْبَرَ: (ص ۱۵۷، س ۳۵) جو اسلام سے مرتد ہو جائیں۔ [1]

مِمَّنْ اَقْبَلَ مِنْهُمْ: (ص ۱۵۷، س ۳۵) جو لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔

حَتّٰی اُحْدِثَ اِلَیْكَ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ مسلمان نہ ہوں تو ان سے جنگ کرنے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ میں ان کے بارے میں کوئی دوسرا حکم بھیجوں گا۔

وَلَا امْرَأَةٍ وَلٰكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ: (ص ۱۵۸، س ۲) (نہ زمین ہے نہ عورت بلکہ یہ عرب کا آدمی ہے جس کے دس بیٹے تھے۔) علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے قوم سبا کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ [2]

اس روایت سے تو بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس آدمی کے دس اولاد تھی جن میں سے چھ یمن میں آباد ہوئے اور چار ملک شام میں۔

مگر علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے علماء نسب سے یہ تحقیق کی ہے کہ یہ اولاد سبا صلبی اور بلا واسطہ بیٹے نہیں تھے بلکہ یہ سبا کی دوسری، تیسری یا چوتھی نسل کی اولاد تھے پھر ان کے قبیلے یمن اور شام میں پھیلے تھے۔

سبا کا اصل نام عبد شمس بن یشحب بن یعرب بن قحطان لکھا ہے اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ سبا (عبد شمس) نے اپنے زمانے میں لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنائی تھی اس نے چند عربی اشعار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہے تھے۔[۳]

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا ...... (ص۱۵۸، س۵) قَالَ اِذَا قَضَی اللّٰهُ فِی السَّمَاءِ اَمْرًا ضَرَبَتِ الْمَلَائِکَةُ: (ص۱۵۸، س۵) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم سناتا ہے تو فرشتے گھبراہٹ کی وجہ دے اپنے پر مارتے ہیں۔)

ایک دوسری آیت میں اس کی مزید وضاحت آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم فرماتے ہیں تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے تسبیح پڑھنے لگتے ہیں ان کی تسبیح کو سن کر ان کے قریب والے آسمان کے فرشتے بھی تسبیح میں مشغول ہو جاتے ہیں پھر ان کی تسبیح سن کر اس سے نیچے والے آسمان کے فرشتے تسبیح پڑھنے لگتے ہیں یہاں تک کہ یہ نوبت آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے پھر وہ فرشتے جو عرش کے اٹھانے والے کے قریب ہیں ان سے پوچھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ وہ بتاتے ہیں اسی طرح ان سے نیچے کے آسمان والے اوپر والوں سے ہی سوال کرنے ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ سوال و جواب کا آسمان دنیا تک پہنچ جاتا ہے۔[٤]

وَالشَّیَاطِیْنُ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ: (ص۱۵۸، س٦) (نیز شیطان اوپر نیچے ہو جاتے ہیں۔) حدیث بالا میں جنات و شیاطین فرشتوں کی چوری چھپے باتیں سن کر جو اپنے کاہنوں تک پہنچاتے ہیں اس کا تذکرہ ہے۔

سینکڑوں باتوں میں سے جب کوئی ایک بات اتفاق سے درست ہو جاتی ہے تو وہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات تم سے نہ کہی تھی اور وہ لوگ جن کی طبیعت میں گمراہی ہوتی ہے وہ بھی ایک آدھی بات صحیح ہو جانے کی وجہ سے ان کے معتقد ہو جاتے ہیں۔[٥]

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ: (ص۱۵۸، س۷)

وَتَخْتَطِفُ الشَّیَاطِیْنُ السَّمْعَ فَیُرْمَوْنَ: (ص۱۵۸، س۱۲) (اور شیاطین کان لگا کر سنتے ہیں تو اس ستارے سے انہیں مارا جاتا ہے۔) جنات اور شیطان کو بھگانے کے لیے فرشتے شعلے (ستارے) مارتے ہیں وہ جس کو لگ جاتے ہیں تو بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ سے جنات جل بھن جاتے ہیں اور ہلاک ہو جاتے ہیں جب کہ بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ ہلاک نہیں ہوتے بلکہ اس کی وجہ سے ان کو تکلیف ضرور پہنچتی ہے۔[٦]

تخریج حدیث:

٣٣٦٠ - أخرجه أبو داود: كتاب الحروف والقراءات: باب (١) حديث (٣٩٨٨).

٣٣٦١ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير باب: ﴿حتى إذا فزع عن قلوبهم قالوا: ماذا قال ربكم قالوا الحق ......﴾ حديث (٤٨٠٠) وطرفه في (٤٧٠١، ٧٤٨١)، وأبو داود (٢/٤٣٠): كتاب الحروف والقراءات باب (١)، حديث (٣٩٨٩)، وابن ماجه (١/٦٩، ٧٠): كتاب المقدمة: باب فيما أنكرته الجهمية، حديث (١٩٤).

٣٣٦٢ - تفرد به الترمذي ينظر التحفة (٥/٢٨٢)، وحديث (٦٢٨٥).

(١) معاذ اللّٰہ (٢) تفسیر قرطبی (٣) تفسیر ابن کثیر (٤) مظہری بحوالہ مسلم شریف (٥) مظاهر حق ٣١٨/٤، مرقاة: ١٧/٩ (٦) مظاهر حق: ٣١٨/٤

سُوْرَۃُ فَاطِر

یہ باب ہے سورۂ فاطر کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٦٣ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلاً مِنْ ثَقِيْفٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ كِنَانَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَّمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ قَالَ هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ وَكُلُّهُمْ فِی الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ. (ص۱۵۸، س۱۳)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت ”ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ ...... الآیة“ (پھر ہم نے اپنی کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے اور بعض ان میں سے میانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ فاطر-۳۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں اور سب جنتی ہیں۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔“

تشریح

سورت فاطر کو سورت الملائکہ بھی کہا جاتا ہے۔

یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۴۵ یا ۴۶ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۹۷۰ ہے۔ جب کہ اس میں حروف کی تعداد ۳۱۳۰ ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی: (ص۱۵۸، س۱۳)

اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا: (ص۱۵۸، س۱۵) اصطفاء کا لفظ اکثر انبیاء علیہم السلام کے لیے بولا جاتا ہے۔ مثلاً "اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ" ایک دوسری آیت میں ہے "اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ" وغیرہ یہاں اس لفظ کا اطلاق امت محمدیہ کے لیے کیا گیا ہے جس سے امت محمدیہ کی فضیلت اور عظمت کی طرف اشارہ ہے۔

﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ، وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ﴾ (۱) (ص۱۵۸، س۱۵) (پھر بعض تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط۔) اس آیت کی تفسیر میں علماء مفسرین کے ۴۵ اقوال ہیں:

مثلاً حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سابق بالخیرات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں ان کی برائیوں پر غالب رہتی ہیں۔

مُقْتَصِدٌ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر برابر ہوں۔

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی برائیاں ان کی نیکیوں پر غالب ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو منبر پہ پڑھا اور لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا "سَابِقُنَا سَابِقٌ وَ مُقْتَصِدُنَا نَاجٍ ظَالِمُنَا مَغْفُوْرٌ لَہٗ" ہم میں جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ (رفع درجات میں) آگے بڑھنے والے ہیں جو متوسطہ طبقہ کے ہیں وہ نجات پانے والے ہیں اور جو ظالم ہیں ان کی مغفرت ہو جائے گی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا جو سابق بالخیرات ہوگا وہ تو بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا اور جو متوسطہ درجہ کے ہوں گے ان سے ہلکا سا حساب لیا جائے گا اور جو ظالم ہیں انہیں حساب میں روک لیا جائے گا وہ رنج میں مبتلا ہو جائیں گے پھر ان کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا اس کے بعد وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ تلاوت فرمائی۔ (۲)

وَكُلُّهُمْ فِی الْجَنَّةِ: خلاصہ یہ ہے کہ ان تینوں اقسام کے لوگوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ سب جنتی ہیں یہ الگ بات ہے کہ ان تینوں کے جنت میں اعمال کے اعتبار سے درجات مختلف ہونگے۔ (۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں "وَكُلُّهُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ" ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد ابن حنفیہ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں مراد امت مرحومہ ہے اس کے ظالم کی بھی مغفرت ہے اور مقتصد جنت میں ہوگا اور سابق بالخیرات اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجات عالیہ میں ہوگا۔

تخریج حدیث:

۳۳٦۳ - أخرجه أحمد (۷۸/۳).

(۱) سورت فاطر آیت: ۳۲ (۲) معالم التنزیل: ۵۷۱/۳، ابن کثیر، حاشة کوکب الدری: ٦٤٧/٤، تعلیق الصبح: ۱۳٦/۳، الاشعه: ۲۵۸/۲

(۳) مظاہر حق: ۲/ ۵۸۳

سُوْرَۃُ یٰسٓ
یہ باب ہے سورۂ یٰسین کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ الْوَاسِطِيُّ نَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ سَلِمَةَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَاَرَادُوْا النُّقْلَةَ اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اٰثَارَكُمْ تُكْتَبُ فَلَا تَنْتَقِلُوْا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ الثَّوْرِيِّ وَاَبُوْ سُفْيَانَ هُوَ طَرِيْفٌ السَّعْدِيُّ. (ص۱۵۸، س۱٦)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنوسلیم مدینہ کے کنارے آباد تھے ان کی چاہت تھی کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی ”اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتٰى ...... الآیۃ“ (بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اس کو لکھتے ہیں۔ یٰسین آیت: ۱۲) اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ تمہارے اعمال لکھے جاتے ہیں اس لئے منتقل نہ ہوو۔ یہ حدیث ثوری کی روایت سے حسن غریب ہے اور ابوسفیان سے مراد طریف سعدی ہیں۔“

٣٣٦٥ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا اطْلُعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا قَالَ وَذٰلِكَ فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵۸، س۱۸)

ترجمہ: ”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ غروب آفتاب کے وقت مسجد میں داخل ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جا کر سجدے کی اجازت مانگتا ہے جو اسے دے دی جاتی ہے۔ اور گویا کہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آئے ہو وہیں سے طلوع ہو۔ اس طرح وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ پھر یہ آیت پڑھی ”وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا ......“ (اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر۔

یٰسین) اور یہ عبداللہ کی قراءت میں ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: ابتدائی کلمہ کی وجہ سے اس کا نام سورتِ یٰسین ہے۔

سورت یس مکی ہے۔

اس میں ۸۳ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۷۲۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۰۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرٍ: (ص۱۵۸، س۱٦)

كَانَتْ بَنُوْ سَلِمَةَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ: (ص۱۵۸، س۱۷) بنوسلمہ انصار مدینہ کے لوگ مسجد نبوی ﷺ سے کچھ فاصلے پر رہتے تھے جب ان لوگوں کو اطلاع ملی کہ مسجد نبوی کے قریب کچھ مکانات خالی ہیں تو ان لوگوں نے ان مکانات میں منتقل ہونے کا ارادہ کیا اس بات کی جب آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد بالا ارشاد فرمایا کہ نماز کے لیے جتنے زیادہ قدم اٹھائے جائیں اتنی ہی زیادہ نیکیاں ملتی ہیں۔ (۱)

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ...... يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ: (ص۱۵۸، س۲۰) (۲) مستقر کو اگر ظرف مکان مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا سورج کا مستقر یعنی ٹھکانہ جس کا مطلب بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک سال سے دوسرے سال کے ختم تک اس کا جو دور ہے اسی حد متعین کا نام مستقر ہے۔

بعض نے کہا لام تعلیلیہ ہے مطلب یہ ہے کہ سورج کو اپنے مقررہ مشارق اور مغارب پر پہنچنا ہوتا ہے اس لیے چلتا رہتا ہے اس کی ایک حد مقرر ہے وہاں تک پہنچنے اور پھر آگے بڑھنے کو مستقر فرمایا ہے۔

بعض نے کہا کہ بارہ برجوں میں مخصوص انداز سے ٹھہرنا اور پھر آگے بڑھنا یہ مستقر میں پہنچنا ہے۔

اور اگر مستقر ظرف زمان ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج کے مسلسل چلتے رہنے کا جو ایک وقت مقرر ہے اس وقت تک چلتا رہے گا اور جب قیامت قائم ہوگی تو اس کی رفتار ختم ہو جائے گی۔

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج چلتا ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے دوسری بات یہ کہ زمین بھی چلتی ہے یا نہیں اس بارے میں قرآن مجید خاموش ہے قرآن کی آیت ﴿أَمَّن جَعَلَ ٱلْأَرْضَ قَرَارًا﴾ (۳) اس سے قطعی طور پر زمین کی حرکت نہ ہونے پر استدلال غلط ہے کیونکہ آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ زمین اس طرح حرکت نہیں کرتی کہ انسانوں کا اس میں رہنا مشکل ہو جائے اس مطلب کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیت ﴿وَأَلْقَىٰ فِى ٱلْأَرْضِ رَوَٰسِىَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ﴾ (۴) سے بھی ہوتی ہے۔

تخریج حدیث:

۳۳٦٤ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (۳/٤٦٥)، حديث (٤٣٥٨).

۳۳۶۵ - تقدم تخریجه.

(۱) مظاهر حق: ۱/۴۹۴ (۲) اس حدیث کی تشریح پہلے ابواب الفتن "باب طلوع الشمس من مغربها" میں تفصیل سے گذر چکی ہے۔(۳) سورت نمل آیت: ۶۱ (۴) سورت لقمان آیت: ۱۰

سُوْرَةُ وَالصَّافَاتِ

یہ باب ہے سورۂ صافات کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۶۶ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا لَيْثُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ دَاعٍ دَعَا اِلٰى شَيْءٍ اِلَّا كَانَ مَوْقُوْفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَازِمًا لَهٗ لَا يُفَارِقُهٗ وَاِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلاً ثُمَّ قَرَءَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ مَالَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۵۸، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شرکت یا فجور کی دعوت دینے والا ایسا نہیں کہ قیامت کے دن اسے روکا نہ جائے اور اس پر اس کا وبال نہ پڑے وہ (جسے دعوت دی گئی) کسی قیمت پر اس سے الگ نہیں ہوگا۔ اگرچہ کسی ایک شخص نے دوسرے ایک ہی شخص کو دعوت دی ہو۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''وَقِفُوْهُمْ ...... الآیۃ'' (اور انہیں کھڑا کرو، ان سے دریافت کرنا ہے۔ تمہیں کیا ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ الصافات آیت ۲۵) یہ حدیث غریب ہے۔''

۳۳۶۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ عِشْرُوْنَ اَلْفًا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۵۸، س۲۴)

ترجمہ: ''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول ''وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ......'' (اور ہم نے اس کو (یعنی یونس علیہ السلام کو) ایک لاکھ یا اس سے زیادہ۔ لوگوں کے پاس بھیجا۔ الصٰفٰت: ۱۴۷) کی تفسیر پوچھی کہ زیادہ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیس ہزار۔ یہ حدیث غریب ہے۔''

۳۳۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ نَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبَاقِيْنَ قَالَ حَامٌ وَسَامٌ وَيَافِثُ بِالثَّاءِ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى التِّرْمِذِيُّ يُقَالُ يَافِتُ وَ يَافِثُ بِالتَّاءِ وَالثَّاءِ وَيُقَالُ يَفِثُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا

مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ بَشِيْرٍ. (ص۱۵۸، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ''وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ ......'' (اور ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رہنے والی کر دیا۔ والصّٰفّٰت: ۷۷) کی تفسیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوح علیہ السلام کے تین بیٹے حام، سام اور یافث تھے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یافت بھی کہا جاتا ہے۔ یافث بھی اور یفث بھی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سعید بن بشیر کی روایت سے جانتے ہیں۔''

۳۳۶۹ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ نَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَامٌ اَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ اَبُو الْحَبَشِ وَيَافِثٌ اَبُو الرُّوْمِ.

ترجمہ: ''حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ سام عرب کا باپ، حام حبشیوں کا باپ اور یافث رومیوں کا باپ ہے۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: فرشتوں کی صفت صافات کی وجہ سے اس کا نام سورۃ صافات ہے۔

سورت الصافات مکی ہے۔

اور اس میں ۱۸۲ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۹۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۸۲۶ ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: (ص۱۵۸، س۲۲)

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ: (ص۱۵۸، س۲٤) (سورت صافات آیت ۱۲۳) دنیا میں ایک دوسرے سے دوستی تھی ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے کفر کی دعوت دیتے تھے اور یہ کہتے تھے ﴿اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ﴾ [1] (کافروں نے ایمانداروں سے کہا کہ تم ہماری راہ کی تابعداری کرو تمہارے گناہ ہم اٹھالیں گے۔) کہ تم ہماری اتباع کرلو تمہاری خطاؤں کو ہم اٹھائیں گے مگر قیامت کے دن سب کو یقین ہو جائے گا کہ ہم غلطی پر ہیں اور ہم مستحق عذاب ہیں۔ [2]

﴿مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾﴾ [3] (ص۱۵۸، س۲٤) غلط عقائد والے ایک دوسرے کی قیامت کے دن مدد تو کیا کریں گے بلکہ ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے دنیا میں تو تم ہم پر زور ڈال کر کفر وشرک کی راہ دکھاتے تھے آج جب ہم مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں تو تمہاری طرف سے کچھ بھی مدد نہیں ہو رہی ہے۔ [4]

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ...... (ص۱۵۸، س۲٦)

﴿ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴾ قَالَ عِشْرُوْنَ اَلْفًا [5] (ص۱۵۸، س۲٤) (اور ہم نے انہیں ایک لاکھ بلکہ اور زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔) حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنے کے بعد ان کو دوبارہ اس قوم کی طرف مبعوث

کیا گیا اس کے بارے میں قرآن مجید کہتا ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد تھی۔

سُؤال: اللہ تعالیٰ تو علیم وخبیر ہے تو یہاں پر شک کے ساتھ کیوں بیان فرمایا گیا؟

جَواب: حسب تفسیرِ مظہری فرماتے ہیں عام آدمی کے حوالے سے یہ تعداد ہے کہ دیکھنے والا جب ان کو دیکھتا تو وہ یہ کہتا کہ ان کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہے (۶) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں یہاں شک کی بات نہیں ہے بتایا یہ جارہا ہے کہ اگر کسر کو شامل نہ کیا جائے تو ایک لاکھ اور اگر کسر کو شامل کرلیا جائے تو ایک لاکھ سے زائد تھے۔ (۷)

بعض مفسرین نے کہا یہاں پر او۔ بل کے معنی میں ہے۔ (۸)

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد دوبارہ اسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے یا کسی اور قوم کی طرف؟ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات تو یہی ہے کہ کسی دوسری قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے مگر اکثر مفسرین کا قول یہی ہے کہ اسی قوم کی طرف دوبارہ بھیجے گئے تھے جن کی تعداد لاکھ سے زائد تھی۔ (۹)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ...... وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ: (ص۱۵۸، س۲۶)

﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿٧٧﴾﴾ (۱۰) (ص۱۵۸، س۲۸) (اور اُسکی اولاد کو ہم نے باقی رہنے والا بنا دیا۔) جب نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا تو دنیا کی آبادی اس کے بعد ان کے تین بیٹوں سے چلی۔

کیا طوفان نوح پوری دنیا میں آیا تھا؟

اس بارے میں مفسرین کے تین قول ہیں:

پہلا قول: طوفان نوح صرف ارض عرب میں آیا تھا اور پھر ان کی اولاد سے نسل چلی اور دنیا کے دوسرے خطوں میں دوسروں کی نسل چلنے کی اس آیت سے نفی نہیں ہورہی۔

دُوسرا قول: طوفان نوح پوری دنیا میں آیا تھا لیکن دنیا کی نسل صرف نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے نہیں چلی بلکہ ان تمام لوگوں سے چلی جو کشتی میں سوار تھے۔ (۱۱) یہ دوسرا قول مرجوح ہے۔

تیسرا قول: طوفان پورے عالم میں آیا تھا اور پھر دنیا کی نسل نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں سے چلی اور جو لوگ کشتی میں سوار تھے ان کی نسل چلی یا نہیں اس کے بارے میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا اپنے اپنے وقت پر انتقال ہوگیا ان میں سے کسی کی نسل نہیں چلی (مگر یہ بات علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر سند کے لکھی ہے) یہ کس کا قول ہے اس کو بھی ذکر نہیں کیا۔ (۱۲)

سُؤال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کہ آپ پورے عالم اور قیامت تک کے لیے نبی تھے اس کے بالمقابل نوح علیہ السلام تو کسی خاص قوم یا خاص زمانے کے لیے مبعوث ہوئے تھے جن کی طرف مبعوث ہوئے ہوں گے ان کے انکار پر ان ہی پر عذاب آیا ہوگا مگر آیت کریمہ کے الفاظ سے تو ساری دنیا پر عذاب کا آنا معلوم ہورہا ہے۔

جَواب: حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں آبادی زمین کے محدود حصہ میں تھی انکار کرنے پر وہ سب ہی غرق کر دیئے گئے

تھے۔ (واللہ اعلم)

قَالَ حَامٌ وَسَامٌ وَيَافِثُ بِالثَّاءِ: (ص١٥٨، س٢٨) یہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین مشہور بیٹوں کے نام ہیں ① سام سے افریقی ممالک کی آبادیاں دنیا میں پھیلیں بعض حضرات نے ہندوستان پاکستان کے باشندوں کو بھی اسی میں شامل کیا ہے۔

سَامٌ: (ص١٥٨، س٢٨) ان کی اولاد سے اہل عرب اور اہل فارس کی نسل چلی۔

وَيَافِثُ: (ص١٥٨، س٢٨) اس سے ترک منگول اور یاجوج ماجوج کی نسلیں چلی ہیں۔

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ: (ص١٥٨، س٢٩) امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے۔ (١٣)

تخریج حدیث:

٣٣٦٦ - أخرجه الدارمي: باب: من سن سنة حسنة أو سيئة.

٣٣٦٧ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (١/١٣)، حديث (١٥).

٣٣٦٨ - تفر به الترمذي انظر التحفة (٤/٧٣)، حديث (٤٦٠٥).

٣٣٦٩ - سيأتي تخريجه.

(١) سورت العنكبوت آيت: ١٢ (٢) انوار البيان: ٤/٥٥٥ (٣) سورت الصٰفات آيت: ٢٥ (٤) روح المعانى (٥) سورت الصٰفات آيت: ١٤٧ (٦) تفسير مظهرى، تفسير قرطبى: ١٥/١٣٢، حاشيه كوكب الدرى: ٤/٣٤٧ (٧) بيان القرآن (٨) حاشيه كوكب الدرى: ٤/٢٤٧ (٩) معارف القرآن: ٧/٤٨٠ (١٠) سورت الصٰفات آيت: ٧٧ (١١) قرطبى (١٢) روح المعانى: ٢٣/٩٨ (١٣) روح المعانى: ٢٣/٩٨

سُوْرَةُ صٓ

یہ باب ہے سورۂ ص کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٧٠ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا نَا اَبُوْ اَحْمَدَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ يَحْيٰى قَالَ عَبْدٌ هُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرِضَ اَبُوْ طَالِبٍ فَجَاءَتْهُ قُرَيْشٌ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَ اَبِيْ طَالِبٍ مَجْلِسُ رَجُلٍ فَقَامَ اَبُوْ جَهْلٍ كَيْ يَمْنَعَهُ قَالَ وَشَكَوْهُ اِلٰى اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ مَا تُرِيْدُ مِنْ قَوْمِكَ قَالَ اِنِّيْ اُرِيْدُ مِنْهُمْ كَلِمَةً تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّيْ اِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ قَالَ كَلِمَةً وَاحِدَةً قَالَ كَلِمَةً وَاحِدَةً فَقَالَ يَا عَمِّ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالُوْا اِلٰهًا وَاحِدًا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ قَالَ فَنَزَلَ فِيْهِمُ الْقُرْاٰنُ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ اِلٰى قَوْلِهٖ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٥٨، س٢٩)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے۔ ابوطالب کے پاس ایک ہی آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابو جہل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بیٹھنے سے منع کرنے کے لئے اٹھا اور لوگوں نے ابو طالب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت کی۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھتیجے اپنی قوم سے کیا چاہتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ایک کلمہ کہنے لگیں اگر یہ لوگ میری اس دعوت کو قبول کرلیں گے تو عرب پر حاکم ہو جائیں گے اور عجمیوں سے جزیہ وصول کریں گے۔ ابوطالب نے پوچھا ایک ہی کلمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایک ہی کلمہ۔ چچا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہہ لیجئے۔ وہ سب کہنے لگے کیا ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرنے لگیں ہم نے تو کسی پچھلے دین میں یہ بات نہیں سنی (بس یہ من گھڑت ہے)۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں ''صٓ وَالْقُرْاٰنِ ...... فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ'' (قرآن کی قسم جو سراسر نصیحت ہے بلکہ جو لوگ منکر ہیں وہ محض تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کردی ہیں۔ سو انہوں نے بڑی ہائے پکار کی اور وہ وقت خلاصی کا نہ تھا اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا اور منکروں نے کہا کہ یہ تو ایک بڑا جادوگر ہے۔ کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا۔ بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے اور ان میں سے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بے شک اس میں کچھ غرض ہے۔ ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔ ص۔ آیت ۱ - ۷) یہ حدیث حسن ہے۔''

۳۳۷۱ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِى اللَّيْلَةَ رَبِّىْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِىْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِى الْمَنَامِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِىْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَىَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَىَّ اَوْ قَالَ فِىْ نَحْرِىْ فَعَلِمْتُ مَا فِى السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِىْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ نَعَمْ فِى الْكَفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتُ الْمَكْثُ فِى الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوٰتِ وَالْمَشْىُ عَلَى الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِى الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا صَلَّيْتَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَالُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِىْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَقَدْ ذَكَرُوْا بَيْنَ اَبِىْ قِلَابَةَ وَبَيْنَ

اِبْنِ عَبَّاسٍ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ رَجُلاً وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ:

(ص۱۵۹، س۱)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات (خواب میں) میرا رب میرے پاس اپنی بہترین صورت میں آیا (راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کا لفظ بھی فرمایا) اور پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ''نہیں'' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی یا فرمایا ہنسلی میں محسوس کی چنانچہ میں جان گیا کہ آسمان وزمین میں کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ''جی ہاں'' کفاروں کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور کفارات یہ ہیں مسجد میں نماز کے بعد ٹھہرنا، جماعت کے لئے پیدل چلنا اور تکلیف میں بھی اچھی طرح وضو کرنا۔ جس نے یہ عمل کئے وہ خیر ہی کے ساتھ زندہ رہا اور خیر کے ساتھ مرا۔ نیز وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسے پیدائش کے وقت تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم نماز پڑھ چکو تو یہ دعا پڑھا کرو ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ سے غَیْرَ مَفْتُوْنٍ تک'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے نیک کام کی توفیق مانگتا ہوں اور یہ کہ مجھے برے کام سے دور رکھ، مسکینوں کی محبت (میرے دل میں) پیدا فرما اور اگر تو اپنے بندوں کو کسی فتنے میں مبتلا کرے تو مجھے اس سے بچا کر اپنے پاس بلا لے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور درجات یہ ہیں سلام کو رواج دینا، لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نمازیں پڑھنا۔ کچھ راوی ابوقلابہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک شخص کا اضافہ کرتے ہیں۔ قتادہ، ابوقلابہ سے وہ خالد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔''

۳۳۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِیْ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّیْكَ رَبِّیْ وَسَعْدَیْكَ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰی قُلْتُ رَبِّ لَا اَدْرِیْ فَوَضَعَ یَدَهٗ بَیْنَ كَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰی قُلْتُ فِی الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِیْ نَقْلِ الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَاِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فِی الْمَكْرُوْهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَمَنْ یُحَافِظُ عَلَیْهِنَّ عَاشَ بِخَیْرٍ وَمَاتَ بِخَیْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِطُوْلِهٖ وَقَالَ اِنِّیْ نَعَسْتُ فَاسْتَثْقَلْتُ نَوْمًا

فَرَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰی. (ص۱۵۹، س۹)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رب میرے پاس نہایت اچھی صورت میں آیا اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عرض کیا: یا رب حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لئے مستعد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقربین فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اے رب مجھے علم نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے سب کچھ جان لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عرض کیا اے رب حاضر ہوں بار بار حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرب فرشتے کس چیز کے متعلق جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا درجات اور کفارات میں مساجد کی طرف (باجماعت نماز کے لئے) پیدل چلنے میں، تکلیف کے باوجود اچھی طرح وضو کرنے میں اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنے میں۔ جو ان چیزوں کی حفاظت کرے گا بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر پر ہی اس کو موت آئے گی اور اپنے گناہوں سے اس طرح پاک رہے گا گویا کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو گیا اور گہری نیند میں ڈوب گیا تو میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا مقرب فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: جیسا کہ ظاہر ہے اس کے شروع میں لفظ ص ہے اس لیے سورت ص نام رکھا گیا۔

سورت ص مکی ہے اور اس میں ۸۶ یا ۸۸ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۷۳۱ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۶۶۰ ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ...... (ص۱۵۸، س۳۱) فَجَاءَ تْهُ قُرَیْشٌ وَجَاءَ هُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: (ص۱۵۸، س۳۲)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کچھ وضاحت سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بیماری میں مبتلا ہوئے تو قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی جس میں ابو جہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث اور کچھ دوسرے روساء شریک ہوئے ان سب نے مشورہ کیا کہ اگر ابو طالب کا انتقال ہو جاتا ہے انتقال کے بعد ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف سخت اقدام کریں گے تو عرب کے لوگ طعنہ دیں گے کہ ابو طالب کی زندگی

میں تو کچھ نہیں کیا اب محمد (ﷺ) کو ہدف بنالیا ہے۔ اس لیے وہ ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارا بھتیجا جس کی چاہے عبادت کرے مگر ہمارے معبودوں کو کچھ نہ کہے ابو طالب نے آپ ﷺ کو اسی مجلس میں بلوایا اور کہا کہ بھتیجے یہ لوگ تمہاری شکایت کررہے ہیں ان کے معبودوں کو برا مت کہا کرو تم اپنے خدا کی عبادت کرتے رہو اس پر قریش کے لوگوں نے کچھ اور باتیں بھی کیں آخر میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا چچا جان کیا میں ان کو اس چیز کی دعوت نہ دوں جس میں ان کی بہتری ہے؟ ابو طالب نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا میں ان سے ایک ایسا کلمہ کہلوانا چاہتا ہوں جس کے ذریعہ سارا عرب ان کے سامنے جھک جائے گا اور پورے عجم کے یہ مالک بن جائیں گے اس پہ ابو جہل نے کہا وہ کون سا کلمہ ہے ہمارے باپ کی قسم ہم ایک کلمہ نہیں دس کلمے بھی کہہ دیں گے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا "لا الہ الا اللّٰہ" کہہ لو یہ سن کر وہ سب اپنے کپڑے جھاڑ کر کھڑے ہوگئے اور کہا سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کو اختیار کرلیں یہ تو عجیب بات ہے۔[1]

كَيْ يَمْنَعَهُ: (ص۱۵۸، س۳۲) ایک دوسری روایت میں مزید وضاحت آتی ہے "وَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اَبِىْ طَالِبٍ قَدْرُ مَجْلِسِ رَجُلٍ قَالَ فَخَشِيَ اَبُوْجَهْلٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ اِنْ جَلَسَ اِلٰى جَنْبِ اَبِىْ طَالِبٍ اَنْ يَكُوْنَ اَرَقَّ لَهٗ عَلَيْهِ فَوَثَبَ فَجَلَسَ فِىْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ وَلَمْ يَجِدْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَجْلِسًا قُرْبَ عَمِّهٖ فَجَلَسَ عِنْدَ الْبَابِ"[2]

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ......: (ص۱۵۹، س۱)

اَتَانِى اللَّيْلَةَ رَبِّىْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِىْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ: (ص۱۵۹، س۳)

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو کہاں دیکھا؟

اس میں دو احتمال ہیں:

پہلا احتمال: خواب میں دیکھا جیسے کہ آگے راوی نے اس کا تذکرہ کیا تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہوگا کیونکہ انسان خواب میں شکل والی چیز کو بغیر شکل کے دیکھتا ہے اور کبھی اس کے عکس یعنی غیر شکل والی کو شکل دار صورت میں دیکھتا ہے۔

دوسرا احتمال: عالم بیداری میں دیکھا تو احسن صورۃ کی تاویل احسن صفۃ کے ساتھ کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے صفت جمال کے ساتھ تجلی فرمائی اردو محاورے میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ "صورت حال یہ ہے" یا اس مسئلہ کی صورت یہ ہے یہاں پر صورت سے شکل مراد نہیں ہوتی بلکہ اس کی کیفیت اور حقیقت مراد ہوتی ہے۔

فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰى: (ص۱۵۹، س۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ مقربین فرشتے کون سے فضیلت والے اعمال کے بارے میں بحث و مباحثہ کررہے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کا تنازعہ اس عمل کو مقام قبولیت تک پہنچانے میں ہے کہ ہر ایک فرشتے کی تمنا یہ ہے کہ میں پہلے اس کو لے کر جاؤں۔[3]

فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ: (ص۱۵۹، س۴) مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھا اس سے حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہوسکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہیں یہاں پر یہ کنایہ ہے آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی زیادتی مراد ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ

جب کوئی کسی سے خوش ہوتا ہے تو اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا ہے۔[٤]

حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ: (ص١٥٩، س٤) اللہ تعالیٰ کے فیض سے یہ جملہ بھی بطور کنایہ کے فرمایا گیا ہے اس پر اس سے آگے کا جملہ مشیر ہے اس کی برکت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے زمین و آسمان کے تمام پردے اٹھ گئے اور تمام چیزوں کا علم آپ کو حاصل ہوگیا۔[٥] اس سے یہ سوال بھی حل ہوگیا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن اعمال کے ثواب کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص١٥٩، س٩) اَتَانِیْ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ:

فَائِدَة: ان تین احادیث میں ممکن ہے کہ امام ترمذی ﴿ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ ﴾[٦] (مجھے ان بلند قدر فرشتوں کی (بات چیت کا) کوئی علم ہی نہیں وہ تکرار کر رہے تھے۔) کی تفسیر بیان کر رہے ہیں مگر بقول ابن کثیر رحمہ اللہ کہ حدیث میں اختصام یعنی جھگڑے کی باتیں وہ ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں اور قرآن مجید میں یختصِمُوْنَ میں اختصام سے مراد آگے والی آیات ہیں "اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا ......" حدیث بالا میں بھی اختصام مراد نہیں ہے۔[٧]

تخریج حدیث:

٣٣٧٠ - أخرجه أحمد (١/ ٢٢٧، ٢٢٨، ٣٦٢).

٣٣٧١ - أخرجه أحمد (١/ ٣٦٨)، وعبد بن حميد ص (٢٢٨)، حديث (٦٨٢).

٣٣٧٢ - انظر السابق.

أخرجه أحمد (٥/ ٢٤٣).

(١) تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٢٧- ٢٨، حاشیہ کوکب الدری: ٤/ ٢٥٠ (٢) تفسیر ابن جریر (٣) مرقاہ: ٢/ ٢١٩، مظاہر حق: ١/ ٥٠٦ (٤) مرقاہ: ٢/ ٢١٠ (٥) مظاہر حق: ١/ ٥٠٧ (٦) سورت ص آیت: ٦٩ (٧) تفسیر ابن کثیر ......

سُوْرَةُ الزُّمَرِ

یہ باب ہے سورۂ زمر کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٧٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُكَرَّرُ عَلَيْنَا الْخُصُوْمَةُ بَعْدَ الَّذِیْ كَانَ بَيْنَنَا فِی الدُّنْيَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ الْاَمْرَ اِذَنْ لَشَدِيْدٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٥٩، س١٥)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب "ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ

...... الآیة'' (پھر بے شک تم قیامت کے دن اپنے رب کے ہاں آپس میں جھگڑو گے۔ الزمر آیت ۳۱) نازل ہوئی تو میں نے پوچھا کہ کیا دنیا میں جھگڑنے کے بعد دوبارہ آخرت میں بھی ہم لوگ جھگڑیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' زبیر کہنے لگے پھر تو یہ کام بہت مشکل ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۳۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالُوْا نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا وَلَا يُبَالِي هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ. (ص۱۵۹، س۱۷)

ترجمہ: ''حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا ''یَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ ...... الآیة'' (کہہ دو اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کو بخش دے گا۔ بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔ الزمر آیت ۵۳) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ثابت کی روایت سے جانتے ہیں وہ شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں۔''

۳۳۷۵ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا سُفْيَانُ ثَنِي مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَاءَ يَهُوْدِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵۹، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد! اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوق کو ایک انگلی پر اٹھانے کے بعد کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس بات پر نبی اکرم ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے کے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا ''وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ'' (اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ الزمر: آیت ۶۷) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۳۷۶ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۵۹، س۲۲)

ترجمہ: ”بندار بھی یہ حدیث یحییٰ سے وہ فضیل بن عیاض سے وہ منصور سے وہ ابراہیم سے وہ عبیدہ سے اور وہ عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ہنسنا تعجب اور تصدیق کی وجہ سے تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۳۷۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ نَا اَبُوْ كُدَيْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ يَهُوْدِیٌّ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِیُّ حَدِّثْنَا فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِذَا وَضَعَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ عَلٰی ذِهْ وَالْاَرْضِيْنَ عَلٰی ذِهْ وَالْمَاءَ عَلٰی ذِهْ وَالْجِبَالَ عَلٰی ذِهْ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰی ذِهْ وَاَشَارَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ جَعْفَرٍ بِخِنْصَرِهٖ اَوَّلًا ثُمَّ تَابَعَ حَتّٰی بَلَغَ الْاِبْهَامَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ كُدَيْنَةَ اسْمُهٗ يَحْيَی بْنُ الْمُهَلَّبِ وَرَاَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ رَوٰی هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ شُجَاعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّلْتِ. (ص۱۶۰، س۱)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گزرے تو اس سے کہا اے یہودی کوئی بات کرو۔ اس نے کہا: اے ابوالقاسم آپ کیسے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس (انگلی) پر، زمین کو اس پر، پانی کو اس پر، پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوق کو اس (یعنی انگلی) پر رکھتا ہے اور محمد بن صلت ابوجعفر نے پہلے اپنی چھنگلیا سے بالترتیب اشارہ کیا یہاں تک کہ انگوٹھے تک پہنچ گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ...... الآیۃ“ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابوکدینہ کا نام یحییٰ بن مہلب ہے۔ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حدیث حسن بن شجاع سے محمد بن صلت کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے سنا۔“

۳۳۷۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ الْقَرْنَ وَحَنٰی جَبْهَتَهٗ وَاَصْغٰی سَمْعَهٗ يَنْتَظِرُ اَنْ يُؤْمَرَ اَنْ يَنْفُخَ فَيَنْفُخَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ فَكَيْفَ نَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تَوَكَّلْنَا عَلَی اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۶۰، س۵)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کس طرح آرام کروں جبکہ صور پھونکنے والے نے صور کو منہ لگا لیا ہے۔ وہ اپنی پیشانی جھکائے اور کان لگائے انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے پھونکنے کا حکم دیا جائے اور وہ پھونکے۔ مسلمانوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کیا کہیں (اس وقت) آپ ﷺ نے فرمایا کہو ”حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تَوَكَّلْنَا عَلَی اللّٰهِ“ (یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ بہترین وکیل ہے۔ ہم اپنے

رب اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرتے ہیں) کبھی اور کبھی سفیان (راوی) نے یہ بھی فرمایا: ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

۳۳۷۹ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا اِسْمٰعِيلَ بْنُ اِبْرَاهِيمَ نَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الصُّوْرُ قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ. (ص۱٦٠، س۷)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے پوچھا یا رسول اللہ! صور کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سلیمان تیمی کی روایت سے جانتے ہیں۔"

۳۳۸۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو نَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ فِيْ سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ لَا وَالَّذِيْ اِصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يَدَهٗ فَصَكَّ بِهَا وَجْهَهٗ قَالَ تَقُوْلُ هٰذَا وَفِيْنَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَرَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلِيْ اَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٦٠، س۹)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے بازار میں ایک یہودی نے کہا: اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں میں پسند کرلیا۔ اس پر ایک انصاری نے ہاتھ اٹھایا اور اس کے منہ پر طمانچہ مار دیا اور کہا کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ بات کہتے ہو۔ (پھر وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ...... الآية" (اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائے گا جو کچھ آسمانوں اور جو کوئی زمین میں ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو یکا یک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ الزمر آیت ٦٨) اس موقع پر سب سے پہلے سر اٹھانے والا میں ہوں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔ مجھے علم نہیں کہ انہوں نے مجھ سے پہلے سر اٹھایا یا وہ ان میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا اور جس نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں وہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۳۸۱ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ نَا الثَّوْرِيُّ نَا اَبُوْ اِسْحَاقَ اَنَّ الْاَغَرَّ

حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُنَادِیْ مُنَادٍ اِنَّ لَکُمْ اَنْ تَحْیَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَکُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرَوَی ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَیْرُهٗ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ الثَّوْرِیِّ وَلَمْ یَرْفَعُوْهُ.

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ (جنت میں) ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ تمہارے لئے زندگی ہے تم کبھی نہیں مرو گے، تمہارے لئے تندرستی ہے تم کبھی بیمار نہیں ہوگے اور تمہارے لئے نعمتیں ہیں تم کبھی تکلیف نہ پاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے ''وَتِلْكَ الْجَنَّةُ ...... الآیة'' (اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے بدلے وارث ہوئے)۔ ابن مبارک وغیرہ یہ حدیث ثوری سے روایت کرتے ہوئے مرفوع نہیں کرتے۔''

۳۳۸۲ - حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ عَمْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتَدْرِیْ مَا سَعَةُ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ مَا تَدْرِیْ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیَّاتٌ بِیَمِیْنِهٖ قَالَتْ قُلْتُ فَاَیْنَ النَّاسُ یَوْمَئِذٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلٰی جَسْرِ جَهَنَّمَ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ وَهٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد سے پوچھا کہ جانتے ہو جہنم کتنی وسیع ہے؟ مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''نہیں'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم تم نہیں جانتے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ''وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا ...... الآیة'' کے بارے میں پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس دن لوگ کہاں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کے پل پر ہوں گے۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے اور یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: زمر کے معنی ہوتے ہیں گروہ کے چونکہ اس سورت میں بھی قیامت کے روز انسانوں کے دو گروہ ہوں گے ایک جنت جانے والا گروہ دوسرا جہنم والا گروہ اس لیے ان کے تذکرے کی وجہ سے اس کا نام سورت زمر ہوا۔

سورت زمر مکی ہے مگر اس میں ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ﴾[1] مدنی ہے۔

اس میں ۷۵ آیات اور آٹھ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۱۹۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۷۰۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ:

﴿ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾ ﴾[۲] (ص۱۵۹، س۱۵) (پھر تم سب کے سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑوں گے۔) دوسری روایت جس کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں "اِنَّکُمْ" میں مومن و کافر اور مسلمان ظالم و مظلوم سب داخل ہیں یہ سب اپنے اپنے مقدمات اپنے رب کی عدالت میں پیش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا حق دلوائیں گے خواہ وہ کافر ہو یا مومن۔[۳]

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم عرصہ دراز تک اس آیت کو پڑھتے تھے لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ہم میں جھگڑے کیوں ہوں گے جب کہ ہماری کتاب ایک ہے قبلہ ایک ہے حرم ایک ہے نبی ایک ہے مگر جب ہم میں قتل وقتال ہوا جب سمجھ میں آیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے[۴] اسی طرح حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں جنگ صفین کے موقع پر جب مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوئی اس وقت ہم نے سمجھا کہ یہ آیت تو ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[۵]

مفسرین فرماتے ہیں کہ الفاظ کا عموم عام ہے اس میں ہر قسم کے جھگڑے جو قیامت تک ہونگے شامل ہیں قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا جس کا بھی حق مارا گیا ہوگا اس کو حق دلایا جائے گا ہر قسم کا جھگڑنے والا اپنے حق کے لیے جھگڑا کرے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍنَا: (ص۱۵۹، س۱۷) ﴿ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ﴾[۶] (ص۱۵۹، س۱۸)

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن مجید میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بتانے والی آیت یہ ہے مگر ابن عباس کے نزدیک "اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ" والی آیت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بیان کرتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت سے بڑھ کر کوئی دوسری آیت نہیں جس میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلائی گئی ہو۔[۷]

حضرت علی نے اس آیت کا مفہوم اپنے اشعار میں اس طرح بیان کیا ہے۔

اَلَا صَاحِبَ الذَّنْبِ لَا تَقْنَطَنْ   فَاِنَّ اِلٰہ لہ رَؤُفٌ رَؤُفٌ

اے گناہ گار شخص نا امید اور مایوس نہ ہو...... کیونکہ اللہ تعالیٰ مہربان ہے بڑا ہی مہربان ہے۔

وَلَا تَرْحَلَنَّ بِلَاعُدَّةٍ   فَاِنَّ الطَّرِيْقَ مَخُوْفٌ مَخُوْفٌ

بغیر توشہ کے ہرگز سفر نہ کرو...... کیونکہ راستہ بڑا خوفناک بڑا خوفناک ہے۔[۸]

البتہ کافر اور مشرک کی مغفرت ہونے کے لیے قبول اسلام کی شرط ہے یہ بھی اسلام قبول کرلیں تو اللہ تعالیٰ ان کے بھی سارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ یہ آیت گناہ گاروں کے لیے بہت بڑی ڈھارس ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس

نہیں ہونا چاہیے جیسے کہ ایک دوسری آیت میں بھی یہ مضمون آیا ہے ﴿وَلَا تَاْيْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ لَا يَاْيْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾﴾ (۹) (اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہو یقیناً رب کی رحمت سے نا امید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو کافر ہی نا امید ہوتے ہیں۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: (ص۱۵۹، س۲۰)

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ: (ص۱۵۹، س۲۱) اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اس میں کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور غلبہ کاملہ اپنے مخلوق پر مکمل ہے۔ (۱۰)

محققین کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور اعضاء سے پاک ہے اس کا جو مطلب اللہ تعالیٰ کے نزدیک حق ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں ہم اپنی طرف سے اس کا مطلب تجویز نہیں کرتے بلکہ اس کے مطلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ: (ص۱۵۹، س۲۲)

فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا: (ص۱۵۹، س۲۳) یہی بات ابن خزیمہ، علامہ نووی، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ محققین فرماتے ہیں۔ (۱۱)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی عیاس رحمۃ اللہ علیہ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ پر رد کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (ہنسنا ضحک) یہودی کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے تھا اور اس کی تصدیق کے لیے نہیں تھا یہودی اللہ تعالیٰ کے لیے جسم اور اعضاء کو ثابت کر رہا تھا یہاں پر اس یہودی نے اللہ تعالیٰ کے لیے اصبع (انگلی) ثابت کی جب کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے (۱۲) حالانکہ یہ بات درست نہیں کئی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے اصبع ثابت کی گئی ہے مثلاً ایک روایت میں آتا ہے۔

اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يَصْرِفُهٗ حَيْثُ يَشَاءُ. (۱۳)

صحیح بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہود کی تصدیق کے لیے ضحک فرمایا تھا۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ...... تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس یہودی کی بات سن کر مسکرانا اور تعجب کرنا اس کی تکذیب کے لیے نہیں بلکہ اس کی تصدیق کے لیے تھا کیونکہ یہودی لوگ حق بات بہت چھپاتے تھے یہاں پر اس یہودی عالم نے اس حق بات کو ظاہر کر دیا۔ (۱۴)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ: (ص۱۶۰، س۵)

كَيْفَ اَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ: (ص۱۶۰، س۶) حدیث بالا میں ترغیب دی جا رہی ہے کہ آدمی ہر وقت موت کے لیے تیار رہے (۱۵) اس حدیث سے امام ترمذی نے قرآن مجید کی آیت ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ﴾ (۱۶) (اور جب صور پھونک دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے

اللہ تعالیٰ چاہے۔) کی تفسیر بیان کی ہے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ: (ص۱٦۰، س۷) اس کا پڑھنا بڑی بڑی آفات و مصائب سے آدمی کو نجات دلاتا ہے اور عافیت اور سلامتی دلواتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جب ڈالا جا رہا تھا تو ان کی زبان مبارک پر بھی یہی کلمہ تھا اسی طرح جب آپ کو اطلاع ملی کہ کفار جنگ کے لیے جمع ہو رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمہ نکلا کہ "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"[۱۷]

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ...... (ص۱٦۰، س۷) قَالَ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ: (ص۱٦۰، س۹)

اس حدیث کو امام ترمذی ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَٰوَٰتِ﴾[۱۸] کی تفسیر میں نقل فرما رہے ہیں۔

الصُّوْرُ قَرْنٌ: (ص۱٦۰، س۸) جس میں اسرافیل صور پھونکے گے اس کی شکل سینگ کی طرح ہے بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ اس کا سرا جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے منہ میں ہے اس کی گولائی زمین اور آسمانوں کے برابر ہے (واللہ اعلم)۔[۱۹]

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ: (ص۱٦۰، س۹)

وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ: (ص۱٦۰، س۱۰) ایک دوسری روایت میں ہے "اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِى اصْطَفٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ فِىْ قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهٖ"[۲۰]

قرآن مجید میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا گیا ہے ﴿إِنِّي ٱصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى ٱلنَّاسِ﴾[۲۱] ارشاد ہوا کہ (اے موسیٰ! میں نے پیغمبری اور اپنی ہمکلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا۔) یعنی اے موسیٰ میں نے آپ کو تمام لوگوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل قرار دیا گیا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے افضل و اعلیٰ ہوں گے۔

اسی وجہ سے اس صحابی کو غصہ آیا اور اس نے طیش میں آ کر اس یہودی کو ایک طمانچہ رسید کر دیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُفِخَ: (ص۱٦۰، س۱۱) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "فَذَهَبَ الْيَهُوْدِىُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ لِىْ ذِمَّةً وَعَهْدًا وَ قَالَ فُلَانٌ لَطَمَ وَجْهِىْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ"[۲۲]

فَلَا اَدْرِىْ اَرَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلِىْ اَمْ كَانَ مِمَّنِ: (ص۱٦۰، س۱۲) قرآن مجید کے لفظ "اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ" سے بھی اشارہ ملتا ہے مگر اس میں وضاحت نہیں ہے کہ استثناء کن لوگوں کا ہوگا مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہو سکتے ہیں یہ احتمال بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بے ہوشی طاری نہ ہوئی ہو کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو طور پر دیدار الٰہی کی خواہش میں دنیا میں بے ہوش ہو چکے

تھے اگر اس دوسرے احتمال کو مان لیا جائے تو اس صورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت آپ پر جزوی ہوگی مگر کلی فضیلت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ (٢٣)

وَمَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ: حضرت یونس علیہ السلام بن متی، ''متی'' حضرت یونس علیہ السلام کے والد یا والدہ کا نام ہے۔

سُؤال: یہاں پر حضرت یونس علیہ السلام کی مثال کیوں دی گئی؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام قوم کی ایذاء کی وجہ سے قوم کو چھوڑ کر نکل گئے تھے اس کے مقابلہ میں بعض دوسرے انبیاء نے بہت زیادہ اولوالعزمی کا مظاہرہ کیا تھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ مجھ کو یونس بن متی سے بھی افضل مت کہو یہ آپ کی کسرنفسی کی وجہ سے تھا یا یہ اس وقت کی بات تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وحی نہیں آئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ (٢٤)

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص١٦٠، س١٣)

وَاَنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا: (ص١٦٠، س١٤) جنت کی تمام چیزوں میں کسی قسم کا کوئی ردو بدل نہیں ہوگا اور وہاں کی تمام چیزوں کو بقاء ہے فناء نہیں ہے اس لیے ہر چیز ہمیشہ باقی رہے گی۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ: (ص١٦٠، س١٥) یہ سورت زخرف کی آیت ہے اور یہاں پر تفسیر سورت زمر کی چل رہی ہے امام ترمذی نے اس آیت کو یہاں کیوں ذکر فرمایا شارحین کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ ...... (ص١٦٠، س١٥)

فَاَيْنَ النَّاسُ: (ص١٦٠، س١٧) اس سے پہلے ترمذی میں اس قسم کی حدیث ''يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ'' کے ضمن میں بیان کی گئی ہے وہاں اس کی تشریح بیان ہو چکی ہے۔ ایک روایت میں عَلٰى جَسْرٍ کی جگہ پر ''فِي الظُّلْمَةِ'' کا لفظ بھی ذکر کیا گیا ہے۔

وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ: (ص١٦٠، س١٨) یہاں امام ترمذی کون سا قصہ بیان کرنا چاہتے ہیں شارحین نے اس کے بیان کرنے سے اپنے عجز کا اظہار کیا ہے۔ کہ یہاں پر امام ترمذی کون سے واقعہ کی طرف اشارہ کرنا چاہ رہے ہیں۔

تخریج حدیث:

٣٣٧٣ - أخرجه أحمد (١/١٦٤)، (١/١٦٧)، والحميدي (١/٣٣، ٣٤)، حديث (٦٠، ٦٢).

٣٣٧٤ - أخرجه أحمد (٦/٤٥٤، ٤٥٩، ٤٦٠، ٤٦١) وعبد بن حميد ص (٤٥٦)، حديث (١٥٧٧).

٣٣٧٥ - أخرجه البخاري (٨/٤١٢): كتاب التفسير: باب: ﴿وما قدروا الله حق قدره﴾، حديث (٤٨١١) وأطرافه (٧٤١٤، ٧٤١٥، ٧٤٥١، ٧٥١٣)، ومسلم (٤/٢١٤٧): كتاب صفات المنافقين وأحكامهم: باب: صفة القيامة والجنة والنار، حديث (١٩/٢٧٨٦)، وأحمد (١/٤٢٩، ٤٥٧).

٣٣٧٦ - انظر السابق.

٣٣٧٧ - أخرجه أحمد (١/٢٥١، (١/٣٢٤).

٣٣٧٨ - تقدم تخريجه.

٣٣٧٩ - أخرجه الدارمي (٢/٣٢٥): كتاب الرقاق: باب: في نفخ الصور، وأحمد (٢/١٦٢، ١٩٢).

٣٣٨٠ - أخرجه البخاري: كتاب الخصومات: باب: ما يذكر من الأشخاص والملازمة والخصومة بين المسلم واليهودي، حديث (٢٤١١)، وأطرافه من (٣٤٠٨، ٣٤١٨، ٣٤٧٦، ٤٨١٣، ٥٠٦٢، ٦٥١٧، ٦٥١٨، ٧٤٢٨، ٧٤٧٢)، ومسلم (٤/١٨٤٤): كتاب الفضائل: باب: من فضل موسىٰ علیہ السلام، حديث (١٦٠، ١٦١/٢٣٧٣)، وأبوداود: كتاب السنة: باب في التخيير بين الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، حديث (٤٦٧١)، وابن ماجه: كتاب الزهد: باب: ذكر البعث، حديث (٤٢٧٤)، وأحمد (٢/٢٦٤، ٤٥٠).

٣٣٨١ - أخرجه مسلم كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها: باب: ((في دوام نعيم أهل الجنة ......))، حديث (٢٢/٢٨٣٧) والدارمي: كتاب الرقائق: باب: ما يقال لأهل الجنة إذا دخلوها وأخرجه أحمد (٢/٣١٩)، (٣/٣٨ - ٩٥) وعبد بن حميد: ص (٢٩٣): حديث (٩٤٢).

٣٣٨٢ - اخوجه احمد (٦/١١٦).

(١) سورت زمر آیت: ۵۳ (٢) سورت زمر آیت: ۳۱ (٣) تفسیر مظهری (٤) درمنثور بحواله مستدرك حاكم (٥) درمنثور (٦) سورت زمر آیت: ۵۳ (٧) روح المعانی (٨) مظاهر حق: ١/٥٧٢ (٩) سورت یوسف آیت: ۸۷ (١٠) مرقاة: ١٠/٢٤٤، مظاهر حق: ٥/١١٥، معارف القرآن: ٧/٥٧٣ (١١) شرح مسلم للنووی، فتح الباری: ٨/٥٥١ (١٢) فتح الباری: ٨/٥٥١ (١٣) فتح مسلم: ٢/٣٣٥ (١٤) مظاهر حق: ٥/١١٥ (١٥) كوكب الدرى: ٤/٢٥٤ (١٦) سورت زمر آیت: ٦٨ (١٧) مرقاة: ١٠/٢٤٦، مظاهر حق: ٥/١١٧ (١٨) سورت زمر آیت: ٦٨ (١٩) مظاهر حق: ٥/١١٧ (٢٠) بخاری و مسلم (٢١) سورت لاعراف آیت: ١٤٤ (٢٢) بخاری و مسلم (٢٣) حاشیة كوكب الدرى: ٤/٢٥٤ (٢٤) مرقاة: ١١/١٥، مظاهر حق: ٥/٢٧٩

سُوْرَةُ الْمُؤْمِن

یہ باب ہے سورۂ مؤمن کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٨٣ - حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيِّ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعِ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَالَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٠، س١٩)

ترجمہ: ”حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دعا ہی تو عبادت ہے پھر یہ آیت پڑھی ”وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ ...... الآية“ (اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں

گے۔المؤمن:۶۰) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

وجہ تسمیہ: اس میں چونکہ فرعون کے دربار کے ایک مردمومن کا قصہ ہے اس مناسبت سے اس کا نام سورت مومن ہے۔

سورت مومن کو سورت غافر بھی کہا جاتا ہے۔

یہ سورت مکی ہے مگر اس میں "اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ"...... مدنی ہے۔

اس میں ۸۵ آیات اور پانچ رکوع ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۱۹۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۹۶۰ ہے۔

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ ...... (ص۱۶۰، س۱۹) یَقُوْلُ الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ: (ص۱۶۰، س۲۱)

دعا کو مبالغۃً عبادت فرمایا جارہا ہے کیونکہ عبادت کا مقصد عاجزی اور انکساری کا پیدا کرنا ہے دعا کے اندر یہ بات بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اور دعا میں اخلاص بھی کامل درجہ کا ہوتا ہے۔ نیز جب دعا عبادت ہے تو عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی کرنا جائز نہیں ہے تو اسی طرح دعا بھی غیر اللہ تعالیٰ سے مانگنا جائز نہیں ہے۔(۱)

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(۲) (ص۱۶۰، س۲۱) (اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔) مفسرین فرماتے ہیں امت محمدیہ کے لیے یہ اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور قبول کرنے کا وعدہ خود ہی فرمایا ہے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے حضرت کعب احبار کا یہ قول نقل کیا ہے دعا مانگنا پہلے زمانے میں انبیاء کرام کی خصوصیت تھی کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم تھا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا مگر امت محمدیہ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ حکم تمام امت کے ہر فرد کو عام کر دیا گیا۔(۳)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ: (ص۱۶۰، س۲۱) آیت کے اس حصہ میں عِبَادَتِیْ سے مراد دعا ہے کیونکہ عبادت میں مقصود اپنی عاجزی اور انکساری کو بیان کرنا ہوتا ہے دعا میں یہ بات بطور اتم پائی جاتی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں دعا کرنا مستحب ہے فرض اور واجب نہیں ہے مگر اس آیت میں جو وعید ارشاد فرمائی جارہی ہے یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو بطور تکبر کے اپنے آپ کو دعا سے مستغنی سمجھے یہ کفر کی علامت ہے اس وجہ سے یہ جہنم کا مستحق ہوگا۔(۴)

تخریج حدیث:

۳۳۸۳ - أخرجه البخاري في الأدب المفرد ص (۲۱۰)، حديث (۷۲۱)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: الدعاء، حديث (۱۴۷۹)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء وأخرجه أحمد (۴/۲۶۷ - ۲۷۱ - ۲۷۶ - ۲۳۷).

(۱) مرقاۃ: ۳۷/۵، مظاہر حق: ۴۷۱/۲ (۲) سورت مومن آیت: ۶۰ (۳) تفسیر ابن کثیر ...... (۴) تفسیر مظهری ......

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ

یہ باب ہے حٰمٓ السجدۃ کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٨٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِخْتَصَمَ عِنْدَ الْبَیْتِ ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ قُرَشِیَّانِ وَثَقَفِیٌّ اَوْ ثَقَفِیَّانِ وَقُرَشِیٌّ قَلِیْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ كَثِیْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتَرَوْنَ اللّٰهَ یَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ فَقَالَ الْاٰخَرُ یَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا یَسْمَعُ اِنْ اَخْفَیْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ كَانَ یَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا فَهُوَ یَسْمَعُ اِذَا اَخْفَیْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص١٦٠، س٢٢)

ترجمہ: ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے پاس تین آدمیوں میں جھگڑا ہوگیا۔ دو قریشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی تھا۔ قریشی موٹے اور کم سمجھ تھے۔ ان (تینوں) میں سے ایک نے کہا: تم لوگوں کا کیا خیال ہے کہ جو باتیں ہم کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے؟ دوسرا کہنے لگا اگر زور سے بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا: اگر زور سے سنتا ہے تو آہستہ بھی سنتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ ...... الآیۃ“ (اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے۔ لیکن تم نے یہ گمان کیا تھا کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا۔ حم السجدہ آیت۔ ۲۲) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

٣٣٨٥ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ كُنْتُ مُسْتَتِرًا بِاَسْتَارِ الْكَعْبَۃِ فَجَاءَ ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ كَثِیْرٌ شُحُوْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِیْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ قُرَشِیٌّ وَخَتَنَاهُ ثَقَفِیَّانِ اَوْ ثَقَفِیٌّ وَخَتَنَاهُ قُرَشِیَّانِ فَتَكَلَّمُوْا بِكَلَامٍ لَمْ اَفْهَمْهُ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْمَعُ كَلَامَنَا هٰذَا فَقَالَ الْاٰخَرُ اِنَّا اِذَا رَفَعْنَا اَصْوَاتَنَا سَمِعَهٗ وَاِذَا لَمْ نَرْفَعْ اَصْوَاتَنَا لَمْ یَسْمَعْهُ فَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ سَمِعَ مِنْهُ شَیْئًا سَمِعَهٗ كُلَّهٗ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ فَاَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا وَكِیْعٌ نَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِیْعَۃَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ نَحْوَهٗ. (ص١٦٠، س٢٤)

ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کعبہ کے پردوں میں چھپا

ہوا تھا کہ تین آدمی آئے جن کے پیٹ زیادہ چربی والے اور دل کم سمجھ والے تھے۔ ایک قریشی اور دو اس کے داماد ثقفی تھے یا ایک ثقفی اور دو اس کے داماد قریشی تھے۔ ان لوگوں نے آپس میں کچھ بات کی جسے میں سمجھ نہیں سکا۔ پھر ایک کہنے لگا کیا خیال ہے کیا اللہ تعالیٰ ہماری یہ بات سن رہا ہے؟ دوسرا کہنے لگا اگر ہم اپنی آواز بلند کریں تو سنتا ہے اور اگر پست کریں تو نہیں سنتا۔ تیسرا کہنے لگا کہ اگر وہ تھوڑا سن سکتا ہے تو پورا بھی سنتا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو یہ آیت نازل ہوئی "وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ...... الْخَاسِرِيْنَ" تک۔ یہ حدیث حسن ہے اس حدیث کو محمود بن غیلان نے وکیع سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے وہب بن ربیعہ سے اور انہوں نے عبداللہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔"

۳۳۸۶ - حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسُ ثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ نَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِیْ حَزْمٍ الْقُطَعِیُّ نَا ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا قَالَ قَدْ قَالَ النَّاسُ ثُمَّ كَفَرَ اَكْثَرُهُمْ فَمَنْ مَاتَ عَلَيْهَا فَهُوَ مِمَّنِ اسْتَقَامَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ يَقُوْلُ رَوٰى عَفَّانٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ حَدِيْثًا.

(ص١٦٠، س٢٨)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا ...... الآیة" (بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم۔ حم السجدہ آیت ۳۰) اور فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے یہ بات کہی اور پھر منکر ہو گئے چنانچہ جو شخص اس پر مرا وہ قائم رہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی روایت سے جانتے ہیں۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ عفان نے عمرو بن علی سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔"

تشریح

وجہ تسمیہ: آیت سجدہ کے سبب اس کا نام سورۃ سجدہ ہے۔

سورت سجدہ کو سورت فصلت بھی کہا جاتا ہے۔

یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۵۴ آیات اور چھ رکوع ہیں اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۰۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۴۰۶ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ: (ص١٦٠، س٢٢)

﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ﴾[1] (ص١٦٠، س٢٤) (اور تم (اپنی بداعمالیاں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ

تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گی۔) اس آیت کے شان نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں مخاطب مشرکین ہیں جن کا یقین یہ نہ تھا کہ انسان کے اپنے ہی اعضاء کان اور آنکھ قیامت کے دن ان کے خلاف گواہی دیں گے اس کی طرف مشرکین کا ذہن نہیں جاتا اگر آدمی میں عقل سلیم ہو تو وہ یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ جس ذات نے ہمیں ایک حقیر چیز سے پیدا کر کے سننے والا دیکھنے والا انسان بنایا کیا اس کا علم ہمارے اعمال واحوال پر محیط نہیں ہوگا۔ [٢]

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب قیامت کے دن انسان کے اعضاء انسان کے خلاف گواہی دیں گے تو وہ ان اعضاء سے ناراض ہوکر کہے گا "بُعْدًا لَکُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْکُنَّ اُنَاضِلُ" (تم برباد ہو میں نے تو دنیا میں جو کچھ کیا تمہارے آرام پہنچانے کے لیے کیا تھا (اب تم میرے ہی خلاف گواہی دیتے ہو)۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ: (ص۱۶۰، س۲۷)

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُواْ﴾ [٣] (واقعی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر اسی پر قائم رہے۔) اس آیت میں لفظ استقامت استعمال ہوا ہے جو اگرچہ مختصر لفظ ہے مگر تمام شرائع اسلام کو جامع ہے اسی وجہ سے استقامت کے مفہوم کو اکابرین نے متعدد تعبیروں سے سمجھایا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدمی ایمان وتوحید پر قائم رہے اس کو کبھی نہ چھوڑے اس کو استقامت کہتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔

"اَلْاِ سْتِقَامَۃُ اَنْ تَسْتَقِیْمَ عَلَی الْاَمْرِ وَالنَّھْیِ وَلَا تَرُوْغَ رَوْغَانَ الثَّعَالِبِ" [٤]

استقامت یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اوامر اور نواہی پر جمے رہو اس سے اس ادھر ادھر راہ فرار اختیار نہ کرو جیسے کہ لومڑی کرتی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں استقامت تو اخلاص کا نام ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں استقامت ادائے فرائض کا نام ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ حضرت مجاہد، عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اخلاص پر جمے رہو اسی پر موت آجائے۔ [٥]

تخریج حدیث:

٣٣٨٤ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿وذلكم ظنكم الذي ظننتم بربكم ارداكم فأصبحتم من الخاسرين﴾، حديث (٤٨١٧) وطرفه من (٧٥٢١)، ومسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم: حديث (٢٧٧٥/٥)، وأحمد (١٤٣/١)، والحميدي (٤٧/١)، حديث (٨٧).

٣٣٨٥ - أخرجه أحمد (٣٨١/١، ٤٢٦، ٤٤٢).

٣٣٨٦ - تفرد به الترمذي انظر تحفة الأشراف (١٣٩/١)، حديث (٤٣٣).

(۱) سورت سجده آیت: ۲۲ (۲) انوارالبیان، حاشیة کوکب الدری: ۲۶۰/۴ (۳) سورت سجده آیت: ۳۰ (۴) مظهری (۵) تفسیر مظهری، احکام القرآن للجصاص، زادالمسیر، قرطبی وغیره

سُوْرَةُ الشُّوْرٰی

یہ باب ہے سورۂ شوریٰ کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاؤُسًا قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَعَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۶۰، س۳۰)

ترجمہ: ”طاؤس کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ”قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ ...... الآیة“ (کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔ الشوری آیت ۲۳) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل قرابت سے مراد آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ عرب کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت نہ ہو۔ چنانچہ اس سے مراد یہ ہے کہ میں تم لوگوں سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔ ہاں البتہ تم لوگ اس قرابت کی وجہ سے جو میرے اور تمہارے درمیان ہے (آپس میں) حسن سلوک کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔“

۳۳۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ الْوَازِعِ قَالَ ثَنِی شَيْخٌ مِنْ بَنِی مُرَّةَ قَالَ قَدِمْتُ الْكُوْفَةَ فَاُخْبِرْتُ عَنْ بِلَالِ بْنِ اَبِی بُرْدَةَ فَقُلْتُ اِنَّ فِيْهِ لَمُعْتَبَرًا فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ مَحْبُوْسٌ فِی دَارِهِ الَّتِیْ قَدْ كَانَ بَنٰی قَالَ وَاِذَا كُلُّ شَیْءٍ مِنْهُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنَ الْعَذَابِ وَالضَّرْبِ وَاِذَا هُوَ فِیْ قُشَاشٍ فَقُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ يَا بِلَالُ لَقَدْ رَاَيْتُكَ وَاَنْتَ تَمُرُّبِنَا وَتُمْسِكُ بِاَنْفِكَ مِنْ غَيْرِ غُبَارٍ وَاَنْتَ فِیْ حَالِكَ هٰذِهِ الْيَوْمَ فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ فَقُلْتُ مِنْ بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ عَبَّادٍ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا عَسَی اللّٰهُ اَنْ يَنْفَعَكَ بِهٖ فَقُلْتُ هَاتِ قَالَ ثَنِی اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُصِيْبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اَوْ دُوْنَهَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ عَنْهُ اَكْثَرُ قَالَ وَقَرَأَ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۶۰، س۳۲)

ترجمہ: ''قبیلہ بنو مرہ کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ گیا تو مجھے بلال بن ابوبردہ کے حال کے متعلق بتایا گیا میں نے کہا کہ اس میں عبرت ہے میں ان کے پاس گیا وہ اپنے اسی گھر میں قید تھے جو انہوں نے بنوایا تھا۔ اذیتیں پہنچانے اور مار پیٹ کی وجہ سے ان کی شکل وصورت بدل گئی تھی اور ان کے بدن پر ایک پرانا چیتھڑا (کپڑا) تھا۔ میں نے کہا ''الحمد للہ'' اے بلال میں نے تمہیں دیکھا کہ تم ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے غبار نہ ہوتے ہوئے بھی ناک پکڑ کر گزرا کرتے تھے اور آج اس حال میں ہو۔ کہنے لگے تم کون ہو؟ میں نے کہا: ابن عباد ہوں اور بنو مرہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ بلال نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں شاید اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں نفع پہنچائیں۔ میں نے کہا سنائیے۔ انہوں نے فرمایا: ابوبردہ اپنے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کو کوئی تکلیف یا چوٹ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہی پہنچتی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ اور جو (گناہ) اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں و۔ اس سے زیادہ ہوتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ''وَمَآ اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ ...... الآية'' (اور تم پر جو مصیبت آتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ الشوریٰ آیت ۳۰) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔''

تشریح

یہ سورت مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں مسلمانوں کو مشورہ کر کے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس سورت کو حم عسق بھی کہا جاتا ہے۔

اور اس میں ۵۳ آیات اور پانچ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۸۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۵۸۸ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص۱۶۰، س۳۰)

﴿سُئِلَ اِبْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا﴾ (۱) (ص۱۶۰، س۳۱)

جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ فرما دیجیے کہ میری اطاعت کرو اگر تم میری نبوت کو تسلیم نہیں کرتے تو نہ سہی مگر میرا ایک خاندانی حق بھی تم پر ہے جس کا تم انکار نہیں کر سکتے اس کی وجہ سے میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ رشتہ داری کی وجہ سے عداوت اور دشمنی نہ کرو ''فَهُوَ اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ وَلَيْسَ بِمُتَّصِلٍ حَتّٰى تَكُوْنَ الْمَوَدَّةُ فِى الْقُرْبٰى اَجْرًا فِىْ مُقَابَلَةِ اَدَاءِ الرِّسَالَةِ'' علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے ہم سے اس آیت کی تفسیر معلوم کی تو ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو انہوں نے جواب میں یہ فرمایا:

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ وَسَطَ النَّسَبِ فِىْ قُرَيْشٍ لَيْسَ بَطْنٌ مِنْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا وَقَدْ وَلَدُوْهُ قَالَ

اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ اَجْرًا عَلٰی مَا اَدْعُوْکُمْ عَلَیْہِ اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی تُوَدُّوْنِیْ لِقَرَابَتِیْ مِنْکُمْ وَ تَحْفَظُوْنِیْ بِھَا." (۲)

(آپ ﷺ قریش کے ایسے نسب سے تعلق رکھتے تھے جس کے ہر خاندان سے آپ ﷺ کا رشتۂ ولادت قائم تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ مشرکین سے یہ فرمائیں کہ اپنی دعوت پر میں تم سے کوئی معاوضہ بجز اس کے نہیں مانگتا کہ تم مجھ سے قرابت داری کی مروت کا معاملہ کر کے بغیر تکلیف دیئے اپنے درمیان رہنے دو اور میری حفاظت کرو۔)

آیت کا یہی مطلب بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اسی کو جمہور مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی دعوت کا معاوضہ کسی سے طلب نہیں کرتے چہ جائے کہ آپ ﷺ کی شان تو سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ (۳)

فَقَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ قُرْبٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ: (ص ۱٦۰، س ۳۱) بعض لوگوں نے آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ اپنی دعوت کا معاوضہ یہ چاہتے ہیں کہ تم آل محمد سے محبت کرو ایک دوسری روایت میں علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کا بھی ذکر کیا جاتا ہے اس روایت کو سیوطی نے (درمنثور) میں اور حافظ ابن حجر نے (تخریج احادیث کشاف) میں ضعیف کہا ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول جو امام ترمذی نے نقل کیا ہے یہ بھی حضرت ابن عباس سے منسوب کیا جاتا ہے جب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایات مروی ہیں جو پہلے ذکر کی گئی ہیں تو اب یہ ضعیف روایت صحیح روایت کے مقابل ہونے کی وجہ سے خود ساقط ہوگی۔ (٤)

اس کے ضعف کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک راوی حسین الاشقر ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے دوسری بات یہ ہے کہ آیت مکی ہے اس وقت تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اولاد ہی نہیں ہوئی تھیں کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی سے نکاح ۲ھ میں ہوا ہے۔

تَنْبِیْہٌ: علماء فرماتے ہیں کہ آل محمد سے محبت اور عقیدت بلاشبہ جزو ایمان ہے اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... (ص ۱٦۰، س ۳۲) فَقُلْتُ اِنَّ فِیْہِ لَمُعْتَبَرًا فَاَتَیْتُہٗ وَھُوَ مَحْبُوْسٌ فِیْ دَارِہٖ: (ص ۱٦۱، س ۱)
اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنی اس کو بیان کیا اور اس کی تائید نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت سے فرمائی۔

﴿ وَمَآ أَصَٰبَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ ﴾ (۵) (تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے۔)

وَمَا اَصَابَكُمْ: (ص١٦١، س٤) اس میں خطاب عام مسلمانوں کو ہے۔

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت میں خطاب ان لوگوں کو ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور نابالغ بچے اور مجنون وغیرہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ گناہوں سے معصوم ہیں ایک دوسری روایت میں آتا ہے مومن مرد اور مومن عورت کو جان اور مال اور اولاد میں تکلیف پہنچتی رہتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو ان کا کوئی گناہ بھی باقی نہ ہوگا۔ (٦)

تخریج حدیث:

٣٣٨٧ - اخرجه البخاري: كتاب المناقب: باب قول الله تعالىٰ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ ......﴾ [الحجرات: ١٣] حديث (٣٤٩٧)، وطرفه من (٤٨١٨)، وأحمد (١/٢٢٩)، (١/٢٨٦).

٣٣٨٨ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٦/٤٤٧)، حديث (٩٠٧٩).

(١) سورت شوری آیت: ٦٣ (٢) روح المعانی (٣) وکذا فی حاشیۃ الکوکب الدری: ٤/٢٦١ (٤) تحفۃ الاحوذی: ٩/١٠٤ - ١٠٣، تفسیر ابن کثیر ...... (٥) سورت شوری آیت: ٣٠ (٦) ترمذی

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ

یہ باب ہے سورۂ زخرف کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٨٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِىْ غَالِبٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ حَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ وَحَجَّاجُ بْنُ دِيْنَارٍ ثِقَةٌ مُقَارِبُ الْحَدِيْثِ وَاَبُوْ غَالِبٍ اسْمُهٗ حَزَوَّرٌ. (ص١٦١، س٥)

ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں جھگڑا نہیں شروع ہو جاتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ”مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ...... الآية“ (اور کہا کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ، یہ ذکر صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنے کے لئے کرتے ہیں بلکہ وہ تو جھگڑالو ہی ہیں۔ الزخرف آیت ٨٥) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حجاج بن دینار کی روایت سے جانتے ہیں اور حجاج ثقہ اور مقارب الحدیث ہیں۔ نیز ابوغالب کا نام حزور ہے۔“

تشریح

سورت زخرف مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: زخرف (ملمع سازی) کی وجہ سے اس کا نام سورت زخرف پڑا۔

اس میں ۸۹ آیات اور سات رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۳۳ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۴۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... (ص۱۶۱، س۵)

مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًی: (ص۱۶۱، س۶)

شان نزول: مفسرین نے اس کے تین شان نزول بیان فرمائے ہیں۔

❶ آپ ﷺ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا یا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ لَا خَیْرَ فِیْ اَحَدٍ یَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" اس پر مشرکین نے کہا نصاریٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں کہ ان میں بھی خیر نہیں تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور رسول تھے اس پر آیت ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا﴾ (۱) (تجھے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔) نازل ہوئی۔ (۲)

❷ مشرکین نے ایک مرتبہ آپ ﷺ پر الزام لگایا جس طرح نصاریٰ نے اپنے نبی کو معبود بنا لیا اسی طرح معاذ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے اس پر آیت بالا کا نزول ہوا۔ (۳)

❸ جب قرآن مجید کی آیت ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ (۴) (تم اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کی تم عبادت کرتے ہو، سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔)

اس پر عبداللہ بن الزبعری (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) نے کہا اس کا جواب میرے پاس موجود ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر کی بھی عیسائی اور یہودی عبادت کرتے ہیں کیا یہ دونوں بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے اس پر "اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی" اور آیت بالا ﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا﴾ نازل ہوئی۔ (۵)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ جھگڑالو ہیں حق باتوں میں ہمیشہ جھگڑتے رہتے ہیں۔

تخریج حدیث:

۳۳۸۹ - أخرجه ابن ماجه (۱۹/۱): کتاب المقدمة: باب: اجتناب البدع والجدل، حدیث (۴۸)، وأحمد (۲۵۲/۵، ۲۵۶).

(۱) سورت زخرف آیت: ۵۸ (۲) قرطبی (۳) قرطبی (۴) سورت الانبیاء آیت: ۹۸ (۵) ابن کثیر، فتح البیان

سُوْرَةُ الدُّخَانِ

یہ باب ہے سورۂ دخان کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۹۰ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْجُدِّيُّ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ سَمِعَا اَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ قَاصًّا يَقُصُّ يَقُوْلُ اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ الدُّخَانُ فَيَاْخُذُ بِمَسَامِعِ الْكُفَّارِ وَيَاْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ قَالَ فَغَضِبَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اِذَا سُئِلَ اَحَدُكُمْ عَمَّا يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ بِهٖ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَلْيُخْبِرْ بِهٖ وَاِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنْ عِلْمِ الرَّجُلِ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَنْ يَقُوْلَ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰى قُرَيْشًا اِسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَاَحْصَتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَقَالَ اَحَدُهُمَا الْعِظَامَ قَالَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ قَالَ فَاَتَاهُ اَبُوْسُفْيَانَ فَقَالَ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ فَهٰذَا لِقَوْلِهٖ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ مَنْصُوْرٌ هٰذَا لِقَوْلِهٖ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ فَهَلْ يُكْشَفُ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ قَالَ مَضَى الْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَالدُّخَانُ وَقَالَ اَحَدُهُمَا الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الرُّوْمُ قَالَ اَبُوْ عِيْسَى اللِّزَامُ يَوْمُ بَدْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦١، س٨)

ترجمہ: ''مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ایک واعظ بیان کر رہا تھا کہ قیامت کے قریب زمین میں سے ایسا دھواں نکلے گا کہ اس سے کافروں کے کان بند ہو جائیں گے اور مؤمنوں کو زکام سا ہو جائے گا۔ مسروق کہتے ہیں کہ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ غصے ہوگئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے (پہلے تکیہ لگائے بیٹھے تھے) اور فرمایا: اگر کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جس کا اس کے پاس علم ہو تو بیان کرے یا فرمایا بتا دے اور اگر نہ جانتا ہو تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ بھی انسان کا علم ہے کہ جو چیز نہیں جانتا اس کے بارے میں کہے کہ ''اللہ تعالیٰ اعلم'' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ کہہ دیجئے میں تم لوگوں سے اجرت نہیں مانگتا اور میں اپنے پاس سے بات بنانے والا نہیں ہوں۔ اس دھوئیں کی حقیقت یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریشی نافرمانی پر چل چکے ہیں تو دعا کی کہ یا اللہ تعالیٰ ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کی طرح سات سال کا قحط نازل فرما۔ چنانچہ قحط آیا اور سب چیزیں ختم ہوگئیں۔ یہاں تک کہ لوگ کھالیں اور مراد کھانے لگے۔ اعمش یا منصور کہتے ہیں کہ

ہڈیاں بھی کھانے لگے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ابوسفیان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہلاک ہوگئی ہے۔ ”یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ...... الآیۃ“ (سو اس دن کا انتظار کیجئے کہ آسمان دھواں ظاہر لائے۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے۔ یہی دردناک عذاب ہے۔ الدخان آیت ۱۰، ۱۱) منصور کہتے ہیں یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ لوگ دعا کریں گے ”رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ ......“ یہ (اے ہمارے رب ہم سے یہ عذاب دور کر دے، بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں۔ الدخان آیت ۱۲) کیونکہ قیامت کا عذاب تو دور نہیں کیا جائے گا۔ (یعنی یہ آیت بھی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید کرتی ہے) عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ بطشہ لزام اور دخان کے عذاب گزر چکے ہیں۔ اعمش یا منصور کہتے ہیں کہ چاند کا پھٹنا بھی گزر گیا۔ اور پھر ان دونوں میں سے ایک یہ بھی کہتے ہیں کہ روم کا غالب ہونا بھی گزر گیا۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لزام سے مراد جنگ بدر کے موقع پر جو لوگ قتل ہوئے ہیں، وہ ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۳۹۱ - حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ نَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُبَیْدَۃَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ یَصْعَدُ مِنْہُ عَمَلُہٗ وَبَابٌ یَنْزِلُ مِنْہُ رِزْقُہٗ فَاِذَا مَاتَ بَکَیَا عَلَیْہِ فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ فَمَا بَکَتْ عَلَیْہِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ وَمُوْسَی بْنُ عُبَیْدَۃَ وَیَزِیْدُ بْنُ اَبَانَ الرَّقَاشِیُّ یُضَعَّفَانِ فِی الْحَدِیْثِ. (ص۱٦۱، س۱٦)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مؤمن کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے اس کے نیک عمل اوپر چڑھتے ہیں اور دوسرے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب وہ مرجاتا ہے تو دونوں اس کی موت پر روتے ہیں۔ چنانچہ کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”فَمَا بَکَتْ عَلَیْہِمُ السَّمَآءُ الآیۃ“ (نہ آسمان رویا، نہ زمین اور نہ ان کو مہلت دی گئی اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس ذلت کے عذاب سے نجات دی۔ الدخان۔ آیت ۲۹) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے مرفوعاً جانتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی حدیث میں ضعیف ہیں۔“

تشریح

وجہ تسمیہ: اس میں دُخان (دھواں) کا ذکر ہے۔

سورت دخان مکی ہے اور اس میں صرف ”اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ“ مدنی ہے۔

اس میں ۵۶، ۵۷، ۵۹ آیات ہے اور چار رکوع ہے۔
اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۴۶ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۳۱ ہیں۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ...... فَقَالَ اِنَّ قَاصًّا یَقُصُّ: (ص۱٦١، س۸)

یہاں پر امام ترمذی ﴿يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝١٠﴾ [1] (آپ اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا۔) کی تفسیر بیان کر رہے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے تین قول مشہور ہیں۔

پہلا قول: حضرت علی، ابن عمر، ابن عباس، ابو ہریرہ، زید بن علی رضی اللہ عنہم، حسن بصری، ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کا ہے یہ سب فرماتے ہیں کہ دخان قیامت کی علامات میں سے ہے قیامت کے قریب اس کا وقوع ہوگا۔

اس قول کو علامہ ابن کثیر اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ترجیح دی ہے اس پر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کئی احادیث نقل کی ہیں اور ان احادیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے اس کے آخر میں وہ فرماتے ہیں۔

"هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ اِلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ حِبْرِ الْاُمَّةِ وَ تَرْجَمَانِ الْقُرْآنِ وَ هٰكَذَا قَوْلُ مَنْ وَافَقَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ مَعَ الْاَحَادِيْثِ الْمَرْفُوْعَةِ مِنَ الصِّحَاحِ وَالْحِسَانِ وَغَيْرِ هِمَا الَّتِیْ اَوْرَدْنَاهَا مِمَّا فِيْهِ مَقْنَعٌ وَ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰى اَنَّ الدُّخَانَ مِنَ الْاٰيَاتِ الْمُنْتَظَرَةِ مَعَ اَنَّهٗ ظَاهِرُ الْقُرْآنِ."

حضرت ابن عباس حبر امت اور ترجمان قرآن تک اسناد صحیح ہے اور یہی قول دوسرے حضرات صحابہ وتابعین کا بھی ہے جنہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی موافقت فرمائی ہے اس کے ساتھ ان احادیث مرفوعہ جن میں بعض صحیح بعض حسن ہیں وہ بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ دخان قیامت کی علامات میں سے ہے جس کا انتظار ہے اور ظاہر الفاظ قرآن بھی اسی پر شاہد ہیں۔

دوسرا قول: عبدالرحمن الرج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد فتح مکہ کے دن کا گرد وغبار ہے جو آسمان پر چھا گیا تھا [2] ابن کثیر فرماتے ہیں "هٰذَا قَوْلٌ غَرِيْبٌ جِدًّا بَلْ مُنْكَرٌ."

تیسرا قول: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو بددعا فرمائی تھی کہ اے اللہ تعالیٰ ان پر ایسا قحط آئے جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں آیا تھا ایسا حال مکہ والوں پر آیا اور اہل مکہ کو بھوک کی وجہ سے آسمان پر دھواں نظر آتا تھا یہ پیش گوئی بھی پوری ہوگئی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو علامہ آلوسی وغیرہ نے ترجیح دی ہے. اگرچہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اعتراض بھی کیا ہے اس تفسیر کو امام ترمذی نے بھی یہاں نقل کیا ہے اس روایت کو امام بخاری، مسلم، نسائی، مسند احمد نے بھی نقل کیا ہے۔ آخر میں علامہ آلوسی نے علامہ سفارینی کے حوالے سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

کہ دو دخانوں میں سے ایک گذر چکا جو اہل مکہ پر قحط کی صورت میں آیا تھا دوسرا باقی ہے جو آسمان اور زمین کی درمیانی فضاء کو بھر دے گا مومن کو زکام کی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور کافر کے تمام منافذ کو پھاڑ ڈالے گا مومن کی روح قبض ہو جائے گی اور صرف کفار شرار الناس باقی رہ جائیں گے۔ (۳)

مَضَی الْبَطْشَۃُ وَاللِّزَامُ وَالدُّخَانُ وَقَالَ اَحَدُھُمَا الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الرُّوْمُ: (ص۱۶۱، س۱۵) بخاری شریف میں ہے "قَالَ عَبْدُاللّٰہِ خَمْسٌ قَدْ مَضَیْنَ اَلدُّخَانُ وَالقَمَرُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَۃُ وَاللِّزَامُ"(٤) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں یہ پانچ چیزیں گذر چکی ہیں۔

الْبَطْشَۃُ: (ص۱۶۱، س۱۵) اس سے اہل مکہ پر غزوۂ بدر میں جو پکڑ ہوئی وہ مراد ہے۔

وَاللِّزَامُ: (ص۱۶۱، س۱۵) اس سے قرآن کی آیت فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا کی طرف اشارہ ہے بعض کہتے ہیں اس سے مراد قحط ہے یا غزوۂ بدر میں ۷۰ کا قتل ہونا مراد ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مجاہد قتادہ ضحاک رحمۃ اللہ علیہم سے بھی غزوۂ بدر میں مشرکین کا قتل ہونا منقول ہے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "الْبَطْشَۃُ" اور "وَاللِّزَامُ" دونوں ایک ہی معنی میں ہیں۔ (۵)

وَالدُّخَانُ: (ص۱۶۱، س۱۵) اس سے اہل مکہ کا قحط مراد ہے جس کا قرآن مجید کی اس آیت ﴿یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۰﴾(٦) (آپ اس دن کے منتظر رہیں جبکہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا۔) میں اشارہ ہے۔

الْقَمَرُ: (ص۱۶۱، س۱۵) اس سے مراد شق القمر ہے یہ بھی گذر چکا ہے جس کا قرآن مجید کی آیت ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۱﴾(۷) (قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔) میں ذکر ہے۔

الرُّوْمُ: (ص۱۶۱، س۱۵) اس میں ملک روم کے فتح کی پیش گوئی ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی آیت ﴿وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ﴾ میں ذکر ہے۔

حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ ...... (ص۱۶۱، س۱۶) مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ یَصْعَدُ مِنْہُ عَمَلُہٗ: (ص۱۶۱، س۱۷)

نیک آدمی پر آسمان و زمین حقیقتاً روتے ہیں جیسے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایات مروی ہیں۔ (۸)

ایک روایت میں جس کے راوی حضرت شریح بن عبید ضمری ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کرتے ہیں کہ جو مومن ایسی غریب الوطنی میں ہوتا ہے کہ اس پر کوئی رونے والا نہیں ہوتا تو اس پر آسمان اور زمین روتے ہیں اس کے بعد آپ نے ﴿فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ﴾ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آسمان و زمین کافر کے مرنے پر نہیں روتے۔ (۹)

بعض مفسرین کہتے ہیں یہاں رونے سے مجازاً اور استعارۃً رونا مراد ہے مگر جمہور مفسرین نے حقیقتاً رونا مراد لیا ہے کیونکہ یہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔

سؤال: آسمان وزمین میں اتنا شعور کہاں ہے کہ وہ روئیں؟

جواب: کائنات کی ہر چیز میں کچھ نہ کچھ شعور ضرور ہوتا ہے جیسے کہ قرآن مجید کی اس آیت سے بھی اس کی تائید ہوگی ﴿وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾[10] (ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کو پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔)

ایسا تو نہیں ہے کہ آسمان وزمین کا رونا انسانوں کی طرح ہو ان کی رونے کی کیفیت یقیناً الگ ہے جس کی حقیقت ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کیسی ہے۔

تخریج حدیث:

۳۳۹۰ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: سورة الروم، حديث (٤٧٧٤) وطرفه في (٤٨٢٤) ومسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم: باب: الدخان، وأحمد (١/٣٨٠، ٤٣١، ٤٤١)، والحميدي (١/٦٣، ٦٤)، حديث (١١٦).

۳۳۹۱ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (١/٤٣٣)، حديث (١٦٧٥).

(۱) سورت دخان آیت: ۱۰ (۲) قرطبی، ابن کثیر (۳) روح المعانی (٤) بخاری شریف (٥) حاشية كوكب الدری: ٤/٢٦٧ (٦) سورت الدخان آیت: ۱۰ (۷) سورت القمر آیت: ۱ (۸) تفسیر ابن کثیر (۹) تفسیر ابن جریر (۱۰) سورت بنی اسرائیل آیت: ٤٤

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

یہ باب ہے سورۂ احقاف کی تفسیر کے بیان میں

۳۳۹۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ نَا اَبُوْ مُحَيَّاةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَخِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا اُرِيْدَ عُثْمَانُ جَاءَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ فِيْ نُصْرَتِكَ قَالَ اخْرُجْ اِلَى النَّاسِ فَاطْرُدْهُمْ عَنِّيْ فَاِنَّكَ خَارِجٌ خَيْرٌ لِّيْ مِنْكَ دَاخِلٌ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اِلَى النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ كَانَ اسْمِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ فَسَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَاللّٰهِ وَنَزَلَتْ فِيَّ اٰيَاتٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ نَزَلَتْ فِيَّ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهِ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ وَنَزَلَتْ فِيَّ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ اِنَّ لِلّٰهِ سَيْفًا مَغْمُوْدًا عَنْكُمْ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ نَزَلَ فِيْهِ نَبِيُّكُمْ فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ اَنْ تَقْتُلُوْهُ فَوَاللّٰهِ اِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيْرَانَكُمُ الْمَلٰئِكَةَ وَلَتَسُلُّنَّ سَيْفَ اللّٰهِ الْمَغْمُوْدَ عَنْكُمْ فَلَا يُغْمَدُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَقَالُوا اقْتُلُوا الْيَهُوْدِيَّ وَاقْتُلُوْا عُثْمَانَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ

جَدِّہٖ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ. (ص١٦١، س١٩)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھتیجے بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ عبداللہ کہنے لگے آپ کی مدد کے لئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آپ جائیں اور لوگوں کو مجھ سے دور رکھیں کیونکہ آپ کا باہر رہنا میرے لئے اندر رہنے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ عبداللہ بن سلام باہر نکلے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ لوگو زمانہ جاہلیت میں میرا یہ نام تھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھا اور میرے بارے میں کئی آیات نازل ہوئیں چنانچہ ''وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ ......'' (اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ ایک ایسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان بھی لے آیا اور تم اکڑے ہی رہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ الاحقاف آیت ١٠) اور ''كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ...... الآية'' یہ دونوں آیتیں میرے بارے میں ہی نازل ہوئیں۔ (اور جان لو) کہ تم سے اللہ تعالیٰ کی ایک تلوار چھپی ہوئی ہے اور فرشتے تمہارے اس شہر میں جس میں تمہارے نبی رہے پڑوسی ہیں۔ لہٰذا تم لوگ اس شخص (عثمان رضی اللہ عنہ) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم لوگوں نے اسے قتل کر دیا تو فرشتے تمہارا پڑوس چھوڑ دیں گے، اور تم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی وہ تلوار نکل آئے گی جو چھپی ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد قیامت تک میان میں نہیں ڈالی جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر لوگ کہنے لگے کہ اس یہودی (یعنی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ) اور عثمان دونوں کو قتل کر دو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اس حدیث کو شعیب بن صفوان، عبدالملک بن عمیر سے وہ ابن محمد بن عبداللہ بن سلام سے اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن سلام سے نقل کرتے ہیں۔''

٣٣٩٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْ عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَى مَخِيْلَةً اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ وَمَا اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص١٦١، س٢٦)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل دیکھتے تو اندر آتے اور باہر جاتے پھر جب بارش ہونے لگتی تو خوش ہوتے۔ فرماتی ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلوم نہیں شاید یہ اسی طرح ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ'' (پھر جب انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک ابر ہے جو ہم پر برسے گا۔ (نہیں) بلکہ یہ وہی ہے جسے تم جلدی چاہتے تھے یعنی آندھی جس میں دردناک عذاب ہے۔ الاحقاف آیت: ٢٤) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۳۹۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاؤُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ هَلْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ اَحَدٌ قَالَ مَا صَحِبَهُ مِنَّا اَحَدٌ وَلٰكِنْ قَدِ افْتَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ بِمَكَّةَ فَقُلْنَا اُغْتِيْلُ اُسْتُطِيْرَ مَا فُعِلَ بِهٖ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ حَتّٰى اِذَا اَصْبَحْنَا اَوْ كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ اِذَا نَحْنُ بِهٖ يَجِيْئُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ قَالَ فَذَكَرُوْا لَهُ الَّذِيْ كَانُوْا فِيْهِ قَالَ فَقَالَ اَتَانِيْ دَاعِي الْجِنِّ فَاَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَاَرَانَا اٰثَارَهُمْ وَاٰثَارَ نِيْرَانِهِمْ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَسَاَلُوْهُ الزَّادَ وَكَانُوْا مِنْ جِنِّ الْجَزِيْرَةِ فَقَالَ كُلُّ عَظْمٍ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِيْ اَيْدِيْكُمْ اَوْفَرَ مَا كَانَ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ اَوْرَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَاِنَّهُمَا زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۶۱، س۲۹)

ترجمہ: ''حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جس رات جن آئے تھے کیا آپ لوگوں میں سے کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ انہوں نے کہا ''نہیں'' لیکن ایک مرتبہ مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گم ہوگئے۔ ہم لوگ سمجھے کہ شاید کسی نے آپ کو پکڑ لیا ہے یا کوئی اغوا کر کے لے گیا ہے۔ وہ رات بہت بری گزری جب صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہی صبح غار حراء کی طرف سے آ رہے تھے چنانچہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی گھبراہٹ بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ایک جن مجھے بلانے کے لئے آیا تھا۔ میں وہاں چلا گیا اور ان کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ ہمیں لے گئے اور ان کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے پھر جنوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توشہ مانگا وہ کسی جزیرے کے رہنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جائے گا تمہارے لئے ہوگی اور خوب گوشت لگا ہوا ہوگا اور ہر اونٹ کی مینگنیاں اور گوبر تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

سورت احقاف مکی ہے مگر ﴿ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ﴾ [1] (آپ کہہ دیجیے اگر یہ (قرآن) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اسے نہ مانا ہو۔) اور ﴿ فَٱصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُوْلُواْ ٱلْعَزْمِ ﴾ [2] (پس (اے پیغمبر) تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا۔) ﴿ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ ﴾ [3] (اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔) یہ تین آیات مدنی ہیں۔

وجہ تسمیہ: قوم احقاف کی کچھ سرگزشت کے بیان کی وجہ سے اس کا نام سورت احقاف ہے۔

اس سورت میں ۳۴، ۳۵ آیات اور چار رکوع ہیں۔
اس سورت میں کلمات کی تعداد ۶۴۴ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۲۴۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سَعِیْدٍ ...... (ص۱۶۱، س۱۹)

فِی الْجَاهِلِیَّةِ فُلَانٌ: زمانہ جاہلیت میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام حصین تھا جس کو بدل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کر دیا تھا۔(٤)

﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِیٓ إِسْرَآءِیلَ عَلٰی مِثْلِهٖ﴾(٥) (ص۱۶۱، س۲۲) (اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس جیسی کی گواہی بھی دے چکا ہو۔) علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن مجید نے ان الفاظ میں بنی اسرائیل کے کسی عالم کا نام متعین نہیں فرمایا جملہ شرطیہ ہے کہ اپنی فکر کرو عذاب سے بچو جو حضرات یہود اور نصاریٰ میں سے دین اسلام میں داخل ہوئے ان سب کا مصداق اس کو قرار دیا جائے گا اس میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی ہیں وہ بھی اس میں داخل ہوں گے اگرچہ یہ آیت بالاتفاق مکی ہے اور عبداللہ بن سلام کے اسلام لانے کا واقعہ مدینہ منورہ کا ہے۔

یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اسی بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مجاہد، ضحاک، قتادہ وغیرہ بھی فرماتے ہیں تو اس آیت کے مکی ہونے کے یہ بات منافی نہیں کیونکہ یہ بطور پیش گوئی کے ہے۔(٦)

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ...... (ص۱۶۱، س۲۲)

مَخِیْلَةً: (ص۱۶۱، س۲۳) ایسا بادل جس سے بارش کی امید کی جاتی ہے۔

اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ: (ص۱۶۱، س۲۳) ایک دوسری روایت میں دَخَلَ وَ خَرَجَ وَ تَغَیَّرَ وَجْهُهٗ (بخاری شریف) کے الفاظ بھی آتے ہیں۔

سؤال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادل کو دیکھ کر خوف زدہ کیوں ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود ہیں ان پر عذاب نہیں آئے گا ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ﴾(٧) (اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے۔)

جواب: ① عدم عذاب کا وعدہ بعد میں کیا گیا ہے یہ اس سے پہلے کا واقعہ ہے۔

جواب: ② خوف الٰہی کے غلبہ کی وجہ سے آپ کا یہ حال ہوتا تھا۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ ...... (ص۱۶۱، س۲۵)

كُلُّ عَظْمٍ لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ یَقَعُ فِیْ اَیْدِیْكُمْ اَوْفَرَ: (ص۱۶۱، س۲۸) ایک دوسری روایت میں اس کے بالکل عکس مضمون نقل کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ یَقَعُ فِیْ اَیْدِیْكُمْ اَوْفَرَ مَا كَانَ لَحْمًا"۔(٨)

جواب: محدثین نے دونوں حدیثوں کا محمل الگ الگ بتایا ہے جس میں آتا ہے "لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ" اس کا تعلق کھانے کے وقت کے ساتھ ہے کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی ہو اور ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ کا محل ذبح کرنے کا ہے ذبح کے وقت میں بسم اللہ نہ پڑھے۔(۹)

فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا: شریعت محمدی کے مخاطب جہاں پر انسان ہیں وہاں پر جنات بھی ہیں جس طرح آپ ﷺ نے انسانوں کی دینی رہنمائی فرمائی وہاں پر جنات کی بھی دنیوی امور کی رہنمائی فرمائی ہے اسی وجہ سے حدیث بالا میں فرمایا جا رہا ہے کہ جنات کی خوراک ہڈی ہے اور جنات کے جانوروں کی خوراک گوبر ہے۔(۱۰)

تخریج حدیث:

٣٣٩٢ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الأدب: باب: تغيير الأسماء، حديث (٣٧٣٤)، وأحمد (٤٥١/٥)، وعبد بن حميد ص (١٨٠) حديث (٤٩٨).

٣٣٩٣ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الخلق: باب: ما جاء من قوله ﴿وَهُوَ ٱلَّذِىٓ يُرْسِلُ ٱلرِّيَٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهِۦ﴾ [الأعراف: ٥٧]، حديث (٣٢٠٦)، وطرفه من (٤٨٢٩)، ومسلم: كتاب صلاة الاستسقاء: باب: التعوذ عند رؤية الريح والغيم والفرح بالمطر حديث (١٤، ٨٩٩/١٥)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل إذا رأى السحاب والمطر، حديث (٣٨٩١)، وأحمد (٢٤٠/٦).

٣٣٩٤ - أخرجه مسلم: كتاب الصلاة: باب: الجهر بالقراء ة من الصبح والقراء ة على الجنة، حديث ٤٥٠/١٥٠)، وأبوداود: كتاب الطهارة: باب: الوضوء بالنبيذ، حديث (٨٥)، وأحمد (٤٣٦/١)، وابن خزيمة (٤٤/١)، حديث (٨٢).

(١) سورة احقاف آيت: ١٠ (٢) سورة احقاف آيت: ٣٥ (٣) سورة احقاف آيت: ١٥ (٤) حاشية كوكب الدرى: ٢٦٧/٤ (٥) سورة احقاف آيت: ١٠ (٦) تفسير ابن كثير (٧) سورت انفال آيت: ٣٣ (٨) مسلم شريف (٩) كوكب الدرى: ٢٦٩/٤، تحفة الاحوذى: ١١٦/٩ (١٠) مظاهر حق: ٣٠٦/١

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ

یہ باب ہے سورۂ محمد کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٩٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِى الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَيُرْوٰى عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ. (ص١٦١، س٣٤)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ''وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ ...... الآية'' (اور اپنے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ کی معافی مانگئے۔ سورۂ محمد آیت ۱۹) کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سومرتبہ مغفرت مانگتا ہوں۔ محمد بن عمرو بھی یہ حدیث ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔''

۳۳۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ نَا شَيْخٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ قَالُوْا وَمَنْ يُسْتَبْدَلُ بِنَا قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَنْكِبِ سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِىْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ اَيْضًا هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ. (ص۱٦۲، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا ...... الآية'' (سورۂ محمد آیت: ۳۸) (اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔ سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آیت ۳۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری جگہ کون لوگ آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، یہ اور اس کی قوم۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند میں کلام ہے۔ عبداللہ بن جعفر بھی یہ حدیث علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں۔''

۳۳۹۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا قَالَ وَكَانَ سَلْمَانُ بَجَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخِذَ سَلْمَانَ وَقَالَ هٰذَا وَاَصْحَابُهُ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مَنُوْطًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيْحٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ وَقَدْ رَوٰى عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْكَثِيْرَ وَثَنَا عَلِيٌّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيْحٍ. (ص۱٦۲، س۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر ہم لوگ روگردانی کریں گے تو وہ ہماری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔ وہ کون لوگ ہیں جو ہماری طرح نہیں

ہوں گے؟ راوی کہتے ہیں کہ سلمان رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا یہ اور اس کے ساتھی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا (بلند ستارہ) میں بھی لٹکتا ہوتا تو اہل فارس میں سے چند لوگ اسے لے آتے۔ عبداللہ بن جعفر بن نجیح، علی بن مدینی کے والد ہیں، علی بن حجر، عبداللہ بن جعفر سے بہت کچھ روایت کرتے ہیں۔ پھر علی یہی حدیث اسمٰعیل بن جعفر سے اور وہ عبداللہ بن جعفر بن نجیح سے نقل کرتے ہیں۔"

تشریح

سورت محمد کو سورت قتال بھی کہا جاتا ہے یہ سورت مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ہے یا قتال کا تذکرہ ہے اس لیے یہ دو نام ہوئے۔

اور اس میں ۳۸ یا ۳۹ آیات اور چار رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۵۵۸ ہے جب کہ اس میں حروف کی تعداد ۲۴۷۵ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے منافی نہیں ہے کیونکہ استغفار صرف گناہ کرنے کے بعد ہی نہیں کیا جاتا بلکہ اطاعت کرنے کے بعد بھی کرنا مستحسن ہے اور رفع درجات کا سبب ہے۔ نیز آپ کا استغفار کرنا امت کی تعلیم کے لیے تھا جب نبی معصوم ہیں اور وہ استغفار کرتے ہیں تو امت کے تو صغیرہ گناہوں کے ساتھ کبیرہ گناہ بھی ہیں تو ان کو تو بدرجہ اولیٰ استغفار کرنا چاہیے۔ یا خلاف اولیٰ عمل کے بعد انبیاء علیہم السلام بھی استغفار کیا کرتے تھے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اُمِرَ بِالْاِسْتِغْفَارِ مَعَ اَنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَهٗ لِيَسْتَنَّ بِهٖ اُمَّتُهٗ" [1] (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم اس لیے تھا تاکہ امت آپ کی اتباع کرے۔) [2]

اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ: گذشتہ حدیث میں ستر سے زائد فرمایا گیا تھا اب زائد کی حد بیان کی جا رہی ہے کہ اس کی تعداد سو تھی یا پہلی حدیث میں ستر سے مراد تکثیر ہے یا کبھی کسی دن ستر کی تعداد اور کبھی کسی دن اس کی تعداد سو تک پہنچ جاتی تھی۔ [3]

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ:

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مَنُوْطًا بِالثُّرَيَّا: اس جملے میں اہل عجم کی فضیلت کا بیان ہے کہ اہل عجم میں بھی ایسے لوگ ہونگے کہ اگر علم ثریا ستاروں کی بلندی تک بھی پہنچ جائے تو وہ اس کو وہاں جا کر بھی حاصل کر کے آئیں گے۔ [4]

اس میں تمام عجمی اقوام آجاتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مثال صرف فارس کا تذکرہ فرمایا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں اس آیت سے عجمی لوگ مراد ہیں۔

نبی کرم ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں محدثین ومفسرین اہل فارس میں پیدا ہوئے چند فارسی محدثین کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں مفسرین، فقہاء اور دوسرے قرآن وحدیث کی خدمت کرنے والوں کی تعداد احاطے سے باہر ہے۔)

1. امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
2. مکی بن ابراہیم امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور امام بخاری نے ان سے گیارہ ثلاثیات کی روایت کی ہے۔
3. ابوعبید قاسم بن سلام بروی رحمۃ اللہ علیہ
4. حافظ زکریا بن یحییٰ بلخی رحمۃ اللہ علیہ
5. امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ
6. امام ابوحاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ
7. حافظ نعیم بن حماد مروزی رحمۃ اللہ علیہ
8. اسحٰق بن ابراہیم مروزی رحمۃ اللہ علیہ
9. زہیر بن حرب رحمۃ اللہ علیہ
10. قتیبہ بن سعید بلخی رحمۃ اللہ علیہ
11. ابوزکریا یحییٰ بن موسیٰ البلخی رحمۃ اللہ علیہ
12. امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ
13. امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
14. ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ
15. حافظ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ
16. حافظ ابوالقاسم طبرانی رحمۃ اللہ علیہ
17. ابوحاتم محمد بن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ
18. ابن السنی ابوبکر دینوری رحمۃ اللہ علیہ
19. حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ
20. امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ(۵) وغیرہ وغیرہ

تخریج حدیث:

٣٣٩٥ - أخرجه البخاري: كتاب الدعوات: باب استغفار النبي ﷺ في اليوم والليلة، حديث (٦٣٠٧)، وابن ماجه: كتاب الأدب: باب: الاستغفار، حديث (٣٨١٥)، وأحمد (٢/٢٨٢، ٣٤١، ٤٥٠).

٣٣٩٦ - تفرد به الترمذي انظر التحفة: (١٠/٢٣٠)، حديث (١٤٠٣٦)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الحاكم في المستدرك (٢/٤٥٨)، وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي.
٣٣٩٧ - انظر السابق.

(١) معالم التنزيل: ٤/١٨٣ (٢) مرقاة: ٥/١٢٣، وكذا حاشية كوكب الدرى: ٤/٢٧١ (٣) كوكب الدرى: ٤/٢٧٠ (٤) مظاهر حق: ٥/٨٢٣
(٥) تذكرة الحفاظ للذهبي، تكمله لحظ الالحاظ، جلال الدين سيوطى

سُوْرَةُ الْفَتْحِ

یہ باب ہے سورۂ فتح کی تفسیر کے بیان میں

٣٣٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنُ عَثْمَةَ نَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَكَلَّمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَسَكَتَ فَحَرَّكْتُ رَاحِلَتِىْ فَتَنَحَّيْتُ فَقُلْتُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ مَا اَخْلَقَكَ بِاَنْ يَنْزِلَ فِيْكَ قُرْاٰنٌ قَالَ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِىْ قَالَ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ نَزَلَ عَلَىَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِىْ بِهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٢، س٩)

ترجمہ: "حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا تو اس مرتبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے اپنے اونٹ کو چلایا اور ایک کنارے ہوگیا پھر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے) کہنے لگے اے ابن خطاب تیری ماں تجھ پر روئے تو نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تین مرتبہ سوال کرکے تنگ کیا اور کسی مرتبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ تو اسی لائق ہے کہ تیرے بارے میں قرآن نازل ہو۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں ابھی ٹھہرا بھی نہیں تھا کہ کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے بلا رہا تھا۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب مجھ پر آج کی رات جو سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ان سب چیزوں سے پیاری ہے جن پر سورج نکلتا ہے اور وہ یہ ہے "اِنَّا فَتَحْنَا ...... الآية" (بے شک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی۔

الفتح آیت ۱) یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔''

۳۳۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُنْزِلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ مَرْجِعَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اٰيَةٌ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ قَرَأَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هَنِيْئًا مَرِيْئًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ بَيَّنَ لَكَ اللّٰهُ مَاذَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَا ذَا يُفْعَلُ بِنَا فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ حَتّٰى بَلَغَ فَوْزًا عَظِيْمًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْهِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ. (ص۱۶۲، س۱۳)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی ''لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ ...... الآیۃ'' سورۃ فتح آیت:۲) (تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے۔ الفتح آیت۔۲) تو آپ حدیبیہ سے واپس آرہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ مجھے زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ خوشگوار بات مبارک ہو یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو بتا دیا لیکن معلوم نہیں کہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ حَتّٰى بَلَغَ فَوْزًا عَظِيْمًا'' سورۃ فتح آیت: ۵) تک (تاکہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان پر سے ان کے گناہ دور کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بڑی کامیابی ہے۔ سورۃ الفتح آیت ۵) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں مجمع بن جاریہ سے بھی روایت ہے۔''

۳۴۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ ثَمَانِيْنَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ عِنْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَهُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَقْتُلُوْهُ فَاُخِذُوْا اَخْذًا فَاَعْتَقَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۶۲، س۱۷)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تنعیم کے پہاڑ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف اسی (۸۰) کافر نکلے۔ صبح کی نماز کا وقت تھا وہ لوگ چاہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں لیکن سب کے سب پکڑے گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ ...... الآیۃ'' سورۃ فتح آیت:۲۴) (یعنی وہ ایسا ہے کہ اس نے ان کے تم سے اور تمہارے ان سے

ہاتھ روک دیئے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

٣٤٠١ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزْعَةَ الْبَصْرِيُّ نَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ قَزْعَةَ وَسَاَلْتُ اَبَا زُرْعَةَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص١٦٢، س١٩)

ترجمہ: "حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ "وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى...... الآية" (اوران کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس کے لائق اور قابل بھی تھے۔ الفتح آیت:٢٦) كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حسن بن قزعہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ میں نے ابوزرعہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی اس حدیث کو اسی سند سے مرفوع جانا۔"

تشریح

سورت فتح مدنی ہے اور اس میں ٢٩ آیات اور چار رکوع ہیں۔

وجہ تسمیہ: فتح مبین کی خوشخبری کی وجہ سے اس کا نام سورۃ الفتح ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ٥٦٠ ہے جب کہ حروف کی تعداد ٢٤٠٠ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

بَعْضِ اَسْفَارِهٖ: علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں کسی کے بھی اختلاف کا مجھ کو علم نہیں کہ یہ سفر مدینہ کی طرف واپسی کا تھا۔

فَسَكَتَ: بخاری شریف کی روایت میں "فَلَمْ يُجِبْهُ" کا لفظ آیا ہے اس پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ (١)

ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَسَكَتَ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات کا تکرار کیا وہ یہ سمجھتے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات نہیں سنی اور ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینا چاہتے ہوں گے مگر نزول وحی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ (٢)

فَقُلْتُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ: یہ جملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور بددعا کے نہیں کہا بلکہ عربوں کی عادت تھی کہ غصہ کی حالت میں بغیر ارادے کے یہ جملہ کہہ دیتے تھے۔

اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا: یہ سورت اس لیے پسند تھی کہ اس میں فتح

مبین کی اور صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کی بشارت ہے اس سورت کا ابتدائی حصہ صلح حدیبیہ ۶ھ سے واپسی پر نازل ہوا جب کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف واپس ہو رہے تھے حضرات صحابہ کے دلوں میں اس بات کا بہت زیادہ رنج تھا کہ ہم عمرہ کیے بغیر واپس لوٹ رہے ہیں۔ (۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ:

﴿ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ ﴾ (۴) اس آیت میں اس انعام کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حبیب جناب رسول اللہ ﷺ کو عطاء کیا گیا ہے اور وہ ہے تمام اگلی پچھلی لغزشوں کی معافی۔

مَا تَقَدَّمَ: وہ لغزشیں جو نبوت سے پہلے صادر ہوئیں۔ (۵)

وَمَا تَاَخَّرَ: وہ لغزشیں جو نبوت کے بعد صادر ہوئیں۔ (۶)

سؤال: انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہوتے ہیں تو ان کے گناہ کی مغفرت کا کیا مطلب؟

جواب (۱): یہاں پر کلام علی سبیل الفرض والتقدیر وارد ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض آپ ﷺ سے گناہ ہو بھی جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ نے ان سب کو معاف کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

جواب (۲): خلاف اولیٰ اور خطاء اجتہادی ہو جاتی ہے ان سب کی بھی معافی کا اعلان کر دیا گیا۔

لِيَغْفِرَ لَكَ: علماء فرماتے ہیں یہاں پر لام تعلیل کے لیے ہے مطلب یہ ہے کہ فتح مبین کا اس مغفرت کے لیے سبب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس فتح مبین سے بہت سے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے ان سب کا اجر وثواب آپ کو ملے گا اجر وثواب کی زیادتی سبب ہوتی ہے کفارۂ سیئات کے لیے۔ (۷)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ فتح مبین ہی فتح مکہ اور حج کرنے کے لیے سبب بنا اور حج سبب ہے گناہوں کی معافی کے لیے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ" کے بعد "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ" ذکر فرمایا۔ (۸)

﴿ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ﴾ (۹) یہ انعامات اصالۃً حاضرین حدیبیہ اور بیعت رضوان والوں کے لیے ہیں چونکہ یہ انعامات ایمان باللہ اور اطاعت رسول کے لیے سبب بنے اس وجہ سے تمام مسلمان اس میں داخل ہیں جو بھی ایمان اور اطاعت میں کامل ہوگا ان انعامات کا بھی مستحق ہوگا۔ (۱۰)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... اَنَّ ثَمَانِينَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ:

هَبَطُوْا: ایک دوسری روایت میں آتا ہے "لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ هَبَطَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ اَصْحَابِهٖ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ بِالسِّلَاحِ" (۱۱)

اَنَّ ثَمَانِينَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ: یہ واقعہ بھی صلح حدیبیہ کے ہی زمانے کا ہے اسی آدمی جبل تنعیم سے ہتھیار لگائے ہوئے آئے ان کی نیت یہ تھی کہ آپ ﷺ اور صحابہ پر حملہ کریں جب یہ پکڑے گئے تو آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر احسان جتلایا ہے کہ اس نے مشرکین کے ہاتھوں سے تمہیں محفوظ رکھا ان کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دی اور مومنین کے ہاتھوں کو بھی مشرکین تک نہ پہنچنے دیا۔ (۱۲)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزْعَةَ:

﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ﴾ (۱۳)

كَلِمَةُ التَّقْوٰى سے مراد کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ اس کلمہ کے متعدد نام ہیں ان میں سے ایک نام كَلِمَةُ التَّقْوٰى بھی ہے یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ شرک اور کفر سے اور گناہوں سے یہ کلمہ بچاتا ہے۔ (۱٤)

نیز یہ کلمہ ہی تقویٰ کی بنیاد ہے۔ (۱۵)

بعض لوگوں نے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے ساتھ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کو بھی ملایا ہے۔ اور بعض لوگوں نے "وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" کو بھی ملایا ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں كَلِمَةُ التَّقْوٰى سے مراد "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ہے یہ کلمہ مشرکین نہیں لکھتے تھے اسی وجہ سے صلح حدیبیہ میں انہوں نے اس کو لکھنے سے منع کیا تھا۔ (۱٦)

تخریج حدیث:

٣٣٩٨ - أخرجه مالك كتاب القرآن: باب: ما جاء من القرآن، حديث (٩)، والبخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿انا فتحنا لك فتحاً مبيناً﴾، حديث (٤٨٣٣)، وأحمد (٣١/١).

٣٣٩٩ - أخرجه مسلم: كتاب الجهاد: باب: صلح الحديبية في الحديبية، حديث (١٧٨٦/٩٧). وأخرجه الإمام أحمد (١٢٢/٣ - ١٣٤ - ١٧٣ - ١٩٧ - ٢١٥ - ٢٥٢) وعبد بن حميد: ص ٣٥٨: حديث (١١٨٨).

٣٤٠٠ - أخرجه مسلم: كتاب الجهاد والسير: باب: قول الله تعالىٰ ﴿وهو الذي كف ايديهم﴾. الآية، حديث (١٨٠٨/١٣٣)، وأبوداود: كتاب الجهاد: باب: في المن على الأسير بغير فداء، حديث (٢٦٨٨)، وأحمد (١٢٢/٣، ١٢٤، ٢٩٠) وعبد بن حميد ص (٣٦٣)، حديث (١٢٠٨).

٣٤٠١ - أخرجه عبدالله بن أحمد في الزوائد: (١٣٨/٥).

(١) فتح الباري، وكذا فی حاشية كوكب الداری: ٢٧١/٤ (٢) حاشية كوكب الدری: ٢٧١/٤ (٣) معالم التنزيل: ١٨٨/٤، بخاری بالاختصار: ٦٠٠ - ٧١٦ (٤) سورت فتح آيت: ٢ (٥) مظهری (٦) مظهری (٧) بيان القرآن (٨) تفسير كبير: ٧٨/٢٨ (٩) سورت فتح آيت: ٥ (١٠) معارف القرآن: ٧٠/٨ (١١) مسند احمد (١٢) تفسير ابن كثير (١٣) سورت فتح آيت: ٢٦ (١٤) انوارالبيان: ١٦٦/٥ (١٥) معارف القرآن: ٨٧/٨ (١٦) تحفة الاحوذی: ١٢٣/٩

سُوْرَۃُ الْحُجُرَاتِ

یہ باب ہے سورۂ حجرات کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ نَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ جَمِیْلٍ الْجُمَحِیُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ ثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسْتَعْمِلْہُ عَلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَسْتَعْمِلْہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَتَکَلَّمَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُھُمَا فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ لِعُمَرَ مَا اَرَدْتَ اِلَّا خِلَافِیْ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ خِلَافَکَ قَالَ فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ قَالَ وَکَانَ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ اِذَا تَکَلَّمَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُسْمَعْ کَلَامُہٗ حَتّٰی یَسْتَفْھِمَہٗ قَالَ وَمَا ذَکَرَ ابْنُ الزُّبَیْرِ جَدَّہٗ یَعْنِی اَبَا بَکْرٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاہُ بَعْضُھُمْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ مُرْسَلاً وَلَمْ یَذْکُرْ فِیْہِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ. (ص۱۶۲، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اقرع بن حابس، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ: انہیں ان کی قوم پر عامل مقرر کر دیجئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں عامل نہ بنائیے۔ چنانچہ دونوں میں تکرار ہوگئی یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ تمہارا مقصد صرف مجھ سے اختلاف کرنا ہے۔ انہوں نے فرمایا میرا مقصد آپ کی مخالفت نہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا ...... الآیۃ'' (اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ بلند آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کیا کرتے ہو۔ الحجرات آیت ۲) راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کرتے تو ان کی آواز اس وقت تک سنائی نہ دیتی جب تک سمجھا کر بات نہ کرتے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دادا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس حدیث میں ذکر نہیں کیا۔ یہ حدیث غریب حسن ہے۔ بعض راوی اس حدیث کو ابن ابی ملیکہ سے مرسلاً نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن زبیر کا ذکر نہیں کرتے۔''

۳۴۰۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ حَمْدِیْ زَیْنٌ وَاِنَّ ذَمِّیْ شَیْنٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ھٰذَا حَدِیْثٌ

حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص١٦٢، س٢٤)

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ ...... الآية'' (بے شک جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے۔ الحجرات۔ آیت ۴) کا سبب نزول بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میری تعریف، عزت اور میری مذمت، ذلت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شان تو اللہ رب العزت کی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

٣٤٠٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا اَبُوْ زَيْدٍ صَاحِبُ الْهَرَوِيِّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ جُبَيْرَةَ ابْنِ الضَّحَاكِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا يَكُوْنُ لَهُ الْاِسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ فَيُدْعٰى بِبَعْضِهَا فَعَسٰى اَنْ يَكْرَهَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حَدَّثَنَا اَبُوْسَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ جُبَيْرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ نَحْوَهٗ وَاَبُوْ جُبَيْرَةَ بْنُ الضَّحَّاكِ هُوَ اَخُوْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِيِّ. (ص١٦٢، س٢٦)

ترجمہ: ''حضرت ابوجبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کے دو دو، تین تین نام ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ بعض ناموں سے پکارا جانا وہ اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ'' (اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔ الحجرات آیت: ۱۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو ابوسلمہ، بشر بن مفضل سے وہ داود بن ابی ہند سے وہ شعبی سے وہ ابوجبیرہ بن ضحاک سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ ابوجبیرہ، ثابت بن ضحاک انصاری کے بھائی ہیں۔''

٣٤٠٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ اللرَّيَّانِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ قَرَأَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَخِيَارُ اَئِمَّتِكُمْ لَوْ اَطَاعَهُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُوْا فَكَيْفَ بِكُمُ الْيَوْمَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ سَاَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ الْقَطَّانَ عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ فَقَالَ ثِقَةٌ.

(ص١٦٢، س٣٠)

ترجمہ: ''حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ''وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ...... الآية'' (اور جان لو کہ تم میں اللہ تعالیٰ کا رسول موجود ہے، اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو تم پر مشکل پڑ جائے۔ الحجرات آیت ۷) اور فرمایا کہ یہ آیت تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس وقت نازل کی گئی جبکہ تمہارے ائمہ

اور بہترین لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سی چیزوں میں تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو تم لوگ مشکل میں پڑ جاؤ گے تو آج تم لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ حدیث غریب حسن صحیح ہے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے مستمر بن یان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں۔''

٣٤٠٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ يَااَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِاٰبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللّٰهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ وَالنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ وَخَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مِنَ التُّرَابِ قَالَ اللّٰهُ يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يُضَعَّفُ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَغَيْرُهٗ وَهُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ. (ص١٦٢، س٣٢)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے زمانہ جاہلیت کا فخر اور اپنے آباؤ اجداد کی وجہ سے تکبر کرنا دور کر دیا ہے۔ اب لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک متقی اور کریم ہے۔ دوسرا وہ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدکار، بدبخت اور ذلیل ہے۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ ...... الآية'' (اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تا کہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔ الحجرات۔ آیت ۱۳) یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو عبداللہ بن دینار کی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کے متعلق صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ عبداللہ بن جعفر کو یحییٰ بن معین وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ علی بن مدینی کے والد ہیں اور اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔''

٣٤٠٧ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْبَغْدَادِيُّ الْاَعْرَجُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلَامِ بْنِ اَبِيْ مُطِيْعٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ سَمُرَةَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ

مُطِيْع. (ص١٦٣، س٤)

ترجمہ: ''حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسب مال ہے اور عزت تقویٰ ہے۔ یعنی حسب مال سے ہے اور عزت تقویٰ سے ہے۔ یہ حدیث سمرہ کی روایت سے حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف سلام بن ابی مطیع کی روایت سے جانتے ہیں۔''

تشریح

سورت حجرات مدنی ہے اور اس میں ۱۸ آیات اور دو رکوع ہیں۔

وجہ تسمیہ: حجرات کے تذکرہ کی وجہ سے اس کا نام سورت حجرات ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۴۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۷۶ ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ...... اسْتَعْمِلْهُ عَلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ عُمَرُ:

امام بخاری نے اس واقعہ کو کچھ وضاحت سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں بنی تمیم کا ایک قافلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت گھر میں تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی شخص کو ہمارا امیر بنا دیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن معبد کو امیر بنانے کا مشورہ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس کو امیر بنانے کا مشورہ دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارا مقصد میری مخالفت کرنا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا جواب دیا کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے طور پر رائے نہیں دی اسی میں آوازیں بلند ہوگئیں تو آیت بالا ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَرْفَعُوٓا۟ ﴾[1] (اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو۔) نازل ہوئی۔[2]

اس آیت کے نزول کے بعد چند صحابہ کرام کا حال:

مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیت کا نزول اگرچہ خاص واقعہ میں ہوتا ہے مگر اس کا حکم عام ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اب مرتے دم تک اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو۔[3]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر آہستہ بولتے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔[4]

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی آواز طبعی طور سے بلند تھی وہ بہت ڈرے اور روئے اور اپنی آواز کو گھٹایا۔[5]

علماء فرماتے ہیں یہی ادب قبر شریف کے سامنے کا ہے بلند آواز سے سلام کرنا اور درود پڑھنا، یہ بھی خلاف ادب ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ ٱلْحُجُرَٰتِ ﴾[6] (جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں۔)

شان نزول: اس آیت کے متعدد شان نزول بیان کیے گئے ہیں۔[7]

منجملہ ان میں سے یہ بھی ہے کہ قبیلہ بنی عنبر یا قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ دوپہر کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں آئے آپ ﷺ آرام فرمارہے تھے انہوں نے دروازے پر آکر زور زور سے آواز دینا شروع کر دی "یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَیْنَا" اس کے جواب میں قرآن کریم نے یہ کہا ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ (۸) (اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود سے نکل کر ان کے پاس آجاتے تو یہ ہی ان کے لیے بہتر ہوتا۔)

آیت بالا میں تمام ہی لوگوں کو ادب سکھلایا جارہا ہے کہ آپ ﷺ کو بلند آواز سے پکارنا برا بھی ہے اور عقل والوں کے یہ کام نہیں ہے۔

مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ: حجرات حجرۃ کی جمع ہے حجرہ اس چار دیواری کے گھرے ہوئے مکان کو کہتے ہیں جس میں کچھ صحن ہو اور کچھ چھت بھی ہو آپ ﷺ نے اپنے نو ازواج مطہرات کے لیے حجرے بنوائے ہوئے تھے آپ ﷺ باری باری ہر ایک کے حجرے میں تشریف لے جاتے تھے۔

علامہ عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حجرے کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے تھے ان کے دروازوں پر موٹے سیاہ اون کے پردے پڑے ہوئے تھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجرہ کے دروازوں سے کمرے کی دیوار تک چھ سات ہاتھ ہو گا کمرہ دس ہاتھ اور چھت کی اونچائی سات آٹھ ہاتھ ہوگی (۹) یہ حجرات ولید بن عبدالملک کے دور میں مسجد نبوی میں شامل کر دیئے گئے اس دن مدینہ میں لوگوں میں گریہ و بکا تھا

"اِنَّ حَمْدِیْ زَیْنٌ وَاِنَّ ذَمِّیْ شَیْنٌ" اپنی تعریف کرنا مقصود ہے کہ جس کی میں تعریف کر دوں تو قابل تعریف ہو جاتا ہے اور جس کی میں مذمت کر دوں تو وہ برا ہو جاتا ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کام تو اللہ تعالیٰ کرتے ہیں بعض روایات میں اس کے بعد آتا ہے "فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ" ایک دوسری روایت میں وضاحت آتی ہے بعض لوگوں نے آکر زور زور سے کہا یا محمد! یا محمد! آپ ﷺ نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا انہوں نے پھر یہ کہا "یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ حَمْدِیْ زَیْنٌ وَاِنَّ ذَمِّیْ شَیْنٌ" (۱۰)

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِسْحَاقَ:

﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ (۱۱) (اور نہ کسی کو برے لقب دو۔)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا دوسرا شان نزول یہ بھی نقل کیا ہے کہ کوئی شخص گناہ کرنے کے بعد توبہ کرلے مگر پھر بعد میں لوگ اس کو اسی گناہ کی طرف منسوب کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کو ایسے گناہ پر عار دلائے جس سے اس نے توبہ کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ اس کو اسی گناہ میں مبتلا کر کے دنیا و آخرت میں رسوا کریں گے۔ (۱۲)

لوگوں کو اچھے القاب سے یاد کرنا چاہیے:

ایک روایت میں آتا ہے کہ مومن کا حق یہ ہے کہ اس کو اچھے نام اور اچھے لقب سے یاد کرے جس کو وہ پسند کرتا ہو آپ

ﷺ نے بھی بعض صحابہ کو کچھ القاب عطاء فرمائے تھے مثلاً حضرت صدیق اکبر کو عتیق، حضرت عمر کو فاروق حضرت حمزہ کو اسد اللہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کو سیف اللہ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو امین الامۃ وغیرہ وغیرہ۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ:

﴿وَاعْلَمُوٓا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ﴾[13] (اور جان رکھو کہ تم میں اللہ تعالیٰ کے رسول موجود ہیں۔) صحابہ کرام کو کہا جا رہا ہے یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ رب العزت کے رسول ہمارے اندر موجود ہیں جیسے کہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں بھی اس کا ذکر ہے۔ ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾[14] (بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔)

اگر یہ نبی تم سے کوئی مشورہ طلب کرے تو اپنی درست رائے دو مگر اس کی کوشش نہ کرو کہ وہ ہماری بات کو مان بھی لیں بسا اوقات تمہاری رائے ایسی ہوتی ہے کہ اگر نبی ﷺ اس پر عمل کریں تو مصیبت میں یا گناہ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

لَعَنِتُّمْ: علماء فرماتے ہیں یہ لفظ عنت سے مشتق ہے گناہ اور مصیبت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یہاں پر دونوں ہی معنی مراد ہو سکتے ہیں۔[15]

فَكَيْفَ بِكُمُ الْيَوْمَ: حضرات تابعین کو خطاب کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اگر تمہاری آراء کو قبول کر لیا جائے اور تمہاری اقتداء کر لی جائے اور قرآن وحدیث کو چھوڑ دیا جائے تو کیا حال ہوگا؟[16]

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ:

وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا: شعوبا، شعب کی جمع ہے بہت بڑی جماعت جو کسی اصل پر مجتمع ہو پھر ان میں مختلف قبائل اور خاندان ہوتے ہیں، خاندان کے سب سے بڑے حصہ کو عربی میں شعب اور سب سے چھوٹے حصہ کو عشیرۃ کہتے ہیں۔

ابوروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں لفظ شعب یہ عجمی قوموں میں استعمال ہوتا ہے جن کے انساب محفوظ نہیں۔

وَقَبَائِلَ: یہ عرب کے لوگوں میں استعمال ہوتا ہے جن کے انساب محفوظ چلے آ رہے ہیں۔

اسباط: یہ بنی اسرائیل کے خاندان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[17]

لِتَعَارَفُوا: تعارف کے محققین علماء نے مختلف بیان فرمائے ہیں مثلاً ① ایک نام کے دو آدمی ہیں خاندان کے لحاظ سے ان میں تفاوت ہوگا ② قریب کے اور دور کے رشتہ داروں کے حقوق شرعیہ ادا کیے جائیں وغیرہ۔[18]

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاكُمْ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دنیا والوں کے نزدیک عزت مال و دولت میں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت تقویٰ میں ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے "اِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهٗ بِالتَّقْوٰى" (بے شک تم کسی گورے اور کالے سے بہتر نہیں الا یہ کہ تقویٰ میں بڑھ جاؤ۔)[19]

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ ...... اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰی:
لوگوں کے نزدیک قدر ومنزلت کے لیے مال ہے۔
وَالْكَرَمُ التَّقْوٰی: اللہ رب العزت کے نزدیک قدر ومنزلت حاصل کرنے کے لیے تقویٰ ضروری ہے۔

تخریج حدیث:

٣٤٠٢ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: ﴿ان الذين ينادونك من وراء الحجرات أكثرهم لا يعقلون﴾، حديث (٤٨٤٧)، والنسائي: كتاب آداب القضاة: باب: استعمال الشعراء، حديث (٥٣٨٦)، وأحمد (٤/٤، ٦).

٣٤٠٣ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٢/٤٣)، حديث (١٨٢٩) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره (٣٨١/١١)، برقم: ٣١٦٧٦) عن البراء بن عازب.

٣٤٠٤ - أخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب في الألقاب، حديث (٤٩٦٢)، وابن ماجه: كتاب الأدب: باب: الألقاب، حديث (٣٧٤١)، وأحمد (٤/٦٩، ٢٦٠)، (٥/٣٨٠).

٣٤٠٥ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٣/٤٧١): حديث (٤٣٨٣). من أصحاب الكتب الستة، وذكره السيوطي في ((الدر المنثور)) (٦/٩٣، ٩٤)، وعزاه لعبد بن حميد وللترمذي وصححه، ولا بن مردويه عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري.

٣٤٠٦ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٥/٤٥٧)، حديث (٧٢٠١).

٣٤٠٧ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب الورع والتقوى، حديث (٤٢١٩)، وأحمد (٥/١٠).

(١) سورت حجرات آیت: ٢ (٢) بخاری شریف: ٧١٨ (٣) درمنثور (٤) حاشیۃ کوکب الدری: ٢٧٤/٤ (٥) درمنثور (٦) سورت حجرات آیت: ٤ (٧) معالم التنزیل (٨) سورت حجرات آیت: ٥، البحر المحیط، سیرۃ ابن ہشام، و حاشیۃ کوکب الدری: ٢٧٥/٤ (٩) ادب المفرد (١٠) اخرجه ابن جریر (١١) سورت حجرات آیت: ١١ (١٢) تفسیر قرطبی، مشکوۃ: ٤١٤ (١٣) سورت حجرات آیت: ٧ (١٤) سورت اٰل عمران (١٥) معارف القرآن: ١٠٩/٨ (١٦) تحفۃ الاحوذی: ١٢٦/٩ (١٧) معارف القرآن: ١٢٥/٨ (١٨) بیان القرآن (١٩) مسند احمد: ١٠٨/٥

سُوْرَةُ قٓ

یہ باب ہے سورۂ ق کی تفسیر کے بیان میں

٣٤٠٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص١٦٣، س٦)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جہنم کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے اور اس وقت تک اس طرح (هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ) کہتی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم نہیں رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس

میں قدم رکھیں گے وہ کہے گی: تیری عزت کی قسم بس، بس اور پھر ایک دوسرے میں گھس جائے گی۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔"

تشریح

سورت ق مکی ہے مگر "وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ ......" مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس کا نام ابتدائی حرف سے ظاہر ہے۔

اور اس سورت میں ۴۵ آیات اور تین رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۹۵ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۹۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۶۳، س۶)

لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ: (ص۱۶۳، س۷) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيْهَا"[1]

لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ: جہنم اپنے اندر بلانے کے لیے مسلسل لوگوں کو طلب کرتی رہے گی اللہ تعالیٰ بے گناہ لوگوں کو اس کے سپرد کرنے کے بجائے اپنا قدم مبارک اس پر رکھ دیں گے اس کے بعد جہنم لوگوں کو طلب کرنا چھوڑ دے گی۔

قَدَمَهٗ: اللہ تعالیٰ کے پاؤں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء کی نسبت متشابہات[2] میں سے ہے اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔[3]

ایک دوسری روایت میں "حَتّٰى اِذَا اَوْعَبُوْا فِيْهَا وَضَعَ الرَّحْمٰنُ قَدَمَهٗ فِيْهَا" کے بھی الفاظ بھی آتے ہیں۔[4]

تخریج حدیث:

۳٤۰۸ - أخرجه البخاري (۱۱/٥٥٤): كتاب الأيمان والنذور: باب: الحلف بعزة الله وصفاته وكلماته، حديث (٦٦٦١) ومسلم (٤/۲۱۸۷)، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، حديث (۲۸٤۸/۳۷)، وأحمد (۳/۱۳٤، ۱٤۱، ۲۲۹، ۲٤۳)، وعبدالله بن أحمد (۳/۲۷۹)، وعبد بن حميد ص (۳٥٦) حديث (۱۱۸۲).

(۱) بخاری و مسلم (۲) اللہ تعالیٰ کی صفات متشابہات کی مفصل بحث عقائد الاسلام ۸۲ تا ۸۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (۳) کوکب الدری: ٤/۲۷٦، مظاہر حق: ٥/۲٥٤ (٤) ترمذی باب خلود اهل النار

سُوْرَةُ الذّٰرِيَاتِ

یہ باب ہے سورۂ ذاریات کی تفسیر کے بیان میں

۳٤۰۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَّامٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِي النَّجُوْدِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ

رَبِیْعَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ عِنْدَهٗ وَافِدَ عَادٍ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَافِدُ عَادٍ قَالَ فَقُلْتُ عَلَی الْخَبِیْرِ سَقَطْتَّ اِنَّ عَادًا لَمَّا اُقْحِطَتْ بَعَثَتْ قَیْلاً فَنَزَلَ عَلٰی بَکْرِ بْنِ مُعَاوِیَةَ فَسَقَاهُ الْخَمْرَ وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَتَانِ ثُمَّ خَرَجَ یُرِیْدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَمْ اٰتِكَ لِمَرِیْضٍ فَاُدَاوِیْهِ وَلَا لِاَسِیْرٍ فَاُفَادِیْهِ فَاسْقِ عَبْدَكَ مَا کُنْتَ مُسْقِیَهٗ وَاسْقِ مَعَهٗ بَکْرَ بْنَ مُعَاوِیَةَ یَشْکُرُ لَهُ الْخَمْرَ الَّذِیْ سَقَاهُ فَرُفِعَ لَهٗ سَحَابَاتٌ فَقِیْلَ لَهُ اخْتَرْ اِحْدَاهُنَّ فَاخْتَارَ السَّوْدَاءَ مِنْهُنَّ فَقِیْلَ لَهٗ خُذْهَا رَمَادًا رِمْدِدًا لَا تَذَرْ مِنْ عَادٍ اَحَدًا وَذَکَرَ اَنَّهٗ لَمْ یُرْسِلْ عَلَیْهِمْ مِنَ الرِّیْحِ اِلَّا قَدْرَ هٰذِهِ الْحَلْقَةِ یَعْنِیْ حَلْقَةَ الْخَاتَمِ ثُمَّ قَرَأَ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ الْاٰیَةَ وَقَدْ رَوٰی هٰذَا الْحَدِیْثَ غَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَلَّامٍ اَبِی الْمُنْذِرِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِی النَّجُوْدِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ وَیُقَالُ الْحَارِثُ بْنُ یَزِیْدَ. (ص۱۶۳، س۸)

ترجمہ: ”حضرت ابو وائل قبیلہ ربیعہ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں مدینہ آیا تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں قوم عاد کے قاصد کا ذکر آیا تو میں نے کہا کہ میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں بھی اس کی طرح ہو جاؤں۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ قوم عاد کا قاصد کیسا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اچھے واقف کار سے آپکا واسطہ پڑا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب قوم عاد پر قحط پڑا تو قیل (ایک آدمی کا نام) کو بھیجا گیا وہ بکر بن معاویہ کے پاس ٹھہرا۔ اس نے اسے شراب پلائی اور دو خوش آواز گانے والیوں نے اسے گانا سنایا پھر وہ مہرہ کے پہاڑوں کا ارادہ کر کے نکلا اور چل دیا۔ پھر دعا کی کہ یا اللہ تعالیٰ میں کسی بیمار کے علاج یا کسی قیدی کو چھڑانے کے لئے نہیں آیا کہ میں فدیہ دوں۔ لہٰذا تو اپنے بندے کو جو پلانا ہو پلا۔ ساتھ ہی بکر بن معاویہ کو بھی پلا۔ اس طرح وہ بکر بن معاویہ کے شراب پلانے کا شکریہ ادا کرتا تھا۔ پھر اس کے لئے کئی بدلیاں آئیں اور اسے اختیار دیا گیا کہ کوئی ایک پسند کر لو جن میں سے اس نے کالی بدلی پسند کی پھر کہا گیا کہ جلی ہوئی راکھ لے لو جو قوم عاد کے کسی فرد کو نہ چھوڑے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم عاد پر صرف انگوٹھی کے حلقے کے برابر ہوا چھوڑی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ ...... الآیة“ (اور قوم عاد میں بھی (عبرت ہے) جب ہم نے ان پر سخت آندھی بھیجی جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی جس پر سے وہ گزرتی مگر اسے بوسیدہ ہڈیوں کی طرح بنا دیتی۔ الذاریات آیت: ۴۱، ۴۲) یہ حدیث کئی راوی سلام ابومنذر سے وہ عاصم بن ابوالنجود سے وہ ابووائل سے اور وہ حارث بن حسان سے نقل کرتے ہیں۔ انہیں حارث بن یزید بھی کہا جاتا ہے۔“

۳۴۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا زَیْدُ بْنُ حُبَابٍ نَا سَلَّامُ بْنُ سُلَیْمَانَ النَّحْوِیُّ اَبُو الْمُنْذِرِ نَا عَاصِمُ بْنُ اَبِی

النَّجُوْدِ عَنْ اَبِی وَائِلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ یَزِیْدَ الْبَکْرِیِّ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا هُوَ غَاصٌّ بِالنَّاسِ وَاِذَا رَایَاتٌ سُوْدٌ تَخْفِقُ وَاِذَا بِلَالٌ مُتَقَلِّدَ السَّیْفَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ قَالُوْا یُرِیْدُ اَنْ یَبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ نَحْوًا مِنْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَةَ بِمَعْنَاهُ وَیُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَسَّانَ. (ص۱۶۳، س۱۵)

ترجمہ: ”حضرت حارث بن یزید بکری کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا اور مسجد میں گیا وہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور کالے جھنڈے لہرا رہے تھے اور بلال تلوار لٹکائے نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا: لوگ کیوں اکٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ عمرو بن عاص کو کسی علاقے میں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر سفیان بن عیینہ کی حدیث کے ہم معنی طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ حارث بن یزید کو حارث بن حسان بھی کہتے ہیں۔“

تشریح

یہ سورت مکی ہے اس میں ۶۰ آیات اور تین رکوع ہیں۔[۱]

وجہ تسمیہ: ابتدائی کلمہ سے نام ظاہر ہے۔

سورت ذاریات میں کلمات کی تعداد ۳۶۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۲۸۷ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ: (ص۱۶۳، س۱۵)

وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَ تَانِ: (ص۱۶۳، س۱۱) یہ مکہ میں دو مشہور گانا گانے والی لڑکیاں تھیں جن کی آوازیں بہت زیادہ خوب صورت تھیں۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے معاویہ بن بکر ان گانے والی لڑکیوں کے پاس ایک مہینے تک رہا اور جب ایک مہینہ ختم ہوگیا تو اس کے بعد وہ جبال مہرہ (جگہ کا نام) چلا گیا۔[۲]

رَمَادًا رِمْدِدًا: یہ جملہ مبالغہ کے لیے استعمال ہوتا ہے کہ کوئی ایک بھی باقی نہ رہے جیسے کہ ”لَیْلٌ اَلْیَلُ، یَوْمٌ اَیْوَمٌ“ وغیرہ جملہ بھی استعمال ہوتا ہے۔[۳]

اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ: (ص۱۶۳، س۱۳) قوم عاد اپنی سرکشی اور طاقت کے گھمنڈ میں تھے اور یہ نعرہ لگاتے تھے ”مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً“ (ہم سے بڑھ کر طاقت میں کون ہے؟)

اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر ہوا کو مسلط کیا ایسی ہوا جس کو ”رِیْحُ الْعَقِیْم“ کہا گیا ہے عقیم اصل میں بانجھ عورت کو کہتے ہیں جس سے کوئی اولاد نہ ہو سکے مطلب یہاں پر یہ ہے کہ ایسی ہوا تھی جس میں کوئی خیر نہیں تھی۔

جَعَلَتْهُ کَالرَّمِیْمِ (ریزہ ریزہ ہو گئے) مطلب یہ ہے کہ ان کی ہڈیاں گل کے ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

سوال: یہاں پر کالرمیم ہے جب کہ سورت حاقہ میں ﴿کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ﴿۷﴾﴾[۴] (کہ کھجور کے تنوں کی

طرح تھے) دونوں میں بظاہر تعارض ہے۔

جواب: ① اس وقت انسان قد وقامت میں کھجوروں کے تنوں کی طرح ہوتے تھے انسان کے علاوہ (جانور وغیرہ) بھی ریزہ ریزہ ہو گئے تھے۔

جواب: ② ابتداء انسان کھجوروں کے تنوں کی طرح تھے مگر بعد میں وہ بھی کالرمیم ریزہ ریزہ ہو گئے تھے۔ (۵)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۶۳، س۱۵)

غَاصٌّ بِالنَّاسِ: (ص۱۶۳، س۱۶) مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔

رَايَاتٌ: (ص۱۶۳، س۱۶) یہ راية کی جمع ہے یعنی جھنڈا۔

وَجْهًا: یعنی ایک طرف۔

الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ: یہ حدیث مسند احمد، نسائی اور ابن ماجہ ۲/۹۴۱ص میں ذکر کی گئی ہے۔

وَيُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَسَّانَ: امام ترمذی فرما رہے ہیں کہ حارث بن یزید البکری کو حارث بن حسان بھی کہتے ہیں مگر ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کا نام حریث تھا۔ (۶)

تخریج حدیث:

۳۴۰۹ - أخرجه ابن ماجه (۲/۹۴۱): كتاب الجهاد: باب الرايات والألوية، حديث (۲۸۱۶)، وأحمد (۳/۴۸۱، ۴۸۲) من طريق عاصم بن أبي النجود عن الحارث بن حسان به.

۳۴۱۰ - انظر السابق، حديث (۳۴۰۹).

---

(۱) قسطلانی (۲) مسند احمد (۳) تحفة الاحوذی: ۹/۱۳۱ (۴) سورة الحاقة آیت:۷ (۵) انوارالبیان: ۵/۲۱۱، روح المعانی (۶) حاشیة کوکب الدری: ۴/۲۸۲، تحفة الاحوذی: ۹/۱۳۲

سُوْرَةُ الطُّوْرِ

یہ باب ہے سورۂ طور کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۱۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَاِدْبَارَ السُّجُوْدِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ سَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَرِشْدِيْنَ ابْنَى كُرَيْبٍ اَيُّهُمَا اَوْثَقُ فَقَالَ مَا اَقْرَبَهُمَا وَمُحَمَّدٌ عِنْدِى اَرْجَحُ وَسَاَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ هٰذَا فَقَالَ مَا اَقْرَبَهُمَا وَرِشْدِيْنُ بْنُ كُرَيْبٍ اَرْجَحُهُمَا عِنْدِى.

(ص ۱۶۳، س ۱۸)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستاروں کے بعد (یعنی فجر سے پہلے) دو سنتیں اور سجود (مغرب) کے بعد بھی دو رکعت سنتیں ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف محمد بن فضل کی روایت سے اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔ محمد بن فضل، رشدین بن کریب سے نقل کرتے ہیں۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ محمد اور رشدین بن کریب میں سے کون زیادہ ثقہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ دونوں ہی ایک جیسے ہیں لیکن محمد میرے نزدیک زیادہ راجح ہیں پھر میں نے (یعنی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے) عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے بھی یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ دونوں ایک جیسے ہیں لیکن رشدین میرے نزدیک زیادہ راجح ہیں۔''

تشریح

سورت طور مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس میں کوہ طور کی قسم کھائی گئی ہے۔

اور اس میں ۴۹ آیات اور دو رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۸۱۲ ہےجب کہ حروف کی تعداد ۱۵۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ: (ص ۱۶۳، س ۱۸)

اِدْبَارَ النُّجُوْمِ الرَّكْعَتَيْنِ: (ص ۱۶۳، س ۱۹) یہ قرآن مجید کی آیت ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾﴾ [۱] (اور رات کو بھی اس کی تسبیح پڑھ اور ستاروں کے ڈوبتے وقت بھی۔) کی تفسیر ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی ہے بعض مفسرین نے ''وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ'' سے مغرب اور عشاء کی نماز مراد لی ہے اور ''اِدْبَارَ النُّجُوْمِ'' سے فجر کی ۲ رکعتیں اور بعض نے ''وَمِنَ الَّيْلِ'' سے رات کو نفل (تہجد) پڑھنا مراد لیا ہے۔ [۲]

تخریج حدیث:

۳۴۱۱ - تفرد به الترمذي التحفة (۲۰۲/۵)، حديث (٦٣٤٨)، من أصحاب الكتب الستة، وذكره السيوطي في ((الدر المنثور)) (١٥٢/٦) وعزاه لابن جرير وابن أبي حاتم عن ابن عباس.

(۱) سورت طور آیت: ۴۹ (۲) مرقاۃ: ۱۱۵/۳

سُوْرَةُ النَّجْمِ

یہ باب ہے سورۂ نجم کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۱۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی قَالَ انْتَهٰی اِلَیْهَا مَا یَعْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ وَمَا یَنْزِلُ مِنْ فَوْقٍ فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لَمْ یُعْطِهِنَّ نَبِیًّا كَانَ قَبْلَهٗ فُرِضَتْ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَاُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِاُمَّتِهِ الْمُقْحِمَاتُ مَالَمْ یُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَیْئًا قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی قَالَ السِّدْرَةُ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ سُفْیَانُ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ وَاَشَارَ سُفْیَانُ بِیَدِهٖ فَاَرْعَدَهَا وَقَالَ غَیْرُ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ اِلَیْهَا یَنْتَهِیْ عِلْمُ الْخَلْقِ لَا عِلْمَ لَهُمْ بِمَا فَوْقَ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص ۱۶۳، س ۲۲)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرة المنتہی تک پہنچے (یعنی شب معراج میں) اور منتہی سے مراد وہ چیز ہے جس کی طرف زمین سے چڑھا اور اس سے زمین کی طرف اترا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین ایسی چیزیں عطا کیں جو کسی اور نبی کو نہیں دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سارے کبیرہ گناہ معاف کر دیئے گئے بشرطیکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کریں۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ”اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی......“ (جب کہ اس سدرة پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ النجم آیت ۱۶) اور فرمایا کہ سدرہ چھٹے آسمان پر ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ وہ لپٹنے والی چیز سونے کے پروانے تھے اور پھر ہاتھ ہلا کر بتایا کہ اس طرح اڑ رہے تھے۔ مالک بن مغول کے علاوہ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ مخلوق کے علم کی انتہا ہے اس کے بعد کوئی کسی چیز کے متعلق نہیں جانتا۔“

۳۴۱۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ نَا الشَّیْبَانِیُّ قَالَ سَاَلْتُ زِرَّبْنَ حُبَیْشٍ عَنْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی جِبْرَئِیْلَ وَلَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ. (ص ۱۶۳، س ۲۶)

ترجمہ: ”شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول ”فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ......الآیة“ (پھر فاصلہ کمان کے برابر یا تھا اس سے بھی کم۔ النجم آیت ۹) کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے چھ سو پر تھے۔ یہ حدیث

حسن صحیح غریب ہے۔''

۳۴۱۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَقِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ فَكَبَّرَ حَتّٰی جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْ هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهٗ وَكَلَامَهٗ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسٰی فَكَلَّمَ مُوْسٰی مَرَّتَيْنِ وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ مَسْرُوْقٌ فَدَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَیْءٍ قَفَّ لَهٗ شَعْرِی قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَاْتُ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی فَقَالَتْ اَيْنَ يُذْهَبُ بِكَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرَئِيْلُ مَنْ اَخْبَرَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّهٗ اَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اُمِرَ بِهٖ اَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰی جِبْرَئِيْلَ لَمْ يَرَهٗ فِیْ صُوْرَتِهٖ اِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَمَرَّةً فِیْ جِيَادٍ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ وَقَدْ رَوٰی دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ دَاوٗدَ اَقْصَرُ مِنْ حَدِيْثِ مُجَالِدٍ. (ص۱۶۳، س۲۸)

ترجمہ: ''شعبی سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عرفات میں کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے) کعب رضی اللہ عنہ سے کوئی بات پوچھی تو وہ تکبیر کہنے لگے یہاں تک کہ ان کی آواز پہاڑوں میں گونجنے لگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بنو ہاشم ہیں۔ کعب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور دیدار کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور موسیٰ علیہ السلام پر تقسیم کیا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ دیدار کیا۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کی ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ میں نے عرض کیا ٹھہریئے جلدی نہ کیجئے اور پھر یہ آیت پڑھی ''لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ...... الآیة'' (بے شک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ النجم: آیت ۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہے وہ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ تمہیں کس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی چیز (اُمت سے) چھپائی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان پانچ چیزوں کا علم ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ...... الآیة'' (یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بارش برساتا اور وہی جانتا ہے کہ رحم (ماں کے پیٹ) میں کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس چیز پر مرے گا)۔ جس نے یہ کہا تو اس نے بہت بڑا بہتان باندھا۔ ہاں البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اور انہیں بھی ان کی اصلی

صورت میں صرف دوبار دیکھا ہے۔ ایک بار سدرۃ المنتہی کے پاس اور ایک بار جیاد کے مقام پر کہ ان کے چھ سو پر تھے۔ جنہوں نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا ہے۔ داود بن ابی ہند بھی ابو ہند سے وہ شعبی سے وہ مسروق سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابومجالد کی روایت سے مختصر ہے۔"

٣٤١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نَبْهَانَ بْنِ صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ نَا سَالِمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ قُلْتُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِيْ هُوَ نُوْرُهُ وَقَدْ رَاى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص١٦٣، س٣٣)

ترجمہ: "حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتے "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ...... الآية" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تیرا ستیاناس ہو یہ تو جب ہے کہ وہ اپنے نور کے ساتھ تجلی فرمائے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔"

٣٤١٦ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ نَا اَبِيْ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ رَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص١٦٤، س٣)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس قول "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً ...... الخ" (اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے۔ النجم آیت ۱۳) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

٣٤١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ رِزْمَةَ وَاَبُوْنُعَيْمٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى قَالَ رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص١٦٤، س٤)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ ...... الآية" (دل نے جھوٹ نہیں کہا جو دیکھا تھا۔ النجم۔ آیت ۱۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔"

٣٤١٨ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ لَوْ اَدْرَكْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُهُ فَقَالَ عَمَّا كُنْتَ تَسْاَلُهُ قُلْتُ اَسْاَلُهُ هَلْ رَاى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَ قَدْ سَاَلْتُهُ فَقَالَ نُوْرًا اَنّٰى اَرَاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص١٦٤، س٦)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال پوچھتا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا پوچھتے؟ فرمانے لگے: میں پوچھتا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

٣٤١٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى وَابْنُ اَبِىْ رِزْمَةَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَئِيْلَ فِىْ حُلَّةٍ مِنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَأَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٤، س٨)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ ...... الاية'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ریشمی جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ان کے وجود نے آسمان وزمین کا احاطہ کرلیا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٤٢٠ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ اَبُوْ عُثْمَانَ الْبَصْرِىُّ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ قَالَ. قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَىُّ عَبْدٍ لَكَ لَا اَلَمَّا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحَاقَ. (ص١٦٤، س١٠)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ''اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الْاِثْمِ ...... الآية'' (وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر صغیرہ گناہوں سے۔ بے شک آپ کا رب بڑا وسیع بخشش والا ہے۔ النجم ۳۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ تعالیٰ اگر تو بخشا ہے تو سارے گناہ بخش دے تیرا کون سا ایسا بندہ ہے جو گناہوں سے آلودہ نہ ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف زکریا بن اسحٰق کی روایت سے جانتے ہیں۔''

تشریح

سورت نجم مکی ہے اور اس میں ۶۲ آیات اور تین رکوع ہیں۔

وجہ تسمیہ: اس میں نجم کی قسم کھائی گئی ہے اس لیے اس کو سورت نجم کہتے ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۰۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۰۰ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ ...... (ص١٦٣، س٢٢)

ثَلَاثًا لَمْ يُعْطِهِنَّ نَبِيًّا كَانَ قَبْلَهٗ: (ص١٦٣، س٢٣) معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے

شمار اشیاء عطاء کی گئیں یہاں پر ان تین چیزوں کا بیان کیا جا رہا ہے جو امت کے متعلق ہیں اور ان تین چیزوں کی خاص اہمیت ہے۔(۱)

اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی: (ص۱۶۳، س۲۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے "مَا یَغْشٰی" کے ذکر کی مناسبت سے آیت کریمہ کی تلاوت کی اور یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو مبہم رکھا تو اس کو انسانوں کو بھی مبہم رکھنا چاہیے یہ مبہم رکھنا اس چیز کی عظمت اور بڑائی کی طرف مشیر ہے۔

السِّدْرَۃُ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَۃِ: (ص۱۶۳، س۲۵) حضرت انس کی روایت ہیں ساتویں آسمان پر "السِّدْرَۃَ" کو کہا گیا ہے۔

وَغُفِرَ لِاُمَّتِہِ الْمُقْحِمَاتُ مَالَمْ یُشْرِکُوْا: (ص۱۶۳، س۲۴) ایک دوسری روایت میں "وَغَفَرَ لِمَنْ لَمْ یُشْرِكْ بِاللّٰہِ مِنْ اُمَّتِہٖ شَیْئًا المھجمات"(۲) آتا ہے جو شرک نہ کرے اگرچہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوگا تب بھی اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اس کی مغفرت فرما دیں گے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے۔ "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ"۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کبیرہ گناہ والوں کی مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کفار کی طرح جہنم میں نہیں رہیں گے ملاعلی قاری فرماتے ہیں کبیرہ گناہ کی معافی کا مطلب یہ ہے کہ دوسری امتوں کے مقابلہ میں اکثر لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے ساتھ مغفرت کر دی جائے گی امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی دوسری امتوں سے زیادہ ہے۔

سُؤال: "السِّدْرَۃَ" کون سے آسمان پر ہے؟

جَواب: محققین کی بات یہ ہے "السِّدْرَۃَ" یہ ساتویں آسمان پر ہے یہی بات قاضی بیضاوی علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے فرمائی ہے حدیث بالا میں جو چھٹے آسمان کا ذکر ہے اس میں تطبیق یہ دی گئی ہے کہ اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں پھل وغیرہ ساتویں آسمان پر ہیں۔(۳)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساتویں آسمان والی روایات زیادہ اصح ہیں۔(۴)

قَالَ سُفْیَانُ فَرَاشٌ مِنْ ذَھَبٍ: (ص۱۶۳، س۲۵) سونے کے پتنگے (پروانے) ہیں پتنگوں کے ساتھ تعبیر کرنا اس کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ محض ایک تشبیہ کے طور پر ہے مطلب یہ ہے کہ بے شمار فرشتے جو "السِّدْرَۃَ" پر مقیم ہیں ان کی چمک ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے سونے کے پتنگے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں "جَرَادٌ مِنْ ذَھَبٍ" سونے کی ٹڈی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس حدیث میں تشبیہ اس کی بات کی ہوگی کہ جب ٹڈیاں کسی جگہ آجاتی ہیں تو اس کو ڈھانپ لیتی ہیں اسی طرح فرشتوں نے اس کو گھیرا ہوا ہے۔ بعض علماء نے ان دونوں باتوں میں تطبیق کی صورت یہ بیان کی ہے کہ وہ ٹڈیاں سونے کی ہوں گی۔(۵)

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ ...... (ص۱۶۳، س۲۶)

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی: قاب، کمان کی وہ لکڑی جہاں سے دستہ کو پکڑا جاتا ہے اس کے مقابل میں کمان کی ڈور جس کو تانت کہتے ہیں وہ ہوتی ہے ان دونوں کے درمیانی فاصلہ کو قاب کہتے ہیں جو تقریباً ایک ہاتھ کا ہوتا ہے۔

قاب قوسین دو کمانوں کی قاب عرب میں جب دو آدمی آپس میں صلح اور دوستی کرتے تو دونوں اپنی اپنی کمانوں کی لکڑی اپنی طرف کرتے اور کمان کی ڈور دوسرے کی طرف دونوں کمانوں کی ڈوریں آپس میں ملاتے اس سے پکی دستی سمجھی جاتی تھی۔

قاب سے یہاں پر قرب سے کنایہ ہے اور پھر مزید "اَوْ اَدْنٰی" کہہ کر اس قرب کو اور بھی زیادہ ہونے کو بتایا گیا ہے۔

رَاٰی جِبْرَئِیْلَ: (ص۱۶۳، س۲۷) اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں یہ اس لیے فرمایا جارہا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ قریب تھے اور وحی جو انہوں نے پہنچائی اس کے سننے میں آپ کو کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں تھا۔ (۶)

وَلَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ: (ص۱۶۳، س۲۷) حضرت جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں وہ اپنے دو پروں سے مشرق اور مغرب کو گھیر لیتے ہیں چھ سو پروں کی وسعت پھر کہاں تک ہوگی۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ: (ص۱۶۳، س۲۸)

فَدَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ: (ص۱۶۳، س۲۹)

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی: (ص۱۶۳، س۳۰) اس میں مفسرین کے دو اقوال ہیں:

پہلا قول: بہت سے صحابہ اور تابعین جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت ابوذر غفاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں ان کے نزدیک یہاں مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا ہے اسی قول کو علامہ ابن کثیر، ابن حبان، قرطبی، امام رازی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے ترجیح دی ہے۔ (۷)

دوسرا قول: دوسرے بعض صحابہ اور تابعین جن میں حضرت انس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں وہ فرماتے ہیں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہے اس قول کو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری نے راجح قرار دیا ہے۔

پہلے قول کو ترجیح دیتے ہوئے علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں سورت نجم کی آیات جن میں رویت اور قرب کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ مکہ میں ایام فترت میں حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی حالت میں دیکھا تھا اور دوسری مرتبہ شب معراج میں "السِّدْرَة" کے قریب دیکھا ایک مرتبہ بطحاء کے کھلے میدان میں حضرت جبرئیل اصلی صورت میں ظاہر ہوئے اس وقت ان کے سو بازو تھے اور انہوں نے پورے افق کو گھیرا ہوا تھا۔ (۸)

دوسرے قول کے بارے میں حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ مشکلات القرآن میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے سورت نجم کی ابتدائی گیارہ آیات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صفات کا ذکر ہے اور ان آیات کی تمام ضمائر بلا تکلف حضرت جبرئیل علیہ السلام امین کی طرف لوٹتی ہیں یہی اقرب اور اسلم بات ہے مگر جہاں تک بارہویں آیت ہے یعنی مَاكَذَبَ الْفُؤَادُ

مَارَاٰی سے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی تک ہے اس میں واقعہ اسراء ومعراج کا بیان ہے اس میں جبرئیل امین کا صورت اصلیہ میں دیکھنا مذکور ہے مگر دوسری آیت کبریٰ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی رویت کو ہونے کا احتمال موجود ہے اس احتمال کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ (۹)

تنبیہ: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رویت باری تعالیٰ کے معاملہ میں کوئی فیصلہ نہ کریں بلکہ توقف اور سکوت اختیار کریں۔ (۱۰)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ...... (ص۱٦٣، س۳۳)

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ: (ص۱٦٤، س۲) اس بارے میں تمام علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اس عالم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مشاہدہ اور زیارت نہیں ہوسکتی آخرت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ کی زیارت کا ہونا تقریباً سو صحیح احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور قرآن کی آیات سے بھی یہ مسلک ثابت ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زیارت ہوئی وہ شب معراج میں ہوئی جس کا بعض صحابہ و تابعین انکار کرتے ہیں وہ درحقیقت عالم آخرت ہی کی زیارت ہے جیسا کہ شیخ محی الدین بن عربی فرماتے ہیں دنیا صرف اس جہان کا نام ہے جو آسمانوں کے نیچے محصور ہے آسمانوں سے اوپر آخرت کا مقام ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ: (ص۱٦٤، س۲)

سوال: جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی رویت ہو ہی نہیں سکتی تو قیامت میں کیسے ہوگی۔

جواب: اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت وزیارت ناممکن ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسانی نگاہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کا احاطہ نہیں کرسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے قیامت میں بھی انسانی نگاہ احاطہ نہیں کر سکے گی صرف زیارت ہی کر سکے گی۔ (۱۱)

وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ: (ص۱٦٤،س ۲) اللہ تعالیٰ کی نظر ساری کائنات کو محیط ہے دنیا کا کوئی ذرہ اس کی نظر سے چھپا ہوا نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (۱۲)

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى ...... (ص۱٦٤، س۳)

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی: (ص۱٦٤، س۳) ان آیات سے حضرت ابن عباس استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو معراج میں دیکھا ہے احتمال حضرت جبرئیل امین کو دیکھنے کا بھی ہے اسی طرح دوسری آیات میں بھی دونوں احتمالات ہیں۔ (۱۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱٦٤، س٤)

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (۱۱)﴾ (۱٤) (ص۱٦٤، س٤)

مطلب اس آیت کا یہ ہے آنکھ نے جو کچھ دیکھا ہے دل نے بھی اس کے ادراک میں کوئی غلطی نہیں کی اس غلطی کو آیت میں لفظ کذب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مَا رَاٰی: اس سے کون مراد ہے بعض مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو دیکھنا مراد ہے اور دوسرے بعض مفسرین حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا مراد لیتے ہیں۔

سُؤال: اس آیت کریمہ میں ادراک کی نسبت قلب کی طرف کی گئی حالاں کہ ادراک کا تعلق عقل سے ہوتا ہے؟

جَواب: قرآن مجید کی ایک نہیں متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ادراک وفہم کا اصل مرکز قلب ہے اس لیے عقل کو بھی قرآن مجید میں قلب سے تعبیر کر دیا جاتا ہے مثلاً ﴿لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ﴾ [۱۵] (ہر صاحب دل کے لیے عبرت ہے اور اس کے لیے جو دل سے متوجہ ہو۔) یہاں پر قلب سے مراد عقل ہے۔ اسی طرح ﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا﴾ [۱۶] (جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے۔)

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ: (ص۱۶۴، س۶)

نُوْرًا اَنّٰی اَرَاهُ: ایک دوسری روایت میں ہے "رَاَيْتُ نُوْرًا" [۱۷]

نُوْرًا اَنّٰی اَرَاهُ: (ص۱۶۴، س۸) علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کیف نور کا حجاب تھا میں کیسے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا امام ابوعبداللہ المازری فرماتے ہیں اراہ میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو نور ہے جو اس کی رویت سے مانع ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۶۴، س۸)

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی: یعنی دل نے جو کچھ دیکھا اس دیکھنے میں غلطی نہیں کی اس دیکھنے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے کہ کیا دیکھا؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی مراد ہو سکتے ہیں جیسے کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رویت بھی مراد ہوسکتی ہے۔ پہلے اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ ...... (ص۱۶۴، س۱۰) ﴿اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ﴾ [۱۸] (ص۱۶۴، س۱۰)

اس میں نیک لوگوں کا ذکر کیا جارہا ہے کہ وہ لوگ کبیرہ گناہوں سے دور رہتے ہیں۔ [۱۹]

اِلَّا اللَّمَمَ: (ص۱۶۴، س۱۱) اس کی تفسیر میں دو قول ہیں:

پہلا قول: حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، مجاہد، ابن جریر، ابن کثیر وغیرہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں اس سے مراد اتفاقی طور سے ہونے والے گناہ ہیں جس کے بعد آدمی توبہ کر لیتا ہے۔

دُوسرا قول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول، حسن بصری عطاء رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ فرماتے ہیں اس سے مراد کبیرہ گناہ ہے کہ کبھی آدمی سے کبیرہ گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کر لیتا ہے تو یہ شخص بھی صالحین کی فہرست سے خارج نہیں ہوا۔ [۲۰]

تخریج حدیث:

٣٤١٢ - أخرجه مسلم: كتاب الإيمان: باب: من ذكر سدرة المنتهى، حديث ١٧٣/٢٧٩)، والنسائي (١/٢٢٣): كتاب الصلاة: باب فرض الصلاة، حديث (٤٥١)، وأحمد (٣٨٧، ٤٢٢) عن مرة عن عبدالله به.

٣٤١٣ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: فكان قاب قوسين أو أدنى، حديث (٤٨٥٦)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: من ذكر سدرة المنتهى، حديث (١٧٤/٢٨٠) وأحمد (١/٣٩٨، ١/٤١٢، ٤٦٠).

٣٤١٤ - تقدم تخريجه.

٣٤١٥ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٥/١٢٣)، حديث (٦٠٤٠)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الطبري في تفسيره (١١/٥١٤)، برقم: (٣٢٤٨٨).

٣٤١٦ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٥/٢٧٥)، حديث (٦٥٦٣)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الطبري في تفسيره (١١/٥١٤)، برقم: (٣٢٤٨٩).

٣٤١٧ - تفرد به الترمذي ينظر التحفة (٥/١٤١)، حديث (٦١٢١)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره (٦/٥١٠)، برقم: (٣٢٤٥٩) عن ابن عباس.

٣٤١٨ - أخرجه مسلم: كتاب الإيمان: باب: في قوله ﷺ: نور أنى أراه ومن قوله: رأيت نورا، حديث (٢٩١، ١٧٨/٢٩٢). وأحمد (٥/١٤٧، ١٧٠، ١٧٥، ١٥٧).

٣٤١٩ - أخرجه أحمد (١/٣٩٤، ٤١٨) عن عبدالرحمن بن يزيد عن عبدالله بن مسعود فذكره.

٣٤٢٠ - تفرد به الترمذي كما في التحفة (٥/٩٧)، حديث (٥٩٤٩)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير في تفسيره (١١/٥٢٧)، برقم: (٣٢٥٦٧) عن ابن عباس.

---

(١) مظاهر حق: ٥/٤٤٧ (٢) مسلم (٣) شرح مسلم للنووی، مظاهر حق: ٥/٤٤٦ (٤) تحفۃ الاحوذی: ٩/١٣٤ (٥) مظاهر حق: ٥/٤٤٧ (٦) معارف القرآن: ٨/١٩٨ (٧) فتح الباری (٨) تفسیر ابن کثیر (٩) مشکلات القرآن (١٠) فتح الباری: ٨/٤٩٤ (١١) معارف القرآن: ٣/٤١٢ (١٢) معارف: ٣/٤١٢ (١٣) معارف القرآن: ٨/٢٠٤ (١٤) سورت نجم آیت: ١١ (١٥) سورت ق آیت ٣٧ (١٦) سورت اعراف آیت: ١٧٩، معارف القرآن: ٨/١٩٩ (١٧) مسلم شریف (١٨) سورت نجم آیت: ٣٢(١٩) کبیرہ گناہ کی بحث پہلی جلد میں گذر چکی ہے(٢٠) معارف القرآن: ٨/٢١٢

سُوْرَةُ الْقَمَرِ

یہ باب ہے سورۂ قمر کی تفسیر کے بیان میں

٣٤٢١ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَانْشَقَّ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ فِلْقَةٌ عَنْ وَرَاءِ الْجَبَلِ وَفِلْقَةٌ دُوْنَهٗ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا يَعْنِى اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ هٰذَا

حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٤، س١٢)

تَرجَمہ: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم منی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے) چاند دوٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس پار اور دوسرا اس پار۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ گواہ رہنا یعنی ''اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ...... الآية'' (قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ القمر آیت ۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٤٢٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَأَلَ اَهْلُ مَكَّةَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ فَنَزَلَتْ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ اِلٰى قَوْلِهٖ سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ يَقُوْلُ ذَاهِبٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٤، س١٤)

تَرجَمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو چاند مکہ میں دومرتبہ پھٹا۔(دوٹکڑے ہوا) پھر یہ آیات نازل ہوئیں ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ اِلٰى قَوْلِهٖ سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ'' (قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو اس سے منہ موڑ لیں اور کہیں یہ تو ہمیشہ سے چلا آتا جادو ہے۔ القمر آیت: ۱،۲) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٤٢٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٤، س١٦)

تَرجَمہ: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دوٹکڑے ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٤٢٤ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٤، س١٧)

تَرجَمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ گواہ رہنا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٤٢٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَارَ فِرْقَتَيْنِ عَلٰى

هٰذَا الْجَبَلِ وَعَلٰی هٰذَا الْجَبَلِ فَقَالُوْا سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَمَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ نَحْوَهٗ. (ص۱٦٤، س۱۹)

ترجمہ: ''حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہوا۔ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا اس پہاڑ پر۔ اس پر کفار نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ بعض کہنے لگے کہ اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو وہ سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔ یہ حدیث بعض حضرات نے حصین سے وہ جبیر سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا جبیر بن مطعم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔''

٣٤٢٦ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاَبُوْبَكْرٍ بُنْدَارٌ قَالَا ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مُشْرِكُوْ قُرَيْشٍ يُخَاصِمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَدْرِ فَنَزَلَتْ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٦٤، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین تقدیر کے متعلق جھگڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ ...... الآیة'' (جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ، چکھو مزا آگ کا۔ ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر۔ القمر آیت: ۴۸، ۴۹)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: معجزۂ شق القمر کے تذکرہ کی وجہ سے اس کا نام سورت القمر ہے۔

سورت قمر مکی ہے مگر ''سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ ......'' مدنی ہے اس سورت میں ۵۵ آیات اور تین رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۴۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۰۳ ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ...... (ص۱٦٤، س۱۲) فَانْشَقَّ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ: (ص۱٦٤، س۱۳)

شان نزول: چند مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جن میں ولید بن مغیرۂ ابوجہل، عاص بن وائل اور نضر بن الحارث وغیرہ بھی تھے کہنے لگے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔[1]

ابن حجر نے اپنے استاد علامہ عراقی سے اس واقعہ پر اجماع نقل کیا ہے فرماتے ہیں:

فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ عَلَتْ وَ فِرْقَةٌ لِلطَّوْدِمِنْهُ نَزَلَتْ
وَ ذَاكَ مَرَّتَيْنِ بِالْإِ جْمَاعِ وَالنَّصُّ وَالتَّوَاتُرُ وَ السَّمَاعُ (۲)

جمہور علماء نے اس پر تواتر کا حکم لگایا ہے اس کا انکار کفر ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا ثبوت تواتر سے ثابت ہے علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں اس پر تواتر نقل کیا ہے۔ (۳)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱٦٤، س۱٤)

فَانْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ مَرَّتَيْنِ: (ص۱٦٤، س۱٥) محققین کے نزدیک شق قمر کا واقعہ ایک ہی بار ہوا ہے یہاں پر مرتین کے لفظ کی محدثین اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس سے مراد فرقتین ہے کہ چاند کے دوٹکڑے ہو گئے (٤) جیسے کہ آگے کی روایت سے بھی یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ چاند کے دوٹکڑے ہو گئے تھے۔

سُؤال: منکرین شق قمر کا یہ سوال کرنا کہ اگر ایسا حقیقتاً ہوا ہے تو چاند تو پورے عالم میں دیکھی جانے والی چیز ہے اس کا تذکرہ ہر ایک کرتا۔

جَواب: جس زمانے میں یہ ہوا وہ زمانہ پریس اور کمپیوٹر وغیرہ کا نہیں تھا کہ ہر جگہ بات پہنچ جائے اس کے باوجود صاحب فیض الباری فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی مشہور کتاب تاریخ فرشتہ میں اس کا تذکرہ موجود ہے "وَقَدْ شَاهَدَ مَلِكُ بُهوپَال مِنَ الْهِنْدِ اِسْمُهٗ بَهُوجُ بَالَ ذَكَرَهُ الْفِرِشْتَه فِيْ تَارِيْخِهٖ" (٥)

دوسری بات یہ ہے کہ یہ واقعہ رات کے وقت ہوا جہاں دن تھا وہاں تو نظر آنے کا سوال ہی نہیں ہوتا اگر رات ہوتو پھر کہیں اول رات ہوگی کہیں درمیانی رات اور کہیں آخری رات نیز ہر وقت آدمی آسمان کی طرف منہ کر کے دیکھتا بھی نہیں رہتا جن لوگوں کو دکھانا مقصود تھا ان لوگوں نے دیکھ لیا اس کے علاوہ دوسرے علاقہ والوں نے بھی دیکھا اور بعد میں اس کی گواہی بھی دی۔

تیسری بات یہ بھی ہے کہ چاند کے یہ دوٹکڑے تھوڑی دیر کے لیے ہوئے اور پھر آپس میں مل گئے۔ (٦)

﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي ٱلنَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا۟ مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾﴾ (۷) (جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اوران سے کہا جائے گا) دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو۔)

مطلب آیت کریمہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کی ایک ایک چیز کو اپنی تقدیر ازلی کے مطابق بنایا ہے ہر پیدا ہونے والی چیز کی مقدار زمانہ اور مکان اس کے زیادہ اور کم ہونے کا پہلے سے ہی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔

تقدیر کا مسئلہ شریعت اسلام کا ایک قطعی عقیدہ ہے اس کا انکار کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور جو لوگ اس بارے میں تاویل کرتے ہیں تو وہ کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں۔ (۸)

تخریج حدیث:

٣٤٢١ - أخرجه البخاري: كتاب المناقب: باب: سؤال المشركين أن يريهم النبي ﷺ آية فأراهم انشقاق القمر، حديث (٣٦٣٦)، طرفة

من (٣٨٦٩، ٣٨٧١، ٤٨٦٤، ٤٨٦٥)، ومسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم: باب: انشقاق القمر، حديث (٢٨٠٠/٤٤)، وأحمد (٣٧٧/١، ٤٤٧، ٤٥٦) من طريق أبي معمر عن عبدالله به

٣٤٢٢ - أخرجه البخاري: كتاب المناقب: باب: سؤال المشركين أن يريهم النبي ﷺ آية فأراهم انشقاق القمر، حديث (٣٦٣٧)، وأطرافه من (٣٨٦٨، ٤٨٦٧، ٤٨٦٨)، ومسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم: باب: انشقاق القمر، حديث (٢٨٠٢/٤٦)، وأحمد (١٦٥/٣، ٢٠٧، ٢٢٠، ٢٧٥) وعبدالله بن أحمد في الزوائد (٢٧٨/٣)، وعبد بن حميد ص (٣٥٦) حديث (١١٨٤) كلهم عن قتادة عن أنس

٣٤٢٣ - انظر الحديث (٣٤٢١).

٣٤٢٤ - تقدم تخريجه.

٣٤٢٥ - أخرجه أحمد (٨١/٤) عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه به.

٣٤٢٦ - تقدم تخريجه.

(١) اس کی بحث ابواب الفتن باب انشقاق القمر میں روضة الاحوذی جلد اول صفحه ٦٢١ پر گذر چکی ہے۔ دلائل النبوة: ٢٨٠/٦ (٢) فتح الباری: ١٨٣/٧، حاشية كوكب الدرى: ٢٨٧/٤ (٣) تفسير ابن كثير: ٢٦١/٤ (٤) ابن كثير (٥) فيض البارى: ٦٠/٢ (٦) انوارالبيان: ٢٥٥/٥ - ٢٥٤ فتح البارى باب انشقاق القمر: ١٨٦/٧ - ١٨٣ میں کئی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات مذکور ہیں۔ یہ حدیث ابواب القدر میں بھی گذر چکی ہے نیز تقدیر کے مسئلہ پر عقائد الاسلام (مولانا محمد ادریس کاندھلوی) ٦٣ تا ٧٠۔ ٣٩٢ تا ٣٩٥ تک کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ (٧) سورت القمر آیت: ٤٨ (٨) معارف القرآن: ٢٣٧/٨

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

یہ باب ہے سورۂ رحمٰن کی تفسیر کے بیان میں

٣٤٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ اَبُوْ مُسْلِمٍ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهَا فَسَكَتُوْا فَقَالَ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا اَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ قَالَ لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كَانَ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الَّذِیْ وَقَعَ بِالشَّامِ لَيْسَ هُوَ الَّذِیْ يُرْوٰی عَنْهُ بِالْعِرَاقِ كَاَنَّهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ قَلَّبُوْا اسْمَهٗ يَعْنِی لِمَا يَرْوُوْنَ عَنْهُ مِنَ الْمَنَاكِيْرِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ اَهْلُ الشَّامِ يَرْوُوْنَ عَنْهُ اَحَادِيْثَ مُقَارِبَةً. (ص١٦٤، س٢٤)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف آئے اور سورۂ رحمٰن

شروع سے آخر تک تلاوت فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ سورت لیلۃ الجن میں جنوں کے سامنے پڑھی تھی تو ان لوگوں نے تم سے بہتر جواب دیا۔ چنانچہ جب میں "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ ...... الآیۃ" پڑھتا تو وہ کہتے اے ہمارے پروردگار ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلاتے اور تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ولید بن مسلم کی روایت سے جانتے ہیں۔ ولید بن مسلم زہیر بن محمد سے نقل کرتے ہیں۔ احمد بن حنبل کا خیال ہے کہ زہیر بن محمد وہ نہیں جو شام کی طرف گئے ہیں۔ اور اہل عراق ان سے روایت کرتے ہیں بلکہ شاید کوئی اور ہیں۔ لوگوں نے ان کا نام بدل دیا ہے کیونکہ لوگ ان سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں۔ میں نے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ شام کے لوگ زہیر بن محمد سے منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں اور اہل عراق ان میں سے ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جو صحت کے قریب ہوتی ہیں۔"

تشریح

وجہ تسمیہ:

سورت رحمٰن مکی ہے مگر "یَسْاَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ......" مدنی ہے۔

اس میں ۷۶، ۷۸ آیات اور تین رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۵۱ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۶۲۶ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ...... (ص۱٦٤، س۲٤) عَلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَرَأَ عَلَیْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ: (ص۱٦٤، س۲٥)

حدیث بالا سے ان مفسرین کی تائید ہو رہی ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ یہ سورت مکی ہے کیوں کہ "لیلۃ الجن" کا واقعہ اس روایت میں مذکور ہے نیز اس رات میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو تبلیغ و تعلیم فرمائی تھی وہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا تھا اور اسی رات میں یہ سورت بھی سنائی تھی۔[1]

فائدہ: اس سورت میں ۳۱ بار ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۱۳)﴾[2] آیا ہے اس جملہ کا تکرار ایک قسم کا لفظی و معنوی حسن پیدا کرتا ہے اسی وجہ سے اس سورت کا نام عروس القرآن بھی ہے۔[3]

هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ: (ص۱٦٤، س۲٦) اس روایت کو امام ترمذی ضعیف فرما رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر اس حدیث کے کئی شواہد ہیں جن کو ابن جریر، بزار، دارقطنی وغیرہ نے نقل کیا ہے اس وجہ سے اس کا ضعف ختم ہو جائے گا۔

تخریج حدیث:

٣٤٢٧ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٢/٣٥٩)، حديث (٣٠١٧)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الحاكم في المستدرك (٢/٤٧٣) وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي، وذكره السيوطي في الدر المنثور (٦٢/١٨٩)، وعزاه للترمذي وابن

المنذر وأبي الشيخ في العظمة وللحاكم وصححه ولا بن مردويه وللبيهقي في ((الدلائل)) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه.

(۱) تفسیر قرطبی (۲) سورت الرحمن آیت: ۱۳ (۳) انوارالبیان: ۲۶۹/۵، مشکوۃ: ۱۸۹

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

یہ باب ہے سورۂ واقعہ کی تفسیر کے بیان میں

٣٤٢٨ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَفِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَمْدُوْدٍ وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(ص١٦٤، س٢٩)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیز (جنت) تیار کی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہے۔ نہ کسی کان نے (اس کے متعلق) سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا ہے۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھو ''فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ ...... الآیۃ'' (یعنی کوئی نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیا چیز تیار کی گئی ہے جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے)۔ اور جنت میں ایک درخت ہے اگر کوئی سوار اس کے سائے میں چلنے لگے تو سو سال تک چلنے کے باوجود بھی اسے طے نہ کر سکے۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ''وَظِلٍّ مَمْدُوْدٍ'' (اور لمبا سایہ۔ الواقعہ آیت ۳۰) اور جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے لہٰذا چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ''فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ ...... الآیۃ'' (یعنی جو شخص دوزخ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سودا ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٤٢٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَمْدُوْدٍ وَمَاءٍ مَسْكُوْبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ. (ص١٦٥، س١)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھی چلتا رہے تو طے نہ کر سکے۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ''وَظِلٍّ مَمْدُوْدٍ'' (اور لمبا سایہ اور پانی بہتا ہوا۔ الواقعہ آیت ۳۰، ۳۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔''

۳۴۳۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِى سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قَوْلِهٖ وَفُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ قَالَ اِرْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَمَسِيْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَارْتِفَاعُهَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ ارْتِفَاعُ الْفُرُشِ الْمَرْفُوْعَةِ فِى الدَّرَجَاتِ وَالدَّرَجَاتُ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ. (ص۱۶۵، س۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''وَفُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ'' (اور بچھونے اونچے۔ الواقعہ آیت ۳۴) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ان کی بلندی ایسی ہوگی جیسے زمین سے آسمان اور دونوں کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف رشدین کی روایت سے جانتے ہیں۔ بعض اہل علم اس بلندی کے متعلق کہتے ہیں کہ اس سے مراد درجات ہیں۔ یعنی ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔''

۳۴۳۱ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ قَالَ شُكْرُكُمْ تَقُوْلُوْنَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. (ص۱۶۵، س۶)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ ...... الآية'' (اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اس کو جھٹلاتے ہو۔ الواقعہ۔ آیت ۸۲) پھر فرمایا کہ تم اپنے رزق کا شکر یوں ادا کرتے ہو کہ تم کہتے ہو فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سفیان یہ حدیث عبدالاعلی سے اسی سند سے غیر مرفوع روایت کرتے ہیں۔''

۳۴۳۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ الْمَرْوَزِيُّ نَا وَكِيْعٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قَوْلِهٖ اِنَّا اَنْشَاْنَا هُنَّ اِنْشَآءً قَالَ اِنَّ

مِنَ الْمُنْشَأٰتِ الَّتِی کُنَّ فِی الدُّنْیَا عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ مُوْسَی بْنِ عُبَیْدَةَ وَمُوْسَی بْنُ عُبَیْدَةَ وَیَزِیْدُ بْنُ اَبَانَ الرَّقَاشِیُّ یُضَعَّفَانِ فِی الْحَدِیْثِ. (ص۱٦٥، س۸)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”اِنَّآ اَنْشَأْنٰا ھُنَّ ...... الآیة“(اور ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھی اٹھان پر۔ الواقعہ آیت ۳۵) کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ خاص طور پر بنائی جانے والی عورتیں وہ ہیں جو دنیا میں بوڑھی تھیں ان کی آنکھیں کمزور تھیں اور ان کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف موسیٰ بن عبیدہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ اور یزید بن ابان رقاشی دونوں محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔“

۳۴۳۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ نَا مُعَاوِیَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَیْبَانَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ شَیَّبَتْنِیْ هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوٰی عَلِیُّ بْنُ صَالِحٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ نَحْوَ هٰذَا قَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ مَیْسَرَةَ شَیْءٌ مِنْ هٰذَا مُرْسَلاً. (ص۱٦٥، س۱۰)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہوگئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ”سورۂ ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت“ نے بوڑھا کر دیا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ علی بن صالح بھی یہ حدیث ابواسحٰق سے اور وہ ابوجحیفہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ پھر کوئی راوی ابواسحٰق سے ابومیسرہ کے حوالے سے بھی کچھ مرسلاً نقل کرتے ہیں۔“

تشریح

وجہ تسمیہ: اس میں وقوع قیامت کا ذکر ہے اور الواقعہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

سورت واقعہ مکی ہے مگر اس میں ﴿ أَفَبِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿٨١﴾ ﴾ [1] یہ آیات مدنی ہیں۔

اس میں ۹٦، ۹۷ یا ۹۹ آیات اور تین رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۷۸ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۹۰۳ ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ نَا عَبْدَةُ: (ص۱٦٤، س۲۹)

اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ: (ص۱۶٤، ۳۰) اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جس کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (۲)

وَفِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ: (ص۱۶٤، س۳۱) بعض درخت جنت میں ایسے ہیں کہ سو سال تک گھوڑا اس کے سایہ میں دوڑتا رہے اس پر بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا اور بعض درختوں کا سایہ کم بھی ہے اور بعض کا اس سے زائد بھی ہے۔

وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ: (ص۱۶٤، س۳۲) عرب میں قاعدہ یہ تھا کہ جب آدمی سفر میں کہیں ٹھہرتا تھا تو اس جگہ پر اپنا کوڑا ڈال دیتا تھا تاکہ کوئی دوسرا نہ ٹھہرے اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہوا کہ اتنی سی جگہ جنت میں جتنی جگہ پر مسافر دنیا میں ٹھہرتا ہے پوری دنیا سے زیادہ قیمتی ہے کیوں کہ جنت کی چیزیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے جب کہ دنیا کی بڑی سی بڑی چیز بھی ختم ہو جائے گی۔ (۳)

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ: (ص۱۶۵، س۳)

فِيْ قَوْلِهٖ وَفُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ قَالَ اِرْتَفَاعُهَا: (ص۱۶۵، س٤) (٤)

فُرُشٍ: (ص۱۶۵، س٤) فراش کی جمع ہے معنی بستر یا فرش۔

مَرْفُوْعَةٍ: (ص۱۶۵، س٤) بلند مطلب یہ ہے کہ ان کے مقام بلند ہوں گے یا یہ فرش زمین پر نہیں بلکہ تختوں اور چارپائیوں کے اوپر ہونے کی وجہ سے بلند ہوں گے۔ (۵)

بعض مفسرین نے فراش سے مراد عورت لیا ہے کیوں کہ عورت کو بھی فراش نے تعبیر کیا جاتا ہے اسی وجہ سے حدیث میں "الولد یکفراش" فرمایا گیا ہے۔ (٦)

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ: (ص۱۶۵، س٦)

﴿ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ ﴾ (۷) (ص۱۶۵، س٦)

مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ جو بارش نازل فرماتا ہے جو تمہارے لیے رزق کا سبب بنتی ہے اس کا شکر ادا کرنے کے بجائے تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہوں۔ (۸)

ایک دوسرا مطلب علامہ آلوسی نے یہ بھی بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کی نعمت عطاء فرمائی اس پر شکر کرنے کے بجائے تم جھٹلاتے ہو تمہارا نصیب ہی رہ گیا ہے کہ تم تکذیب کیا کرو اس صورت میں "رزقکم بمنعی شکر کم یا بمعنی حظکم" ہوگا۔

"معنی الایة و نجعلون شکرتم لنعمة القرآن انکم تکذبون به و یشر الٰی ذلك ما رواه قتاده عن الحسن ئیس ما اخذ القوم لا نفسهم لم یرزقوا من کتاب اللّٰه تعالٰی الا تکذیب" (۹)

تکذبوں: کی تفسیر کے بارے میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن مجید کی نعمت کا حق یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا

جاتا۔ مگر تم تکذیب اور انکار کرتے ہو اسی ناشکری میں یہ بھی بات ہے کہ بارش ہوتی ہے تو تم اس کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے ہو حالاں کہ قرآن کریم میں بار بار بتایا گیا ہے کہ تمہارا یہ عقیدہ غلط بارش برسانے والا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ (۱۰)

حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَیْنُ: (ص۱۶۵، س ۸)

اِنَّا اَنْشَأْنَا هُنَّ اِنْشَآءً: (ص۱۶۵، س۸) انشاء بمعنی پیدا کرنا ھن کی خیر جنت کی عورتوں کی طرف راجع ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں چند آیات پہلے سابقون کے ضمن میں موجود ہے یا بعض مفسرین جن کے نزدیک فراش سے مراد جنت کی عورتیں ہیں تو ضمیر اس کی طرف راجع ہے اگر مطلب جنت کی عورتیں ہو تو اس صورت میں مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنت کی عورتوں کی پیدائش خاص انداز میں کی گئی ہے کیونکہ وہ بغیر ولادت کے پیدا کی گئی ہیں۔

اگر اس سے دنیا کی عورتیں مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ دنیا میں جو عورتیں بدشکل سیاہ رنگ یا بڑی عمر کی ہوں گی وہ سب کی سب جنت میں حسین خوب صورت اور نوجوان ہو جائیں گی۔ (۱۱)

عَجَائِزَ عُمْشًا رُمْصًا: (ص۱۶۵، س۹)

عَجَائِزَ: (ص۱۶۵، س۹) بڑی عمر کی عورتیں یعنی بوڑھی عورتیں۔

عُمْشًا: (ص۱۶۵، س۹) بمعنی چندھی والی عورت یہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں پوری طرح نہ کھلیں۔

رُمْصًا: (ص۱۶۵، س۹) جس آنکھ میں میل وغیرہ بھرے رہتے ہو۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ: (ص۱۶۵، س۱۰)

قَدْ شِبْتَ قَالَ شَیَّبَتْنِیْ هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ: (ص۱۶۵، س۱۰) (۱۲) بعض روایات میں کچھ اور سورتوں کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں کیونکہ ان سورتوں میں قیامت کے عذاب کا ذکر ہے (۱۳) بڑھاپے سے مراد ضعف ہے مگر آپ ﷺ کے تو چند ہی بال سفید ہوئے تھے علامہ نواب قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کے بوڑھے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ان سورتوں کے مضمون دیکھ دیکھ اپنی امت کی طرف سے یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ نہ معلوم میری امت کے لوگوں کا کیا حشر ہوگا اسی غم نے آپ کو بوڑھا کر دیا تھا۔ (۱٤)

تخریج حدیث:

٣٤٢٨ - تقدم تخريجه ينظر الحديث (٣٠١٣) مختصرا.

٣٤٢٩ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الخلق: باب: ما جاء من صفة الجنة وأنها مخلوقة، حديث (٣٢١)، وأحمد (٣/١٣٥، ١٦٤، ١١٠، ١٨٥، ٢٠٧)، وعبد بن حميد ص (٣٥٦)، حديث (١١٨٣).

٣٤٣٠ - تقدم انظر الحديث (٢٥٤٠).

٣٤٣١ - أخرجه أحمد (١/٧٩، ١٠٨)، وعبدالله بن أحمد (١/١٣١).

٣٤٣٢ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (١/ ٤٣٣)، حديث (١٦٧٦) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الطبري في التفسير (١١/ ٦٤٠، ٦٤١)، برقم (٣٣٣٩٤، ٣٣٣٩٥، ٣٣٣٩٦) عن أنس بن مالك.

٣٤٣٣ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٥/ ١٥٧)، حديث (٦١٧٥) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الحاكم في المستدرك (٢/ ٤٧٦) وقال: صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي.

(١) سورت واقعه آیت: ٨١ (٢) ان الفاظ کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے۔ (٣) مرقاۃ: ١٠/ ٣١٧، مظاهر حق: ٥/ ٢٠٢ (٤) یہ حدیث باب "صفة ثیاب اهل الجنة" میں پہلے گذر چکی ہے۔ (٥) مرقاۃ: ١٠/ ٣٣١ (٦) معارف القرآن: ٨/ ٢٧٥ (٧) سورت واقعه آیت: ٨٢ (٨) کوکب الدری: ٤/ ٢٨٠، شرح مسلم للنوری (٩) روح المعانی (١٠) روح المعانی: ٢٧/ ١٥٧، حاشیة کوکب الدری: ٤/ ٢٨٩ (١١) معارف القرآن: ٨/ ٢٧٦ (١٢) یہ حدیث شمائل ترمذی میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ (١٣) مرقاۃ: ١٠/ ٨٩ (١٤) ظاهر حق: ٤/ ٨٦٧

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

یہ باب ہے سورۂ حدید کی تفسیر کے بیان میں

٣٤٣٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالُوْا نَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَ الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَاَصْحَابُهُ اِذْ اَتٰى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْعَنَانُ هٰذِهٖ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهُ اللّٰهُ اِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْكُرُوْنَهٗ وَلَا يَدْعُوْنَهٗ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَافَوْقَكُمْ قَالُوا لِلّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمَ قَالَ فَاِنَّهَا الرَّقِيْعُ سَقْفٌ مَحْفُوْظٌ وَمَوْجٌ مَكْفُوْفٌ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا مَيْسَرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ سَمَائَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ مَا بَيْنَ كُلِّ السَّمَائَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ فَوْقَ ذٰلِكَ الْعَرْشُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ بُعْدُ مَا بَيْنَ سَمَائَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِیْ تَحْتَكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا الْاَرْضُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الَّذِیْ تَحْتَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ تَحْتَهَا اَرْضًا اُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ حَتّٰى عَدَّ بِسَبْعِ اَرَضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ اَرَضِيْنَ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّكُمْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَيُرْوٰى عَنْ اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَعَلِیِّ بْنِ زَيْدٍ

قَالُوْا لَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالُوْا اِنَّمَا هَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ وَعِلْمُ اللّٰهِ وَقُدْرَتُهٗ وَسُلْطَانُهٗ فِىْ كُلِّ مَكَانٍ وَهُوَ عَلَى الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ فِىْ كِتَابِهٖ. (ص١٦٥، س١٣)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے کہ بادل آ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بادل زمین کو سیراب کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان لوگوں کی طرف ہانکتے ہیں جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اسے پکارتے نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رقیع یعنی اونچی چھت ہے جس سے حفاظت کی گئی۔ اور یہ موج کی طرح ہے جو بغیر ستون کے ہے۔ پھر پوچھا: کیا جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اور اس کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اوپر دو آسمانوں کے درمیان آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلے کے برابر فاصلہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا جانتے ہو کہ اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے اوپر عرش ہے اور وہ آسمان سے اتنا دور ہے جتنا زمین سے آسمان۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے نیچے کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ زمین ہے۔ پھر پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کے نیچے کیا کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے نیچے دوسری زمین ہے پہلی زمین اور دوسری زمین کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔ پھر پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات زمینیں گنوائیں اور بتایا کہ ہر دو کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تم لوگ نیچے کی زمین کی طرف رسی پھینکو گے تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچے گی اور پھر یہ آیت پڑھی ''هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ ...... الآیۃ'' (وہی ہے سب سے پہلے اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ الحدید آیت ۳) یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور ایوب، یونس بن عبید اور علی بن زید سے منقول ہے کہ حسن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ بعض اہل علم اس حدیث کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد اس رسی کا اللہ

تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور حکومت تک پہنچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم، اس کی قدرت اور اس کی حکومت ہر جگہ ہے اور وہ عرش پر ہے جیسا کہ اس نے خود اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے۔''

تشریح

سورت حدید میں اختلاف ہے بعض اس کو مکی کہتے ہیں جب کہ بعض اس کو مدنی کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں ۲۹ آیات ہیں اور چار رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۵۴۴ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۲۴۷۳ ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۶۵، س۱۳)

هٰذِهِ رَوَايَا الْاَرْضِ يَسُوْقُهُ اللّٰهُ: (ص۱۶۵، س۱۵)

رَوَايَا: (ص۱۶۵، س۱۵) راویہ کی جمع ہے راویہ اس اونٹ کو کہتے ہیں جو کنویں سے پانی نکال کر زمین کو سیراب کرتا ہے یہاں پر بادل کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے یعنی جس طرح اونٹ سے زمین کو سیراب کیا جاتا ہے اسی طرح آسمان کے بادل سے بھی اللہ تعالیٰ پانی برسا کر زمین کو سیراب کرتے ہیں۔ (۱)

فَاِنَّهَا الرَّقِيْعُ: (ص۱۶۵، س۱۶) رقیع پہلے آسمان کو کہتے ہیں اسی کو آسمان دنیا بھی کہا جاتا ہے مگر بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہر آسمان کو رقیع کہتے ہیں۔ (۲)

سَقْفٌ مَحْفُوْظٌ: (ص۱۶۵، س۱۶) جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بنایا اس کے ٹوٹنے یا اس میں کسی قسم کے خلل آنے کا کوئی امکان نہیں جب تک قیامت نہ آئے۔

وَمَوْجٌ مَكْفُوْفٌ: (ص۱۶۵، س۱۶) آسمان کو موج کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ محدثین یہ بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح موج ہوا میں معلق ہوتی ہے اسی طرح آسمان بھی بغیر کسی ستون کے خلاء میں معلق ہے۔ (۳)

اَرْضًا اُخْرٰى بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ: (ص۱۶۵، س۲۰) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمین کا دوسری زمین کے درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔ آسمان کی طرح زمین بھی سات ہیں۔

سؤال: قرآن مجید میں زمین کے لیے مفرد لفظ ارض میں مفرد کیوں استعمال ہوتا ہے اس کو بھی سموت کی طرح جمع کے صیغہ کے ساتھ استعمال ہونا چاہیے۔

جواب: وہ زمین جو ہم کو نظر آتی ہے جس پر ہم چلتے ہیں مقصد ہی زمین ہے اسی میں تمام مخلوقات کا ہے باقی زمینوں میں کچھ نہیں ہے جب کہ آسمان کے لیے صفہ جمع آتا ہے کیونکہ ہر آسمان پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق آباد ہیں۔

هَبَطَ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ: (ص۱۶۵، س۲۳) اس وضاحت کی یہ آیت کریمہ ''وھو لکل شی علیم'' ہے کہ اللہ جل شانہ کا علم ہر ایک چیز پر ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ: (ص۱۶۵، س۲۱) ان الفاظ کی تفسیر میں مفسرین کے دس سے زائد اقوال ہیں اس جملے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے اول ہیں کہ ہر چیز جو بھی موجود ہے اسی کی ہی قدرت سے عدم سے وجود میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا آخر ہے کہ جب سب خیر فنا ہو جائے گی مگر اس کی ذات اقدس موجود رہے گی۔

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ: (ص۱۶۵، س۲۱) اللہ تعالیٰ کی حکومت تصرف غلبہ کا بیان ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے زیر تصرف ہے ہر ایک ظاہری حقیقت اور اس کے اندر کے راز و بھید بھی وہ ہی جانتا ہے یہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت پڑھنے کا اجر و ثواب ہزار آیتوں سے افضل ہے۔ (٤)

ایک دوسری روایت ابن عباس سے مروی ہے فرمایا کہ اگر تم کو شیطان اللہ تعالیٰ اور دین حق کے بارے میں وسوسہ ڈالے تو یہ آیت پڑھ لینا چاہیے۔ (٥)

كَمَا وَصَفَ فِيْ كِتَابِهٖ: (ص۱۶۵، س۲۳) اس سے قرآن مجید کی آیت الرحمٰن علی العرش استوی کی طرف اشارہ ہے۔

تخریج حدیث:

٣٤٣٤ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٣١٨/٩)، حديث (١٢٢٥٣)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الطبري في تفسير (٦٧٠/١١)، برقم (٣٣٥٩٣) عن سعيد عن قتادته.

(١) مظاهر حق: ٣٠٤/٥، مرقاة: ٤٥/١١ (٢) حاشية كوكب الدرى: ٢٩١/٤ (٣) مظاهر حق: ٣٠٥/٥، مرقاة: ٣٠٠/٦، وكذا حاشية كوكب الدرى: ٢٩١/٤ (٤) تفسير ابن كثير (٥) تفسير ابن كثير

سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ

یہ باب ہے سورۂ مجادلہ کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۶۵، س۲٤)

٣٤٣٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً قَدْ اُوْتِيْتُ مِنْ جِمَاعِ النِّسَاءِ مَالَمْ يُوْتَ غَيْرِي فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ تَظَاهَرْتُ مِنْ اِمْرَأَتِي حَتّٰى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَرَقًا مِنْ اَنْ اُصِيْبَ مِنْهَا فِيْ لَيْلِي فَاَتَتَابَعَ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اَنْ يُدْرِكَنِي النَّهَارُ وَالنَّهَارُ وَاَنَا لَا اَقْدِرُ اَنْ اَنْزِعَ فَبَيْنَمَا هِيَ تَخْدِمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ اِذْ تَكَشَّفَ لِيْ مِنْهَا شَيْءٌ فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلٰى قَوْمِيْ فَاَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِيْ فَقُلْتُ اِنْطَلِقُوْا مَعِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُخْبِرَهُ بِاَمْرِيْ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا تَفْعَلُ تَتَخَوَّفَ اَنْ يَنْزِلَ فِيْنَا قُرْاٰنٌ اَوْ يَقُوْلَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَةً يَبْقٰى عَلَيْنَا عَارُهَا وَلٰكِنْ اِذْهَبْ اَنْتَ فَاصْنَعْ مَا بِذَالِكَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ خَبَرِىْ فَقَالَ اَنْتَ بِذَاكَ فَقُلْتُ اَنَا بِذَاكَ قَالَ اَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ اَنَا بِذَاكَ قَالَ اَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ اَنَا بِذَاكَ وَهَا اَنَا ذَافَامْضِ فِىَّ حُكْمَ اللّٰهِ فَاِنِّىْ صَابِرٌ لِذٰلِكَ قَالَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ فَضَرَبْتُ صَفْحَةَ عُنُقِىْ بِيَدَىْ فَقُلْتُ لَا وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَصْبَحْتُ اَمْلِكُ غَيْرَهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ اَصَابَنِىْ مَا اَصَابَنِىْ اِلَّا فِى الصِّيَامِ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قُلْتُ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهٖ وَحْشٰى مَالَنَا عَشَآءٌ قَالَ اذْهَبْ اِلٰى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِىْ زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهٗ فَلْيَدْفَعْهَا اِلَيْكَ فَاَطْعِمْ عَنْكَ مِنْهَا وَسْقًا سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَآئِرِهٖ عَلَيْكَ وَعَلٰى عِيَالِكَ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى قَوْمِىْ فَقُلْتُ وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيْقَ وَسُوْءَ الرَّاْىِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعَةَ وَالْبَرَكَةَ اَمَرَ لِىْ بِصَدَقَتِكُمْ فَادْفَعُوْهَا اِلَىَّ فَدَفَعُوْهَا اِلَىَّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَالَ مُحَمَّدٌ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ لَمْ يَسْمَعْ عِنْدِىْ مِنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ قَالَ وَيُقَالُ سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ وَيُقَالُ سَلْمَانُ ابْنُ صَخْرٍ وَفِى الْبَابِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ. (ص١٦٥، س٢٤)

ترجمۃ: ''حضرت سلمہ بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسا مرد ہوں جسے عورتوں سے جماع کی (وہ قوت) عطا کی گئی ہے جو کسی اور کو نہیں دی گئی۔ چنانچہ جب رمضان آیا تو میں نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا تا کہ رمضان ٹھیک سے گزر جائے اور ایسا نہ ہو کہ میں اس سے رات کو جماع شروع کروں اور دن ہو جائے اور میں اسے چھوڑ بھی نہ سکوں۔ ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کی کوئی چیز منکشف ہوگئی۔ پھر میں نے اس کے ساتھ جماع کیا اور صبح ہوئی تو اپنی قوم کے پاس آیا اور انہیں بتا کر کہا کہ میرے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس فعل کے متعلق بتاؤں۔ وہ کہنے لگے ''نہیں'' اللہ تعالیٰ کی قسم ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے متعلق قرآن نازل ہو، یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی ایسی بات کہہ دیں جو ہمارے لئے باعث ندامت ورسوائی ہو۔ لہٰذا تم خود جا کر جو مناسب ہو عرض کر دو۔ فرماتے ہیں کہ میں نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا قصہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قصہ سننے کے بعد) فرمایا: کیا تم ہی نے ایسا کیا؟ میں نے عرض کیا ''جی ہاں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اسی طرح پوچھا تو میں نے عرض کیا ''جی ہاں'' اور میں حاضر ہوں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا حکم جاری کیجئے۔ میں اس پر صبر کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک غلام آزاد کرو۔ میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا۔ اور عرض کیا کہ: اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا سوائے اپنی اس گردن کے میں کسی اور کا مالک نہیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر دو مہینے متواتر روزے رکھو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مصیبت بھی تو روزوں کی وجہ سے آئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر

ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہم خود آج رات بھوکے رہے، ہمارے پاس رات کا کھانا نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ بنو زریق سے زکوٰۃ وصول کرنے والے عامل کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ وہ تمہیں (غلہ) دے اور پھر اس میں سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ پھر جو بچ جائے اسے اپنے اور عیال پر خرچ کرلو، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں اپنی قوم کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں نے تم لوگوں کے پاس تنگی اور بری تجویز پائی جبکہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کشادگی اور برکت۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم لوگ اپنی زکوٰۃ مجھے دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سلیمان بن یسار نے سلمہ بن صخر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ ان کا کہنا ہے کہ سلمہ بن صخر کو سلمان بن صخر بھی کہتے ہیں اور اس باب میں خولہ بن ثعلبہ سے بھی منقول ہے۔"

٣٤٣٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يُوْنُسُ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنْ يَهُوْدِيًّا اَتٰى عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهَا الْقَوْمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا قَالَ هٰذَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ سَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا اُرْدُّوْهُ عَلَيَّ فَرَدُّوْهُ فَقَالَ قُلْتَ السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَ نَعَمْ قَالَ نَبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا عَلَيْكَ مَا قُلْتَ قَالَ وَاِذَا جَاءُوْكَ حَيُّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٦، س١)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہودی نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور کہا "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" (یعنی تم پر موت آئے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، یا رسول اللہ! اس نے سلام کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ اس نے ایسی ایسی بات کہی ہے اسے میرے پاس لاؤ۔ جب اسے لائے تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" کہا۔ اس نے کہا کہ ہاں "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" کہا تھا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اہل کتاب میں سے جو بھی سلام کرے اسے یہ جواب دیا کرو کہ "عَلَيْكَ مَا قُلْتَ ......الآية" (یعنی جو تم نے کہا تم ہی پر ہو) پھر یہ آیت پڑھی "وَاِذَا جَاءُوْكَ حَيُّوْكَ ...... الآية" (اور جب وہ آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں تو آپ ﷺ کو ایسے لفظوں سے سلام کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سلام نہیں دیا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اس پر کیوں عذاب نہیں دیتا جو ہم کر رہے ہیں۔ المجادلہ۔ آیت ۸) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

٣٤٣٧ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الثَّقَفِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلْقَمَةَ الْاَنْمَارِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَا جَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرٰی دِيْنَارٌ قُلْتُ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ قَالَ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ قُلْتُ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ قَالَ فَكَمْ قُلْتُ شَعِيْرَةٌ قَالَ اِنَّكَ لَزَهِيْدٌ قَالَ فَنَزَلَتْ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَاتٍ الْاٰيَةَ قَالَ فَبِیْ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَمَعْنٰی قَوْلِهٖ شَعِيْرَةٌ يَعْنِی وَزْنَ شَعِيْرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

(ص١٦٦، س٤)

ترجمہ: ”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ”یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَا جَیْتُمُ الرَّسُوْلَ ...... الآیة“ (اے ایمان والو جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کروتو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دے لیا کرو، یہ تمہارے لئے بہتر اور زیادہ پاکیزہ بات ہے۔ المجادلہ آیت ۱۲) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مشورہ لیا کہ صدقہ کی کتنی مقدار مقرر کی جائے، ایک دینار۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ ایک دینار نہیں دے سکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف دینار۔ میں نے عرض کیا نصف دینار بھی نہیں دے سکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کتنی مقدار مقرر کی جائے۔ میں نے عرض کیا: ایک جو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو بہت کمی کرنے والے ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا ...... الآیة“ (کیا تم اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے۔ پھر جب تم نے نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف بھی کر دیا تو (بس) نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ المجادلہ آیت:۱۳) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور ایک جو سے مراد جو کے برابر سونا ہے۔“

تشریح

سورت مجادلۃ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اور اس میں ۲۰ یا ۲۲ آیات ہیں اور تین رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۴۷۳ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۹۹۲ ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص١٦٥، س٢٤)

تَظَاهَرْتُ مِنْ اِمْرَأَتِي: (ص١٦٥، س٢٥) اس حدیث شریف میں ظہار کا حکم بیان کیا جا رہا ہے ظہار کہتے ہیں کوئی اپنی بیوی کو اپنی محرجات ابدی مثلاً ماں بہن، پھوپھی وغیرہ کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کی طرف دیکھنا حلال نہ ہو مثلاً د

اپنی بیوی سے یہ کہے تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہو یا تمہارا سر تمہاری ران میری جان کے سر یا ران کی طرح ہے وغیرہ اور اگر تشبیہ نہ دے تو ظہار نہیں ہوتا اس طرح کہنے سے اب بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے جب تک کہ کفارہ ظہار ادا نہ کیا جائے ظہار صرف بیوی کے حق میں ثابت ہوتا ہے باندی کے ساتھ ظہار نہیں ہوتا مگر امام مالک سفیان ثوری اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک باندی سے بھی ظہار ہو جاتا ہے اہل ظواہر شعبی کے نزدیک ظہار صرف ماں اور دادی کے ساتھ تشبیہ دینے سے ہوتا ہے باقیوں سے نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول یہ ہے کہ ظہار صرف ماں کے ساتھ تشبیہ دینے سے ہوتا ہے۔ (۱)

فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا: (ص۱۶۵، س۲۷) ابوداؤد کی روایت میں "فلم البث ان نزوت علیھا" کے الفاظ وادر ہوتے ہیں۔

اَعْتِقْ رَقَبَةً: (ص۱۶۵، س۳۰) سب سے پہلے ظہار کے کفارہ میں غلام یا باندی کو آزاد کرنا ہے اگر غلام میسر نہ ہو تو پھر دو مہینے کے مسلسل روزہ رکھنا ہے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے ترتیب جو بیان ہوتی اسی ترتیب سے کرنا ضروری ہے غلام کے آزاد کرنے میں احناف کے نزدیک غلام ہو یا باندی صغیر ہو یا کبیر مسلمان ہو یا کافر جو بھی آزاد کرے کفارہ ادا ہو جائے گا مگر امام شافعی، مالک، احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کافر کو آزاد کرنے سے کفارہ ظہار ادا نہیں ہوگا۔ (۲)

فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا: (ص۱۶۵، س۳۲) اس میں علماء نے دو صورت بیان کی ہے پہلی صورت ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے۔

دوسری صورت ہر ایک مسکین کو صدقہ فطر کے مقدار کے کچا اناج یا اس کی قیمت ادا کر دے (ساڑے تین سیر)۔ (۳)

یعنی ایک ایک صاح (ساڑے تین سیر) کھجور جو وغیرہ کا یا کشمش اور گندم وغیرہ کا نصف صاح اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ہر مسکین کو ایک ایک مد (پونے دو سیر) دیا جائے گا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۶۶، س۱) فَقَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ: (ص۱۶۶، س۲)

﴿وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ﴾ (۴) علامہ نودی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل کتاب کو سلام کا جواب دیا ہے لیکن وعلیکم السلام کے ساتھ نہ دیا جائے کیونکہ اس میں تعظیم ہے بلکہ ان کو علیکم یا علیک کے ساتھ جواب دیں اگر ایک ہو تو علیکم نہ کہے بلکہ علیک کہے کیونکہ اس میں تعظیم ہے کسی ہو تو کہہ سکتا ہے۔ (۵)

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ: (ص۱۶۶، س۴)

﴿إِذَا نَـٰجَيْتُمُ ٱلرَّسُولَ فَقَدِّمُوا﴾ (۶) (ص۱۶۶، س۶) کچھ منافقین نے آپ کو ایذاء دینے کی نیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کا وقت مانگتے اور بلا کسی وجہ کے اس مجلس کو طویل کر دیتے۔ کچھ ناواقف مسلمانوں سے بھی یہ بات صادر ہوگئی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دیا کریں صدقہ کی کوئی مقدار قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے جتنا بھی چاہے صدقہ دے دیں۔

حضرت علی کی خصوصیت:

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے علاوہ اس آیت کریمہ پر کسی اور نے عمل نہیں کیا کیونکہ

آیت کا حکم بہت جلدی منسوخ ہو گیا۔ (۷)

تخریج حدیث:

٣٤٣٥ - انظر الحديث (١١٩٨) تقدم تخريجه.

٣٤٣٦ - أخرجه ابن حميد ص (٥٩، ٦٠)، حديث (٩٠).

٣٤٣٧ - أخرجه البخاري في الأدب المفرد ص (٣٢١)، حديث (١١١٢)، وابن ماجه (١٢١٩/٢): كتاب الأدب: باب: رد السلام على أهل الذمة، حديث (٣٦٩٧)، وأحمد (١٤٠/٣، ٢١٤، ٢٣٤، ١٤٤، ١٩٢، ٢٨٩).

(١) عمده القارى: ٥٩١/٩، فتح القدير: ٢٣٢/٣، بذل المجهود: ٨٠/٣، هدايه: ٣٩١/٢ (٢) عمده القارى: ٥٩١/٩، هدايه: ٣٩٢/٢ (٣) مظاهر حق: ٤٠٧/٣ (٤) سورت مجادلة آيت: ٨ (٥) شرح مسلم للنووى، مرقاة: ٥٠/٩، مظاهر حق: ٣٤١/٤ (٦) سورت مجادلة آيت: ١٢ (٧) تفسير ابن كثير: ٣٢٦/٤

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

یہ باب ہے سورۂ حشر کی تفسیر کے بیان میں (ص١٦٦، س٨)

٣٤٣٨ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٦، س٨)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنونضیر کے کھجور کے درختوں کو کاٹ کر جلا دیا۔ اس مقام کا نام بویرہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا ...... الآية“ (مسلمانو تم نے جو کھجور کا پیڑ کاٹ ڈالا ”یا“ اس کو اس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا اور تا کہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ الحشر آیت: ۵) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

٣٤٣٩ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ نَا عَفَّانُ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ نَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا قَالَ اللِّيْنَةُ النَّخْلَةُ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ قَالَ اسْتَنْزَلُوْهُمْ مِنْ حُصُوْنِهِمْ قَالَ وَاُمِرُوْا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَحَكَّ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَتَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْاَلَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَنَا فِيْمَا قَطَعْنَا مِنْ اَجْرٍ وَهَلْ عَلَيْنَا فِيْمَا تَرَكْنَا مِنْ وِزْرٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ حَفْصٍ

بْنِ غِيَاثٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هَارُوْنَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ عُمْرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى سَمِعَ مِنِّىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ هٰذَا الْحَدِيْثَ. (ص١٦٦، س١٠)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے قول ''مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا...... الآية'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لینۃ، کھجور کا درخت ہے اور ''وَلِيُخْزِىَ الْفَاسِقِيْنَ'' سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان (یہودیوں) کو ان کے قلعوں سے اتار دیا پھر جب ان کے درختوں کے کاٹنے کا حکم ہوا تو ان کے دلوں میں خیال آیا کہ ہم نے کچھ درخت کاٹے ہیں اور کچھ چھوڑ دیئے ہیں۔لہٰذا مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا جو درخت ہم نے کاٹے ہیں۔ان کا کاٹنا باعث ثواب اور جو چھوڑ دیئے ہیں۔ان پر عذاب ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا ...... الآية'' یہ حدیث حسن غریب ہے۔بعض اس حدیث کو حفص بن غیاث سے اور وہ سعید بن جبیر سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔ہم سے اس حدیث کو عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ہارون بن معاویہ کے حوالے سے انہوں نے حفص سے انہوں نے حبیب بن ابوعمرہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً نقل کیا ہے۔امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث مجھ ہی سے سنی ہے۔''

٣٤٤٠ - حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ نَا وَكِيْعٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْاَنْصَارِ بَاتَ بِهٖ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ اِلَّا قُوْتُهٗ وَقُوْتُ صِبْيَانِهٖ فَقَالَ لِاِمْرَأَتِهٖ نَوِّمِى الصِّبْيَةَ وَاَطْفِئِ السِّرَاجَ وَقَرِّبِىْ لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٦٦، س١٦)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص کے پاس ایک مہمان آیا تو اس کے پاس صرف اتنا ہی کھانا تھا کہ خود کھا سکے اور بچوں کو کھلا سکے۔اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچوں کو سلا دو اور چراغ گل کر کے جو کچھ ہے مہمان کے آگے رکھ دو۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ ...... الآية'' (اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنے جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ۔الحشر یت ۹) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

سورت حشر مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اور اس میں ۲۴ آیات ہیں اور تین رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۴۴۵ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۲۱۷ ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: (ص۱٦٦، س۸) ﴿حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِی النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِیَ الْبُوَيْرَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا﴾[1] (ص۱٦٦، س۹)

آپ ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین قبائل سے واسطہ پڑا ① بنونضیر ② قریظہ ③ بنوقینقاع آپ ﷺ نے ان سب کے ساتھ معاہدہ کیا آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نہایت نرم رویہ اختیار فرمایا مگر چند ہی دنوں میں اہل یہود نے معاہدے کی خلاف ورزی شروع کر دی یہاں تک کہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کا بھی منصوبہ بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کی ناپاک سازش پر مطلع فرمایا تو آپ نے ان یہودیوں کو مدینہ سے خیبر کی طرف نکل جانے کا حکم فرمایا اور ان کے کھجوروں کے باغات کو بھی جلانے کا حکم دیا۔[2]

اس عمل پر اہل یہود نے کہا کہ محمد ﷺ خود تو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے تھے اور خود ہی ہمارے کھجوروں کے درختوں کو کٹوایا اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حکم کی توثیق فرمائی اور فرمایا کہ یہ سب کچھ حکم الٰہی سے ہی ہوا ہے۔[3]

ان درختوں کے جلانے سے میں بددین یہودیوں کا ذلیل کرنا مقصود ہے اپنے باغات کو جلتا ہوا دیکھ کر ان کے دل بھی جلیں گے اور ان کی ذلت بھی ہوگی جس کی وجہ سے وہ قلعے چھوڑ کر ہار ماننے یا صلح کرنے پر راضی ہو جائیں گے ایسا ہی ہوا کہ وہ یہود وہاں سے خیبر کی طرف جلاوطن ہو گئے۔[4]

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... (ص۱٦٦، س۱٦) بَاتَ بِهٖ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ اِلَّا قُوْتُهٗ: (ص۱٦٦، س۱۷) یہ واقعہ کس انصاری کے گھر میں پیش آیا اس بارے میں مفسرین نے کئی واقعات نقل کیے ہیں ان سب کو علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے ہیں اور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک واقعہ پر ایک آیت نازل ہو چکی ہے اگر اسی طرح کا کوئی دوسرا واقعہ بھی پیش آ جاتا ہے تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ آیت اس واقعہ پر نازل ہوئی ہے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے سارے ہی واقعات نزول آیت کا سبب یا مصداق ہو جاتے ہیں۔[5]

سُؤال: اپنا سارا مال دوسرے کو دینا صدقہ کر دینا اس کی تو ممانعت ہے کہ آدمی اپنی ضرورت کے بقدر اپنے پاس بھی رکھے۔

جَواب: لوگوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں کچھ لوگ ہر حال میں صبر کرنے والے ہوتے ہیں ان کے لیے یہ ممانعت نہیں ہے جیسے صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر سارا ہی مال پیش کر دیا تھا اور آپ ﷺ نے قبول بھی فرما لیا تھا اور جن لوگوں میں صبر کچھ کم ہوتا ہے ان لوگوں کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اپنا سارا مال خرچ نہ کریں کیونکہ ان پر اگر فاقہ کی نوبت آ جائے تو وہ صبر نہ کر سکے گے۔[6]

تخریج حدیث:

٣٤٣٨ - تقدم تخريجه انظر الحديث (١٥٥٢).

٣٤٣٩ - انفرد به الترمذي التحفة (٤٠٨/٤)، حديث (٥٤٨٨) من أصحاب الكتب الستة، وذكره السيوطي ف ((الرر المنثور)) (٢٨٧/٦)، وعزاه للترمذي وحسنه والنسائي وابن أبي حاتم وابن مردويه عن ابن عباس.

٣٤٤٠ - أخرجه البخاري: كتاب مناقب الأنصار: باب: قول الله عزوجل: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر: ٩]، حديث (٣٧٩٨) وطرفه في (٤٨٨٩) ومن الأدب المفرد ص (٢١٨)، حديث (٨٤٧)، ومسلم: كتاب الأشربة: باب: إكرام الضيف وفضل إيثاره، حديث (١٧٣/٢٠٥٤).

(١) سورت حشر آیت: ٥ (٢) مظاهر حق: ٨١٠/٣ مرقاة: ٣٥٦/٧، الاشعه اللبعات: ٤٠٩/٣ (٣) مظاهر حق: ٨١٠/٣، کوکب الدری: ٢٩٣/٤، تفسیر ابن کثیر: ٣٢٣/٤ (٤) انوارالبیان: ٣٥٦/٥ (٥) قرطبی و معارف القرآن: ٣٧٧/٨ (٦) قرطبی

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

یہ باب ہے سورۃ الممتحنہ کی تفسیر کے بیان میں (ص١٦٦، س١٩)

٣٤٤١ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ حَنَفِيَّةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَخَرَجْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِی الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِیْ مِنْ كِتَابٍ قُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا قَالَ فَاَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ ابْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ اِلٰى اُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ كُنْتُ اِمْرَاً مُلْصِقًا فِیْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهَا وَكَانَ مِنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَهْلِيْهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِیْ ذٰلِكَ مِنْ نَسَبٍ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِیْ وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِیْ وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا فَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ وَفِيْهِ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

السُّوْرَةَ قَالَ عَمْرٌ وَقَدْ رَأَيْتُ بْنَ اَبِى رَافِعٍ كَانَ كَاتِبًا لِعَلِيٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْهِ عَنْ عُمَرٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَرَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ نَحْوَ هٰذَا وَذَكَرُوْا هٰذَا الْحَرْفَ فَقَالُوْا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَدْ رُوِىَ اَيْضًا عَنْ اَبِى عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِىِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ فِيْهِ لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُجَرِّدَنَّكَ. (ص١٦٦، س١٩)

ترجمہ: ''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اسود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ روضہ خاخ کے مقام پر جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہے جو اونٹ پر سوار ہے۔ اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے کر میرے پاس لاؤ۔ ہم لوگ نکلے ہمارے گھوڑے دوڑ لگاتے ہوئے روضہ خاخ کے مقام پر پہنچے تو ہمیں وہ عورت مل گئی ہم نے اس سے کہا کہ خط دو۔ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: تم خط نکالو ورنہ کپڑے اتار دو۔ اس پر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا اور ہم لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ (خط) حاطب بن ابی بلقہ کی طرف سے مشرکین کو لکھا گیا تھا۔ جس میں اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی راز کا ذکر کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطب یہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے متعلق جلدی نہ کریں، میں ایسا شخص ہوں کہ قریش سے ملا ہوا ہوں اور ان میں نہیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کے رشتہ دار مکہ میں ہیں۔ جو ان کے اہل و مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ چونکہ میرا ان سے کوئی نسب کا تعلق نہیں لہٰذا میں نے سوچا کہ ان پر احسان کروں تا کہ وہ میرے رشتہ داروں کی حمایت کریں۔ اور یہ کام میں نے کفر و ارتداد کی وجہ سے نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے کفر سے راضی ہو کر کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اتار دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف دیکھا اور فرمایا: کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ''يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ...... الآية'' (اے ایمان والو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان کے پاس دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو سچا دین آیا ہے اس کے یہ منکر ہو چکے ہیں۔ الممتحنہ آیت ۱) راوی عمرو کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں عمر اور جابر بن عبداللہ سے احادیث منقول ہیں۔ کئی حضرات یہ حدیث سفیان بن عیینہ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں اور ابو عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اسی کے مثل منقول ہے۔ بعض حضرات یہ الفاظ بیان کرتے ہیں۔ کہ اس عورت سے کہا کہ خط نکال دو ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔''

۳۴۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُ اِلَّا بِالْاٰيَةِ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ اِذَا جَآءَ كَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الْاٰيَةَ قَالَ مَعْمَرٌ فَاَخْبَرَنِی ابْنُ طَاؤسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ اِمْرَأَةٍ اِلَّا اَمْرَأَةً يَمْلِكُهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٦٦، س۳۰)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی وجہ سے امتحان لیا کرتے تھے ”اِذَا جَآءَ كَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ ...... الآية“ (اے نبی جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو، اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ تعالیٰ کا کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں اور طوفان نہ لائیں باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو ان کی بیعت کر لے اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ الصّف آیت ۱۲) معمر کہتے ہیں کہ ابن طاؤس نے مجھے اپنے والد کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے ان عورتوں کے علاوہ جو آپ کی ملکیت میں تھیں کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۴۴۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا اَبُوْ نُعَيْمٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الشَّيْبَانِیُّ قَالَ سَمِعْتُ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَتْنَا اُمُّ سَلَمَةَ الْاَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ اِمْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ مَا هٰذَا الْمَعْرُوْفُ الَّذِیْ لَا يَنْبَغِی لَنَا اَنْ نَعْصِيَكَ فِيْهِ قَالَ لَا تَنُحْنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَنِی فُلَانٍ قَدْ اَسْعَدُوْنِیْ عَلٰى عَمِّی وَلَا بُدَّلِی مِنْ قَضَآئِهِنَّ فَاَبٰى عَلَیَّ فَعَاتَبْتُهُ مِرَارًا فَاَذِنَ فِیْ قَضَآئِهِنَّ فَلَمْ اَنُحْ بَعْدَ قَضَآئِهِنَّ وَلَا غَيْرِهٖ حَتّٰى السَّاعَةَ وَلَمْ يَبْقَ مِنَ النِّسْوَةِ امْرَأَةٌ اِلَّا وَقَدْ نَاحَتْ غَيْرِی هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَفِيْهِ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اُمُّ سَلَمَةَ الْاَنْصَارِيَّةُ هِیَ اَسْمَآءُ بِنْتُ يَزِيْدَ ابْنِ السَّكَنِ. (ص۱٦٦، س۳۵)

ترجمہ: ”حضرت ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ معروف کیا چیز ہے جس میں ہمارے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنا جائز نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہی ہے کہ تم نوحہ مت کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں قبیلے کی عورتیں میرے چچا کی وفات پر میرے ساتھ نوحہ میں شریک تھیں لہٰذا ان کا بدلہ دینا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ پھر میں نے کئی مرتبہ عرض کیا تو اجازت دے دی کہ ان کے احسان کا بدلہ دے دوں۔ اس کے بعد میں نے کبھی کسی پر نوحہ نہیں کیا اور عورتوں میں سے میرے علاوہ ایسی کوئی عورت باقی نہ رہی جس نے بیعت کی ہو اور پھر نوحہ بھی کیا ہو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس باب میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ عبداللہ بن حمید کہتے ہیں کہ ام سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کا نام اسماء بنت یزید بن سکن ہے۔“

تشریح

سورت ممتحنہ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اور اس میں ۱۳ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعدا ۳۴۸ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۵۱۰ ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص۱۶۶، س۱۹) بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَیْرَ وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ: (ص۱۶۶، س۲۰)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ ابن ابی بلتعہ اصلاً یمنی تھے۔ (۱)

علماء فرماتے ہیں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے جو عمل کیا وہ اگرچہ غلط تھا وہ اپنی سوچ اور فکر کی وجہ سے غلطی کر گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی سزا نہیں دی کیونکہ وہ بدری صحابی رحمۃ اللہ علیہ تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش ایمانی میں اس بات کا دھیان نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ صحیح فرمایا اس کے بعد ان کو منافق کہنا یا گردن مارنے کی بات کرنا بے محل ہے اس کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بدری ہونے کو بیان فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہوگئے "العدایہ والنہایہ" نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ ابن ابی بلیقہ کا خط کی عبارت بھی نقل کی ہے۔ (۲)

فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً: ظعینۃ اس عورت کو کہتے ہیں جو حوزج میں ہو بعد میں مطلقا عورت کو بھی کہتے ہیں بعض روایت میں آتا ہے وہ ایک مغنیہ عورت تھی جس کا نام سارہ تھا پہلے وہ مدینہ منورہ آئی آپ نے پوچھا بھی تم ہجرت کر کے آئی ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مسلمان ہو کر آئی ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کس مقصد کے لیے آئی ہو اس نے اپنی کہانی سنائی پہلے مکہ کے سردار زندہ تھے میرا گذرا خوب مزے میں ہوتا تھا مگر جب سے وہ بدر میں مارے گئے اب مجھ کو کوئی خرچ دینے والا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبدالمطلب کو فرمایا کہ اس کی مدد کرو انہوں نے اس کی مدد کر دی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۶۶، س۳۰)

﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَـٰتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ (۳) (ص۱۶۶، س۳۱)

يَمْتَحِنُ اِلَّا بِالْاٰيَةِ: (ص۱۶۶، س۳۱) اس آیت کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا امتحان لیتے تھے اس آیت کریمہ میں مندرجہ ذیل امور کا عہد ہے۔

١. اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے سے۔
٢. چوری نہ کرنے سے۔
٣. زنا نہ کرنے سے۔
٤. اولاد کو قتل نہ کرنے سے۔

❺ کسی پر تہمت نہ لگانے سے۔
❻ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے سے۔

یہاں پر نبی کریم ﷺ کی وہ بیعت جو آپ ﷺ نے عورتوں سے لی اس کا تذکرہ ہے جس میں نومسلم مہاجرات اور قدیمات عورتیں شریک تھیں جیسے کہ بخاری شریف کی ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے میں نے چند دوسری عورتوں کے ساتھ یہ بیعت کی اس بیعت میں آپ نے "فیما السطتن واطقتن" کے الفاظ کہلوائے تھے کہ جہاں تک ہماری استطاعت اور طاقت ہو اس عہد کو پورا کریں گی حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کی رحمت وشفقت ہم پر ہماری ذات سے بھی زیادہ تھی ہم نے تو بلا کسی قید کے عہد کرنا چاہا تھا مگر آپ ﷺ نے یہ شرط کا اضافہ کر دیا تا کہ کسی سے اضطراری حالت میں خلاف ورزی ہو جائے تو عہد شکنی میں خلل نہ ہو۔(٤)

مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ اِمْرَأَةٍ: (ص١٦٦، س٣٢) مردوں سے آپ عموماً ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت لیا کرتے تھے مگر عورتوں سے صرف زبانی بیعت لیا کرتے تھے کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ لگانا شریعت میں حرام ہے۔ جب نبی ﷺ کے لیے حرام ہے تو پھر کسی دوسرے کے لیے کیسے جائز ہوسکتا ہے؟(٥)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہاں پر حضرت عائشہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی بات کو رد کرنا چاہتی ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ "محمد یذہ من خارج البیت مددنا ایدینا من داخل البیت ثم قال اللھم اشھد" اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں چھویا جہاں تک ام عطیہ کی روایت میں مددنا ایدینا کے لفظ ہے اس سے مقصد بیعت کے وقوع کی طرف اشارہ ہے مصافحہ مراد نہیں ہے۔(٦)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص١٦٦، س٣٢)

قَالَتْ اِمْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ: محدثین فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ہیں علماء فرماتے ہیں نوحہ کرنا یہ تو حرام ہے حدیث بالا میں آپ ﷺ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اجازت کس طرح مرحمت فرمائی۔

جواب: ① نوحہ کرنا ابتداء بھی مکرہ تیز ہی تھا بعد میں حرام ہوا ہے آپ ﷺ نے یہ اجازت جب دی تھی جب کہ نوحہ کرنا مکرہ تیز ہی تھا امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور بدرالدین عینی نے اس جواب کو پسند فرمایا۔

جواب: ② علامہ نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت تھی کہ ان کو نوحہ کرنے کی اجازت تھی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس جواب کو پسند نہیں فرمایا وہ فرماتے ہیں کہ حرام چیز کسی کے لیے کیسے حلال کی جاسکتی ہے۔(٧)

تخریج حدیث:

٣٤٤١ - أخرجه البخاري: كتاب الجهاد والسير: باب: الجاسوس وقول الله عزوجل: ﴿لا تتخذوا عدوي وعدوكم أولياء﴾ حديث (٣٠٠٧) وأطرافه في (٣٠٨١، ٣٩٨٣، ٤٢٧٤، ٤٨٩٠، ٦٢٥٩، ٦٩٣٩)، ومسلم: كتاب فضائل الصحابة: باب: من فضائل أهل بدر رضي الله عنهم وقصة حاطب بن أبي بلتعة، حديث (٢٤٩٤/١٦١)، وأبوداود: كتاب الجهاد، باب: في الجاسوس إذا كان مسلما، حديث (٢٦٥٠)،

وأحمد (۷۹/۱)، والحميدي (۲۷/۱)، حديث (٤٩).

٣٤٤٢ - أخرجه البخاري: كتاب الأحكام: باب: بيعة النساء حديث (٧٢١٤)، ومسلم: كتاب الإمارة: باب: كيفية بيعة النسا، حديث (٨٨/١٨٦٦)، وأبوداود: كتاب الخراج والإمارة والفيء: باب: ماجاء في البيعة حديث (٢٩٤١)، وابن ماجه: كتاب الجهاد: باب: بيعة النساء، حديث (٢٨٧٥)، وأحمد (١١٤/٦، ١٥١، ١٥٣، ١٦٣، ٢٧٠).

٣٤٤٣ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الجنائز: باب: في النهي عن النياحة، حديث (١٥٧٩)، وأحمد (٣٢٠/٦).

تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الطبري في تفسيره (٦٤/١٢)، برقم (٣٣٩٥٧) عن أبي نصر عن ابن عباس.

(۱) قرطبی: ۱۵/۱۸ (۲) الهدایه والنهایة: ۲۸۴/٤ (۳) سورت ممتحنہ: ۱۲ (٤) تفسیر مظهری (٥) مرقاۃ: ٥٠٦/٨، مظاهر حق: ۸۸۰/۳ (٦) فتح الباری: ٦٣٦/٨، عمده القاری: ۲۳۱/۱۹ (۷) فتح الباری: ٦٣٩/٨، حاشية الكوكب الدری: ۲۹۸/٤

وَمِنْ سُوْرَةِ الصَّفِّ

یہ باب ہے سورۃ الصّف کی تفسیر کے بیان میں (ص١٦٧، س١)

٣٤٤٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَعَدْنَا نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا لَوْ نَعْلَمُ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ لَعَمِلْنَاهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا بْنُ سَلَامٍ قَالَ يَحْيٰى فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا اَبُوسَلَمَةَ قَالَ ابْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا الْاَوْزَاعِىُّ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ كَثِيْرٍ وَقَدْ خُوْلِفَ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ فِىْ اِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ فَرَوٰى ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِىْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَوْ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ سَلَامٍ وَرَوَى الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ نَحْوَ رِوَايَةِ. (ص١٦٧، س١)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چند صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے تو ہم وہی کرتے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں ”سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ الآية“ (اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا، اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے۔ الصّف آیت ۱، ۲) عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سورت پڑھائی اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ سورت پڑھی۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ پھر ابوسلمہ نے ہمارے سامنے تلاوت کی، ابن کثیر کے سامنے اوزاعی نے اور عبداللہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ابن کثیر نے پڑھ کر سنائی۔ محمد بن کثیر میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ابن مبارک، اوزاعی سے وہ یحییٰ بن کثیر سے وہ ہلال بن ابی میمونہ سے وہ عطاء سے اور وہ عبداللہ بن سلام سے یا ابوسلمہ کے واسطے سے عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں۔ ولید بن مسلم بھی یہ حدیث اوزاعی سے محمد بن کثیر کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول یہ سورت مدنی ہے مگر جمہور مفسرین اس کو مکی کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: اس میں ۱۴ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۲۱ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۹۲۶ ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ...... فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا لَوْ نَعْلَمُ: (ص ۱۶۷، س ۱) حافظ ابن کثیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب یہ چند حضرات جمع ہو کر مذاکراہ کہا جو اوپر حدیث میں بیان ہوا اور یہ بتایا کہ کوئی کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے ابھی یہ اسی حالت میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اطلاع کر دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے نام لے کر بلوایا اور سورت صف پڑھ کر سنائی۔ (۱)

بعض مفسرین نے اس کے علاوہ بھی کئی شان نزول ذکر کیے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کبر مقیتا عنداللّٰہ: یہ دعویٰ کرنا ہم ایسا کریں گے یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اگرچہ یہاں پر صحابہ کرام کی نیت میں صرف دعویٰ نہ بھی مگر یہاں صورت دعویٰ کی بن رہی تھی جو نام و نمود کی طرف مشیرہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوئی اگر دعویٰ بھی کرنا ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ وغیرہ استعمال کرنا چاہیے جسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کہا گیا تھا ﴿ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاْىءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ ﴾ (۲) ''اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔ مگر ساتھ ہی انشاء اللہ تعالیٰ کہہ لینا۔''

اس سے یہ بات ہرگز معلوم نہیں ہوتی کہ جب آدمی ایک کام خود نہیں کرتا تو اس کو دوسرے کو نصیحت یا اس کی دوسرے کو دعوت بھی نہ دے بلکہ دوسرے کو اس کی طرف متوجہ اور دعوت دینا ہے امید قوی ہے اس سے اس کو خود بھی عمل کی توفیق ہو جائے گی جسے کہ بکثرت تجربہ و مشاہدہ ہے۔ (۳)

نیز قرآن مجید نے بیان یہ نہیں فرمایا کہ نہ حق بات کہو اور نہ عمل کرو بلکہ قرآن مجید کا کہنا یہ ہے کہ حق بات کہو بھی اور اس پر عمل بھی کرو۔

حق بات پر عمل کرنا مستقل حکم ہے اور اس پر لوگوں کو دعوت دینا یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنا مستقل حکم ہے ایک کو

دوسرے کی وجہ سے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ (٤)

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ كَثِيرٍ: (ص١٦٧، س٤)

اس حدیث کی خصوصیت:

اس قسم کی محدثین نے بہت سی مسلسلات بیان کی ہے پر محدثین نے اس پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہے مثلاً مسلسلات تالیف عبدالحرمین الدمیاطی، مسلسلات تالیف ابن جوزی مسلسلات تالیف ضیاء المقدسی مسلسلات تالیف شمس الدین السخاوی المسلسلات الکبیری وجیاد المسلسلات تالیف جلال الدین سیوطی، مسلسلات تالیف حسین بن علی بن محمد بن عمر، مسلسلات شمس الدین مجید بن الطیب مسلسلات حافظ محمد احمد بن عقیلۃ اعلی المسلمات تالیف حافظ محمد مرتضی الزبیدی، مسلسلات تالیف الامرا بکرای عبداللہ محمد بن احمد، الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین تالیف شاہ ولی اللہ تقریباً چالیس تصانیف اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔

اس حدیث کو مسلسل بقراءۃ سورت الصف کہا جاتا ہے جس کی طرف یہاں امام ترمذی نے پھر بھی اشارہ کیا گیا ہے آج تک محدثین یہ اپنے شاگردوں کو سناتے ہیں (بندے کو بھی حدیث بالا میں مسلسل بقرأۃ سورت الصّف یہ سعادت حاصل ہے حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری اور استاد محترم مولانا تقی عثمانی دامت برکاتم کے واسطہ سے ”قال صاحب المناهل اسلسلة قال ابن الطيب الحديث صحيح متصل الاسناد والتسملسل ور جال اسانيده نقات بل قال بعض الحفاظ هو اصيح حديث وفتح لنا مسلسلا واضح مسلسل بروى فى الدنيا“

تخریج حدیث:

٣٤٤٤ - أخرجه الدارمي: كتاب الجهاد: باب: الجهاد في سبيل الله أفضل العمل، وأحمد (٤٥٢/٥).

(١) تفسير ابن كثير بحواله مسند احمد (٢) سورت الكهف آيت: ٢٣، ٢٤ (٣) معارف القرآن للفتح شفيع: ٤٢٥/٨ (٤) انوارالبيان: ٣٩٦/٥

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

یہ باب ہے سورۂ جمعہ کی تفسیر کے بیان میں (ص١٦٧، س٧)

٣٤٤٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنِيْ ثَوْرُ بْنُ زَيْدِ الدَّيْلِيُّ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَتَلَاهَا فَلَمَّا بَلَغَ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِنَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُ قَالَ

وَسَلْمَانُ فِيْنَا قَالَ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَا وَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ هُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُو الْغَيْثِ اِسْمُهٗ سَالِمٌ مَوْلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ وَثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَدَنِیٌّ وَثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ شَامِیٌّ. (ص١٦٧، س٨)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاوت کی۔ جب اس آیت پر پہنچے ''وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ...... الآية'' (اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔ الجمعہ آیت ۳) تو ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جو اب تک ہم میں شامل نہیں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھا اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا (ستارہ) میں بھی ہوتا تو ان میں سے چند لوگ اسے حاصل کر لیتے۔ یہ حدیث غریب ہے اور عبداللہ بن جعفر، علی بن مدینی کے والد ہیں۔ یحییٰ بن معین انہیں ضعیف کہتے ہیں۔ یہ حدیث اور سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور ابوغیث کا نام سالم ہے وہ عبداللہ بن مطیع کے مولی ہیں۔ ثور بن زید مدنی اور ثور بن یزید کا تعلق شام سے ہے۔''

٣٤٤٦ - (ص١٦٧، س١٢) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا هُشَيْمٌ نَا حُصَيْنٌ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا اِذْ قَدِمَتْ عِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فَابْتَدَرَهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَنِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک مدینہ کا قافلہ آیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی تھے اور یہ آیت نازل ہوئی ''وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَنِ ...... الآية'' (اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشہ، متفرق ہو جائیں اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا۔ تو کہہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور اللہ تعالیٰ بہتر روزی دینے والا ہے۔ الجمعہ آیت ۱۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٤٤٧ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا هُشَيْمٌ نَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۶۷، س۱۵)

تَرجَمَہ: ”ہم سے روایت کی احمد بن منیع نے انہوں نے ہشیم سے وہ حصین سے وہ سالم بن ابی جعد سے وہ جابر سے اور وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح

سورت جمعہ مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اور اس میں ۱۱ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۸۰ جب کہ حروف کی تعداد ۷۴۸ ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ...... حِيْنَ اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ: (ص۱۶۷، س۸)

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا: (ص۱۶۷، س۱۰) علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے عجمی دین کے کام کرنے والے مراد ہیں اس میں عجمی قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں فقہاء محدثین اور احباب صحاح ستہ مصنفین داخل ہیں۔ (۱)

اس حدیث میں اہل عجم کے لیے بڑی فضیلت ہے۔ (۲)

علامہ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں (۳) کیونکہ آپ فارس کے رہنے والے تھے۔

سُؤال: بعض حضرات کہتے ہیں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کابل کے رہنے والے تھے کابل تو ہندوستان کا علاقہ ہے نہ کہ فارس کا اور حدیث میں فارس کا لفظ آیا ہے۔

جَواب: ① آپ رحمۃ اللہ علیہ فارس کے رہنے والے تھے کابل کے نہیں۔

جَواب: ② کابل کے بعض علاقے فارس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں جیسے ہرات وغیرہ اس وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کابل کا رہنے والا کہتے ہیں۔ (۴)

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ...... يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا اِذْ قَدِمَتْ عِيْرُ الْمَدِيْنَةِ: (ص۱۶۷، س۱۲)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جمعہ کا خطبہ جمعہ کی نماز کے بعد دیا کرتے تھے (جیسے کہ اب بھی عیدین میں ہوتا ہے)۔ (۵)

قَدِمَتْ عِيْرُ الْمَدِيْنَةِ: (ص۱۶۷، س۱۳) یہ تجارتی قافلہ دحیہ بن خلف کلبی کا تھا جو ملک شام سے آیا تھا یہ اکثر ضروریات کا سامان لے کر آیا کرتا تھا جب مدینہ منورہ کے لوگوں کو اس کی اطلاع ملتی تھی تو سب مرد عورت اس سے اپنی ضروریات کا سامان خریدتے تھے اس واقعہ کے وقت دحیہ بن خلف مسلمان نہیں ہوتے تھے بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

﴿ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ﴾ (۶) ”اور جب کوئی سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آ جائے۔“ حضرت حسن بصری اور ابو مالک رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مدینہ منورہ میں سامان کی سخت گرانی تھی۔ (۷)

مراسیل ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے وہ صحابہ جو مسجد سے نکل گئے تھے انہوں نے یہ خیال کیا تھا کہ نماز تو ہو چکی خطبہ نماز کا جزء نہیں نصیحتیں آپ ﷺ کی ہم سنتے ہی رہتے ہیں یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی۔

حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً: (ص۱۶۷، س۱۴) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم سب کے سب چلے جاتے تو مدینہ کی ساری وادی عذاب کی آگ سے بھر جاتی۔ (۸)

تخریج حدیث:

۳۴۴۵ - سیأتي تخریجه من (۳۹۳۳).

۳۴۴۶ - أخرجه البخاري: کتاب الجمعة: باب: إذا نفر الناس عن الإمام من صلاة الجمعة فصلاة الإمام ومن بقي جائزة، حدیث (۹۳۶) من طریق سالم بن أبي الجعد عن جابر به وأطرافه من (۲۰۵۸، ۲۰۶۴، ۴۸۹۹)، ومسلم کتاب الجمعة: باب: مع قوله تعالىٰ: ﴿واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا الیها وترکوك قائما﴾، حدیث (۳۸/۸۶۳)، وأحمد (۳/۳۱۳، ۳۷۰)، عبد بن حمید ص (۳۳۵)، حدیث (۱۱۱۰)، (۱۱۱۱)، وابن خزیمة (۳/۱۶۱، ۱۶۲)، حدیث (۱۸۲۳) عن سالم بن الجعد وأبي سفیان عن جابر به.

۳۴۴۷ -

(۱) فیض الباري: ۴/۲۴۵ (۲) تفسیر مظهری (۳) تبض الصحیفة: ۲۱ (۴) نوٹ: سورت فتح ﴿وان بتوالو بیتدل قوما غیرکم﴾ میں محدثین اهل فارس کی اجمالی فهرست بیان کی گئی هے۔ (۵) تفسیر ابن کثیر (۶) سورت جمعه آیت: ۱۱ (۷) تفسیر مظهری (۸) ابن کثیر، معالم التزیل: ۴/۳۴۵

سُوْرَةُ الْمُنَافِقِیْنَ

یہ باب ہے سورۂ منافقین کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۶۷، س۱۶)

۳۴۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فَالْكُنْتُ مَعَ عَمِّىْ فَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَىِّ ابْنَ سَلُوْلٍ يَقُوْلُ لِاَصْحَابِهٖ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّىْ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عَمِّىْ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَىِّ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَكَذَّبَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَقَهٗ فَاَصَابَنِىْ شَىْءٌ لَمْ يُصِبْنِىْ شَىْءٌ قَطُّ مِثْلُهٗ لَمْ يُصِبْنِىْ فَجَلَسْتُ فِى الْبَيْتِ فَقَالَ عَمِّىْ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا اَنْ كَذَّبَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ فَبَعَثَ اِلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَقَدْ صَدَّقَكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۶۷، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا کہ عبداللہ بن ابی سلول کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں ان پر خرچ مت کرو۔ یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہٹ جائیں۔ اور اگر ہم مدینہ واپس آئے تو عزت دار لوگ ذلیل لوگوں (یعنی صحابہ ومہاجرین) کو نکال دیں گے۔ میں نے اس بات کا ذکر اپنے چچا سے کیا اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچا دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوا کر پوچھا۔ میں نے پوری بات بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا۔ انہوں نے آکر قسم کھائی کہ ہم نے یہ بات نہیں کی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھٹلایا اور ان کو سچا تسلیم کر لیا۔ حضرت زید فرماتے ہیں مجھے اس کا اتنا دکھ ہوا کہ کبھی زندگی میں اتنا دکھ نہیں ہوا۔ میں گھر میں بیٹھ گیا تو چچا کہنے لگے کہ تم یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جھٹلا دیں اور تجھ سے خفا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی ''اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ ...... الخ'' (جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں، تو رسول ہے اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔ المنافقون آیت:۱) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور یہ سورت پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۴۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْاَزْدِيِّ نَا زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعَنَا اُنَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ وَكَانَ الْاَعْرَابُ يَسْبِقُوْنَا اِلَيْهِ فَسَبَقَ اَعْرَابِيٌّ اَصْحَابَهٗ فَيَسْبِقُ الْاَعْرَابِيُّ فَيَمْلَاُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهٗ حِجَارَةً وَيَجْعَلُ النِّطْعَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَجِيْءَ اَصْحَابُهٗ قَالَ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَعْرَابِيًّا فَاَرْخٰى زِمَامَ نَاقَتِهٖ لِتَشْرَبَ فَاَبٰى اَنْ يَّدَعَهٗ فَانْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَآءِ فَرَفَعَ الْاَعْرَابِيُّ خَشَبَةً فَضَرَبَ بِهَا رَاْسَ الْاَنْصَارِيِّ فَشَجَّهٗ فَاَتٰى عَبْدَاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ رَاْسَ الْمُنَافِقِيْنَ فَاَخْبَرَهٗ كَانَ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَغَضِبَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ ثُمَّ قَالَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ يَعْنِى الْاَعْرَابَ وَكَانُوْا يَحْضُرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا انْفَضُّوْا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَاْتُوْا مُحَمَّدًا بِالطَّعَامِ فَلْيَاْكُلْ هُوَ وَمَنْ عِنْدَهٗ ثُمَّ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْكُمُ الْاَذَلَّ قَالَ زَيْدٌ وَاَنَا رِدْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَاَخْبَرْتُ عَمِّىْ فَانْطَلَقَ فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَفَ وَجَحَدَ قَالَ فَصَدَّقَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِىْ قَالَ فَجَاءَ عَمِّىْ اِلَىَّ فَقَالَ مَا اَرَدْتَ اِلٰى اَنْ مَقَتَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَالَ فَوَقَعَ عَلَىَّ مِنَ الْهَمِّ مَالَمْ يَقَعْ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَاسِي مِنَ الْهَمِّ اِذْ اَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَكَ اُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي اَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَحِقَنِي فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَا قَالَ لِي شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُ عَرَكَ اُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي فَقَالَ اَبْشِرْ ثُمَّ لَحِقَنِي عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِي لِاَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُوْرَةَ الْمُنَافِقِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ (ص ۱٦۷، س ۲۲)

ترجمہ: ''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے گئے، ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی بھی تھے۔ ہم لوگ تیزی سے پانی کی طرف دوڑے۔ دیہاتی ہم سے پہلے وہاں پہنچ گئے اور ایک دیہاتی نے پہنچ کر حوض بھرا اور اس کے گرد پتھر لگا کر اس پر چمڑا ڈال دیا۔ (تا کہ اور کوئی پانی نہ لے سکے) صرف اس کے ساتھی ہی وہاں آئیں۔ ایک انصاری اس کے پاس گیا اور اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کر دی تا کہ وہ پانی پی لے۔ لیکن دیہاتی نے انکار کر دیا۔ اس پر انصاری نے پانی کی روک ہٹا دی (تا کہ پانی بہہ جائے) اس دیہاتی نے ایک لکڑی اٹھائی اور انصاری کے سر پر مار دی جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کے پاس آیا۔ یہ قصہ سن کر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے پاس سے چلے جائیں۔ یعنی دیہاتی لوگ۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانے کے وقت حاضر ہوا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کھانا اس وقت لے کر جایا کرو جب یہ لوگ جا چکیں تا کہ صرف وہ اور ان کے ساتھی ہی کھا سکیں۔ پھر کہنے لگا کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو وہاں کے عزت دار لوگوں کو چاہئے کہ ذلیل لوگوں (یعنی اعراب) کو وہاں سے نکال دیں حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے عبداللہ کی بات سنی اور پھر اپنے چچا کو بتا دی۔ چچا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلوایا تو اس نے آ کر قسم کھائی اور اس بات کا انکار کر دیا کہ اس نے یہ نہیں کہا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سچا سمجھ کر مجھے جھٹلا دیا۔ پھر میرے چچا میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ناراض ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان تمہیں جھٹلا دیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے اس کا اتنا دکھ ہوا کہ کسی اور کو نہ رہا ہوگا۔ پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سر جھکائے چل رہا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان کھینچ کر میرے سامنے ہنسنے لگے۔ مجھے اگر دنیا میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری بھی ملتی تو بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا جتنا اس وقت ہوا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا کہا؟ میں نے کہا: کچھ فرمایا تو نہیں بس میرا کان ملا اور ہنسنے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو۔ پھر حضرت عمر

ﷺ مجھ سے ملے۔ انہوں نے اسی طرح پوچھا اور میں نے بھی وہی جواب دیا۔ چنانچہ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سورۂ منافقون پڑھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۴۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ قَالَ اَنبأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبِ الْقُرَظِيَّ مُنْذُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ لَئِنْ رَجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَحَلَفَ مَا قَالَهٗ فَلَا مَنِيْ قَوْمِيْ فَقَالُوْا مَا اَرَدْتَّ اِلٰى هٰذِهٖ فَاَتَيْتُ الْبَيْتَ وَنِمْتُ كَئِيْبًا حَزِيْنًا فَاَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۶۷، س۲۳)

ترجمہ: ''حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن کعب قرظی سے چالیس سال پہلے زید بن ارقم کے حوالے سے یہ حدیث سنی کہ عبداللہ بن ابی نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کہا کہ جب ہم مدینہ جائیں گے تو وہاں کے عزت دار لوگ ذلیل لوگوں کو باہر کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات بتائی تو عبداللہ بن ابی نے قسم کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کی۔ اس پر میری قوم کے لوگ مجھے ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اس جھوٹ بولنے سے تمہارا کیا مقصد تھا؟ میں گھر آیا اور غمگین وحزین ہوکر سوگیا۔ پھر آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے یا میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری بات کی تصدیق کی ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ''هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا ...... الآية'' (وہی ہیں جو کہتے ہیں مت خرچ کروان پر، جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے یہاں تک کہ متفرق ہوجائیں۔ المنافقون آیت: ۷) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۴۵۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ يَرَوْنَ اَنَّهَا غَزْوَةُ بَنِيْ مُصْطَلِقٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالُوْا رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَسَعَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلٍ فَقَالَ اَوْ قَدْ فَعَلُوْهَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو فَقَالَ لَهٗ ابْنُهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا تَنْقَلِبُ حَتّٰى تُقِرَّاَنَّكَ الذَّلِيْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْعَزِيزُ فَفَعَلَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ص۱٦٨، س۲)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔ سفیان کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غزوہ بنی مصطلق کا واقعہ ہے۔ اس میں ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھتکار دیا۔ اس پر مہاجر کہنے لگے اے مہاجر و انصاری انصار کو پکارنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو فرمایا کیا بات ہے یہ جاہلیت کی پکار کی کیا وجہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھتکار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کی (اس عادت) کو چھوڑ دو یہ بری چیز ہے۔ یہ بات عبداللہ بن ابی نے سنی تو کہنے لگا کہ ان لوگوں نے اس طرح کیا ہے؟ جب ہم مدینہ جائیں گے تو وہاں کے معززین، ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اتار دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانے دو، ورنہ لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ اس پر عبداللہ بن ابی کے بیٹے نے اپنے باپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک تم اس بات کا اقرار نہ کرو کہ تم ذلیل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معزز ہیں۔ پھر اس نے اقرار کیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳٤٥۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَنَا اَبُوْ جَنَابٍ الْكَلْبِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يُبَلِّغُهُ حَجَّ بَيْتِ رَبِّهِ اَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ فِيْهِ زَكٰوةٌ فَلَمْ يَفْعَلْ يَسْاَلِ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اتَّقِ اللّٰهَ فَاِنَّمَا يَسْاَلُ الرَّجْعَةَ الْكُفَّارُ فَقَالَ سَاَتْلُوْ عَلَيْكَ قُرْاٰنًا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ يَاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلُ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ اِلٰى قَوْلِهِ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا يُوْجِبُ الزَّكٰوةَ قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَالُ مِائَتَيْنِ فَصَاعِدًا قَالَ فَمَا يُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ وَالْبَعِيْرُ. (ص۱٦٨، س۸)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ حج بیت اللہ تعالیٰ کے لئے جا سکے یا اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو لیکن وہ نہ حج کرے اور نہ زکوٰۃ دے تو موت کے وقت اس کی تمنا ہوگی کہ کاش میں واپس دنیا میں چلا جاؤں۔ ایک شخص نے عرض کیا: ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو (دنیا میں) لوٹنے کی تمنا تو کفار کریں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے متعلق تمہارے سامنے قرآن مجید پڑھتا ہوں پھر یہ آیت پڑھی ”يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ ...... الآية“ (اے ایمان والو غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں خسارے میں اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا، اس سے پہلے

کہ آ پہنچے تم میں کسی کو موت۔ تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ تعالیٰ کسی جی کو۔ جب آ پہنچا اس کا وعدہ اور اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ آیت: ۹ تا ۱۱) اس شخص نے پوچھا کہ زکوٰۃ کتنے مال پر واجب ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر دو سو درہم یا اس سے زیادہ ہو۔ پھر اس نے پوچھا کہ حج کب فرض ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زاد راہ اور سواری ہونے پر۔"

۳۴۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ حَيَّةَ عَنِ الضَّحَاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ هٰكَذَا رَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ جَنَابٍ عَنِ الضَّحَّاكِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِالرَّزَّاقِ وَاَبُوْجَنَابِ الْقَصَّابُ اِسْمُهٗ يَحْيَى بْنُ اَبِىْ حَيَّةَ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ فِى الْحَدِيْثِ.

ترجمہ: "ہم سے روایت کی عبد بن حمید نے انہوں نے عبدالرزاق سے وہ ثوری سے وہ یحییٰ بن ابی حیہ سے وہ ضحاک سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کے مثل نقل کرتے ہیں۔ ابن عیینہ اور کئی راوی بھی یہ حدیث ابوخباب سے وہ ضحاک سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح انہی کا قول نقل کرتے ہیں اور عبدالرزاق کی روایت سے یہ زیادہ صحیح ہے اور ابوخباب کا نام یحییٰ ہے وہ حدیث میں قوی نہیں۔"

تشریح

سورت منافقین مدنی ہے۔

وجہ تسمیہ: اور اس میں ۱۱ آیات ہیں دو رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۸۰ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۷۷۶ ہیں۔

واقعہ کا پیش منظر:

یہ واقعہ حضرت قتادہ وعروہ رحمہ اللہ کے بقول شعبان ۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق کے موقعہ پر پیش آیا اور محمد بن اسحاق کے بقول شعبان ۶ھ ہوا۔ (۱)

جب آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ بنی المصطلق کے سردار حارث بن ضرار مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے بھی مسلمانوں کو تیاری کا حکم فرما دیا اس جنگ میں منافقین کی ایک بڑی تعداد بھی آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہوئی اس طمع کے ساتھ کہ مال غنیمت سے حصہ ملے گا جب آپ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ بنی المصطلق کے مقام پر پہنچے وہاں پر ایک کنواں یا چشمہ تھا جس کا نام "مُرَیْسِع" تھا اس وجہ سے اس غزوہ کو غزوہ مریسع بھی کہا جاتا ہے کفار

سے مقابلہ ہوا آخر میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور حارث بن ضرار کی صاحبزادی حضرت جویریہ آپ ﷺ کے عقد میں بھی آئیں اور بعد میں حارث بن ضرار خود بھی مسلمان ہو گئے۔

اسی غزوہ کے آخر میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اپنی قوم کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکایا کہ یہ مسلمان لوگ تمہاری روٹیوں پر پلنے والے ہیں ان کو مدینہ سے ابھی نکال اور آگے چل کر تمہارا جینا حرام کر دیں گے یہ بات صرف زید بن ارقم علیہ السلام نے سنی اور آپ ﷺ کو بتائی پھر اسی سلسلہ میں اس سورت کا نزول ہوا اس واقعہ کو امام ترمذی نے تین احادیث میں بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۶۷، س۱۶)

فَالْكُنْتُ مَعَ عَمِّيْ: (ص۱۶۷، س۱۷) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہاں عم سے مراد سعد بن عبادۃ ہیں یہ حضرت زید بن ارقم کے حقیقی چچا تو نہیں تھے ان کے حقیقی چچا ثابت بن قیس تھے حضرت سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اس وجہ سے ان کو چچا کہہ دیا گیا۔[۲]

فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ: (ص۱۶۷، س۲۰) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "حتى جلست فى البيت مخافة اذا رانى الناس ان يقولوا كذبت."

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص۱۶۷، س۳۳)

قَالَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ: (ص۱۶۷، س۳۵) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ روایت صحیح روایت کے خلاف ہے دوسری بات یہ ہے کہ عبداللہ بن سلول وغیرہ غزوہ تبوک میں تو راستہ سے ہی واپس آ گیا تھا اس کے محققین کی رائے یہی ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بنی المصطلق جس کو غزوہ مریسع بھی کہتے ہیں اس لیے یہ واقعہ ہے۔[۳]

فَلَا مَنِيْ قَوْمِيْ: (ص۱۶۷، س۳۵) ایک دوسری روایت میں خلامنی الانصار آتا ہے۔[۴]

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ: (ص۱۶۸، س۲)

فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ: (ص۱۶۸، س۳) مہاجر صحابی کا نام جھجاہ بن قیس اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہم کو زخم آیا تھا ان کا نام سنسان بن ویرہ جہنی انصاری تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۶۷، س۲۲)

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ﴾[۵] "اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔" یہاں پر مخلصین مومنین کا ذکر ہے کہ تم ایسے نہ ہو جانا جیسے کہ منافقین ہو گئے تھے کہ مال اور اولاد کی محبت میں اللہ تعالیٰ سے غافل ہو گئے اس کا یہ مطلب نہیں ہے مال اور اولاد سے تعلق نہ رکھا جائے ممانعت ایسے تعلق کی ہے کہ جس سے آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور یاد سے غافل ہو جائے۔

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ:

ذکر اللہ تعالیٰ سے کیا مراد ہے:

بعض مفسرین نے فرمایا یہاں پر پانچ وقت کی نمازیں مراد ہیں بعض نے حج اور زکوۃ اور بعض نے قرآن مجید اور حضرت حسن بصری نے یہاں ذکر سے مراد تمام طاعات اور عبادات فرمایا ہے یہی آخری قول زیادہ جامع ہے۔(۶)

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ: (ص۱۶۸، س۱۱) موت سے مراد اثار موت ہے مطلب یہ کہ جب موت کے اثار ظاہر ہونے لگتے ہیں تو یہ تمنا کرتا ہے کاش مجھ کو کچھ مہلت مل جائے تا کہ میں اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیتا۔(۷)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۶۸، س۱۲)

هُوَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ: (ص۱۶۸، س۱۵) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ جو روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت میں انقطاع بھی ہے۔(۸)

تخریج حدیث:

٣٤٤٨ ـ أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: قوله: ﴿وإذا جاءك المنافقون قولا نشهد أنك لرسول الله ......﴾ إلى ﴿ ...... لكاذبون﴾، حديث (٤٩٠٠) وأطرافه من (٤٩٠١، ٤٩٠٣)، ومسلم: كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، باب (......)، حديث (٢٧٧٢/١)، وأحمد (٣٧٣/٤)، وعبد بن حميد ص (١١٣)، حديث (٢٦٢).

٣٤٤٩ ـ تفرد به الترمذي انظر التحفة (٢٠٤/٣)، حديث (٣٦٩١) من طريق أبي سعد الأزدي عن زيد بن أرقم، ومن طريق أبي إسحاق عن زيد بن أرقم أخرجه الشيخطان، وقد تقدم تخريجه قريباً.

٣٤٥٠ ـ أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: قوله ﴿ذلك بأنهم آمنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون﴾، حديث (٤٩٠٢)، وأحمد (٣٦٨/٤، ٣٧٠)، وعبدالله بن أحمد في الزوائد (٣٧٠/٤).

٣٤٥١ ـ أخرجه البخاري: كتاب المناقب: باب: ما ينهى من دعوى الجاهلية، حديث (٣٥١٨) وطرفه من (٤٩٠٥، ٤٩٠٧)، ومسلم: كتاب البط والصلرة والآداب: باب: نصر الأخ ظالماً أو مظلوما، حديث (٢٥٨٤/٦٣)، وأحمد (٣٩٢/٣، ٣٣٨، ٣٨٥)، والحميدي (٥١٩/٢، ٥٢٠)، حديث (١٢٣٩).

٣٤٥٢ ـ أخرجه عبد بن حميد ص (٢٣١)، حديث (٦٩٣).

٣٤٥٣ ـ

(۱) تفسير مظهرى (۲) فتح البارى، حاشية كوكب الدرى: ٣٠٣/٤ (۳) حاشية كوكب الدرى: ٣٠٣/٤ (٤) بخارى شريف (٥) سورت منافقين آيت: ٩ (٦) قرطبى (٧) معارف القرآن: ٤٥٩/٨ (٨) تفسير ابن كثير

وَمِنْ سُوْرَةِ التَّغَابُنِ

یہ باب ہے سورۃ التغابن کی تفسیر کے بیان میں (ص۱٦٨، س۱۵)

٣٤٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ نَا اِسْرَائِيْلُ نَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وِسَالَهُ رَجُلٌ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ قَالَ هٰؤُلَاءِ رِجَالٌ اَسْلَمُوْا مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ وَاَرَادُوْا اَنْ يَّاْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبٰى اَزْوَاجُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اَنْ يَّدْعُوْهُمْ اَنْ يَاْتُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَوْا النَّاسَ قَدْ فَقِهُوْا فِى الدِّيْنِ هَمُّوْا اَنْ يُعَاقِبُوْهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمُ الْاٰيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱٦٨، س۱۵)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے اس آیت: ''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ ...... الآية'' (اے ایمان والو بے شک تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ التغابن: آیت ۱۴) کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مکہ میں اسلام لائے تھے اور چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں لیکن انہیں ان کی بیویوں اور اولاد نے روک دیا۔ چنانچہ وہ لوگ مدینہ آئے تو دیکھا کہ لوگ دین کو کافی سمجھنے لگے ہیں تو انہوں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سزا دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ ان سے ہوشیار رہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

سورت تغابن اکثر مفسرین کے نزدیک مدنی ہے مگر بعض مفسرین کے نزدیک مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: مگر ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ مِنۡ أَزۡوَٰجِكُمۡ وَأَوۡلَٰدِكُمۡ ﴾[1] ''اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں۔'' سے تین آیات کو مدنی کہتے ہیں۔

اس میں ۱۸ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔ اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۴۱ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۰۱۷ ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: (ص۱٦٨، س۱۵)

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ مِنۡ أَزۡوَٰجِكُمۡ وَأَوۡلَٰدِكُمۡ ﴾[2] (ص۱٦٨، س۱٦)

شان نزول: بعض مفسرین نے اس آیت کا نزول ان مسلمانوں کے بارے میں فرمایا ہے جب بھی وہ مکہ سے مدینہ منورہ کی

طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کرتے تو ان کے اہل عیال ان کو روک لیتے تھے مگر حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عوف بن مالک اشجعی کے بارے میں نازل ہوئی کہ اگرچہ ان کے اہل عیال مدینہ میں تھے مگر جب کسی غزوہ یا جہاد میں جانے کا موقع ہوتا تو ان کے بچے روک لیتے تھے۔ (۳)

مفسرین فرماتے ہیں یہ دونوں ہی واقعہ کے نزول کا سبب ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرض خواہ ہجرت ہو یا جہاد جو بیوی اور اولاد اس کے لیے رکاوٹ بنے وہ ان کے دشمن ہیں۔ (٤)

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ: (ص١٦٨، س١٦) قرآن مجید نے ان اولاد اور ازواج کی مذمت کی ہے جو خیر سے روکتے ہیں اور جو خیر کی دعوت دیتے ہوں اور اس پر جلاتے ہو تو اس میں داخل نہیں ہوں گے کیونکہ قرآن مجید میں مطلق یہ نہیں کہا کہ سب ہی اولاد اور ازواج دشمن ہیں۔ (٥)

تخریج حدیث:

٣٤٥٤- تفرد به الترمذي كما في التحفة (١٤١/٥، ١٤٢)، حديث (١٦٢٣) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه جرير في تفسيره (١١٧/١٢)، برقم (٣٤١٩٨).

(١) سورت التغابن آیت: ١٤ (٢) سورت التغابن آیت: ١٤ (٣) ابن کثیر (٤) معارف القرآن: ٤٧٠/٨ (٥) انوار البیان: ٤٣٢/٥

وَمِنْ سُوْرَةِ التَّحْرِيْمِ

یہ باب ہے سورۂ تحریم کی تفسیر کے بیان میں

٣٤٥٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ ثَوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا حَتّٰى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهٗ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا فَقَالَ لِىْ وَعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَرِهَ وَاللّٰهِ مَا سَاَلَهٗ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ فَقَالَ لِىْ هِىَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ قَالَ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنِىْ الْحَدِيْثَ فَقَالَ كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآءُ نَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَآءِ هِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَاَتِىْ فَاِذَا هِىَ تُرَاجِعُنِىْ فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِىْ فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ مِنْ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَتَهْجُرُهٗ اِحْدَاهُنَّ

الْيَوْمَ اِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَتْ قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِيْ بِالْعَوَالِيْ فِيْ بَنِيْ اُمَيَّةَ وَكَانَ لِيْ جَارٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَيَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْوَحْيِ وَغَيْرِهٖ وَاَنْزِلُ يَوْمًا فَاٰتِيْهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ فَكُنَّا نُحَدِّثُ اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوَنَا قَالَ فَجَآءَ نِيْ يَوْمًا عِشَآءً فَضَرَبَ عَلَى الْبَابِ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ اَجَاءَ تْ غَسَّانُ قَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهٗ قَالَ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ اَظُنُّ هٰذَا كَائِنًا قَالَ فَلَمَّا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُّ عَلَىَّ ثِيَابِيْ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ اَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا اَدْرِيْ هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِيْ هٰذِهِ الْمَشْرُبَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَاَتَيْتُ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقُلْتُ اِسْتَاذِنْ لِعُمَرَ قَالَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيَّ قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَانْطَلَقْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا حَوْلَ الْمِنْبَرِ نَفَرٌ يَبْكُوْنَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَاَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اِسْتَاذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيَّ قَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَانْطَلَقْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ اَيْضًا فَجَلَسْتُ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَاَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَاذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا قَالَ فَوَلَّيْتُ مُنْطَلِقًا فَاِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ فَقَالَ اُدْخُلْ فَقَدْ اُذِنَ لَكَ قَالَ فَدَخَلْتُ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ عَلٰى رَمْلٍ حَصِيْرٍ فَرَاَيْتُ اَثَرَهٗ فِيْ جَنْبَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَطَلَّقْتَ نِسَآءَ كَ قَالَ لَا قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَوْ رَاَيْتَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكُنَّا مَعْشَرُ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَاءِ هِمْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَاَتِيْ فَاِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِيْ فَاَنْكَرْتُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ فَوَا اللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُرَاجِعْنَهٗ وَتَهْجُرُهٗ اِحْدَا هُنَّ الْيَوْمَ اِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ اَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَتَهْجُرُهٗ اِحْدَانَا الْيَوْمَ اِلَى اللَّيْلِ قَالَ فَقُلْتُ قَدْ خَابَتْ مَنْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَتْ اَتَاْمَنُ اِحْدَاكُنَّ اَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ لَا تُرَاجِعِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسَالِيْهِ شَيْئًا وَسَلِيْنِيْ مَا بَدَالَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ صَاحِبَتُكِ اَوْ سَمَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَبَسَّمَ اُخْرٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَاْنِسُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَمَا رَاَيْتُ فِي الْبَيْتِ اِلَّا اُهُبَةً ثَلَاثَةً فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُوَسِّعَ عَلٰى اُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلٰى فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَهٗ فَاسْتَوٰى جَالِسًا فَقَالَ

اَفِی شَكٍّ اَنتَ یَا ابنَ الخَطَّابِ اُولٰئِكَ قَومٌ عُجِّلَت لَهُم طَیِّبَاتُهُم فِی الحَیٰوةِ الدُّنیَا قَالَ وَكَانَ اَقسَمَ اَن لَا یَدخُلَ عَلٰی نِسَآئِهٖ شَهرًا فَعَاتَبَهُ اللّٰهُ فِی ذٰلِكَ فَجَعَلَ لَهٗ كَفَّارَةَ الیَمِینِ قَالَ الزُّهرِیُّ فَاَخبَرَنِی عُروَةُ عَن عَائِشَةَ قَالَت فَلَمَّا مَضَت تِسعٌ وَعِشرُونَ دَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بَدَأَبِی فَقَالَ یَا عَآئِشَةُ اِنِّی ذَاكِرٌ لَكِ شَیئًا فَلَا تَعجَلِی حَتّٰی تَستَامِرِی اَبَوَیكِ قَالَت ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الاٰیَةَ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِاَزوَاجِكَ الاٰیَةَ قَالَت عَلِمَ وَاللّٰهِ اَنَّ اَبَوَیَّ لَم یَكُونَا یَامُرَانِی بِفِرَاقِهٖ قَالَت فَقُلتُ اَفِی هٰذَا اَستَامِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّی اُرِیدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَالدَّارَ الاٰخِرَةَ قَالَ مَعمَرٌ فَاَخبَرَنِی اَیُّوبُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَت لَهٗ یَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تُخبِرُ اَزوَاجَكَ اِنِّی اختَرتُكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَعَثَنِی اللّٰهُ مُبَلِّغًا وَلَم یَبعَثنِی مُتَعَنِّتًا هٰذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ غَرِیبٌ وَقَد رُوِیَ مِن غَیرِ وَجهٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۶۸، س۱۹)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے متعلق پوچھوں کہ ازواج مطہرات میں سے کون ہیں جن کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی ''اِن تَتُوبَا اِلَی اللّٰهِ ...... الآیة'' (اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے۔ التحریم آیت:۴) یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا میں ان کے ساتھ ہی تھا۔ پھر میں نے برتن سے ان کو وضو کرانے کے لئے پانی ڈالنا شروع کیا اور اسی دوران سے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ وہ دو بیویاں کون سی ہیں جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تعجب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ تمہیں یہ بھی معلوم نہیں۔ زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ برا لگا لیکن انہوں نے چھپایا نہیں اور فرمایا وہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر قصہ سنانے لگے کہ ہم قریش والے عورتوں کو دبا کر رکھتے تھے۔ جب ہم لوگ مدینہ آئے تو ایسے لوگوں سے ملے جن کی عورتیں ان پر غالب رہتی تھیں۔ اس وجہ سے ہماری عورتیں بھی ان سے عادتیں سیکھنے لگیں۔ میں ایک دن اپنی بیوی کو غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی۔ مجھے یہ بہت ناگوار گزرا۔ وہ کہنے لگی تمہیں کیوں ناگوار گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ازواج مطہرات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہیں دن سے رات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بات کرنا) ترک کر دیتی ہیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ جس نے ایسا کیا وہ تو نقصان میں رہ گئی۔ میں قبیلہ بنو امیہ کے ساتھ عوالی کے مقام پر مقیم تھا۔ میرا ایک انصاری پڑوسی تھا۔ میں اور وہ باری باری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ اور ایک دن میں اور دونوں ایک دوسرے کو وحی غیرہ کے متعلق بتایا کرتے تھے۔ ہم لوگوں میں (ان دنوں) اس بات کا چرچا تھا کہ غسان ہم لوگوں سے جنت کی تیاری کر رہا ہے۔ ایک دن میرا پڑوسی آیا اور رات کے وقت میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نکلا تو کہنے لگا کہ ایک بڑی بات ہوگئی ہے۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ کیا غسان آگیا ہے۔ کہنے لگا اس سے بھی بڑی بات اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو

طلاق دے دی ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا ناکام اور محروم ہوگئی۔ میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ یہ ہونے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز پڑھی اور کپڑے وغیرہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ کہنے لگی مجھے نہیں معلوم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حجرہ کے میں الگ تھلگ ہوکر بیٹھ گئے ہیں، پھر میں ایک کالے لڑکے کے پاس گیا اور اسے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا اور واپس آکر بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں مسجد گیا تو دیکھا کہ منبر کے گرد چند آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان کے قریب بیٹھ گیا لیکن وہی سوچ غالب ہوئی تو وہ دوبارہ اس لڑکے کو اجازت لینے کے لئے بھیجا۔ اس نے واپس آکر وہی جواب دیا۔ میں دوبارہ مسجد کی طرف آگیا لیکن اس مرتبہ اور شدت سے اس فکر کا غلبہ ہوا اور میں پھر لڑکے کے پاس آیا اور اسے اجازت لینے کے لئے بھیجا۔ اس مرتبہ بھی اس نے واپس آکر وہی جواب دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں جانے کے لئے مڑا تو دفعتہً اس لڑکے نے مجھے پکارا اور کہا کہ اندر چلے جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ جس کے نشانات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں جانب واضح تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیکھئے ہم قریش والے عورتوں پر غالب رہتے تھے پھر جب ہم مدینہ آگئے تو ہم ایسی قوم سے ملے جن کی عورتیں ان پر غالب ہوتی ہیں۔ اور ان کی عادتیں ہماری عورتیں بھی سیکھنے لگیں۔ چنانچہ میں ایک مرتبہ اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی تو مجھے بہت برا لگا تو کہنے لگی کہ تمہیں کیوں برا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہیں۔ اور ایسی بھی ہیں جو پورا پورا دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خفا رہتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ پھر میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اور ہم میں سے ایسی بھی ہیں۔ جو دن سے رات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خفا رہتی ہیں۔ میں نے کہا بے شک تم میں سے جس نے ایسا کیا وہ برباد ہوگئی۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض نہ ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مت بولنا، ان سے کوئی چیز مت مانگنا۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے مانگ لیا کرو اور اس خیال میں مت رہو کہ تمہاری سوکن تم سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے۔ (یعنی اس کی برابری نہ کر) اس مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا

میں بیٹھا رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''ہاں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو گھر میں تین کھانوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ آپ ﷺ کی امت پر کشادگی (وسعت رزق) کرے اس نے فارس اور روم کو اس کی عبادت نہ کرنے کے باوجود خوب مال دیا ہے۔ اس مرتبہ نبی اکرم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے ابن خطاب کیا تم ابھی تک شک میں ہو، وہ لوگ تو ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عتاب کیا اور آپ ﷺ کو قسم کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بتایا کہ جب انتیس دن گزرے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا میں تمہارے سامنے ایک بات کا ذکر کرتا ہوں تم جواب دینے میں جلدی نہ کرنا اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ ...... الآیة'' (یعنی اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع (مال) دے کر بخوبی رخصت کر دوں اور اگر اللہ، اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے نیک کرداروں کے لئے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ ﷺ اچھی طرح جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑنے کا حکم نہیں دیں گے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ اس میں والدین سے مشورہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور آخرت کو ترجیح دیتی ہوں۔ معمر کہتے ہیں کہ مجھے ایوب نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! دوسری بیویوں کو نہ بتایئے گا کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے نہ کہ مشقت میں ڈالنے کے لئے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور کئی سندوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔''

تشریح

سورت تحریم مدنی ہے اور اس میں ۱۲ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۴۹ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۰۶۰ ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ ...... (ص۱۶۸، س۲۰) یَقُوْلُ لَمْ اَزَلْ حَرِیْصًا: (ص۱۶۸، س۱۷)

شان نزول: سورت تحریم کی ابتدائی آیات کا شان نزول یہ ہے کہ آپ ﷺ عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سب ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے ایک دن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس جب تشریف لے

گئے تو انہوں نے شہد پیش کیا آپ ﷺ نے نوش فرما لیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو دیکھ لیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ہم میں سے جس کے بھی پاس آپ ﷺ تشریف لائیں گے تو ہم یہ کہیں گے کہ آپ ﷺ نے (مغافیر) گوند کھایا ہے آپ ﷺ کو بدبو سے نفرت تھی اور مغافیر میں بدبو آتی ہے جب آپ ان میں سے کسی ایک کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے وہی بات کہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو زینب کے گھر میں شہد پیا تھا مغافیر (گوند) تو نہیں کھائی میں نے قسم کھالی ہے کہ اب شہد نہیں پیوں گا اس پر سورت تحریم کی ابتدائی آیات کا نزول ہوا۔ [1] (بعض نے دوسرا شان نزول بھی ذکر کیا ہے۔)

تخریج حدیث:

۳۴۵۵ - تقدم تخریجه انظر الحدیث (۲۴٦۱).

(۱) بخاری شریف: ۷۲۹/۲

وَمِنْ سُوْرَةِ نٓ وَالْقَلَمِ

یہ باب ہے سورۂ قلم کی تفسیر کے بیان میں

۳٤٥٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى نَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيْتُ عَطَآءَ ابْنَ اَبِیْ رَبَاحٍ فَقُلْتُ لَهٗ يَابَا مُحَمَّدٍ اِنَّ اُنَاسًا عِنْدَنَا يَقُوْلُوْنَ فِی الْقَدَرِ فَقَالَ عَطَآءٌ لَقِيْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَقَالَ ثِنِیْ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهٗ اُكْتُبْ فَجَرٰی بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ وَفِی الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَفِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱٦۹، س۱۳)

ترجمہ: ''عبدالواحد سلیم کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو عطاء بن ابی رباح سے ملاقات کی تو عرض کیا: اے ابو محمد ہمارے ہاں کچھ لوگ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میری ایک مرتبہ ولید بن عبادہ بن صامت سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ لکھو۔ اس نے ہمیشہ ہمیشہ ہونے والی ہر چیز لکھ دی اور اس حدیث میں ایک قصہ بھی ہے۔ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔''

تشریح

سورت قلم مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: اوراس میں ۵۲ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔
اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۰۲ جب کہ حروف کی تعداد ۱۲۵۶ ہیں۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى: (ص۱۶۹، س۱۳)

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ: (ص۱۶۹، س۱۵) اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔

سُؤال: بعض دوسری روایات میں سب سے پہلی قلم کے علاوہ دوسری بعض مخلوق کے پیدا کرنے کا ذکر ہے۔

جَواب: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح یا نور محمدی کو پیدا فرمایا گیا یہ اول حقیقی ہے باقی چیزوں کو جو اول کہا گیا ہے وہ اولیت اضافی کے طور سے کہا گیا ہے۔ (۱)

كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ: (ص۱۶۹، س۱۵) ابد نام ہے غیر متناہی، کا مکتوب تو محدود ہے اور غیر متناہی غیر محدود تو یہ قلم نے غیر متناہی کو کیسے لکھا۔

جَواب: ابد سے مراد غیر متناہی نہیں ہے بلکہ مدت طویلہ مراد ہے جیسے کہ دوسری روایت میں آتا ہے "ان یوم القیامۃ" ایک اور روایت میں آتا ہے تقوم الساعۃ۔ (۲)

یہی بات علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں قلم کا لکھنا یہ قیامت تک کے حالات مراد ہے جو کہ متناہی ہیں۔ (۳)

وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ: (ص۱۶۹، س۱۵) یہ قصہ امام ترمذی نے ابواب القدر میں ذکر کیا ہے۔

تخریج حدیث:

۳۴۵۶ - تقدم تخريجه انظر الحديث (۲۱۵۵).

(۱) مرقاۃ: ۱/۱۶۷ (۲) درمنشور (۳) فیض الباری: ۴/۴۳۶

وَمِنْ سُوْرَةِ الْحَاقَّةِ
یہ باب ہے سورۂ حاقہ کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ قَيْسٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَيْرَةَ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ زَعَمَ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا فِى الْبَطْحَآءِ فِىْ عِصَابَةٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْهِمْ اِذْ مَرَّتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرُوْا اِلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا اسْمُ هٰذِهٖ قَالُوْا نَعَمْ هٰذَا السَّحَابُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُزْنُ قَالُوْا وَالْمُزْنُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَنَانُ قَالُوْا وَالْعَنَانُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ مَا نَدْرِیْ قَالَ فَاِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا اِمَّا وَاحِدَةٌ وَاِمَّا اثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُوْنَ سَنَةً وَالسَّمَآءُ الَّتِیْ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰی عَدَدَهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ فَوْقَ السَّمَآءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَی السَّمَآءِ وَفَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْ عَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَرُكَبِهِنَّ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَآءٍ اِلٰی سَمَآءٍ ثُمَّ فَوْقَ ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَی السَّمَآءِ وَاللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ يَحْيٰی بْنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ اَلَا يُرِيْدُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ اَنْ يُّحَجَّ حَتّٰی يَسْمَعَ مِنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوَی الْوَلِيْدُ بْنُ اَبِیْ ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ نَحْوَهٗ وَرَفَعَهٗ وَرَوٰی شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَاَوْقَفَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِیُّ حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ مُوْسٰی نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ الرَّازِیُّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارٰی عَلٰی بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ يَقُوْلُ كَسَانِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(ص١٦٩، س١٦)

ترجمہ: ''حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بطحاء کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدلی گزری لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا ''جی ہاں'' یہ بادل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ''مزن'' بھی۔ عرض کیا جی ہاں ''مزن'' بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ''عنان'' بھی۔ عرض کیا جی ہاں ''عنان'' بھی پھر پوچھا کہ کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ آسمان وزمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ عرض کیا نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نہیں جانتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں میں اکہتر، بہتر (۷۲) یا تہتر (۷۳) برس کا فرق ہے۔ پھر اس سے اوپر کا آسمان بھی اتنا ہی دور ہے اور اسی طرح ساتوں آسمان گنوائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساتوں آسمان پر ایک سمندر ہے اس کے نچلے اور اوپر کے کناروں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا۔ اس کے اوپر آٹھ فرشتے ہیں جو پہاڑی بکروں کی طرح ہیں۔ ان کے کھروں اور ٹخنوں کا درمیانی فاصلہ بھی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا ہے اور ان کی پیٹھ پر عرش ہے اس کے نچلے اور اوپر کے کنارے کے درمیان بھی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کا فاصلہ ہے اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔ عبد بن حمید، یحییٰ بن معین کا قول نقل کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن سعد حج کے لئے کیوں نہیں جاتے تا کہ لوگ ان سے یہ حدیث سن سکیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ولید بن ابی ثور بھی سماک سے اسی کی مانند

حدیث نقل کرتے ہیں، یہ مرفوع ہے۔ شریک بھی سماک سے اس کا کچھ حصہ موقوفا نقل کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سعد رازی ہیں۔ یحییٰ بن موسی، عبدالرحمٰن بن سعد رازی سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بخارا میں ایک شخص کو دیکھا جو خچر پر سوار تھا اور سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے پہنایا ہے۔"

تشریح

سورت حاقہ مکی ہے اور اس میں ۵۱ یا ۵۲ آیات ہیں۔

وجہ تسمیہ: اور دو رکوع ہیں۔

اس میں کلمات کی تعداد ۲۵۶ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۸۰ ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۶۹، س۱۶) اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا فِى الْبَطْحَآءِ: (ص۱۶۹، س۱۷)

شارحین فرماتے ہیں یہ حدیث امام ترمذی ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾﴾ [1] "اور تیرے پروردگار کا عرش اس دن آٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہونگے۔" کے تفسیر میں فرمارہے ہیں۔

جَالِسًا فِى الْبَطْحَآءِ: (ص۱۶۹، س۱۷) الْبَطْحَآءِ پانی بہنے کی جگہ جہاں چھوٹی چھوٹی کنکریاں بھی ہو یہ مکہ معظمہ میں جنت المعلاء کے اوپر کے حصہ کو کہتے ہیں۔

وَالْمُزْنُ: (ص۱۶۹، س۱۹) سحاب اور مزن دونوں ہی سفید بادل کو کہتے ہیں۔

اِمَّا وَاحِدَةٌ وَاِمَّا اثْنَتَانِ اَوْ ثَلَاثٌ: (ص۱۶۹، س۲۰) یہاں پر لفظ او شک راوی کے لیے بھی ہوسکتا ہے اور تنویع کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔ [2]

اس میں زیادہ مشہور روایت پانچ سو سال والی ہے ایک جواب یہ بھی ممکن ہے تیز اور آہستہ چلنے کے اعتبار سے یہ فرق ہو گا۔ [3]

وَاللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ: (ص۱۶۹، س۲۲) اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اس کے بارے میں محققین کی رائے یہ ہے اور اللہ استوی علی العرش ہے بلا کیف وتشبیہ ولا تاویل۔ والا استوی معلوم والکیف مجہول [4]

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى: (ص۱۶۹، س۲۵)

سَعْدِ الرَّازِىُّ اَنَّ اَبَاهُ: (ص۱۶۹، س۲۵) محدثین فرماتے ہیں "السعد الرازی عن ابیہ ان اباہ اخبرہ" زیادہ صحیح ہے یعنی "عن ابیہ" کا لفظ ہونا چاہیے سعد الرازی اور اباہ کے درمیان میں ابوداؤد شریف میں "عن ابیہ" کا لفظ موجود ہے۔

رَاَيْتُ رَجُلًا: (ص۱۶۹، س۲۵) رجلا سے مراد عبداللہ بن خازم ہیں کیونکہ حاکم کی روایت میں اس نام کی تصریح موجود ہیں یہ امیر خرسان تھے۔

۳ھ میں قتل ہوئے تھے۔

عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ: (ص۱۶۹، س۲۵) ایک دوسری روایت میں "عِمَامَةٌ خز سَوْدَآءُ" کا لفظ بھی آتا ہے۔ (۵)

سُؤال: اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کیوں ذکر کیا ہے۔ جب کہ اس حدیث کا اس باب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جواب: اس سے پہلے حدیث میں عبدالرحمٰن بن سعد راوی کا ذکر آیا تھا اس راوی کو بتانا چاہیے ہے کہ ان کی فضیلت یہ تھی۔ باقی یہاں پر کوئی آیت کی تفسیر بیان نہیں کی جارہی۔ (۶)

تخریج حدیث:

۳۴۵۷ - أخرجه أبوداود: كتاب السنة: باب: في الجهمية، حديث (۴۷۲۳)، (۴۷۲۴)، (۴۷۲۵)، وابن ماجه المقدمة: باب: فيما انكرته الجهمية، حديث (۱۹۳)، وأحمد (۱/۲۰۶، ۲۰۷)، من طريق الأحنف بن قيس عن العباس بن عبدالمطلب به.

أخرجه أبداود (۴/۴۵): كتاب اللباس: باب: ماجاء في الخز، حديث (۴۰۳۸).

تفرد به الترمذي انظر التحفة (۳/۳۶۰)، حديث (۴۰۵۸) من أصحاب الكتب السنة، وأخرجه ابن جرير في تفسيره (۱۲/۲۲۹)، برقم (۳۴۸۷۱) عن مجاهد.

---

(۱) سورت حاقه آیت: ۱۷ (۲) تحفة الاحوذی: ۱۹۰/۹، حاشية كوكب الدری: ۳۰۹/۴ (۳) حاشية كوكب الدری: ۳۰۹/۴ (۴) استوار علی العرش کی مکمل بحث عقائد الاسلام (مولانا ادریس کاندھلوی) ص ۳۸۰ تا ۳۸۵ میں اور کتاب الاسماء والصفات (للبیهقی) دیکھی جاسکتی ہے۔ (۵) ابوداؤد (۶) تحفة الاحوذی: ۱۹۲/۹

وَمِنْ سُوْرَةِ سَالَ سَائِلَ

یہ باب ہے سورۂ معارج کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۵۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ اَبِی السَّمْحِ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ كَالْمُهْلِ قَالَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ فَاِذَا قَرَّبَهٗ اِلٰى وَجْهِهٖ سَقَطَتْ فَرْوَةُ وَجْهِهٖ فِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ رِشْدِيْنَ. (ص۱۶۹، س۲۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اس آیت "كَالْمُهْلِ" (جس دن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا ہوا۔ المعارج آیت ۸) کی تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مہل سے مراد تیل کی تلچھٹ ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنے منہ کے قریب کرے گا تو اس کے منہ کی کھل اس میں گر جائے گی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف رشدین کی روایت سے جانتے ہیں۔"

تشریح

یہ اس سورت کو سورت معارج کہتے ہیں۔

یہ سورت مکی ہے اور اس میں ۴۴ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔
اس میں کلمات کی تعداد ۲۱۶ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۸۶۱ ہیں۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... (ص۱۶۹، س۲۶) كَالْمُهْلِ قَالَ كَعَكَرِ الزَّيْتِ: (ص۱۶۹، س۲۷)
(یہ حدیث باب "صفة شرار اهل النار" میں گذر چکی ہے۔)

﴿كَالْمُهْلِ﴾ (۱) (ص۱۶۹، س۲۷) "تیل کی تلچھٹ" جمع تیل کی تلچھٹ بعض نے کہا "كذانب الفضة" پگھلی ہوئی چاندی جس کی تفسیر حدیث پاک میں بیان کی جا رہی ہے کہ جب اہل جہنم اس کو پینا چاہے گا تو اس کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (اللهم احفظلنا منه)

تخریج حدیث:
۳۴۵۸۔

(۱) سورت المعارج آیت: ۸

وَمِنْ سُوْرَةِ الْجِنِّ
یہ باب ہے سورۃ الجن کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۵۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ثَنِى اَبُو الْوَلِيْدِنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْجِنِّ وَلَا رَأَهُمْ اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ طَائِفَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ إِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا مَالَكُمْ قَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ فَقَالُوْا مَاحَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الَّذِىْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ قَالَ فَانْطَلَقُوْا يَضْرِبُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَبْتَغُوْنَ مَا هٰذَا الَّذِىْ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَانْصَرَفَ اُولٰٓئِكَ النَّفَرُ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوِ تِهَامَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدًا اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّىْ بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ اسْتَمَعُوْا لَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِىْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ قَالَ فَهُنَا لِكَا رَجَعُوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا يَا قَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِىْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ اُوْحِىَ اِلَىَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ

الْجِنِّ وَاِنَّمَا اُوْحِیَ عَلَیْهِ قَوْلُ الْجِنِّ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَوْلُ الْجِنِّ لِقَوْمِهِمْ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْا عَلَیْهِ لِبَدًا قَالَ لَمَّا رَاَوْهُ یُصَلِّیْ وَاَصْحَابُهٗ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ وَیَسْجُدُوْنَ بِسُجُوْدِهٖ قَالَ تَعَجَّبُوْا مِنْ طَوَاعِیَةِ اَصْحَابِهٖ لَهٗ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۶۹، س۲۸)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جنوں کو دیکھا اور نہ ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عکاظ کے بازار جانے کے لئے نکلے تو شیطانوں اور وحی کے درمیان پردہ حائل کر دیا گیا اور ان پر شعلے برسنے لگے اس پر شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگے ہم سے آسمان کی خبریں روک دی گئی ہیں اور شعلے برسائے جا رہے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ یہ کسی نئے حکم کی وجہ سے ہے لہٰذا تم لوگ مشرق و مغرب میں گھوم پھر کر دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے۔ جس کی وجہ سے ہم سے خبریں روک دی گئی ہیں وہ نکلے تو جو لوگ تہامہ کی طرف جا رہے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نخلہ کے مقام پر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے بازار کی طرف جا رہے تھے کہ اس جگہ فجر کی نماز کی پڑھنے لگے۔ جب جنوں نے قرآن سنا تو کان لگا کر سننے لگے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم یہی چیز ہے جو تم لوگوں تک خبریں پہنچنے سے روک رہی ہے پھر وہ واپس اپنی قوم کی طرف چلے گئے اور کہنے لگے اے قوم ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: ”قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ ......“ (تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے۔ پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سجھاتا ہے نیک راہ۔ سو ہم اس پر یقین لائے اور ہرگز نہ شریک بتلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو۔ الجن ۱،۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے جنوں کا قول ہی نازل کر دیا۔ پھر اسی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ یہ بھی جنوں کا ہی قول تھا ”لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ یَدْعُوْهُ ...... الآیة“ (اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ کا بندہ کہ اس کو پکارے لوگوں کا بندھنے لگتا ہے اس پر ٹھٹھ۔ الجن آیت: ۱۹) فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی پڑھنے لگے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی سجدہ کرتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی رکوع کرتے۔ تو ان لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطاعت پر تعجب ہوا اور اپنی قوم سے کہنے لگے ”لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ یَدْعُوْهُ...... الآیة“ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۴۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی نَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ نَا اِسْرَائِیْلُ نَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْجِنُّ يَصْعَدُوْنَ اِلَى السَّمَآءِ يَسْتَمِعُوْنَ الْوَحْىَ فَاِذَا سَمِعُوْا الْكَلِمَةَ زَادُوْا فِيهَا تِسْعًا فَاَمَّا الْكَلِمَةُ فَتَكُوْنُ حَقًّا وَاَمَّا مَازَادَ فَيَكُوْنُ بَاطِلاً فَلَمَّا بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِعُوْا مَقَاعِدَهُمْ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِاِبْلِيْسَ وَلَمْ تَكُنِ النُّجُوْمُ يُرْمٰى بِهَا قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُمْ اِبْلِيْسُ مَا هٰذَا اِلَّا مِنْ اَمْرٍ قَدْ حَدَثَ فِى الْاَرْضِ فَبَعَثَ جُنُوْدَهٗ فَوَجَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُصَلِّىْ بَيْنَ جَبَلَيْنِ اُرَاهُ قَالَ بِمَكَّةَ فَلَقُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ هٰذَا الْحَدَثُ الَّذِىْ حَدَثَ فِى الْاَرْضِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۰، س۷)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن آسمان کی طرف چڑھا کرتے تھے کہ وحی کی باتیں سن سکیں چنانچہ ایک کلمہ سن کر نو بڑھا دیتے۔ لہٰذا جو بات سنی ہوتی وہ تو سچ ہوجاتی اور جو زیادہ کرتے تو جھوٹی ہو جاتی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ان کی بیٹھک چھن گئی۔ انہوں نے ابلیس سے اس کا تذکرہ کیا۔ اس سے پہلے انہیں تاروں سے بھی نہیں مارا جاتا تھا۔ ابلیس کہنے لگا کہ یہ کسی نئے حادثے کی وجہ سے ہوا ہے جو زمین پر واقع ہوا ہے پھر اس نے اپنے لشکر روانہ کئے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاید مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہوکر قرآن پڑھتے ہوئے پایا۔ چنانچہ واپس آئے اور اس سے ملاقات کر کے بتایا۔ وہ کہنے لگے یہی نیا واقعہ ہے جو زمین پر ہوا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

علامہ قرطبی سے جمہور مفسرین حضرت ابن عباس و عائشہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سب نے ہی اس کے مکی ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے۔

اس میں ۲۸ آیات ہیں اور اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۸۵ جب کہ حروف کی تعداد ۰ ۷ ۳ ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۶۹، س۲۸)

فِىْ طَائِفَةٍ اَصْحَابِهٖ: (ص۱۶۹، س۲۹) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے یہ بازار عقاظ کا واقعہ ہے دوسرے مفسرین نے کہا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے وفات کے بعد طائف تشریف لے گئے وہاں کے سرداروں کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لیے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طائف سے واپسی ہو رہی تھی تو مقام نحلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور آخر شب میں نماز تہجد میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھ رہے تھے تو نصیبین [1] کے جنات کا وفد وہاں پہنچا اس نے قرآن سنا اور ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو جا کر واقعہ سنایا اس پر سورت جن کی ابتدائی آیات کا نزول ہوا تھا۔[2]

علامہ خفاجی فرماتے ہیں جنات کے وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چھ بار حاضر ہوئے مگر اس سورت میں جو جن والا واقعہ

ہے وہ اس سے الگ ہے کیونکہ یہاں پر آپ کو ان کے آنے کی اطلاع قرآن مجید نے دی ہے باقی چھ بار تو وہ خود حاضر خدمت ہوئے تھے یا آپ ﷺ ان کے پاس خود تشریف لے گئے تھے۔ (۳)

وَلَا رَأْهُمْ: (ص۱۶۹، س۲۹) بخاری کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

جواب: متعدد واقعات ہوں گے بعض نے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور دوسرے موقعہ پر حذف کر دیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: (ص۱۷۰، س۷)

يَصْعَدُوْنَ اِلَى السَّمَآءِ يَسْتَمِعُوْنَ الْوَحْيَ: (ص۱۷۰، س۸) مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دنیا میں آمد سے پہلے شیاطین آسمانی خبریں سن کر کاہنوں کو آ کر بلا کسی رکاوٹ کے سناتے تھے مگر آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف آوری کے بعد وحی کی حفاظت کے لیے جنات کا آسمانوں پر جانا بند کر دیا گیا اگر کوئی جن اب اوپر جاتا بھی ہے تو شہاب ثاقب کا انگارہ پھینک کر مارا جاتا ہے۔ (۴)

وَلَمْ تَكُنِ النُّجُوْمُ يُرْمٰى بِهَا: (ص۱۷۰، س۹)

سؤال: دنیا میں قدیم زمانے سے یہ ہوتا آیا ہے کہ شہاب ثاقب زمین پر گرا کرتے تھے مگر یہاں سے معلوم ہو رہا ہے یہ عہد نبوی سے گرنا شروع ہوئے ہیں؟

جواب: پہلے بھی گرا کرتے تھے مگر عہد نبوی کے بعد سے اب اس سے شیاطین کو دفع کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ (۵)

مُنِعُوْا مَقَاعِدَهُمْ: (ص۱۷۰، س۹) مسند احمد کی روایت میں ہے "كان احدهم لا ياتى مقعده الا يز مى شهاب يحرق ما اصاب."

تخریج حدیث:

۳۴۵۹ - أخرجه البخاري: كتاب الأذان: باب: الجهر بقراءة صلاة الفجر، حديث (۷۷۳)، وطرفه (۴۹۲۱)، ومسلم: كتاب الصلاة: باب: الجهر بالقراءة في الصبح والقراءة على الجن، حديث (۱۴۹، ۴۴۹)، وأحمد (۱/۲۵۲).

۳۴۶۰ - أخرجه أحمد (۱/۲۷۴، ۳۲۳).

(۱) الجزیز کو کہتے ہیں جو دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ ہے یہ تاریخی شہر جنوبی ترکی میں شامی سرحد پر واقع ہے۔ (۲) تفسیر مظهری وغیرہ (۳) تفسیر مظهری (۴) تحفة الاحوذی: ۱۹۷/۹ (۵) معارف القرآن: ۵۸۰/۸

وَمِنْ سُوْرَةِ الْمُدَّثِّرِ

یہ باب ہے سورت المدثر کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۶۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ انا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ

اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَ فِيْ بِحِرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ثُمَّ فَاَنْذِرِ اِلٰى قَوْلِهِ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَيْضًا. (ص۱۷۰، س۱۱)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے متعلق بتاتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چلا جا رہا تھا کہ آسمان سے ایک آواز آتی سنائی دی میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ ہے جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس سے ڈر گیا اور لوٹ آیا۔ پھر میں نے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھاؤ۔ پھر مجھے کمبل اوڑھا دیا گیا اور یہ آیات نازل ہوئیں ”یَآاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ثُمَّ فَاَنْذِرِ اِلٰى قَوْلِهِ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ“ (اے لحاف میں لیٹنے والے کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ۔ المدثر آیت ۱، ۵) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے بھی نقل کرتے ہیں۔“

۳۴۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ يَتَصَعَّدُ فِيْهِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا ثُمَّ يَهْوِيْ بِهِ كَذٰلِكَ اَبَدًا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَقَدْ رُوِيَ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْقُوْفٌ. (ص۱۷۰، س۱۵)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”صعود“ جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے دوزخی کو اس پر ستر برس میں چڑھایا جائے گا۔ اور پھر دھکیل دیا جائے گا اور پھر ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ اس کا کچھ حصہ عطیہ نے بھی ابوسعید رضی اللہ عنہ سے موقوفا نقل کیا ہے۔“

۳۴۶۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لِاُنَاسٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ حَتّٰى نَسْاَلَهُ فَجَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ غُلِبَ اَصْحَابُكَ الْيَوْمَ قَالَ وَبِمَ غُلِبُوْا قَالَ سَاَلَهُمْ يَهُوْدُ هَلْ يَعْلَمُ نَبِيُّكُمْ كَمْ عَدَدُ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ فَمَا قَالُوْا قَالَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ حَتّٰى نَسْاَلَ نَبِيَّنَا

قَالَ اَفغلِبَ قَوْمٌ سُئِلُوْا عَمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ فَقَالَ لَا نَعْلَمُ حَتّٰى نَسْاَلَ نَبِيَّنَا لٰكِنَّهُمْ قَدْ سَاَلُوْا نَبِيَّهُمْ فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً عَلَيَّ بِاَعْدَآءِ اللّٰهِ اِنِّيْ سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ وَهِيَ الدَّرْمَكُ فَلَمَّا جَآءُوْا قَالُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ كَمْ عَدَدَ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فِيْ مَرَّةٍ عَشَرَةٌ وَفِيْ مَرَّةٍ تِسْعٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ قَالَ فَسَكَتُوْا هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالُوْا خُبْزَةٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخُبْزُ مِنَ الدَّرْمَكِ هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ مُجَالِدٍ. (ص۱۷۰، س۱۷)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ چند یہودیوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ تمہارے نبی کو معلوم ہے کہ جہنم کے کتنے خزانچی ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہمیں علم نہیں لیکن ہم پوچھیں گے۔ پھر ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم آج ہار گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس طرح؟ کہنے لگا کہ یہودیوں نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارا نبی جانتا ہے کہ جہنم کے کتنے خزانچی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا جواب دیا؟ کہنے لگا کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر نہیں بتا سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ قوم ہار گئی جس سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھا گیا جو وہ نہیں جانتے؟ (یعنی اس میں تو ہارنے والی کوئی بات نہیں) بلکہ یہودیوں نے تو اپنے نبی سے کہا تھا کہ ہمیں اعلانیہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرائیے۔ اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جنت کی مٹی کس چیز کی ہے؟ اور وہ میدہ ہے۔ پھر جب وہ لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگے کہ جہنم کے کتنے خزانچی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں سے دو مرتبہ اشارہ کیا۔ ایک مرتبہ دس انگلیوں اور ایک ایک مرتبہ نو انگلیوں سے (یعنی ۱۹) یہودی کہنے لگے ہاں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ جنت کی مٹی کس چیز کی ہے؟ وہ چند لمحے چپ رہے اور پھر کہنے لگے اے ابوقاسم روٹی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میدے کی روٹی ہے۔ اس حدیث کو ہم صرف مجالد کی روایت سے اس سند سے جانتے ہیں۔''

٣٤٦٤ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ اَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْقُطَعِيُّ وَهُوَ اَخُوْ حَزْمِ بْنِ اَبِيْ حَزْمٍ الْقُطَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اَنَا اَهْلٌ اَنْ اُتَّقٰى فَمَنِ اتَّقَانِيْ فَلَمْ يَجْعَلْ مَعِيَ اِلٰهًا فَاَنَا اَهْلٌ اَنْ اَغْفِرَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَسُهَيْلٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ وَقَدْ تَفَرَّدَ اِسْمٰعِيْلُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ ثَابِتٍ. (ص۱۷۰، س۲۳)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت ''هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى ...... الآية'' (وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی ہے بخشنے کے لائق۔ آیت ۵۶) کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں کہ میں اس لائق ہوں کہ بندے مجھ سے ڈریں۔ پس جو مجھ سے ڈرا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تو میں اس کا اہل ہوں کہ اسے معاف کر دوں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ سہیل محدثین کے نزدیک قوی نہیں اور سہیل نے یہ حدیث ثابت سے نقل کی ہے۔"

تشریح

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں ۵۵ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

کلمات کی تعداد ۲۵۵ ہیں جب کہ حروف کی تعداد ۱۰۱۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۷۰، س۱۱)

فَتْرَةِ الْوَحْيِ: (ص۱۷۰، س۱۲) یہ وحی کی مدت دو سال تھی (۱) سے بعض علماء فرماتے ہیں کہ بعض روایت سے تین سال معلوم ہوتا ہے (۲) بعض نے تین سال اور بعض نے چند ایام بھی کہے ہیں۔

فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَ فِيْ بِحِرَآءٍ: (ص۱۷۰، س۱۳) اس سے باتفاق حضرت جبرئیل امین علیہ السلام مراد ہیں۔ (۳)

فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ: (ص۱۷۰، س۱۳) ایک دوسری روایت میں "دثرونی وصبوا علی ماء ا باردا" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ (۴)

يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ: (ص۱۷۰، س۱۴) فترت کے بعد یہ پہلی وحی تھی اس کے بعد پھر مسلسل وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ (۵)

مدثر یہ اصل میں متدثر ہے تاء کو دال سے بدل کر پھر آپس میں ادغام کر دیا گیا بمعنی کپڑے اوڑھنے یا کپڑے لپٹنے والے بعض کہتے ہیں اس کے معنی ہوتے ہیں زائد کپڑے کو جو عام طور سے لباس کے اوپر سردی وغیرہ کی حفاظت کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

قُمْ فَاَنْذِرْ: (ص۱۷۰، س۱۴) علامہ آلوسی فرماتے ہیں آپ نذیر کے ساتھ بشیر بھی تھے مگر ابتدائے نبوت میں انذار کا ہی غلبہ تھا اس لیے صرف انذر ہی فرمایا گیا یا انذار فرمایا گیا تو البشار اس میں خود داخل ہو گیا کیونکہ انبیاء علیہم السلام نذیر کے ساتھ بشیر بھی ہوتے ہیں۔ (۶)

وربك فكبرا: (ص۱۷۰، س۱۴) رب کی بڑائی بیان کیجیے دو قول سے بھی اور عمل سے بھی رب کا استعمال خود مشیر ہے کہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے بڑائی کی مستحق وہی ذات ہے۔

وثيالك فطهر: کپڑے کو صاف رکھیں مفسرین فرماتے ہیں کہ اس میں نفس اور قلب کو اخلاق رزیلہ سے پاک صاف کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ: (ص۱۷۰، س۱۴) اعضاء کی تطہیر کا حکم ہے کیونکہ گناہ عموماً اعضاء سے ہی ہوتے ہیں بعض مفسرین

فرماتے ہیں یہاں پر الرجز سے مراد عبادۃ الاصنام (بتوں کی عبادت) ہے۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی بتوں کی عبادت نہیں کی؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے مشرکین مکہ کو خطاب ہے۔

جواب ②: علامہ آلوسی فرماتے ہیں مراد یہاں پر دنیا ہے جو سب سے بڑا بت ہے کیونکہ بتوں کی عبادت بت خانے میں ہوتی ہے مگر دنیا کی عبادت ہر جگہ ہوتی ہے۔ (۷)

شارحین نے لکھا ہے کہ یہاں پر راوی نے اختصار کر دیا ہے ورنہ پہلی وحی میں "وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرْ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ" بھی نازل ہوئی تھی۔

قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ: (ص۱۷۰، س۱۴) نماز تو بعد میں فرض ہوئی آیات کے نزول کے وقت نماز فرض نہیں ہوئی تھی کپڑوں کو صاف رکھنے کے حکم میں اشارہ ہے کہ یہ حکم صرف نماز کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ مستقل حکم ہے۔ (۸)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... قَالَ الصَّعُوْدُ جَبَلٌ مِنْ نَارٍ: (ص۱۷۰، س۱۵)

اس حدیث کی وضاحت باب صفۃ قعر جہنم میں گذر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ: (ص۱۷۰، س۱۷)

هٰكَذَا وَهٰكَذَا فِیْ مَرَّةٍ عَشَرَةٌ وَفِیْ مَرَّةٍ تِسْعٌ: (ص۱۷۰، س۲۱) اسی مفہوم میں قرآن مجید کی آیت ﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾﴾ (۹) (اس میں انیس (فرشتے مقرر) ہیں۔) آتا ہے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو قریش کا ایک کافر جس کا نام ابوالاشدین تھا وہ کہنے لگا اے قریش تم فکر مت کرو ان انیس فرشتوں کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہو جاؤں گا داہنے بازو سے دس اور بائیں بازو سے نو کا خاتمہ کروں گا۔ (۱۰)

ابوجہل نے قریش کو خطاب کر کے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی تو صرف انیس ہیں ان کی کیا فکر۔

علماء فرماتے ہیں آیت شریفہ میں انیس سے مراد صرف انیس نہیں ہیں یہ تو انیس سردار ہوں گے ان کے ماتحت دوسرے فرشتے بھی ہوں گے یا مطلب یہ ہے کہ ایک فرشتہ بھی تمام لوگوں کے لیے کافی ہے انیس تو بہت زیادہ ہیں۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ (ص۱۷۰، س۲۳)

اَهْلُ التَّقْوٰی: (ص۱۷۰، س۲۴) اللہ تعالیٰ ہی اس کا حق رکھتے ہیں کہ ان سے ڈرا جائے۔

وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ: (ص۱۷۰، س۲۵) اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو بڑے سے بڑے مجرم و گناہ گار کو بخش دے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾﴾ (۱۱) (وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں اور سب (اس کے آگے) جواب دہ ہیں۔)

تخریج حدیث:

٣٤٦١ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الوحي: باب: (٣)، حديث (٤) وأطرافه في (٣٢٣٨، ٤٩٢٢، ٤٩٢٣، ٤٩٢٤، ٤٩٢٥، ٤٩٢٦، ٤٩٥٤، ٦٢١٤)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب؛ بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ، حديث (٢٥٦/١٦١)، وأحمد (٣/٣٠٦، ٣٩٢، ٣٢٥، ٣٧٧).

٣٤٦٢ - تقدم تخريجه.

٣٤٦٣ - أخرجه أحمد (٣/٣٦١) عن الشعبي عن جابر بن عبدالله به.

٣٤٦٤ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب: ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، حديث (٤٢٩٣)، والدارمي (٢/٣٠٢، ٣٠٣): كتاب الرقاق: باب: تقوى الله، وأحمد (٣/١٤٢، ٢٤٣).

(١) البداية والنهاية: ٣/١٧ (٢) فتح الباری: ١/٢٧ (٣) مرقاۃ: ١١/١١٣ (٤) بخاری شریف کتاب التفسیر (٥) بخاری: ١/٣ (٦) مرقاۃ: ١١/١١٣ (٧) روح المعانی: ٢٩/١٣٦ (٨) فتح الباری (٩) سورت مدثر آیت: ٣٠ (١٠) بیہقی (١١) سورت لانبیاء آیت: ٢٣

وَمِنْ سُوْرَةِ الْقِيَامَةِ

یہ باب ہے سورۂ قیامہ کی تفسیر کے بیان میں (ص١٧٠، س٢٦)

٣٤٦٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِیْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَحْفَظَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ فَكَانَ يُحَرِّكُ بِهٖ شَفَتَيْهِ وَحَرَّكَ سُفْيَانُ شَفَتَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْقَطَّانُ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يُحْسِنُ الثَّنَآءَ عَلٰى مُوْسَى بْنِ اَبِیْ عَآئِشَةَ خَيْرًا۔ (ص١٧٠، س٢٦)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تو اپنی زبان کو حرکت دیتے تاکہ اسے یاد کرلیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ ...... الآية“ (نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان تاکہ جلدی اس کو سیکھ لے۔ وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے۔ القیامہ آیت: ١٦، ١٧) چنانچہ راوی اپنے ہونٹ ہلا کر بتاتے اور سفیان نے بھی اپنے ہونٹ ہلا کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ علی بن مدینی، یحییٰ بن سعید قطان سے نقل کرتے ہیں کہ سفیان ثوری، موسیٰ بن ابی عائشہ کی تعریف کیا کرتے تھے۔“

٣٤٦٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنِی شَبَابَةُ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ ثُوَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ اِلٰى جِنَانِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَخَدَمِهٖ وَسُرُرِهٖ

مَسِيرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَنْ يَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ مِثْلَ هٰذَا مَرْفُوْعًا وَرَوٰى عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ اَبْجَرَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَى الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهٗ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَلَا نَعْلَمُ اَحَدًا ذَكَرَ فِيْهِ عَنْ مُجَاهِدٍ غَيْرَ الثَّوْرِيِّ. (ص۱۷۰، س۲۹)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادنی درجے کا جنتی بھی اپنے باغوں، بیویوں، خادموں اورتختوں کوایک برس کی مسافت سے دیکھ سکے گا اور ان میں سب سے زیادہ بلند مرتبے والا وہ ہوگا جو اللہ رب العزت کا صبح وشام دیدار کرے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں ''وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ...... الآیة''(کتنے منہ اس دن تازہ ہیں، اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔ القیامہ آیت: ۲۲،۲۳) یہ حدیث غریب ہے۔ عبدالملک بن ابجر نے اسے ثویر کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ پھر اشجعی نے بھی اسے سفیان سے انہوں نے ثویر سے انہوں نے مجاہد سے اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہی کا قول نقل کیا ہے اور اس سند میں ثوری کے علاوہ کسی نے مجاہد کا ذکر نہیں کیا۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: اس میں قیامت کا ذکر ہے۔

یہ سورت بھی جمہور مفسرین کے نزدیک مکی ہے۔

اس میں چالیس آیات اور دو رکوع ہیں

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۹۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۶۵۲ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ...... (ص۱۷۰، س۲۶) اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ يُحَرِّكُ: (ص۱۷۰، س۲۷)

اس حدیث کو محدثین ''حَدِيْثُ الْمُسَلْسَلِ بِتَحْرِيْكِ الشَّفَتَيْنِ'' کہتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں عملی طور پر راوی ہونٹوں کو ہلا کر دکھاتے تھے۔[1] لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ تسلسل باقی نہیں رہا درمیان میں ٹوٹ گیا ہے۔[2]

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ: (ص۱۷۰، س۲۷) جب قرآن نازل ہوتا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے تاکہ وحی کو یاد کرلیں ایسا نہ ہو کہ کچھ حصہ رہ جائے مگر یہ ساتھ ساتھ پڑھنا اور اس کو یاد کرنا بڑا دشوار تھا۔

خاص کر جب کہ سامنے پڑھنے والا فرشتہ ہو۔ فرشتہ نوری مخلوق ہے اس کے پڑھنے میں تیزی ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنی تیزی نہیں تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشقت میں تھے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ: (ص۱۷۰، س۲۷) اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ خاموش رہتے اور جب جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لے جاتے تو آپ بعینہ اسی طرح مکمل پڑھ لیتے جیسے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے سنایا تھا جیسے کہ بخاری شریف کی روایت میں آتی ہے "فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اِسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا اَقْرَأَهُ"[۳] حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ تھا کہ ساری وحی آپ ﷺ فرشتے کے جانے کے بعد پوری سنا دیا کرتے تھے۔[۴]

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۷۰، س۲۹) اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ:[۵] (ص۱۷۰، س۳۰) اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اہل جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار اپنے سر کی آنکھوں سے کریں گے اس پر اہل سنت و الجماعت کا اتفاق ہے۔

کچھ لوگ جن میں معتزلہ اور خوارج بھی ہیں وہ رؤیت باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں انکار کی وجہ یہ ہے کہ آنکھ سے دیکھنے کے لیے دیکھنے والے اور جس کو دیکھا جائے ان دونوں کے درمیان شناخت کے لیے جو شرائط ہیں خالق اور مخلوق کے درمیان ان کا تحقق نہیں ہوسکتا جب کہ اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت تمام شرائط سے بے نیاز ہوگی نہ کسی جہت اور سمت سے اس کا تعلق ہوگا نہ کسی خاص شکل وصورت سے۔[۶]

تخریج حدیث:

٣٤٦٥ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الوحي: باب: (٤)، حديث (٥) وأطرافه في (٤٩٢٧، ٤٩٢٨، ٤٩٢٩، ٥٠٤٤، ٧٥٢٤)، ومسلم: كتاب الصلاة: باب: الاستماع للقراءة، حديث (١٤٧، ١٤٨، ٤٤٨)، والنسائي: كتاب الافتتاح: باب جامع ما جاء في القرآن، حديث (٩٣٥)، وأحمد (١/٢٢٠/٣٤٣)، والحميدي (١/٢٤٢، حديث (٥٢٧).

٣٤٦٦ - أخرجه أحمد (٢/١٣ - ٦٤)، عبد بن حميد ص ٢٦٠، حديث (٨١٩). عن ثوير بن فاختة عن ابن عمر به.

(۱) ارشاد الساری للقسطلانی: ۹/۶۹ (۲) ارشاد الساری (۳) بخاری شریف (٤) فضل الباری: ۱/۱۹۰ (۵) یہ حدیث ابواب صفة الجنة میں باب روية الرب تبارك و تعالىٰ میں گذر چکی ہے۔ (٦) تفسير مظهری

وَمِنْ سُوْرَةِ عَبَسَ

یہ باب ہے سورۂ عبس کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۰، س۳٤)

٣٤٦٧ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْاُمَوِيُّ قَالَ ثَنِىْ اَبِىْ قَالَ هٰذَا مَا عَرَضْنَا عَلٰى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُنْزِلَ عَبَسَ وَتَوَلّٰى فِىْ اِبْنِ اُمِّ مَكْتُوْمِ الْاَعْمٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْشِدْنِىْ وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ

عُظَمَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْاٰخَرِ وَيَقُوْلُ اَتَرٰى بِمَا اَقُوْلُ بَاْسًا فَيَقُوْلُ لَا فَفِيْ هٰذَا اُنْزِلَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُنْزِلَ عَبَسَ وَتَوَلّٰى فِي ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ. (ص۱۷۰، س۳٤)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورۂ عبس عبداللہ بن ام مکتوم (نابینا صحابی) کے متعلق نازل ہوئی۔ ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے دین کا راستہ بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت مشرکین کا ایک بڑا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے باتیں کرتے رہے اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے اعراض کیا۔ انہوں نے عرض کیا: کیا میری بات میں کوئی مضائقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ یہ حدیث غریب ہے بعض لوگوں نے اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سورۂ عبس حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کے متعلق نازل ہوئی۔ اس سند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں۔''

۳٤٦۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ نَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَقَالَتِ امْرَاَةٌ اَيُبْصِرُ اَوْ يَرٰى بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ قَالَ يَا فُلَانَةُ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُغْنِيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۷۱، س۳)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم لوگ ننگے سر ننگے بدن اور بغیر ختنہ کئے اٹھائے جاؤ گے۔ ایک عورت نے پوچھا کہ کیا سب ایک دوسرے کا ستر دیکھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں عورت ''لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُغْنِيْهِ الآية'' (ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اس کے لئے کافی ہے۔ عبس آیت ۳۷) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: عبس بمعنی ترش روئی چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے وقتی ترشروئی فرمائی تھی اس کا ذکر اس سورت میں ہے۔

سورت عبس بالاتفاق مکی ہے۔

اس میں بیالیس آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ایک سوتیئس (۱۲۳) ہے جب کہ حروف کی تعداد پانچ سو پنتیس (۵۳۵) ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى: (ص۱۷۰، س۳٤)

اِبْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى: (ص۱۷۰، س۳٥) حضرت ابن ام مکتوم کے نام کے بارے میں اختلاف ہے کنیت ابن ام مکتوم کی اتنی شہرت ہوئی کہ اصل نام چھپ گیا ابتداء نابینا تھے ہجرت کے حکم کے بعد مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اپنی معذوری کے باعث اکثر جہاد کی شرکت سے محروم رہے آپ ﷺ نے ۱۳ مواقع پر ان کو اپنی غیر موجودگی میں مسجد نبوی کی امامت کی نیابت کا شرف عطا فرمایا مثلاً غزوۂ ابواء، لواط، ذوالعیر، جہینہ، غطفان، حمراء الاسد، ذات الرقاع وغیرہ ہیں جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور مسلمانوں کا جھنڈا بھی ان کے ہاتھ میں تھا زبیر بن بکار کہتے ہیں حضرت ابن ام مکتوم کی شہادت اسی جنگ میں ہوئی مگر علامہ واقدی کہتے ہیں ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ (۱)

اَرْشِدْنِيْ: (ص۱۷۰، س۳٥) علمنی کے معنی میں ہے قرآن مجید کی کسی آیت یا ویسی ہی کسی بات کے بارے میں سوال کیا تھا آپ ﷺ یہ چاہ رہے تھے کہ یہ ہر وقت کے حاضر ہونے والے صحابی ہیں بعد میں بھی سوال کر سکتے ہیں مگر یہ سرداران قریش پھر ہاتھ نہیں آئیں گے۔

رَجُلٌ مِنْ عُظَمَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ: (ص۱۷۱، س۱) معالم التنزیل میں ان عظماء مشرکین کے نام ابی بن خلف اور امیہ بن خلف ذکر کیے گئے ہیں تفسیر بیضاری نے وعندہ صنادید قریش ذکر کیا ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰى: (ص۱۷۱، س۲) عبس کا معنی اپنے چہرے سے ناگواری کا اظہار کرنا......تولّٰی کے معنی رخ پھیر لینا یہاں پر صیغہ غائب کا اختیار کیا گیا جب کہ یہاں پر صیغہ خطاب کا استعمال کرنے کا موقع تھا یہاں پر اس طرح اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا اکرام بھی ملحوظ رکھا گیا ہے یہ ابہام دیا گیا ہے کہ جیسے یہ کام کسی اور نے کیا ہو اور پھر "وَمَا يُدْرِيْكَ" میں آپ ﷺ کے عذر کی طرف اشارہ فرما دیا "أَتَرىٰ بِمَا اَقُوْلُ بَاْسًا فَيَقُوْلُ لَا" دوسری روایت میں آتا ہے "يَا فُلَانُ هَلْ تَرٰى بِمَا اَقُوْلُ بَاْسًا فَيَقُوْلُ لَا وَالدِّمَاءَ مَا اَرٰىٰ بِمَا تَقُوْلُ بَاْسًا" (۲)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... قَالَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً: (ص۱۷۱، س۳)

حُفَاةً: (ص۱۷۱، س٤) ننگے پاؤں۔

عُرَاةً: (ص۱۷۱، س٤) یہ عار کی جمع ہے بمعنی ننگے جسم۔

غُرْلاً: (ص۱۷۱، س٤) یہ اغرل کی جمع سے بمعنی بغیر ختنہ کے ہونا۔

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: (ص۱۷۱، س٤) بعض روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے کہ انہوں نے یہ سوال کیا تھا۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَانٌ يُغْنِيْهِ: (ص۱۷۱، س٤) یہ میدان محشر کا حال ہے کہ وہاں پر ہر ایک اپنے فکر میں ہوگا دنیا میں جو ایک دوسرے پر جان دینے والے رشتے تھے سب بیگانے ہوں گے اور اس وقت ہر ایک اپنی فکر میں اتنا ہوگا کہ اس کو کسی

دوسرے کی خبر نہ لے سکے گا بلکہ اپنے سامنے دیکھ کر بھی ان سے اعراض کرے گا۔ (۳)

تخریج حدیث:

۳٤٦٧ - انفرد به الترمذي (انظر تحفة الأشراف ۲۱۹/۱۲)، حديث (۱۷۳۰۵) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير في تفسيره (٤٤٣/۱۲)، برقم (۳٦۳۱۸) عن عائشة به.

۳٤٦۸ - انفرد به الترمذي ينظر تحفة الأشراف (۱۷۲/۵ حديث (٦۲۳۵) من أصحاب الكتب الستة، وذكره السيوطي (٥۲۳/٦)، وعزاه لعبد بن حميد، والترمذي والحاكم وصححاه، ولابن مردويه وللبيهقي في ((البعث)) عن ابن عباس.

(۱) مزید حالات کے لیے دیکھیں تهذیب الکمال: ۲۸۹ (۲) ابن سعد: ۱۵۶/۱، اصابہ: ۱۸٤/٤، اسد الغابة: ۱۳۷/٤ (۳) معارف القرآن: ۶۷۷/۸

وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

یہ باب ہے سورۂ تکویر کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۱، س۵)

۳٤٦۹ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَحِيْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ. (ص۱۷۱، س۵)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قیامت کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے وہ سورۂ تکویر، سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق پڑھ لے۔“

تشریح

وجہ تسمیہ: قیامت میں سورج کو بے نور کر دیا جائے گا اس میں اس کا ذکر ہے۔

سورت تکویر بھی بالاتفاق مکی ہے۔

اس سورت میں انتیس آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۰٤ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۵۳۳ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ ...... (ص۱۷۱، س۵) مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: (ص۱۷۱، س۷)

سورت تکویر میں قیامت کے دن کے احوال بیان ہوئے ہیں کچھ نفخۂ اولیٰ کے وقت کے اور کچھ نفخۂ ثانیہ کے وقت کے نفخۂ اولیٰ کے چھ حالات بیان ہوئے ہیں اسی طرح سے سورت انفطار اور سورت انشقاق میں بھی قیامت کے ایسے احوال ہیں کہ جن

کو آدمی پڑھ کر ایسا سمجھتا ہے کہ قیامت میرے آنکھوں کے سامنے آگئی ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ: (ص۱۷۱، س۷) نفخۂ اولیٰ کے وقت کا حال بیان کیا جارہا ہے کُوِّرَتْ بمعنی لپیٹ دینا اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن سورج کو لپیٹ دیں گے ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے بعض مفسرین حضرت ابن عباس، قتادہ، حسن بصری رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے گی یعنی بے نور کر دیا جائے گا۔

وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ: (ص۱۷۱، س۷) نفخۂ اولیٰ کا حال بیان ہو رہا ہے کہ جب آسمان اتنا بڑا عظیم الشان ہے یہ پھٹ جائے گا اور آسمان کا سارا نظام ختم ہو جائے گا۔

وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ: (ص۱۷۱، س۷) نفخۂ ثانیہ کے وقت آسمان پھٹ جائے گا پھر بادل کی شکل میں ایک چیز کا نزول ہوگا جس میں فرشتے ہوں گے جیسے کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ پر اس کا تذکرہ ہے ﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ﴾ (۱) (اور جنہیں ہماری ملاقات کی توقع نہیں۔) اسی طرح ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ﴾ (۲) (اور جس دن آسمان بادل سمیت پھٹ جائے گا۔) وغیرہ میں ہے۔

تخریج حدیث:

۳۴۶۹ - أخرجه أحمد (۲/۲۷ - ۳٦ - ۳۷ - ۱۰۰) عن عبدالله بن بحير الصنعاني القاص، عن عبدالرحمن بن يزيد الصنعاني عن ابن عمر.

(۱) سورت فرقان آیت: ۲۱ (۲) سورت فرقان آیت: ۲۵

وَمِنْ سُوْرَةِ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ

یہ باب ہے سورۂ مطففین کی تفسیر کے بیان میں

۳۴۷۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِىْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَآءُ فَاِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِىْ ذَكَرَ اللّٰهُ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۱، س۷)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اگر اسے ترک کر دے یا استغفار کرے اور توبہ کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ گناہ کرے تو سیاہی بڑھا دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی اس کے دل پر چھا جاتی

ہے اور یہی وہ ''رَانَ'' ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ''کَلَّا بَلْ رَانَ ...... الآیۃ'' (ہرگز نہیں بلکہ ان کے (برے) کاموں سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔ سورۂ مطففین۔ آیت ۱۴) میں کیا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٤٧١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ الْبَصْرِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَمَّادٌ هُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوْعٌ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ يَقُوْمُوْنَ فِي الرَّشْحِ اِلٰى اَنْصَافِ اٰذَانِهِمْ. (ص۱۷۱، س۹)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ''يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ ......'' (جس دن سب لوگ رب العلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ المطففین آیت: ۶) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس روز لوگ اس حالت میں کھڑے ہوں گے کہ وہ نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔''

٣٤٧٢ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فِي الرَّشْحِ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ. (ص۱۷۱، س۱۰)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ...... الآیۃ'' کے متعلق فرمایا کہ ان میں سے ہر کوئی نصف کانوں تک پسینے میں ڈوبا ہوا کھڑا ہوگا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔''

تشریح

سورت مطففین بقول حضرت ابن مسعود، ابن عباس، ابن زبیر، ضحاک و مقاتل رضی اللہ عنہم مکی ہے جب کہ حضرت حسن بصری اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہم اس سورت کو مدنی کہتے ہیں اول قول راجح ہے۔

اس میں ۳۶ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۶۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۷۳۰ ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ...... (ص۱۷۱، س۷) قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَاَ خَطِيْئَةً: (ص۱۷۱، س۸)

حدیث بالا کو ''كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ'' کی تفسیر میں بیان کیا جارہا ہے۔

کلا یہ حروف ردع میں سے ہے دفع کرنے اور تنبیہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

اور ران رین سے مشتق ہے جس کے معنی زنگ اور میل کے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کا زنگ لگ گیا ہے جس طرح زنگ لوہے کو کھا کر مٹی بنا دیتا ہے اسی طرح ان کے گناہوں کے زنگ نے ان کے دل کی حق قبول کرنے کی صلاحیت کو ختم کر دیا ہے اسی کو حدیث بالا میں سیاہی سے تعبیر کیا جارہا ہے۔[1]

دل کے زنگ کا علاج:

اس کا علاج احادیث میں توبہ اور استغفار سے فرمایا گیا ہے دل کے صفائی کے لیے استغفار کرنا نسخۂ کیمیا ہے ایک روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میرے دل پر بھی میل آ جاتا ہے اور بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہونے کے فوری بعد استغفار سے اس کو صاف کر لینا چاہیے ورنہ گناہوں کی نحوست سے آہستہ آہستہ دل میں نیکی کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ (۳)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ ...... (ص۱۷۱، س۹) يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ يَقُوْمُوْنَ: (ص۱۷۱، س۱۰)

قیامت کے دن دنیا کے برعکس پسینہ نیچے سے اوپر کی طرف جائے گا یہاں پر فرمایا جا رہا ہے کہ بعض لوگوں کا پسینہ آدھے کانوں تک پہنچ جائے گا اور یہ پسینہ لگام کی صورت اختیار کر جائے گا۔

تخریج حدیث:

٣٤٧٠ - أخرجه ابن ماجه: كتاب ((الزهد)): باب: ((ذكر الذنوب))، حديث (٤٢٤٤). وأخرجه أحمد (٢/٢٩٧). عن محمد بن عجلان، عن القعقاع بن حكيم، عن أبي صالح، عن أبي هريرة به.

٣٤٧١ - تقدم تخريجه.

٣٤٧٢ - ينظر تخريج السابق.

(۱) معارف القرآن: ۸/۶۹۶ (۲) مسلم شریف (۳) انوار البیان: ۵/۶۰۰

وَمِنْ سُوْرَةِ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

یہ باب ہے سورۂ انشقاق کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۱، س۱۲)

٣٤٧٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ يَسِيْرًا قَالَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا اَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِىُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ. (ص۱۷۱، س۱۲)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے حساب کتاب میں پوچھ گچھ کر لی

گئی وہ برباد ہوگیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ اِلٰی قَوْلِهٖ يَسِيْرًا ...... الآية'' (سو جس کو ملا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں تو اس سے حساب لیں گے آسان حساب۔ سورۃ الانشقاق آیت: ۷، ۸) آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو صرف نیکیوں کا پیش ہونا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ محمد بن ابان اور کئی راوی بھی عبدالوہاب ثقفی سے وہ ایوب سے وہ ابن ابی ملیکہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند حدیث نقل کرتی ہیں۔''

٣٤٧٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ نَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص١٧١، س١٤)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کا حساب کیا گیا وہ عذاب میں پڑ گیا۔ یہ حدیث قتادہ کی روایت سے غریب ہے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔''

تشریح

وجہ تسمیہ: آسمان کے شق ہونے کا ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے۔

سورت انشقاق بالاتفاق مکی ہے۔

اس میں ۲۵ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۰۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۳۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص١٧١، س١٢) يَقُوْلُ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ: (1) (ص١٧١، س١٢)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے جب یہ فرمایا ''مَنْ حُوْسِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عُذِّبَ'' یعنی قیامت کے دن جس سے حساب لیا جائے گا وہ عذاب سے نہ بچ سکے گا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا ﴿٨﴾﴾ (2) (اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا۔) اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ﴿حِسَابًا يَسِيْرًا﴾ (3) کا مطلب یہ ہے کہ اعمال پیش ہو جائیں اور درگذر کر دیا جائے اور جس کا حساب لے لیا گیا وہ ہرگز عذاب سے نہیں بچ سکے گا۔ (4)

اس پر علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومنین کے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیے جائیں گے مگر ایمان کی برکت سے مناقشہ نہیں ہوگا اسی کا نام حِسَابًا يَسِيْرًا ہے۔ (5)

تخریج حدیث:

٣٤٧٣ - تقدم تخريجه عن عائشة.

٣٤٧٤ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، وقد روي عن عائشة من طرق تقدمت قريبا.

(١) یہ حدیث ابواب صفة القيامة میں باب العرض میں گذر چکی ہے۔ (٢) سوت انشقاق آیت: ٨ (٣) سوت انشقاق آیت: ٨ (٤) بخاری: ٧٢٦/٢، ٩٦٨/٢ (٥) قرطبی

وَمِنْ سُوْرَةِ الْبُرُوْجِ

یہ باب ہے سورۂ بروج کی تفسیر کے بیان میں (ص١٧١، س١٦)

٣٤٧٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْيَوْمُ الْمَوْعُوْدُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُوْدُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَالَ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى يَوْمٍ اَفْضَلَ مِنْهُ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يَدْعُو اللّٰهَ بِخَيْرٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ وَلَا يَسْتَعِيْذُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اَعَاذَ اللّٰهُ مِنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ وَمُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيْثِ ضَعَّفَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَغَيْرُهٗ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ الْاَسَدِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَمُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ الرَّبَذِيُّ يُكْنٰى اَبَا عَبْدِالْعَزِيْزِ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ وَغَيْرُهٗ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ. (ص٢٧١، س١٦)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یوم موعود'' قیامت کا دن ہے اور ''یوم مشہود'' عرفات کا دن اور ''شاہد'' جمعہ کا دن ہے۔ سورج اس سے افضل (یعنی جمعہ سے افضل) دن میں نہ طلوع ہوا اور نہ غروب۔ اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مؤمن اس وقت اللہ تعالیٰ سے اچھی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر کسی چیز سے (بندہ مؤمن) پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے پناہ دیتے ہیں۔ اس حدیث کو ہم صرف موسیٰ بن عبیدہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ حدیث میں ضعیف ہیں۔ موسیٰ بن عبیدہ کو یحییٰ بن سعید وغیرہ نے حافظے کی وجہ سے ضعیف کہا ہے جبکہ شعبہ، سفیان ثوری، اور کئی ائمہ، موسیٰ بن عبیدہ سے احادیث نقل کرتے ہیں۔ علی بن حجر بھی قران بن تمام اسدی سے اور وہ موسیٰ بن عبیدہ سے اسی سند سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ موسیٰ

بن عبیدہ ربذی کی کنیت ابوعبدالرزاق ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے اس کے حفظ میں کلام کیا ہے۔‘‘

٣٤٧٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَعْنٰى وَاحِدٌ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْعَصْرَ هَمَسَ وَالْهَمْسُ فِىْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ تَحَرُّكُ شَفَتَيْهِ كَاَنَّهٗ يَتَكَلَّمُ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ هَمَسْتَ قَالَ اِنَّ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَآءِ كَانَ اُعْجِبَ بِاُمَّتِهٖ فَقَالَ مَنْ يَقُوْمُ لِهٰٓؤُلَآءِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ خَيِّرْهُمْ بَيْنَ اَنْ اَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَبَيْنَ اَنْ اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَاخْتَارُوا النِّقْمَةَ فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ فَمَاتَ مِنْهُمْ فِىْ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قَالَ وَكَانَ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ قَالَ كَانَ مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ وَكَانَ لِذٰلِكَ الْمَلِكِ كَاهِنٌ يَكْهَنُ لَهٗ فَقَالَ الْكَاهِنُ اُنْظُرُوْا اِلٰى غُلَامًا فَهِمًا اَوْ قَالَ فَطِنًا لَقِنًا فَاُعَلِّمَهٗ عِلْمِىْ هٰذَا فَاِنِّىْ اَخَافُ اَنْ اَمُوْتَ فَيَنْقَطِعَ مِنْكُمْ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَا يَكُوْنُ فِيْكُمْ مَنْ يَعْلَمُهٗ قَالَ فَنَظَرُوْا لَهٗ عَلٰى مَا وَصَفَ فَاَمَرُوْهُ اَنْ يَحْضُرَ ذٰلِكَ الْكَاهِنَ وَاَنْ يَخْتَلِفَ اِلَيْهِ فَجَعَلَ يَخْتَلِفُ اِلَيْهِ وَكَانَ عَلٰى طَرِيْقِ الْغُلَامِ رَاهِبٌ فِىْ صَوْمَعَةٍ قَالَ مَعْمَرٌ اَحْسِبُ اَنَّ اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ مُسْلِمِيْنَ قَالَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَسْاَلُ ذٰلِكَ الرَّاهِبَ كُلَّمَا مَرَّ بِهٖ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى اَخْبَرَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَعْبُدُاللّٰهَ قَالَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَمْكُثُ عِنْدَالرَّاهِبِ وَيُبْطِئُ عَنِ الْكَاهِنِ فَاَرْسَلَ الْكَاهِنُ اِلٰى اَهْلِ الْغُلَامِ اِنَّهٗ لَا يَكَادُ يَحْضُرُنِىْ فَاَخْبَرَ الْغُلَامُ الرَّاهِبَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ اِذَا قَالَ لَكَ الْكَاهِنُ اَيْنَ كُنْتَ فَقُلْ عِنْدَ اَهْلِىْ وَاِذَا قَالَ لَكَ اَهْلُكَ اَيْنَ كُنْتَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّكَ كُنْتَ عِنْدَ الْكَاهِنِ قَالَ فَبَيْنَمَا الْغُلَامُ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ مَرَّ بِجَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ كَثِيْرٍ قَدْ حَبَسَتْهُمْ دَابَّةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ تِلْكَ الدَّابَّةَ كَانَتْ اَسَدًا قَالَ فَاَخَذَ الْغُلَامُ حَجَرًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مَا يَقُوْلُ الرَّاهِبُ حَقًّا فَاَسْئَلُكَ اَنْ اَقْتُلَهٗ ثُمَّ رَمٰى فَقَتَلَ الدَّابَّةَ فَقَالَ النَّاسُ مَنْ قَتَلَهَا قَالُوا الْغُلَامُ فَفَزِعَ النَّاسُ فَقَالُوْا قَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا لَمْ يَعْلَمْهُ اَحَدٌ قَالَ فَسَمِعَ بِهٖ اَعْمٰى فَقَالَ لَهٗ اِنْ اَنْتَ رَدَدْتَّ بَصَرِىْ فَلَكَ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَا اُرِيْدُ مِنْكَ هٰذَا وَلٰكِنْ اَرَاَيْتَ اِنْ رَجَعَ اِلَيْكَ بَصَرُكَ اَتُؤْمِنُ بِالَّذِىْ رَدَّهٗ عَلَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا اللّٰهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ فَاٰمَنَ الْاَعْمٰى فَبَلَغَ الْمَلِكَ اَمْرُهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ فَاُتِىَ بِهِمْ فَقَالَ لَاَقْتُلَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ قِتْلَةً لَا اَقْتُلُ بِهَا صَاحِبَهٗ فَاَمَرَ بِالرَّاهِبِ وَالرَّجُلِ الَّذِىْ كَانَ اَعْمٰى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ عَلٰى مَفْرِقِ اَحَدِهِمَا فَقَتَلَهٗ وَقَتَلَ الْاٰخَرَ بِقِتْلَةٍ اُخْرٰى ثُمَّ اَمَرَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا فَاَلْقُوْهُ مِنْ رَاْسِهٖ فَانْطَلَقُوْا بِهٖ اِلٰى ذٰلِكَ الْجَبَلِ فَلَمَّا انْتَهَوْا بِهٖ اِلٰى ذٰلِكَ الْمَكَانِ الَّذِىْ اَرَادُوْا اَنْ يُلْقُوْهُ مِنْهُ جَعَلُوْا يَتَهَافَتُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ الْجَبَلِ وَيَتَرَدَّوْنَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا

الْغُلَامِ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَاَمَرَ بِهِ الْمَلِكُ اَنْ يَّنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلَى الْبَحْرِ فَيُلْقُوْنَهٗ فِيْهِ فَانْطُلِقَ بِهٖ اِلَى الْبَحْرِ فَغَرَّقَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهٗ وَاَنْجَاهُ فَقَالَ الْغُلَامُ لِلْمَلِكِ اِنَّكَ لَا تَقْتُلُنِيْ حَتّٰى تَصْلُبَنِيْ وَتَرْمِيَنِيْ وَتَقُوْلَ اِذَا رَمَيْتَنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَاَمَرَ بِهٖ فَصُلِبَ ثُمَّ رَمَاهُ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَوَضَعَ الْغُلَامُ يَدَهٗ عَلٰى صُدْغِهٖ حِيْنَ رُمِيَ ثُمَّ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا الْغُلَامُ عِلْمًا مَا عَلِمَهٗ اَحَدٌ فَاِنَّا نُؤْمِنُ بِرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَقِيْلَ لِلْمَلِكِ اَجَزِعْتَ اَنْ خَالَفَكَ ثَلَاثَةٌ فَهٰذَا الْعَالَمُ كُلُّهُمْ قَدْ خَالَفُوْكَ قَالَ فَخَدَّ اُخْدُوْدًا ثُمَّ اَلْقٰى فِيْهَا الْحَطَبَ وَالنَّارَ ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ مَنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ تَرَكْنَاهُ وَمَنْ لَّمْ يَرْجِعْ اَلْقَيْنَاهُ فِيْ هٰذِهِ النَّارِ فَجَعَلَ يُلْقِيْهِمْ فِيْ تِلْكَ الْاُخْدُوْدِ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْهِ قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ حَتّٰى بَلَغَ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ قَالَ فَاَمَّا الْغُلَامُ فَاِنَّهٗ دُفِنَ قَالَ فَيُذْكَرُ اَنَّهٗ اُخْرِجَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِصْبَعُهٗ عَلٰى صُدْغِهٖ كَمَا وَضَعَهَا حِيْنَ قُتِلَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۷۱، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فراغت کے بعد آہستہ آہستہ کچھ پڑھا کرتے تھے۔ (ہمس کے معنی بعض کے نزدیک اس طرح ہونٹ ہلانا ہے کہ ایسا معلوم ہو کہ کوئی بات کر رہے ہیں)۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ کر ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک نبی کو امت کی کثرت کا عجب ہوتو انہوں نے دل ہی دل میں کہا کہ ان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ انہیں اختیار دے دیں کہ یا تو خود پر کسی دشمن کا مسلط ہونا اختیار کر لیں یا پھر ہلاکت۔ انہوں نے ہلاکت اختیار کی اور ان میں سے ایک ہی دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ حدیث بیان کرتے تو یہ بھی بیان کرتے تھے کہ ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا جس کا ایک کاہن تھا وہ اسے غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا۔ اس کاہن نے کہا کہ میرے لئے ایک سمجھدار لڑکا تلاش کرو یا کہا کہ ذہین فطین لڑکا تلاش کرو جسے میں اپنا یہ علم سکھا سکوں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ اگر میں مر جاؤں تو تم لوگوں میں سے یہ علم اٹھ جائے اور اس کا جاننے والا کوئی نہ رہے۔ لوگوں نے اس کے بتائے ہوئے اوصاف کے مطابق لڑکا تلاش کیا اور اسے کہا کہ روزانہ اس کاہن کے پاس حاضر ہوا کرو اور اس کے پاس آتے جاتے رہا کرو۔ اس نے آنا جانا شروع کر دیا۔ اس کے راستے میں ایک عبادت خانہ تھا جس میں ایک راہب ہوتا تھا۔ معمر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں ان دنوں عبادت خانوں کے لوگ مسلمان ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا جب بھی وہاں سے گزرتا تو اس راہب سے دین کے بارے میں کچھ باتیں سیکھتا یہاں تک کہ اس راہب نے اسے بتایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ اس پر اس لڑکے نے راہب کے پاس زیادہ ٹھہرنا شروع کر دیا اور کاہن کے پاس کم۔

کاہن نے اس کے گھر والوں کو پیغام بھیجا کہ اب وہ کم حاضر ہوتا ہے۔لڑکے نے راہب کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ ایسا کرو کہ اگر تمہارے گھر والے پوچھیں کہ کہاں تھے۔تو تم کہو کہ کاہن کے پاس اگر کاہن پوچھے تو کہو کہ گھر تھا۔ وہ اسی طرح کرتا رہا کہ ایک دن اس کا ایک ایسی جماعت پر گزر ہوا جنہیں کسی جانور نے روک رکھا تھا۔بعض کا خیال ہے کہ وہ جانور شیر تھا۔اس لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا کہ یا اللہ تعالیٰ اگر راہب کی بات سچ ہے تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں سے قتل کر سکوں۔ پھر اس نے پتھر مارا جس سے وہ جانور مر گیا۔لوگوں نے پوچھا کہ اسے کس نے قتل کیا کہنے لگے کہ اس لڑکے نے۔لوگ حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ اس نے ایسا علم سیکھ لیا ہے جو کسی نے نہیں سیکھا۔ یہ بات ایک اندھے نے سنی تو اسے کہنے لگا کہ اگر تم میری بینائی لوٹا دو تو میں تمہیں اتنا، اتنا مال دوں گا۔لڑکا کہنے لگا کہ میں تم سے اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا کہ اگر تمہاری آنکھیں تمہیں مل جائیں تو تم اس پر ایمان لے آؤ جس نے تمہاری بینائی لوٹائی ہو۔اس نے کہا ٹھیک ہے۔پس لڑکے نے دعا کی اور اس کی آنکھوں میں بینائی آگئی اور وہ اس پر ایمان لے آیا۔ جب یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے سب کو بلوایا اور کہنے لگا کہ میں تم سب کو مختلف طریقوں سے قتل کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے راہب اور اس سابق نابینا شخص میں سے ایک کو آرے سے چروا (قتل کر) دیا اور دوسرے کو کسی اور طریقے سے قتل کروا دیا۔ پھر لڑکے کے متعلق حکم دیا کہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر گرا دو۔ وہ لوگ اسے پہاڑ پر لے گئے اور جب اس جگہ پہنچے جہاں سے اسے گرانا چاہتے تھے تو خود گرنے لگے یہاں تک کہ لڑکے کے علاوہ سب مر گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس واپس آگیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ وہ لوگ اسے لے کر سمندر کی طرف چل پڑے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو غرق کر دیا اور اس لڑکے کو بچا لیا۔ پھر وہ لڑکا بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتے جب تک مجھے باندھ کر تیر نہ چلاؤ اور تیر چلاتے وقت یہ نہ پڑھو "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ" (اللہ تعالیٰ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے)۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے باندھنے کا حکم دیا اور تیر چلاتے وقت اسی طرح کیا جس طرح لڑکے نے بتایا تھا۔ جب تیر مارا گیا تو اس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا اور مر گیا لوگ کہنے لگے کہ اس لڑکے نے ایسا علم حاصل کیا جو کسی کے پاس نہیں تھا۔ لہٰذا ہم سب بھی اسی کے معبود پر ایمان لاتے ہیں۔تم تو تین آدمیوں کی مخالفت سے گھبرا رہے تھے لو یہ سارا عالم تمہارا مخالف ہوگیا ہے۔ اس پر بادشاہ نے خندق کھدوائی اور اس میں لکڑیاں جمع کر کے آگ لگوا دی۔ پھر لوگوں کو جمع کیا اور کہنے لگا کہ جو اپنے نئے دین کو چھوڑے گا۔ ہم بھی اسے چھوڑ دیں گے اور جو اس پر قائم رہے گا ہم اسے آگ میں پھینک دیں گے۔ اس طرح وہ انہیں خندق میں ڈالنے لگا۔ (اس کے بارے میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ - حَتّٰى - بَلَغَ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ" (خندقوں والے ہلاک ہوئے، جس میں آگ تھی بہت ایندھن والی، جبکہ وہ ان کے کناروں

پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ایمانداروں سے جو کچھ کہہ رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے اور ان سے اسی کا تو بدلہ لے رہے تھے کہ وہ اللہ زبردست خوبیوں والے پر ایمان لائے تھے۔ البروج۔ آیت ۴، ۸) راوی کہتے ہیں کہ لڑکا تو دفن کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی نعش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نکلی تھی اور اس کی انگلی اس وقت بھی اسی طرح اس کی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی جس طرح اس نے قتل ہوتے وقت رکھی تھی۔"

تشریح

وجہ تسمیہ: اس سورت میں اللہ پاک نے بروج والے آسمان کی قسم کھائی۔

سورت بروج بھی بالاتفاق مکی ہے۔

اس میں بائیس آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۰۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۳۸ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۷۱، س۱۶)

الْيَوْمُ الْمَوْعُوْدُ: (ص۱۷۱، س۱۷) اس سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن حساب کتاب ہوگا یا وصال کا دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کروائیں گے۔ [1]

شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اللہ تعالیٰ کی ذات "وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا" ہے یا انبیاء علیہم السلام کو شاہد کہا گیا ہے کیونکہ قیامت کے دن وہ گواہی دیں گے۔ مشہور عرفہ کا دن مراد ہے۔

وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ: (ص۱۷۱، س۱۸) عرفہ کے دن کو علماء نے جمعہ کے دن سے افضل بتایا ہے عرفہ کے دن دعاؤں کا قبول ہونا اور مغفرت کا ہونا متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن فرماتے ہیں یہ میرے بندے بکھرے ہوئے بالوں والے میرے پاس آئے ہیں میری رحمت کے امید وار ہیں (اے بندو!) اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں اور آسمان کے بارش کے قطروں کے برابر ہوں اور تمام دنیا کے درختوں کے برابر ہوں تب بھی میں بخش دوں گا اب بخشے بخشائے اپنے گھر چلے جاؤ۔ [2]

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ...... (ص۱۷۱، س۲۰) وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: (ص۱۷۱، س۲۱)

یہ روایت ترمذی میں تو مختصر ہے مگر مسند احمد میں تفصیل سے مذکور ہے۔

"مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ" بعض روایات میں ملک یمن (یعنی یمن کا بادشاہ) آتا ہے اس کا نام یوسف ذونواس تھا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ستر سال پہلے کا واقعہ ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۷۱، س۲۲)

فَقَالَ الْكَاهِنُ: (ص۱۷۱، س۲۶) بعض روایات میں ساحر کا لفظ بھی آتا ہے۔

طَرِیْقِ الْغُلَامِ: (ص۱۷۱، س۲۸) اس لڑکے کا نام بعض روایات میں عبداللہ بن تامر آتا ہے۔

فَاَخَذَ الْغُلَامُ حَجَرًا: (ص۱۷۱، س۳۲) ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں "فَقَالَ الْیَوْمَ اَعْلَمُ السَّاحِرُ اَفْضَلُ اَمِ الرَّاهِبُ اَفْضَلُ فَاَخَذَ حَجَرًا"۔(۳)

فَسَمِعَ بِهٖ اَعْمٰی: (ص۱۷۱، س۳۴) مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے "فَاَتَی الرَّاهِبَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ اَیْ بُنَیَّ اَنْتَ الْیَوْمَ اَفْضَلُ مِنِّیْ قَدْ بَلَغَ مِنْ اَمْرِكَ مَا اَرٰی وَاِنَّكَ سَتُبْتَلٰی فَاِنِ ابْتُلِیْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَیَّ وَكَانَ الْغُلَامُ یُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَیُدَاوِی النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَاءِ فَسَمِعَ جَلِیْسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِیَ فَاَتَاهُ بِهَدَایَا كَثِیْرَةٍ۔"(۴)

وَقَتَلَ الْاٰخَرَ بِقِتْلَةٍ اُخْرٰی: (ص۱۷۲، س۱) مسلم شریف کی روایت میں تفصیل آئی ہے "فَجِیْءَ بِالرَّاهِبِ فَقِیْلَ لَهٗ ارْجِعْ عَنْ دِیْنِكَ فَاَبٰی فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِیْ مَفْرَقِ رَأْسِهٖ فَشَقَّهٗ بِهٖ حَتّٰی وَقَعَ شِقَّاهُ۔"(۵)

وَیَتَرَدَّوْنَ: (ص۱۷۲، س۲) مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے "فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اكْفِنِیْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا۔"(۶)

كَانُوْا مَعَهٗ وَاَنْجَاهُ: (ص۱۷۲، س۳) ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت اس طرح آئی ہے "فذهبوا به فقال اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِیْنَةُ فَغَرِقُوْا وَجَاءَ یَمْشِیْ اِلَی الْمَلِكِ"۔(۷)

حِیْنَ رُمِیَ ثُمَّ مَاتَ: (ص۱۷۲، س۵) ایک دوسری روایت میں آتا ہے "ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِیْ صُدْغِهٖ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِیْ صُدْغِهٖ فِیْ مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ۔"

اُخْرِجَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِصْبَعُهٗ عَلٰی صُدْغِهٖ: (ص۱۷۲، س۷) علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں یہ لڑکا عبداللہ بن تامر جس جگہ دفن کیا گیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں کسی ضرورت کی وجہ سے زمین کھودی جا رہی تھی تو اس لڑکے کی لاش بالکل صحیح وسالم نمودار ہوئی اور اس کا ہاتھ اپنی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا جہاں پر تیر لگا ہوا تھا اس کا ہاتھ جب اس مقام سے ہٹایا گیا تو وہاں سے خون جاری ہو گیا اس کے ہاتھ کو اسی جگہ دوبارہ رکھ دیا گیا اس واقعہ کی اطلاع جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو اسی حالت میں دفنا دو۔(۸)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ خندقوں کا واقعہ تین مقام میں پیش آیا ہے۔ ① یمن ② ملک شام ③ فارس میں۔

ملک شام کا واقعہ بخت نصر کے زمانہ میں پیش آیا اور یمن کا واقعہ یوسف ذونواس بادشاہ کے زمانہ میں پیش آیا۔ یہاں اس سورت میں یہی تیسرا واقعہ مراد ہے۔(۹)

قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ: (ص۱۷۲، س۷) مفسرین نے لکھا ہے جب اس لڑکے کو اس کے ترکش

سے تیر لے کر "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ" کہہ کر مارا تو یہ تیر اس کی کنپٹی پر لگا اور وہ لڑکا مر گیا مگر جب لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا تو چاروں طرف سے آواز آنا شروع ہوگئی "اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ" کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے یہ معاملہ دیکھ کر بادشاہ یوسف ذونواس نے شہر کے چاروں طرف خندقیں کھودی اور اس میں خوب آگ جلائی گئی اور اعلان کیا گیا کہ جو دین ایمان سے نہ لوٹے گا اس کو اس آگ میں ڈال دو چناں چہ ایسا ہی ہوتا رہا اہل ایمان کو اس آگ میں جھونک دیا جاتا یہاں تک کہ ایک عورت لائی گئی جس کی گود میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا اس بچے کو جب آگ میں ڈالا گیا تو اس کی ماں آگ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگی اس کے بچہ نے کہا کہ اے امی آپ صبر کریں کیونکہ آپ حق پر ہیں۔

تخریج حدیث:

۳۴۷۵ - تفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير في تفسير (۵۲۱/۱۲)، برقم: (۳۶۸۵۱) عن عبدالله بن رافع عن أبي هريرة.

۳۴۷۶ - أخرجه مسلم: كتاب الزهد والرقائق: باب: قصة أصحاب الأخدود والساحر والراهب والغلام، حيث (۷۳ - ۳۰۰۵)، وأحمد (۱۶/۶) عن عبدالرحمن بن أبي ليلى عن صهيب به.

(۱) تفسیر قرطبی (۲) کنز العمال (۳) مسلم شریف (٤) مسلم شریف (٥) مسلم شریف (٦) مسلم شریف (۷) مسلم شریف (۸) تفسیر ابن کثیر (۹) تفسیر ابن کثیر

وَمِنْ سُوْرَةِ الْغَاشِيَةِ

یہ باب ہے سورۂ غاشیہ کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۲، س۸)

۳٤۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۲، س۲)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" نہ کہنے لگیں۔ اگر ان لوگوں نے اس کا اقرار کر لیا تو مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ ...... الآية" (سو تو سمجھائے جا تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے، تو نہیں ان پر داروغہ۔ الغاشیہ۔ آیت ۲۱، ۲۲) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

سورت غاشیہ بالاتفاق مکی ہے اس میں چھبیس آیات اور ایک رکوع ہے۔
اس سورت میں کلمات کی تعداد۹۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۸۱ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى: (ص۱۷۲، س۹)(۱)

اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ: (ص۱۷۲، س۱۰) اس آیت میں آپ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو آپ کی دعوت قبول نہیں کرتے آپ ﷺ ان سے رنجیدہ نہ ہوں آپ ﷺ تو صرف ان کو نصیحت کر دیا کریں آپ ان پر مسلط نہیں کیے گئے ہیں کہ ان کو منوا کر ہی چھوڑیں۔(۲)

تخریج حدیث:

٣٤٧٧ - أخرجه أحمد (٣ /٣٠٠)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله ......))، حديث (٣٥ - ٢١)، عن أبي الزبير عن جابر فذكره.

(۱) یہ حدیث کتاب الایمان میں گذر چکی ہے وہاں پر اس کی مکمل تشریح بھی گذر چکی ہے۔ (۲) انوار البیان: ۶۳۲/۵

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَجْرِ

یہ باب ہے سورۂ فجر کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۲، س۱۱)

٣٤٧٨ - حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَاَبُوْدَاوُدَ قَالَا نَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عِصَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الشَّفْعِ قَالَ هِيَ الصَّلٰوةُ بَعْضُهَا شَفْعٌ وَبَعْضُهَا وِتْرٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ وَقَدْ رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ اَيْضًا عَنْ قَتَادَةَ. (ص۱۷۲، س۱۱)

ترجمہ: ”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ”وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ“ (یعنی جفت اور طاق۔ الفجر آیت ۳) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد نمازیں ہیں۔ یعنی بعض جفت ہیں اور بعض طاق۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف قتادہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ خالد بن قیس بھی اسے قتادہ ہی سے نقل کرتے ہیں۔“

تشریح

سورت فجر مکی ہے۔

اس میں ۲۹ یا ۳۰ آیات اور اس میں ۲ رکوع ہیں۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۳۷ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۵۹۷ ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ: (ص۱۷۲، س۱۱)

سُئِلَ عَنِ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ: (ص۱۷۲، س۱۲) شفع بمعنی جفت وتر بمعنی طاق یہاں پر شفع سے اور وتر سے مراد نمازیں ہیں کیونکہ بعض نمازیں شفع یعنی دو یا چار رکعت پڑھی جاتی ہیں اور بعض نمازیں وتر (طاق) اور مغرب اور وتر کی تین رکعت پڑھی جاتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وتر سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات اور شفع سے مراد لوگ ہیں (درمنثور) اور حضرت مجاہد تابعی ابن سیرین، مسروق، قتادہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا فرمایا ہے "وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ" مگر خود اپنے آپ کو شہنشاہ اکیلا بنایا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی اقوال ہیں۔

تخریج حدیث:

۳٤۷۸ - أخرجه أحمد (٤/٤۳۷، ٤۳۸، ٤٤۲) عن عمران بن حصين.

وَمِنْ سُوْرَةِ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

یہ باب ہے سورۂ الشّمس کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۲، س۱٤)

۳٤۷۹ - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَذْكُرُ النَّاقَةَ وَالَّذِيْ عَقَرَهَا فَقَالَ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا اِنْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَارِمٌ عَزِيْزٌ مَنِيْعٌ فِيْ رَهْطِهٖ مِثْلُ اَبِيْ زَمْعَةَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ النِّسَآءَ فَقَالَ اِلٰى مَا يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ اِمْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهٗ اَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ قَالَ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ اِلٰى مَا يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِنْ مَا يَفْعَلُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۲، س۱٤)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اسے ذبح کرنے والے کے متعلق بیان کرتے ہوئے سنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا...... الآية" پڑھا (جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں کا بڑا بدبخت۔ الشّمس آیت ۱۲) اور فرمایا ایک بدبخت، شریر اور اپنی قوم کا طاقتور ترین شخص (جو ابوزمعہ کی طرح تھا) اٹھا پھر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے

کوئی کیوں اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح کوڑے مارے اور پھر دوسرے دن اس کے ساتھ سوئے بھی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ ٹھٹھا مار کر مت ہنسا کرو اور فرمایا تم میں سے کوئی اپنے ہی کئے پر کیوں ہنستا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

سورت شمس مکی ہے۔

اس میں ۱۵ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۵۴ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۲۴۶ ہے۔

حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ ...... يَوْمًا يَذْكُرُ النَّاقَةَ: (ص۱۷۲، س۱٤)

آپ ﷺ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اس کو قتل کرنے والے بدبخت کا تذکرہ فرمایا اور پھر کچھ نصائح فرمائیں۔

تخریج حدیث:

٣٤٧٩ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب: سورة والشمس وضحاها، حديث (٤٩٤٢)،: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها: باب: النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء، حديث (٤٩/٢٨٥٥)، وابن ماجه: كتاب النكاح: باب: ضرب النساء، حديث (١٩٨٣)، والدارمي: كتاب النكاح: باب: النهي عن ضرب النساء، حديث (١٩٨٣)، والدارمي: كتاب النكاح: باب: النهي عن ضرب النساء، وأحمد (١٧/٤)، والحميدي (٢٥٨/١)، حديث (٥٦٩).

وَمِنْ سُوْرَةِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

یہ باب ہے سورۂ واللیل کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۲، س۱۷)

٣٤٨٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا فِىْ جَنَازَةٍ فِى الْبَقِيْعِ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَجَلَسْنَا مَعَهٗ وَمَعَهٗ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهٖ فِى الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّا قَدْ كُتِبَ مَدْخَلُهَا فَقَالَ الْقَوْمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَهُوَ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشِّقَآءِ فَاِنَّهٗ يَعْمَلُ لِلشِّقَآءِ قَالَ بَلْ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَاِنَّهٗ مُيَسَّرٌ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشِّقَآءِ فَاِنَّهٗ مُيَسَّرٌ لِعَمَلِ الشِّقَآءِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى

وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۲، س۱۸)

ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع میں تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے ہم بھی بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لکڑی تھی جس سے زمین کو کرید رہے تھے۔ پھر سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا کوئی جان ایسی نہیں جس کا ٹھکانہ لکھا نہ جا چکا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو کیا پھر ہم لوگ اپنے بارے میں لکھے گئے پر بھروسہ کیوں نہ کر بیٹھیں؟ جو نیکی والا ہوگا وہ نیک عمل ہی کرے گا اور جو بد بخت ہوگا وہ اسی طرح کے عمل کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ عمل کرو۔ ہر ایک کے لئے وہی آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے وہ بنا ہے جو نیک بخت ہے اس کے لئے بھلائی کے کام آسان کر دیئے گئے اور جو بد بخت ہے اس کے لئے برائی کے کام آسان کر دیئے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں ”فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى ...... الخ“ (پھر جس نے دیا اور پرہیز گاری کی اور نیک بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے جنت کی راہیں آسان کر دیں گے لیکن جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور نیک بات کو جھٹلایا تو ہم اس کے لئے جہنم کی راہیں آسان کر دیں گے۔ واللیل۔ آیت ۴، ۱۰) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح

سورت واللیل مکی ہے اس میں اکیس (۲۱) آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۷۱ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۳۱۰ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص۱۷۲، س۱۸)

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷﴾ [1] (ص۱۷۲، س۲۲) (جس نے دیا (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے) اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔) یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اعمال کے اعتبار سے انسانوں کی دو جماعتوں کا تذکرہ فرمایا ہے ایک جماعت کامیاب ہے ان کے تین اعمال کا ذکر ہے ① اعطی۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرنا ② واتقی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ③ صدق بالحسنیٰ اچھی بات کی تصدیق کرنا۔

ابن عباس، ضحاک، سدی وغیرہ فرماتے ہیں اس سے کلمہ طیبہ کی تصدیق کرنا مراد ہے۔

سؤال: کلمہ طیبہ کا اقرار تو ایک بنیادی عمل ہے اس کے بغیر تو کوئی عمل بھی قابل قبول نہیں اس کو تو شروع میں بیان کرنا چاہیے تھا آخر میں کیوں ذکر کیا گیا؟

جواب: یہاں پر اصل مقصود اعمال میں کوشش کرنے کا ذکر ہے مگر ایمان کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوتا اس لیے اس کو بھی آخر میں ذکر کر دیا گیا۔

دوسری جماعت: دوسری جماعت جو اپنے اعمال میں ناکام ہے اس کے بھی تین اعمال کا ذکر ہے ① من بخل۔ مال کے خرچ کرنے میں بخل کرنا ② واستغنیٰ۔ اللہ تعالیٰ سے بے رخی اختیار کرنا ③ کذب بالحسنیٰ۔ اچھی بات یعنی کلمہ طیبہ کی تکذیب کرنا۔

پہلی کامیاب جماعت کے بارے میں "فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى" فرمایا جب کہ دوسری ناکام جماعت کے بارے میں "فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى" فرمایا۔

یُسْرٰی: کے معنی آسان اور آرام دہ چیز کے ہیں۔ مراد اس سے جنت ہے۔

عُسْرٰی: اس کے معنی مشکل اور مشقت کے ہیں، مراد جہنم ہے مطلب یہ ہے کہ جو کامیاب جماعت ہے اور اچھے اعمال کرے اس کے لیے ہم اعمال جنت آسان کر دیتے ہیں اور وہ جماعت جو برے اعمال کرتی ہے ان کے لیے جہنم کے اعمال کو آسان کر دیتے ہیں۔

یہاں پر بظاہر مقتضائے مقام یہ کہنے کا تھا کہ ان کے لیے اعمال جنت یا اعمال جہنم آسان کر دیئے جائیں گے آسان یا مشکل ہونا صفت اعمال ہی کی ہوسکتی ہے کیونکہ خود ذوات تو نہ آسان ہوتے ہیں اور نہ ہی مشکل مگر قرآن مجید نے تعبیر اس طرح فرمائی کہ خود ان لوگوں کی ذات اور وجود ان اعمال کے لیے آسان کر دیئے جائیں گے مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی طبیعتوں کو ایسا کر دیا جاتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں امام ترمذی نے نقل کیا ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو نیک اعمال کرتے ہیں تو یہ اعمال ان کی طبعی رغبت بن جاتے ہیں اور برے اعمال کرنے والوں کے لیے برائی کرنا ان کی طبیعت بن جاتی ہے۔[2]

تخریج حدیث:

۳۴۸۰ - تقدم تخریجه.

---

(۱) سورت الیل آیت: ۵، ۷ (۲) معارف القرآن: ۷۶۰/۸

وَمِنْ سُوْرَةِ وَالضُّحٰى

یہ باب ہے سورۂ ضحیٰ کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۲، س۲۲)

۳۴۸۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَارٍ فَدَمِيَتْ اِصْبَعُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ قَالَ وَاَبْطَاءَ عَلَيْهِ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدٌ فَاَنْزَلَ

اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِیُّ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَیْسٍ. (ص۱۷۲، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی سے خون نکل آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ایک انگلی ہے۔ تجھ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس تکلیف کی وجہ سے خون نکل آیا ہے راوی کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام نہ آئے تو مشرکین کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دیا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ ...... الخ'' (آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ بیزار ہوا ہے۔ الضحیٰ آیت ۳) یہ حدیث صحیح ہے۔ شعبہ اور ثوری اس حدیث کو اسود بن قیس سے نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

سورت ضحیٰ بالاتفاق مکی ہے اس میں گیارہ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۴۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۹۲ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا ...... فِیْ غَارٍ فَدَمِیَتْ اِصْبَعُهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: (ص۱۷۲، س۲۲)

حدیث بالا میں ''مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی'' کا شان نزول حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے زخمی ہونے والے واقعہ کے بعد وحی نہ آنے کو بتایا جا رہا ہے۔

سوال: اور انہی صحابی حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری شریف میں آتی ہے وہاں پر اس کے شان نزول میں ایک دو رات تہجد میں نہ اُٹھنے کا ذکر ہے ایک عورت نے اس پر طعنہ دیا تھا کہ شیطان رات کو آتا تھا اب اس نے آنا چھوڑ دیا مگر اس میں وحی کی تاخیر کا ذکر نہیں ہے۔

جواب: ممکن ہے دونوں ہی باتیں پیش آتی ہوں اور راوی نے کبھی ایک کو اور کبھی دوسرے کو بیان کر دیا۔

مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی: (ص۱۷۲، س۲٤) یہ طعنہ دینے والی عورت ام جمیل ابولہب کی بیوی تھی اور دوسری روایت میں یہ سوال کرنے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے ایک روایت میں اس طعنہ دینے والی نے کہا اور اس میں ''اَنْ یَکُوْنَ شَیْطَانُکَ'' اس نے یا محمد کہا ہے اور دوسری روایت میں یارسول اللہ کہا ہے اور اس میں ''اَنْ یَکُوْنَ صَاحِبُکَ'' آیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پہلی روایت میں یہ سوال کرنے والی عورت ام جمیل تھی اس نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں اور دوسری روایت میں یہ کہنے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔[1]

فائدہ: تاخیر وحی کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے ① شروع نزول قرآن کے وقت میں پیش آیا یہ فترت کا زمانہ بہت لمبا تھا۔ ② مشرکین یا یہود نے روح وغیرہ کے بارے میں سوال کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کل جواب دوں گا اس میں فترت

کا زمانہ تقریباً چالیس دن کا تھا۔ ③ تیسری فترت وحی وہ ہے جس کے سبب سورۃ ضحیٰ نازل ہوئی۔ (۲)

تخریج حدیث:

۳۴۸۱ - أخرجه البخاري: كتاب التهجد: باب: ترك القيام للمريض، حديث (۱۱۲۵)، وطرفه في (۴۹۵۰، ۴۹۵۱، ۴۹۸۳)، ومسلم: كتاب الجهاد والسير؛ باب: ما لقي النبي ﷺ من أذى المشركين والمنافقين حديث (۱۷۹۶/۱۲۲)، وأحمد (۳۱۲/۴، ۳۱۳)، والحميدي (۳۴۲/۲)، حديث (۷۷۷).

(۱) فتح الباري: ۱۱/۸، فيض الباري: ۲۵۲/٤ (۲) معارف القرآن: ۷٦٦/۸

وَمِنْ سُوْرَةِ اَلَمْ نَشْرَحْ

یہ باب ہے سورۂ الم نشرح کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۲، س۲۵)

۳۴۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهٖ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَائِلاً يَقُوْلُ اَحَدٌ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيْهَا مَآءُ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِیْ اِلٰى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَا يَعْنِیْ قَالَ اِلٰى اَسْفَلِ بَطْنِیْ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِیْ فَغُسِلَ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُعِيْدَ مَكَانَهٗ ثُمَّ حُشِیَ اِيْمَانًا وَحِكْمَةً وَفِی الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْهِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ. (ص۱۷۲، س۲۵)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ایک شخص مالک بن صعصعہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بیت اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نہ سو رہا تھا اور نہ ہی جاگ رہا تھا کہ ایک شخص کی آواز سنی۔ اس کے ساتھ دو اور بھی تھے۔ وہ لوگ ایک طشت لائے جس میں زمزم تھا۔ اس نے میرے سینے کو چاک کیا۔ یہاں تک۔ قتادہ کہتے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا مطلب تو انہوں نے فرمایا کہ پیٹ کے نیچے تک پھر میرے دل کو نکالا اور آب زمزم سے دھونے کے بعد واپس اسی جگہ لگا دیا پھر اس میں ایمان اور حکمت بھر دیا گیا۔ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔"

تشریح

سورت الم نشرح مکی ہے۔

اس میں آٹھ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۸ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۳۰ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص۱۷۲، س۲۵) رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا: (ص۱۷۲، س۲۶)

آپ ﷺ کا شق صدر: یہ واقعہ معراج پر جانے سے پہلے کا ہے شق صدر کا واقعہ کئی بار پیش آیا ہے۔

بَيْنَمَا اَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ: (ص۱۷۲، س۲۷) ایک دوسری روایت میں "بَيْنَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ" بھی آیا ہے ایک اور روایت میں "فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ"[1] آتا ہے۔

اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ" والی روایت کا تعلق ابتداء سے ہے اور "فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ" کا تعلق اس کے بعد سے ہوگا آپ بیت اللہ میں سو رہے تھے قریش کا دستور تھا کہ وہ بیت اللہ کے اردگرد سویا کرتے تھے۔[2]

اَحَدُ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ: (ص۱۷۲، س۲۷) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان تینوں کے نام سے واقف نہیں ہو سکا ایک روایت حضرت انس بن مالک سے آتی ہے اس میں آتا ہے "فَاَتَاهُ جِبْرَئِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ فَقَالَا ......"[3] اس میں حضرت جبرئیل اور میکائیل کی تصریح ہے۔

بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ: (ص۱۷۲، س۲۷) سونے کا ایک طشت لایا گیا۔

سوال: سونے کے برتن کا استعمال تو ناجائز ہے؟

جواب: ① یہ مکہ کا واقعہ ہے سونے کے استعمال کی حرمت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھی۔

جواب: ② دنیا میں سونے کا استعمال ناجائز ہے اس رات میں جو واقعات پیش آئے وہ سب عالم آخرت سے متعلق تھے۔

فِيْهَا مَاءُ زَمْزَمَ: (ص۱۷۲، س۲۸) جنت سے تمام سامان لائے مگر پانی دل کو دھونے کے لیے زمزم ہی استعمال کیا گیا اس میں اشارہ ہے کہ زمزم کا پانی تمام پانیوں پر فضیلت رکھتا ہے۔[4]

ابن جمرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمزم کا تعلق جنت سے بھی ہے اور زمین سے بھی زمزم سے آپ ﷺ کے دل مبارک کو دھویا گیا تو علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا "قَلْبٌ سَدِيْدٌ فِيْهِ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ" یہ بہت ہی عمدہ دل ہے اس میں دیکھنے والی دو آنکھیں ہیں اور سننے والے دو کان ہیں۔[5]

ثُمَّ حُشِيَ اِيْمَانًا وَحِكْمَةً: (ص۱۷۲، س۲۸) ایمان کے بعد حکمت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا" حکمت سے قرآن مجید کا فہم بھی مراد ہو سکتا ہے یا حکمت اللہ تعالیٰ کی معرفت کا نام ہے یا تہذیب نفس مراد ہے علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حکمت کے مفہوم میں کئی اور اقوال بھی بیان کیے ہیں۔[6]

شق صدر کتنی بار ہوا:

چار مرتبہ آپ ﷺ کا شق صدر ہوا۔

❶ دو ڈھائی سال کی عمر میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہتے تھے۔
❷ دو سال کی عمر میں ہوا جب کہ آپ کی عمر دو سال چند ماہ تھی۔ (۷)
❸ نبوت سے پہلے۔
❹ معراج پر جانے سے پہلے جس کا ذکر حدیث بالا میں ہے۔ (۸)

وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ یہ واقعہ بخاری شریف صفحہ ۲۱ اور مسلم صفحہ ۹۳ - ۹۲ پر تفصیل سے موجود ہے جس کی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے۔

تخریج حدیث:

۳٤۸۲ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الخلق: باب: ذكر الملائكة، حديث (۳۲۰۷) والحديث طرفه في (۳۳۹۳، ۳٤۳۰، ۳۸۸۷)، ومسلم: كتاب الإيمان: باب: الإسراء برسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إلى السموات وفرض الصلوات، حديث (۲٦٤/۱٦٤)، (۲٦٥/۱٦٤)، والنسائي (۱/۲۱۷): كتاب الصلاة: باب: فرض الصلاة: ......))، حديث (٤٤۸)، وأحمد (٤/۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۰)، وابن خزيمة (۱/۱۵۳)، حديث (۳۰۱)، (۱/۱۵٦)، حديث (۳۰۲).

(۱) مسلم شریف (۲) نسیم الریاض (۳) طبرانی (٤) مظاہر حق: ۵/٤۰۰ (۵) نسیم الریاض: ۲/۲۲۲ (٦) شرح مسلم: ۱/۵۳ (۷) درمنثور بحوالہ مسند احمد: ٦/۳٦۳ (۸) مظاہر حق: ۵/٤۰۰

وَمِنْ سُوْرَةِ وَالتِّيْنِ

یہ باب ہے سورۂ والتین کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۲، س۲۹)

۳٤۸۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلاً بَدَوِيًّا اَعْرَابِيًّا يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ يَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَقَرَأَ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ فَلْيَقُلْ بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا يُرْوٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ هٰذَا الْاَعْرَابِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلَا يُسَمّٰى. (ص۱۷۲، س۳۰)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ والتین پڑھے اور ''اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ'' تک پہنچے تو یہ کہے ''بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ'' (یعنی میں بھی اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں) یہ حدیث اس سند سے اعرابی کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس اعرابی کا نام نہیں لیا گیا۔''

تشریح

جمہور کے نزدیک سورت والتین مکی ہے اس میں آٹھ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۴ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۵۰ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا ...... مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ: (ص۱۷۲، س۳۰)

ایک دوسری روایت میں مزید وضاحت آئی ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سورت والتین والزیتون پڑھنا شروع کرے اور اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ پر پہنچے تو کہے "بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ" اور جو شخص "لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ" پڑھنا شروع کرے اور پھر "اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی" پر پہنچے تو یوں کہے بَلٰی اور جو شخص سورت المرسلات پڑھنا شروع کرے اور "فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ" پر پہنچے تو "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ" کہے۔[1]

تنبیہ: احناف کے نزدیک نماز میں اس کو نہیں پڑھا جائے گا۔

تخریج حدیث:

۳۴۸۳ - أخرجه أبوداود (۱/۲۳۴): کتاب الصلاة: باب: مقدار الرکوع والسجود، حدیث (۸۸۷)، وأحمد (۲/۲۴۹).

(۱) مشکوة المصابیح: ۸۱

وَمِنْ سُوْرَةِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

یہ باب ہے سورۂ علق کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۲، س۳۲)

۳۴۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِالْکَرِیْمِ الْجَزَرِیِّ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَاَیْتُ مُحَمَّدًا یُصَلِّیْ لَاَطَأَنَّ عَلٰی عُنُقِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ فَعَلَ لَاَخَذَتْهُ الْمَلٰئِکَةُ عِیَانًا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۷۲، س۳۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ "سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ" (ہم بھی موکلین دوزخ کو بلالیں گے۔ العلق آیت ۱۸) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ میں نے اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کی گردن روند دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے ایسا کیا تو فرشتے اسے دیکھتے ہی پکڑ لیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔"

۳۴۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَعِیْدِ الْاَشَجُّ نَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَجَآءَ اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَزَبَرَهٗ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ اَکْثَرُ مِنِّیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاللّٰهِ لَوْ دَعَا نَادِیَهٗ

لَاَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ وَفِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ. (ص۱۷۳، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل آیا اور کہنے لگا کیا میں نے تمہیں اس سے منع نہیں کیا (تین مرتبہ یہی جملہ دہرایا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اسے ڈانٹا۔ وہ کہنے لگا: تم جانتے ہو کہ مجھ سے زیادہ کسی کے ہم نشین نہیں ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ''فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ...... الآیة'' (پس وہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے، ہم بھی موکلین دوزخ کو بلائیں گے۔ العلق آیت ۷، ۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ اپنے دوستوں کو بلا لیتا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ اس باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔''

تشریح

سورت علق بالاتفاق مکی ہے اور اس میں انیس آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۷۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۲۸۰ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۷۲، س۳۲) سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَاَيْتُ: (ص۱۷۳، س۱)

شان نزول: اسی روایت بالا کو امام مسلم نے کچھ وضاحت سے نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل نے لات وعزی کی قسم کھا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مٹی میں اپنا چہرہ ملائیں گے (یعنی سجدہ میں جائیں گے) تو میں ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر پاؤں رکھنے کے لیے آگے بڑھا تو فوراً الٹے پاؤں واپس لوٹا اور وہ اپنے ہاتھوں کو اس طرح ہلا رہا تھا جیسے کسی چیز سے اپنے آپ کو بچا رہا ہو لوگوں نے کہا کیا ہوا کہنے لگا میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آگ کی خندق تھی اور ڈراؤنی حالت میں بازوؤں والی مخلوق تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ مجھ سے قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو کر کے اچک لیتے۔ [1]

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ ...... (ص۱۷۳، س۲)

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ: (ص۱۷۳، س٤) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل نے نماز سے روکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جھڑک دیا تو اس نے کہا کہ پوری وادی کو گھوڑوں اور فوجی لوگوں سے بھر دوں گا۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ: (ص۱۷۳، س۵) صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں زبانیہ سے جہنم پر مقرر فرشتے مراد ہیں اسی کو ایک دوسری جگہ پر غلاظ شداد [2] فرمایا گیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابوجہل اگر اپنے مجلس والوں کو بلا لیتا تو اللہ تعالیٰ بھی زبانیہ فرشتے کے ذریعہ اس کو پکڑ لیتے۔ [3]

تخریج حدیث:

٣٤٨٤ - أخرجه البخاري: كتاب التفسير: باب ﴿كلا لئن لم ينته لنسفعا بالناصية ناصية كاذبة خاطئة﴾، حديث (٤٩٥٨)، وأحمد (٢٤٨/١، ٢٥٦، ٣٢٩، ٣٦٨).

٣٤٨٥ - انظر السابق.

(۱) مسلم شریف: ۳۷۲/۲ (۲) سورت تحریم آیت ...... (۳) نسائی شریف معالم التنزیل

وَمِنْ سُوْرَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

یہ باب ہے سورۂ قدر کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۳، س۵)

٣٤٨٦ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ نَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَامَ رَجُلٌ اِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ سَوَّدْتَّ وُجُوْهَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ يَا مُسَوِّدَ وُجُوْهِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ لَا تُؤَنِّبْنِيْ رَحِمَكَ اللّٰهُ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيَ بَنِيْ اُمَيَّةَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ فَسَآءَهٗ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ يَا مُحَمَّدُ يَعْنِيْ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ وَنَزَلَتْ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُوْ اُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ الْقَاسِمُ فَعَدَدْنَاهَا فَاِذَا هِيَ اَلْفُ شَهْرٍ لَا تَزِيْدُ يَوْمًا وَلَا تَنْقُصُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ وَقَدْ قِيْلَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَازِنٍ وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ هُوَ ثِقَةٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَيُوْسُفُ بْنُ سَعْدٍ رَجُلٌ مَجْهُوْلٌ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَلٰى هٰذَا اللَّفْظِ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۷۳، س۶)

ترجمہ: ''حضرت یوسف بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کے بعد کہا کہ آپ نے مسلمانوں کے منہ پر کالک مل دی۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے مجھے الزام مت دو۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منبر پر بنوامیہ کے لوگ نظر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ'' (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو (جنت کی ایک نہر) کوثر عطا کی ہے) پھر یہ سورت نازل ہوئی ''اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ ...... الخ'' (بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ القدر۔ آیت ۱، ۳) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنوامیہ بادشاہ ہوں گے۔ قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے ان کی (یعنی بنوامیہ کی) حکومت کے دن

گنے تو انہیں پورے کے پورے ایک ہزار ماہ پایا۔ نہ ایک دن کم نہ زیادہ۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے قاسم بن فضل کی روایت سے جانتے ہیں بعض اسے قاسم بن فضل سے اور وہ یوسف بن مازن سے نقل کرتے ہیں۔ قاسم بن فضل حدانی کو یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اس سند میں یوسف بن سعد مجہول ہیں۔ ہم اسے ان الفاظ سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔''

۳۴۸۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِیْ لُبَابَةَ وَعَاصِمٍ سَمِعَا زِرَّ بْنَ حُبَیْشٍ یَقُوْلُ قُلْتُ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اِنَّ اَخَاكَ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ مَنْ یَقُمِ الْحَوْلَ یُصِبْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ لَقَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ وَلٰكِنَّهٗ اَرَادَ اَنْ لَا یَتَّكِلَ النَّاسُ ثُمَّ حَلَفَ لَا یَسْتَثْنِیْ اَنَّهَا لَیْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ بِاَیِّ شَیْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْاٰیَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بِالْعَلَامَةِ اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۷۳، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص سال بھر جاگے گا (یعنی رات کو عبادت کرے گا) وہ شب قدر کو پالے گا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی مغفرت کرے وہ جانتے تھے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرے میں ہے اور یہ کہ یہ ستائیسویں رات ہے لیکن انہوں نے چاہا کہ لوگ اس پر بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جائیں پھر انہوں نے قسم کھائی کہ یہ وہی ستائیسویں شب ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اے ابومنذر (یعنی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔ انہوں نے فرمایا: اس نشانی سے یا فرمایا: اس علامت کی وجہ سے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی کہ اس دن سورج اس طرح نکلتا ہے کہ اس میں شعاع نہیں ہوتی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

سورت قدر اکثر علماء کے نزدیک مکی ہے بعض کے نزدیک مدنی ہے اس میں پانچ آیات اور ایک رکوع ہے۔
اس سورت میں کلمات کی تعداد ۳۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۲۱ ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ ...... قَامَ رَجُلٌ اِلَی الْحَسَنِ: (ص۱۷۳، س۶)

وُجُوْهَ الْمُؤْمِنِیْنَ: (ص۱۷۳، س۷) اَوْیَا مُسَوِّدَ وُجُوْهِ الْمُؤْمِنِیْنَ یہاں پر او شک کے لیے ہے۔

بَنِیْ اُمَیَّةَ عَلٰی مِنْبَرِهٖ: (ص۱۷۳، س۷) ایک دوسری روایت میں ہے ''اُرِیَ فِیْ مَنَامِهٖ بَنِیْ اُمَیَّةَ یَعْلُوْنَ مِنْبَرَ خَلِیْفَةً خَلِیْفَةً.''(۱)

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ: (ص۱۷۳، س۸) ''القدر'' مفرد کے لغت میں کئی معنی آتے ہیں مثلاً عظمت وشرف، تقدیر، حکم کے ہیں یہ رات عظمت والی ہے اور ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عظمت کا مطلب ہے کہ گناہ گار آدمی بھی اس رات میں توبہ استغفار اور عبادت کر کے عظمت والا بن جاتا ہے اور لیلۃ القدر کو تقدیر کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ اسی رات میں تمام مخلوقات کے لیے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہوا ہے ایک سال تک پیش آنے والے معاملات متعلقہ فرشتوں کے حوالے کر دیئے جاتے ہے۔

وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ: (ص۱۷۳، س۸) لیلۃ القدر کی رات کے تعین میں اختلاف ہے اس بارے میں تقریباً چالیس اقوال ہیں ان میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں یہ رات آتی ہے اور خاص کر کے طاق راتوں میں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ بخاری شریف کی روایت میں بھی آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا ''تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ'' کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے ''فَاطْلُبُوْهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا'' رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرو۔ (۲)

لَيْلَةُ الْقَدْرِ کے تعین نہ کرنے کی وجہ:

❶ تعین نہ کرنے سے آدمی اس رات کی تلاش میں کئی راتوں میں عبادت کر لیتا ہے ان سب راتوں کی عبادت کا ثواب الگ ملے گا۔

❷ تعین ہونے کے بعد اگر اس رات میں گناہ ہوتا تو یہ زیادہ سخت اندیشہ ناک بات ہوتی کہ معلوم ہونے کے باوجود اس رات میں گناہ کرنا بہت ہی برا ہوتا۔

❸ تعین ہونے کے بعد اگر وہ رات کسی وجہ سے رہ جاتی تو پھر وہ دوسری راتوں میں بشاشت کے ساتھ عبادت نہیں کرتا۔

❹ رمضان کی عبادت سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر تفاخر فرماتے ہیں تو تعین نہ کرنے کی صورت میں یہ تفاخر زیادہ ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ: (ص۱۷۳، س۸) ایک ہزار سال کی عبادت (یعنی ۸۳ سال ۴ مہینے) سے افضل ہے۔

افضل کتنی ہے اس کی وضاحت قرآن مجید میں نہیں ہے ایک روایت میں آتا ہے جو شب قدر میں عبادت کے ساتھ کھڑا رہا اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۳)

ایک روایت میں آتا ہے جو شب قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ تمام ہی خیروں سے محروم رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سوال کیا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا کرو، ''اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ'' اے اللہ تعالیٰ آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند فرماتے ہیں میری خطاؤں کو معاف فرما

دے۔

یَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُوْ اُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ: (ص۱۷۳، س۹)

یَمْلِكُهَا: (ص۱۷۳، س۹) ھا کا مرجع الف شهر ہے مطلب یہ ہے ہزار مہینے وہ مراد ہیں جن میں بنوامیہ کی حکومت رہی ہے اس میں بنوامیہ کی حکومت کی مذمت بیان کی جارہی ہے یہ قول قاسم بن فضل حدانی کا ہے محققین فرماتے ہیں یہ قول بہت ہی زیادہ منکر روایات میں سے ہے بنوامیہ کی ابتداء حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت ۴۰ھ میں قائم ہوئی اور پھر ان سے ۱۳۲ھ میں بنوعباس نے حکومت لی ہے اس دوران بانوے سال بنتے ہیں اور الف شهر کی مدت تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں اور مزید اس پر یہ کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بعض شہروں پر حکومت تھی اس کو نکالا جائے تو بھی یہ مطلوبہ مدت نہیں بنتی دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کی ہے اس میں بنوامیہ کی حکومت کی مذمت یا مدح کا بیان نہیں ہے اس بات پر کسی بھی لفظ سے اشارہ نہیں ملتا۔ (۴)

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ...... مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ: (ص۱۷۳، س۱۱)

وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ: (ص۱۷۳، س۱۴) اس سے پہلی حدیث میں یہ بات گذر چکی ہے کہ "لَيْلَةُ الْقَدْرِ" کون سی رات کو آتی ہے اس میں علماء کے تقریباً چالیس اقوال ہیں زیادہ تر اقوال رمضان کے آخری عشرہ کے بارے میں ہیں اور پھر اکثر اقوال اس کے طاق رات ہونے کے بارے میں ہیں اور پھر اکثر علماء کے نزدیک ستائیسویں شب کے بارے میں ہیں جیسے کہ حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے۔

اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا: (ص۱۷۳، س۱۵) حدیث بالا میں شب قدر کی علامت بیان کی جارہی ہے درمنثور میں حضرت عبادہ بن صامت سے مزید وضاحت اس طرح نقل آتی ہے "وَمِنْ اَمَارَاتِهَا اَنَّهَا لَيْلَةٌ بَلِجَةٌ صَافِيَةٌ سَاكِنَةٌ سَاجِيَةٌ لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ كَاَنَّ فِيْهَا قَمَرًا سَاطِعًا وَلَا يَحِلُّ لِنَجْمٍ اَنْ يُرْمٰى بِهٖ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى الصَّبَاحِ وَ مِنْ اِمَارَاتِهَا اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ صَبِيْحَتَهَا لَا شُعَاعَ لَهَا مُسْتَوِيَةً كَاَنَّهَا الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى الشَّيْطَانِ اَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا يَوْمَئِذٍ" (۵) منجملہ شب قدر کی علامتوں میں یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (نور کی کثرت کی) وجہ سے چاند کھلا ہوا ہوتا ہے اس رات کی صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے ہیں نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کا سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسے کہ چودھویں رات کا چاند اللہ جل شانہ نے اس دن کے سورج کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا ہے عبدۃ بن ابی لبابۃ کہتے ہیں کہ اس رات کو سمندر کا پانی میٹھا ہوتا ہے۔

تَنْبِيْه: ان تمام چیزوں کا تعلق امور کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے اس لیے ان علامات کی فکر میں رہنے کی

بجائے عبادات میں مشغول رہنا چاہیے۔

تخریج حدیث:

٣٤٨٦ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٣/٦٤)، حديث (٣٤٠٧) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره (١٢/٦٥٣)، برقم: (٣٧٧١٤) عن القاسم بن الفضل عن عيسىٰ بن مازن عن الحسن بن علي رضي الله عنهما.

٣٤٨٧ - تقدم تخريجه.

(١) ابن جرير (٢) مظاهر حق، مرقاة (٣) بخارى و مسلم (٤) تفسير ابن كثير (٥) درمنثور

سُوْرَةُ لَمْ يَكُنْ

یہ باب ہے سورۂ لم یکن کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۳، س۱۵)

٣٤٨٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ قَالَ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۳، س۱۵)

ترجمہ: ”حضرت مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پکارا ”یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ“ (اے تمام مخلوق سے بہتر) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ قَالَ ذَاكَ: (ص۱۷۳، س۱۵)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر البریۃ کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتانا بطور تواضع اور انکساری کے تھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں اور آپ اس مصداق کے زیادہ مستحق ہیں بعض علماء فرماتے ہیں یہ مصداق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بتایا تھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ (١)

تخریج حدیث:

٣٤٨٨ - أخرجه مسلم: كتاب الفضائل: باب: من فضائل إبراهيم الخليل صلى الله عليه وسلم، حديث (١٥٠/٢٣٦٩)، وأبوداود: كتاب السنة: باب: فى التخيير بين الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، حديث (٤٦٧٢)، وأحمد (٣/١٧٨، ١٨٤).

(١) شرح مسلم للنووی

سُوْرَةُ اِذَا زُلْزِلَتْ

یہ باب ہے سورۂ زلزال کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۳، س۱۷)

٣٤٨٩ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ اَيُّوْبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا تَقُوْلُ عَمِلَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا فَهٰذِهٖ اَخْبَارُهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۳، س۱۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا......'' (اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔ الزلزال آیت۴) اور فرمایا کہ جانتے ہو کہ اس کی خبریں کیا ہیں؟ عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہیں کہ یہ ہر مرد و عورت کے متعلق بتائے گی کہ اس نے اس پر (یعنی زمین پر) کیا کیا اور کہے گی کہ اس نے فلاں دن اس طرح کیا، اس طرح کیا یہ اس کی خبریں ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

بعض کے نزدیک یہ سورت مکی ہے اور بعض لوگوں نے مدنی کہا ہے اس میں ۸ یا ۷ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۵۳ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۴۹ ہے۔

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ ...... يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ: (ص۱۷۳، س۱۷)[1]

جب زمین بولے گی تو انسان حیران رہ جائے گا اور یہ کہے گا کہ یہ تو بے شعور تھی آج کس طرح بات کر رہی ہے اس وقت کی زمین انسان کے اعمال کی ترجمانی کرے گی اس پر یہ آیت دلالت کر رہی ہے۔

تخریج حدیث:

٣٤٨٩ - تقدم تخريجه.

(۱) یہ حدیث ابواب ''صفة القيامة'' میں باب الصور میں گذر چکی ہے۔

وَمِنْ سُوْرَةِ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

یہ باب ہے سورۂ تکاثر کی تفسیر کے بیان میں (ص۱۷۳، س۲۰)

۳۴۹۰ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ نَاشُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ اَوْ اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۳، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن شخیر فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ سورۂ تکاثر پڑھ رہے تھے پھر فرمایا ابن آدم کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے۔ یہ میرا مال ہے حالانکہ (اے ابن آدم) تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے صدقے کے طور پر دے دیا، یا کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پرانا کر دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۴۹۱ - حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ نَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ قَيْسٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا زِلْنَا نَشُكُّ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ حَتّٰى نَزَلَتْ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ مَرَّةً عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ قَيْسٍ عَنْ اَبِیْ لَيْلٰى عَنِ الْمِنْهَالِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۷۳، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں شک ہی میں تھے یہاں تک کہ یہ سورت نازل ہوئی ''اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ'' ابوکریب اپنی سند میں عمرو بن قیس سے ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے منہال سے روایت کرتے ہیں۔

یہ حدیث غریب ہے۔''

۳۴۹۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَیُّ النَّعِيْمِ نُسْأَلُ عَنْهُ وَاِنَّمَا هُمَا الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ قَالَ اَمَا اِنَّهُ سَيَكُوْنُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۷۳، س۲۴)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ'' (پھر اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ التکاثر آیت ۸) تو زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کون سی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ ہمارے پاس کھجور اور پانی کے علاوہ ہے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (سوال) ہوگا۔ یہ حدیث

حسن ہے۔"

۳۴۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُمَيْدٍ نَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ قَالَ النَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ اَىِّ النَّعِيْمِ نُسْأَلُ وَاِنَّمَا هُمَا الْاَسْوَدَانِ وَالْعَدُوُّ حَاضِرٌ وَسُيُوْفُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ سَيَكُوْنُ وَحَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عِنْدِىْ اَصَحُّ مِنْ هٰذَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ اَحْفَظُ وَاَصَحُّ حَدِيْثًا مِنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ. (ص۱۷۳، س۲۶)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ" تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس دو ہی تو چیزیں ہیں پانی اور کھجور۔ پھر ہم سے کن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ دشمن حاضر ہے اور تلواریں ہمارے کاندھوں پر ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سوال ہوگا۔ ابن عیینہ کی محمد بن عمرو سے منقول حدیث میرے نزدیک اس حدیث سے زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ سفیان بن عیینہ حدیث کے اعتبار سے ابوبکر بن عیاش سے احفظ اور زیادہ صحیح ہیں۔"

۳۴۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا شَبَابَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَمٍ الْاَشْعَرِىِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِى الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَالضَّحَّاكُ هُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ وَيُقَالُ اِبْنُ عَرْزَمٍ وَ ابْنُ عَرْزَمٍ اَصَحُّ. (ص۱۷۳، س۲۹)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن بندے سب سے پہلے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت عطا نہیں کی۔ کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیر نہیں کیا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ضحاک، ضحاک بن عبدالرحمٰن بن عرزب ہیں۔ انہیں ابن عرزم بھی کہا جاتا ہے اور ابن عرزم زیادہ صحیح ہے۔"

تشریح

سورت تکاثر اکثر لوگوں کے نزدیک مکی ہے بعض نے مدنی کہا ہے اس میں آٹھ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۸ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۱۲۰ ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ...... (ص۱۷۳، س۲۰) وَهُوَ يَقْرَأُ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ: (ص۱۷۳، س۲۱) (یہ حدیث ابواب الزہد میں باب الزہادۃ فی الدنیا میں گذر چکی ہے۔)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ "اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ" پڑھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس سے مراد ناجائز طریقوں سے مال کو حاصل کرنا اور جہاں پر مال کو خرچ کرنا فرض ہے وہاں خرچ نہ کرنا ہے۔[1]

حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ ...... (ص۱۷۳، س۲۲) عَذَابِ الْقَبْرِ حَتّٰى نَزَلَتْ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ: (ص۱۷۳، س۲۳)

مَا زِلْنَا نَشُكُّ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ حَتّٰى نَزَلَتْ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ: (ص۱۷۲، س۲۲) عذاب قبر قرآن مجید کی آیات، احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

عذاب قبر کے بارے میں آیات قرآنیہ: اس میں صرف دو آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

❶ ﴿مِمَّا خَطِيٓـَٔـٰتِهِمْ أُغْرِقُوا۟ فَأُدْخِلُوا۟ نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا۟ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ أَنصَارًا ﴿٢٥﴾﴾[2] (یہ لوگ بسبب اپنے گناہوں کے ڈبو دیئے گئے اور جہنم میں پہنچا دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار انہوں نے نہ پایا۔) بوجہ اپنے گناہوں کے وہ غرق کیے گئے پس ڈال دے گئے آگ میں پھر نہ پایا انہوں نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار۔

❷ ﴿ٱلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ أَدْخِلُوٓا۟ ءَالَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٦﴾﴾[3] (آگ ہے جس کے سامنے ہر ہر صبح و شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت ہوگی (فرمان) ہوگا کہ فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔) پیش کیے جاتے ہیں اس پر صبح و شام اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا داخل کرو فرعونیوں کو سخت عذاب میں۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں عذاب قبر کے بارے میں یہ آیت صریح ہے۔[4]

عذاب قبر کے بارے میں احادیث نبویہ:

❶ ذخیرۂ احادیث میں سے صرف تین احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے۔

"مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ ......"[5] (آپ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔)

❷ حضرت انس کی تفصیلی روایت میں یہ جملہ بھی آتا ہے۔

"وَيُضْرَبُ بِطَارِقٍ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ"[6] منافق کو لوہے کے پتھر سے سختی سے مارا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی آواز کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے۔

❸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں یہ جملہ بھی آتا ہے۔

"فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ اِلْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ فِيْهَا اَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذَالِكَ."[7] زمین کو حکم ہوتا ہے کہ اس پر سمٹ جائے پس زمین اس پر سمٹ جاتی ہے اور اس کی پسلیاں آر پار ہو جاتی ہیں یہ سزا اس کو اس وقت تک ہوتی رہتی ہے جب تک کہ قیامت کے دن قبر سے کھڑا نہیں کیا جائے گا۔

عذاب قبر کے بارے میں فقہاء کے اقوال: علامہ ظاہرین احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وَلَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ مَنْ يُنْكِرُ شَفَاعَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَيُنْكِرُ كِرَامَ الْكَاتِبِيْنَ وَ عَذَابَ الْقَبْرِ كَذَا مَنْ يُنْكِرُ الرُّؤْيَةَ لِاَنَّهٗ كَافِرٌ." (۸) جو شخص آپ ﷺ کی شفاعت اور کراماً کاتبین اور عذاب قبر اور رویت باری تعالیٰ کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں کیونکہ وہ کافر ہے۔

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وَلَا تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ مُنْكِرِ الشَّفَاعَةِ وَالرُّؤْيَةِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ لِاَنَّهٗ كَافِرٌ لِتَوَاتُرِ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ عَنِ الشَّارِعِ علیہ السلام." (۹) شفاعت اور اللہ تعالیٰ کا دیدار، عذاب قبر، کراماً کاتبین کا انکار کرنے والے کے پیچھے نماز درست نہیں۔ کیونکہ وہ کافر ہے اس لیے کہ یہ امور شارع علیہ السلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"مُنْكِرُ الشَّفَاعَةِ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ وَ الرُّؤْيَةِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مُنْكِرُ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ كَافِرٌ" (۱۰) اہل کبائر کے لیے شفاعت، اللہ تعالیٰ کا دیدار عذاب قبر، کرام کاتبین کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

اسی طرح سے فتاوٰی عالمگیری ۲/ ۳۰۱ مختصر تذکرۃ القرطبی تالیف عبدالوہاب الشعرانی ص ۳۶ وغیرہ متعدد کتابوں میں منکر عذاب القبر کو کافر کہا گیا ہے یہی اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَنَا ...... (ص ۱۷۳، س ۲۴) ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ: (ص ۱۷۳، س ۲۵)

هُمَا الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ: (ص ۱۷۳، س ۲۶) علامہ آلوسی نے بھی اس پر یہی مضمون رکھا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے بارے میں سوال کریں گے کہ اے بندو! تم نے ان نعمتوں کا شکریہ ادا کیا یا نہیں؟ وہ نعمتیں کیا ہوں گی حدیث بالا میں کھجور اور پانی کے بارے میں کہا گیا ہے مثلاً "اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا" یعنی قوت شنوائی توانائی بینائی اور دل یہ صرف تین نعمتیں نہیں ہے بلکہ اس ضمن میں لاکھوں نعمتیں آ گئیں۔ "وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا."

امام تفسیر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قیامت کے دن دنیا کی ہر لذت کے متعلق سوال ہوگا۔ (۱۱)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ سوال کسی خاص نعمت کے بارے میں نہیں بلکہ ہر نعمت کے بارے میں ہوگا۔ (۱۲)

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی عطاء فرمایا ہے وہ ہمارے بغیر کسی استحقاق کے عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اپنی نعمتوں کے بارے میں مواخذہ کرے کہ اے بندو! تم نے میری ان نعمتوں کی کیا کیا قدردانی کی، اور کس قدر عبادت میں لگے اور میری نعمتوں کے بدلے تم کیا لے کر آئے ہو۔

تخریج حدیث:

۳٤۹۰ - تقدم تخريجه.

۳٤۹۱ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (۷/۳۷۳)، حديث (۱۰۰۹٥)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الطبري في تفسيره (۱۲/٦۷۹)، برقم: (۳۷۸۷٥) عن علي رضي الله عنه.

۳٤۹۲ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب: معيشة أصحاب النبي ﷺ، حديث (٤١٥٨)، وأحمد (١/١٦٤)، والحميدي (١/٣٣)، حديث (٦١).

۳٤۹۳ - تفرد به الترمذي كما في التحفة (۱۱/۲۱)، حديث (۱٥۱۲۱) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير في تفسيره (۱۲/٦۸۲)، برقم (۳۷۸۹۸) عن محمود بن وليد.

۳٤۹٤ - تفرد به الترمذي كما في التحفة (۱۰/۱۱٦)، حديث (۱۳٥۱۱) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير في التفسير (۱۲/٦۸۲)، برقم: (۳۷۸۹۹) عن أبي هريرة.

(۱) قرطبی (۲) سورت نوح آیت: ۲۵ (۳) سورت المومن آیت: ۴۶ (۴) بخاری: ۱/۳۵، ومسلم: ۱/۱۴۱، مواردالظمآن: ۱۹۹ (۵) بخاری: ۱/۳۵، ومسلم: ۱/۱۴۱، مواردالظمآن: ۱۹۹ (۶) بخاری و مسلم مشکوۃ: ۱/۲۵، مسند احمد: ۳/۱۲۶ (۷) ترمذی: ۱/۱۲۷ (۸) خلاصۃ الفتاوای: ۱/۱۴۹ (۹) فتح القدیر شرح ہدایہ: ۱/۲۴۷ (۱۰) رسائل بحر العلوم: ۹۹ (۱۱) تفسیر قرطبی (۱۲) تفسیر قرطبی

وَمِنْ سُوْرَةِ الْكَوْثَرِ

یہ باب ہے سورۂ کوثر کی تفسیر کے بیان میں

۳٤۹٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ نَهْرٌ فِی الْجَنَّةِ قَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ نَهْرًا فِی الْجَنَّةِ حَافَتَيْهِ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاكَهُ اللّٰهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۳، س۳۲)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سورۂ کوثر کی تفسیر میں نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوثر جنت کی ایک نہر ہے راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مزید فرمایا: میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳٤۹٦ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ اَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِی الْجَنَّةِ اِذْ عُرِضَ لِیْ نَهْرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ

لِلْمَلَكِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاكَهُ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلٰى طِيْنَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا ثُمَّ رُفِعَتْ لِیْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی فَرَاَيْتُ عِنْدَهَا نُوْرًا عَظِيْمًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ. (ص۱۷۳، س۳٤)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جنت میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔ میں نے فرشتے سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی ہے۔ پھر انہوں نے ہاتھ مارا اور اس کی مٹی نکالی، تو وہ مشک تھی۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ آگئی اور میں نے اس کے قریب عظیم نور دیکھا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔''

۳٤۹۷ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّآئِبِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِی الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَجْرَاهُ عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ تُرْبَتُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَآءُهٗ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَاَبْيَضُ مِنَ الثَّلْجِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷٤، س۲)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں جانب سونے کے خیمے ہیں۔ اس کا پانی موتی اور یاقوت پر بہتا ہے۔ اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

اکثر لوگوں کے نزدیک سورت کوثر مکی ہے مگر امام قتادہ، مجاہد، عکرمہ اور حسن بصری کے نزدیک مدنی ہے اس میں تین آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۲ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۲ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ ...... (ص۱۷۳، س۳۲)

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ: (ص۱۷۳، س۳۳) علماء فرماتے ہیں الکوثر خیر کثیر کو کہتے ہیں۔ اس میں نبوت کا ملنا اور سید انبیاء ہونا اور آخری امت کا ملنا اور پوری دنیا میں دین اسلام کی اشاعت، آخرت میں مقام محمود کا ملنا وغیرہ وغیرہ یہ سب الکوثر میں داخل ہے امام رازی نے کوثر کے مصداق میں پندرہ اقوال نقل کیے ہیں اور ان سب کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ [1]

رَاَيْتُ نَهْرًا فِی الْجَنَّةِ: (ص۱۷۳، س۳) الکوثر کی ایک تفسیر امام ترمذی بھی نقل فرما رہے ہیں کہ کوثر سے مراد جنت کی نہر

ہے...... اس نہر کی احادیث میں بہت سی صفات بیان فرمائی گئیں ہیں اس نہر کی صفات کے سلسلہ میں امام ترمذی نے بھی تین روایات بیان فرمائی ہیں۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری اس نہر کا طول اور عرض اتنا زیادہ ہوگا کہ ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لیے ایک ماہ کی مسافت درکار ہوگی اور اس کا طول اور عرض برابر ہوگا اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہوگی اور اس پر پیالے اس قدر ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے جو اس میں سے پیئے گا کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ (۲)

اور ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان کے ستاروں کی تعداد میں حوض کے کنارے سونے چاندی کے پیالے ہوں گے۔ (۳)

نیز ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض پر تم کو پانی پلانے کا انتظام کرنے کے لیے پہلے سے پہنچا ہوا ہوں گا اور جو اس سے پی لے گا پھر اس کو پیاس نہیں لگے گی بہت سے لوگ میرے پاس سے گذریں گے جنہیں میں جانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہنچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے درمیان آڑ کر دی جائے گی میں کہوں گا کہ یہ میرے آدمی ہیں جواب میں کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا نئی چیزیں (دین میں) نکال لی تھیں اس پر میں کہوں گا دور ہوں دور ہوں جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔ (۴)

تخریج حدیث:

٣٤٩٥ - أخرجه البخاري: كتاب الرقاق: باب: في الحوض وقول الله تعالىٰ: ﴿إِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾، حديث (٦٥٨١) والحديث متقدم في البخاري أيضا رقم (٤٩٦٤)، وأبوداود: كتاب السنة: باب: من الحوض، حديث (٤٧٤٨)، وأحمد (٢٠٧/٣)، ١٩١/٣، ١٦٤، ٢٣١، ٢٣٢)، وعبد بن حميد ص (٣٥٩)، حديث (١١٨٩).

٣٤٩٦ - انظر السابق.

٣٤٩٧ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الزهد: باب: صفة الجنة، حديث (٤٣٣٤)، والدارمي: كتاب الرقائق: باب: من الكوثر، وأحمد (٦٧/٢، ١٥٨، ١١٢).

---

(۱) تفسیر کبیر (۲) مشکوۃ: ۴۸۷، بحوالہ مسلم (۳) مشکوۃ: ۴۸۷ (۴) مشکوۃ

وَمِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

یہ باب ہے سورۂ فتح کی تفسیر کے بیان میں

٣٤٩٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَسْأَلُنِي مَعَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَتَسْأَلُهُ وَلَنَابَنُوْنَ مِثْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اِنَّهُ مِنْ حَيْثُ نَعْلَمُ فَسَأَلَهُ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقُلْتُ اِنَّمَا هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهُ اِيَّاهُ وَقَرَأَ السُّوْرَةَ اِلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷٤، س٤)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مجھ سے مسائل پوچھتے تھے۔ ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان سے مسائل پوچھتے ہیں۔ جب کہ یہ ہماری اولاد کے برابر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کیوں ان سے پوچھتا ہوں۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ'' (جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آ چکی۔ النصر آیت:۱) کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا: اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وفات کی خبر دی گئی ہے۔ پھر پوری سورت پڑھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۴۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَتَسْأَلُهُ وَلَنَا اَبْنَآءٌ مِثْلُهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷٤، س۸)

ترجمہ: ''محمد بن بشار، محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے اور وہ ابوبشر سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس کے یہ الفاظ ہیں۔ ''اَتَسْأَلُهُ وَلَنَا اَبْنَآءٌ مِثْلُهُ ......'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

سورت فتح جمہور کے نزدیک مدنی ہے اس کا دوسرا نام سورۃ التودیع بھی ہے یعنی رخصت کرنا اس سورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخصت ہونے کی طرف اشارہ ہے اس سورت میں ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۹ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۷۹ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: (ص۱۷٤، س۲)

يَسْأَلُنِي مَعَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (ص۱۷٤، س۵) ایک دوسری روایت میں آتا ہے كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِيْ مَعَ اَشْيَاخِ بَدْرٍ[1]

اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سورت میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے مگر اس بات پر اختلاف ہے کہ اس سورت کا نزول فتح مکہ کے بعد ہوا ہے یا پہلے۔ مفسرین کے دونوں قول ہیں بعض نے کہا غزوۂ خیبر سے واپسی پر یہ سورت نازل ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کے نزول کے بعد دو سال زندہ رہے۔[2]

جب یہ سورت نازل ہوئی اور آپ نے سنائی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے کسی نے رونے کا سبب معلوم کیا تو فرمایا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کی طرف اشارہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی تصدیق بھی فرمائی جیسے کہ حدیث بالا میں حضرت ابن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی بات سمجھی ہے۔ (۳)

اور بعض کہتے ہیں یہ سورت آپ کے دنیا سے رخصت ہونے سے ۸۲ دن پہلے نازل ہوئی۔

تخریج حدیث:

۳۴۹۸ - أخرجه البخاري: كتاب المناقب: باب: علامات النبوة من الإسلام، حديث (۳٦۲۷)، وأطرافه (٤۲۹٤، ٤٤۳۰، ٤۹٦۹، ٤۹۷۰)، وأحمد (۱/۳۳۷).

(۱) بخاری کتاب التفسیر (۲) روح المعانی (۳) تفسیر قرطبی

وَمِنْ سُوْرَةِ تَبَّتْ

یہ باب ہے سورۂ لہب کی تفسیر کے بیان میں

۳۵۰۰ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ قَالَا نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الصَّفَا فَنَادٰى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ اِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنِّيْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ مُمَسِّيْكُمْ اَوْ مُصَبِّحُكُمْ اَكُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷٤، س۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر چڑھے اور پکارنے لگے "یا صباحاہ" اس پر قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ دیکھو اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن صبح یا شام کو تم تک پہنچنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ ابولہب کہنے لگا۔ کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا، تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے "تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" نازل فرمائی (ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوگیا۔ اللہب آیت:۱) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

سورت لہب بالاتفاق مکی ہے اس میں پانچ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۳ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۷۱ ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ...... (ص۱۷۴، س۹) صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: (ص۱۷۴، س۱۰)
مسلم شریف کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے "فَعَمَّ وَ خَصَّ" یعنی عام خطاب بھی فرمایا اور خاص بھی یعنی سب قبیلے والوں کے نام لے لے کر ارشاد فرمایا۔

اَبُوْ لَهَبٍ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا: (ص۱۷۴، س۱۰) ابولہب کا نام عبدالعزی تھا لہب کے معنی ہیں آگ کا شعلہ، ابولہب اس کو اس لیے کہا جاتا تھا کہ اس کا چہرہ بھی سرخ تھا زمانہ جاہلیت میں خوبصورتی کی وجہ سے اس کو ابولہب کہا جاتا تھا اور قرآن مجید نے بھی اس کو ابولہب کہا مگر قرآن مجید کے کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو جہنم کی آگ جلائے گی جو لقب اس کی خوشی کا لقب تھا وہی لقب اس کے لیے دنیا و آخرت میں رسوائی میں مبتلا ہونے کی خبر دینے کے لیے استعمال ہوگیا۔

دنیا میں اس طرح کہ اس کے جسم پر غزوۂ بدر کے بعد خطرناک قسم کی چیچک نکل آئی لوگ گھن کرنے لگے اس کو ایک گھر میں ڈال دیا گیا کوئی نزدیک نہیں جاتا تھا اسی حالت میں وہ مر گیا تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی تین دن کے بعد لوگوں نے اس کے بیٹوں کو عار دلائی تو انہوں نے ایک آدمی کی مدد سے دیوار کے قریب کر دیا اور اس پر پتھر ڈالتے رہے یہاں تک وہ اس میں دب گیا۔ [1]

قیامت کی رسوائی تو سورت لہب میں اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائی ہے۔

﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ①﴾ [2] (ص۱۷۴، س۱۱) (ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور (خود) ہلاک ہوگیا۔) یہاں ہلاکت کی نسبت ہاتھوں کی طرف کی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ تر کام آدمی ہاتھ سے ہی کرتا ہے اس کے لیے یہاں پر یہ کہا ورنہ مراد پورا جسم ہی ہے، ابن عباس کی روایت میں آتا ہے ایک دن ابولہب نے لوگوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد فلاں فلاں کام ہوں گے پھر اپنے ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔

"تَبًّا لَكُمَا مَا اَرٰى فِيْكُمَا شَيْئًا مِمَّا يَقُوْلُ مُحَمَّدٌ" تم برباد ہو جاؤ میں تمہارے اندر ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں دیکھتا جس کی ہونے کی خبر محمد (ﷺ) دیتے ہیں اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے ہلاکت کی نسبت اس کے ہاتھوں کی طرف کی۔ [3]

تَبَّتْ: (ص۱۷۴، س۱۱) یہ بطور بددعا کے ہے کہ ہلاک اور برباد ہو جائے۔

وَّتَبَّ: یہ جملہ بطور خبر کے ہے گویا اس میں بددعا کا نتیجہ بھی فوراً بتا دیا گیا کہ وہ ہلاک اور برباد ہو بھی گیا۔

تخریج حدیث:

۳۵۰۰ - أخرجه البخاري (۳٦۰/۸): كتاب التفسير: باب: ﴿وانذر عشيرتك الأقربين﴾، حديث (٤۷۷۰) وأطرافه في (٤۸۰۱)، (٤۸/۱)، (٤۹۷۱)، ومسلم (٦۲٥/۱ أبي): كتاب الإيمان: باب: من قوله تعالىٰ: ﴿وانذر عشيرتك الأقربين﴾ حديث (۲۰۸/۳٥٦)، وأحمد (۲۸۱/۱، ۳۰۷).

(۱) البداية والنهاية: ۳۰۹/۳، بيان القرآن (۲) سورت اللهب آيت: ۱ (۳) معارف القرآن: ۸۳۹/۸

وَمِنْ سُوْرَةِ الْاِخْلَاصِ

یہ باب ہے سورۂ اخلاص کی تفسیر کے بیان میں

۳۵۰۱ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اَبُوْسَعْدٍ هُوَ الصَّنْعَانِىُّ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ الرَّازِىِّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْسُبْ لَنَا رَبَّكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ فَالصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ لِاَنَّهٗ لَيْسَ شَىْءٌ يُوْلَدُ اِلَّا سَيَمُوْتُ وَلَيْسَ شَىْءٌ يَمُوْتُ اِلَّا سَيُوْرَثُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمُوْتُ وَلَا يُوْرَثُ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ شَبِيْهٌ وَلَا عِدْلٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ. (ص۱۷٤، س۱۱)

ترجمہ: ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ”قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ...... الخ“ نازل فرمائی (کہہ دو وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔ سورۂ اخلاص: آیت ۱،۴) صمد وہ ہے جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اس لئے کہ ہر پیدا کرنے والی چیز یقیناً مرے گی۔ اور جو مرے گا اس کا وارث بھی ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نہ مریں گے اور نہ ان کا کوئی وارث ہوگا۔ ”کفو“ کے معنی مشابہ اور برابری کے ہیں یعنی اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔“

۳۵۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ الرَّازِىِّ عَنِ الرَّبِيْعِ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ اٰلِهَتَهُمْ فَقَالُوْا اُنْسُبْ لَنَا رَبَّكَ قَالَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِىْ سَعْدٍ وَاَبُوْسَعْدٍ اِسْمُهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُيَسَّرٍ. (ص۱۷٤، س۱٤)

ترجمہ: ”حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے معبودوں کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سورۂ اخلاص لے کر نازل ہوئے۔ پھر اسی کی مانند حدیث بیان کرتے ہوئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ حدیث ابوسعد کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ ابوسعد کا نام محمد بن میسر ہے۔“

تشریح

اس سورت کا نام اخلاص آپ ﷺ سے بھی مروی ہے۔ (۱)

جمہور علماء کے نزدیک یہ سورت مکی ہے مگر ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، اور قتادہ، ضحاک، سدی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے اس میں چار آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۱۵ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۴۸ ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ ...... (ص۱۷٤، س۱۱) اُنْسُبْ لَنَا رَبَّكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: (ص۱۷٤، س۱۳)

بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ سوال یہودیوں نے کیا تھا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ سوال عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ مشرک نے کیا تھا بعد میں عامر کا انتقال طاعون میں ہوگیا اور اربد بجلی گرنے سے ہلاک ہوا۔ (۲)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ: (ص۱۷٤، س۱۳) قل کہنے سے آپ ﷺ کی رسالت پر بھی اشارہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی ذات صفات میں تنہا اور یکتا ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات سوچنا یا کوئی ایسا سوال کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مشابہت ہوتی ہو یہ سب ناجائز ہے۔

اَحَدٌ: (ص۱۷٤، س۱۳) احد اور واحد دونوں کا ترجمہ ایک ہی کیا جاتا ہے مگر حقیقت میں احد اس کو کہتے ہیں جو مخلوق سے کسی قسم کی مشابہت نہیں رکھتا ہو۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ: (ص۱۷٤، س۱۳) صمد کے علماء نے متعدد معنی لکھے ہیں روح المعانی نے حضرت ابوہریرہ سے اس کا معنی "هُوَالْمُسْتَغْنِیْ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ الْمُحْتَاجُ اِلَيْهِ كُلُّ اَحَدٍ."

علامہ آلوسی نے ابن انباری سے یہ ترجمہ بھی نقل کیا ہے "اَلصَّمَدُ ...... اَنَّهُ السَّيِّدُ الَّذِیْ لَيْسَ فَوْقَهٗ اَحَدٌ الَّذِیْ يَصْمَدُ اِلَيْهِ النَّاسُ فِیْ حَوَائِجِهِمْ وَاُمُوْرِهِمْ" (۳) یعنی صمد وہ سردار ہے جس سے بالاتر کوئی دوسرا نہیں جس کی طرف لوگ اپنی حاجتوں اور دوسرے تمام کاموں میں توجہ کرتے ہیں۔ علامہ رازی نے اس کے پندرہ معنی لکھے ہیں۔ (۴)

وَلَمْ يُوْلَدْ لِاَنَّهٗ لَيْسَ شَیْءٌ يُوْلَدُ: (ص۱۷٤، س۱۳) والد اور مولود میں مشابہت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تو ہر اعتبار سے یکتا ہے وہ کسی کی اولاد ہو یہ بھی محال ہے اور اس کی کوئی اولاد ہو یہ بھی محال ہے۔

جیسے کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ پر ارشاد ہے ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ ......﴾ (لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بنائی ہے تم نے یہ ایسی سخت حرکت کی ہے اس کی وجہ سے کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر جائیں اس بات سے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں۔)

وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ: (ص۱۷٤، س۱٤) کفوا کے معنی مثل اور مماثل کے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں ہے ایک دوسری جگہ پر ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگ آپس میں برابر یہ سوال کرتے رہیں گے کہ یہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا جب لوگ ایسا سوال کریں تو تم کہو "اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ"(٦)

تخریج حدیث:

٣٥٠١ - أخرجه أحمد (١٣٣/٥) عن أبي العالية عن أبي بن كعب فذكره.

٣٥٠٢ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (١٩٤/١٣)، حديث (١٨٦٤٧)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن جرير في التفسير (٧٤٠/١/٢)، برقم (٣٨٢٩٨) عن أبي العالية.

(١) درالمنثور: ٤١٤/٦ (٢) معالم التنزيل (٣) روح المعانی (٤) تفسیر کبیر (٥) سورت الشوری ...... (٦) بخاری

وَمِنْ سُوْرَتَيِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

یہ باب ہے سورت معوذتین کی تفسیر کے بیان میں

٣٥٠٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِسْتَعِيْذِىْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرو کیونکہ یہی اندھیرا کرنے والا ہے۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

٣٥٠٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ نَا قَيْسٌ وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ اٰيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٧٤، س١٩)

ترجمہ: "حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر چند ایسی آیات نازل فرمائی ہیں۔ جن کے مثل نہیں دیکھی گئیں۔ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس۔
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

معوذتین سورت فلق اور سورت ناس کو کہتے ہیں۔

سورت فلق: یہ سورت جمہور کے نزدیک مدنی ہے جب کہ حسن بصری، عکرمہ، عطاء رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کے نزدیک مکی ہے اس میں پانچ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۳ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۶۹ ہے۔

سورت الناس: جمہور علماء کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے بعض نے مکی کہا ہے اس میں چھ آیات اور ایک رکوع ہے۔

اس سورت میں کلمات کی تعداد ۲۰ ہے جب کہ حروف کی تعداد ۷۹ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ...... (ص۱۷۴، س۱۷)

نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ: (ص۱۷۴، س۱۸) چاند کی طرف دیکھا۔

سؤال: چاند میں تو چاندنی اور روشنی ہوتی ہے اس سے تاریکی کا استدلال کیسے کیا گیا؟

جواب: ① صاحب قاموس نے کہا "اَلْغَاسِقُ الْقَمَرُ اَوِالَّيْلُ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ اَيِ الَّيْلَ اِذْ دَخَلَ." یعنی لفظ غاسق مشترک ہے چاند اور رات دونوں اس کا مدلول ہو سکتے ہیں۔

جواب: ② چاند جب چھپ جاتا ہے یا گرہن ہو جاتا ہے تو اس وقت تاریکی آ جاتی ہے اس اعتبار سے اس کو غاسق کہا گیا ہے۔(1)

فَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ: (ص۱۷۴، س۱۹) مفسرین نے لکھا ہے کہ لفظ غاسق، غسق سے ہے بمعنی تاریکی وقب۔ یہ وقوب سے ہے بمعنی داخل ہونا۔

ابن عباس نے اس آیت کا معنی یہ بیان فرمایا کہ غاسق سے مراد رات ہے جب وہ اندھیرے کے ساتھ آ جائے رات کے وقت میں جنات شیاطین حشرات الارض موذی جانور وغیرہ پھیل جاتے ہے اس لیے رات کی اندھیری سے پناہ چاہ ہی رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو بھی پناہ مانگنے کو فرمایا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص۱۷۴، س۱۹) قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ اٰيَاتٍ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ: (ص۱۷۴، س۲۰) اس حدیث کے الفاظ اس سے پہلے فضائل القرآن میں گذر چکے ہیں۔

وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ: (ص۱۷۴، س۲۱) سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ان دونوں سورتوں کو معوذتین بھی کہا جاتا ہے بنی زریق کے یہودیوں میں سے ایک آدمی جس کا نام لبید بن اعصم تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کروا دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں گرہیں لگا کر ایک کنویں میں ڈال دیا تھا ان بالوں میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں نزول المعوذتین کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک آیت پڑھتے تھے ایک ایک گروہ کھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ آپ مکمل صحت یاب ہو گئے۔

الْفَلَق: (ص۱۷٤، س۲۱) بمعنی پھاڑنا مراد یہاں پر صبح ہے صبح جب ظاہر ہوتی ہے وہ بھی اندھیرے کو پھاڑ کر روشنی ظاہر کرتی ہے۔ بعض لوگوں نے فلق سے مراد مخلوق لیا ہے کہ میں ساری مخلوق کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔

مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ: (ص۱۷٤، س۲۱) ماخلق کے مفہوم میں ساری ہی مخلوق آگئی نیز اس کے عموم میں جسمانی تکلیف اور روحانی تکلیف سب داخل ہوگئیں یہاں تک کہ اپنے نفس سے جو شر پہنچ سکتا ہو وہ بھی اس میں داخل ہے۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حسن بصری اور مجاہد فرماتے ہیں کہ غاسق کا ترجمہ رات کے ہیں وقب وقوب سے ہے یعنی اندھیری جب پوری طرح بڑھ جائے ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں رات کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ رات کو جنات، شیاطین موذی جانور، چور ڈاکو وغیرہ پھیلے ہوئے ہوتے ہیں صبح ہوتے ساتھ ان کا تسلط ختم ہو جاتا ہے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ: علامہ آلوسی فرماتے ہیں جادو کے عمل میں اور ابن اعصم (یہودی) کے ساتھ اس کی بیٹیاں بھی شریک تھیں اس وجہ سے النفثت (مونث کا صیغہ) استعمال کیا گیا ہے یہ نفاثہ کی جمع ہے اور یہ نفاث کی تانیث ہے اور نفاث نافث سے مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی دم کرنا دوسرا احتمال علامہ آلوسی نے یہ بھی لکھا ہے کہ نفاثات یہ نفوس کی صفت ہے اور یہ مراد لینا زیادہ بہتر ہے تاکہ مردوں کے نفوس خبیثہ اور ارواح شریرہ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔ [۲]

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ: حاسد کہتے ہیں دوسرے کی نعمت ختم ہو جائے خواہ وہ میرے پاس آئے یا نہیں حسد کرنے والے جنات بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی دوست بھی دوشمن بھی، حسد کرنا حرام ہے کیوں کہ حاسد اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمت کے زوال میں رہتا ہے حسد کے بارے میں عرب کا مقولہ ہے "اَلْحَسَدُ حَسَكٌ مَنْ تَعَلَّقَ بِهٖ هَلَكَ" حسد ایک ایسا کانٹا ہے جس نے اسے پکڑا وہ ہلاک ہی ہو گیا متعدد احادیث میں حسد کی مذمت بیان کی گئی ہے مثلاً ایک روایت میں آتا ہے کہ حسد سے بچو کیوں کہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ [۳] وَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ ؎

دَعِ الْحَسُوْدَ وَمَا يَلْقَاهُ مِنْ كَمَدِهٖ
كَفَاكَ مِنْهُ لَهِيْبُ النَّارِ فِيْ كَبِدِهٖ
اِنْ لَمْتَ ذَاحَسَدٍ نَفَثْتَ كُرْبَتَهٗ
وَاِنْ سَكَتَ فَقَدْ عَذَّبْتَهٗ بِيَدِهٖ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ: رب بمعنی پالنے والا اور ہر حال کی اصلاح کرنے والا یہاں پر رب کی اضافت ناس کی طرف کی گئی ہے اس سے پہلی سورت میں فلق کی طرف اضافت تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی سورت میں ظاہری اور جسمانی آفات سے پناہ مانگنا مقصود ہے اور وہ انسان کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں جانوروں کو بھی آفات و مصائب پہنچتے ہیں بخلاف وسوسۂ شیطانی کے کہ اس کا نقصان صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔ [٤]

رَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ: یہ تینوں صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

سؤال: الناس کا تکرار کیوں کیا ہے ضمیر لوٹا دی جاتی تو بظاہر زیادہ وضاحت والا کلام ہوتا مثلاً "رَبِّ النَّاسِ مَلِكِهِمْ وَاِلٰهِهِمْ" فرمادیا جاتا۔

جواب: یہ مقام دعا ہے، مقام مدح ہے یہاں پر تکرار کا ہونا ہی قبولیت دعا کے زیادہ قریب ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ: اس آیت میں شیطان کو وسواس مبالغۃً کہا گیا ہے کہ وہ سراپا وسوسہ ہی ہے شیطان کے وسوسہ کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ایک مخفی کلام کے ذریعہ انسان کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے۔ (۵)

خَنَّاس: یہ خنس سے مشتق ہے بمعنی پیچھے لوٹنے کے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹتا ہے جیسے کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا شیطان اپنی سونڈ کو انسان کے دل پر جمائے ہوئے رکھتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو اس کو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔ (۶)

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ: وسوسہ ڈالنے والے صرف جنات ہی نہیں بلکہ انسان بھی ہوتے ہیں انسانوں کا وسوسہ ڈالنا اندر داخل ہو کر نہیں ہوتا بلکہ باہر سے زبانی طور پر اقوال کے ذریعہ اور جسمانی حرکات اور اعمال کے ذریعہ ہوتا ہے انسانی شیطان کے شر سے مراد خود اپنے نفس کا وسوسہ ہے کیوں کہ جس طرح شیطان جن انسان کے دل میں برے کاموں کی رغبت ڈالتا ہے اسی طرح خود انسان کا اپنا نفس بھی اس کو برے کاموں کی طرف مائل کرتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے خود اپنے نفس کے شر سے بھی پناہ مانگنا سکھلایا ہے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْكِهٖ"۔ (۷)

علماء فرماتے ہیں یہاں پر جو وسوسہ سے ڈرایا گیا ہے وہ اختیاری وسوسہ ہے اور جو غیر اختیاری وسوسہ ہو وہ قابل معافی ہے۔ (۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ معوذتین کو قرآن مجید کی سورتوں میں شمار نہیں کرتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ یہ پناہ مانگنے کے لیے تعلیم کی گئی ہیں یہ بات ان کی طرف غلط منسوب ہے اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو رجوع کر لیا ہو گا جیسے کہ اکابرین امت کی رائے ہے ان میں سے چند کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں اس بارے میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ الْمُعَوِّذَتَیْنِ وَالْفَاتِحَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَاَنَّ مَنْ جَحَدَ شَیْئًا مِنْهُ كَفَرَ وَمَا نُقِلَ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ بَاطِلٌ لَیْسَ بِصَحِیْحٍ۔" (۹)

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَكُلُّ مَارُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مِنْ اَنَّ الْمُعَوِّذَتَیْنِ وَاُمَّ الْقُرْآنِ لَمْ تَكُنْ فِیْ مُصْحَفِهٖ فَكَذِبٌ مَوْضُوْعٌ لَا یَصِحُّ وَاِنَّمَا صَحَّتْ عَنْهُ قِرَاءَةُ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّبْنِ حُبَیْشٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ فِیْهَا اُمُّ الْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ۔" (۱۰)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی قُرْاٰنِیَّتِهِمَا وَقَالُوْا اَنَّ اِنْكَارُ ذٰلِكَ الْیَوْمَ كُفْرٌ وَ لَعَلَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَجَعَ

عَنْ ذٰلِكَ."(۱۱)

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"فَلَعَلَّهُ لَمْ يَسْمَعْهُمَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَتَوَاتَرْ عِنْدَهُ ثُمَّ لَعَلَّهُ قَدْ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ ذٰلِكَ إِلٰى قَوْلِ الْجَمَاعَةِ فَإِنَّ الصَّحَابَةَ رضی اللہ عنہم كَتَبُوْهُمَا فِي الْمَصَاحِفِ الْأَئِمَّةِ وَنَفَذُوْهَا إِلٰى سَائِرِ الْآفَاقِ كَذٰلِكَ فَلَهُ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ."

حضرت امام عاصم (جن کی قراءت متواتر ہے) جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں معوذتین خود موجود ہیں قرآن مجید کی کسی آیت یا سورت کا انکار کفر ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا انکار کریں ان کی طرف انکار کی نسبت ہی غلط ہے بعض علماء فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن کا جز سمجھتے تھے اور اس کو سورت فاتحہ کی طرح بکثرت پڑھتے تھے اس لیے انہوں نے اس کو اپنے مصحف میں لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔(۱۲)

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اور قاضی ابوبکر بن عربی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو صحیح ماننے سے انکار کیا ہے۔(۱۳)

علامہ بحر العلوم تحریر فرماتے ہیں:

"فَنِسْبَةُ إِنْكَارِ كَوْنِهِمَا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَيْهِ غَلَطٌ فَاحِشٌ، وَمَنْ أَسْنَدَ الْإِنْكَارَ إِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَا يُعْبَأُ بِسَنَدِهِ عِنْدَ مُعَارَضَةِ هٰذِهِ الْأَسَانِيْدِ الصَّحِيْحَةِ بِالْإِجْمَاعِ وَالْمُتَلَقَّاةِ بِالْقَبُوْلِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْكِرَامِ بَلْ وَالْأُمَّةِ كُلِّهَا كَافَّةً، فَظَهَرَ أَنَّ نِسْبَةَ الْإِنْكَارِ إِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ بَاطِلٌ."

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معوذتین کے جزءِ قرآن ہونے کا منکر بتانا نہایت فحش غلطی ہے، اور جس شخص نے اس انکار کی نسبت ان کی طرف کی ہے اس کی سند ان اسانید کے مقابلے میں نا قابلِ اعتبار ہے جو اجماعی طور پر صحیح ہیں اور جنہیں علمائے کرام بلکہ پوری اُمت نے قبول کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف انکار کی نسبت باطل ہے۔"(۱۴)

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِيْ مُصْحَفِهِ الْفَاتِحَةُ وَالْمُعَوِّذَتَانِ أَوْ أَنَّهُ كَانَ يَحُكُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَكَاذِبٌ قَصْدًا أَوْ وَاهِمٌ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ، وَالْمُعَوِّذَتَانِ مَوْجُوْدَتَانِ فِيْ قِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ بِطَرِيْقِ أَصْحَابِهِ. وَكَذٰلِكَ الْفَاتِحَةُ وَقِرَاءَتُهُ هِيَ قِرَاءَةُ عَاصِمٍ الْمُتَوَاتِرَةِ الَّتِيْ يَسْمَعُهَا الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا فِيْ كُلِّ حِيْنٍ وَفِيْ كُلِّ الطَّبَقَاتِ، وَأَنّٰى يُنَاهِضُ خَبَرُ الْآحَادِ الرِّوَايَةَ الْمُتَوَاتِرَةَ ...... وَقَدْ أَجَادَ ابْنُ حَزْمٍ الرَّدَّ عَلٰى تَقَوُّلَاتِ الْمُتَقَوِّلِيْنَ فِيْ هٰذَا الصَّدَدِ فِيْ كَثِيْرٍ مِنْ مُؤَلَّفَاتِهِ."

"اور جس شخص کا یہ خیال ہو کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں فاتحہ اور معوذتین نہیں تھیں یا وہ معوذتین کو

مصحف سے مٹا دیا کرتے تھے تو وہ شخص یا تو جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے یا غیر شعوری طور پر وہم میں مبتلا ہے، کیونکہ معوذتین اور اسی طرح سورۂ فاتحہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی اس قراءت میں موجود ہے جو ان کے شاگردوں کی سند سے متواتراً منقول ہے، اور ان کی قراءت عاصم کی وہ مشہور قراءت ہے جسے مشرق ومغرب کے تمام مسلمان ہر زمانے اور ہر طبقے میں سنتے چلے آئے ہیں، اور یہ اخبار آحاد اس متواتر قراءت کا مقابلہ کیسے کرسکتی ہیں؟ اور علامہ ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متعدد کتابوں میں اس قسم کے اقوال کی بڑی اچھی تردید کی ہے۔"(۱۵)

یہ چند اقوال صرف نمونے کے لیے پیش کیے گئے ہیں، ورنہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے محقق علماء نے ان روایات کو صحیح ماننے سے انکار کیا ہے۔

سوال: حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ وہ روایات جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے انکار ثابت ہے ان روایات کے تمام راوی ثقہ ہیں۔(۱۶)

جواب: جو حضرات علمِ حدیث سے واقف ہیں، ان پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ صرف راویوں کا ثقہ ہونا کسی روایت کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں کوئی علت یا شذوذ نہ پایا جائے۔ تمام محدثین نے "حدیثِ صحیح" کی تعریف میں یہ بات لکھی ہے کہ وہ روایت ہر قسم کی علت اور شذوذ سے خالی ہو۔ چنانچہ اگر کسی روایت میں کوئی علت یا شذوذ پایا جاتا ہو تو راویوں کے ثقہ ہونے کے باوجود اس کو صحیح قرار نہیں دیا جاتا۔ حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقدمے میں تحریر فرماتے ہیں:

"فَالْحَدِيْثُ الْمُعَلَّلُ هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ اطُّلِعَ فِيْهِ عَلٰى عِلَّةٍ تَقْدَحُ فِيْ صِحَّتِهٖ مَعَ أَنَّ الظَّاهِرَ السَّلَامَةُ مِنْهَا وَيَتَطَرَّقُ ذٰلِكَ إِلَى الإِسْنَادِ الَّذِيْ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ اَلْجَامِعِ شُرُوْطَ الصِّحَّةِ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرِ وَيُسْتَعَانُ عَلٰى إِدْرَاكِهَا بِتَفَرُّدِ الرَّاوِيْ وَبِمُخَالَفَةِ غَيْرِهٖ لَهٗ مَعَ قَرَائِنَ تَنْضَمُّ إِلٰى ذٰلِكَ تَنَبُّهُ الْعَارِفِ بِهٰذَا الشَّأْنِ." (۱۷)

"پس حدیثِ معلل وہ حدیث ہے جس میں کوئی ایسی "علت" معلوم ہوئی ہو جو اس حدیث کی صحت کو مجروح کرتی ہو باوجودیکہ ظاہری نظر میں وہ حدیث صحیح سالم معلوم ہوتی ہو اور یہ "علت" اس سند میں بھی واقع ہو جاتی ہے جس کے راوی ثقہ ہوتے ہیں اور جس میں بظاہر صحت کی تمام شرائط موجود ہوتی ہیں، اور اس علت کا ادراک علمِ حدیث میں بصیرت رکھنے والوں کو مختلف طریقوں سے ہو جاتا ہے، کبھی راوی کو متفرد دیکھ کر، اور کبھی یہ دیکھ کر کہ وہ راوی کسی دوسرے راوی کی مخالفت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ کبھی دوسرے قرائن بھی مل جاتے ہیں۔"

حدیث کی ایک قسم "شاذ" ہے، اس کے راوی بھی ثقہ ہوتے ہیں لیکن چونکہ وہ اپنے سے زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرتے ہیں اس لیے ان کی حدیث قبول نہیں کی جاتی۔

لہٰذا جن روایتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ وہ معوذتین کو قرآنِ کریم کا جزء نہیں مانتے تھے، علامہ نووی اور ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے ان کو، راویوں کے ثقہ ہونے کے باوجود مندرجہ ذیل تین وجوہ سے قابلِ قبول نہیں سمجھا:

❶ یہ روایتیں معلول ہیں اور ان کی سب سے بڑی علت یہ ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ان قراءتوں کے خلاف ہیں جو ان سے بطریقِ تواتر منقول ہیں۔

❷ مسندِ احمد کی وہ روایت جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ صریح قول نقل کیا گیا ہے کہ: "إِنَّهُمَا لَيْسَتَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ" (معوذتین اللہ تعالیٰ کی کتاب کا جزء نہیں ہیں) صرف عبدالرحمٰن بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، اور کسی نے صراحۃً ان کا یہ جملہ نقل نہیں کیا۔[۱۸]

اور متواترات کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ جملہ یقیناً شاذ ہے، اور محدثین کے اُصول کے مطابق "حدیثِ شاذ" مقبول نہیں ہوتی۔

❸ اگر بالفرض ان روایتوں کو صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی بہرحال یہ اخبارِ آحاد ہیں اور اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ جو خبرِ واحد متواترات اور قطعیات کے خلاف ہو وہ مقبول نہیں ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو قراءتیں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں ان کی صحت قطعی ہے، لہٰذا ان کے مقابلے میں یہ اخبارِ آحاد یقیناً واجب الرد ہیں۔

اب صرف ایک سوال رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں تو ان ثقہ راویوں نے ایسی بے اصل بات کیونکر روایت کر دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایتوں کی حقیقت یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآنِ کریم کا جزء تو مانتے ہوں لیکن کسی وجہ سے انہوں نے اپنے مصحف میں ان کو نہ لکھا ہو۔ اس واقعے کو روایت کرتے ہوئے کسی راوی کو وہم ہوا اور اس نے اسے اس طرح روایت کر دیا گویا وہ انہیں سرے سے جزءِ قرآن ماننے کے باوجود انہوں نے اپنے مصحف میں ان کو نہیں لکھا تھا، اور یہ لکھنے کی وجوہ بہت سی ہوسکتی ہیں، مثلاً علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: انہوں نے معوذتین کو اس لیے نہیں لکھا کہ ان کے بھولنے کا کوئی ڈر نہ تھا، کیونکہ یہ ہر مسلمان کو یاد ہوتی ہیں۔[۱۹]

اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف میں سورۂ فاتحہ بھی نہیں لکھی تھی، اور امام ابوبکر الانباری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ "لَوْ كَتَبْتُهَا لَكَتَبْتُهَا مَعَ كُلِّ سُوْرَةٍ" (اگر میں سورۂ فاتحہ لکھتا تو اسے ہر سورت کے ساتھ لکھتا)۔ امام ابوبکر فرماتے ہیں کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں ہر سورت سے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے ہر سورت کا افتتاح بھی فاتحہ سے ہونا چاہیے۔ لہٰذا حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے اسے نہ لکھ کر اختصار سے کام لیا اور مسلمانوں کے حفظ پر اعتماد کیا۔[۲۰]

بہرکیف! اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف میں سورۂ فاتحہ اور معوذتین تحریر نہ فرمائی ہوں تو اس کی بہت

سی معقول توجیہات ہوسکتی ہیں، اوراس سے یہ سمجھنا کسی طرح درست نہیں ہے کہ وہ ان کو قرآنِ کریم کا جزء نہیں مانتے تھے، جبکہ ان سے تواتر کے ساتھ پورا قرآن ثابت ہے۔ (۲۱)

تخریج حدیث:

۳۵۰۳ - أحمد (۶/۶۱، ۲۰۶، ۲۳۷، ۲۱۵، ۲۵۲)، وابن حمید ص (۴۳۹)، حدیث (۱۵۱۷)، عن أبي سلمة عن عائشة.

۳۵۰۴ - تقدم تخریجه.

(۱) مزید وضاحت تعلیق الصبیح: ۱۵۷/۳ میں ملاحظہ فرمایئے (۲) روح المعانی (۳) ابوداؤد (٤) مظهری (٥) تفسیر قرطبی (٦) حصن حصین (۷) مشکوۃ (۸) معارف القرآن: ۸۵۳/۸ (۹) شرح مهذب (۱۰) المحلی: ۱٦/۱ (۱۱) روح المعانی (۱۲) تفسیر حقانی: ۲۸۸/٥ (۱۳) المحلی لابن الحزم: ۱۳/۱ مطبوعه دمشق سنه ۱۳٤۷ھ (۱٤) بحرالعلوم شرح مسلم الثبوت: ۱۲/۲، فواتح الرحموت: ۱۳/۲ (طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان). (۱٥) مقالات الکوثری: ۱٦، مطبوعه ایچ ایم سعید (۱٦) فتح الباری: ٦۰۳/۸، فتح الباری: ۷٤۳/۸ (مطبوعه دارنشر الکتب الاسلامیه لاهور). و مجمع الزوائد: ۱٤۹/۷، (مطبوعه دارالکتاب العربی، بیروت لبنان). (۱۷) بحواله مقدمة فتح الملهم: ٥٤/۱، فتح الملهم: ۱٤٦/۱ (طبع مکتبة دارالعلوم کراچی). (۱۸) دیکھئے: مجمع الزوائد للهیثمی: ۱٤۹/۷، (مطبوعه دارالکتاب العربی، بیروت لبنان). والفتح الربانی: ۳٥۱/۱۸، ۳٥۲، ناشر: أحمد عبدالرحمن، البنا الساعاتی (۱۹) مقالات الکوثری: ۱٦، (مطبوعه ایچ ایم سعید). (۲۰) تفسیر القرطبی: ۱۱٤/۱، ۱۱٥ (مطبوعه دارالکتاب العربی للطباعة والنشر: ۱۳۸۷ھ - ۱۹٦۸ء انتشارات ناصر خسرو، ایران) (۲۱) یہ مضمون فتاوی عثمانی: ۲۱۳/۲ سے ماخوذ ہے۔

بَابُ

باب

۳۵۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا صَفْوَانُ بْنُ عِیْسٰی نَا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ ذُبَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِیْهِ الرُّوْحَ عَطَسَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِاِذْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ یَا اٰدَمُ اِذْهَبْ اِلٰی اُولٰٓئِكَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلٰی مَلَاءٍ مِنْهُمْ جُلُوْسٍ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ قَالُوْا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّةُ بَنِیْكَ بَیْنَهُمْ فَقَالَ اللّٰهُ لَهٗ وَیَدَاهُ مَقْبُوْضَتَانِ اِخْتَرْ اَیَّهُمَا شِئْتَ قَالَ اخْتَرْتُ یَمِیْنَ رَبِّیْ وَكِلْتَا یَدَیْ رَبِّیْ یَمِیْنٌ مُبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَاِذَا فِیْهَا اٰدَمُ وَذُرِّیَّتُهٗ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذُرِّیَّتُكَ فَاِذَا كُلُّ اِنْسَانٍ مَكْتُوْبٌ عُمْرُهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ فَاِذَا فِیْهِمْ رَجُلٌ اَضْوَؤُهُمْ اَوْ مِنْ اَضْوَئِهِمْ قَالَ یَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا ابْنُكَ دَاوٗدُ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهٗ عُمْرَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ یَا رَبِّ زِدْهُ فِیْ عُمْرِهٖ قَالَ ذَاكَ الَّذِیْ كُتِبَ لَهٗ فَقَالَ اَیْ رَبِّ فَاِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ لَهٗ مِنْ عُمْرِیْ سِتِّیْنَ سَنَةً قَالَ اَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ اُسْكِنَ

الْجَنَّةَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اُهْبِطَ مِنْهَا فَكَانَ اٰدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهٖ قَالَ فَاَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ قَدْ عَجِلْتَ قَدْ كُتِبَ لِيْ اَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِاِبْنِكَ دَاوٗدَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِيَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ قَالَ فَمِنْ يَوْمَئِذٍ اُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُوْدِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ص۱۷٤، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں روح پھونکی تو انہیں چھینک آئی۔ انہوں نے کہا الحمد للہ۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے الحمد للہ کہا۔ جس کے جواب میں ان کے رب نے فرمایا ''یَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' (اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) اے آدم ان فرشتوں کے پاس جاؤ جو بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں سلام کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔ وہ پھر اپنے رب کی طرف لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی آپس میں دعا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی دونوں مٹھیاں بند کر کے فرمایا: ان میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔ انہوں نے عرض کیا میں نے اپنے رب کا دایاں ہاتھ اختیار کیا اور میرے رب کے دونوں ہاتھ ہی داہنے اور برکت والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کھولا تو اس میں آدم اور ان کی ذریت (اولاد) تھی۔ پوچھنے لگے کہ یا رب یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ تمہاری اولاد ہے اور ان سب کی پیشانیوں پر ان کی عمریں لکھی ہوئی تھیں۔ ان میں ایک شخص سب سے زیادہ روشن چہرے والا تھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ آپ کے بیٹے داود ہیں۔ میں نے ان کی عمر چالیس سال لکھی ہے۔ عرض کیا اے رب ان کی عمر زیادہ کر دیجئے۔ فرمایا: اتنی ہی جتنی لکھی جا چکی ہے۔ عرض کیا یا اللہ تعالیٰ میں نے اپنی عمر سے اسے ساٹھ سال دے دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اور ایسی سخاوت۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق جنت میں رہے۔ پھر وہاں سے اتارے گئے اور پھر اپنی عمر گننے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر ان کے (آدم علیہ السلام کے) پاس موت کا فرشتہ آیا۔ تو آدم علیہ السلام ان سے کہنے لگے کہ تم جلدی آ گئے میری عمر تو ہزار سال ہے۔ فرشتے نے عرض کیا کیوں نہیں۔ لیکن آپ نے اس میں سے ساٹھ سال اپنے بیٹے داود علیہ السلام کو دے دیئے تھے۔ اس پر آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ چنانچہ ان کی اولاد بھی منکر ہو گئی اور آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی چنانچہ ان کی اولاد بھی بھولنے لگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن سے لکھنے اور گواہ مقرر کرنے کا حکم ہوا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے اور کئی سندوں سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے۔''

تشریح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص۱۷٤، س۲۲)

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ: (ص۱۷٤، س۲۳) یہ جنت کا واقعہ ہے جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہتے تھے۔

وَكِلْتَا يَدَيْ رَبِّي يَمِيْنٌ مُبَارَكَةٌ: (ص۱۷۴، س۲٦) یمین بمعنی دایاں، اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہی ہیں، کے کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ میں دائیں ہاتھ کے نسبت عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہیں۔

امام ترمذی اس روایت کو بیان فرما رہے ہیں ممکن ہے کہ ﴿ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُۥ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ ﴾ (۱) (ہم آدم کو پہلے ہی تاکیدی حکم دے دیا تھا لیکن وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں کوئی عزم نہیں پایا۔) کی تفسیر بیان کر رہے ہوں۔

تخریج حدیث:

۳۵۰۵ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (۴۷۱/۹)، حديث (۱۲۹۵۵)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الحاكم في المستدرك (۳۲۵/۲)، وقال: صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه، وافقه الذهبي.

(۱) سورت طه آیت: ۱۱۵

بَابٌ

باب

۳۵۰٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلٰئِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ الْحَدِيْدُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ نَعَمْ النَّارُ قَالُوْا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ اَلْمَآءُ قَالُوْا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ اَلرِّيْحُ قَالُوْا يَا رَبِّ فَهَلْ فِيْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ قَالَ نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۷۴، س۳۱)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی تو وہ حرکت کرنے لگی۔ چنانچہ پہاڑ بنائے اور انہیں حکم دیا کہ زمین کو تھامے رہو۔ فرشتوں کو پہاڑوں کی مضبوطی پر تعجب ہوا۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ اے رب کیا آپ کی مخلوقات میں پہاڑوں سے زیادہ سخت بھی کوئی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہاں لوہا، عرض کیا: لوہے سے زیادہ سخت بھی کوئی چیز ہے۔ فرمایا ہاں آگ۔ عرض کیا اس سے

سخت؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پانی۔ فرشتوں نے عرض کیا اس سے سخت۔ فرمایا ہوا۔ عرض کیا: اس سے بھی سخت کوئی چیز ہے فرمایا: ہاں اس سے بھی سخت ہے اور وہ ابن آدم (کا وہ صدقہ) ہے جو دائیں سے دیتا ہو اور اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوتی ہو۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے مرفوع جانتے ہیں۔"

تشریح

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص۱۷٤، س۳۱)

فَخلَقَ الْجِبَالَ: (ص۱۷٤، س۳۲) پہاڑوں میں سے بھی سب سے پہلے جبل ابوقبیس کو بنایا جو مکہ میں ہے۔

فَاسْتَقَرَّتْ: (ص۱۷٤، س۳۳) اس کی طرف قرآن مجید میں بھی اشارہ ہے ﴿وَأَلْقَىٰ فِي ٱلْأَرْضِ رَوَٰسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ﴾ [1] (اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تاکہ تم کو جنبش نہ دے۔)

تَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ: (ص۱۷٤، س۳۵) صدقہ میں سب سے زیادہ طاقت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصہ کو ختم کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غصہ سے کوئی چیز زیادہ سخت نہیں ہوسکتی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دور کرنے کے لیے صدقہ موثر ہوتا ہے۔

اَرْبَعِيْنَ سَنَةً: ایک دوسری روایت میں سِتِّيْنَ سَنَةً ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں ممکن ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے چالیس سال اپنی عمر حضرت داؤد علیہ السلام کو دی ہو اور پھر بیس سال کا مزید اس میں اضافہ کر دیا ہو جیسے کہ قرآن مجید میں بھی اس کی نظیر ہے ﴿وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَٰهَا بِعَشْرٍ﴾ [2] (اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور دس راتیں مزید سے ان تیس راتوں کو پورا کیا۔)

جواب ②: راوی کا شک ہوسکتا ہے کبھی چالیس کہا اور کبھی ساٹھ کہا ہے۔

ممکن ہے امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث سے قرآن کی آیت ﴿وَأَلْقَىٰ فِي ٱلْأَرْضِ رَوَٰسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ﴾ [3] (اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تاکہ تم کو جنبش نہ دے۔) کی تفسیر بیان کر رہے ہوں۔

تخریج حدیث:

۳۵۰٦ - أخرجه أحمد (۱۲٤/۳)، وعبد بن حميد ص (۳٦٥)، حديث (۱۲/٥) عن سليمان بن أبي سليمان عن أنس فذكره.

(۱) سورت لقمان آیت: ۱۰ (۲) سورت الاعراف آیت: ۱٤۲ (۳) سورت لقمان آیت: ۱۰

اَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ ابواب ہیں دعاؤں کے بیان میں
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں

پاک و ہند کی کتابوں میں یہاں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم موجود ہے جب کہ بعض نسخوں میں یہاں بسم اللہ نہیں ہے۔

دعوات: دعوۃ کی جمع ہے بمعنی دعا، پکار۔

دعا کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب حرف ندا کے ساتھ منادی بھی مذکور ہو۔ جیسے یا فلان۔ (۱)

دعا: سوال اور مانگنے کے معنی میں آتا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا کا معنی یہ ہے۔

"طَلَبُ الْاَدْنٰى بِالْقَوْلِ مِنَ الْاَعْلٰى شَيْئًا عَلٰى جِهَةِ الْاِسْتِكَانَةِ" یعنی قول کے ذریعے ادنی کا اعلی سے کسی چیز کو عاجزی اور انکساری کے ساتھ طلب کرنا۔ (۲)

دعا کرنا افضل ہے یا تفویض افضل ہے:

بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ سکوت اور تفویض و توکل افضل ہے۔

مگر جمہور علماء فرماتے ہیں کہ قرآن مجید و احادیث نبویہ کی بے شمار نصوص دعا کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں قرآن مجید نے بہت سے انبیاء علیہم السلام کی دعائیں نقل کی ہیں۔ دعا کرنا تفویض و توکل کے خلاف نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر دعا کرتے رہنا چاہئے اور اپنے آپ کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا محتاج سمجھتے رہنا چاہئے اور ساتھ ساتھ دل میں تفویض و توکل کے بھی جذبات ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس حال میں مجھ کو رکھیں گے میں راضی رہوں گا۔

(۱) مفردات فی غریب القرآن: ۱۷۰ (۲) مرقاۃ: ۵/۳۳

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الدُّعَاءِ

یہ باب ہے دُعا کی فضیلت کے بیان میں

۳۵۰۷ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِیْمِ الْعَنْبَرِیُّ اَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ نَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ بِنَحْوِهٖ. (ص۱۷۵، س۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عمران قطان کی روایت سے مرفوع جانتے ہیں۔ محمد بن بشار نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن مہدی سے اور وہ عمران قطان سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا انسان کا مقصد ہے اس کے لئے عبادت کرنا ضروری ہے اور انسان کی عبادات میں قیمتی اور مہتم بالشان چیز دعا ہے نیز اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت ور عبادت یہی دعا ہے اسی وجہ سے حدیث بالا میں دعا کو سب سے زیادہ اکرام والی چیز بتایا جارہا ہے۔

بعض محدثین فرماتے ہیں کہ دعا میں تواضع، انکساری، احتیاج ہوتا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اسی وجہ سے حدیث بالا میں اس کو اکرم کہا جارہا ہے۔[1]

تخریج حدیث:

۳۵۰۷ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء رقم (۳۸۲۹).

(۱) تحفة الاحوذی: ۲۸۷/۹

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی سے متعلق

۳۵۰۸ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا وَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِیْعَةَ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ

صَالِحٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ. (ص۱۷۵، س٤)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابن لہیعہ کی روایت سے پہچانتے ہیں۔''

۳۵۰۹ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ يُسَيْعٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُوْرٌ وَالْاَعْمَشُ عَنْ ذَرٍّ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ذَرٍّ. (ص۱۷۵، س٦)

ترجمہ: ''حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا ہی تو عبادت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''وَقَالَ رَبُّكُمُ ...... الآية'' (یعنی تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ منصور اور عمش نے اس حدیث کو حضرت ذر سے نقل کیا ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ذر ہی کی روایت سے جانتے ہیں۔''

تشریح

الدُّعَآءُ: (ص۱۷۵، س٦) یہ دعا یدعو کا مصدر ہے۔ بمعنی طلب کرنا۔

مُخٌّ: اس کی جمع مخاخ آتی ہے بمعنی ہڈی کا گودا۔

علماء فرماتے ہیں دعا کو عبادت کا مغز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ دعا میں اخلاص بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

دعا کو عبادت کا مغز فرمایا جا رہا ہے مطلب یہ ہے کہ بندے میں تواضع اور عاجزی ہونی چاہیے اور یہ صفت دعا میں بطور اتم موجود ہے۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گودا اعضاء کے لئے قوت اور تقویت کا باعث ہے اسی طرح دعا سے بھی عبادت میں تقویت حاصل کی جاتی ہے۔[1]

کوئی یہ نہ سمجھے کہ بندہ جس طرح اپنی ضروریات کے لئے کوششیں کرتا رہے ان میں سے ایک کوشش دعا بھی ہے اگر قبول ہوگئی تو یہ کامیاب ہوگیا اور اگر قبول نہ ہوئی تو اس کی یہ کوشش رائیگاں ہوگی مگر یہاں ایسا نہیں بلکہ دعا تو ہر حال میں عبادت ہے قبول ہو یا نہ ہو اس کا اجر وثواب تو قیامت کے دن اس کو ضرور ملے گا۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ...... الدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ: (ص۱۷۵، س۷) یہاں پر مسندین معرفہ ہے اور جب مسندین معرفہ ہوں تو حصر کا فائدہ ہوتا ہے یہاں پر حصر مبالغہ کے لئے ہے مطلب یہ ہے کہ اصل عبادت یہی دعا ہے۔

دعا کو عبادت کہنے کی وجہ:

❶ عبادت کی حقیقت عاجزی اور انکساری ہے دعا میں بھی یہی چیز ظاہر ہے کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے فقیروں کی طرح ہاتھ اٹھا کر اپنی حاجتوں کو مانگتا ہے۔[۲]

❷ دعا مانگنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنا ہی عبادت ہے۔[۳]

نکتہ:

جب دعا کرنا عبادت ہے تو عبادت غیر اللہ تعالیٰ کے لئے کرنا جائز نہیں اسی طرح دعا بھی غیر اللہ تعالیٰ سے مانگنا جائز نہیں ہوگا۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ: (ص۱۷۵، س۷)

ادْعُوْنِيْ: بندے کو چاہئے کہ ہر ضرورت اور حاجت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے یہی کمال عبدیت ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ خود بھی دعا کا اہتمام فرماتے اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم فرماتے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے مانگو یہاں تک کہ اگر تمہارا جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو۔ ایک دوسری روایت میں یہی بات نمک کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔

اَسْتَجِبْ لَكُمْ: (ص۱۷۵، س۷) جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا حیا دار اور کریم ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو اپنے بندے کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔[٤]

حضرت شیخ مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے فوری بعد مسجد سے باہر نکل گیا اس سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا و آخرت کی کوئی ضرورت تمہارے پیش نظر نہیں؟ نماز کے بعد کچھ دیر اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگ لیا کرو۔[٥]

تخریج حدیث:

۳۵۰۸ - لم يخرجه سوى الترمذي من أصحاب الكتب الستة: ينظر تحفة الأشراف (۸۰/۱) رقم (۱٦٥).

۳۵۰۹ - أخرجه أبو داود كتاب الصلاة: باب الدعاء رقم: (۱٤۷۹)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء برقم (۳۸۲۸).

(۱) عارضة الاحوذی (۲) طیبی، تعليق الصبيح: ٤۱/۳ (۳) الكوكب الدری: ۳۳۰/٤ (٤) مصنف ابن ابی شیبه (٥) حاشية الكوكب الدری: ۳۳۱/٤

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے متعلق

۳۵۱۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِى الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِى صَالِحٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ وَقَدْ رَوٰى وَكِيْعٌ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ اَبِى الْمَلِيْحِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَلَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حُمَيْدٍ اَبِى الْمَلِيْحِ عَنْ اَبِى صَالِحٍ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ. (ص۱۷۵، س۱۳)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ وکیع اور کئی راوی یہ حدیث ابو ملیح سے روایت کرتے ہیں۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ہم سے اس حدیث کو اسحٰق بن منصور نے ابو عاصم کے حوالے سے انہوں نے حمید سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کیا ہے۔“

تشریح

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ: (ص۱۷۵، س۱۰) دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جب کوئی دعا سے اعراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگنا اگر بطور تکبر کے ہو تو ایمان ہی خطرے میں ہے اور اگر تکبر کی وجہ سے نہ بھی ہو تب بھی متکبرین کی مشابہت ہے۔

تمام انبیاء اور صلحاء کی زندگی سے یہ بات ملتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مانگا کرتے تھے اور خوب مانگتے تھے۔ (۱)

بقول شاعر۔

اَللّٰهُ يَغْضَبُ اِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ وَبَنِىْ آدَمَ حِيْنَ يُسْئَلُ يَغْضَبُ (۲)

اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں جب اس سے مانگنا چھوڑا جائے اور لوگ اس وقت ناراض ہوتے ہیں جب ان سے سوال کیا جائے۔

تخریج حدیث:

۳۵۱۰ - أخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۵۸): كتاب الدعاء: باب: فضل الدعاء رقم (۳۸۲۷).

أخرجه البخاري: كتاب المغازي: باب: غزوة خيبر، حديث (٤٢٠٢)، و: كتاب الدعوات باب: الدعاء إذا علا عقبه، حديث (٦٣٨٤)، والحديث أطرافه في (٦٤٠٩ - ٦٦١٠ - ٧٣٨٦)، ومسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: استحباب خفض الصوت بالذكر، حديث (٤٥ - ٤٦ - ٤٧/ ٢٧٠٤)، وأبوداود: كتاب الصلاة باب: في الاستغفار، حديث (١٥٢٦ - ١٥٢٧ - ١٥٢٨)، وابن

ماجه: كتاب الصلاة باب: في الاستغفار، حديث (١٥٢٦ - ١٥٢٧ - ١٥٢٨) وابن ماجه (١٢٥٦/٢) كتاب الأدب: باب: ما جاء في ((لا حول ولا قوة إلا بالله))، حديث (٣٨٢٤) وأحمد (٣٩٤/٤ - ٣٩٩ - ٤٠٠ - ٤٠٢ - ٤٠٣ - ٤٠٧ - ٤١٧ - ٤١٨)، وابن خزيمة (١٤٩/٤) حديث (٢٥٦٣)، وعبد بن حميد ص (١٩١) حديث (٥٤٢)، من طريق أبي عثمان النهدي عن أبي موسىٰ الأشعري، فذكره.

(١) تعليق الصبيح: ٣/٥٠ (٢) تحفة الاحوذی: ٢٩٠/٩

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ الذِّکْرِ
یہ باب ہے ذکر کی فضیلت کے بیان میں

٣٥١١ - حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ نَا زَیْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ. (ص۱۷۵، س۱۱)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کے احکام بہت زیادہ ہوگئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی چیز بتایئے کہ میں اسے اختیار کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہئے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔“

تشریح

اَنَّ رَجُلاً: (ص۱۷۵، س۱۲) دوسری روایت میں اعرابیا آتا ہے۔[1] اس آدمی کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ: شریعت کے احکامات بہت سے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ ان صحابی کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ شریعت کے احکامات تو بہت سے ہیں کن کن پر عمل کروں مجھے تو آسان سی کوئی بات بتا دی جائے میں صرف اسی پر عمل کروں بلکہ ان صحابی کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ شریعت کے تمام احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے جو میں کروں گا میں تو کوئی ایسی بات چاہتا ہوں کہ اس میں ہر وقت مشغول رہا کروں۔[2]

اَتَشَبَّثُ بِهٖ: (ص۱۷۵، س۱۳) دوسری روایت میں ”فَاَنْبِئْنِی مِنْهَا بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ“ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔[3]

قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُكَ: (ص۱۷۵، س۱۳) یہ جملہ کنایہ ہے کہ کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے یا یہ کنایہ ہے کہ موت تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا جائے۔[4]

یا یہ کنایہ ہے عشق و محبت سے جس سے محبت ہوتی ہے تو اس کا نام لینے میں مزہ بھی آتا ہے۔[5]

تخریج حدیث:

۳۵۱۱ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الأدب: باب: فضل الذكر، حديث (۳۷۹۳) من طريق عمرو بن قيس عن عبدالله بن بسر، فذكره.

(۱) ابن ماجه (۲) مرقاة، مظاهر حق: ۴۹۱/۲ (۳) ابن ماجه (٤) مظاهر حق: ۴۹۱/۲ (۵) فضائل ذکر: ص ۲۳، معارف الحديث: ۴۸/۵

بَابٌ مِنْهُ
باب اسی سے متعلق

۳۵۱۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِى سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَىُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِىْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِى الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا اَفْضَلَ دَرَجَةً هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ دَرَّاجٍ. (ص۱۷۵، س۱۳)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس کا درجہ سب سے افضل ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غازی اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو قتل کرے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا درجہ اس (غازی) سے افضل ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف دراج کی روایت سے جانتے ہیں۔“

تشریح

سُئِلَ اَىُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ: (ص۱۷۵، س۱٤) ایک دوسری روایت میں ”اَىُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَةً“ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔[۱]

حدیث بالا میں ذکر کو تمام عبادات سے یہاں تک کہ جہاد سے بھی افضل بتایا جا رہا ہے اس کی وجوہات علماء نے مختلف بیان فرمائی ہیں۔

1. اصل مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جو تمام ہی عبادات کا ذریعہ اور آلہ ہے۔[۲]
2. ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے یعنی دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت وابستہ ہو جائے اس کی وجہ سے وہ تمام امور کا اہتمام کرے

گا اور تمام نواہی سے اپنے آپ کو بچائے گا۔ (۳)

❸ یہ حکم عام حالت کے اعتبار سے ہے ورنہ وقتی اعتبار سے کبھی صدقہ اور کبھی جہاد اور کبھی دوسری عبادات افضل ہو جاتی ہیں۔ (٤)

❹ ذکر کرنے سے دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ جتنا دل صاف ہوگا اتنی ہی تمام عبادات میں جان پیدا ہوگی۔ اس اعتبار سے اس حدیث میں ذکر کو افضل فرمایا گیا۔ (٥)

تخریج حدیث:

٣٥١٢ - أخرجه أحمد (٣/٧٥) من طريق ابن لهيعة عن دراج، عن أبي الهيثم عن أبي سعيد الخدري، فذكره.

(١) مسند احمد (٢) مجالس الابرار (٣) الكوكب الدرى: ٤/٣٣٢ (٤) حاشيه الكوكب الدرى: ٤/٣٣٣ (٥) فتح البارى، حجة الله البالغه: ٢/٥٤، معارف الحديث: ٥/٣٦

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

٣٥١٣ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ زِيَادٍ مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ بَحْرِيَّةَ عَنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكٰهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِىْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَا شَىْءٌ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ مِثْلَ هٰذَا بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ عَنْهُ فَاَرْسَلَهٗ. (ص١٧٥، س١٦)

ترجمہ: ''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک (یعنی اللہ) کے نزدیک اچھا اور پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات میں سب سے بلند اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ نیز وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے تمہارے کفار کی گردنیں مارنے اور ان کے تمہاری گردنیں مارنے سے بھی افضل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی ذکر الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ بعض حضرات نے اس حدیث کو عبداللہ بن سعید سے اسی سند سے مرسل روایت کیا ہے۔''

تشریح

اس حدیث کا مفہوم قرآن مجید کی آیت ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ﴾ [1] (اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔) میں بھی پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر اصلا بالذات مقصد اعلیٰ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب بہت ہی جلد حاصل ہو جاتا ہے۔

ہاں کسی خاص حالت میں صدقہ، انفاق فی سبیل اللہ، جہاد وغیرہ کو زیادہ اہمیت حاصل ہو جائے تو الگ بات ہے۔ [2]

علامہ عزالدین بن سلام رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھار تھوڑے سے عمل پر بہت زیادہ اجر وثواب عطاء فرما دیتے ہیں۔

تخریج حدیث:

٣٥١٣ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الأدب: باب: فضل الذكر، حديث (٣٧٩٠)، وأحمد (١٩٥/٥) من طريق عبدالله بن سعيد بن أبي هند، عن زياد بن أبي زياد، مولى ابن عياش، عن أبي بحرية، عن أبي الرياء، فذكره، وأخرجه أحمد (١٩٥/٥)، (٤٤٧/٦) من طريق موسىٰ بن عقبة، عن زياد بن أبي زياد مولى ابن عياش عن أبي الدرداء، فذكره. ليس فيه (أبو بحرية).

(١) سورت العنكبوت آيت: ٤٥ (٢) معارف الحديث: ٤٦/٥

بَابُ مَاجَآءَ فِى الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَالَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ

یہ باب ہے مجلس ذکر کی فضیلت کے بیان میں

٣٥١٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِىْ مُسْلِمٍ اَنَّهٗ شَهِدَ عَلٰى اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَامِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٧٥، س٢١)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے۔ اور ان پر تسکین (اطمینان قلب) نازل کر دی جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی مجلس (یعنی فرشتوں) میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٥١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْعَطَّارُ نَا اَبُوْ نَعَامَةَ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا

اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاکَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ مَا اَسْتَحْلِفُکُمْ تُهْمَةً لَکُمْ وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ حَدِیْثًا عَنْهُ مِنِّیْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا یُجْلِسُکُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ لِمَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِهٖ فَقَالَ اللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاکَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاکَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ لِتُهْمَةٍ لَکُمْ اِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرِئِیْلُ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلٰٓئِکَةَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ نَعَامَةَ السَّعْدِیُّ اِسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ عِیْسٰى وَاَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِیُّ اسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ. (ص۱۷۵، س۲۳)

ترجمہ: ’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد آئے تو لوگوں سے پوچھا کہ کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی قسم: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہی بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ قسم ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو میں نے کسی الزام یا تہمت کے پیش نظر تم سے قسم نہیں لی اور تم لوگ تو جانتے ہو کہ میں شدت احتیاط کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم احادیث نقل کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کے حلقے کی طرف تشریف لائے اور ان سے بیٹھنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تعریف کر رہے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں اس دولت سے نوازا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم کیا تم اسی لئے بیٹھے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی قسم ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں جھوٹ کے گمان کی وجہ سے قسم نہیں دی۔ جان لو کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابونعامہ سعدی کا نام عمرو بن عیسیٰ اور ابوعثمان نہدی کا نام ابوعبدالرحمٰن بن مل ہے۔‘‘

تشریح

حدیث بالا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے لئے چار انعامات کا وعدہ فرمایا جا رہا ہے۔[1]

پہلا انعام:

حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِکَةُ: (ص۱۷۵، س۲۲) ذکر کرنے والوں کو فرشتے گھیر لیتے ہیں ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ فرشتے ایک دوسرے کو بلاتے بھی ہیں اور آسمان تک ان کا ہجوم ہو جاتا ہے۔

دوسرا انعام:

وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ: (ص۱۷۵، س۲۲) رحمت ان پر چھا جاتی ہے جس کی وجہ سے ذکر کرنے والوں کے دل نرم ہو

جاتے ہیں اوران کواللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں مزہ آنے لگتا ہے۔

تیسرا انعام:

وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ: (ص۱۷۵، س۲۳) ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے۔

سکینہ سے کیا مراد ہے:

اس بارے میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔

1. مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سکینہ ایک چیز ہے جس کا چہرہ آدمی کی طرح ہوتا ہے اس کا خصوصی نزول ہوتا ہے۔
2. علامہ سدی کے بقول جنت کے طشت کا نام ہے جو سونے کا ہوتا ہے جس میں انبیاء علیہم السلام کے دلوں کوغسل دیا جاتا تھا۔
3. اس سے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت مراد ہے۔
4. سکون قلب مراد ہے۔
5. وقار مراد ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سکینہ ایک عام لفظ ہے اس سے سب ہی اقوال مراد لئے جا سکتے ہیں۔ [۲] (واللہ اعلم بالصواب)

چوتھا انعام:

وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ: (ص۱۷۵، س۲۳) اللہ تعالیٰ اپنی مجلس میں اس کا ذکر فرماتے ہیں۔اس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرمایا تھا تو اس پر فرشتوں نے طعن کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ لوگ دنیا میں فساد کریں گے مگر ایسی مجالس کے موقع پر اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں اور ان کو انسانوں کی پیدائش پر اعتراض یاد دلاتے ہیں۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو انسانوں کو ان میں میں نے نافرمانی کا مادہ بھی رکھا ہے۔انہوں نے مجھ کو دیکھا بھی نہیں ہے مگر ان سب باتوں کے باوجود وہ مجھ سے خوف کھا رہے ہیں اور مجھ کو یاد کر رہے ہیں۔ [۳]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص۱۷۵، س۲۴) آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ: (ص۱۷۵، س۲۴)

سُؤال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ذکر کرتے ہوئے خود دیکھا تھا اس کے باوجود قسم دی اس کی کیا وجہ تھی؟

جواب: قسم دینے کی وجہ یہ تھی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر ان صحابہ کی تعریف کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے کہ ان کی تعریف ذکر کے علاوہ کسی اور عمل پر کی گئی ہے یا اسی ذکر کرنے پر؟ قسم دینے کے بعد یہ بات متعین ہوگئی کہ ان کی تعریف کرنے کی وجہ صرف یہی ذکر کرنا ہے۔

يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلٰئِكَةَ: (ص۱۷۵، س۲۷) فرشتوں کے سامنے فخر کر رہے ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فخر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ میرے بندے ان پر نفس، خواہشات، شیاطین سب ہی مسلط ہیں ان سب عوارض کے باوجود یہ میرے ذکر اور یاد میں مشغول ہیں لہٰذا ان کی عبودیت کا تقاضا یہ ہے کہ میں ان کی تعریف کروں۔ بخلاف تمہارے (فرشتوں) کہ ان عوارض میں سے تمہارے ساتھ کوئی چیز بھی نہیں لگی ہے۔ (٤)

حدیث بالا سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ چند لوگ ایک جگہ جمع ہوکر ذکر کریں تو یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مسلمانوں کا جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا رحمت اور قرب ملائکہ کا خاص ذریعہ ہے۔ (٥)

تخریج حدیث:

٣٥١٤ - أخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، حديث (٢٧٠٠/٣٩)، وابن ماجه: كتاب الأدب: باب: فضل الذكر، حديث (٣٧٩١) وأحمد (٣/٣٣ - ٤٩ - ٩٢ - ٩٤)، وعبد بن حميد ص (٢٧٢)، حديث (٨٦١) من طريق أبي إسحاق عن الأغر أبي مسلم، عن أبي هريرة وأبي سعيد الخدري فذكره.

٣٥١٥ - أخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، حديث (٢٧٠١/٤٠)، والنسائي: كتاب آداب القضاة: باب: كيف يستحلف الحاكم، وأحمد (٤/٩٢) من طريق أبي سعيد الخدري عن معاوية بن أبي سفيان، فذكره.

---

(١) معارف الحديث: ٥/٤٢ (٢) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: فتح الباری، شرح مسلم للنووی (٣) فتح الباري، تعليق الصبيح: ٣/٥٩، مرقاة: ٥/٤٩ (٤) مرقاة: ٥/٦٩ (٥) حجة الله البالغة: ٢/٧٠

بَابُ مَاجَآءَ فِى الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

یہ باب ہے جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو اس کے بیان میں

٣٥١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُمْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ. (ص۱۷۵، س۲۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ

ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے تو اس مجلس والے نقصان میں ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں بخش دے۔ یہ حدیث حسن ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے کئی سندوں سے منقول ہے۔"

تشریح

لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ: (ص۱۷۵، س۳۰)

تِرَةً: بمعنی نقصان۔

حدیث بالا میں اس بات کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ مسلمانوں کی کوئی بھی نشست ایسی نہ ہونی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی کریم ﷺ کے اوپر درود شریف سے خالی رہے ورنہ قیامت کے دن ایسی نشست پر سخت حسرت اور ندامت ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو معاف فرما دیں گے اور اگر چاہیں گے تو سزا دیں گے۔ (۱)

تخریج حدیث:

۳۵۱۶ - أخرجه أحمد (۲/۴٤٦، ٤٥٣)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: كراهية أن يقوم الرجل من مجلسه ولا يذكر الله، حديث (٤٨٥٥)، والبيهقي في شعب الإيمان، حديث (٥٤٦)، والنسائي في عمل اليوم والليلة، حديث (١٠٢٣٨ - ٣)، وأخرجه الحاكم (١/٤٩٦)، وقال: صحيح الإسناد، ولم يخرجاه، وصالح ليس بالساقط، وتعقبه الذهبي بقوله، صالح ضعيف.

(۱) معارف الحديث: ٥/٢٣٣

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

یہ باب ہے مسلمان کی دعا مقبول ہے اس کے بیان میں

۳۵۱۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْعُوْ بِدُعَآءٍ اِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنْ سُوْءٍ مِثْلَهٗ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. (ص۱۷۵، س۳۱)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اس نے مانگی یا اس کے برابر کسی برائی کو اس سے دور فرماتا ہے بشرطیکہ اس نے کسی گناہ یا قطع رحم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی روایت منقول ہے۔"

۳۵۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ نَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ نَا سَعِيْدُ بْنُ عَطِيَّةَ اللَّيْثِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَآءَ فِي الرَّخَآءِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۷۵، س۳۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبت اور سختی میں اس کی دعا قبول کرے تو اسے چاہئے کہ راحت کی حالت میں بکثرت دعا کرے۔ یہ حدیث غریب ہے۔''

۳۵۱۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ نَا مُوْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسَى بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَقَدْ رَوٰى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ اِبْرَاهِيْمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ. (ص۱۷۵، س۳۵)

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ذکر ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور افضل دعا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف موسیٰ بن ابراہیم کی روایت سے جانتے ہیں۔ علی بن مدینی اور کئی حضرات نے یہ حدیث موسیٰ بن ابراہیم سے نقل کی ہے۔''

۳۵۲۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ قَالَا نَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ وَالْبَهِيُّ اِسْمُهٗ عَبْدُاللّٰهِ. (ص۱۷۶، س۳)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ کی روایت سے جانتے ہیں۔ بہی کا نام عبداللہ ہے۔''

تشریح

اِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهَا: (ص۱۷۵، س۳۲) آدمی جو دعا بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے وہ دعا قبول ہوتی ہے مگر قبولیت کی انواع الگ الگ ہیں کبھی وہ چیز جو مانگی ہے وہی مل جاتی ہے۔ کبھی اس آدمی پر کوئی بلا و مصیبت آنے والی ہوتی ہے اس دعا کی برکت سے وہ اس پر سے ہٹا دی جاتی ہے اور کبھی اس کا اجر و ثواب قیامت کے دن کے لئے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اِنَّ الْعَبْدَ يَرٰى فِيْ صَحَائِفِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَسَنَاتٍ لَا يَعْرِفُهَا فَيُقَالُ اِنَّهَا بَدَلٌ لِسُؤَالِكَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يُقَدَّرْ قَضَاؤُهٗ فِيْهَا." [1]

(کہ قیامت کے دن بندہ اپنے اعمال نامے میں کچھ ایسی نیکیاں دیکھے گا جن کو وہ پہچان نہیں سکے گا اس سے کہا جائے گا کہ یہ اس دعا کے بدلے میں ہے جو تو نے دنیا میں کی تھی لیکن تیرے مقدر میں دنیا میں ملنا نہیں تھا۔ (اس کا اجر وثواب یہاں مل رہا ہے)۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ اس وقت وہ شخص یہ کہے گا "يَا لَيْتَهٗ لَمْ يُعَجَّلْ لَهٗ شَيْءٌ مِنْ دُعَائِهٖ" [2] (کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا بھی قبول نہ ہوتی تو اچھا تھا۔)

قَطِيْعَةِ رَحِمٍ: (ص۱۷۵، س۳۳) گناہ کے اندر یہ بھی شامل ہے مگر خصوصیت سے اس کا ذکر کرنا اس کی قباحت کو بیان کرنے کے لئے ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ ......: (ص۱۷۵، س۳۳) جو لوگ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے عادی ہوتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ قوی تعلق ہوتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ کا اعتماد اور بھروسہ بھی زیادہ ہوتا ہے ان کی دعا میں جان بھی ہوتی ہے بخلاف ان کے کہ جو صرف پریشانی کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بھی کمزور ہوتا ہے اور ان کی دعا میں جو جان ہونی چاہئے وہ بھی نہیں ہوتی۔

اس لئے حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کو چاہئے کہ خوش حالی کے ایام میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ دعا کرے تاکہ پریشانیوں اور مصائب کے وقت بھی جب وہ دعا مانگے تو اس کی دعا خاص طور سے قبول ہو۔ [3]

فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ: (ص۱۷۵، س۳۵) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی دعا تم مانگو گے اللہ تعالیٰ کا فضل اور وسعت تم اس سے زیادہ پاؤ گے یا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ تم مانگو گے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تم کو اجر وثواب مرحمت فرمائیں گے۔ [4]

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جتنی دعا مانگو گے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ [5]

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ ...... اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: (ص۱۷۶، س۱)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث بالا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کلمہ توحید کو افضل ذکر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی کلمہ دین کی بنیاد ہے اور دین کی چکی اسی کے ارد گرد گھومتی ہے۔ [6]

مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کلمہ توحید کو افضل ذکر اس لئے فرمایا گیا کہ یہی کلمہ ظاہری و باطنی صفائی کے لئے

بہت موثر ہے کیونکہ جب بندہ لَآ اِلٰہَ کہتا ہے تو اس نے اس سے تمام باطل معبودوں کی نفی کر دی اور جب اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اس نے ایک معبود حقیقی کا اقرار کر لیا اسی نفی و اثبات کے اقرار سے اس کہنے والے کا دل منور ہو جاتا ہے اور پھر اس کا اثر اس کے ظاہری اعضاء پر بھی مرتب ہونا شروع ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کے اعضاء سے وہی اعمال ظاہر ہوتے ہیں جو اس کلمہ کا منشاء ہوتا ہے۔ (۷)

وَاَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: (ص۱۷۶، س۲)

الحمد للہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کو بہترین دعا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کریم کی تعریف کرنے کا مطلب سوال ہی کرنا ہوتا ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان منعم حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ انعامات کی بارش فرما دیتے ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے ﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (۸) (اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔) یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کروں گا۔ (۹)

حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ ...... کُلِّ اَحْیَانِہٖ: (ص۱۷۶، س۳) احیان جمع کا صیغہ ہے اور کل کا لفظ بھی اس پر داخل ہے تو اب مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

سُؤال: بعض حالتیں مثلاً پیشاب، پاخانہ، جماع وغیرہ کی حالت میں ذکر کرنا تو درست نہیں ہے۔

جَواب: ① حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہتا تھا۔

جَواب: ② ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے دیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہی حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے یہ کیفیت سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی۔ (۱۰)

تخریج حدیث:

۳۵۱۷ ـ أخرجه أحمد (۳/۳٦۰)، عن أبي الزبير عن جابر بن عبدالله فذكره.

۳۵۱۸ ـ أخرجه الحاكم (۱/۵٤٤)، وصححه، ووافقه الذهبي، وذكره المنذرى في ((الترغيب والترهيب))، (۲/٤۷۳)، وعزاه للترمذي وللحاكم عن أبي هريرة.

۳۵۱۹ ـ أخرجه ابن ماجه: كتاب الأدب: باب: فضل الحامدين، حديث (۳۸۰۰)، وأخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة: باب: أفضل الذكر وأفضل الدعاء، حديث (۱۰٦٦۷ ـ ۱) من طريق خراش عن جابر فذكره.

۳۵۲۰ ـ أخرجه أحمد (٦/۷۰، ۱۵۳)، ومسلم: كتاب الحيض: باب: ذكر الله تعالىٰ في حالة الجنابة وغيرها، حديث (۳۷۳)، وأبوداود (۱/۵): كتاب الطهارة: باب: الرجل يذكر الله عزوجل على غير طهر، حديث (۱۸)، وابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها: باب: ذكر الله عزوجل على الخلاء، حديث (۳۰۲)، وابن خزيمة (۱/۱۰٤)، حديث (۲۰۷)، والبيهقي(۱/۹۰)، من طريق البهي عن عروة عن عائشة فذكره.

---

(۱) تنبيه الغافلين: ٤۱۹ (۲) كنزالعمال: ۲/۵۷ (۳) معارف الحديث: ۵/۹٦ (٤) مرقاة: ۳/٤۱۱ (۵) طيبى شرح مشكوة (٦) تعليق الصبيح:

۸۷/٤ (۷) تعلیق الصبیح: ۸۷/٤ (۸) سورت ابراهیم آیت: ۷ (۹) تعلیق الصبیح: ۸۷/۳ (۱۰) زاد المعاد: ۱٦/۲

بَابُ مَا جَآءَ اَنَّ الدَّاعِیَ یَبْدَأُ بِنَفْسِهٖ

یہ باب ہے دعا کرنے والا پہلے اپنے لئے دعا کرے اس کے بیان میں

۳۵۲۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْکُوْفِیُّ نَا اَبُوْ قَطَنٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّیَّاتِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا ذَکَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهٗ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ صَحِیْحٌ وَاَبُوْ قَطَنٍ اِسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ الْهَیْثَمِ. (ص۱۷٦، س۵)

ترجمہ: ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کا ذکر کرتے ہوئے اس کے لئے دعا کرنے لگتے تو پہلے اپنے لئے دعا کرتے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ابوقطن کا نام عمرو بن ہیثم ہے۔“

تشریح

فَدَعَا لَهٗ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ: (ص۱۷٦، س٦) دعا کرتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے یہی مضمون قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتا ہے جیسے مثلاً ﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ ﴾ (۱) (اے ہمارے پروردگار مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔)

اگر پہلے دوسرے کے لئے دعا مانگے گا تو اس کی حیثیت محتاج اور سائل کی نہ ہوگی بلکہ یہ تو ایک سفارشی کی صورت ہو جائے گی اور یہ بات دربارِ الٰہی کے کسی منگتا کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی دستور تھا کہ پہلے اپنے لئے مانگتے پھر دوسرے کے لئے مانگتے عبدیت کاملہ کا تقاضا یہی ہے۔ (۲)

تخریج حدیث:

۳۵۲۱ - أخرجه أبوداود: کتاب الحروف والقراء ات، حدیث (۳۹۸٤)، عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن أبي بن کعب فذکره.

(۱) سورت ابراهیم: آیت: ٤١ (۲) معارف الحدیث: ۹۹/۵

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ رَفْعِ الْاَیْدِیْ عِنْدَ الدُّعَآءِ

یہ باب ہے دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کے بیان میں

۳۵۲۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَاِبْرَاهِیْمُ بْنُ یَعْقُوْبَ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا حَمَّادُ بْنُ عِیْسٰی

الْجُهَنِیُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ الْجُمَحِیِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِی الدُّعَآءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى فِیْ حَدِيْثِهٖ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ عِيْسٰى وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهٖ وَهُوَ قَلِيْلُ الْحَدِيْثِ وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ النَّاسُ وَحَنْظَلَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ الْجُمَحِیُّ ثِقَةٌ وَثَّقَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ. (ص۱۷۶، س۷)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو انہیں اپنے چہرۂ اقدس پر پھیرے بغیر واپس نہ لوٹاتے۔ محمد بن مثنی بھی اپنی حدیث میں اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف حماد بن عیسیٰ کی روایت سے جانتے ہیں۔ حماد بن عیسیٰ اس حدیث کو نقل کرنے میں متفرد ہیں جبکہ وہ قلیل الحدیث ہیں ان سے کئی راوی روایت کرتے ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان جمحی ثقہ ہیں۔ یحیٰ بن سعید قطان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔''

تشریح

رَفَعَ يَدَيْهِ فِی الدُّعَآءِ: (ص۱۷۶، س۹) دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے۔

علماء فرماتے ہیں کہ دعا میں ہاتھ کا اٹھانا اور دعا کے فراغت سے بعد ہاتھ کو منہ پر پھیرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب قریب تواتر سے ثابت ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تیس احادیث اس بارے میں جمع کی ہیں۔ (۱)

بعض لوگوں نے اس سے جو منع کیا ہے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے غلط فہمی ہوئی ہے اس غلط فہمی کو علامہ نووی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم نے واضح کیا ہے۔ (۲)

جس میں آتا ہے "لَمْ يَكُنِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِیْ شَیْءٍ مِنْ دُعَائِهٖ اِلَّا فِی الْاِسْتِسْقَاءِ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء کے علاوہ کبھی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھائے۔ (۳)

اس کا جواب ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے یہ دیا ہے کہ جس طرح استسقاء میں ہاتھوں کو چہرے تک بلند کرتے ہیں عام دعاؤں میں اس طرح بلند نہیں کرتے تھے بلکہ سینہ تک بلند کرتے تھے یہ مراد ہے۔

دوسرا جواب ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ منذری سے نقل کیا ہے کہ عام روایات میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس لیے یہ روایات مقدم ہوں گی۔ (۴)

حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ: (ص۱۷۶، س۹) یہاں تک کہ انہیں اپنے چہرے پر پھیرتے۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا مانگنے والا فقیروں کی طرح اپنی حاجت کا سوال کرتا ہے اور پھر آخر میں پھیلے ہوئے ہاتھ کو منہ پر پھیر لیتا ہے اس تصور کے ساتھ کہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے ہیں رب کریم کی رحمت و برکت کا کوئی حصہ ان کو ضرور ملا

ہے۔(۵)

تخریج حدیث:

۳۵۲۲ - أخرجه عبد بن حميد ص (٤٤)، حديث (٣٩)، وتفرد به الترمذي من أصحاب الكتب الستة من طريق سالم بن عبدالله عن أبيه عن عمر، وسنده ضعيف: حماد بن عيسىٰ بن عبيدة الجهني، قال الحافظ في التقريب (١/١٩٧): ضعيف.

(۱) شرح مہذب (۲) معارف الحدیث: ۹۹/۵ (۳) فتح الباری: ۱۷۰/۱۱ (٤) فتح الباری: ۱۷۰/۱۱، ۱۷۱ (۵) معارف الحدیث: ۱۹۰/۵

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مَنْ یَّسْتَعْجِلُ فِیْ دُعَائِہٖ

یہ باب ہے دُعا میں جلدی کرنے والے کے بیان میں

۳۵۲۳ - حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی ابْنِ اَزْهَرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُسْتَجَابُ لِاَحَدِ کُمْ مَالَمْ یَعْجَلْ یَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَاَبُوْعُبَیْدٍ اِسْمُهٗ سَعْدٌ وَهُوَ مَوْلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ وَیُقَالُ مَوْلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ. (ص۱۷٦، س۱۱)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلدی نہ کرے اور یہ نہ کہنے لگے کہ میں نے دعا مانگی اور وہ قبول نہ ہوئی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابو عبید کا نام سعد ہے۔ وہ عبدالرحمٰن بن ازہر کے مولی ہیں۔ انہیں عبدالرحمٰن بن عوف کا مولی بھی کہا جاتا ہے۔ اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔“

تشریح

ایک دوسری روایت میں اس حدیث کی مزید وضاحت آتی ہے جس میں آتا ہے ”لَا یَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ یَسْتَعْجِلْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِ سْتِعْجَالُ قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ یَسْتَجِیْبُ لِیْ فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَیَدَعُ الدُّعَاءَ“(۱)

یُسْتَجَابُ لِاَحَدِ کُمْ مَالَمْ یَعْجَلْ: (ص۱۷٦، س۱۲) آدمی جلد بازی کی وجہ سے اپنی دعا کی قبولیت کے استحقاق کو کھو دیتا ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کسی مصلحت کے وجہ سے دعا کے قبول ہونے میں تاخیر ہوجائے ان مصلحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کبھی اس دعا مانگنے والے کا اخلاص یا اس کا اللہ تعالیٰ کے سامنے رونا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتا ہے یا اس کی یہ دعا اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بن جاتی ہے۔(۲)

فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِیْ: (ص۱۷۶، س۱۲) جلد بازی میں کئی بیان آتی ہیں ① آدمی دعا کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے ② مایوس ہو جاتا ہے ③ اس کی دعا کی قبولیت کا وقت نہیں آیا ہوتا کیونکہ ازل میں ہر چیز کے وقوع کا وقت مقرر ہے اس سے پہلے وہ چیز واقع نہیں ہو سکتی۔ (۳)

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں دعا میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے کیونکہ یہ بات تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کہ اس کی دعا کب قبول ہونی ہے اور کب نہیں۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ جب آدمی میں دعا کرتے کرتے اکتاہٹ آ جائے تو وہ دعا قبول نہیں ہوتی کیونکہ دعا عبادت ہے اور مسلمان کی شان یہ نہیں کہ وہ اپنے رب کی عبادت میں اکتاہٹ کا اظہار کرے۔ (٤)

تخریج حدیث:

٣٥٢٣ - أخرجه مالك في الموطأ كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعاء، حديث (٢٩)، وأحمد (٢/٣٩٦)، والبخاري: كتاب الدعوات: باب: يستجاب للعبد مالم يعجل، حديث (٦٣٤٠)، ومسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: بيان أنه يستجاب للداعي مالم يعجل، حديث (٩٢ - ٢٧٣٥) وأبوداود: كتاب الصلاة: باب الدعاء، حديث (١٤٨٤)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: يستجاب لأحدكم مالم يعجل، حديث (٣٨٥٣)، من طريق أبي عبيد عن ابي هريرة به.

(۱) مسلم (۲) معارف الحدیث: ۱۲۵/۵ (۳) فتوحات الربانیہ: ۲۶۷/۷، مرقاۃ: ۳۹۹/۳ (٤) ارشاد الساری: ۳٤٤/۱۳

بَابُ مَا جَآءَ فِی الدُّعَآءِ اِذَا اَصْبَحَ وَاِذَا اَمْسٰی
یہ باب ہے صبح اور شام کی دعا کے بیان میں

٣٥٢٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْدَاوٗدَ وَهُوَ الطَّيَالِسِیُّ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَآءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَضُرَّهٗ شَیْءٌ وَكَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَهٗ طَرْفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبَانُ مَا تَنْظُرُ اَمَا اِنَّ الْحَدِيْثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰكِنِّیْ لَمْ اَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِیَ اللّٰهُ عَلَیَّ قَدْرَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۶، س۱٤)

ترجمہ: ’’حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص روزانہ صبح و شام تین تین مرتبہ یہ کلمات (دعا) پڑھے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ’’بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ ...... السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تک‘‘ (اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ آسمان و زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے)

راویٔ حدیث حضرت ابان کو فالج تھا چنانچہ جو شخص ان سے یہ حدیث سن رہا تھا تعجب سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت ابان نے فرمایا کیا دیکھتے ہو۔ حدیث اسی طرح ہے جس طرح میں نے تم سے بیان کی اور (فالج) کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اس دن یہ دعا نہیں پڑھی تھی تا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی تقدیر پوری کر دے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔''

۳۵۲۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ نَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ سَعْدٍ سَعِيْدِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُرْضِيَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۷۶، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شام کے وقت کہے ''رَضِيْتُ بِاللّٰهِ سے نَبِيًّا تک'' (میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوں)۔ تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ وہ اس سے راضی ہو۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔''

۳۵۲۶ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسٰى قَالَ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اُرَاهُ قَالَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذَالِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. (ص۱۷۶، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ ''اَمْسَيْنَا ...... وَعَذَابِ الْقَبْرِ'' (یعنی ہم نے اور پوری کائنات نے اللہ تعالیٰ کے لئے شام کی۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں راوی کہتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ اس کے لئے بادشاہت ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس رات کی خیر اور اس کے بعد آنے والی بہتری کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس رات کے شر اور اس کے بعد آنے والے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ بزدلی اور بڑھاپے کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور جہنم اور عذاب قبر سے بھی پناہ مانگتا ہوں) اور جب صبح کرتے تو بھی یہی دعا پڑھتے لیکن ''اَمْسَيْنَا'' کی جگہ ''اَصْبَحْنَا'' فرماتے۔ شعبہ نے یہ حدیث، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی سند سے غیر مرفوع روایت کی ہے۔''

۳۵۲۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ اَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ اَصْحَابَهٗ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَاِذَا اَمْسٰى فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۷۶، س۲۴)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا کرتے تھے کہ صبح کے وقت یہ دعا پڑھا کرو: ’’اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا ...... وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ‘‘ تک (یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم نے تیرے ہی حکم کے ساتھ صبح کی اور تیرے ہی حکم سے شام کی اور تیرے ہی حکم سے جیتے ہیں اور تیرے ہی حکم سے مریں گے پھر تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے) اور جب شام ہو تو یہ دعا پڑھا کرو ’’اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا ...... وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ‘‘ (یعنی اے اللہ تعالیٰ تیرے ہی بھروسہ پر ہم نے شام کی ہے، تیرے ہی بھروسے پر صبح کی تھی۔ تیرے ہی بھروسے پر جیتے ہیں اور تیرے ہی حکم سے مریں گے پھر تیری ہی طرف اکٹھے ہو کر آئیں گے) یہ حدیث حسن ہے۔‘‘

تشریح

فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَآءٍ:

صبح سے مراد طلوع فجر سے ۱۰، ۱۱ بجے تک کا وقت ہے اور شام سے عصر کے بعد سے لے کر تہائی رات تک کا وقت مراد ہے۔[1] اس کے علاوہ بھی کئی اقوال ہیں۔

لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ: (ص۱۷۶، س۱۶) اس دعا کی برکت یہ ہے کہ جب آدمی اس کو صبح کے وقت پڑھ لے تو شام تک تمام ایذاؤں اور تکالیف سے محفوظ رہے گا اور اگر شام کو پڑھ لے تو صبح تک محفوظ رہے گا۔

ہاں جس دن کوئی تکلیف پہنچنی مقدر ہوگی اس دن یہ دعا پڑھنا آدمی بھول جائے گا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ابوداؤد کی روایت سے نقل کیا ہے ’’فَجَعَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ سَمِعَ مِنْهُ الْحَدِيْثَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ مَالَكَ تَنْظُرُ اِلَيَّ فَوَ اللّٰهِ مَا كَذَبْتُ عَلٰى عُثْمَانَ وَلَا كَذَبَ عُثْمَانُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَلٰكِنْ يَوْمَ الَّذِيْ اَصَابَنِيْ فِيْهِ مَا اَصَابَنِيْ غَضِبْتُ فَنَسِيْتُ اَنْ اَقُوْلَهَا‘‘[2]

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ: (ص۱۷۶، س۱۶) علماء نے لکھا ہے حدیث میں لفظ شَيْءٌ عام ہے اس میں زمین اور آسمان بھی داخل ہیں مگر زمین اور آسمان کو دوبارہ ذکر کیا تاکید اور مبالغہ کے لئے کہ کسی قسم کی کوئی بھی آفت ہو ارضی ہو یا سماوی ہو سب سے وہ محفوظ رہے گا۔[3]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ میں روزانہ یہ دعا پڑھتا تھا ایک دن پڑھنا بھول گیا اسی دن ایک بچھو نے مجھ کو

کاٹ لیا۔ (٤)

حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِیْدِ الْاَشَجُّ ......: (ص۱۷٦، س۱۸) اس دعا میں کتنی عظیم بشارت دی جا رہی ہے جب مؤمن بندہ صبح و شام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو اللہ و رسول کے ساتھ اپنے دین اور اپنے ایمانی تعلق کو تازہ اور مستحکم کر لیتا ہے کیونکہ علماء نے لکھا ہے کہ اس دعا میں قبر کے تینوں سوالات کے جوابوں کی طرف بھی اشارہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس دعا کے اہتمام سے قبر کے سوالات کے جواب میں یہ سرخرو ہوگا۔

حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّرْضِیَهٗ: (ص۱۷٦، س۱۹) جب آدمی قبر کے امتحان میں کامیاب ہو جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر ہر مقام پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے سہولت اور آسانی پیدا فرما دیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر انعامات کی بارش ہوتی ہی جائے گی۔ (٥)

حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ وَکِیْعٍ ...... وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ: (ص۱۷٦، س۲۰) اگرچہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اس کا مفہوم آچکا تھا مگر مزید مبالغہ اور تاکید کے لئے اس کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔

اَسْأَلُكَ خَیْرَ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ: (ص۱۷٦، س۲۲) ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس رات میں مجھ کو عبادات کرنے کی توفیق عطا فرما۔ (٦) یا مطلب یہ ہے کہ جو برائی اس رات میں نازل ہونے والی ہے اس برائی کو اللہ تعالیٰ بھلائی سے بدل دے اسی وجہ سے ایک دوسری روایت میں "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَخَیْرِ مَا فِیْهَا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ (٧)

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ: (ص۱۷٦، س۲۲) ایک دوسری روایت میں "وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ (٨)

وَسُوْءِ الْکِبَرِ: (ص۱۷٦، س۲۲) (بڑھاپے کی برائی) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اتنی بڑی عمر ہو جائے کہ آدمی کی عقل ضائع ہو جائے یا اس کی باتیں خلط ملط ہو جائیں۔ (٩)

اَلْکَسَلِ: (ص۱۷٦، س۲۲) کسل سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔ بمعنی سستی، کاہلی، کسل کہتے ہیں عبادات پر قادر ہونے کے باوجود عبادات کے کرنے میں تاخیر کرنا اس کی وجہ شر کے جذبے کا خیر کے جذبے پر غالب ہونا ہوتا ہے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسل ان چیزوں کے کرنے میں تاخیر کرنے کو کہتے ہیں کہ جن چیزوں کے کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے اور یہ باوجود نفس میں خیر کے استطاعت ہونے کے۔ خیر کے کاموں میں نفس کے ابھار نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (١٠)

الکسل کے بعد بعض روایات میں الکبر کا بھی لفظ آتا ہے اسی کو قرآن میں ﴿اَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾ فرمایا گیا ہے کہ ایسی عمر ہو کہ جس میں بعض اعضاء کمزور ہو جائیں یا کام کرنا چھوڑ دیں۔ (١١)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں ترقی ادنی سے اعلیٰ کی طرف ہے آدمی میں سب سے پہلے

الکسل ہوتا ہے کہ اس میں طاقت تو ہوتی ہے مگر سستی کی وجہ سے کام نہیں ہو پاتا اس کے بعد ھرم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ طاقت بھی ہوتی ہے اور کچھ کمزوری کہ کام پورا نہیں ہو پاتا۔ اس کے بعد سوء الکبر ہوتا ہے کہ آدمی اس میں بالکل بھی کام نہیں کر سکتا ہے۔[۱۲]

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ...... (ص۱۷٦، س۲٤) اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا: (ص۱۷٦، س۲۵) رات کے اندھیر کے بعد صبح کے اجالے کا نمودار ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ عموماً انسان دن کے اجالے میں ہی اپنے سارے کام کاج کرتے ہیں۔

وَبِكَ أَمْسَيْنَا: (ص۱۷٦، س۲۵) دن کے اجالے کے بعد رات کا آنا بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے شام آرام اور راحت کا پیغام لاتی ہے اگر ایک دن رات نہ آئے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تمام انسانوں پر کیا گزرے گی۔

وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ: (ص۱۷٦، س۲۵) جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے دن کی عمر ختم ہو کر رات آتی ہے اور رات کی عمر ختم ہو کر دن نکلتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہماری زندگی چل رہی ہے اسی کے حکم سے وقت مقررہ پر موت آجائے گی۔

صبح وشام کے بعد موت کا ذکر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ موت سے آدمی نہ صبح غافل اور اور نہ شام کو غافل ہو۔[۱۳]

تخریج حدیث:

٣٥٢٤ - أخرجه أحمد (٦٢/١)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقول إذا أصبح، حديث (٥٠٨٨)، وابن ماجه ما يقول إذا أصبح، حديث(٥٠٨٨)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، حديث (٣٨٦٩) من طريق أبان بن عثمان عن عثمان بن عفان فذكره.

٣٥٢٥ - تفرد به الترمذي من طريق ثوبان، وأخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقول إذا أصبح، حديث (٥٠٧٢)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، حديث (٣٨٧٠)، من طريق أبي عقيل عن سابق بن ناجية عن أبي سلام خادم النبي ﷺ فذكره.

٣٥٢٦ - أخرجه أحمد (٤٤٠/١)، ومسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: التعوذ من شر ما عمل، ومن شر ما لم يعمل حديث (٧٦ - ٢٧٢٣)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقول إذا أصبح، حديث (٥٠٧١)، من طريق عبدالرحمن بن يزيد عن عبدالله بن مسعود فذكره.

٣٥٢٧ - أخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقول إذا أصبح، حديث (٥٠٦٨)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: مايدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، حديث (٣٨٦٨)، من طريق سهيل عن أبيه عن أبي هريرة فذكره.

(١) فتوحات ربانيه: ٧٤/٣ (٢) مرقاة: ٢٣٥/٥ (٣) فتوحات الربانيه: ٣/، عون المعبود: ٢٩٣/١٣ (٤) فتوحات الربانيه: ١٠٠/٣ (٥) معارف الحديث: ١٢٢/٥ (٦) فتح الباري، تعليق الصبيح: ١٢٧/٣ (٧) مسلم شريف (٨) مسلم شريف (٩) مرقاة، حاشيه الكوكب: ٣٣٦/٤ (١٠) الفتوحات الربانيه: ٩١/٣ (١١) فتوحات الربانيه: ٩١/٣ (١٢) اشعة اللعات (١٣) معارف الحديث: ١٢٠/٥

بَابٌ مِنْهُ
باب اسی سے متعلق

۳۵۲۸ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوُدَ قَالَ اَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَآءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الثَّقَفِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِشَيْءٍ اَقُوْلُهُ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ قَالَ قُلْهُ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۶، س۲۶)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے صبح و شام کوئی دعا پڑھنے کا حکم دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو ''اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ ...... وَشِرْكِهِ'' (یعنی اے اللہ، اے غیب اور کھلی باتوں کے جاننے والے، آسمان و زمین کے پالنے والے، ہر چیز کے مالک اور پروردگار میں گواہی دیتا ہوں کے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں تجھ سے اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور شرک سے پناہ مانگتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے صبح و شام اور سوتے وقت پڑھ لیا کرو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ: (ص۱۷۶، س۲۷) صبح اور شام میں زندگی کی ایک منزل طے کر کے آدمی دوسری منزل میں قدم رکھتا ہے اس دعا میں بھی اشارہ ہے کہ آدمی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مستحکم کرے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اپنے گناہوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ معافی بھی مانگے اور بھکاری بن کے اللہ جل شانہ سے دعا کرتا رہے۔[1]

عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ: (ص۱۷۶، س۲۸) غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو بندوں سے غائب ہیں۔

وَالشَّهَادَةِ: (ص۱۷۶، س۲۸) وہ چیزیں جو بندوں پر ظاہر ہوں۔

مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ: مطلب یہ ہے کہ میرے نفس سے گناہوں کا صدور جو شیطان کے شر سے یعنی شیطان کے وسوسے ڈالنے اور شیطان کے گمراہ کرنے سے ہوتا ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں۔

وَشِرْكِهِ: (ص۱۷۶، س۲۹) شین کے زبر کے ساتھ اس کو پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ شیطان کے جال سے پناہ مانگتا ہوں اور اگر شین کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ شیطان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے پناہ مانگتا

ہوں۔ (۲)

تخریج حدیث:

۳۵۲۸ - أخرجه أحمد (۴۱/۱) عن ليث عن مجاهد عن أبي بكر الصديق فذكره.

(۱) معارف الحدیث: ۱۱۹/۵ (۲) تحفة الاحوذی: ۳۳۷/۹

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی بارے میں

۳۵۲۹ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوْبِىْ فَاغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ لَا يَقُوْلُهَا اَحَدُكُمْ حِيْنَ يُمْسِىْ فَيَاْتِىْ عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَلَا يَقُوْلُهَا حِيْنَ يُصْبِحُ فَيَاْتِىْ عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِىَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ اَبْزٰى وَبُرَيْدَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَعَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ هُوَ ابْنُ اَبِىْ حَازِمٍ الزَّاهِدُ.

(ص۱۷۶، س۳۰)

ترجمہ: ”حضرت شداد بن اوس کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں استغفار کے سردار کے متعلق نہ بتاؤں وہ یہ ہے ”اَللّٰهُمَّ ...... اِلَّا اَنْتَ“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ تو ہی میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک میری استطاعت ہے تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، تجھ سے اپنے کاموں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اپنے اوپر تیرے احسانوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں اور تجھ سے مغفرت کا طلب گار ہوں کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں)۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی آدمی شام کو یہ دعا پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جو آدمی صبح کو یہ کلمات کہے اور شام سے پہلے پہلے اسے موت آجائے وہ بھی جنتی ہے۔ اس باب میں حضرت ابوہریرہ، ابن عمر، ابن مسعود، ابن ابزی، اور بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ عبدالعزیز بن ابی حازم سے مراد ابن ابی حازم زاہد ہیں۔“

تشریح

اس استغفار کو حدیث میں سید الاستغفار کہا گیا ہے علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ تمام مقاصد کو جامع ہے اس لئے اس کو سید الاستغفار کہتے ہیں۔ (۱)

یا یہ کہ یہ استغفار تمام استغفاروں سے افضل اور بہتر ہے۔ (۲)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ استغفار بہترین معانی اور بہترین الفاظ پر مشتمل ہے اس لئے اس کو سید الاستغفار کہا گیا ہے۔ (۳) نیز اس میں کئی باتیں موجود ہیں مثلاً ① اللہ تعالیٰ کی الوہیت وعبودیت کا اعتراف واقرار ہے ② اپنے گناہوں کا اقرار ③ اور اپنی کمی کوتاہیوں سے محفوظ رہنے کی دعا۔ ④ گناہوں کی نسبت اپنی طرف کرنا ⑤ نعمتوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا ⑥ اور آخرت میں مغفرت طلب کرنا وغیرہ۔ (٤)

وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ: عہد سے مراد عام عہد ہے ایمان کا عہد اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا عہد ابن حجر نے علامہ ابن بطال سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہاں عہد سے مراد عہد الست ہے۔ اور وعدہ سے مراد وہ وعدہ ہے جس کا ذکر ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔

"اَنَّ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئاً وَأَدّٰى مَا افْتَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ." (٥)

(جو شخص اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو اور اس نے تمام فرائض اور واجبات بھی ادا کیے ہوں تو اللہ تعالیٰ کا (وعدہ) ہے کہ اس کو جنت میں داخل کریں گے۔)

مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ: (ص۱۷۶، س۳۲) جو شر یعنی گناہ میں نے کیا ہے جو عذاب اس گناہ کے کرنے پر آتا ہے اے اللہ تعالیٰ میں اس سے پناہ چاہتا ہوں۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس حدیث کے شاندار الفاظ اس قابل ہیں کہ اس کو سید الاستغفار کہا جائے کیونکہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور خالقیت کا اعتراف ہے اور اس عہد کا بھی اقرار ہے جو بندے سے لیا گیا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس کی امید بھی ہے نیز ان گناہوں کا اعتراف بھی ہے جو بندے نے کئے ہیں اور مغفرت کی طرف رغبت کا اظہار بھی ہے۔ (٦)

تخریج حدیث:

٣٥٢٩ - انفرد الترمذي بروايته من طريق عثمان بن ربيعة عن شداد بن أوس، وللحديث طريق آخر من طريق بشير بن كعب العدوي عن شداد بن أوس عن النبي ﷺ قال: سيد الاستغفار أن يقول: اللهم ...... الحديث. ومن هذا الطريق أخرجه البخاري: كتاب الدعوات باب: أفضل الاستغفار حديث (٦٣٠٦).

(١) طيبى شرح مشكوة (٢) حاشيه مسند على النسائى: ٣١٩/٢ (٣) فتح البارى: ٩٩/١١ (٤) فتح البارى: ١٢٠/١١ (٥) فتح البارى: ١٢٠/١١
(٦) بحواله دليل الفالحين: ٧٣٧/٤

بَابُ مَاجَآءَ فِی الدُّعَآءِ اِذَا اٰوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ

یہ باب ہے سوتے وقت پڑھنے والی دعاؤں کے بیان میں

۳۵۳۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ نَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْھَمْدَانِیُّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اَلَا اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ تَقُوْلُھَا اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ وَقَدْ اَصَبْتَ خَیْرًا تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَرَھْبَۃً اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ لَا مَلْجَآءَ وَلَا مَنْجٰی مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ فَطَعَنَ بِیَدِہٖ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ قَالَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَفِی الْبَابِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْہٍ عَنِ الْبَرَآءِ وَرَوَاہُ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَۃَ عَنِ الْبَرَآءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ وَاَنْتَ عَلٰی وُضُوْءٍ.

(ص۱۷٦، س۳۵)

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جو اگر تم سوتے وقت پڑھ لو تو اگر تم اس رات کو مر جاؤ گے تو فطرت اسلام پر مرو گے اور اگر صبح ہوگی تو وہ بھی خیر پر ہوگی ''اَللّٰھُمَّ ...... اَرْسَلْتَ'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی، تیری ہی طرف متوجہ ہوا اور اپنا کام تجھے سونپ دیا، رغبت کی وجہ سے بھی اور تیرے ڈر سے بھی اور میں نے اپنی پیٹھ کو تیری طرف پناہ دی کیونکہ تجھ سے بھاگ کر نہ کہیں پناہ ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ۔ میں تیری بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان لایا) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا تیرے بھیجے ہوئے رسول پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا تیرے بھیجے ہوئے نبی پر۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اس باب میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث براء سے کئی سندوں سے منقول ہے، منصور بن معتمر اسے سعد سے وہ براء سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ جب تم سونے کے لئے آؤ اور باوضو ہو تو یہ کلمات کہو۔''

۳۵۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اَخِیْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اضْطَجَعَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَنْبِہِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ

اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِىْ اِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اُوْمِنُ بِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ فَاِنْ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ. (ص۱۷۷، س۵)

ترجمہ: ''حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھے اور پھر اسی رات میں مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ''اَللّٰهُمَّ ...... وَبِرُسُلِكَ'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کر لیا۔ اپنی پیٹھ کو تیری پناہ میں دے دیا، اپنے کام تجھے سونپ دیئے کیونکہ تیرے عذاب سے بچنے کا تیرے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں، میں تیری کتاب اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا)۔ یہ حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔''

۳۵۳۲ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِىَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِىَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۷، س۹)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر مبارک پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... وَلَا مُؤْوِىَ'' (یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا ہمیں مخلوق کے شر سے بچایا اور ہمیں ٹھکانہ دیا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو نہ کوئی بچانے والا ہے اور نہ ان کا ٹھکانہ ہے)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

تشریح

عَلَى الْفِطْرَةِ: (ص۱۷۷، س۱) فطرۃ سے مراد اسلام ہے کیونکہ مؤمن کی سب سے بڑی تمنا یہی ہوتی ہے کہ اس کو ایمان اور اسلام کی حالت میں موت آئے اور اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے اسلام پر موت آئے گی۔ (انشاء اللہ)

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ: (ص۱۷۷، س۱) مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنے آپ کو آپ کے تابع کر دیا کیونکہ نفع دینے والی اور نقصان پہنچانے والی ذات آپ ہی کی ہے اے اللہ تو میرے ساتھ خیر کا معاملہ فرما۔ اب چونکہ میں تیرے حوالے ہوا ہوں اس لئے آپ جس حال میں بھی مجھ کو رکھیں گے اس پر میں اعتراض نہیں کروں گا۔

رَغْبَةً: (ص۱۷۷، س۲) بمعنی ثواب کا شوق۔

وَرَهْبَةً: (ص۱۷۷، س۲) بمعنی عذاب کا خوف۔[1]

وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِىْ اِلَيْكَ: (ص۱۷۷، س۲) میں نے اپنی پیٹھ کو تیری طرف پناہ دی۔ مطلب یہ ہے جس طرح آدمی کمر سے سہارا لیتا ہے اور قوت حاصل کرتا ہے اسی طرح میں نے بھی اے اللہ تعالیٰ تمام کاموں میں آپ کا سہارا لے کر اپنے اندر

قوت حاصل کی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص۱۷۷، س۵) عَلٰی جَنْبِهِ الْاَیْمَنِ: (ص۱۷۷، س۷) علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دائیں کروٹ پر لیٹنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کا دل بائیں جانب ہوتا ہے تو یہ جب دائیں کروٹ پر لیٹے گا تو نیند میں بالکل مستغرق نہیں ہوگا رات کو تہجد میں جاگنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا اور اگر بائیں کروٹ پر لیٹے گا تو گہری نیند آئے گی اور پھر رات کو اٹھنا مشکل ہوگا۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دائیں کروٹ پر سونا صحت کے لئے بھی مفید ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء دائیں کروٹ پر لیٹے اور پھر اگر چاہے تو تھوڑی دیر کے بعد بائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔ (۲)

سُؤال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تو ہمیشہ بیدار ہوتا تھا غافل نہیں ہوتا تھا تو آپ دائیں کروٹ پر کیوں لیٹتے تھے؟

جَواب: ① امت کی تعلیم کے لئے ایسا کرتے تھے۔

جَواب: ② آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرف والے کاموں کو دائیں طرف سے ہی کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ (۳)

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ...... (ص۱۷۷، س۹) وَکَفَانَا: (ص۱۷۷، س۱۰) ''ہماری کفایت فرمائی'' مطلب یہ ہے کہ ایذاء دینے والی اور ہلاک کرنے والی چیزوں سے ہم کو بچایا اور ہماری ضروریات کو پورا فرمایا۔ (٤)

وَاٰوَانَا: (ص۱۷۷، س۱۰) ''ہم کو ٹھکانا دیا'' مطلب یہ ہے کہ رہنے کے لئے مکان دیا جس میں ہم اپنے جسم کو چھپاتے ہیں بخلاف حیوانات وغیرہ کے کہ ان کے اکثر کے لئے مکان نہیں ہوتا۔

فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ: (ص۱۷۷، س۱۰) اس جملے کے محدثین نے تین مطلب بیان فرمائے ہیں۔

پہلا مطلب: بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دشمنوں کے نرغے میں ہیں یا بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسا نہیں بنایا۔

دوسرا مطلب: یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو مسلمان بنایا اور اپنی نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا موقع دیا۔ دنیا میں کتنے ملحدین، کافر و مشرک ہیں جو اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہیں جانتے ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہوتی مدد تو اللہ تعالیٰ کی مؤمنین پر آتی ہے۔

اس مطلب کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ مَوْلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَأَنَّ ٱلْكَـٰفِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ۝١١﴾ (٥) (وہ اس لیے کہ ایمان والوں کا کارساز خود اللہ تعالیٰ ہے اور اس لیے کہ کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔)

تیسرا مطلب: دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو کھانے کی چیزوں کو کھا نہیں سکتے، پینے کی چیزوں کو پی نہیں سکتے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا عذاب مقدر ہو چکا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمایا کہ ہم کو اپنی نعمتوں سے بھی نوازا اور عذاب والوں میں سے ہم کو نہیں بنایا۔ (٦)

تخریج حدیث:

٣٥٣٠ -أخرجه البخاري: كتاب الدعوات: باب: إذا بات طاهراً، حديث (٦٣١١)، ومسلم: كتاب الذكر، والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، حديث (٥٦ - ٢٧١٠) من طريق سعد بن عبيدة عن البراء بن عازب بنحوه.

٣٥٣١ - أخرجه النسائي في الكبرى: كتاب عمل اليوم والليلة: باب: وما يقول من يفزع في منامه، حديث (١٠٦٠٧ - ٧) وذكره المنذري في ((الترغيب والترهيب)) (١/٤٦٥، ٤٦٦)، وعزاه للترمذي، من طريق يحيىٰ بن إسحاق ابن أخي رافع عن رافع فذكره.

٣٥٣٢ - أخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، حديث ٦٤ - ٢٧١٥)، وأبوداد كتاب الأدب: باب: ما يقال عند النوم (٥٠٥٣)، والحديث ليس في البخاري كما جزم بذلك الحافظ المزي في ((تحفة الأشراف)) (١/١١٧)، من طريق حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس.

(١) تعليق الصبيح: ٣/١٢٨، الديباج: ٢/٩٨ (٢) فتح الباري: ١١/١١٠، مرقاة: ٥/١٦٨ (٣) فتوحات ربانيه: ٣/١٤١ (٤) فتوحات الربانيه: ٣/١٥١، تعليق الصبيح: ٣/١٢٩، مرقاة: ٦/١٠ (٥) سورت محمد آيت: ١١، فتوحات الربانيه، ٣/١٥١، مرقاة: ٥/١٧٢ (٦) فتوحات الربانيه: ٣/١٥١

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

٣٥٣٣ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْوَصَّافِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَاْوِیْ اِلٰى فِرَاشِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ اَيَّامِ الدُّنْيَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ الْوَلِيْدِ الْوَصَّافِيِّ. (ص١٧٧، س١١)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سوتے وقت یہ دعا ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ...... الخ'' (میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا طلب گار ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو زندہ ہے اور سنبھالنے والا ہے، میں اس سے توبہ کرتا ہوں) تین مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں یا درخت کے پتوں کے برابر یا (صحراء) عالج کی ریت کے برابر یا دنیا کے دنوں کے برابر ہی ہوں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف عبداللہ بن ولید وصافی کی سند سے جانتے ہیں۔''

تشریح

سونے سے پہلے موت کو یاد کرنا۔ کیونکہ سونے کو رات کے ساتھ خاص مشابہت ہے اس لئے سونے سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی کئی احادیث میں ترغیب دی گئی ہے۔ حدیث بالا میں فرمایا جا رہا ہے کہ سونے سے پہلے سچے دل سے جو شخص بھی توبہ و استغفار کرتا ہے اس پر یہ بشارت سنائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اگرچہ وہ مقدار میں جتنے بھی ہوں۔ [۱]

تخریج حدیث:

۳۵۳۳ - أخرجه أحمد (۱۰/۳)، من طريق عبيدالله بن الوليد الوصافي عن عطية العوفي عن أبي سعيد الخدري به وقال المنذري في الترغيب والترهيب بعد أن أورده (۴۷۱/۱)، حديث (۸۸۴): قال المملي: عبيدالله هذا واه، لكن تابعه عليه عصام بن قدامة وهو ثقة خرجه البخاري في تاريخه من طريقه بنحوه.

(۱) معارف الحديث: ۱۲۸/۵

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۳۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ رَاْسِهٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ اَوْتَبْعَثُ عِبَادَكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۷، س۱۴)

ترجمہ: ”حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھ لیتے اور یہ کلمات کہتے ”اَللّٰهُمَّ ...... الخ“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا یا اٹھائے گا)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۵۳۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يُوْسُفَ بْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَسَّدُ يَمِيْنَهٗ عِنْدَ الْمَنَامِ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ لَمْ يَذْكُرْ بَيْنَهُمَا اَحَدًا وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ وَرَجُلٍ اٰخَرَ عَنِ الْبَرَآءِ وَرَوَاهُ اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ

الْبَرَآءِ وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ. (ص۱۷۷، س۱٦)

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بناتے اور یہ کلمات کہتے۔ ''رَبِّ قِنِیْ ...... الخ'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ مجھے اس دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا یا اٹھائے گا)۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ثوری اسے ابواسحٰق سے وہ براء سے نقل کرتے ہیں لیکن ابواسحٰق اور براء کے درمیان کسی راوی کا ذکر نہیں کرتے۔ شعبہ اسے ابواسحٰق سے نقل کرتے ہیں۔ پھر یہ حدیث ابواسحٰق سے ابوعبیدہ کے واسطے سے بھی مرفوعاً منقول ہے۔''

تشریح

تَحْتَ رَاْسِهٖ: (ص۱۷۷، س۱۵) بعض روایات میں تَحْتَ خَدِّهٖ کے بھی الفاظ وارد ہوئے ہیں ان دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ رخسار اور سر قریب قریب ہیں اور جس راوی نے جو دیکھا اس کو نقل کر دیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ اپنے ہاتھ کو سر کے نیچے اور کبھی رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ: (ص۱۷۷، س۱۵)

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیوں پڑھتے تھے۔

جواب: ① انکساری اور تواضع کی وجہ سے۔

جواب: ② امت کی تعلیم کے لئے۔

اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ: (ص۱۷۷، س۱٦) دوسری روایت میں تَجْمَعُ بھی آتا ہے دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ (۲)

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو رات کے وقت کیوں پڑھتے تھے۔ دن میں بھی تو پڑھی جا سکتی ہے۔

جواب: دن میں بھی مانگنے میں کوئی حرج نہیں مگر رات کے ساتھ زیادہ مشابہت ہے کیونکہ نیند موت کی بہن ہے۔ اس لئے اس دعا کو رات کے وقت آپ پڑھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ (۳)

ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو تین مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔

تخریج حدیث:

۳۵۳٤ - أخرجه أحمد (٥/٣٨٣)، والحميدي (١/٢١٠، ٢١١)، حديث (٤٤٤) من طريق ربعي بن حراش عن حذيفة بن اليمان فذكره.

۳۵۳٥ - أخرجه النسائي في الكبرى: كتاب عمل اليوم والليلة: باب: ما يقول إذا أوى إلى فراشه، حديث (١٠٥٩٤ - ٧) من طريق أبي إسحاق، عن أبي بردة عن البراء بن عازب فذكره. ومن طريق عبدالله بن يزيد عن البراء بن عازب أخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقال عند النوم، حديث (٥٠٤٥)، وأخرجه الترمذي في الشمائل ص (٢١٦)، حديث (٢٥٥)، وقال الحافظ في الفتح (١١/١١٩): وسنده صحيح.

(۱) مرعاة المفاتيح: ٦/٣٣ (۲) فتوحات الربانيه: ٣/١٤٩ (۳) فتوحات الربانيه: ٤/١٤٩

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ نَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اِذَا اَخَذَ اَحَدُنَا مَضْجَعَهٗ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّى الدَّيْنِ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۷، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ اگر کوئی سونے لگے تو یہ کلمات کہے ''اَللّٰهُمَّ ...... الخ'' (یعنی اے اللہ، اے آسمانوں اور زمینوں کے پروردگار، اے ہمارے رب، اے ہر چیز کے رب، اے دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے اور اے تورات، انجیل اور قرآن کریم نازل کرنے والے، میں تجھ سے ہر شر پہنچانے والی چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں تو اسے اس کے بالوں سے پکڑنے والا ہے تو سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں اور تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو سب سے اوپر ہے تجھ سے اوپر کچھ نہیں اور تو ہی باطن میں ہے تجھ سے مخفی کوئی چیز نہیں۔ (اے اللہ) میرا قرض ادا کر دے اور مجھے فقر سے بے نیاز (غنی) کر دے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ: (ص۱۷۷، س۲۰) اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا اور وہی ان کا مالک ہے۔ (۱)

فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى: (ص۱۷۷، س۲۰) زمین و آسمان کے درمیان جتنی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب میں تصرف فرماتے ہیں۔

مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ: (ص۱۷۷، س۲۰) ایک دوسری روایت میں مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ (۲)

اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ: (ص۱۷۷، س۲۱) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ''مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا.'' (۳)

وَ اَنۡتَ الظَّاهِرُ فَلَيۡسَ فَوۡقَكَ شَیۡءٌ: (ص۱۷۷، س۲۱) اَلظَّاهِرُ اس سے اللہ تعالیٰ کا نام مراد ہے یا یہ ظہور کے معنی میں ہے بمعنی قہر وغلبہ۔

وَ اَنۡتَ الۡبَاطِنُ: (ص۱۷۷، س۲۱) باطن کا معنی وہ ذات جو مخلوق سے چھپی ہوئی ہو یا باطن سے مراد یہ ہے کہ وہ ذات جو چھپے ہوئے رازوں کو جاننے والی ہے۔ (٤)

وَاَغۡنِنِیۡ مِنَ الۡفَقۡرِ: (ص۱۷۷، س۲۲) اغننی سے مرا یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ تو مجھ کو غنی کر دے یا مراد یہ ہے کہ مخلوق سے مستغنی کر دے یا مراد دل کا غنی ہونا ہے۔ (٥)

تخریج حدیث:

٣٥٣٦ - أخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة، باب: ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، حديث (٥٦/٢٧١٠). وأبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقول عندالنوم، حديث (٥٠٥١).

(١) تحفةالاحوذی: ٣٢١/٩ (٢) مسلم (٣) مسلم (٤) فتوحات ربانيه: ١٥٠/٣ (٥) فتوحات الربانيه: ١٥١/٣

بَابٌ مِنۡهُ

باب اسی بارے میں

٣٥٣٧ - حَدَّثَنَا ابۡنُ اَبِیۡ عُمَرَنَا سُفۡيَانُ عَنِ ابۡنِ عَجۡلَانَ عَنۡ سَعِيۡدٍ الۡمَقۡبُرِیِّ عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمۡ عَنۡ فِرَاشِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيۡهِ فَلۡيَنۡفُضۡهُ بِصَنِفَةِ اِزَارِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّهٗ لَا يَدۡرِیۡ مَا خَلَفَهٗ عَلَيۡهِ بَعۡدَهٗ فَاِذَا اضۡطَجَعَ فَلۡيَقُلۡ بِاسۡمِكَ رَبِّیۡ وَضَعۡتُ جَنۡبِیۡ وَبِكَ اَرۡفَعُهٗ فَاِنۡ اَمۡسَكۡتَ نَفۡسِیۡ فَارۡحَمۡهَا وَاِنۡ اَرۡسَلۡتَهَا فَاحۡفَظۡهَا بِمَا تَحۡفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيۡنَ فَاِذَا اسۡتَيۡقَظَ فَلۡيَقُلۡ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ عَافَانِیۡ فِیۡ جَسَدِیۡ وَرَدَّ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ وَاَذِنَ لِیۡ بِذِكۡرِهٖ وَفِی الۡبَابِ عَنۡ جَابِرٍ وَعَائِشَةَ وَحَدِيۡثُ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ حَدِيۡثٌ حَسَنٌ. (ص۱۷۷، س۲۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بستر پر سے اٹھ کر جائے اور پھر دوبارہ لیٹنے لگے تو اسے اپنے ازار کے پلو سے تین مرتبہ جھاڑے کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے جانے کے بعد وہاں کون سی چیز آئی۔ اور پھر جب لیٹے تو یہ دعا پڑھے ”بِاسۡمِكَ رَبِّیۡ ...... اَلصَّالِحِيۡنَ“ (اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیرے ہی نام سے اٹھاتا ہوں لہٰذا اگر تو میری جان لے لے تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے)۔ اور جب جاگے تو یہ

کلمات کہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ...... الخ" (یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میرے بدن کو عافیت دی، میری روح میری طرف لوٹا دی اور مجھے اپنے ذکر کی توفیق دی) اس باب میں حضرت جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔"

تشریح

اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ عَنْ فِرَاشِہٖ: (ص۱۷۷، س۲۳) بعض روایات میں "اِذَا اَوٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَلْیَنْفُضْہُ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ (۱)

بِصَنِفَۃِ اِزَارِہٖ: (ص۱۷۷، س۲۳) بخاری شریف کی روایت میں "فَلْیَنْفُضْ فِرَاشَہٗ بِدَاخِلَۃِ اِزَارِہٖ" اور مسلم کی روایت میں "فَلْیَاْخُذْ دَاخِلَۃَ اِزَارِہٖ فَلْیَنْفُضْ بِھَا فِرَاشَہٗ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

ان سب کا مطلب یہ ہے کہ کپڑے کے کنارے یا اندر کے حصہ سے اپنے بستر کو جھاڑ لے تاکہ اوپر کے حصہ میں کوئی گندگی نہ لگے اور اوپر کا حصہ پاک صاف رہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی زائد کپڑا نہ ہو اگر زائد کپڑا ہو تو اس سے صاف کرنا ہی اولیٰ ہوگا۔ (۲)

تہہ بند کے اندرونی حصے سے بستر جھاڑنے کی وجہ:

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ جھاڑتے وقت انسان کو اپنا ہاتھ تہہ بند کے کنارے کے ساتھ چھپا کر رکھنا چاہیے تاکہ اس کے ہاتھ کو کوئی تکلیف دینے والی چیز تکلیف نہ پہنچا دے۔ (۳)

ابن حجر نے علامہ بیضاوی سے اس کی حکمت یہ نقل کی ہے کہ تہہ بند کے اندرونی کنارے سے جھاڑنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ سونے والا شخص اپنے دائیں ہاتھ سے جب تہہ بند کا بیرونی کنارہ کھولے گا تو اندرونی کنارہ معلق رہ جائے گا لہٰذا وہ اسی کنارے سے بستر کو جھاڑے گا۔ (۴)

لَا یَدْرِیْ مَا خَلَفَہٗ عَلَیْہِ: (ص۱۷۷، س۲۴) علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بستر پر مٹی، گندگی، کیڑے وغیرہ اور کبھی موذی کیڑے وغیرہ بھی آجاتے ہیں وہ آدمی کو نقصان نہ پہنچائیں اس وجہ سے اس کو جھاڑنے کا حکم دیا۔ (۵) اس سے معلوم ہوا کہ بستر کو جھاڑ کر لیٹنا مستحب ہے۔

فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ: (ص۱۷۷، س۲۵) اس جملے میں بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ جس طرح نیک بندوں کو گناہوں سے بچاتا ہے اور ان کو نیک اعمال کرنے کی توفیق ملتی ہے اور سستی سے حفاظت کی جاتی ہے اے اللہ تعالیٰ میری بھی اس طرح حفاظت فرما۔ (۶)

تخریج حدیث:

۳۵۳۷ - أخرجه البخاري: كتاب الدعوات، الباب الثالث عشر، حديث (٦٣٢٠)، باب: التوحيد، باب: السؤال بأسماء الله تعالىٰ

والاستعاذة بها، حديث (۷۳۹۳)، والأدب المفرد ص (۳۵۳)، حديث (۱۲۱٤)، وأخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، حديث (٦٤/۲۷۱٤)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقول عند النوم، حديث (۵۰۵۰)، وابن ماجه: كتاب الدعاء، باب: ما يدعو به إذا أوى إلى فراشه، حديث (۳۸۷٤).

(۱) بخاری و مسلم (۲) مظاهر حق: ۲/۵۸۵ (۳) شرح کرمانی: ۲۲/۱۳۵ (٤) فتح الباری: ۱۱/۱۵۲، عمدة القاری: ۲۲/۲۸۹ (٥) طیبی، ومسلم شرح نووی: ۲/۳٤۹ (٦) تحفة الاحوذی: ۹/۳٤۷

بَابُ مَاجَآءَ فِيمَنْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ عِنْدَ الْمَنَامِ

یہ باب ہے سوتے وقت قرآن پڑھنے کے بیان میں

۳۵۳۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوَى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ.

(ص۱۷۷، س۲٦)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لاتے تو دونوں ہتھیلیاں جمع کرتے پھر سورۂ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۂ الناس تینوں سورتیں پڑھ کر ان میں پھونکتے اور اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو جہاں تک ہوسکتا بدن پر مل لیتے۔ پہلے سر اور چہرے پر پھر جسم کے اگلے حصے پر اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔“

تشریح

علامہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد اعمال نقل کئے گئے ہیں ان سب کو ہی جمع کرنا اولیٰ و افضل ہے ورنہ اگر کسی ایک عمل کو بھی کرلے گا تو اس کو نبی کی اتباع حاصل ہو جائے گی۔ (۱)

علماء فرماتے ہیں یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ سونے سے پہلے کچھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا جائے تا کہ دل میں کدورت پیدا نہ ہو اور غفلت کا تدارک ہو جائے۔ رات کو سونے سے پہلے مختلف وظائف بتائے گئے ہیں حدیث بالا میں سورت اخلاص اور معوذتین کو پڑھنے کو فرمایا جارہا ہے۔

ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ: (ص۱۷۷، س۲۷) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ پہلے ان سورتوں کو پڑھا جائے اور پھر

ہاتھ میں پھونکنا چاہیے۔[2]

مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِہٖ: (ص۱۷۷، س۲۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں پر دم فرما کر پورے جسم پر پھیرتے تھے تاکہ اس کی برکت اور حفاظت پورے جسم پر ہو جائے اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔[3]

وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِہٖ: (ص۱۷۷، س۲۸) بخاری شریف کی روایت میں ''یَمْسَحُ بِھِمَا وَجْھَہٗ وَمَا بَلَغَتْ یَدَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ'' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ ابتداء چہرے سے کرنی چاہیے اور پھر جسم کے سامنے کا حصہ پھر جسم کے پیچھے کے حصہ کا مسح کرے۔ صاحب معارف الحدیث فرماتے ہیں ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو سونے کے وقت کی دعائے ماثورہ یاد کرنا مشکل ہو تو کم از کم حدیث بالا پر ہی عمل کر لیں جو اتنا بھی اہتمام نہ کر سکے اس کی محرومی قابل حیرت ہے۔[4]

تخریج حدیث:

۳۵۳۸ - أخرجه البخاري: كتاب الطب: باب: النفث من الرقية، حديث (۵۷۴۸)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقال عند النوم، حديث (۵۰۵۶)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به إذا أوى إلى فراشه، حديث (۳۸۷۵)، وعبد بن حميد ص (۴۳۱)، حديث (۱۴۸۴).

(۱) كوكب: ۳۳۹/۴ (۲) عمدة القاري: ۲۱۸/۱۶ (۳) فتوحات ربانيه: ۱۶۷/۳ (۴) معارف الحديث: ۱۲۹/۵

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۳۹ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ اَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَيْئًا اَقُوْلُهٗ اِذَا اَوَيْتُ اِلٰی فِرَاشِیْ فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْيَانًا يَقُوْلُ مَرَّةً وَاَحْيَانًا لَا يَقُوْلُهَا.

(ص۱۷۷، س۲۹)

ترجمہ: ''حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نوفل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز سکھائیے جسے میں بستر پر جاتے وقت پڑھا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سورۂ کافرون'' پڑھا کرو۔ کیونکہ اس میں شرک سے براءت ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ ابواسحٰق کبھی ایک بار (پڑھنے) کا کہتے اور کبھی نہ کہتے۔''

۳۵۴۰ - حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ حِزَامٍ نَا يَحْيَی بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَهٰذَا اَصَحُّ وَرَوٰی زُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ

اِسحٰقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَهٰذَا اَشْبَهُ وَاَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَقَدْ اِضْطَرَبَ اَصْحَابُ اَبِيْ اِسْحَاقَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ قَدْ رَوَاهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ هُوَ اَخُوْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ. (ص۱۷۷، س۳۱)

ترجمہ: ''موسیٰ بن حزام نے یحییٰ سے وہ اسرائیل سے وہ ابواسحٰق سے وہ فروہ سے اور وہ اپنے والد نوفل سے نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور پھر اس کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں یہ حدیث مذکورہ بالا روایت سے زیادہ صحیح ہے زہیر اسے اسحٰق سے وہ فروہ سے وہ نوفل سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں یہ روایت شعبہ کی روایت سے اشبہ اور اصح ہے۔ ابواسحٰق کے ساتھیوں نے اس میں اضطراب کیا ہے اور یہ اس کے علاوہ اور سند سے بھی منقول ہے۔ عبدالرحمٰن بن نوفل (فروہ کے بھائی) بھی اسے اپنے والد سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔''

۳۵۴۱ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْنُسَ الْكُوْفِيُّ نَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ تَنْزِيْلَ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ وَهٰكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَرَوٰى زُهَيْرٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لَهٗ سَمِعْتَهٗ مِنْ جَابِرٍ قَالَ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ جَابِرٍ اِنَّمَا سَمِعْتُهٗ مِنْ صَفْوَانَ اَوِ ابْنِ صَفْوَانَ وَقَدْ رَوٰى شَبَابَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ حَدِيْثِ لَيْثٍ. (ص۱۷۸، س۲)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تک ''سورۂ الم سجدہ اور سورۂ ملک'' نہ پڑھ لیتے اس وقت تک نہ سوتے۔ ثوری اور کئی راوی اس حدیث کو اسی طرح ابوزبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ زہیر نے ابوزبیر سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے جابر سے نہیں سنی بلکہ صفوان یا ابن صفوان سے سنی ہے۔ شبابہ بھی مغیرہ سے وہ ابوزبیر سے اور وہ جابر رضی اللہ عنہ سے لیث ہی کی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں۔''

۳۵۴۲ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِىْ لُبَابَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الزُّمَرَ وَبَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَبُوْ لُبَابَةَ هٰذَا اِسْمُهٗ مَرْوَانُ مَوْلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ وَسَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ سَمِعَ مِنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ. (ص۱۷۸، س۵)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ زمر اور سورۂ اسراء پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ابولبابہ کا نام مروان ہے اور وہ عبدالرحمن بن زیاد کے غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث سنی ہیں اور ان سے حماد بن زید کا سماع ثابت ہے۔''

۳۵۴۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ بَحِيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بِلَالٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الْمُسَبِّحَاتِ وَيَقُوْلُ فِيْهَا اٰيَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۷۸، س۷)

ترجمہ: ''حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہ سوتے جب تک (مسبحات) یعنی سَبَّحَ، يُسَبِّحُ اور سبحان سے شروع ہونے والی سورتیں نہ پڑھ لیتے اور فرماتے کہ ان سورتوں میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

تشریح

سورت کافرون میں شرک سے براءت کا اعلان کر کے خالص توحید کی تعلیم دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے یہ اسی سورت کی خصوصیت ہے غالباً اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اس کے پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔

قَالَ شُعْبَةُ اَحْيَانًا: (ص۱۷۷، س۳۳) مطلب یہ ہے کہ ابواسحاق کہتے ہیں کہ شعبہ کبھی قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ کے بعد فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ یہ جملہ کبھی فرماتے تھے اور کبھی نہیں فرماتے تھے۔ (۱)

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْنُسَ ...... (ص۱۷۸، س۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا الم سجدہ اور تبارك الذی کا رات کو پڑھنا اور اکابرین امت کا اس کا اہتمام کرنا اس لئے ہے کہ اس سورت کو قبر حشر اور مغفرت کے سلسلہ میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ جیسے کہ ایک دوسری روایت میں آتا ہے جس کو امام دارمی نے نقل کیا ہے کہ ایک گنہ گار آدمی تھا وہ سورت تنزیل (الم سجدہ) اہتمام کے ساتھ پڑھتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو اس سورت نے اپنے بازو اس شخص پر پھیلا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ اے میرے رب اس شخص کی مغفرت فرما کیونکہ یہ مجھ کو بہت کثرت سے پڑھا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی شفاعت کو قبول فرمایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے درجات بلند کر دو۔

اور دوسری روایت میں آتا ہے یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اے میرے رب اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو اس شخص کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اگر میں (بفرض محال) تیری کتاب (قرآن) میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس سے مٹا دے یہی فضیلت سورت تبارک الذی (سورت الملک) کے بارے میں بھی وارد ہوئی ہے۔ (۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے رات میں الم السجدہ اور تبارک الذی پڑھی اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں

اوراس کی ستر برائیاں دور کی جاتی ہیں اس کے ستر درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

نیز ایک اور روایت میں ہے جس شخص نے رات کو الم تنزیل اور تبارک الذی پڑھی اس کو لیلۃ القدر میں عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔[۳]

اِنَّمَا سَمِعْتُهُ مِنْ صَفْوَانَ اَوِ ابْنَ صَفْوَانَ: (ص۱۷۸، س۴) اَوْ شک کے لئے ہے۔ صفوان سے صفوان بن عبداللہ بن صفوان بن امیہ القریشی مراد ہیں۔[۴]

حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ...... (ص۱۷۸، س۵) آپ ﷺ سورت زمر ...... اور سورت بنی اسرائیل جو پندرہویں پارے کے شروع میں ہے۔ اس کو پڑھ کر سویا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ...... (ص۱۷۸، س۷) اَلْمُسَبِّحَاتِ: (ص۱۷۸، س۹) مسبحات ان سورتوں کو کہتے ہیں جن سورتوں کی ابتداء سبحان یا سبح یا یسبح سے ہوتی ہے اور یہ پورے قرآن میں سات سورتوں کے شروع میں ہے ① سورت بنی اسرائیل[۵] ② سورت حدید[۶] ③ سورت حشر[۷] ④ سورت صف[۸] ⑤ سورت جمعہ[۹] ⑥ سورت تغابن[۱۰] ⑦ سورت الاعلی[۱۱]۔

فِيهَا اٰيَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ: (ص۱۷۸، س۹) بعض نے اس سے مراد لیا ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ......[۱۲] (وہی پہلے ہے وہی پیچھے ہے وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔) اور بعض علماء نے اس آیت کا مصداق لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ[۱۳] (اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہوتا کہ ٹکرے ٹکرے ہو جاتا۔) قرار دیا ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کو متعین کرنا مشکل ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ جمعہ کے دن کی ساعت قبولیت کا تعین اور لیلۃ القدر وغیرہ کا تعین کرنا۔[۱۴]

تخریج حدیث:

۳۵۳۹ - أخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقال عند النوم حديث (۵۰۵۵)، والدارمي: كتاب فضائل القرآن: باب: فضل ﴿قل يا ايها الكافرون﴾ وأحمد (۵/۴۵۶).

۳۵۴۰ - تقدم تخرجه.

۳۵۴۱ - تقدم تخريجه.

۳۵۴۲ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (۱۲/۳۰۳)، حديث (۱۷۶۰۱) من أصحاب الكتب الستة وأخرجه الحاكم في المستدرك (۲/۴۳۴)، وقال الشيخ الألباني في السلسلة الصحيحة (۲/۲۴۳)، حديث (۶۴۱): إسناده جيد، سكت عليه الحاكم والذهبي ورجاله ثقات.

۳۵۴۳ - تقدم تخريجه.

(۱) تحفة الاحوذی: ۹/۳۲۵ (۲) دارمی (۳) مظاهر حق: ۲/۴۳۳ (۴) تحفة الاحوذی: ۹/۳۲۷ (۵) پاره ۱۵ (۶) پاره ۲۷ (۷) پاره ۲۸ (۸) پاره ۲۸ (۹) پاره ۲۸ (۱۰) پاره ۲۸ (۱۱) پاره ۳۰ (۱۲) سورت حدید آیت: ۳ (۱۳) سورت حشر آیت: ۲۱ (۱۴) طیبی

بَابٌ مِنْهُ

باب

٣٥٤٤ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِی الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ حَنْظَلَةَ قَالَ صَحِبْتُ شَدَّادَ بْنَ اَوْسٍ فِیْ سَفَرٍ فَقَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا اَنْ تَقُوْلَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَاَسْاَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيْمًا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَاْخُذُ مَضْجَعَهٗ يَقْرَاُ سُوْرَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ مَلَكًا فَلَا يَقْرُبُهٗ شَیْءٌ يُؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ هٰذَا حَدِيْثٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُو الْعَلَاءِ اِسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ. (ص۱۷۸، س۹)

ترجمہ: ''قبیلہ بنوحظلہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھایا کرتے تھے۔ ''اَللّٰهُمَّ ...... عَلَّامُ الْغُيُوْبِ'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے کام کی مضبوطی، ہدایت کی پختگی، تیری نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق اور اچھی طرح عبادت کرنے کی توفیق کا طلب گار ہوں اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سچی زبان اور قلب سلیم مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تجھ سے ہر وہ خیر مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے پھر میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں تو ہی غیب کی چیزوں کا جاننے والا ہے) حضرت شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان سوتے وقت قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ تکلیف دینے والی کوئی چیز اس کے بیدار ہونے تک اس کے قریب نہیں آتی۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابوالعلاء کا نام یزید بن عبداللہ بن شخیر ہے۔''

تشریح

يُعَلِّمُنَا اَنْ تَقُوْلَ: (ص۱۷۸، س۱۱) بعض کتب میں یہ حدیث مزید وضاحت سے آتی ہے جس میں آتا ہے ''يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ نَدْعُوْبِهِنَّ فِیْ صَلَاتِنَا اَوْ قَالَ فِیْ دُبُرِ صَلَاتِنَا.''[1]

اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ: (ص۱۷۸، س۱۱) مراد دین پر استقامت ہے۔

عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ: (ص۱۷۸، س۱۱) بعض روایات میں ''اَلْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ'' بھی آتا ہے۔ (۲)

شُكْرَ نِعْمَتِكَ: (ص۱۷۸، س۱۲) مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ تو مجھ کو اپنی نعمتوں کے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَاْخُذُ مَضْجَعَهٗ يَقْرَأُ سُوْرَةً: (ص۱۷۸، س۱۳) ایک دوسری روایت میں ''مَا مِنْ رَجُلٍ يَاْوِيْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَيَقْرَاُ سُوْرَةً'' وارد ہوا ہے۔ (۳)

تخریج حدیث:

۳۵٤٤ - اخرجه أحمد (٤/١٢٥) عن شداد بن أوس فذكره.

(١) مسند احمد: ٤/١٢٥ (٢) مسند احمد: ٤/١٢٥ (٣) مسند احمد: ٤/١٢٥

بَابُ مَاجَآءَ فِى التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ عِنْدَ الْمَنَامِ

یہ باب ہے سوتے وقت تسبیح، تکبیر اور تحمید کہنے کے بیان میں

۳٥٤٥ - حَدَّثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ نَا اَزْهَرُ السَّمَانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ شَكَتْ اِلَيَّ فَاطِمَةُ مَجْلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِيْنِ فَقُلْتُ لَوْ اَتَيْتِ اَبَاكِ فَسَاَلْتِيْهِ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُوْلَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَاَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ مِنْ تَحْمِيْدٍ وَتَسْبِيْحٍ وَتَكْبِيْرٍ وَفِى الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَوْنٍ وَقَدْ رُوِىَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ. (ص۱۷۸، س۱۵)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے چکی پیسنے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کے آبلوں کی شکایت کی تو میں نے کہا اگر تم اپنے والد سے کوئی خادم مانگ لیتیں تو اچھا ہوتا (وہ گئیں اور غلام مانگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو تم دونوں کے لئے خادم سے افضل ہے۔ تم سوتے وقت تینتیس مرتبہ الحمد للہ، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ اس حدیث میں ایک واقعہ ہے یہ حدیث ابن عون کی روایت سے حسن غریب ہے اور یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں سے منقول ہے۔''

۳٥٤٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا اَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَآءَتْ فَاطِمَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ مَجْلَ يَدَيْهَا فَاَمَرَهَا بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ. (ص۱۷۸، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اپنے ہاتھوں کے چھل جانے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھنے کا حکم دیا۔''

تشریح

اَلَا اَدُلُّکُمَا عَلٰی مَا هُوَ خَیْرٌ لَّکُمَا مِنَ الْخَادِمِ: (ص۱۷۸، س۱۶)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے اس۔کے جواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً جواب دیا ''رَضِیْتُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔''(۱) اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وظیفہ کو ایسا اپنایا کہ موت تک نہ چھوڑا ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں۔ ''مَا تَرَکْتُهٗ مُنْذُ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم'' کسی نے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جنگ صفین کی رات میں بھی پڑھا تھا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اس رات کو بھی میں نے پڑھا تھا۔

یہ وظیفہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تھا اس لئے اس کو تسبیحات فاطمہ بھی کہا جاتا ہے۔

ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ: (ص۱۷۸، س۱۷) سبحان اللہ اور الحمد للہ کو ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھنا چاہئے اور اللہ اکبر کو ۳۴ مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ یہی عدد اکثر روایات میں ذکر کیا گیا ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''وَاتِّفَاقُ الرُّوَاةِ عَلٰی اَنَّ الْاَرْبَعَ لِلتَّکْبِیْرِ اَرْجَعُ'' یعنی راویوں کا اتفاق ہے کہ اللہ اکبر کو ۳۴ مرتبہ لینا والی روایت راجح ہے۔

علامہ کرمانی اور ابن العز الحجازی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ ہر تسبیح کو ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھنا چاہئے۔(۲)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان تسبیحات کے پڑھنے کی برکت یہ ہے کہ دن بھر کی تھکاوٹ اور دکھ درد سب دور ہو جاتا ہے۔(۳) اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو ان تسبیحات کا اہتمام کرتا ہے اس کو تھکاوٹ محسوس ہی نہیں ہوتی۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ تھکاوٹ محسوس ہی نہیں ہوگی یہ بات غلط ہے صحیح بات یہ ہے کہ ان کو پڑھنے والے کو کام کی کثرت کی وجہ سے ایسی تھکاوٹ نہیں محسوس ہوتی جو اس کے نہ پڑھنے والے کو ہوتی ہے۔(۴)

وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ: (ص۱۷۸، س۱۷) یہ واقعہ کئی کتب حدیث میں وارد ہوا ہے بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں جس میں آتا ہے۔

فَاَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ اَقُوْمُ فَقَالَ مَکَانَكِ فَجَلَسَ بَیْنَنَا حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَیْهِ عَلٰی صَدْرِیْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّکُمَا عَلٰی مَا هُوَ خَیْرٌ لَّکُمَا مِنْ خَادِمٍ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَکُمَا تَقُوْلَانِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ.

تخریج حدیث:

۳٥٤٥ - أخرجه عبدالله بن أحمد من الزوائد (١٢٣/١)، عن عبيدة عن علي به.

۳۵۴۶ - انظر السابق.

(١) مشكوة (٢) فتوحات الربانيه: ٣/٤٢ (٣) مرقاة: ٥/١٧٣ (٤) فتح البارى: ١١/١٠٤

بَابُ

باب اسی سے متعلق

۳۵۴۷ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ نَا عَطَآءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَلَا وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهٗ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهٗ عَشْرًا قَالَ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِى الْمِيْزَانِ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهٗ وَتُكَبِّرُهٗ وَتَحْمَدُهٗ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَالْاَلْفُ فِى الْمِيْزَانِ فَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِى الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا فَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهَا قَالَ يَاْتِىْ اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِىْ صَلَاتِهٖ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهٗ اَنْ لَّا يَفْعَلَ وَيَاْتِيْهِ وَهُوَ فِىْ مَضْجَعِهٖ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهٗ حَتّٰى يَنَامَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رَوٰى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِىُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَرَوَى الْاَعْمَشُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ مُخْتَصَرًا وَفِى الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَاَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ. (ص۱۷۸، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی مسلمان انہیں اختیار کر لے تو وہ جنت میں داخل ہوگا، وہ دونوں آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے کم ہیں، ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں پر گنا کرتے تھے پھر فرمایا کہ وہ زبان پر ڈیڑھ سو اور میزان میں ڈیڑھ ہزار ہیں۔ دوسری خصلت یہ بیان فرمائی کہ جب تم سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ پس یہ زبان پر تو ایک سو ہیں لیکن میزان میں ایک ہزار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو دن رات میں ڈھائی ہزار برائیاں کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کیسے ان کا خیال نہیں رکھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز میں ہوتے ہو تو شیطان تمہارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز یاد کرو، فلاں چیز یاد کرو یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے اور اکثر وہ کام نہیں کرتا۔ (جو شیطان نے نماز میں

یاد دلایا تھا) پھر جب وہ سونے کے لئے بستر کی طرف جاتا ہے تو شیطان وہاں بھی آتا ہے۔ تو وہ اسے سلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ شعبہ اور ثوری نے اسے عطاء بن سائب سے مختصراً نقل کیا ہے اور اس باب میں حضرت زید بن ثابت، انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔''

۳۵۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی الصَّنْعَانِیُّ نَا عَثَّامُ بْنُ عَلِیٍّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْقِدُ التَّسْبِیْحَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ. (ص۱۷۸، س۲۶)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''سبحان اللہ'' انگلیوں پر گنتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حدیث اعمش کی روایت سے حسن غریب ہے۔''

۳۵۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ سَمُرَةَ الْاَحْمَسِیُّ الْکُوْفِیُّ اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَمْرُو بْنُ قَیْسٍ الْمُلَائِیُّ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا یَخِیْبُ قَائِلُهُنَّ تُسَبِّحُ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ وَتَحْمَدُهٗ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ وَتُکَبِّرُهٗ اَرْبَعًا وَثَلَاثِیْنَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَعَمْرُو بْنُ قَیْسٍ الْمُلَائِیُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَرَوٰی شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ الْحَکَمِ وَلَمْ یَرْفَعْهُ وَرَوَاهُ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحَکَمِ فَرَفَعَهٗ. (ص۱۷۸، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اگر نماز کے بعد پڑھی جائیں تو ان کا پڑھنے والا محروم نہیں ہوتا۔ یعنی ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ یہ حدیث حسن ہے اور عمرو بن قیس ملائی ثقہ اور حافظ ہیں۔ شعبہ یہ حدیث حکم سے نقل کرتے ہوئے مرفوع نہیں کرتے جبکہ منصور بن معتمر اسے حکم سے مرفوع نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

لَا یُحْصِیْهِمَا: (ص۱۷۸، س۲۱) مطلب یہ ہے کہ اس کا لوگ اہتمام نہیں کرتے۔

فَکَیْفَ لَا نُحْصِیْهَا: (ص۱۷۸، س۲۴) جب صحابہ نے اس کی اتنی فضیلت سنی تو تعجب میں کہنے لگے کہ کون ایسا ہوگا جو اس عمل کو نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا شیطان جو انسان کی نیکیوں کا ازلی دشمن ہے اس گھات میں بیٹھا ہوتا ہے کہ انسان کوئی نیکی نہ کر سکے۔ اس لئے وہ وسوسہ ڈالتا ہے نماز کے بعد غافل کر دیتا ہے اور سونے سے پہلے بھی غافل کر کے سلا دیتا ہے۔[1]

یَعْقِدُ التَّسْبِیْحَ: (ص۱۷۸، س۲۷) علماء فرماتے ہیں کہ اذکار تسبیحات کو انگلیوں پر شمار کرنا افضل ہے تا کہ انسانی اعضاء بھی

قیامت کے دن آدمی کے حق میں گواہی دیں۔[۲] اگرچہ تسبیح پر بھی پڑھنا جائز ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ انگلیوں پر گننا افضل ہے۔[۳]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ...... (ص۱۷۸، س۲۸) مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ: (ص۱۷۸، س۲۹) جو نماز کے بعد پڑھی جائیں تو ان کا پڑھنے والا محروم نہیں ہوتا۔

ان کلمات کو مُعَقِّبَاتٌ (پہنچنے والا) کیوں کہا گیا:

اس کی مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی وجہ: یہ کلمات ایک دوسرے کے بعد پڑھے جاتے ہیں یعنی جس کو چاہے پہلے پڑھیں اور جس کو چاہے اس کے پیچھے (بعد میں) پڑھے۔ اس میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

دوسری وجہ: بعض علماء فرماتے ہیں یہ کلمات بار بار پڑھے جاتے ہیں۔

تیسری وجہ: گناہوں کے بعد یہ کلمات تمام گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

چوتھی وجہ: نمازوں کے بعد اس کو عموماً پڑھا جاتا ہے۔[۴]

دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ: (ص۱۷۸، س۳۰) شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ایک مکتوب میں اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ فرض نماز کے بعد ان تسبیحات کے پڑھنے کا جو حکم شریعت نے دیا ہے اس کا راز یہ ہے کہ ادائے نماز میں جو کوتاہی اور کمی واقع ہوتی ہے اس کا ان تسبیحات سے تدارک ہو جائے۔ آدمی کو اپنی عبادت کے ناقص ہونے کا اعتراف کرنا چاہئے۔[۵]

وَتُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ: (ص۱۷۸، س۳۰) ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ اکبر ایک بار زیادہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ اکبر میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی زیادہ ہے۔[۶]

تخریج حدیث:

۳۵۴۷ - أخرجه البخاري في الأدب المفرد ص (۳۵۵)، حديث (۱۲۲۱)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: التسبيح بالحصى، حديث (۱۵۰۲)، والنسائي: كتاب السهو: باب: عدد التسبيح بعد التسليم، حديث (۱۳۴۸) ويوجد من النسائي أيضا (۱۳۵۵) وابن ماجه: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما يقال بعد التسليم حديث (۹۲۶)، وأحمد (۲/۱۶۰)، (۲۰٤)، والحميدي (۱/۲٦٥)، حديث (۵۸۳)، وابن حميد ص (۱۳۹، ۱٤۰)، حديث (۳۵٦).

۳۵٤۸ - انظر السابق.

۳۵٤۹ - أخرجه مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب: استحباب الذكر بعد الصلاة، وبيان صفته، حديث (۱٤٤، ۱٤۵/۵۹٦)، النسائي: كتاب السهو: باب: نوع آخر من عدد التسبيح حديث (۱۳٤۹).

۱) طیبی، مظاہر حق: ۲/۵۹۵ (۲) مظاہر حق: ۳/۵٤۵ (۳) مرقاۃ: ۵/۱۱٦ (٤) فتوحات الربانیہ: ۳/٤٤ (۵) مکتوبات امام ربانی: ۲/۸۸۲
٦) مرقاۃ: ۵/۱۷۳

بَابُ مَاجَآءَ فِی الدُّعَآءِ اِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّیْلِ

یہ باب ہے رات کو آنکھ کھل جانے پر پڑھی جانے والی دُعا کے بیان میں

۳۵۵۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ رِزْمَةَ نَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا الْاَوْزَاعِیُّ ثَنِی عُمَیْرُ بْنُ هَانِیءٍ قَالَ ثَنِی جَنَادَةُ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ قَالَ ثَنِی عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ فَاِنْ عَزَمَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰی قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ. (ص۱۷۸، س۳۲)

ترجمہ: ”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو بیدار ہو اور یہ دعا پڑھے ”لَا اِلٰهَ ...... اِلَّا بِاللّٰهِ“ (یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے) پھر کہے کہ یا اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے یا فرمایا کہ کوئی دعا بھی کرے تو قبول ہوتی ہے۔ اور اگر ہمت کر کے وضو کرے اور نماز پڑھے تو نماز قبول ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔“

۳۵۵۱ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عُمَیْرُ بْنُ هَانِیءٍ یُصَلِّیْ كُلَّ یَوْمٍ اَلْفَ سَجْدَةٍ وَیُسَبِّحُ مِائَةَ اَلْفِ تَسْبِیْحَةٍ. (ص۱۷۸، س۳۵)

ترجمہ: ”ہم سے روایت بیان کی علی بن حجر نے انہوں نے مسلمہ بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ مسلمہ کہتے ہیں کہ عمیر بن ہانی روزانہ ایک ہزار سجدے کرتے اور ایک لاکھ مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے تھے۔“

تشریح

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رات کو جب آنکھ کھلے تو یہ دعا پڑھ لے۔ یہ دعا وہی شخص پڑھ سکتا ہے جس کو ذکر الٰہی سے انسیت اور تعلق ہو۔ اور جس شخص کو اس حدیث کا علم ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اس حدیث پر عمل کرے اور نیت کو خالص رکھے۔[۱]

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا: (ص۱۷۸، س۳٤) اَوْ شک کے لئے ہے اور یہ شک ولید بن مسلم راوی کی طرف سے ہے۔

بعض روایات میں رَبِّ اغْفِرْ لِیْ غُفِرَ لَهٗ اَوْ قَالَ فَدَعَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔[۲]

یہ دعا بھی اسم اعظم میں سے ہے اس لئے کہ جو اس کو پڑھ کر جو عمل اور دعا بھی کرے گا وہ عمل اور دعا قبول ہو جائے گی دعا تو ہر وقت ہی قبول ہوتی ہے مگر اس وقت میں قبولیت کی امید دوسرے وقتوں سے زیادہ ہے۔[۳]

تخریج حدیث:

٣٥٥٠ - أخرجه البخاري: كتاب التهجد: باب: فضل من تعار من الليل فصلى حديث (١١٥٤)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقول الرجل إذا تعار من الليل، حديث (٥٠٦٠)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب ما يدعو به إذا انتبه من الليل، حديث (٣٨٧٨)، والدارمي: كتاب الأدب: باب ما يدعو به إذا انتبه من الليل، حديث (٣٨٧٨)، والدارمي: كتاب الاستيذان: باب: مايقول: إذا انتبه من نومه، وأحمد (٥/٣١٣).

٣٥٥١ - ينظر الحديث السابق.

(١) فتح الباري: ٣/٤٠ (٢) تحفة الاحوذی: ٨/٣٣٦ (٣) فتح الباری: ٣/١٤

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

٣٥٥٢ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَعَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ قَالُوْا نَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ ثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيُّ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُعْطِيْهِ وَضُوْءَهٗ فَاَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَاَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۹، س۱)

ترجمہ: ”حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس سویا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کا پانی دیا کرتا تھا۔ پھر بہت دیر تک سنتا رہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ“ کہتے اور ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ“ پڑھتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح

كُنْتُ اَبِيْتُ: (ص۱۷۹، س۲) بعض روایات میں كُنْتُ اَنَامُ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔[۱]

عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (ص۱۷۹، س۲) بعض روایات میں عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہوا ہے۔[۲]

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ: (ص۱۷۹، س۳) ایک دوسری روایت میں "فَكُنْتُ اَسْمَعُهٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّىْ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الْهَوِیَّ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ (۳)

تخریج حدیث:

٣٥٥٢ - أخرجه البخاري من المفرد ص (٣٥٦)، حديث (١٢٢٣)، والنسائي: كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب: ذكر ما يستفتح به القيام، حديث (١٦١٨) وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به إذا انتبه من الليل، حديث (٣٨٨٩)، وأحمد (٥٧/٤).

(۱) مسند احمد (۲) نسائی (۳) مسند احمد

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

٣٥٥٣ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدِ الْهَمْدَانِیُّ نَا اَبِیْ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَنَامَ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيٰى نَفْسِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَهَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۹، س٤)

ترجمہ: "حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے "اَللّٰهُمَّ ......الخ" (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تیرے نام سے مرتا ہوں اور تیرے نام سے جیتا ہوں) اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... الخ" (یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سوتے وقت دعا پڑھنے میں حکمت یہ ہے کہ اعمال کی انتہاء اور خاتمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہو اور جب بیدار ہو تب بھی دعا پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے۔ (۱)

حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سونے سے پہلے اور سو کر اٹھ کر دعا پڑھنے کی عادت کو بیان فرمایا جا رہا ہے اس میں مقصود یہ ہے کہ آدمی کے دن بھر کے افعال کی انتہا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت پر ہو اور دن کی ابتداء بھی عبادت سے ہو۔ (۲)

اَحْيَانَا: (ص۱۷۹، س۵) سوتے وقت آدمی کی عارضی طور پر روح قبض ہو جاتی ہے جب یہ بیدار ہوتا ہے تو روح اس میں پھر آ جاتی ہے اس انعام خداوندی پر آدمی کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ (۳)

وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ: (ص۱۷۹، س۶) اللہ تعالیٰ کی ہی طرف رجوع ہے اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ آدمی دنیا میں جتنا بھی زندہ رہے آخر اس کو موت آئے گی اور پھر حساب کتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سونے کے بعد بیداری عطا فرمائی اور کام کاج کی طرف دوبارہ لوٹا دیا۔ (٤)

تخریج حدیث:

٣٥٥٣ - أخرجه البخاري: كتاب الدعوات: باب: ما يقول إذا نام، حديث (٦٣١٢)، طرفه من (٦٣١٤، ٦٣٢٤، ٧٣٩٤) ومن الأدب المفرد ص (٣٥٢)، حديث (١٢٠٩)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقال عند النوم، حديث (٥٠٤٩)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب ما يدعو به إذا انتبه من الليل، حديث (٣٨٨٠)، والدارمي: كتاب الاستيذان: باب: ما يقول إذا انتبه من نومه، وأحمد (٥/٣٨٥، ٣٨٧، ٣٩٨، ٣٩٩، ٤٠٧).

(۱) شرح مسلم للنووی: ۲/۳۴۸ (۲) مظاہر حق: ۲/۵۸۷، مرقاۃ: ۵/۱۶۷ (۳) فتح الباری: ۱۱/۱۱۷ (٤) مظاہر حق: ۲/۵۸٤

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ اِلَى لاالصَّلٰوةِ

یہ باب ہے رات کو نماز (تہجد) کے لئے اٹھے تو کیا کہے؟ اس کے بیان میں

٣٥٥٤ - حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاؤسٍ الْيَمَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ص۱۷۹، س۶)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے "اَللّٰهُمَّ ......الخ" (یعنی اے اللہ تعالیٰ تو ہی آسمانوں اور زمین کا قائم کرنے والا ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، تو ہی آسمان و زمین اور ان میں موجود چیزوں کا رب ہے۔ تو سچا ہے تیرا وعدہ سچا ہے، تیری ملاقات حق ہے، اے اللہ تعالیٰ میں تیرے ہی لئے اسلام لایا، تجھ ہی پر ایمان لایا، تجھ ہی پر بھروسہ کیا، تیری ہی طرف رجوع کیا، تیرے ہی لئے لڑا اور تجھے ہی حاکم تسلیم کیا تو میری بخشش فرما دے، میرے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے، میرے ظاہری اور پوشیدہ

تمام گناہ معاف فرما دے، تو ہی میرا معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔"

تشریح

یہ دعا کب پڑھنی چاہئے

صاحب حصن حصین فرماتے ہیں جب آدمی تہجد کے لئے اٹھے تو اس وقت پڑھے۔ (۱)

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تہجد کی نماز شروع کرتے وقت جب اللہ اکبر کہے تو ثناء کی جگہ یہ دعا بھی پڑھ سکتا ہے۔ (۲)

تخریج حدیث:

٣٥٥٤ - أخرجه مالك (١/٢١٥، ٢١٦): كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعاء، حديث (٣٤)، والبخاري (٣/٥): كتاب التهجد: باب: (١) التهجد بالليل، حديث (١١٢٠)، وأطرافه في (٦٣١٧، ٧٣٨٥، ٧٤٤٢، ٧٤٩٩) ومن الأدب المفرد ص (٧٠٤)، حديث (٢٠٤)، ومسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: الدعاء من صلاة الليل وقيامه، حديث (١٩٩/٧٦٩)، وأبوداود (١/٢٠٥): كتاب الصلاة: باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، حديث (٧٧١)، (٧٧٢) والنسائي (٣/٢٠٩): كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: ما يستفتح به القيام، حديث (١٦١٩). وابن ماجه (١/٤٣٠): كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الدعاء إذا قام الرجل من الليل، حديث (١٣٥٥)، والدارمي (١/٣٤٨): كتاب الصلاة، باب: الدعاء عند التهجد، وأحمد (١/٢٩٨، ٣٠٨، ٣٥٨ ٣٦٦)، والحميدي (١/٢٣١)، حديث (٤٩٥)، وابن خزيمة (٢/١٨٤)، حديث (١١٥١) (١١٥٢)، وابن حميد ص (٢١١)، حديث (٦٢١).

(١) فتح الباري (٢) حصن حصين: ص ١٠٠

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

٣٥٥٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ ثَنِیْ اَبِیْ قَالَ ثَنِیْ اِبْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ دَاوٗدَ بْنِ عَلِیٍّ هُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْلَةً حِیْنَ فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِیْ بِهَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِهَا اَمْرِیْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعْثِیْ وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِیْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِیْ وَتُزَكِّیْ بِهَا عَمَلِیْ وَتُلْهِمُنِیْ بِهَا رُشْدِیْ وَتَرُدُّبِهَا اُلْفَتِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَّرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِی الْقَضَآءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَآءِ وَعَیْشَ السُّعَدَآءِ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَآءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِیْ وَاِنْ قَصُرَ رَاْیِیْ وَضَعُفَ

عَمَلِی افتقَرْتُ اِلٰی رَحْمَتِكَ فَاَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْاُمُوْرِ وَيَاشَافِيَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ الْبُحُوْرِ اَنْ تُجِيْرَنِیْ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْيِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْئَلَتِیْ مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوْ خَيْرٍ اَنْتَ مُعْطِيْهِ اَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ فَاِنِّیْ اَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْهِ وَاَسْأَلُكَهٗ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ اَسْأَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ اَنْتَ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ وَاَنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ مُهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَالِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ سِلْمًا لِاَوْلِيَائِكَ وَعَدُوًّا لِاَعْدَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ وَنُعَادِیْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَآءُ وَعَلَيْكَ الْاِجَابَةُ وَهٰذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَنُوْرًا مِنْ خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ يَمِيْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا يَنْبَغِی التَّسْبِيْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِی الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ مِثْلَ هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوٰی شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَذْكُرْهُ بِطُوْلِهٖ. (ص۱۷۹، س۱۱)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز تہجد سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ ''اَللّٰهُمَّ ...... الخ'' (اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ایسی رحمت کا سوال کرتا ہوں کہ جس سے تو میرے دل کو ہدایت دے، میرے کام کو جامع بنا دے، اس کی برکت سے میری پریشانی کو دور کر دے، میرے غیبی کاموں کو اس سے سنوار دے، میرے موجودہ درجات کو بلند کر دے، مجھے اس سے سیدھی راہ سکھا، میری الفت لوٹا دے اور مجھے ہر برائی سے بچا، اے اللہ تعالیٰ مجھے ایسا ایمان و یقین عطا فرما جس کے بعد کفر نہ ہو اور ایسی رحمت عطا فرما کہ اس سے میں دنیا و آخرت میں تیری کرامت کے شرف کو پہنچوں۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے قضاء میں کامیابی، شہداء کے مرتبے، نیک لوگوں کی زندگی اور دشمنوں پر تیری مدد کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ میں تیرے سامنے اپنی حاجت پیش کر رہا ہوں اگرچہ میری عقل کم اور میرا عمل ضعیف ہے۔ میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ اے امور کو درست کرنے والے، اے سینوں کو شفاء عطا کرنے والے میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے دوزخ کے عذاب سے اسی طرح بچا

جس طرح تو سمندروں کو آپس میں ملنے سے بچاتا ہے اور ہلاک کرنے والی دعا قبر کے فتنے سے بھی اسی طرح بچا۔ اے اللہ تعالیٰ جو بھلائی میری عقل میں نہ آئے میری نیت اور سوال بھی اس تک نہ پہنچا لیکن تو نے اس کا اپنی کسی مخلوق سے وعدہ کیا ہو یا اپنے کسی بندے کو دینے والا ہو تو میں بھی تجھ سے اس بھلائی کو طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کے وسیلے سے مانگتا ہوں اے تمام جہانوں کے پروردگار، اے اللہ تعالیٰ اے سخت قوت والے اور اے اچھے کام والے میں تجھ سے قیامت کے دن کے چین اور ہمیشگی کے دن مقربین کے ساتھ جنت کا سوال کرتا ہوں۔ جو گواہی دینے والے، رکوع و سجود کرنے والے اور وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ بے شک تو بڑا مہربان اور محبت کرنے والا ہے۔ تو جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت یافتہ ہدایت دینے والے بنا، گمراہ کرنے والے نہ بنا، تو ہمیں اپنے دوستوں سے صلح کرنے والا اور دشمنوں کا دشمن بنا۔ ہم تیری محبت کے سبب ان سے محبت کریں جو تجھ سے محبت کریں اور تیری مخالفت کرنے والے سے دشمنی کریں کہ وہ تیرے دشمن ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ یہ دعا ہے اب قبول کرنا تیرا کام ہے اور یہ کوشش ہے بھروسہ تجھ ہی پر ہے۔ یا اللہ تعالیٰ میرے دل میں، میری قبر میں، میرے سامنے، میرے پیچھے، میرے دائیں بائیں، میرے اوپر نیچے، میرے کانوں میری آنکھوں، میرے بالوں میں، میرے بدن میں، میرے گوشت میں، میرے خون میں اور میری ہڈیوں میں میرے لئے نور ڈال دے۔ اے اللہ تعالیٰ میرا نور بڑھا دے، مجھے نور عطا فرما اور میرے لئے نور بنا دے، وہ ذات پاک ہے جس نے عزت کی چادر اوڑھی اور اسے اپنی ذات سے مخصوص کر دیا، پاک ہے وہ ذات جس نے بزرگی کا لباس پہنا اور مکرم ہوا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علاوہ کوئی تسبیح کے لائق نہیں۔ پاک ہے وہ فضل اور نعمتوں والا، پاک ہے وہ بزرگی اور کرم والا اور پاک ہے وہ جلال اور بزرگی والا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابن ابی لیلیٰ کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ شعبہ اور سفیان ثوری اسے سلمہ بن کہیل سے وہ کریب سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کا بعض حصہ نقل کرتے ہیں۔ لیکن پوری روایت نقل نہیں کرتے۔''

تشریح

صاحب معارف الحدیث اس حدیث کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ کتنی جامع دعا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے معارف اور صفات کی کتنی معرفت حاصل تھی اور عبدیت جو بندے کا سب سے بڑا کمال ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اعلیٰ مقام تھا۔ سید العالمین اور محبوب رب العالمین ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے کرم اور رحمت کا کتنا محتاج سمجھتے تھے۔

حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی کیا کیفیت ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے

انسانی حاجتوں کا کتنا تفصیلی اور عمیق احساس آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔[1]

تخریج حدیث:

۳۵۵۵ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (۵/۱۸۴)، حديث (۶۲۹۲) من أصحاب الكتب الستة، وذكره المتقي الهندي (۲/۱۷۲)، حديث (۳۶۰۸)، وعزاه للطبراني وللبيهقي في الدعوات عن ابن عباس.

(۱) معارف الحدیث ۵/۱۱۸

بَابُ مَا جَآءَ فِی الدُّعَآءِ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ بِاللَّیْلِ

یہ باب ہے تہجد کی نماز شروع کرتے وقت کی دعا کے بیان میں

۳۵۵۶ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوْسٰی وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا عُمَرُ بْنُ یُوْنُسَ نَا عِکْرِمَۃُ بْنُ عَمَّارٍ نَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ قَالَ ثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْتَتِحُ صَلٰوتَہٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَتْ کَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَہٗ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

(ص۱۷۹، س۲۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز پڑھنی شروع کرتے تو کیا پڑھا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھتے تھے ''اَللّٰھُمَّ ...... الخ'' (یعنی اے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اور اے پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے تو اپنے بندوں کے درمیان ان کے اختلاف کا فیصلہ کرے گا جن کے متعلق ان میں اختلاف تھا۔ مجھے اپنے حکم سے وہ راستہ بتا دے جس میں حق سے اختلاف کیا گیا ہے۔ بے شک تو ہی صراط مستقیم پر ہے۔'')

تشریح

تہجد کے لئے جب آپ اٹھتے تھے تو یہ پڑھا کرتے تھے اور بعض محدثین فرماتے ہیں ثناء کی جگہ پر آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اس کے پڑھنے میں حکمت یہ تھی کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے امت کے تعلیم کے لئے یہ دعا تلقین فرمائی ہے۔

تخریج حدیث:

٣٥٥٦ - أخرجه مسلم: كتاب الصلاة المسافرين وقصرها: باب: الدعاء في صلاة الليل وقيامه، حديث (٧٧٠/٢٠٠)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، حديث (٧٦٧)، والنسائي: كتاب قيام الليل وتطوع النهار: باب: بأي شيء تستفتح صلاة الليل، حديث (١٦٢٥)، وابن ماجه: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في الدعاء إذا قام الرجل من الليل، حديث (١٣٥٧)، وأحمد (١٥٦/٦)، وابن خزيمة (١٨٥/٢)، حديث (١١٥٣).

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی بارے میں

٣٥٥٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ نَا يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّیْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ اٰمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ فَاِذَا رَكَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِيْنَ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ فَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ يَكُوْنُ اٰخِرُ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۷۹، س۳۰)

ترجمہ: ”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو فرماتے ”وَجَّهْتُ وَجْهِیَ ...... وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ“ (یعنی میں نے اپنے چہرے کو اسی کی طرف متوجہ کرلیا جو آسمانوں اور زمین کا پالنے والا ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ

تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں ماننے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے پس تو میرے تمام گناہ معاف فرما دے۔ اس لئے کہ گناہوں کا بخشنے والا صرف تو ہی ہے اور مجھے اچھے اخلاق عطا فرما۔ اچھے اخلاق صرف تو ہی دے سکتا ہے۔ مجھ سے گناہوں کو دور کر دے اور گناہوں کو صرف تو ہی دور کر سکتا ہے۔ میں تجھ پر ایمان لایا، تو بڑی برکت والا اور بلند ہے۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں) پھر آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو فرماتے "اَللّٰهُمَّ ......الخ" (اے اللہ تعالیٰ میں نے، تیرے ہی لیے رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا تابع ہوا۔ میرے کان، میری آنکھ، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے اعصاب تیرے لئے جھک گئے) پھر آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے "اَللّٰهُمَّ ...... مِنْ شَیْءٍ" (اے اللہ، اے ہمارے رب تیرے ہی لئے تعریف ہے آسمانوں و زمین اور جو کچھ ان میں ہے کے برابر اور جتنی تو چاہے) پھر آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے "اَللّٰهُمَّ ...... الخ" (یا اللہ تعالیٰ میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس میں کان آنکھ پیدا کئے۔ پس وہ بڑا برکت والا ہے جو سب سے اچھا بنانے والا ہے۔ پھر آپ ﷺ التحیات کے بعد اور سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ...... الخ" (اے اللہ تعالیٰ میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما اور ظاہری و باطنی گناہ اور وہ بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی مقدم ہے اور تو ہی موخر ہے تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

۳۵۵۸ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ نَا اَبُو الْوَلِیْدِ الطَّیَالِسِیُّ نَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ وَیُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنَ قَالَ عَبْدُالْعَزِیْزِ ثَنِیْ عَمِّیْ وَقَالَ یُوْسُفُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ ثَنِی الْاَعْرَجُ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ جَمِیْعًا اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّهٗ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ اَنَابِکَ وَاِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ فَاِذَا رَکَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ

وَبَصَرِیْ وَعِظَامِیْ وَعَصَبِیْ وَاِذَا رَفَعَ قَالَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَیْنَھُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ اللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِیْ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ثُمَّ یَقُوْلُ مِنْ اٰخِرِ مَا یَقُوْلُ بَیْنَ التَّشَھُّدِ وَالتَّسْلِیْمِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص۱۸۰، س۴)

ترجمہ: ''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ''وَجَّھْتُ وَجْھِیَ ......'' (میں نے اپنے چہرے کو اسی کی طرف متوجہ کر لیا جو آسمانوں اور زمین کا پالنے والا ہے۔ میں کسی کجی کی طرف (مائل) نہیں ہوں اور نہ ہی میں مشرکین میں سے ہوں۔ بیشک میری نماز، میری ساری عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے مسلمان ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ تو بادشاہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا تو میرے تمام گناہ معاف فرما دے اس لئے کہ گناہوں کا معاف کرنے والا صرف تو ہی ہے اور مجھے بہترین اخلاق عطا فرما تیرے علاوہ یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ مجھ سے میری برائیاں دور کر دے کیونکہ یہ بھی صرف تو ہی کر سکتا ہے۔ میں تجھ پر ایمان لایا، تو بڑی برکت والا ہے اور بلند ہے۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو کہتے (اے اللہ تعالیٰ میں نے تیرے ہی لئے رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرے تابع ہوا۔ میرے کان، میری آنکھ، میرا دماغ میری ہڈیاں اور میرے اعصاب تیرے لئے جھک گئے) پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے (اے اللہ تعالیٰ اے ہمارے رب تیرے لئے تعریف ہے، آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کے برابر اور مزید جتنی تو چاہے)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو کہتے (اے اللہ تعالیٰ میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس میں کان آنکھ پیدا کئے، پس وہ بڑا برکت والا ہے جو سب سے اچھا بنانے والا ہے، پھر آخر میں التحیات کے بعد اور سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے (اے اللہ تعالیٰ میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما اور ظاہر و پوشیدہ گناہ اور وہ بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی مقدم اور موخر ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۵۵۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ نَا سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْھَاشِمِیُّ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ

مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ ذٰلِكَ اِذَا قَضٰى قِرَاءَتَهٗ وَاَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهٗ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِیْ شَیْءٍ مِنْ صَلَاتِهٖ وَهُوَ قَاعِدٌ فَاِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ فَكَبَّرَ وَيَقُوْلُ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّیْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَاَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ لَا مَنْجٰى مِنْكَ وَلَا مَلْجَاءَ اِلَّا اِلَيْكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ثُمَّ يَقْرَأُ فَاِذَا رَكَعَ كَانَ كَلَامُهٗ فِیْ رُكُوْعِهٖ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّیْ خَشَعَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يُتْبِعُهَا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ فَاِذَا سَجَدَ قَالَ فِیْ سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّیْ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَيَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَاَنْتَ اِلٰهِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَبَعْضِ اَصْحَابِنَا وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ يَقُوْلُ هٰذَا فِیْ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ وَلَا يَقُوْلُهٗ فِی الْمَكْتُوْبَةِ سَمِعْتُ اَبَا اِسْمٰعِيْلَ يَعْنِی التِّرْمِذِیَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوٗدَ الْهَاشِمِیَّ يَقُوْلُ وَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ هٰذَا عِنْدَنَا مِثْلُ حَدِيْثِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ. (ص۱۸۰، س۱٤)

ترجمہ: ”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے قراءت کے اختتام پر رکوع میں جاتے وقت بھی ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھوں کو شانوں تک اٹھاتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور سجدوں کے دوران ہاتھ نہ اٹھاتے (یعنی رفع یدین نہ کرتے) پھر دو رکعتیں پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو بھی دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔ اور جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کے بعد یہ کلمات کہتے ”وَجَّهْتُ وَجْهِیَ ...... وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ“ (میں نے

اپنے چہرے کو اسی کی طرف متوجہ کر لیا جو آسمانوں اور زمین کا پالنے والا ہے۔ میں کسی کجی کی طرف (مائل) نہیں ہوں اور نہ ہی میں مشرکین میں سے ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ تو بادشاہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا تو میرے گناہوں کو معاف فرما دے اس لئے کہ گناہوں کا بخشنے والا صرف تو ہی ہے اور مجھے اچھے اخلاق عطا فرما تیرے علاوہ یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ مجھ سے برائیاں دور کر دے کیونکہ برائیاں تو ہی دور کر سکتا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میں حاضر ہوں اور تیری ہی اطاعت کرتا ہوں۔ تیرے عذاب سے صرف تو ہی پناہ دے سکتا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ قراءت کرتے اور رکوع میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ تعالیٰ میں نے تیرے لئے رکوع کیا اور میں تجھ پر ایمان لایا اور تیرا تابع ہوا۔ میرے کان، میری آنکھ، میرا دماغ اور میرے اعصاب تیرے لئے جھک گئے) پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے (اے اللہ، اے ہمارے رب تیرے ہی لئے تعریفیں ہیں۔ آسمانوں و زمین اور جو کچھ ان میں ہے، کے برابر اور مزید جتنا تو چاہے) پھر سجدہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ تعالیٰ میں نے تیرے لئے سجدہ کیا، میں تجھ پر ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس میں کان آنکھ پیدا کئے۔ پس وہ بڑا برکت والا ہے جو سب سے اچھا بنانے والا ہے) پھر جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے (اے اللہ تعالیٰ میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما اور میرے ظاہر اور پوشیدہ گناہ اور وہ بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی مقدم اور موخر ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے بعض اصحاب اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اسی پر عمل ہے۔ اہل کوفہ میں سے بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ دعائیں نوافل میں پڑھی جائیں فرائض میں نہیں۔ میں نے ابواسمٰعیل ترمذی سے سنا وہ سلیمان بن داود ہاشمی کا قول نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ حدیث ذکر کی اور فرمایا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک زہری کی سالم سے ان کے والد کے حوالے سے منقولہ حدیث کے مثل ہے۔"

تشریح

تکبیر تحریمہ کے بعد آپ ﷺ دعائے مذکورہ بھی پڑھا کرتے تھے اسی وجہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کے پڑھنے کو افضل فرماتے ہیں۔ جب کہ احناف وغیرہ کے نزدیک "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ" کو پڑھنا افضل ہے یہی معمول حضرات خلفاء راشدین وغیرہ کے پڑھنے کا بھی تھا۔

وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: (ص ۱۸۰، س ۷) یہ خصوصیت آپ ﷺ ہی کی ہے کہ آپ ﷺ سب سے پہلے اسلام کو قبول

کرنے والے تھے کیونکہ پیغمبر اپنی امت میں سب سے پہلا مسلمان ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں بھی آپ ﷺ کو ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ پہلے مسلمان ہونے والوں میں سے ہو جائیں اور اگر کوئی دوسرا یہ بات کہے تو وہ شخص جھوٹا ہوگا۔ (۱)

تخریج حدیث:

٣٥٥٧ - تقدم تخريجه.

٣٥٥٨ - انظر السابق.

٣٥٥٩ - انظر السابق.

(١) مظاهر حق

بَابُ مَاجَآءَ مَا يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

یہ باب ہے سجدۂ تلاوت میں کیا پڑھے اس کے بیان میں

٣٥٦٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُنِی اللَّيْلَةَ وَاَنَا نَائِمٌ كَاَنِّیْ اُصَلِّیْ خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِیْ فَسَمِعْتُهَا وَهِیَ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّیْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ لِیْ جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَاَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ مِثْلَ مَا اَخْبَرَهُ الرَّجُلُ مِنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ. (ص١٨٠، س٢٨)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔ جب میں نے سجدہ کیا تو اس درخت نے بھی میرے ساتھ سجدہ کیا اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا (اے اللہ تعالیٰ میرے لئے اس کا اجر لکھ دے اور اس کے سبب مجھ سے میرا بوجھ اتار دے اور اسے میرے لئے اپنے ہاں ذخیرہ بنا اور اسے مجھ سے اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے اپنے بندے داود علیہ السلام سے قبول کیا تھا) ابن جریج عبید اللہ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ پھر نبی اکرم ﷺ نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا تو میں نے آپ ﷺ کو وہی دعا پڑھتے ہوئے سنا جو اس شخص نے

درخت کے متعلق بیان کی تھی۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کوصرف اسی سند سے پہچانتے ہیں اور اس باب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔''

۳۵۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ نَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِی سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِی لِلَّذِیْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۰، س۳۳)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کوسجدہ تلاوت کرتے تو یہ دعا پڑھتے (میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی قدرت و طاقت سے اس کے کان اور آنکھیں بنائیں)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

فَسَجَدْتُ ......: (ص۱۸۰، س۳۰) ''میں نے سجدہ کیا'' آدمی کا سجدہ تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں پاؤں زمین پر اور اسی طرح پیشانی زمین پر ٹکا دے ناک بھی زمین پر ٹیکنا چاہئے اگر ناک بغیر عذر کے نہ ٹیکی جائے تو ایسا کرنا مکروہ ہوگا۔

فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ: (ص۱۸۰، س۳۰) درخت کا سجدہ تو صرف جھکنے کا نام ہوگا۔

كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ ......: (ص۱۸۰، س۳۰) حضرت داوٗد علیہ السلام کی عبادت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھی اور ان کی عبادت کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمائی ہے۔

﴿وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی﴾ [1] سجدۂ تلاوت میں اس دعا کو بھی پڑھ سکتے ہیں اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی بھی پڑھ سکتے ہیں۔ [2]

تخریج حدیث:

۳۵۶۰ - تقدم تخريجه.

۳۵۶۱ - تقدم تخريجه.

(۱) سورت انعام آیت: ۷۹ (۲) یہ حدیث ترمذی باب السجدة فی الحج میں بھی گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ

یہ باب ہے گھر سے نکلتے وقت کیا کہے اس کے بیان میں

۳۵۶۲ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِیُّ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی طَلْحَةَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ يَعْنِيْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُ لَهٗ كُفِيْتَ وَوُقِيْتَ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۸۰، س۳۵)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ کلمات کہے ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ ...... الخ'' (اللہ تعالیٰ کے نام سے میں نے اس پر بھروسہ کیا، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے) تو اسے کہا جاتا ہے کہ تمہاری کفایت کی گئی اور تمہیں بچایا گیا اور شیطان اس سے کنارہ کشی کر جائے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں''۔

تشریح

اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ: (ص۱۸۱، س۱) ایک دوسری روایت میں اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهٖ۔ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔(۱)

مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس دعا کا پیغام اور روح یہ ہے کہ بندہ گھر سے باہر قدم نکالے تو اپنی ذات کو بالکل عاجز، ناتواں اور خدا کی حفاظت و مدد کا محتاج سمجھتے ہوئے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دے دے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے گا اور شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔(۲)

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے ہدایت دی گئی، اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے تمام امور میں کفایت کی گئی، اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی برکت سے حفاظت کی گئی۔(۳)

يُقَالُ لَهٗ كُفِيْتَ: (ص۱۸۱، س۲) ایک دوسری روایت میں هُدِيْتَ کا اضافہ بھی ہے۔(٤)

وَوُقِيْتَ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ: ایک دوسری روایت میں اس کے بعد آتا ہے ''فَيَقُوْلُ شَيْطَانٌ آخَرُ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ''(۵)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جو شخص گھر سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ بذات خود اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں وہ دعا یہ ہے۔ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هٰذَا فَاِنِّيْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.''(٦)

تخریج حدیث:

۳۵٦۲ - أخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب ما جاء: فيمن دخل بيته ما يقول، حديث ۵۰۹۵).

(۱) ابوداود (۲) معارف الحديث: ۵/ ۱۳۳ (۳) مرقاة: ۵/۲۱٤ (٤) ابوداود شريف (۵) ابوداود (٦) ابن ماجه

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی بارے میں

۳۵۶۳ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا وَكِيْعٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۱، س۳)

ترجمہ: ”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے ”بِسْمِ اللّٰهِ ...... الخ“ (اللہ تعالیٰ کے نام سے، میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں پھسل جاؤں یا بھٹک جاؤں یا میں کسی پر یا کوئی مجھ پر ظلم کرے یا میں جہالت میں پڑھاؤں یا کوئی مجھ سے جہالت کرے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح

یہ دعا اپنے گھر سے نکلتے وقت پڑھنی چاہئے اسی طرح مسافر کو بھی جب اپنے عارضی مقام سے دوبارہ سفر شروع کرے پڑھنی چاہیے غرض یہ کہ جب بھی کہیں باہر نکلے اس دعا کا اہتمام کرنا چاہئے۔ (۱)

علماء فرماتے ہیں کہ جب آدمی گھر سے باہر نکلتا ہے تو مختلف حالات اور مختلف لوگوں سے اس کا واسطہ پڑتا ہے اگر اس حال میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق شامل حال نہ ہو تو آدمی یا ظلم کرے گا یا اس پر ظلم ہوگا یا یہ دوسرے کے لئے گمراہی اور بے راہ روی کا سبب بن جائے گا یا کسی سے جھگڑا ہو جائے گا اور اس میں وہ کوئی ظالمانہ یا جاہلانہ حرکت کر بیٹھے گا وغیرہ وغیرہ حاصل یہ کہ آدمی قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق اور حفاظت و دستگیری کا حاجت مند ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کی تعلیم کے لئے یہ دعا پڑھتے تھے۔ (۲)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس دعا میں بندہ یہ کہتا ہے کہ میں نے تمام امور میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے حق سے ہٹنے اور گمراہ ہونے، حقوق اللہ تعالیٰ اور حقوق الناس میں کمی کرنے، لوگوں سے میل جول کے وقت ان سے جہالت کا برتاؤ کرنے یا میرے ساتھ کسی کے جہالت کا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں۔ (۳)

تخریج حدیث:

۳۵۶۳ - أخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب: ما جاء فيمن دخل بيته ما يقول، حديث (٥٩٥٤)، والنسائي: كتاب الاستعاذة: باب الاستعاذة من الضلال، حديث (٥٤٨٦)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل إذا خرج من بيته، حديث (٣٨٨٤)، وأحمد (٣٠٦/٦، ٣١٨، ٣٢١)، والحميدي (١٤٥/١) حديث (٣٠٣)، وابن حميد ص (٤٤٣)، حديث (١٥٣٦).

(۱) فتوحات ربانيه: ۳۲۷/۱ (۲) وكذا في طيبي، معارف الحديث: ١٣٤/٥ (۳) مرقاة: ۳۱۲/٥

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ السُّوْقَ

یہ باب ہے بازار میں داخل ہوتے وقت پڑھنے کی دعا کے بیان میں

٣٥٦٤ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ نَا اَزْهَرُ بْنُ سِنَانٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيَنِیْ اَخِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَحَدَّثَنِیْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَهْرَمَانُ اٰلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثَ نَحْوَهٗ. (ص١٨١، س٥)

ترجمہ: ''سالم بن عبداللہ بن عمر بواسطہ والد اپنے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہو اور یہ دعا پڑھے (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اور تمام تعریفیں صرف اسی کے لئے ہیں، وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا، خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار، ہزار (یعنی دس لاکھ) نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس سے ہزار، ہزار (یعنی تقریبا دس لاکھ) برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے ہزار ہزار درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے اس حدیث کو (آل زبیر کے خزانچی) عمرو بن دینار نے سالم بن عبداللہ سے اسی کی مانند نقل کیا ہے۔''

٣٥٦٦ - حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَهُوَ قَهْرَمَانُ اٰلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِی السُّوْقِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَبَنٰى لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ. (ص١٨١، س٩)

ترجمہ: ''احمد بن عبدہ ضبی، حماد بن زید اور معتمر بن سلیمان سے وہ دونوں عمرو بن دینار سے وہ سالم سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو بازار میں جائے اور یہ دعا پڑھے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ سے قَدِيْرٌ تک'' تو اس کے

لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ہزار ہزار برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔''

تشریح

كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ: اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

بازار میں تھوڑے سے ذکر میں اتنا زیادہ اجر ملنے کی وجہ یہ ہے کہ بازار اللہ تعالیٰ سے غفلت کا مقام ہے بازار میں ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے جہاد سے بھاگنے والوں میں جہاد پر جما رہنے والا نیز یہ شخص ان لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے جن کو خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔[1]

جیسے کہ قرآن مجید میں بھی آتا ہے: ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ﴾[2] (ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔)

اَلْفَ اَلْفِ: (ص۱۸۱، س۸) دس لاکھ اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ لفظ معین عدد (یعنی دس لاکھ) کے لئے استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ غیر معمولی کثرت سے کنایہ ہے اس بناء پر بعض نے اس کا ترجمہ ہزاروں ہزار سے کیا ہے۔ (واللہ اعلم)[3]

علامہ منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بازار میں اس دعا کے پڑھنے پر اتنے زیادہ اجر وثواب کی وجہ علماء یہ فرماتے ہیں کہ بازار شیاطین کے اڈے ہیں ایسی جگہ جو ظلمانی اور شیطانی فضائیں ہوں ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کا جو ذکر کرے اور وہاں کی ظلمتوں کا پورا توڑ کرے تو یہ بندہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی بے حساب عنایت ہو۔ نیز اسی طرح بازار کا ماحول آدمی کے دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے کسی چیز میں اس کو اپنا نفع، اور کسی چیز میں اپنا نقصان نظر آتا ہے۔ بازار کی فضاء میں ہی خیالات اور وساوس زیادہ ہوتے ہیں جو دلوں اور نگاہوں کو گمراہ کر دیتی ہیں ایسے موقع پر وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے کہ ان سب چیزوں میں کامیابی نہیں کامیابی تو صرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہے۔[4]

ابو عبداللہ حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ اہل اسواق پر شیطان کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے شیطان اور اس کے اعوان لوگوں کو ورغلاتے ہیں اور دنیائے فانی کی طرف لوگوں کو راغب کرتے ہیں اسی کے نتیجہ میں لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سامان فروخت کرتے ہیں ناپ تول میں کمی کرتے ہیں ذکر اللہ تعالیٰ اور نماز وغیرہ سے غفلت کرتے ہیں اس کی وجہ سے نزول عذاب کا خطرہ رہتا ہے تو ایسے موقعے پر ذکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دور کرتا ہے شیطان کا مقابلہ کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ﴾[5] (اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل وکرم کرنے والا ہے۔)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: (ص۱۸۱، س۶) جب دعا پڑھنے والا یہ کہتا ہے تو اس کی وجہ سے گویا اس کے دل کی قساوت جو بازار میں رہنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ: (ص۱۸۱، س۷) کے ذریعہ لوگوں کا ایک دوسرے کی طرف جو میلان ہوتا ہے اس کو ختم کر دیا جاتا

ہے۔

لَهُ الْمُلْكُ: (ص۱۸۱، س۷) اس جملے کے ذریعے مختلف قسم کے مالکانہ تصرف کے تصور کو ختم کیا جا رہا ہے۔
وَلَهُ الْحَمْدُ: (ص۱۸۱، س۷) خیر سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے کمال کی طرف ذہن کو پھیرا جا رہا ہے۔
وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ: (ص۱۸۱، س۷) ملک کے ختم ہونے کا اشارہ اور اللہ تعالیٰ کے باقی ہونے کو بتایا گیا ہے۔
بِيَدِهِ الْخَيْرُ: (ص۱۸۱، س۷) ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ہی طرف رجوع کرنے کو کہا جا رہا ہے اور جب سب کچھ اسی کے پاس ہے تو اسی سے تعلق رکھنا چاہئے۔

تخریج حدیث:

٣٥٦٤ - أخرجه ابن ماجه: كتاب التجارات: باب الأسواق ودخولها (٢٢٣٥)، والدارمي: كتاب الاستيذان: باب: ما يقول إذا دخل السوق، وأحمد (٤٧/١)، وعبد بن حميد ص (٣٩، ٤٠)، حديث (٢٨).
٣٥٦٥ - انظر السابق.

(١) فتوحات الربانيه: ١٩١/٦ (٢) سورت نور آيت: ٣٧ (٣) معارف الحديث: ١٣٩/٥ (٤) معارف الحديث: ١٣٨/٥ (٥) سورت البقره آيت: ٢٥١

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ الْعَبْدُ اِذَا مَرِضَ

یہ باب ہے کوئی بیمار ہو تو یہ دعا پڑھے اس کے بیان میں

٣٥٦٦ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ نَا عَبْدُالْجَبَّارِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِیْ مُسْلِمٍ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰی اَبِیْ سَعِيْدٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا اَشْهَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ وَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا وَحْدِیْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ قَالَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِيْكَ لِیْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِیَ الْمُلْكُ وَلِیَ الْحَمْدُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِیْ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا. (ص۱۸۱، س۱۲)

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے دونوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ”لا

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔ اور جو شخص "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں۔ اور جو شخص "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ جب بندہ کہتا ہے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہی اور تعریف میرے لئے ہے۔ جب بندہ کہتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف میری ہی طرف سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بیماری میں یہ کلمات پڑھے اور پھر مر جائے تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو شعبہ نے ابواسحق سے وہ اغرّ ابی مسلم سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی غیر مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں۔ محمد بن بشار نے یہ حدیث محمد بن جعفر سے اور انہوں نے شعبہ سے نقل کی ہے۔"

تشریح

نبی کریم ﷺ کو اپنے ہر امتی سے کتنی محبت و شفقت تھی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس دعا کی تلقین سے بھی کچھ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے مریض آدمی کے لئے یہ دعا تلقین فرمائی کہ اگر اس مرض میں اس کا انتقال ہو جائے تو اس دعا کی برکت سے وہ جہنم سے بچا لیا جائے گا۔

لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ: (ص ۱۸۱، س ۱۷) علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں طعم سے مراد جلانے سے کنایہ ہے۔(۱)

تخریج حدیث:

٣٥٦٦ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الأدب: باب: فضل لا إله الا الله، حديث (٣٧٩٤)، عبد بن حميد ص (٢٩٣، ٢٩٤) حديث (٩٤٣، ٩٤٤، ٩٤٥)

(۱) طیبی

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى مُبْتَلًى

یہ باب ہے مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا کہے اس کے بیان میں

٣٥٦٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ مَوْلٰى اٰلِ الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰى صَاحِبَ بَلَاءٍ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ

تَفْضِيلاً اِلَّا عُوْفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ كَائِنًا مَا كَانَ مَا عَاشَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَهْرَ مَانُ اٰلِ الزُّبَيْرِ هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ وَقَدْ تَفَرَّدَ بِاَحَادِيْثَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّهُ قَالَ اِذَا رَاٰى صَاحِبَ بَلَاءٍ يَتَعَوَّذُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَا يُسْمِعُ صَاحِبَ الْبَلَاءِ. (ص١٨١، س١٨)

ترجمہ: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کو مصیبت و آزمائش میں مبتلا دیکھ کر یہ کلمات کہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ ...... الخ'' (تمام تعریفیں اسی ذات کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے اس مصیبت سے نجات دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی اکثر مخلوق پر فضیلت دی) تو وہ شخص جب تک زندہ رہے گا اس مصیبت میں کبھی بھی مبتلا نہیں ہوگا۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اور عمرو بن دینار آل زبیر کے خزانچی بصری شیخ ہیں۔ وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں اور وہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اکثر ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جن میں وہ منفرد ہیں۔ ابوجعفر محمد بن علی کہتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو سخت مصیبت یا بدنی تکلیف میں دیکھے تو دل میں اس سے پناہ مانگے اس کے سامنے نہیں۔''

٣٥٦٨ - حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْمَدِيْنِيُّ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰى مُبْتَلًى فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلاً لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص١٨١، س٣٠)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ ...... الخ'' تو وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔''

تشریح

جسمانی لحاظ سے مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے سے آدمی اس بیماری میں خود مبتلا نہیں ہوگا (انشاء اللہ)۔ اور یہ دعا مریض کے سامنے آہستہ سے پڑھنی چاہیے کہ وہ نہ سنے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ سنے گا تو اس کو تکلیف ہوگی۔[1]

شیخ شبلی وغیرہ علماء نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ یہ لفظ عام ہے تو اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی آخرت سے غافل اور دنیا میں پھنسے ہوئے شخص کو دیکھے تو اس کو بھی دیکھ کر یہی دعا پڑھنی چاہیے اور اس وقت بلند آواز سے ہی پڑھے۔ تاکہ اس شخص کو ندامت ہو اور وہ اس طرح کی زندگی گزارنے سے باز آجائے۔[2]

تخریج حدیث:

٣٥٦٧ - أخرجه عبد بن حميد ص (٤٣، ٤٤)، حديث (٣٨).

٣٥٦٨ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٩/٤٠٩)، حديث ١٢٦٩٠) من أصحاب الكتب الستة، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، وعزاه لبزار وللطبراني في الصغير والأوسط بنحوه: وقال: وإسناده حسن عن أبي هريرة.

(١) مظاهر حق: ٢/٢٠٦، معارف الحديث: ٥/١٤٠ (٢) طيبى، مظاهر حق: ٢/٢٠٦، معارف الحديث: ٥/١٤٠، فتوحات ربانيه: ٦/١٨٦

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ

یہ باب ہے مجلس سے کھڑا ہو تو کیا کہے اس کے بیان میں

٣٥٦٩ - حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِى السَّفَرِ الْكُوْفِىُّ وَاسْمُهٗ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْهَمْدَانِىُّ نَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ فِىْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِىْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ وَعَائِشَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ لَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص١٨١، س٢٥)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجلس میں بیٹھا اور اس میں اس نے بہت سی لغو باتیں کیں اور پھر اٹھنے سے پہلے یہ کلمات ''سُبْحَانَکَ ...... الخ'' (تیری ذات پاک ہے، اے اللہ تعالیٰ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں) پڑھ لے تو اس نے جو لغو باتیں اس مجلس میں کہی ہوتی ہیں وہ معاف کر دی جاتی ہیں۔ اس باب میں حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اسی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو سہیل کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔''

٣٥٧٠ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْكُوْفِىُّ نَا الْمُحَارِبِىُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ تُعَدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةُ مَرَّةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَقُوْمَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَتُبْ عَلَىَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

(ص١٨١، س٢٩)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس سے اٹھتے وقت سو مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے۔ ''رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ...... الخ'' (اے رب میری مغفرت فرما تو ہی معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

تشریح

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ:

یہ دعا بھی جامع دعاؤں میں سے ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وحمد بھی ہے توحید کی شہادت بھی ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار بھی ہے۔ اس دعا کو دعائے کفارۂ مجلس کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجلس میں اگر شریعت کی منشاء کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو اس دعا کے پڑھنے سے وہ معاف ہو جاتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں یہ دعا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطاء فرمائے ہوئے خاص تحفوں میں سے ہے۔ (۱)

لَغَطُهٗ: (ص۱۸۱، س۲۷) اس سے مراد ایسی بات ہے جس کی وجہ سے گناہ ہوتا ہو۔ بعض کے نزدیک یہ لفظ بے فائدہ کلام کے لئے بولا جاتا ہے۔ (۲)

مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بعض مقبول بندوں کو دیکھا کہ ہر تھوڑی دیر کے بعد اور خاص کر ہر سلسلہ کلام کے ختم پر دل کی ایسی گہرائی سے جو اس وقت ان کے چہرے پر اور ان کی آواز میں بھی محسوس کی جاتی تھی یہی کلمے کہتے تھے جس سے سننے والوں کے دل بھی متاثر ہوتے تھے۔ (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دعا کا پڑھنا امت کی تعلیم کے لئے تھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غلط بات کے ہونے کا تصور ہی نہیں۔ (٤)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ......: (ص۱۸۱، س۲۹) حدیث بالا کے بارے میں صاحب معارف الحدیث تحریر فرماتے ہیں۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور وظیفہ کے استغفار وتوبہ کا کلمہ ایک نشست میں سو مرتبہ پڑھتے تھے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نشست میں دوران گفتگو بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور یہ کلمات استغفار وتوبہ پڑھا کرتے تھے صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم اس کو شمار کرتے رہتے تھے کبھی اس کی مقدار سو تک بھی پہنچ جاتی تھی کبھی اس سے کمی و بیشی رہتی تھی۔ (٥)

تخریج حدیث:

٣٥٦٩ - أخرجه أحمد (٢/٣٦٩، ٤٩٤) عن سهل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة به.

٣٥٧٠ - أخرجه البخاري في الأدب المفرد ص (١٨١)، حديث (٦٢٢) وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: في الاستغفار، حديث (١٥١٦)، وابن ماجه: كتاب الأدب: باب: في الاستغفار، حديث (٣٨١٤)، وأحمد (٢/٢١)، وعبد بن حميد ص (٢٥١)، حديث (٧٨٦).

(١) معارف الحديث: ٥/١٣٦ (٢) مظاهر حق: ٥/٦٠٨ (٣) معارف الحديث: ٥/١٣٦ (٤) تعليق ابن السنى: ٣٩٧ (٥) معارف الحديث: ٥/٢٠٢

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ

یہ باب ہے پریشانی کے وقت کیا پڑھے اس کے بیان میں

۳۵۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ. (ص۱۸۱، س۳۲)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ...... الخ“ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بردبار اور حکیم ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمین اور عزت والے عرش کا رب ہے)۔“

۳۵۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۱، س۳٤)

ترجمہ: ”محمد بن بشار بھی ابن عدی سے وہ قتادہ سے وہ ابوالعالیہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں، اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۵۷۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ يَحْيٰی بْنُ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِیُّ الْمَدِيْنِیُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُفَضَّلِ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَهَمَّهُ الْاَمْرُ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَاِذَا اجْتَهَدَ فِی الدُّعَآءِ قَالَ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۱، س۳۵)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی وجہ سے سخت فکر میں مبتلا ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہتے: ”سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ“ اور جب دعا میں زیادہ کوشش فرماتے تو کہتے ”یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ“۔ یہ حدیث غریب ہے۔“

تشریح

”کرب“ کہتے ہیں بہت زیادہ غم کو۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جتنی بھی زیادہ پریشانی آجائے اس دعا کو پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس پریشانی سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلاف مصیبتوں کے وقت اس دعا کے پڑھنے کا معمول رکھتے تھے۔ (۱)

آدمی کو اپنی زندگی میں مصائب ومشکلات کا سابقہ بھی کرنا پڑتا ہے ان مصائب ومشکلات میں اہل ایمان کی تربیت ہوتی ہے کہ ایسے موقع پر ان میں انابت الی اللہ اور تعلق باللہ میں ترقی ہو جاتی ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ایسے مصائب کے وقت میں جو دعا پڑھنے کی تعلیم دی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور اللہ تعالیٰ کے زمین وآسمان کے رب ہونے کا اظہار ہے کہ جب ایسے رب سے واسطہ ہے تو اس رب کے لئے ہر پریشانی کو دور کرنا سہل اور معمولی بات ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ: (ص١٨١، س٣٣) نہیں کوئی معبود سوائے عظمت والے کے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اتنی ہے کہ کسی شخص کی ذات کا تصور بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ [٢]

اَلْحَلِيْمُ: (ص١٨١، س٣٣) اللہ تعالیٰ بردبار ہے اللہ تعالیٰ باوجود قدرت کے سزا کو موخر کرتے ہیں۔ [٣]

حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ ...... (ص١٨١، س٣٥) حاکم نے مستدرک میں اور امام نسائی نے اس روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔ "وَيُكَرِّرُ وَهُوَ سَاجِدٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ."

تخریج حدیث:

٣٥٧١ - أخرجه البخاري (١١/١٤٩): كتاب الدعوات: باب: الدعاء عند الكرب، حديث (٦٣٤٥)، وطرفه في (٦٣٤٦، ٧٤٢٦، ٧٤٣١)، ومن الأدب المفرد ص (٢٠٦)، حديث)٧٠٧)، ومسلم (٤/٢٠٩٢): كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، حديث (٢٧٣٠/٨٣)، وابن ماجه (٢/١٢٧٨): كتاب الدعاء: باب: الدعاء عند الكرب، حديث (٣٨٨٣)، وأحمد (١/ ٢٢٨ ٢٥٤، ٢٥٨ ٢٥٩، ٢٨٠، ٢٨٤، ٣٣٩، ٣٥٦، ٢٦٨)، وابن حميد ص (٢٢٠، ٢٢١)، حديث (٦٥٧ ٦٦٨، ٦٦٠).

٣٥٧٢ - تقدم تخريجه.

٣٥٧٣ - تفرد به الترمذي ينظر التحفة (٩/٤٦٧)، حديث (١٢٩٤١)، وذكره البغوي في شرح السنة، حديث (١٣٢٦)، وقال وهو حديث غريب عن أبي هريرة.

(١) شرح مسلم للنووی (٢) مرعاۃ: ٥٢/٣ (٣) مرعاۃ: ٥٢/٣.

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلاً

یہ باب ہے جب کسی جگہ ٹھہرے تو کیا دعا پڑھے اس کے بیان میں

٣٥٧٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوْبَ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ الْحَكِيْمِ السُّلَمِيَّةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً ثُمَّ قَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَىْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهٖ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ وَرَوٰى مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ هٰذَا

الْحَدِيْثَ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ الْاَشَجِّ فَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ وَيَقُوْلُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ خَوْلَةَ وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ اَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَجْلَانَ. (ص۱۸۲، س۲)

ترجمہ: ''حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (سفر میں) کسی جگہ اترے اور یہ کلمات ''اَعُوْذُ ...... الخ'' (میں مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کی پناہ مانگتا ہوں) پڑھ لے تو اسے وہاں سے روانہ ہونے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہ بھی یعقوب بن اشج سے اسی کے مثل حدیث نقل کرتے ہیں۔ پھر یہ حدیث ابن عجلان سے بھی یعقوب بن عبداللہ بن اشج کے حوالے سے منقول ہے وہ اسے سعید بن میسب سے روایت کرتے ہیں اور وہ خولہ سے روایت کرتے ہیں۔ لیث کی حدیث ابن عجلان کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔''

تشریح

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ:

سفر میں خواہ دن میں ٹھہرے یا رات کو ہر قیام کے وقت اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔ (۱)

زمانہ جاہلیت میں لوگ جب دوران سفر کسی جگہ پر قیام کرتا تو وہ یہ کہتے:

''نَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْوَادِیْ وَيَعْنُوْنَ بِهٖ كَبِيْرَ الْجِنِّ''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا کہ اس جملے کے بجائے یہ دعا پڑھنا چاہیے۔ ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الخ.''

اَلْكَلِمَاتِ: (ص۱۸۲، س٤) اس سے مراد قرآن مجید ہے۔

التَّامَّاتِ: (ص۱۸۲، س٤) اس سے مراد ہے کامل و مکمل، مطلب یہ ہے کہ جس میں کسی قسم کا نقص اور عیب نہیں ہے جیسے کہ انسانی کلام میں نقص ہوتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تلقین فرمائی جس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے لہٰذا ہر موقع پر اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ مانگنی چاہیے۔ (۲)

تخریج حدیث:

٣٥٧٤ - أخرجه مالك: كتاب الاستئذان: باب: ما يؤمر به من الكلام في السفر، حديث بعيد (٠٠٣٤)، ومسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، حديث ٢٧٠٨/٥٤)، وأحمد (٣٧٧/٦)، وابن خزيمة (١٥٠/٤، ١٥١)، حديث (٢٥٦٦، ٢٥٦٧).

---

(١) نزهة المتقين: ٧٣٤/١ (٢) مرقاة: ٢٠٠/٥

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا

یہ باب ہے سفر میں جاتے وقت کیا کہے اس کے بیان میں

٣٥٧٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ نَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ بِاِصْبَعِهِ وَمَدَّ شُعْبَةُ اِصْبَعَهُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ.

(ص١٨٢، س٧)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے اپنی سواری پر سوار ہوتے تو اپنی انگلی سے (آسمان کی طرف) اشارہ فرماتے (شعبہ نے بھی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا) پھر فرماتے ''اَللّٰهُمَّ ...... الخ'' (اے اللہ تعالیٰ تو ہی سفر کا ساتھی اور گھر والوں کا خلیفہ ہے۔ اے اللہ تعالیٰ ہم نے تیرے حکم کے ساتھ صبح کی اور تیرے ذمہ کو قبول کیا۔ اے اللہ تعالیٰ زمین کی (مسافت) کو ہمارے لئے چھوٹا کر دے اور سفر کو آسان کر دے۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سفر کی مشقت اور غمگین اور نامراد لوٹنے سے پناہ مانگتا ہوں)۔ سوید بن نصر بھی عبداللہ بن مبارک سے اور وہ شعبہ سے اسی سند سے اسی کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابن عدی کی شعبہ کے حوالے سے منقول حدیث سے پہچانتے ہیں۔''

٣٥٧٦ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِىْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِىْ اَهْلِنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِى الْاَهْلِ وَالْمَالِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ يُرْوٰى الْحَوْرُ بَعْدَ الْكَوْنِ اَيْضًا وَمَعْنٰى قَوْلِهِ الْحَوْرُ بَعْدَ الْكَوْنِ اَوِ الْكَوْرِ وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ وَاِنَّمَا هُوَ الرُّجُوْعُ مِنَ الْاِيْمَانِ اِلَى الْكُفْرِ اَوْ مِنَ الطَّاعَةِ اِلَى الْمَعْصِيَةِ اِنَّمَا يَعْنِى الرُّجُوْعَ مِنْ شَىْءٍ اِلٰى شَىْءٍ مِنَ الشَّرِّ. (ص١٨٢، س١١)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے ”اللّٰھم ...... الخ“ (اے اللہ تعالیٰ تو ہی سفر کا ساتھی اور گھر والوں کا خلیفہ ہے۔ اے اللہ تعالیٰ سفر میں ہمارا رفیق اور ہمارے گھر والوں کی نگہبانی فرما۔ یا اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سفر کی مشقت اور پریشان یا نامراد لوٹنے سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور ایمان سے کفر کی طرف لوٹنے یا اطاعت سے نافرمانی کی طرف لوٹنے سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر مظلوم کی بددعا اور اہل و مال میں کوئی برائی دیکھنے سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ”اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْنِ“ کے الفاظ بھی منقول ہیں۔ اس سے مراد خیر سے شر کی طرف لوٹنا ہے۔“

تشریح

یہ دعا انگلی اٹھا کر پڑھنی چاہئے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کا اشارہ کر کے پڑھی یہاں انگلی سے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی مراد ہوگی۔ (۱)

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ: (ص۱۸۲، س۸)

علماء فرماتے ہیں یہ دعا بہت جامع دعاؤں میں سے ہے کیونکہ سفر میں آدمی ہر وقت خطرے میں ہی رہتا ہے اس میں اپنی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے پیچھے اہل والوں کی بھی دعا کی جا رہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کا خلیفہ اور محافظ بن جائے تو پھر اس کا کون کیا بگاڑ سکتا ہے؟

وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ: (ص۱۸۲، س۹)

علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنے اس سفر میں تیرے اوپر اعتماد کیا تو میرا مددگار اور محافظ بن جا۔ ان کو ظاہری بیماریوں سے اور ان کے دین میں نقص آنے سے بھی ان کی حفاظت فرما۔ (۲)

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَۃَ ...... (ص۱۸۲، س۱۱) وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ: (ص۱۸۲، س۱۳)

حور کے معنی عمامہ کے پیچ کو کھول دینا۔ کور کے معنی عمامہ کو بل دینا۔ یعنی عمامہ باندھ کر کھول دینا یہ جملہ کنایہ ہوتا ہے اصلاح کے بعد فساد سے، ایمان لانے کے بعد کفر میں مبتلا ہونے سے اور اطاعت کرنے کے بعد نافرمانی میں پڑ جانے سے۔ (۳)

بعض روایت میں الکور کے جگہ پر الکون نون کے ساتھ آتا ہے اس کے معنی استقامت یا زیادتی سے کمی کی طرف لوٹنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ اچھی حالت پر آنے کے بعد لوٹ آنا یا اس میں کمی کرنا اطاعت پر آنے کے بعد گمراہی کی طرف لوٹ جانا۔ (۴) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں راء کے ساتھ روایت زیادہ صحیح ہے اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں راء اور نون دونوں ہی کے ساتھ روایت صحیح ہے۔

دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ: (ص۱۸۲، س۱۴) مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ سفر پر روانہ ہونے

سے پہلے مظلوم سے معافی مانگ لینی چاہیے ورنہ ایسا نہ ہو کہ سفر میں مظلوم کی بددعا کی وجہ سے مشکلات میں پھنس جائے۔ (٥)

تخریج حدیث:

٣٥٧٥ - أخرجه النسائي: كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من كآبة المنقلب؛ حديث (٥٥٠١)، وأحمد (٤٠١/٢).

٣٥٧٦ - أخرجه مسلم: كتاب الحج: باب: ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره، حديث (١٣٤٣/٤٢٦)، والنسائي: كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الحور بعد الكور، حديث (٥٤٩٨، ٥٤٩٩) ويوجد في الحديث (٥٥٠٠)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: ما يدعو به الرجل إذا سافر، حديث (٣٨٨٨)، والدارمي: كتاب الاستيذان: باب: الدعاء في السفر، وأحمد (٥٠/٨٢، ٨٣)، وابن خزيمة (١٣٨/٤)، حديث (٢٥٣٣)، وعبد بن حميد ص (١٨٢، ١٨٣)، حديث (٥١٠، ٥١١).

(١) فتوحات ربانیه: ١٢٩/٥ (٢) تحفة الاحوذی: ٣٦٩/٨ (٣) حاشية الكوكب: ٣٤٤/٤، نسائی (٤) كوكب الدری: ٣٤٤/٤ (٥) روضة المتقين: ١٨/٣

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهٖ

یہ باب ہے سفر سے واپسی پر کیا کہے اس کے بیان میں

٣٥٧٧ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ اَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الرَّبِيْعَ بْنَ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَالَ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِیْ اَسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ الْبَرَآءِ وَرِوَايَةُ شُعْبَةَ اَصَحُّ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ. (ص١٨٢، س١٥)

ترجمہ: ''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے لوٹتے تو یہ دعا پڑھتے ''اٰئِبُوْنَ ...... الخ'' (ہم سفر سے سلامتی کے ساتھ لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ثوری یہی حدیث ابواسحٰق سے اور براء سے نقل کرتے ہوئے ربیع بن براء کا ذکر نہیں کرتے۔ شعبہ کی روایت زیادہ صحیح ہے اور اس باب میں حضرت ابن عمر، انس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔''

تشریح

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ:

علماء فرماتے ہیں اس دعا کو پڑھتے ہوئے شہر میں داخل ہونا چاہئے۔

مطلب یہ ہے کہ اب ہم واپس ہو رہے ہیں اپنے قصوروں اور لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں اور ہم اپنے رب اور مالک و مولا کی عبادت اور حمد و ثناء کرتے ہیں۔

صاحب معارف الحدیث تحریر فرماتے ہیں کہ جب سفر کے لئے سواری پر سوار ہوتے وقت آپ ﷺ کے قلب مبارک کی یہ واردات ہوتی تھیں جو ان کلمات کے قالب میں زبان مبارک پر جاری ہوتی تھیں تو خلوتوں کے خاص اوقات میں کیا حال ہوتا ہوگا؟ (۱)

لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ: (ص۱۸۲، س۱۷) اپنے رب کی ہی تعریف کرنے والے ہیں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کی تعریف نہیں کرتے۔ (۲)

تخریج حدیث:

۳۵۷۷ - أخرجه أحمد (۲۸۱/٤، ۲۸۹، ۲۹۸، ۳۰۰) عن الربيع بن البراء بن عازب عن أبيه.

(۱) معارف الحديث: ۱٤۷/٥ (۲) مرقاة: ۱۹۸/٥

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۷۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰى جُدْرَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۲، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی سفر سے لوٹتے تو مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑنے پر اونٹنی کو دوڑاتے اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو اسے بھی تیز کر دیتے یہ مدینہ کی محبت کی وجہ سے ہوتا تھا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

تشریح

اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ: (ص۱۸۲، س۱۹) اوضع یہ لفظ اونٹ کا چال کے لئے مخصوص ہے کہ آپ ﷺ جب مدینہ منورہ کے قریب ہوتے تو اپنی سواری کو تیز فرما دیتے مدینہ منورہ کی محبت کی وجہ سے۔

علماء نے اس سے مدینہ منورہ کی فضیلت پر بھی استدلال فرمایا ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنے ملک سے محبت رکھنی چاہئے۔ (۱)

تخریج حدیث:

۳۵۷۸ - أخرجه البخاري: كتاب العمرة: باب: من أسرع ناقته إذا بلغ ناقته، حديث (۱۸۰۲)، طرفه في (۱۸۸٦)، وأحمد (۳/۱۵۹).

(۱) تحفة الاحوذی: ۹/۳۷٤

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا وَدَّعَ اِنْسَانًا

یہ باب ہے کسی کو رخصت کرتے وقت کیا کہے اس کے بیان میں

۳۵۷۹ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ عُبَيْدِاللّٰهِ السَّلِيْمِیُّ الْبَصْرِیُّ نَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلاً اَخَذَهٗ بِيَدِهٖ فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰی يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. (ص۱۸۲، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک وہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا۔ پھر فرماتے: ''اَسْتَوْدِعُ ...... الخ'' (میں اللہ تعالیٰ کو تیرے دین و ایمان اور آخری عمل کا امین بناتا ہوں)۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اس کے علاوہ دوسری سند سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔''

۳۵۸۰ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِیُّ نَا سَعِيْدُ بْنُ خُثَيْمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَنِ اُدْنُ مِنِّیْ اُوَدِّعْكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ. (ص۱۸۲، س۲۳)

ترجمہ: ''حضرت سالم سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو رخصت کرتے تو فرماتے میرے قریب آؤ تاکہ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو رخصت کیا کرتے تھے پھر ''اَسْتَوْدِعُ'' سے آخر تک کہتے (یعنی میں اللہ تعالیٰ کو تیرے دین و ایمان اور آخری اعمال کا امین بناتا ہوں)۔ یہ حدیث سالم بن عبداللہ کی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔''

تشریح

حَدَّثَنَا اَحۡمَدُ ...... (ص۱۸۲، س۲۰) اِذَا وَدَّعَ رَجُلاً اَخَذَهٗ بِيَدِهٖ: (ص۱۸۲، س۲۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ خودنہیں چھوڑتے تھے جب کہ دوسرا نہ چھوڑ دے۔

اَمَانَتَكَ: سے مراد انسان کے دل کی وہ خاص کیفیت ہے جو اس سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے بندوں کے حقوق کوصحیح صحیح ادا کرے۔

یا مراد وہ اموال ہیں جن سے لوگوں کے ساتھ لین دین کیا جاتا ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ مراد اہل واولاد ہیں جن کو آدمی گھر پر چھوڑ کر سفر پر گیا ہوا ہے۔ (۱)

هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: (ص۱۸۲، س۲۲) سے علماء استدلال کرتے ہیں کہ رخصت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ بھی فرماتے تھے۔ (۲)

علماء نے لکھا ہے کہ مسافر کے لئے مستحب ہے کہ سفر میں جانے سے پہلے اپنے متعلقین سے مل کر جائے ایک روایت میں آتا ہے کہ جو سفر کے ارادہ کے بعد اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں میں خیر ڈالتے ہیں۔ (۳)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے دین، امانت اور اعمال کے انجام کی حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔

علماء فرماتے ہیں کہ دین کو امانت پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سفر کے دوران عموماً تکالیف وغیرہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے دینی امور میں اکثر سستی ہو جاتی ہے اس لئے دین کو مقدم فرمایا۔ (۴)

تخریج حدیث:

۳۵۷۹ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الجهاد: باب: تشييع الغزاة ووداعهم، حديث (۲۸۲٦).

۳۵۸۰ - أخرجه أحمد (۲/۷) عن حنظلة عن سالم عن ابن عمر.

(۱) مظاهر حق: ۲/۶۰۹، تحفة الاحوذی: ۹/۳۷٤ (۲) معارف الحديث: ۵/۱٤۹ (۳) كتاب الاذكار: ص ۲۰٤ (٤) فتوحات ربانيه: ۵/۱۱٦

بَابٌ مِنۡهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۸۱ - حَدَّثَنَا عَبۡدُاللّٰهِ بۡنُ اَبِیۡ زِيَادٍ نَا سَيَّارٌ نَا جَعۡفَرُ بۡنُ سُلَيۡمَانَ عَنۡ ثَابِتٍ عَنۡ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اِنِّیۡ اُرِيۡدُ سَفَرًا فَزَوِّدۡنِیۡ قَالَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقۡوٰى قَالَ زِدۡنِیۡ قَالَ وَغَفَرَ ذَنۡبَكَ قَالَ زِدۡنِیۡ بِاَبِیۡ اَنۡتَ وَاُمِّیۡ قَالَ وَيَسَّرَ لَكَ الۡخَيۡرَ حَيۡثُ مَا كُنۡتَ هٰذَا حَدِيۡثٌ

حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۲، س۲۶)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں سفر کے لئے روانہ ہو رہا ہوں مجھے زاد راہ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا زاد راہ عطا فرمائے اس نے عرض کیا اور زیادہ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیرے گناہ معاف کرے۔ اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اور زیادہ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تیرے لئے خیر کو آسان کر دے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر سے پہلے اپنے بزرگوں سے نصیحت لینا چاہئے اور دعا کی درخواست بھی کرنی چاہئے۔ دعا دینے والوں کو بھی چاہئے کہ دعا کی درخواست کرنے والے کو سفر کی تعلیم دیں اور دعا بھی کریں نیز اس کے سفر کے آسان ہونے کے لئے دعا بھی کر دیں۔ (۱)

فَزَوِّدْنِیْ: (ص۱۸۲، س۲۷) ''زاد'' اگرچہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو آدمی دوران سفر کھاتا ہے مگر یہاں پر مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی باتیں ارشاد فرما دیں جو سفر کے دوران مثل توشہ کے کام آئیں۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ اس صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توشہ طلب کیا ہو مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسی باتوں کی طرف متوجہ فرمایا جو سفر کے دوران توشہ سے زیادہ کام آنے والی چیز ہے۔ (۲)

زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی: (ص۱۸۲، س۲۷) اللہ تعالیٰ تم کو تقویٰ کا توشہ عطاء فرمائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے بے نیازی اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کرتے رہنا اور اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا۔ (۳)

تخریج حدیث:

۳۵۸۱ - أخرجه ابن خزيمة (۱۳۸/٤)، حديث (۲۵۳۲) عن ثابت عن أنس بن مالك.

(۱) نزهة المتقين: ۷۳۲/۲ (۲) طيبى، شرح مشكوة، مرقاة: ۲۱۰/۵ (۳) مرقاة: ۲۱۰/۵، فتوحات ربانيه: ۱۲۲/۵

بَابٌ مِنْهُ

باب اسی کے بارے میں

۳۵۸۲ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ

عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِىْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا اَنْ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۸۲، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے وصیت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو، ہر بلندی پر تکبیر (اللہ اکبر) کہو۔ اور جب وہ شخص واپس جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ اس کے لئے زمین کی مسافت کو کم کر دے اور اس پر سفر آسان کر دے۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

تشریح

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ: (ص۱۸۲، س۲۸) (تقویٰ کو لازم پکڑو۔) مطلب یہ ہے کہ آدمی حالت قیام میں تو اطاعت اور تقویٰ وغیرہ کا اہتمام کر لیتا ہے مگر سفر کی حالت میں اس میں کمی آ جاتی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کر کے سفر میں تقویٰ کی نصیحت فرمائی۔

وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ: (ص۱۸۲، س۲۸) بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا مطلب یہ ہے کہ جتنی بھی بلند چیز ہو اللہ تعالیٰ ان سب سے اعلیٰ وارفع ہیں۔ اسی وجہ سے سیڑھی پہ چڑھتے وقت بھی اللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔[1] یہ سنت صرف حالت سفر میں ہی نہیں ہے بلکہ حالت حضر میں بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ: (ص۱۸۲، س۲۸) اس نصیحت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سفر کی آسانی کے لئے دعا بھی فرماتے تھے۔

تخریج حدیث:

۳۵۸۲ - أخرجه ابن ماجه: كتاب الجهاد: باب: فضل الحرس والتكبير في سبيل الله، حديث (۲۷۷۱)، وأحمد (۳۲۵/۲، ۳۳۱، ۴۴۳، ۴۷۶)، وابن خزيمة (۱۴۹/۴)، حديث (۲۵۶۱).

(۱) فتح الباری: ۴۸۴/۱۲، الکوکب الدری: ۳۴۴/۴

بَابُ مَا ذُكِرَ فِىْ دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ
یہ باب ہے مسافر کی دعا کے بیان میں

۳۵۸۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ نَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ

جَعْفَرٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ نَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِی كَثِیْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَ زَادَ فِیْهِ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِیْهِنَّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَ اَبُوْجَعْفَرٍ هٰذَا هُوَ الَّذِیْ رَوٰی عَنْهُ یَحْیَی بْنُ اَبِی كَثِیْرٍ وَیُقَالُ لَهٗ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ وَلَا نَعْرِفُ اِسْمَهٗ. (ص۱۸۲، س۳۰)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، مظلوم، مسافر اور اولاد کے خلاف باپ کی دعا۔ علی بن حجر نے یہ حدیث اسمٰعیل بن ابراہیم سے انہوں نے ہشام دستوائی سے اور انہوں نے یحییٰ سے اسی سند سے اسی کے مثل نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے ''کہ اس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔'' یہ حدیث حسن ہے اور ابوجعفر وہی ہیں جن سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے۔ انہیں ابوجعفر موذن کہتے ہیں۔ ہمیں ان کا نام معلوم نہیں۔''

تشریح

ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: (ص۱۸۲، س۳۱) حدیث بالا میں تین دعاؤں کے بارے میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ یہ دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں۔ اور دوسری روایات میں جلدی قبول ہونے والی کئی اور دعاؤں کا بھی تذکرہ ہے تو اس میں کوئی تعارض نہیں یہاں پر ان میں سے تین کا ذکر ہے باقیوں کا دوسری احادیث میں تذکرہ ہے یعنی یہاں پر ثلاث کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے۔

دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ: (ص۱۸۲، س۳۱) مظلوم کی دعا اور بددعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے۔

مظلوم کی دعا کا مطلب علماء یہ بیان فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مظلوم کی مدد کی اس کو تسلی وغیرہ دی اس پر مظلوم شخص نے اس کو دعا دی تو یہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جو شخص مظلوم پر ظلم کرتا ہے یا ظالم کی مدد یا ظالم کی تائید کر کے مظلوم کی ذہنی یا جسمانی تکلیف میں اضافہ کرتا ہے اس پر مظلوم اس شخص کے حق میں جو بددعا کرتا ہے تو اس کی یہ بددعا بھی جلد قبول ہو جاتی ہے۔ [1]

وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ: (ص۱۸۲، س۳۱) مسافر سے مراد وہ شخص ہے جو دوسرے شہر میں ہے مسافر کے ساتھ جو شخص اچھا معاملہ کرتا ہے اس کے بارے میں مسافر جو دعا کرے گا تو یہ بھی قبول ہو جاتی ہے اسی طرح مسافر کو جو تکلیف اور ایذاء پہنچانے کا باعث ہوا تو ایسے شخص کو مسافر اگر بددعا دیتا ہے تو یہ بددعا بھی جلدی قبول ہو جاتی ہے۔

یا یہ کہ مسافر کی دعا مطلقاً قبول ہوتی ہے خواہ وہ اپنے لئے کرے یا کسی دوسرے کے لئے کرے۔ [2]

وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ: (ص۱۸۲، س۳۱) اسی طرح باپ اپنے اولاد کے حق میں دعا کرے یا بددعا دونوں جلد قبول ہو جاتی ہیں جب باپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو ماں کی دعا تو بطریق اولیٰ جلدی قبول ہوگی۔[۳]

علماء نے ان دعاؤں کی قبولیت کا راز یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں کی دعاؤں میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے اور جس عمل میں اخلاص ہو وہ قبول ہو جاتا ہے۔[٤]

تخریج حدیث:

۳۵۸۳ - تقدم تخریجه.

(۱) مظاهر حق: ۲/۴۷۷ (۲) مظاهر حق: ۲/۴۷۷ (۳) مظاهر حق: ۲/۴۷۷، کوکب الدری: ٤/۳۷۵ (٤) معارف الحدیث: ۵/۱۰۲

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَكِبَ دَابَّةً

یہ باب ہے سواری پر سوار ہوتے وقت کیا کہے اس کے بیان میں

۳۵۸٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا اُتِىَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِى الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ اِنِّىْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَىِّ شَىْءٍ ضَحِكْتَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَىِّ شَىْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرُكَ وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۳، س۳٤)

ترجمہ: ”حضرت علی بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے سوار ہونے کے لئے سواری لائی گئی۔ جب انہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو کہا ”بِسْمِ اللّٰهِ“ ...... (پھر جب اس پر بیٹھ گئے تو الحمد للہ کہا اور پھر کہا ”سُبْحَانَ الَّذِىْ ...... الخ“ (پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا، ہم تو اسے قابو میں کرنے کی قوت نہیں رکھتے تھے اور ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر تین تین مرتبہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھی ”سُبْحَانَكَ ...... الخ“ (تیری ذات پاک ہے۔ میں نے ہی اپنے آپ پر ظلم کیا پس تو مجھے معاف کر دے۔ کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا)۔ پھر ہنسنے لگے۔ میں نے پوچھا: امیر المؤمنین آپ کس بات پر ہنسے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپ

ﷺ ہنس پڑے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے کس بات پر تبسم فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تیرے رب کو اپنے بندے کا یہ کہنا بہت پسند ہے کہ اے رب مجھے معاف کر دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

٣٥٨٥ ـ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَارِقِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ كَبَّرَ ثَلَاثًا وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ فِىْ سَفَرِىْ هٰذَا مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيْرَ وَاطْوِعَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِىْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِىْ اَهْلِنَا وَكَانَ يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اٰئِبُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص١٨٣، س٣)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی سفر کے لئے جاتے اور سواری پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہتے اور پھر "سُبْحَانَ الَّذِىْ ...... الخ" کہتے) پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا ہم تو اسے قابو میں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے) پھر یہ دعا پڑھتے "اَللّٰهُمَّ ...... الخ" (اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ (کی توفیق) اور تجھے راضی کرنے والا عمل مانگتا ہوں اے اللہ! ہمارے لیے سفر آسان کر دے اور زمین کی دوری کم کر دے اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی اور گھر والوں کا خلیفہ ہے اے اللہ! تو ہمارے ساتھ رہ اور ہمارے گھر والوں کا خلیفہ ہو۔ اور جب آپ ﷺ واپس گھر لوٹتے تو فرماتے۔ ہم ان شاء اللہ واپس لوٹنے والے توبہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے اور عبادت کرنے والے ہیں ث یہ حدیث حسن ہے۔"

تشریح

رِجْلَهٗ فِی الرِّكَابِ: (ص١٨٢، س٣٤) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا۔ رکاب اس داہنے حلقے کو کہتے ہیں جو گھوڑے کی زین میں دونوں طرف لٹکا رہتا ہے جس پر پاؤں رکھ کر آدمی سواری کے جانور پر سوار ہوتا ہے۔

قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ: (ص١٨٢، س٣٤) سوار ہوتے وقت ابتداء بسم اللہ پڑھے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جانوروں کی پیٹھ پر شیطان رہتا ہے جب تم اس پر بیٹھو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ [1]

اِسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا: (ص١٨٢، س٣٤) بیٹھتے وقت اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے طاقت

ور جانور کو انسان کے تابع کر دیا اگر اللہ تعالیٰ تابع نہ فرماتے تو ان پر سواری کرنا انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔

وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ: (ص۱۸۲، س۳۵) اس جملے میں ترغیب دی جا رہی ہے کہ دنیاوی سفر کے وقت حقیقی سفر (سفر آخرت) کو بھی یاد رکھنا چاہئے وہاں اس سہولت اور آسانی کے لئے اعمال صالحہ کے سوا کوئی دوسری سواری کام نہیں آئے گی۔

مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ: (ص۱۸۳، س۱) اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو آپ ﷺ کی اتباع کا کتنا استحضار رہتا تھا اللہ جل شانہ اس اتباع کا ہم کو بھی کچھ حصہ نصیب فرما دے آمین۔

تخریج حدیث:

٣٥٨٤ - أخرجه أبوداود: كتاب الجهاد: باب: ما يقول الرجل إذا ركب، حديث (٢٦٠٢)، وأحمد (١/٩٦، ٩٧، ١١٥، ١٢٨)، وعبد بن حميد ص (٥٨، ٦٠)، حديث (٨٨)، (٨٩).

٣٥٨٥ - أخرجه مسلم: كتاب الحج: باب: ما يقول إذا ركب إلى الحج، وغيره، حديث (١٣٤٢/٤٢٥)، وأبوداود: كتاب الجهاد: باب: ما يقول الرجل إذا سافر، حديث (٢٥٩٩)، والدارمي: كتاب الاستيذان، باب: ما يقول إذا قفل من السفر، وأحمد (٢/١٤٤، ١٥٠)، وابن خزيمة (٤/١٤١)، حديث (٢٥٤٢)، وابن حميد ص (٢٦٣)، حديث (٨٣٣).

(١) دارمی، ابن سنی

بَابُ مَا جَآءَ مَا يَقُوْلُ اِذَا هَاجَتِ الرِّيْحُ

یہ باب ہے آندھی کے وقت دعا پڑھنے کے بیان میں (ص۱۸۳، س۸)

٣٥٨٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ اَبُوْ عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَى الرِّيْحَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَفِي الْبَابِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. (ص۱۸۳، س۸)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب آندھی کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے ''اَللّٰهُمَّ ...... الخ'' (اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس آندھی سے بھلائی اور اس میں موجود خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ بھیجی گئی خیر کا بھی طلب گار ہوں۔ پھر میں اس کے شر، اس میں موجود شر اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں)۔ اس باب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث منقول ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔''

تشریح

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مستحب ہے کہ جب آندھی آئے تو اس کی طرف منہ کر کے دوزانو بیٹھ کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر

یہ دعا پڑھنی چاہئے۔[(۱)]

اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا: (ص۱۸۳، س۹) مسلم شریف کی روایت میں لفظ من کے بغیر یہ جملہ ہے یعنی اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنے کا حکم فرمایا کیونکہ اس ہوا میں نہ خیر ہے اور نہ شر جس کے پاس خیر اور شر ہے اس سے دعائے خیر کرنی چاہئے۔[(۲)]

تندو تیز ہوائیں اور آندھیاں کبھی اللہ تعالیٰ کا عذاب بن کر آتی ہیں جیسے کہ اسی ہوا کے ذریعہ قوم ثمود وغیرہ کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اور کبھی آندھی اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی بارش کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہ یہ آندھی اللہ تعالیٰ کا عذاب بن کر آئی ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت بن کر آئی ہے اس لئے نبی کریم ﷺ اپنی امت مرحومہ کو تعلیم ہے کہ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر دعائے بالا کا اہتمام کرنا چاہئے۔ تاکہ یہ ہوا ہمارے لئے خیر کا ذریعہ بنے شر کا ذریعہ بننے سے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔[(۳)]

علامہ ابن علان فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوا کو برا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے خود اس کا کوئی عمل نہیں۔[(٤)]

ہوا کو برا کہنے سے فقر کا اندیشہ ہے کیونکہ ہوا سبب ہوتی ہے غلہ اور رزق کے لئے۔[(٥)]

تخریج حدیث:

۳۵۸۶ - أخرجه مسلم: كتاب صلاة الاستسقاء: باب: التعوذ عند رؤية الريح والغيم والفرح بالمطر، حديث (۱۵/۸۹۹).

(۱) کتاب الاذکار: ص ۱۷۱. (۲) فتوحات ربانیه: ٤/۲۸۱ (۳) معارف الحدیث: ٥/۱٦۱ (٤) فتوحات الربانیه: ٤/۲۷٥ (٥) فتوحات ربانیه: ٤/۲۸۱

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ

یہ باب ہے بادل کی آواز سن کر کیا کہے اس کے بیان میں (ص۱۸۳، س۱۰)

۳۵۸۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ اَبِىْ مَطَرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۸۳، س۱۰)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بادل کی گرج اور کڑک کی آواز سنتے تو یہ دعا

پڑھتے "اَللّٰھُمَّ ...... الخ" (اے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کر ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور ہمیں اس (یعنی عذاب وغیرہ) سے پہلے عافیت عطا فرما دے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سَند سے جانتے ہیں۔"

تشریح

اَلرَّعْدِ: (ص۱۸۳، س۱۲) رعد بادل کی آواز کو کہتے ہیں۔ یا وہ فرشتہ جو بادلوں کو چلاتا ہے اس کی آواز کو رعد کہا جاتا ہے۔[1]

حدیث کا مطلب یہ ہے۔

کہ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک درحقیقت اللہ تعالیٰ کے جلال کا مظہر ہیں اسی کے ساتھ بعض قوموں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب بھیجا ہے مسلمانوں کو ان کے نبی کی تعلیم یہ ہے کہ جب یہ منظر دیکھو تو پوری عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے میں لگ جانا چاہئے اور ایسے موقع پر دعائے بالا کو بھی اہتمام سے پڑھنا چاہئے۔[2]

علماء فرماتے ہیں ﴿وَيُسَبِّحُ ٱلرَّعْدُ بِحَمْدِهِۦ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِۦ﴾[3] (گرج اس کی تسبیح وتعریف کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔) جو شخص اس آیت کو تین مرتبہ پڑھ لے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس (آیت) دعا کے پڑھنے والے پر اگر بجلی گرے تو میں اس کی دیت دوں گا۔[4]

تخریج حدیث:

٣٥٨٧ ـ أخرجه البخاري في الأدب المفرد ص (٢١٢)، حديث (٧٢٨)، وأحمد (١٠٠/٢) عن سالم بن عبدالله بن عمر عن أبيه.

(١) فتوحات ربانيه: ٢٨٦/٤ (٢) مرقاة: ٦٢٩/٣ (٣) سورت الرعد آيت: ١٣ (٤) فتوحات حاشيه: ٢٨٦/٤

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

یہ باب ہے چاند کو دیکھ کر کیا کہے اس کے بیان میں (ص۱۸۳، س۱۳)

٣٥٨٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُفْيَانَ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ ثِنِيْ بِلَالُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۳، س۱۳)

ترجمہ: "حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ ......

الخ'' (اے اللہ تعالیٰ ہم پر اس چاند کو خیر، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

تشریح

رَاَی الْھِلَالَ: (ص۱۸۳، س۱۴) شروع کی تین راتوں کے چاند کو اور ایک قول میں چوتھی رات کے چاند کو بھی ہلال کہا جاتا ہے یہاں پر ہلال کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے کی ترغیب آئی ہے۔[1]

بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ: (ص۱۸۳، س۱۵) اس دعا میں خاص کر کے دو باتوں کی تعلیم پر اہمیت دی جا رہی ہے۔

پہلی بات: یہ کہ ہر مہینہ زندگی کا ایک مرحلہ ہے جب ایک مہینہ ختم ہو کر دوسرے مہینے کا چاند نمودار ہوتا ہے تو آدمی کی زندگی کا ایک مرحلہ ختم ہو کر دوسرا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے تو ایسے موقع پر شریعت نے یہ تعلیم دی کہ یہ دعا کریں کہ شروع ہونے والا مہینہ میرے لئے امن و ایمان و اسلام کی ترقی کا باعث بنے۔ اس مہینے میں میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ فرمانبرداری کروں۔

رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ: (ص۱۸۳، س۱۵) دوسری بات جس کی تعلیم اس دعا میں دی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں بعض لوگ اس چاند کو اپنا رب اور دیوتا مانتے ہیں تو آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ چاند بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس طرح اللہ تعالیٰ ہمارے رب ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ چاند کے بھی رب ہیں۔[2]

تخریج حدیث:

۳۵۸۸ - أخرجه الدارمي: كتاب الصوم: باب ما يقال عند رؤية الهلال، وأحمد (۱۶۲/۱)، وعبد بن حميد ص (۶۵)، حديث (۱۰۳).

(۱) فتوحات ربانیہ: ۲۲۱/۴ (۲) فتوحات ربانیہ: ۲۳۰/۴، معارف الحدیث: ۱۶۳/۵

بَابُ مَا یَقُوْلُ عِنْدَ الْغَضَبِ

یہ باب ہے اس بیان میں کہ غصہ کے وقت کیا پڑھے (ص۱۸۳، س۱۵)

۳۵۸۹ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا قَبِیْصَۃُ نَا سُفْیَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی عُرِفَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْہِ اَحَدِھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَوْ قَالَھَا لَذَھَبَ غَضَبُہٗ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَفِی الْبَابِ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ نَحْوَہٗ ھٰذَا حَدِیْثٌ مُرْسَلٌ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی لَمْ یَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَمَاتَ مُعَاذٌ فِیْ خِلَافَۃِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی غُلَامٌ ابْنُ سِتِّ سِنِیْنَ ھٰکَذَا رَوٰی

شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی وَقَدْ رَوٰی عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَرَاٰهُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی یُكْنٰی اَبَا عِیْسٰی وَاَبُوْ لَیْلٰی اِسْمُهٗ یَسَارٌ وَرُوِیَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ اَدْرَكْتُ عِشْرِیْنَ وَمِائَةً مِنَ الْاَنْصَارِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. (ص ۱۸۳، س ۱۵)

ترجمہ: ''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے یہاں تک کہ ایک کے چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ وہ کلمہ کہہ دے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ وہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' ہے۔ اس باب میں حضرت سلیمان بن صرد سے بھی روایت ہے۔ محمد بن بشار نے عبدالرحمٰن سے اور وہ سفیان سے اس کی مانند حدیث نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا سماع ثابت نہیں کیونکہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا اور حضرت عمر کی شہادت کے موقع پر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی عمر چھ سال تھی اور اسی طرح شعبہ حکم سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے اور ان کو دیکھا بھی ہے۔ عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعیسیٰ اور ان کے والد ابولیلیٰ کا نام یسار ہے۔ عبدالرحمٰن سے منقول ہے کہ انہوں نے انصار میں سے ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے۔''

تشریح

اَلْغَضَبُ فِیْ وَجْهِ اَحَدِهِمَا: (ص ۱۸۳، س ۱۷) ایک دوسری روایت میں اس کی مزید وضاحت اس طرح آتی ہے ''فَغَضِبَ اَحَدُهُمَا غَضَبًا شَدِیْدًا حَتّٰی خُیِّلَ اِلَی اَنْفِهٖ یَتَمَزَّعُ مِنْ شِدَّةِ غَضَبِهٖ''[1]

غصہ کا علاج حدیث بالا میں تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنے کے ساتھ بتایا جا رہا ہے حدیث بالا کی قرآن مجید کی آیت سے بھی تائید ہوتی ہے۔

''وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ''[2] (اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو یقیناً وہ بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے۔) اگر تمہیں شیطان بہکا کر اپنے جال میں پھانس لے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔

غصہ کے وقت آدمی اپنا توازن اور اچھے برے کا احساس کھو بیٹھتا ہے ایسے موقع پر تعوذ کا پڑھنا یاد ہی نہیں رہتا۔ ایسے موقع پر اس کے خیر خواہوں کو چاہئے کہ حکمت سے وہ اس کی طرف توجہ دلائیں۔[3]

غصہ کا علاج:

احادیث میں غصہ کے دور کرنے کے لیے مختلف علاج بیان فرمائے گئے ہیں مثلاً:

❶ حدیث بالا میں ہے کہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' پڑھا جائے۔

❷ وضو کرے۔ (٤)

❸ خاموش ہو جائے۔ (٥)

❹ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔ (٦)

❺ احادیث میں غصہ برداشت کرنے کے فضائل بیان کئے گئے ہیں ان کا استحضار کرے۔ مثلاً

ایک روایت میں آتا ہے جو غصہ کو پی جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ حوروں میں سے جس کو چاہے چن لے۔ (٧)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایسے شخص کے دل کو اللہ تعالیٰ امن وایمان سے بھر دیتے ہیں۔ (٨)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی ستاری فرمائیں گے۔ (٩)

تخریج حدیث:

٣٥٨٩ - أخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقال عند الغضب، حديث (٤٧٨٠)، وأحمد (٥/٢٤٠، ٢٤٤)، وعبد بن حميد ص (٦٨)، حديث (١١١) عن عبدالرحمن بن أبي ليلى عن معاذ بن جبل.

(١) ابوداود شریف (٢) سورت حم السجده آیت: ٣٦ (٣) معارف الحدیث: ١٥٧/٥ (٤) ابوداود: ٣٠٤/٢ (٥) مجمع الزوائد: ٧٠/٨ (٦) مجمع الزوائد: ٧٠/٨ (٧) ابوداود: ٣٠٢/٢ (٨) فتوحات ربانیه: ١٧٩/٦ بحواله ابن ابی الدنیا عن ابی هریره (٩) ابن ابی الدنیا بحواله فتوحات ربانیه: ٩٧٩/٦

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا يَكْرَهُهَا

یہ باب ہے جب کوئی برا خواب دیکھے تو کیا کہے اس کے بیان میں (ص١٨٣، س٢٢)

٣٥٩٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِمَا رَاٰى وَاِذَا رَاٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُهٗ فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَابْنُ الْهَادِ اِسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ الْمَدِيْنِيُّ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ رَوٰى عَنْهُ مَالِكٌ وَالنَّاسُ. (ص١٨٣، س٢٢)

ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو یہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اسے چاہئے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور خواب لوگوں کو سنائے اور اگر کوئی برا خواب دیکھے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے اور اسے چاہئے کہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اس باب میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ ابن الہاد کا نام یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد مدینی ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں اور ان سے مالک اور بہت سے حضرات روایت کرتے ہیں۔"

تشریح

الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا: (ص۱۸۳، س۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے جب آدمی کوئی اچھا خواب دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہئے۔

وَلْيُحَدِّثْ بِمَا رَأَى: (ص۱۸۳، س۲۳) ایک دوسری روایت میں "فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ [1] اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح خواب کی تعبیر دی جاتی ہے ویسے ہی حقیقت میں واقع ہو جاتی ہے۔ سمجھدار آدمی یا اس کا ہمدرد آدمی جو تعبیر دے گا وہ اچھی دے گا۔ [2]

فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ: (ص۱۸۳، س۲۴) حدیث بالا سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیند میں ڈرنا شیطان کے تصرف اور اس کی شرارت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ [3]

برا خواب دیکھنے والا کیا کرے:

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس بارے میں متعدد روایات آتی ہیں مثلاً حدیث بالا میں ① "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھنے کو فرمایا گیا ہے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ ② کروٹ بدل لے۔ ③ اٹھ کر نماز شروع کر دے۔ ④ آیت الکرسی پڑھ لے۔ ⑤ بائیں طرف تھتکار دے۔ [4]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر نماز پڑھنا شروع کر دے تو اس میں تمام ہی باتیں جمع ہو جاتی ہیں۔

وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ: (ص۱۸۳، س۲۴) اس کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے کیونکہ یہ خواب اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا علامہ قطب الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے صدقہ خیرات کو مال کی حفاظت اور اس میں برکت کا سبب بنایا ہے اسی طرح خواب کسی سے بیان نہ کرنے کو بھی اس خواب کے برے اثرات سے محفوظ رہنے کا سبب بنایا ہے۔ [5]

تخریج حدیث:

٣٥٩٠ - أخرجه البخاري (١٢/٣٨٥): كتاب التعبير: باب: الرؤيا الصادقة، حديث (٦٩٨٥)، طرفه من (٧٠٤٥)، وأحمد (٣/٧).

(١) بخاری، باب الرؤیا الصادقة و مسلم (٢) فتح الباری: ١٢/٤٥٠ (٣) مظاهر حق: ٢/٦٢٨ (٤) فتح الباری: ١٠/٣٧٠ (٥) مظاهر حق: ٤/٣٢٦

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَاٰی الْبَاکُوْرَةَ مِنَ الثَّمَرِ

یہ باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی نیا پھل دیکھے تو کیا کہے (ص١٨٣، س٢٦)

٣٥٩١ - حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ وَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْ اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدُكَ وَخَلِیْلُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَکَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِلْمَدِیْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهٖ لِمَکَّةَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ قَالَ ثُمَّ یَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِیْدٍ یَرَاهُ فَیُعْطِیْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ. (ص١٨٣، س٢٦)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر یہ دعا پڑھتے ”اَللّٰهُمَّ ......الخ“ (اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے، ہمارے پھلوں، ہمارے شہر، ہمارے صاع اور ہمارے مد (ناپ تول کے پیمانے) میں برکت پیدا فرما۔ اے اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام تیرے دوست، بندے اور نبی تھے انہوں نے تجھ سے مکہ کے لئے دعا کی تھی۔ میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ میں تجھ سے مدینہ کے لئے وہی کچھ مانگتا ہوں جو انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے مانگا تھا بلکہ اس سے دوگنا)۔ راوی کہتے ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چھوٹے بچے کو جو نظر آتا بلاتے اور وہ پھل اسے دے دیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح

جَاءُوْا بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: (ص١٨٣، س٢٧) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موسم کے پہلے پھل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس پھل میں برکت کے لئے پیش کیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موسم کا پہلا پھل قوم میں جو علم و عمل میں بڑا ہو اس کے پاس لے جانا مستحب ہے۔ [١]

وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا: (ص١٨٣، س٢٨) شہر میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ شہر مدینہ میں وسعت ہو کثرت سے اس کی آبادی ہو جائے۔ [٢]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نئے پھل کو لینے والے کے لئے دعا پڑھنا بھی سنت ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ

نئے پھل کو دیکھنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (۳)

اِنَّ اِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ: (ص۱۸۳، س۲۹) آپ ﷺ نے یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفات کو بیان کیا آپ ﷺ اگرچہ حبیب اللہ تعالیٰ تھے مگر آپ ﷺ نے بسبب تواضع وانکساری اپنی صفت کو ذکر نہیں فرمایا آپ ﷺ اپنے آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ اور نبی کہنے پر اکتفاء فرمایا۔ (٤)

ثُمَّ يَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِيْدٍ: (ص۱۸۳، س۳۰) ایک دوسری روایت میں "ثُمَّ يُعْطِيْهِ اَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهٗ مِنَ الْوِلْدَانِ" کے الفاظ بھی آئے ہیں مطلب دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ اگر اس مجلس میں کوئی چھوٹا بچہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کو وہ پھل مرحمت فرما دیتے اگر اس مجلس میں کوئی بچہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کسی بچہ کو بلوا لیتے۔ (٥)

تخریج حدیث:

۳۵۹۱ - أخرجه مالك: كتاب الجامع: باب: الدعاء للمدينة وأهلها، حديث (۲)، ومسلم: كتاب الحج: باب: فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة، حديث (۱۳۷۳/٤٧۳)، والبخاري في الأدب المفرد ص (۱۱۱) حديث (۳٦۲)، وابن ماجه: كتاب الأطعمة: باب: إذا أتى بأول الثمرة، حديث (۳۳۲۹)، والدارمي: كتاب الأطعمة: باب: الباكورة.

(۱) فتوحات ربانیه: ٦/٢٣٤ (٢) مرقاة، مظاهر حق: ٧٨/٢ (٣) فتوحات ربانيه: ٦/٢٣٥ (٤) مرقاة (٥) مرقاة: ٥/٦١٤

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا

یہ باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی کھانا کھائے تو کیا کہے؟ (ص۱۸۳، س۳۱)

۳۵۹۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُمَرَ هُوَ ابْنُ اَبِىْ حَرْمَلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ فَجَآئَتْنَا بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَخَالِدٌ عَنْ شِمَالِهٖ فَقَالَ لِى الشَّرْبَةُ لَكَ فَاِنْ شِئْتَ اٰثَرْتَ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتُ مَا كُنْتُ اُوْثِرُ عَلٰى سُوْرِكَ اَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَىْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ عَنْ عُمَرَ وَبْنِ حَرْمَلَةَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَمْرُو بْنُ حَرْمَلَةَ وَلَا يَصِحُّ. (ص۱۸۳، س۳۱)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور خالد بن ولید نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

کے ہاں داخل ہوئے وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا۔ میں آپ ﷺ کے دائیں اور خالد بائیں جانب تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: پینے کی باری تمہاری ہے لیکن اگر چاہو تو خالد کو ترجیح دو۔ پس میں نے کہا میں آپ ﷺ کے جھوٹے پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ کھلائے تو اسے چاہئے کہ یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ ...... الخ" (اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس میں برکت پیدا فرما اور ہمیں اس سے بہتر کھلا) اور اگر کسی کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے تو وہ کہے (اے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس میں برکت پیدا فرما اور یہ (دودھ) مزید عطا فرما) پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دودھ کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ کھانے اور پینے دونوں کے لئے کافی ہو۔ یہ حدیث حسن ہے۔ بعض راویوں نے یہ حدیث علی بن زید سے عمر بن حرملہ کے حوالہ سے نقل کی اور بعض انہیں عمرو بن حرملہ کہتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔"

تشریح

فَقَالَ لِی الشَّرْبَۃُ لَکَ: (ص۱۸۳، س۳۳) آپ ﷺ نے فرمایا کہ پینے کی باری تمہاری ہے۔ اگر مجلس میں ایک سے زائد لوگ موجود ہوں اور آدمی کوئی چیز تقسیم کرنا چاہتا ہو تو دائیں طرف سے تقسیم کرے یہ مستحب ہے اگرچہ بائیں طرف اعلیٰ مرتبہ والے ہی ہوں۔ ہاں اگر دائیں طرف والے اجازت دے دیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

حدیث بالا میں آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اجازت لی تا کہ بائیں طرف بیٹھنے والے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پہلے دے دیں۔

سؤال: بخاری شریف کی روایت میں اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ آتا ہے جس میں دائیں طرف ایک دیہاتی صحابی تھے اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سفارش بھی کی تھی کہ آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا بچا ہوا دودھ پہلے مرحمت فرما دیتے مگر آپ ﷺ نے مقدم اس دیہاتی کو فرمایا تھا وہاں پر اس دیہاتی صحابی سے اجازت لے کر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیا۔

جواب: اس واقعہ میں دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جو راسخ الایمان اور آپ ﷺ سے پختہ محبت رکھنے والے تھے ان کی تالیف قلب کا کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر حدیث بالا میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے جو اس وقت اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے اس لئے آپ ﷺ نے یہاں پر ان کی تالیف قلب کی ضرورت محسوس فرمائی۔ (۱)

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ: (ص۱۸۳، س۳۵) یہ دعا الحمد للہ کہنے کے بعد پڑھی جائے گی۔

وَزِدْنَا مِنْہُ: (ص۱۸۲، س۳۵) "یہ زیادہ ہو" مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ رہے دودھ کیونکہ دودھ کھانے اور پینے دونوں کا بدل ہے اس سے بھوک بھی ختم ہو جاتی ہے اور سیرابی بھی حاصل ہوتی ہے۔ (۲)

تخریج حدیث:

۳۵۹۲ - أخرجه أبو داود: كتاب الأشربة: باب: ما يقول إذا شرب اللبن حديث (۳۷۳۰)، وأحمد (۱/۲۲۰، ۲۲۵، ۲۸٤)، والحميدي (۱/۲۲۵)، حديث (٤٨٢).

(۱) مظاهر حق: ١٤٤/٤ (۲) فتوحات ربانیہ: ۲٤٠/٥

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ

یہ باب ہے کھانے سے فراغت پر کیا کہے؟ اس کے بیان میں (ص۱۸٤، س۲)

۳۵۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ نَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبُّنَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸٤، س۲)

ترجمہ: ”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا ...... الخ“ (یعنی تمام تعریفیں، بہت زیادہ تعریف اور پاک تعریف اسی کے لئے ہے (اے اللہ) اس میں برکت پیدا فرما ہم اس سے بے پرواہ اور بے نیاز نہیں ہیں)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

۳۵۹٤ - حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَاَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ رِيَاحِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَفْصٌ عَنِ ابْنِ اَخِىْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَقَالَ اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ مَوْلًى لِاَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَوْ شَرِبَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ. (ص۱۸٤، س٤)

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے یا پانی نوش فرماتے تو یہ کلمات کہتے: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ“ (یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا)۔“

۳۵۹٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ اَيُّوْبَ قَالَ ثَنِىْ اَبُوْ مَرْحُوْمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنِىْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّىْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ هٰذَا

حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَابُوْ مَرْحُوْمٍ اسْمُهٗ عَبْدُالرَّحِيْمِ بْنُ مَيْمُوْنٍ. (ص۱۸٤، س٦)

ترجمہ: ''حضرت سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اپنے والد (معاذ بن انس رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے گا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ......'' (یعنی تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے میری قدرت و طاقت نہ ہونے کے باوجود یہ عنایت فرمایا) تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ابو مرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے۔''

تشریح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ: (ص۱۸٤، س۲) کھانا کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے کھانا کھلایا۔

وَلَا مُوَدَّعٍ: (ص۱۸٤، س٤) میم کے ضمہ اور دال کے فتح اور تشدید کے ساتھ آتا ہے۔ بمعنی متروک۔ یہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اس صورت میں کئی احتمال ہیں۔

① حمد کی صفت ہو مطلب یہ ہے کہ وہ شکر چھوڑا نہیں گیا ② طعام کی صفت ہو کہ اس طعام میں رغبت اور اس کی طلب متروک نہیں کی جاسکتی ③ طعام کی صفت ہو کہ ہماری طرف سے کھانے کو چھوڑا نہیں جاسکتا کہ یہ ہمارا آخری طعام ہو جائے اور اگر مودع دال کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اسم فاعل کا صیغہ ہوگا۔ مطلب اس صورت میں یہ ہوگا کہ ہم اس طعام کو رخصت کرنے والے نہیں ہیں۔ [۱]

رَبُّنَا: یہ ھو مبتدا کے لئے خبر ہے ھو ربنا یا اس کا حرف ندا محذوف ہے یعنی یَا رَبَّنَا۔ [۲]

حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ ......: (ص۱۸٤، س٤) کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا سنت ہے اور احادیث میں جو مسنون دعائیں وارد ہوئی ہیں ان کا پڑھنا شکر گزاری کے لئے کامل و اکمل چیز ہے۔ [۳]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ: (ص۱۸٤، س٦) اللہ تعالیٰ نے کھانا کھلایا اس کا شکر ادا کرنا اپنی نعمتوں میں اضافہ کروانا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے ﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ [٤] (اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔)

وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ: (ص۱۸٤، س٦) جس طرح ماکول اور مشروب پر شکر ادا کیا گیا اسی اس طرح اپنے مسلمان ہونے پر بھی شکر ادا کیا جائے مسلمان ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اس شکر ادا کرنے کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ اسلام پر خاتمہ کی بھی امید ہے جو مسلمان کی اصل اور بنیادی ضرورت ہے۔ [٥]

فائدہ: بعض اردو کی کتابوں میں مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لکھا ہوا آتا ہے مگر حدیث میں لفظ مِن نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ......: (ص۱۸٤، س٦) علماء فرماتے ہیں کہ بندہ کھانے پینے کے بعد صدق دل سے اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ کھانا میرے پروردگار نے مجھ کو اپنے فضل سے عطاء فرمایا ہے اس میں میری کسی قسم کی صلاحیت یا

میرے کسی کمال یا ہنر کا کوئی دخل نہیں ہے اس بات کے اعتراف کرنے پر اللہ تعالیٰ اس سے اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اس کے سارے گذشتہ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ (٦)

صاحب بذل فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی گناہوں سے حفاظت فرمائیں گے یا اس کے گناہ معاف کرتے رہیں گے گویا کہ گناہ ہوئے ہی نہیں ہیں۔ (٧)

تخریج حدیث:

٣٥٩٣ ـ أخرجه البخاري: كتاب الأطعمة: باب: ما يقول إذا فرغ من طعامه، حديث (٥٤٥٨)، ٥٤٥٩)، وأبوداود: كتاب الأطعمة: باب: ما يقول الرجل إذا طعم، حديث (٣٨٤٩)، وابن ماجه: كتاب الأطعمة: باب: ما يقال إذا فرغ من الطعام، حديث (٣٢٨٤)، والدارمي: كتاب الأطعمة: باب: الدعاء بعد الفراغ من الطعام، وأحمد (٥/٢٥٢، ٢٥٦).

٣٥٩٤ ـ أخرجه أبوداود: كتاب الأطعمة: باب: ما يقول الرجل إذا طعم، حديث (٣٨٥٠)، وابن ماجه: كتاب الأطعمة: باب: ما يقال إذا فرغ من الطعام، حديث (٣٢٨٣)، وأحمد (٣/٣٢، ٩٨)، وعبد بن حميد ص (٢٨٤)، حديث (٩٠٧).

٣٥٩٥ ـ أخرجه أبوداود: كتاب اللباس: باب: (٢٠٠٠)، حديث (٤٠٢٣)، وابن ماجه: كتاب الأطعمة: باب: ما يقال إذا فرغ من الطعام، حديث (٣٢٨٥)، والدارمي: كتاب الاستيذان: باب: ما يقول إذا لبس ثوبا، وأحمد (٣/٤٣٩).

(١) فتح الباری: ٨/٧٢٥، عمدۃ القاری ٢١/٧٨ (٢) عمدۃ القاری: ٢١/٧٨، فتوحات ربانیہ: ٥/٢٢٣ (٣) فتوحات ربانیہ: ٥/٢٢٩ (٤) سورۃ ابراھیم: آیت ٧، مرقاۃ: ٨/١٨٣ (٥) مرقاۃ: ١٨٣٨ (٦) معارف الحدیث: ٥/١٤١ (٧) بذل المجهود: ٦/٣٩

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ نَهِيْقَ الْحِمَارِ

یہ باب ہے گدھے کی آواز سن کر کیا کہا جائے اس کے بیان میں (ص١٨٤، س٩)

٣٥٩٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهٗ رَاٰى شَيْطَانًا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٨٤، س٩)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ“ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

تشریح

فَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ: (ص١٨٤، س١٠) علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ فرشتے اس کے لئے دعا پر

آمین بھی کہتے ہوں اس لئے اور بھی جلدی دعا قبول ہو جائے گی اس وجہ سے ایک روایت میں آتا ہے "لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهُ يَدْعُوْ اِلَى الصَّلَاةِ"[1]

نیز یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نیک ہستیوں کے آنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں دعا مانگنی چاہئے۔ صاحب بذل فرماتے ہیں مرغ کے اذان کے وقت دعا کی قبولیت کی بہت زیادہ امید ہے۔[2]

نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ: (ص١٨٤، س١١) ایک دوسری روایت میں نُبَاحُ الْكِلَابِ کا بھی اضافہ ہے۔[3]

اسی طرح کافروں پر بھی اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ایسے موقعے پر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہئے کہ کہیں ان لوگوں کی نحوست سے ہم پر بھی عذاب نازل نہ ہو جائے۔[4] اس لیے وہ بولتے ہیں۔

کیونکہ جانوران آفات حوادث کو دیکھتے ہیں جو انسان نہیں دیکھتے۔[5]

ایک دوسری روایت میں یہ حدیث مزید وضاحت سے آتی ہے جس میں آتا ہے "لا يَنْهَقُ الْحِمَارُ حَتّٰى يَرَى شَيْطَانًا اَوْ يَتَمَثَّلُ لَهُ شَيْطَانٌ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا عَلَيَّ"[6]

تخریج حدیث:

٣٥٩٦ - أخرجه البخاري: كتاب بدء الخلق: باب: خير مال المسلم غنم يتبع بها شغف الجبال، حديث (٣٣٠٣)، ومسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: استحباب الدعاء عند صياح الديكة، حديث (٢٧٢٩/٨٢)، وأبوداود: كتاب الأدب: باب: ما جاء في الديك والبهائم، حديث (٥١٠٢): وفي الأدب المفرد، للبخاري ص (٣٦٠)، حديث (١٢٤١)، وأحمد (٣٢١/٢، ٣٠٦، ٣٦٤) من طريق الأعرج عن أبي هريرة به.

(١) فتح الباري: ٣٥٣/٦ (٢) بذل المجهود: ٣١/٦ (٣) ابوداود، نسائی (٤) مظاهر حق: ٦٠١/٢ (٥) بذل: ٣٠١/٦ (٦) طبرانی عن ابی رافع

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَضْلِ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّحْمِيْدِ

یہ باب ہے تسبیح، تکبیر، تہلیل اور تحمید کی فضیلت کے بیان میں (ص١٨٤، س١١)

٣٥٩٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِیْ صَغِيْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلَى الْاَرْضِ اَحَدٌ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَرَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِیْ بَلْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَاَبُوْ بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ اَبِیْ سُلَيْمٍ وَيُقَالُ ابْنُ سُلَيْمٍ اَيْضًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِیْ صَغِيْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَلْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ بَلْجٍ نَحْوَهٗ وَلَمْ یَرْفَعْهُ.

(ص۱۸٤، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں جو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کہے تو اس کے تمام (چھوٹے) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شعبہ یہی حدیث ابوبلج سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں لیکن یہ روایت غیر مرفوع ہے۔ ابوبلج، یحییٰ بن ابی سلیم ہیں۔ بعض انہیں ابن سلیم کہتے ہیں۔ محمد بن بشار بھی ابن عدی سے وہ حاتم سے وہ ابوبلج سے وہ عمرو بن میمون سے وہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ پھر محمد بن بشار بھی محمد بن جعفر سے وہ شعبہ سے اور وہ ابوبلج سے اس کی مثل غیر مرفوع نقل کرتے ہیں۔''

٣٥٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْعَطَّارُ نَا اَبُوْ نُعَامَةَ السَّعْدِيُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيْرَةً وَرَفَعُوْا بِهَا اَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوْسِ رِحَالِكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ اِسْمُهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ وَاَبُوْ نُعَامَةَ اِسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ عِيْسٰى وَمَعْنٰى قَوْلِهٖ هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوْسِ رَوَاحِلِكُمْ اِنَّمَا يَعْنِیْ عِلْمَهٗ وَقُدْرَتَهٗ. (ص۱۸٤، س۱۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں گئے۔ جب ہم واپس آئے تو مدینہ منورہ کے قریب پہنچنے پر لوگوں نے بہت بلند آواز سے تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب بہرہ نہیں اور نہ ہی وہ غائب ہے بلکہ وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس: کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے متعلق نہ بتاؤں وہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمٰن بن مل اور ابونعامہ کا نام عمرو بن عیسیٰ ہے۔ یہ قول کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہاری سواریوں کے سروں کے درمیان ہے'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت ہے۔''

تشریح

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بارے میں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ بکثرت وارد ہوئی ہیں۔

صاحب تر صیع فرماتے ہیں۔ دلوں کو نورانی بنانے اور اوصاف خبیثہ کو اوصاف حمیدہ میں تبدیل کرنے میں سب طاعات و عبادات سے زیادہ پر اثر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔[1]

اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے بینا آنکھوں کو روشنی اور بینائی سے منور فرمایا اسی طرح ذکر کرنے والی زبانوں کو ذکر سے مزین فرمایا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل زبان اس آنکھ کی طرح ہے جو بینائی سے محروم ہے اور اس کان کی طرح ہے جو شنوائی سے محروم ہے۔ اور اس ہاتھ کی طرح ہے جو مفلوج ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی وہ دروازہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان کھلا ہوا ہے اس سے بندہ اللہ تعالیٰ کے دربار عالی تک پہنچ سکتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو یہ دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ فَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ:

فَنِسْيَانُ ذِكْرِ اللّٰهِ مَوْتُ قُلُوْبِهِمْ
وَاَجْسَامُهُمْ قَبْلَ الْقُبُوْرِ قُبُوْرٌ
وَاَرْوَاحُهُمْ فِيْ وَحْشَةٍ مِّنْ جُسُوْمِهِمْ
وَلَيْسَ لَهُمْ حَتَّى النُّشُوْرِ نُشُوْرٌ

(اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جانا ان کے دلوں کی موت ہے۔ اور ان کے جسم زمین والی قبروں سے پہلے ان کے مردہ دلوں کی قبریں ہیں۔ اور ان کی روحیں سخت وحشت میں ہیں ان کے جسموں سے اور ان کے لئے قیامت اور حشر سے پہلے زندگی نہیں۔)[2]

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ: (ص۱۸٤، س۱۳) اس تسبیح میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا ذکر ہے جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اسی وجہ سے ایک روایت میں لا الٰہ الا اللہ کو سب سے افضل ذکر فرمایا گیا ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ: (ص۱۸٤، س۱۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ کام کے لئے کوشش اور اس کے کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ (آگے حدیث میں اس جملے کی مزید فضیلت آرہی ہے)۔

وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ: (ص۱۸٤، س۱٤) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مراد اس جملے سے گذشتہ گناہ ہیں اگر بالفرض والمحال اتنے بھی گناہ ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔[3]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: (ص۱۸٤، س۱٦) فی غزاۃ اس غزاہ سے مراد غزوہ خیبر ہے۔[4]

فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيْرَةً: (ص۱۸٤، س۱۸) بلند جگہ پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے صحابہ کرام یہ تسبیح زور زور سے کہہ رہے تھے یا تکبیرۃ سے مطلق ذکر بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ صحابہ اس موقع پر بلند آواز سے ذکر کر رہے تھے اس طرح کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُءُوْسِ رِحَالِكُمْ: (ص۱۸٤، س۱۹) ایک دوسری روایت میں "وَالَّذِيْ تَدْعُوْنَهٗ اَقْرَبُ اِلٰى

اَحَدِکُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَةِ اَحَدِکُمْ"[۵] کے الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں۔

کَنْزًا مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّةِ: (ص۱۸۴، س۲۰) اس کلمے کو جنت کا خزانہ فرمایا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے والے کو اس کا بہت زیادہ ثواب ملے گا اور وہ اس کی برکتوں سے اس طرح مالا مال ہوگا جیسے کہ کوئی دنیاوی خزانہ سے مال دار ہوتا ہے۔[۶]

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ: (ص۱۸۴، س۲۰) اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ سے بچنے کی طاقت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔

یا مطلب یہ ہے کہ اس کلمہ کی عظمت اور قدر و قیمت کو آپ ﷺ بیان فرما رہے ہیں کہ یہ قیامت کے دن بہت ہی قیمتی سرمایہ ثابت ہوگا۔[۷]

اس کلمہ کے پڑھنے سے آدمی مصیبتوں اور منکرات سے بچ جاتا ہے اور نیکیوں کے راستے پر اس کی رہنمائی ہو جاتی ہے۔[۸]

تخریج حدیث:

۳۵۹۷ - أخرجه أحمد (۱۵۸/۲، ۲۱۱، ۲۱۰) عن عبدالله بن عمرو.

۳۵۹۸ - تقدم تخريجه.

---

(۱) ترصیع الجواهر المکیة (۲) مدارج السالکین لابن القیم رحمه الله (۳) مرقاة: ۱۷۳/۵، لمعات: ۲۱۴/۳ (٤) فتح الباری: ۵۰۹/۱۱ (۵) مسلم (۶) مظاهر حق: ۵۳۷/۲ (۷) معارف الحدیث: ۵۸/۵ (۸) معارف الحدیث: ۵۹/۵

بَابٌ

باب (ص۱۸٤، س۲۱)

۳۵۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ نَا سَیَّارٌ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیْتُ اِبْرَاهِیْمَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَیِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَآءِ وَاَنَّهَا قِیْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ. (ص۱۸٤، س۲۱)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں میری ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچا دیجئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے۔

اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ ہموار میدان ہے۔ اس کے درخت ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اس سند سے یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے حسن غریب ہے۔''

۳۶۰۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ نَا مُوسَى الْجُهَنِيُّ قَالَ ثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجُلَسَائِهِ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَكْسِبَ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ اَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ تُكْتَبُ لَهُ اَلْفُ حَسَنَةٍ وَتُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ سَيِّئَةٍ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ص۱۸٤، س۲٤)

ترجمہ: ''حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہم مجلس (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایک ہزار نیکیاں کمانے سے بھی عاجز ہے؟ کسی شخص نے سوال کیا کہ وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی سو مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اس کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے ایک ہزار (صغیرہ) گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

لَيْلَةَ اُسْرِيَ: (ص۱۸٤، س۲۳) اسی کو لیلۃ المعراج بھی کہا جاتا ہے جو نبوت کے دسویں سال میں ہوئی تھی۔

اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ: (ص۱۸٤، س۲۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس امت کو سلام کہلوایا ہے جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس امت سے تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں جس کو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ سلام پہنچے اس کو چاہئے کہ وہ اس کا جواب وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ سے دے۔[1]

اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ: (ص۱۸٤، س۲٤) جنت کی مٹی پاکیزہ ہے زعفران اور مشک کی ہے جب مٹی اور پانی دونوں ہی اچھے ہوں تو پیداوار بھی خوب اچھی ہوتی ہے حدیث بالا میں ترغیب دی جا رہی ہے کہ ان کلمات کو آدمی خوب پڑھے تاکہ جنت میں خوب درخت لگیں۔

دوسرا مطلب بعض محدثین نے یہ بھی بیان فرمایا کہ یہ جنت کی خوبی بیان کی جا رہی ہے کہ جنت رہنے کے اعتبار سے بہتر مقام ہے آدمی کو چاہئے کہ اپنے رہنے کی جگہ پر یعنی جنت میں خوب باغات لگائے۔

فِيهِ قِيعَانٌ: (ص۱۸٤، س۲٤) جنت ایک چٹیل میدان ہے۔

سؤال: جنت کے معنی تو باغ کے ہیں اور یہاں پر اس کو چٹیل میدان کیوں کہا گیا ہے۔

جواب: ① جنت کا رقبہ بہت وسیع اور کشادہ ہے کچھ حصے میں پہلے سے باغات ہیں کچھ حصے خالی ہیں آدمی جتنے اعمال کرے گا

اتنے مزید باغات لگ جائیں گے۔[٢]

جواب: ② جنت میں تمام درخت ایک ساتھ ہیں جو تسبیحات کرتے ہیں تو وہ درخت مزید جگہوں پر پھیلتے چلے جاتے ہیں۔[٣]

وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ: (ص١٨٤، س٢٤) جنت کے درخت ان کلمات کے پڑھنے کے ساتھ لگائے جاسکتے ہیں اب آدمی کی اپنی مرضی ہے کہ وہ کتنے درخت اپنے لئے لگواتا ہے۔[٤]

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص١٨٤، س٢٥) يَكْسِبَ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ: (ص١٨٤، س٢٦) ایک دوسری روایت میں تاء کے ساتھ آتا ہے یعنی فتکسب۔[٥] دونوں صورتوں میں مفہوم میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

يُسَبِّحُ اَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ: (ص١٨٤، س٢٧) سو بار سبحان اللہ پڑھا جائے تو اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں وجہ یہ ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس نیکیاں ہیں کیونکہ قرآن مجید میں آتا ہے ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾[٦] (جو شخص نیک کام کرے گا اسی کو اس کے دس گنا ملیں گے۔)

وَتُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ سَيِّئَةٍ: (ص١٨٤، س٢٧) دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

وَتُحَطُّ: (ص١٨٤، س٢٧) امام ترمذی، نسائی، ابن حبان، مسند احمد: ١/١٧٤ ان سب نے واو کے ساتھ نقل کیا ہے اس صورت میں ہزار نیکیاں اور ہزار گناہ معاف ہونے دونوں کا الگ الگ وعدہ ہے۔

مگر امام مسلم (کتاب الذکر والدعاء والاستغفار)[٧] وغیرہ نے اس کو او کے ساتھ نقل کیا ہے تو اب دو باتوں میں سے ایک ہوگی یا تو ہزار نیکیاں ملیں گی یا ہزار گناہ معاف ہوں گے۔

تخریج حدیث:

٣٥٩٩ - تفرد به الترمذي ينظر التحفة (٧٦/٧)، حديث (٩٣٦٥) من أصحاب الكتب الستة وذكره المنذري في الترغيب والترهيب (٤٠٧/٢، ٤٠٨) حديث (٢٢٩٤)، وعزاه للترمذي والطبراني في الصغير والأوسط عن ابن مسعود.

٣٦٠٠ - أخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء والاستغفار: باب: فضل التهليل والتسبيح والدعاء، حديث (٢٦٩٨/٣٧)، وأحمد (١٧٤/١، ١٨٠، ١٨٥)، وابن حميد ص (٧٦) حديث (١٣٤)، والحميدي (٤٣/١)، حديث (٨٠).

---

(١) تعليق الصبيح: ٩١/٣، فتح البارى و مرقاة: ١١٧/٥ (٢) تعليق الصبيح: ٩١/٣، اشعة اللغات (٣) تعليق الصبيح: ٩١/٣، مرقاة: ١٨/٥، كوكب: ٣٤٩/٤ (٤) مظاهر حق: ٥٤٤/٢ (٥) جامع الاصول (٦) سورت الانعام آيت: ١٦٠ (٧) حميدى ٤٣/١ حديث نمبر ٨٠

بَابٌ

باب (ص١٨٤، س٢٨)

٣٦٠١ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِى الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ. (ص۱۸٤، س۲۸)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ'' کہتا ہے اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف ابوزبیر کی روایت سے جانتے ہیں۔ وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔''

٣٦٠٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ نَا مُؤَمَّلٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِى الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸٤، س۳۰)

ترجمہ: ''محمد بن رافع اس حدیث کو مؤمل سے انہوں نے حماد بن سلمہ سے انہوں نے ابوزبیر سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

٣٦٠٣ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَانِ الْكُوْفِىُّ نَا الْمُحَارِبِىُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸٤، س۳۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ'' کہا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

٣٦٠٤ - حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸٤، س۳۳)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر آسان، میزان میں بھاری اور رحمٰن کو پسند ہیں۔ (وہ یہ ہیں) ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

٣٦٠٥ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِىُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ لَهٗ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۵، س۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ ...... قَدِيْرٌ'' روزانہ سو مرتبہ پڑھے گا۔ اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔ اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ اس کے سو گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور یہ اس کے لئے اس روز شام تک شیطان سے پناہ کا کام دے گا اور قیامت کے دن اس سے اچھے اعمال صرف وہی شخص پیش کر سکے گا جو اس کو اس سے زیادہ پڑھتا رہا ہوگا۔ اس سند سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے کہ جس نے سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' پڑھا اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ: (ص۱۸۴، س۲۹) اس روایت میں نخلة (کھجور کا درخت) کا ذکر ہے جب کہ دوسری روایت میں مطلق شجرة (درخت) کا ذکر آتا ہے۔

اگر نخلة کا ذکر ہو جیسے کہ یہاں پر ہے تو عربوں میں یہی درخت زیادہ پایا جاتا ہے جو نفع کے اعتبار سے بہت زیادہ ہے اور قرآن میں بھی مؤمن کی مثال اسی درخت کے ساتھ دی گئی ہے۔

﴿ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ ﴾ (۱) (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی مثل ایک پاکیزہ درخت کے۔)

حدیث بالا سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ جنت میں اگرچہ باغات ہیں مگر کچھ حصہ چٹیل میدان کی صورت میں بھی ہے اور آدمی جتنا ان کلمات کو پڑھے گا اتنے ہی وہاں درخت لگ جائیں گے۔ (۲)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَانِ ...... (ص۱۸۴، س۳۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ: (ص۱۸۴، س۳۳) اس تسبیح کو فرشتوں کی تسبیح کہا جاتا ہے۔ (۳)

سبحان اللہ وبحمدہ کے فضائل:

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

سب سے زیادہ پسندیدہ کلام کیا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ (٤) اور بھی متعدد روایات میں اس تسبیح کے فضائل کو بیان کیا گیا ہے۔

علماء فرماتے ہیں اس تسبیح میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمال کا اس کی ذات عالی کے لئے اثبات اور ان تمام صفات کی نفی ہے جو اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں ہیں۔ یہ مختصر سی تسبیح اللہ تعالیٰ کی تمام سلبی وایجابی صفات کو حاوی ہے۔ (٥)

مِائَةَ مَرَّةٍ: (ص١٨٤، س٣٣) سو مرتبہ پڑھنے پر یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ پورے دن میں سو مرتبہ پڑھنا ہے۔ (بخاری ومسلم) اور علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "سَوَاءٌ كَانَتْ مُتَفَرِّقَةً اَوْ مُجْتَمِعَةً فِيْ مَجْلِسٍ اَوْ مَجَالِسَ فِيْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَوْ آخِرِهٖ ......"(٦) (کہ ایک مجلس میں پڑھے یا مختلف مجالس میں صبح پڑھے یا شام کو) مگر بہتر یہ ہے کہ صبح کے وقت میں پڑھے۔

غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ: (ص١٨٤، س٣٣) یہ جملہ کنایہ ہے مبالغہ سے کہ اگر اتنے گناہ بھی کسی کے ہوں گے تب بھی اللہ تعالیٰ سب کو معاف فرما دیں گے۔

حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى ......: (ص١٨٤، س٣٣) اس حدیث پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کو ختم کیا ہے۔

كَلِمَتَانِ: کلمہ ہر اس بات کو کہتے ہیں جس کے ذریعے آدمی کو بات سمجھ میں آجائے۔ (٧)

خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ: (ص١٨٤، س٣٥) اس تسبیح میں ایسے کوئی حروف نہیں جو مشقت سے ادا ہوتے ہوں جن کو عربی میں حروف شدیدہ اور استعلاء کہا جاتا ہے شدیدہ جو آٹھ حروف ہیں جن کا مجموعہ اجدقط بکت حروف استعلاء سات ہیں جن کا مجموع خص ضغط قظ. (٨) بلکہ اس میں تمام حروف لین ہیں۔

ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ: (ص١٨٤، س٣٥) علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حروف کی قلت اور ترتیب اسماء باری تعالیٰ کی وجہ سے یہ زبان پر آسان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے قیامت کے دن ثواب کے لحاظ سے یہ کلمات بہت بھاری ہوں گے۔ (٩)

حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ: (ص١٨٤، س٣٥) علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام احادیث میں اس کو احب الکلام کہا گیا ہے یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں اس کے پڑھنے والے بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں۔

الرَّحْمٰنِ: (ص١٨٤، س٣٥) اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے رحمٰن ملا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ اگرچہ معمولی سے کلمات ہیں مگر اس پر اتنا زیادہ اجر وثواب مرحمت فرمانا اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ ہی ہے۔ (١٠)

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ...... (ص١٨٥، س١) فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ: (ص١٨٥، س٢) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سو کا عدد پورا نے پر یہ انعامات ہیں یہ سو کا عدد آدمی ایک مجلس میں پورا کر لے یا مختلف مجالس میں ہر صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کو یہ م ملے گا۔

مگر بہتر یہ ہے کہ آدمی صبح کے ابتدائی حصے میں اور ایک ہی مجلس میں یکسوئی کے ساتھ پڑھے۔ (١١)

اور یہ انعامات صرف سو پر محدود نہیں ہیں اگر دو سو پڑھے تو اس سے دوگنا اور تین سو پڑھے گا تو تین گنا۔ وَقِسْ عَلٰی هٰذَا۔ (۱۲)

حَتّٰی یُمْسِیَ: (ص۱۸۵، س۳) صبح پڑھے تو شام تک شیطان سے حفاظت کر دی جاتی ہے۔

سُؤال: حدیث بالا میں صبح کا ذکر کیا گیا ہے شام کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب ①: ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ہو مگر راوی نے اختصار کی وجہ سے حذف کر دیا ہو۔

جواب ②: ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب آپ نے صبح کا ذکر فرما دیا تو شام کا ذکر خود بخود حدیث سے معلوم ہو گیا اس لئے اس کے بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ (۱۳)

تخریج حدیث:

۳۶۰۱ - تفرد الترمذي به ينظر التحفة (۲۹۲/۲)، حديث (۲۶۸۰) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه ابن حبان في صحيحه (۱۰۹/۳)، حديث (۸۲۶)، والنسائي في عمل اليوم والليلة، (۲۰۷/۶)، حديث (۱۰۶۶۳ - ۱)، والحاكم (۵۰۱/۱، ۵۱۲).

۳۶۰۲ - انظر السابق.

۳۶۰۳ - أخرجه مالك: كتاب القرآن: باب: ما جاء من ذكر الله تبارك و تعالىٰ، حديث (۲۱)، والبخاري: كتاب الدعوات: باب: فضل التسبيح، حديث (۶۴۰۵)، ومسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: فضل التهليل والتسبيح والدعاء، حديث (۲۶۹۱/۲۸)، وابن ماجه: كتاب الأدب: باب: فضل التسبيح، حديث (۳۸۱۲)، وأحمد (۳۰۲/۲، ۳۷۵، ۵۱۵)

۳۶۰۴ - أخرجه البخاري: كتاب الدعوات: باب: فضل التسبيح، حديث (۶۴۰۶)، وطرفاه في (۶۶۸۲، ۷۵۶۳)، ومسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: فضائل التهليل والتسبيح والدعاء، حديث (۲۶۹۴/۳۱)، وابن ماجه: كتاب الأدب: باب: فضل التسبيح، حديث (۳۸۰۶)، وأحمد (۲۳۲/۲).

۳۶۰۵ - أخرجه مالك: كتاب القرآن: باب ماجاء في ذكر الله تبارك وتعالىٰ، حديث (۲۰)، والبخاري: كتاب بدء الخلق: باب: صفة إبليس وجنوده، حديث (۳۲۹۳)، وطرفه في (۶۴۰۳)، ومسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار: باب: فضل التهليل والتسبيح والدعاء، حديث (۲۶۹۱/۲۸)، وابن ماجه: كتاب الأدب: باب: فضل لا اله إلا الله، حديث (۳۷۹۸)، وأحمد (۳۰۲/۲، ۳۶۰، ۳۷۵).

(۱) سورت ابراهیم آیت: ۲۴ (۲) تعلیق الصبیح: ۸۷/۳ (۳) مسلم (۴) مسلم، نسائی (۵) معارف الحدیث: ۴۶/۵ (۶) طیبی (۷) مرقاۃ: ۱۰۹/۵ (۸) مرعاۃ المفاتیح: ۴۴۵/۳ (۹) نزهة المتقین: ۴۴۵/۳ (۱۰) مرقاۃ: ۱۰۷/۵ (۱۱) شرح مسلم للنووی، طیبی (۱۲) شرح مسلم للنووی (۱۳) مرقاۃ: ۱۰۹/۵، مظاهر حق: ۵۳۶/۲

بَابُ

باب (ص۱۸۵، س۵)

۳۶۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ نَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِی

صَالِحٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِیْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْزَادَ عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۵، س۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح و شام ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' سو مرتبہ پڑھے گا۔ قیامت کے دن اس سے افضل عمل وہی شخص لا سکے گا جو اس سے زیادہ مرتبہ یا اتنی ہی مرتبہ پڑھے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔''

۳۶۰۷ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰی نَا دَاوٗدُ بْنُ الزِّبْرِقَانَ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ لِاَصْحَابِهٖ قُوْلُوْا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ مَنْ قَالَهَا مَرَّةً كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةً وَمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهٗ اَلْفًا وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غُفِرَ لَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۵، س۸)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کہ سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' پڑھا کرو اس لئے کہ جو شخص اسے ایک مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ پھر جو دس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے سو اور جو سو مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جو اس سے زیادہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے زیادہ عطا فرمائیں گے اور جو اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

تشریح

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ: (ص۱۸۵، س۷) یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں اور یہی کلمات فرشتوں کی تسبیح ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص سبحان اللّٰہ وبحمدہ سو سو مرتبہ صبح و شام پڑھے گا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ (۱)

ایک ہی مجلس اور ایک ہی وقت میں پڑھنا بہتر ہے۔ (۲)

اگر متفرق وقت میں سو کی مقدار پوری کر لے تب بھی جائز ہے۔ (۳)

لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلِ مِمَّا جَآءَ بِهٖ: (ص۱۸۵، س۷) ظاہراً اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ'' کو پڑھا اور پھر دوسرے شخص نے بھی سو مرتبہ اس کلمے کو پڑھا تو دوسرا والا پہلے والے سے قیامت کے دن افضل عمل لے کر حاضر ہوگا حالانکہ دونوں ہی نے اس کلمہ کو سو سو مرتبہ پڑھا ہے۔

جواب: ① مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ۔ او یہاں پر واو کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور عرب میں او کو واو کی جگہ پر اور واو کو او کی جگہ پر استعمال کرنے کا عام رواج ہے۔

جواب: ② مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی شخص اس عمل کے برابر کوئی عمل نہیں لائے گا اور نہ اس کے عمل سے افضل کوئی عمل لائے گا علاوہ اس شخص کے جس نے اس کی مانند سوسو سے زائد سبحان اللّٰہ وبحمدہ صبح وشام پڑھا ہو تو یہ شخص پہلے سے زیادہ افضل عمل لائے گا۔ (٤)

تخریج حدیث:

٣٦٠٦ - أخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: فضل التهليل والتسبيح والدعاء، حديث (٢٦٩٢/٢٩)، وأبوداود: كتاب الأب: باب: ما يقول إذا أصبح، حديث (٥٠٩١).

٣٦٠٧ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٢٣١/٦)، حديث ٨٤٤٦)، وأخرجه الخطيب البغدادي في ((تاريخ بغداد)) (٢٠١/٨)، ترجمة (٤٣١٤)، من طريق عطاء عن عبدالله بن عمر.

(١) ابن حبان: ١٤١/٣، مستدرك حاکم: ٦٩٩/١ (٢) فتح الباری: ٢٠١/١١ (٣) شرح زرقانی: ٣٦/٢، تحفۃالاحوذی: ٣٠٧/٩ (٤) مرقاۃ، مظاہر حق: ٥٣٣/٣

بَابُ

باب (ص١٨٥، س١٠)

٣٦٠٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيْرِ الْوَاسِطِيُّ نَا اَبُوْسُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ حُمْرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ قَالَ غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ اِسْمٰعِيْلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَاتِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَحَدٌ بِاَكْثَرَ مِمَّا اَتٰى بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْزَادَ عَلٰى مَا قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص١٨٥، س١٠)

ترجمہ: "حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک سو مرتبہ صبح اور ایک سو مرتبہ شام "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھا گویا کہ اس نے سو حج کئے اور جس نے صبح وشام سو سو مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہا گویا کہ اس نے سو مجاہدوں کو گھوڑوں پر سوار کرایا یا فرمایا گویا کہ اس نے سو جہاد کئے۔ اور جس نے صبح وشام سو سو مرتبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا گویا کہ اس نے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کئے اور جس

نے صبح وشام سوسو مرتبہ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' پڑھا۔ قیامت کے دن اس سے بہتر اعمال وہی پیش کر سکے گا جس نے اس سے زیادہ مرتبہ یا اس کے برابر پڑھا ہوگا یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

۳۶۰۹ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْاَسْوَدِ الْعِجْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ تَسْبِيْحَةٌ فِىْ رَمَضَانَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ تَسْبِيْحَةٍ فِىْ غَيْرِهٖ. (ص۱۸۵، س۱۵)

ترجمہ: ''حسین بن اسود عجلی، یحیٰی بن آدم سے انہوں نے حسن بن صالح سے انہوں نے ابوبشر سے اور وہ زہری سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں۔ زہری کہتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہنا رمضان المبارک کے علاوہ ہزار مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' کہنے سے افضل ہے۔''

تشریح

كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ مَرَّةٍ: (ص۱۸۵، س۱۲) یہاں حج سے نفلی حج ہے مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ پڑھنے کے اجر و ثواب کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ بڑھا کر حج کے مثل کر دیتے ہیں۔ یا ہوسکتا ہے کہ سبحان اللہ حج کے برابر کہنے کی وجہ بطور مبالغہ ہو کہ سبحان اللہ پڑھنے والا حج کرنے والے کے مانند ہوتا ہے۔

كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ: (ص۱۸۵، س۱۲) علماء فرماتے ہیں اس کے مفہوم میں یہ دونوں مفہوم داخل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں سو گھوڑے دے دیئے یا ان سو گھوڑوں کو بطور عاریت کے دیا ہو یہاں پر بھی ذکر کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ ذکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے والا ہوتا ہے اور یہ کہ ذکر اللہ ہر عبادت سے افضل ہے۔

كَمَنْ اَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ اِسْمٰعِيْلَ: (ص۱۸۵، س۱۳) اولاد اسماعیل سے مراد عرب ہیں جو عجم سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً: (ص۱۸۵، س۱۴) جو شخص سو بار اللہ اکبر کہے قیامت کے دن اس سے بہتر عمل والا کوئی نہیں ہوگا۔

سوال: یہاں پر بظاہر اللہ اکبر کا تمام اذکار میں سب سے افضل ہونا معلوم ہوتا ہے جب کہ متعدد روایات میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کا ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعض روایات سے الحمد للہ کا بھی اللہ اکبر سے افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

جواب: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اللہ اکبر کہتا ہے تو قیامت کے دن لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ پڑھنے والے کے علاوہ سب سے زیادہ اجر وثواب کو پانے والا ہوگا۔[1]

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْاَسْوَدِ ......: (ص۱۸۵، س۱۵)

یہ حدیث موقوف ہے اور یہ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول معلوم ہوتا ہے۔

تخریج حدیث:

۳۶۰۸ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٦/ ٣١٧)، حديث (٨٧١٩)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه النسائي في الكبرى (٦/ ٢٠٥:

کتاب عمل الیوم واللیلۃ: باب: من أوی إلی فراشه فلم یذکر اللّٰه تعالیٰ، حدیث (۱۰۶۵۷ - ۵) عن عبداللّٰه بن عمرو.
۳۶۰۹ - مرسل وتفرد به الترمذي.

(۱) مرقاۃ، مظاہر حق: ۲/۵۴۳

بَابُ

باب (ص۱۸۵، س۱۶)

۳۶۱۰ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ نَا اللَّیْثُ عَنِ الْخَلِیْلِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَزْهَرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ عَشَرَ مَرَّاتٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِیْنَ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْخَلِیْلُ بْنُ مُرَّةَ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِیْثِ. (ص۱۸۵، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دس مرتبہ ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ'' پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار کروڑ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ خلیل بن مرہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ انہیں منکر الحدیث کہتے ہیں۔''

۳۶۱۱ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ نَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَیْسَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ فِیْ دُبُرِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَیْهِ قَبْلَ اَنْ یَّتَكَلَّمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِیَ عَنْهُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ یَوْمَهٗ ذٰلِكَ كُلَّهٗ فِیْ حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ وَحُرِسَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَلَمْ یَنْبَغِ لِذَنْبٍ اَنْ یُّدْرِكَهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ اِلَّا الشِّرْكَ بِاللّٰهِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ. (ص۱۸۵، س۲۰)

ترجمہ: ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد اس طرح بیٹھ کر (جیسے نماز میں تشہد میں بیٹھتا ہے) کسی سے بات کئے بغیر دس مرتبہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ

وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھے گا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی دی جائیں گی، اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے اور وہ اس دن ہر برائی سے محفوظ رہے گا اور اسے شیطان کی پہنچ سے دور کر دیا جائے گا اور اسے اس دن شرک کے علاوہ کوئی گناہ ہلاک نہیں کر سکے گا۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔"

تشریح

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نوازنا چاہتا ہے کاش کہ ہم قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے فائدہ اٹھائیں۔

نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وظائف اگرچہ مقدار میں کم ہوتے ہیں مگر اجر و ثواب کے لحاظ سے بہت ہی زیادہ ہوتے ہیں۔

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ...... (ص۱۸۵، س۲۰) ثَانِ رِجْلَيْهِ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ: (ص۱۸۵، س۲۰) یعنی جس ہیئت میں تشہد میں بیٹھا اسی ہیئت کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے اسی وجہ سے ایک دوسری روایت میں "مَنْ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ وَيُثْنِیَ رِجْلَهٗ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ"[1] کے الفاظ میں بھی وارد ہوئے ہیں۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان الفاظ کے پڑھنے کے بعد آدمی ایسا ہو جاتا ہے جیسے کہ حرم میں داخل ہو گیا اس کی شیطان سے حفاظت کی جاتی ہے اور جو ان الفاظ کو نہ پڑھے شیطان سے اس کی حفاظت کا کوئی وعدہ نہیں۔[2]

تخریج حدیث:

۳۶۱۰ - أخرجه أحمد (۱۰۳/٤) عن الأزهر بن عبدالله عن تميم الداري فذكره.

۳۶۱۱ - أخرجه أحمد (۲۲۷/٤) عن عبدالرحمن بن غنم عن أبي ذر فذكره.

---

(۱) مسند احمد: ۲۳۷ (۲) طیبی

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ جَامِعِ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے جامع دعاؤں کے بیان میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں (ص۱۸۵، س۲۳)

۳۶۱۲ - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِیُّ الْكُوْفِیُّ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ قَالَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ

وَاِذَا سُئِلَ بِهِ اَعْطٰى قَالَ زَيْدٌ فَذَكَرْتُهُ لِزُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِيْنَ فَقَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ زَيْدٌ ثُمَّ ذَكَرْتُهُ لِسُفْيَانَ فَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَ رَوٰى شَرِيْكٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَاِنَّمَا اَخَذَهٗ اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ.

(ص۱۸۵، س۲٤)

ترجمہ: ''حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ان الفاظ سے دعا مانگتے ہوئے سنا ''اَللّٰهُمَّ ...... كُفُوًا اَحَدٌ'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے اس وسیلے سے مانگتا ہوں کہ میں نے گواہی دی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ ہے؟ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو تنہا اور بے نیاز ہے۔ جو نہ خود کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کی ہے۔ اگر اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے اور اگر کچھ مانگا جائے تو عطاء کیا جاتا ہے۔ زید کہتے ہیں کہ میں نے کئی سال کے بعد یہ حدیث زہیر بن معاویہ کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث ابواسحٰق نے مالک بن مغول کے حوالے سے سنائی تھی۔ پھر میں نے سفیان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے بھی مالک بن مغول سے روایت کی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شریک اس حدیث کو ابواسحٰق سے وہ ابن بریدہ سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ ابواسحٰق نے یہ حدیث مالک بن مغول سے روایت کی ہے۔''

۳۶۱۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ الْقَدَّاحُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِىْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَفَاتِحَةُ اٰلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۵، س۲۹)

ترجمہ: ''حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیات میں ہے ''وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ'' اور سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیت ''الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ'' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

جامع ان کو کہتے ہیں کہ جن کے الفاظ مختصر ہوں مگر معنی کے لحاظ سے ان میں بہت زیادہ وسعت ہو۔ اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعائیں مانگا کرتے تھے۔

نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء کو بعض پر فضیلت حاصل ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے جب کہ ابوجعفر، طبری، ابوالحسن الاشعری، حاتم بن حبان، قاضی ابوبکر الباقلانی وغیرہ اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سب ہی اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت نہیں دی جاسکتی۔ (۱) حدیث بالا سے بھی جمہور علماء کی تائید ہوتی ہے۔

لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاِسْمِهِ الْاَعْظَمِ: (ص۱۸۵، س۲٦)

اسمِ اعظم کی تحقیق

احادیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ جل شانہ کے اسماء حسنیٰ میں سے بعض اسماء کو بعض پر فضیلت حاصل ہے کہ اگر اس کو پڑھ کر دعا مانگی جائے تو دعا قبول ہونے کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔

لیکن احادیث میں واضح طور سے یہ متعین نہیں کیا گیا کہ وہ کون سا نام ہے جیسے کہ لیلۃ القدر یا جمعہ کے دن کے قبولیت دعا کے خاص وقت کو مبہم رکھا گیا ہے اور اسم اعظم متعدد اسماء حسنیٰ کو کہا گیا ہے یہ کسی ایک مخصوص اسم کا نام نہیں ہے۔ (۲)

اسمِ اعظم کے بارے میں مختلف اقوال

بعض علماء نے بعض ناموں کے بارے میں کہا ہے کہ یہ اسمِ اعظم ہے۔

اس میں تقریباً چالیس اقوال ہیں۔ علامہ سیوطی نے اس پر مستقل رسالہ لکھا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

1. امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھ کو اسم اعظم خواب میں دکھا دیا جائے تو ان کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خواب میں بتایا گیا۔
2. حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لفظ اَللّٰهُمَّ ہے۔
3. بعض نے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو کہا ہے۔
4. بعض نے مَالِكُ الْمُلْكِ کو۔
5. بعض نے اَللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کو کہا ہے۔
6. بعض علماء نے الٓمّٓ کو کہا ہے۔
7. ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ" ہے۔
8. ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک "لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ." ہے۔
9. بعض فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام کے ساتھ اس طرح پکارا جائے کہ اس کے غیر کا خیال ہی نہ آئے۔ (۳)
10. بعض علماء نے اس دعا میں تمام روایات کو منقول اسماء اعظم کو جمع کر دیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا خَیْرَ الْوَارِثِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا سَمِیْعَ الدُّعَاءِ یَا اَللّٰهُ یَا اللّٰهُ یَا عَلِیْمُ یَا سَمِیْعُ یَا عَلِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا مَالِكَ الْمُلْكِ یَا مَالِكُ بَاسَلَامُ یَا حَقُّ یَا قَدِیْمُ یَا قَائِمُ یَا غَنِیُّ یَا مُحِیْطُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا قَاهِرُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا سَرِیْعُ یَا كَرِیْمُ یَا مَخْفِیُ یَا مُعْطِیُ یَا شَافِعُ یَا مُحْیِیْ یَا مُقْسِطُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَحْمَدُ یَا حَمْدُ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَارَبِّ یَا وَهَّابُ یَا غَفَّارُ یَا قَرِیْبُ یَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اَنْتَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ.

نوٹ: بعض علماء نے اس کے علاوہ اور بھی اسم اعظم بتائے ہیں۔

اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ: (ص۱۸۵، س۲۷) دعا کے معنی پکارنا جیسے کہ کہا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجابت یعنی قبول کرنا ہے۔

وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی: (ص۱۸۵، س۲۷) سوال کے معنی طلب کرنا جیسے کہ کہا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی عطا یعنی اس کا دینا ہے۔(٤)

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ ......: (ص۱۸۵، س۲۹)

حدیث بالا کی ان دو آیتوں میں بھی اسم اعظم بتایا گیا ہے اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اسم اعظم کوئی ایک مخصوص نام نہیں ہے بلکہ متعدد اسماء الٰہیہ کی خاص ترکیب سے اللہ تعالیٰ کا جو مرکب اور جامع وصف مفہوم ہوتا ہے اس کو اسم اعظم سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔(٥)

تخریج حدیث:

٣٦١٢ - أخرجه أبوداود: كتاب الصلاة باب: الدعاء، حديث (١٤٩٣، ١٤٩٤). وابن ماجة: كتاب الدعاء باب: اسم الله الأعظم، حديث (٣٨٥٧)، وأحمد (٣٤٩/٥، ٣٥٠، ٣٦٠).

٣٦١٣ - أخرجه أبوداود: كتاب الصلاة: باب الدعاء، حديث (١٤٨١)، والنسائي: كتاب السهو: باب: التمجيد والصلاة على النبي ﷺ في الصلاة، حديث (١٢٨٤)، أحمد (١٨/٦) وابن خزيمة (٣٥١/١)، حديث (٧٠٩، ٧١٠).

(١) فتح الباري: ٢٢٧/١١ (٢) معارف الحديث: ٦٥/٥ (٣) كوكب الدرى: ٣٥١/٤ (٤) مظاهر حق: ٥٢٨/٢ (٥) معارف الحديث: ٦٦/٥

بَابُ

باب (ص۱۸۵، س۳۱)

٣٦١٤ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ نَا رِشْدِیْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ عَلِیٍّ الْجَنْبِیِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ

عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُهٗ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رَوَاهُ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِیْ هَانِیءٍ الْخَوْلَانِیِّ وَاَبُوْ هَانِیءٍ اسْمُهٗ حُمَيْدُ بْنُ هَانِیءٍ وَاَبُوْ عَلِيٍّ الْجَنْبِیُّ اسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ. (ص۱۸۵، س۳۲)

ترجمہ: ''حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگنے اور اس کی رحمت کا سوال کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی تو نے جلدی کی۔ جب نماز پڑھ چکو تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح حمد وثنا بیان کرو جیسا کہ اس کا حق ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اور پھر اس سے دعا کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک اور شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نمازی دعا کرو قبول کی جائے گی۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو حیوہ بن شریح، ابو ہانی خولانی سے روایت کرتے ہیں۔ ابو ہانی کا نام حمید بن ہانی ہے اور ابو علی الجنبی کا نام عمرو بن مالک ہے۔''

۳۶۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِیُّ نَا صَالِحُ الْمُرِّیُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۸۶، س۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگا کرو۔ اور جان کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو ولعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں فرماتے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی روایت سے جانتے ہیں۔''

۳۶۱۶ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ الْمُقْرِئُ نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ ثَنِیْ اَبُوْ هَانِیءٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِیَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ مَاشَآءَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۶، س۴)

ترجمہ: ''حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ اس نے درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جلدی کی ہے پھر اسے بلایا اور اسے یا کسی اور کو کہا کہ اگر تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

حدیث بالا میں دعا مانگنے کا طریقہ وسلیقہ بتایا جارہا ہے کہ دعا کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنی چاہئے اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا چاہئے اس کے بعد جو دعا مانگنی ہے وہ مانگے اس طرح مانگنا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے دعا پردہ میں ہوتی ہے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔ [۱]

علماء فرماتے ہیں دعا درود شریف کے بعد قبول ہوتی ہے۔ [۲]

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ ...... (ص۱۸۶، س۲)

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے وقت ایسی حالت ہونی چاہئے جس کے سبب آدمی قبولیت دعا کا مستحق بنے مثلاً توجہ الی اللہ، اخلاص، کھانا پینا حلال کا ہو وغیرہ وغیرہ۔ [۳]

قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ: (ص۱۸۶، س۳)

مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا کے وقت دل پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی کریمی پر نگاہ رکھتے ہوئے یقین کے ساتھ قبولیت کی امید رکھنی چاہئے۔ تذبذب اور بے یقینی کے ساتھ جو دعا مانگی جائے گی وہ بے جان اور بے روح ہوگی۔ [٤]

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ......: (ص۱۸۶، س٤)

علماء اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جائے اور پھر اس کے بعد اپنی ضروریات اللہ تعالیٰ سے مانگی جائیں اور پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر دعا ختم کی جائے۔

اسی وجہ سے ایک روایت میں آتا ہے کہ دعائیں ساری کی ساری رکی رہتی ہیں یہاں تک کہ ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد سے کرے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ

پڑھا جائے اس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ درود شریف ایسی عبادت ہے جو کبھی رد نہیں ہوتی بخلاف دوسری عبادات کے کہ اس میں احتمال رہتا ہے قبولیت اور عدم قبولیت کا جب دعا کے شروع اور آخر کا درود شریف قبول ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ شروع اور آخر سے قبول فرمالیں اور درمیان کو رد کر دیں۔ (٥)

تخریج حدیث:

٣٦١٤ - انظر السابق.

٣٦١٥ - أخرجه أبوداود: كتاب الصلاة: باب الدعاء، حديث (١٤٩٦)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: اسم الله الأعظم، حديث (٣٨٥٥)، والدارمي: كتاب فضائل القرآن: باب: فضل أول سورة البقرة، وأحمد (٦/٤٦١)، وعبد بن حميد ص (٤٥٦)، حديث (١٥٧٨).

٣٦١٦ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (١٠/٣٥٢) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الحاكم (١/٤٩٣)، وقال: هذا حديث مستقيم الإسناد تفرد به صالح المري وهو أحد زهاد أهل البصرة، ولم يخرجاه، وقال الذهبي: صالح متروك.

(١) شعب الايمان: ٢/٣١٩ (٢) طحطاوی: ١٥٥ (٣) مظاهر حق: ٢/٤٧٤ (٤) معارف الحديث: ٥/٩٥ (٥) فتوحات الربانيه: ٣/٣٣٤

بَابُ

باب (ص١٨٦، س٦)

٣٦١٧ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ جَسَدِیْ وَعَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ حَبِيْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ شَيْئًا. (ص١٨٦، س٦)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے 'اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ ...... الخ“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ میرے جسم کو تندرستی اور میری بصارت کو عافیت عطاء فرما اور اسے میرا وارث بنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بردبار اور کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب ہے میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن زبیر سے کوئی حدیث نہیں سنی۔“

تشریح

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ جَسَدِیْ: (ص١٨٦، س٧) جسمانی صحت سے مراد ہر قسم کی بیماری، دکھ درد اور تکلیفوں سے دور رہنا ہے۔

وَعَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ: (ص۱۸۶، س۷) آنکھ اگرچہ جسم میں داخل ہے مگر اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اس کو ذکر فرمایا کہ ہر قسم کے امراض سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے موت تک۔ (۱)

تخریج حدیث:

۳٦۱۷ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (۲۳۵/۱۲)، حديث (۱۷۳۷٤)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الحاكم (۵۳۰/۱)، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد إن سلم سماع حبيب من عروة ولم يخرجاه، وقال الذهبي: وبكر قال النسائي: ليس بثقة.

(۱) کوکب الدری: ۳۵۳/٤

بَابُ

باب (ص۱۸٦، س۹)

۳٦۱۸ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنِّی الدَّيْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَهٰكَذَا رَوٰی بَعْضُ اَصْحَابِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ. (ص۱۸٦، س۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خادم مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ ......'' آخر تک پڑھا کرو (یعنی اے اللہ! اے سات آسمانوں اور عرش عظیم کے مالک اے ہمارے اور ہر چیز کے رب۔ اے تورات، انجیل اور قرآن نازل کرنے والے، دانے کو اور گٹھلی کو اگانے والے، میں ہر اس چیز کے فساد سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی پیشانی (باگ ڈور) تیرے دست قدرت میں ہے۔ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں، تو ہی ظاہر ہے تجھ سے اوپر کچھ نہیں، تو ہی باطن ہے، تجھ سے زیادہ پوشیدہ کوئی نہیں۔ میرا قرض ادا فرما اور مجھے فقر سے مستغنی کر دے) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اعمش کے بعض ساتھی اس حدیث کو اعمش سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ جبکہ بعض حضرات اعمش سے ابوصالح کے حوالے سے مرسلا نقل کرتے ہیں۔ یعنی اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کرتے۔''

تشریح

جب آپ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کام کی مشغولی کی بناء پر آپ ﷺ سے خادم لینے آئیں تھیں تو آپ ﷺ نے ان کو یہ دعا پڑھنے کو ارشاد فرمایا یہ بہت ہی جامع دعا ہے۔

تخریج حدیث:

۳۶۱۸ - تقدم تخريجه انظر.

بَابُ

باب (ص۱۸٦، س١٤)

٣٦١٩ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَآءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعِ وَفِى الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص۱۸٦، س١٤)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ ..... آخر تک" (یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں خوف خدا نہ ہو اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہوتی ہو اور ایسا نفس جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جس سے کوئی فائدہ نہ ہو۔ میں ان چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔ اس باب میں حضرت جابر، ابو ہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ یہ حدیث اسی سند سے حسن صحیح غریب ہے۔"

تشریح

مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ: (ص۱۸٦، س١٦) پورے دین کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے خوف پر ہے اور خوف دل میں ہوتا ہے اس لئے ایسے دل سے پناہ مانگی جارہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہو۔

وَمِنْ دُعَآءٍ لَا يُسْمَعُ: (ص۱۸٦، س١٦) ایسی دعاؤں سے بھی پناہ مانگی جارہی ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک شنوائی ہی نہ ہو۔

وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ: (ص١٨٦، س١٦) اللہ تعالیٰ کی طرف سے قناعت کا ملنا بہت بڑی دولت ہے جس کو یہ دولت حاصل نہیں ہوتی وہ ہر وقت مال جمع کرنے میں لگا رہتا ہے اور مقدر سے زیادہ ملتا نہیں لہٰذا اس کو پریشانی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ: (ص١٨٦، س١٦)

علم غیر نافع سے کیا مراد ہے؟

اس کی تعبیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

1. مثلاً ایسا علم جس پر نہ تو حاصل کرنے والا عمل کرے اور نہ دوسروں کو وہ سکھائے کہ دوسرا کوئی اس پر عمل کرے۔
2. ایسا علم جو دین کے لئے ضروری نہ ہو۔
3. ایسا علم مراد ہے جس کے حاصل کرنے کی شریعت نے ممانعت فرمائی ہے مثلاً سحر، نجوم وغیرہ کا علم جس طرح حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاق اور برے افعال سے پناہ مانگی ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے علم سے پناہ مانگی ہے جو اسلامی عقائد و اعمال کے لحاظ سے نقصان دہ ہو اور جو آدمی کو تقویٰ اور خوف آخرت سے غافل کر دے۔[١]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علم نافع وہ ہے جو آخرت کا علم ہو نیز علم نافع اس علم کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور برے اخلاق سے آدمی بچے۔[٢]

تخریج حدیث:

٣٦١٩ - تفرد به الترمذي، انظر التحفة (٦/٢٩٠)، حديث (٨٦٢٩) من هذا الطريق وأخرجه مسلم (٤/٢٠٨٨)، حديث (٧٣ - ٢٧٢٢)، والنسائي (٨/٢٦٠)، حديث (٥٤٥٨)، من طريق زيد بن أرقم.

(١) مظاهر حق: ٢/٦٢١ (٢) فيض القدير: ٤/١٠٨

بَابُ

باب (ص١٨٦، س١٧)

٣٦٢٠ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ شَبِيْبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ اِلٰهًا قَالَ اَبِيْ سَبْعَةً سِتَّةً فِي الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَآءِ قَالَ فَاَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِيْ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ

رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ مِنْ غَیْرِ هٰذَا الْوَجْهِ. (ص١٨٦، س١٧)

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد سے پوچھا کہ اے حصین تم کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ عرض کیا سات کی، چھ زمین پر اور ایک آسمان پر۔ پوچھا: پھر امید وخوف کس سے رکھتے ہو؟ عرض کیا: اس سے جو آسمان میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حصین اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں دو ایسے کلمات سکھاؤں گا جو تمہیں فائدہ پہنچائیں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حصین مسلمان ہوئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وہ دو کلمات سکھایئے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللّٰهُمَّ آخر تک کہو'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا)۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور سند سے بھی منقول ہے۔''

تشریح

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے کیونکہ جب آدمی کو ہدایت مل گئی تو وہ ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ ہوگیا اور جب نفس کے شر سے حفاظت مانگی گئی تو اس طرح معاصی سے بچاؤ ہو جائے گا کیونکہ اکثر معاصی نفس امارہ ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔[1]

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ: (ص١٨٦، س٢١) رُشد کہتے ہیں سیدھے راستہ پر استقامت حاصل کرنا یا ہدایت کے لئے رہنمائی پانا۔[2]

وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ: (ص١٨٦، س٢١) (کہ مجھ کو میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما) کیونکہ نفس (امارہ) ہی تمام شرور اور برائیوں کا مبدأ ہے اس لئے اس جملے میں خصوصی طور سے نفس کے شر سے پناہ مانگی جارہی ہے۔[3]

تخریج حدیث:

٣٦٢٠ - تفرد به الترمذي، انظر التحفة (٨/١٧٥)، حديث (١٠٧٩٧) من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الحاكم في المستدرك بزيادة فيه من طريق ربعي بن خراش عن عمران بن حصين عن أبيه (١/٥١٠)، وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي.

(١) مرعاة المفاتيح: ٦/١٢٨ (٢) مرقاة: ٥/٢٣٥، مرعاة المفاتيح: ٦/١٢٨ (٣) تعليق الصبيح: ٣/١٥٨

بَابٌ

باب (ص١٨٦، س٢٢)

٣٦٢١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ نَا اَبُوْ مُصْعَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو مَوْلَی الْمُطَّلِبِ عَنْ

اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَثِيْرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو. (ص۱۸۶، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ ...... آخر تک (یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے فکر غم، تھکن، سستی، بخل، قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں)۔ یہ حدیث اس سند یعنی عمرو بن ابی عمرو کی روایت سے حسن غریب ہے۔''

۳۶۲۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيْحِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۶، س۲۴)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے ''اَللّٰهُمَّ ...... آخر تک'' (یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ میں سستی، بڑھاپے، بزدلی، بخل، دجال کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا بھی جوامع الکلم میں سے ہے اس دعا میں بھی چند چیزوں سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔

اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ: (ص۱۸۶، س۲۳) ھم، فکر اور غم کو کہتے ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں ھَم کسی خطرناک اور نقصان دہ معاملہ کے پیش آنے سے پہلے جو پریشانی لاحق ہوتی اس کو کہتے ہیں۔[1]

وَالْحَزَنِ: (ص۱۸۶، س۲۳) اس چیز کا مفقود ہونا جس کا مفقود ہونا آدمی پر شاق گزرتا ہے اس کو حزن کہتے ہیں۔[2] شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حزن کا تعلق مافات (جو گذر گئی ہو) سے ہوتا ہے اور ھَم کا تعلق مَاآت (آئندہ آنے والی) کے ساتھ ہوتا ہے۔[3]

وَالْعَجْزِ: (ص۱۸۶، س۲۳) علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عجز کہتے ہیں کہ خیر کے کام پر آدمی قدرت نہ رکھے۔[4]

وَالْكَسَلِ: (ص۱۸۶، س۲۴) خیر کے کام کرنے میں طبیعت آمادہ تو ہے مگر سستی کی وجہ سے اس کو وہ کرتا نہیں ہے۔[5]

کسل. باوجود نفس میں خیر کی استطاعت ہونے کے خیر کے کاموں میں نفس کے ابھار نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔[6]

وَالْبُخْلِ: (ص۱۸۶، س۲۴) یہ ضد ہے سخاوت کی۔ بخل کہتے ہیں جو چیز آدمی پر واجب ہے اس کو نہ دینا باوجود اس کے کہ

اس چیز کے دینے کی وہ قدرت بھی رکھتا ہے۔ (٧)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ بخل سے پناہ مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی بہت سے ایسے کاموں سے رک جاتا ہے جو اس پر واجب ہوتے ہیں اور پھر یہ مال کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے جو تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (٨)

وَضَلَعِ الدَّيْنِ: (ص١٨٦، س٢٤) ''قرض کا بوجھ'' جس آدمی پر قرض ہو اور خاص کر جب کہ اس کے پاس قرض ادا کرنے کے لئے مال بھی نہ ہو اور دوسری طرف سے مطالبہ پر مطالبہ ہو رہا ہو ایسے وقت کے آنے سے بھی حدیث بالا میں پناہ مانگی جا رہی ہے۔ (٩)

بعض محدثین فرماتے ہیں اس سے مراد قرض کی فکر ہے اس سے آدمی کی عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔ (١٠)

وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ: (ص١٨٦، س٢٤) آدمی مجبور ہو جائے اور دوسرے لوگ اس پر غالب آ جائیں اور ہر ایک اس پر چڑھائی کر دے۔ (١١)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا ...... (ص١٨٦، س٢٤) وَالْهَرَمِ: (ص١٨٦، س٢٥) ایسا بڑھاپا جس میں آدمی کا پورا جسم یا بعض اعضاء بہت زیادہ کمزور ہو جائیں۔

وَالْجُبْنِ: (ص١٨٦، س٢٦) کہ آدمی میں اتنی قوت نہ ہو جس کی وجہ سے وہ نفس امارہ اور شیطان کے خلاف عمل کر سکے۔ بلکہ ان کی ہی اتباع میں غلط کام کرتا رہے۔

وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ: (ص١٨٦، س٢٦) مسیح سے مراد دجال ہے قیامت کے قریب خروج دجال کا فتنہ یہ بہت سخت فتنہ ہوگا اسی وجہ سے ہر نبی نے دجال کے فتنہ سے اپنی اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

وَعَذَابِ الْقَبْرِ: (ص١٨٦، س٢٦) آخرت کے منازل میں سے سب سے پہلی منزل قبر کی ہے اس میں کامیابی آخرت کی تمام منزلوں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عذاب قبر سے پناہ مانگنا منکرین عذاب قبر پر حجت ہے۔ (١٢)

تخریج حدیث:

٣٦٢١ - أخرجه البخاري: كتاب الدعوات: باب: الاستعاذة من الجبن والكسل. كُسَالى وكَسَالى واحد، حديث (٦٣٦٩)، وفي الأدب المفرد ص (٢٣٨)، حديث (٨١٠)، ص (١٩٨)، حديث (٦٧٩)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: من الإستعاذة، حديث (١٥٤١)، والنسائي: كتاب الإستعاذة: باب: الاستعاذة من الهم، حديث (٥٤٥٠)، (٢٦٥/٨)؛ كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من ضلع الدين، حديث (٥٤٧٦)، (٢٧٤/٨): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من غلبة الرجال، حديث (٥٥٠٣)، وأحمد (١٢٢/٣، ٢٢٠، ٢٢٦، ٢٤٠).

٣٦٢٢ - أخرجه النسائي: كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الهم، حديث (٥٤٥١)، (٢٦٠/٨): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من الكسل، حديث (٥٤٥٧)، (٢٧١/٨): كتاب الاستعاذة، باب: الإستعاذة من شر الكبر، حديث (٥٤٩٥)، وأحمد (١٧٩/٣، ٢٠١، ٢٠٥، ٢٣٥، ٢٦٤)، وابن حميد ص (٤١١) حديث (١٣٩٧).

(۱) فتح الباری:۱۳۱/۱۰ (۲) عمدۃ القاری: ۲۰۹/۲۱، فتح الباری: ۱۳۱/۱۰ (۳) ارشاد الساری: ۳۷۵/۱۲ (٤) شرح مسلم للنووی (٥) مرعاۃ المفاتیح: ۱۰۶/٦ (٦) فتوحات ربانیہ: ۹۱/۳ (۷) مرعاۃ المفاتیح: ۱۰٦/٦ (۸) شرح مسلم للنووی (۹) ارشاد الساری: ۳٦٤/۱۳ (۱۰) مرقاۃ المفاتیح: ۱۰٦/۳ (۱۱) مرقاۃ شرح مشکوۃ (۱۲) فتح الباری: ۲٤۱/۳

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَقْدِ التَّسْبِیْحِ بِالْیَدِ

یہ باب ہے انگلیوں پر تسبیح گننے کے بیان میں (ص۱۸٦، س۲٦)

۳٦۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی نَا عَثَّامُ بْنُ عَلِیٍّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْقِدُ التَّسْبِیْحَ بِیَدِهٖ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِن هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ وَرَوٰی شُعْبَةُ وَالثَّوْرِیُّ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ السَّائِبِ بِطُوْلِهٖ وَفِی الْبَابِ عَنْ یُسَیْرَةَ بِنْتِ یَاسِرٍ. (ص۱۸٦، س۲٦)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی انگلیوں پر تسبیح گنتے ہوئے دیکھا۔ یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے یعنی اعمش کی عطاء سے روایت سے۔ شعبہ اور ثوری نے عطاء بن سائب سے لمبی حدیث نقل کی اور اس باب میں یسیرہ بنت یاسر سے بھی روایت ہے۔''

۳٦۲٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا سَهْلُ بْنُ یُوْسُفَ نَا حُمَیْدٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلاً قَدْ جَهِدَ حَتّٰی صَارَ مِثْلَ فَرْخٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا كُنْتَ تَدْعُوْ؟ اَمَا كُنْتَ تَسْاَلُ رَبَّكَ الْعَافِیَةَ قَالَ كُنْتُ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِیْ بِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِیْ فِی الدُّنْیَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَا تُطِیْقُهٗ اَوْلَا تَسْتَطِیْعُهٗ اَفَلَا كُنْتَ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. (ص۱۸٦، س۲۹)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ پرندے کے بچے کی طرح لاغر ہو گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے عافیت نہیں مانگتے تھے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھا کہ اے اللہ تعالیٰ جو عذاب تو نے مجھے آخرت میں دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سبحان اللہ'' تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور تم میں اتنی استطاعت ہی

نہیں۔ پس تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ......" (یعنی اے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ دنیا و آخرت میں بھلائی کا معاملہ فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا)۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے اور کئی سندوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔"

تشریح

اس سے معلوم ہوا کہ اذکار اور تسبیحات کو اگرچہ تسبیح کے دانوں، کھجور کی گٹھلی، کنکریوں وغیرہ پر پڑھنا جائز ہے مگر انگلیوں پر پڑھنا زیادہ افضل اور بہتر ہوگا کیونکہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان انگلیوں کو قوتِ گویائی عطا فرمائیں گے تو انگلیاں آدمی کے حق میں گواہی دیں گی۔[1]

انگلیوں پر شمار کرنے کا ایک مسنون طریقہ ہے جس کو عقد اَنامل کہا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی گنتی اور تسبیحات عقد اَنامل (انگلیوں پر شمار کرنا) سے کیا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیحات اور ذکر و وظائف کے شمار کے لئے صحابہ کرام کو بھی عقد اَنامل کا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اکثر صحابہ و تابعین کامل حرص اور پورے شوق کے ساتھ نمازوں میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور آیات کا شمار یاد رکھنے کے لئے انگلیاں بند کرتے تھے۔ اور ان کی مختلف شکلیں بناتے تھے۔"[2]

حضرت قاری فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں "عقد اَنامل" کی کیفیت ضرور متعین تھی پس اس خاص طریقہ سے شمار کرنے میں فضیلت زیادہ ہے۔"[3]

نیز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عقد اَنامل کا مسنون ہونا حدیث قولی و فعلی سے ثابت ہوا ہے۔"[4]

عقد اَنامل کا طریقہ

عقد انامل کو قدرے تفصیل سے لکھا جا رہا ہے کیونکہ اس سنت عمل کو عوام اور خواص سب نے ہی ترک کر دیا ہے اس مردہ سنت کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

"عقد" کے معنی گرہ لگانا، حساب کرنا اور "اَنامل" انملۃ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں: انگلیاں۔ تو عقد اَنامل مرکب اضافی ہے جس کے معنی ہیں "انگلیوں کے ذریعہ حساب کرنا۔"

مراد یہاں پر مخصوص اور متعین طریقہ پر انگلیوں کو بند کر کے اور کھول کر نیز پوروں کی مدد سے اکائی، دہائی، سیکڑہ اور ہزار کی رعایت سے شمار کرنا۔

اگرچہ لغوی اعتبار سے ان تینوں صورتوں پر عقد انامل کا اطلاق کیا جاسکتا ہے لیکن سابقہ احادیث طیبہ اور عربوں کی

اصطلاح کے پیشِ نظر تیسری صورت ہی عقد انامل کا صحیح مصداق بنتی ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَعْنَى الْعَقْدِ الْمَذْكُوْرِ فِي الْحَدِيْثِ إِحْصَاءُ الْعَدَدِ وَهُوَ اِصْطِلَاحُ الْعَرَبِ بِوَضْعِ بَعْضِ الْأَنَامِلِ عَلٰى بَعْضِ عَقْدَ أَنْمِلَةٍ أُخْرٰى فَالْاٰحَادُ وَالْعَشَرَاتُ بِالْيَمِيْنِ وَالْمِئُوْنَ وَالْاٰلَافُ بِالْيَسَارِ." (٥)

(حدیث میں مذکورہ عقد کے معنی عدد کا شمار ہے اور وہ عربوں کی اصطلاح میں ایک انگلی کے بعض حصہ کو دوسری انگلی کے پوروے پر رکھنا ہے۔ چنانچہ اکائیاں اور دہائیاں دائیں ہاتھ پر اور سیکڑے اور ہزار بائیں ہاتھ پر شمار کئے جاتے ہیں۔)

عقد انامل کے لئے بنیادی باتیں

حساب کے اس طریقہ میں جن الفاظ کا بار بار تذکرہ ہوگا پہلے اسے سمجھ لیجئے۔ ہم اگرچہ اردو کے الفاظ استعمال کریں گے تاہم ابتداء میں ان کے ہم معنی عربی الفاظ بھی لکھ دیئے جاتے ہیں اگر ان کو یاد کرلیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

دائیں ہاتھ کو عربی میں یمین اور بائیں ہاتھ کو عربی میں یسار کہتے ہیں۔ ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے نام درج ذیل ہیں:

1. انگوٹھا — إِبْهَام
2. شہادت کی انگلی یا انگشت شہادت — مُسَبِّحَة
3. درمیانی انگلی — وُسْطٰى
4. منجھلی انگلی — بِنْصَرْ
5. چھنگلی یا چھوٹی انگلی — خِنْصَرْ

بایاں ہاتھ

دایاں ہاتھ
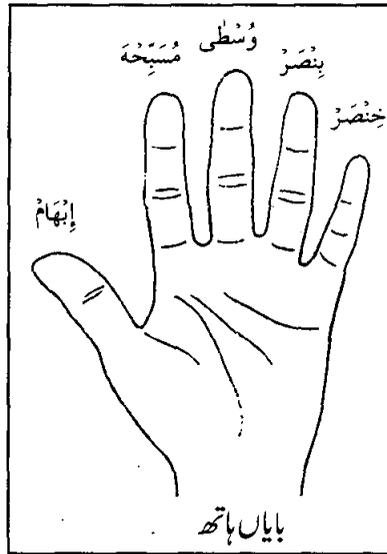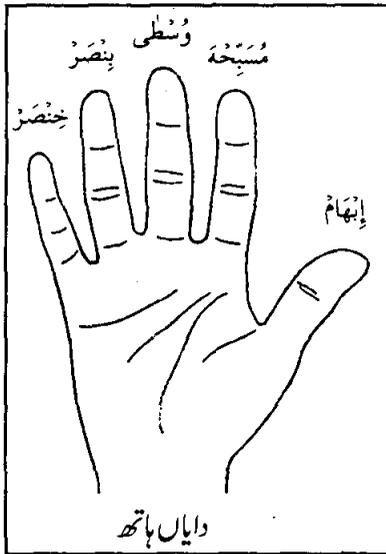
* اکائیوں کو عربی میں آحاد کہتے ہیں یعنی ایک سے لے کر نوے تک۔
* دہائیوں کو عربی میں عشرات کہتے ہیں یعنی دس، بیس، تیس ...... سے لے کر نوے تک۔
* سیکڑوں کو عربی میں مئات (مائۃ کی جمع) کہتے ہیں یعنی سو، دوسو، تین سو چار سو ...... سے نو سو تک۔
* ہزاروں کو عربی میں اُلوف (اَلف کی جمع) کہتے ہیں یعنی ہزار، دو ہزار ...... دس ہزار تک۔
* اکائی اور دہائی دائیں ہاتھ پر شمار کی جائیں گی اور سیکڑہ اور ہزار بائیں ہاتھ پر شمار کئے جائیں گے۔
* اکائیاں دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں: چھنگلی، منجھلی اور درمیانی انگلی پر شمار ہوں گی۔
* دہائیاں دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں: انگشت شہادت اور انگوٹھے پر شمار ہوں گی۔
* سیکڑے بائیں ہاتھ کی تین انگلیوں: چھنگلی، منجھلی اور درمیانی انگلی پر شمار ہوں گے۔
* ہزار بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں: انگشت شہادت اور انگوٹھے پر شمار ہوں گے۔

مندرجہ بالا باتیں پوری طرح یاد کرنے کے بعد اب آپ اپنے دائیں ہاتھ کا رخ چہرہ کی طرف کر کے کھول لیجئے اور چھنگلی، منجھلی اور درمیانی انگلی ایک طرف اور انگوٹھا اور انگشت شہادت دوسری طرف کر لیجئے۔
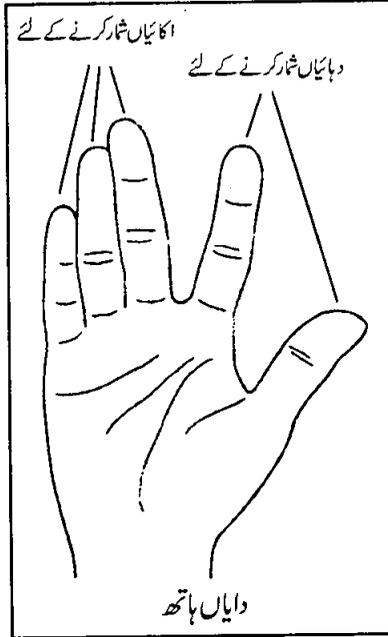
اکائیاں (آحاد)

دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں: درمیانی، منجھلی اور چھنگلی پر اکائیاں شمار کی جائیں گی۔

یہ ایک کا اشارہ ہے
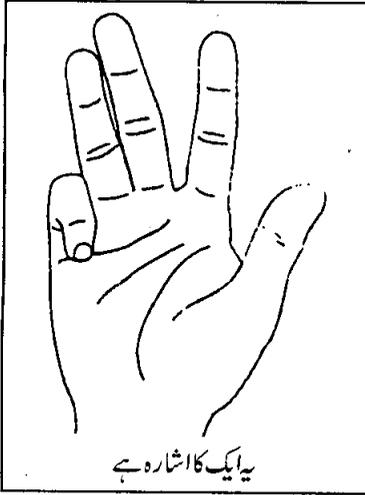
❶ سب سے پہلے چھنگلی کو موڑ کر بند کریں اور اس کی جڑ سے ملانے کی کوشش کریں۔ یہ ایک بن جائے گا۔

واضح رہے کہ باقی انگلیاں کھلی رہنی چاہئیں۔

یہ دو کا اشارہ ہے
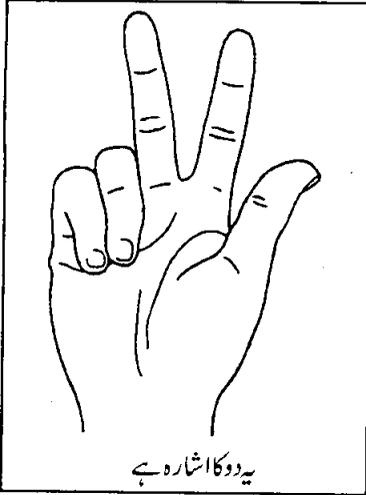
❷ اب منجھلی انگلی کو بند کر کے اس کو جڑ سے ملانے کی کوشش کیجئے۔

اکائیوں کا تعلق صرف تین انگلیوں: چھنگلی، منجھلی اور درمیانی انگلی کی نقل و حرکت کے ساتھ ہے۔ اس میں انگوٹھے اور انگشت شہادت کو کچھ دخل نہیں ہے۔

یہ تین کا اشارہ ہے
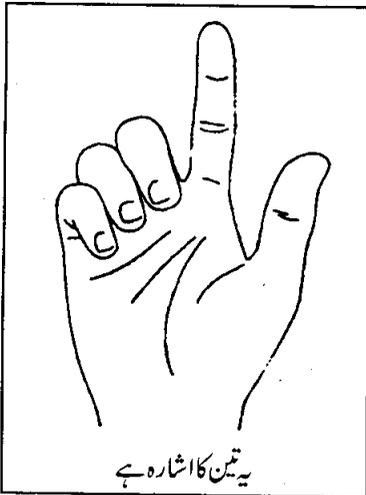
❸ اب درمیانی انگلی کو موڑتے ہوئے بند کیجئے اور انگلی کی جڑ سے قریب کرنے کی کوشش کیجئے۔

واضح رہے کہ ان صورتوں میں پہلے سے بند کی ہوئی انگلیوں کو نہ کھولیں بلکہ اسی طرح بند ہی رہنے دیں جیسا کہ تصاویر سے ظاہر ہے۔

❹ اب صرف چھنگلی کو کھول کر سیدھا کھڑا کر دیں۔

یہ چار کا اشارہ ہے
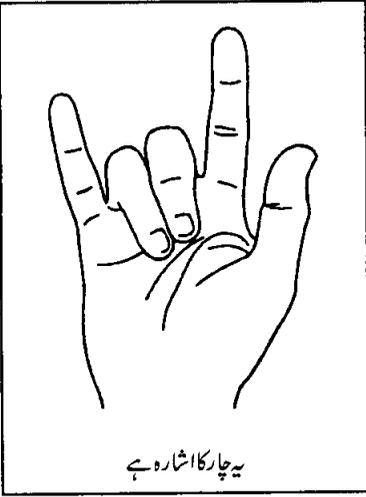
❺ اب منجھلی انگلی بھی کھڑی کر لیجئے۔

یہ پانچ کا اشارہ ہے
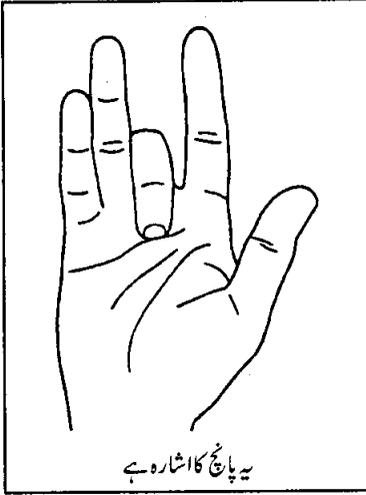
❻ اب آپ منجھلی انگلی سابقہ طریقہ سے بند کرتے ہوئے درمیانی انگلی کھڑی کر دیں۔ اس کے ساتھ چھنگلی بھی کھڑی رہے گی۔

یہ چھ کا اشارہ ہے

یہ سات کا اشارہ ہے
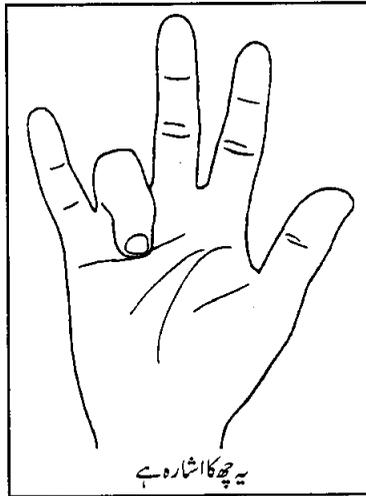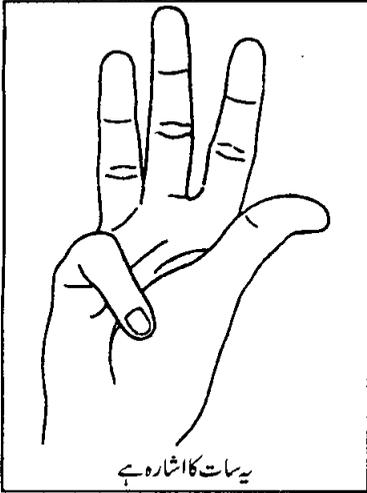
❼ اب آپ چھنگلی کو اس طرح بند کر دیں کہ انگوٹھے سے نیچے جو گوشت والا حصہ ہے اس پر جا لگے اور منجھلی اور درمیانی انگلیاں اپنی جگہ سیدھی رکھنے کی کوشش کیجئے۔

یہ آٹھ کا اشارہ ہے
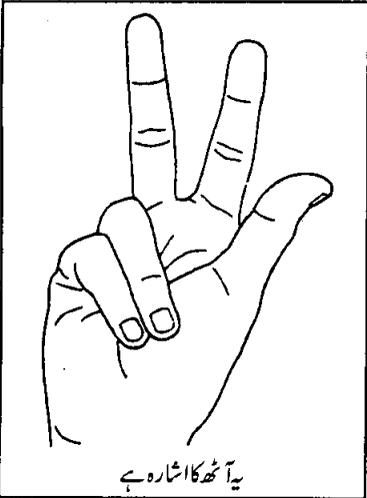
❽ اب آپ منجھلی انگلی بھی اسی طرح بند کرتے ہوئے چھنگلیا کے ساتھ شامل کر لیجئے یعنی انگوٹھے سے نیچے گوشت والے حصہ پر اس کا سرا لگا دیجئے اور درمیانی انگلی کو سیدھا کھڑا رکھنے کی کوشش کیجئے۔

یہ نو کا اشارہ ہے
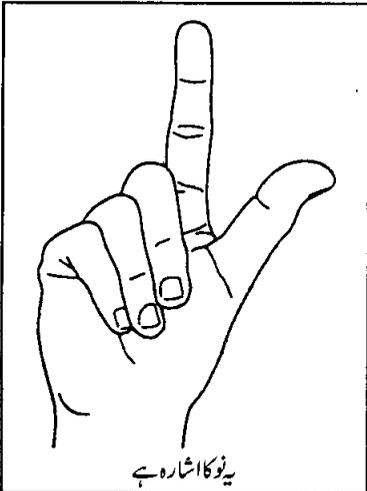
❾ اب آپ درمیانی انگلی بھی ان دونوں کے ساتھ شامل کر دیجئے۔

یہاں تک اکائیاں مکمل ہو چکی ہیں۔ آپ انہیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے اور انگلیوں کو کھولنے اور بیان کردہ طریقہ کے مطابق مخصوص جگہ پر رکھ کر بند کرنے کی مشق کر لیجئے۔ یہ انتہائی اہم ہے کیونکہ دہائیوں کے ساتھ ملا کر ان سے مختلف عدد بنائے جائیں گے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بتائیں گے۔

دہائیاں (عشرات)

دہائیوں میں دس سے لے کر نوے تک کے اشارے بتائے جائیں گے اور ان میں دائیں ہاتھ کی صرف دو انگلیاں یعنی انگوٹھا اور انگشت شہادت کا استعمال ہوگا اور چھنگلی، منجھلی اور درمیانی انگلی اپنے حال پر سیدھی کھڑی رہیں گی۔
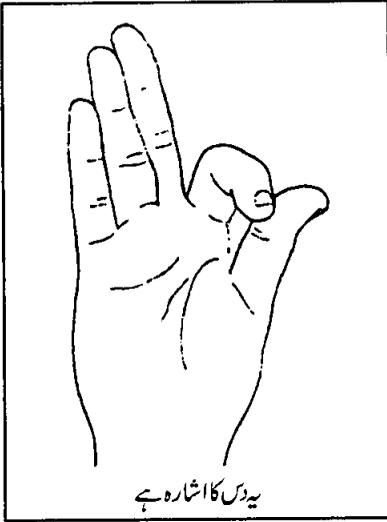
۱۰ اب آپ انگشت شہادت کا سرا انگوٹھے کی درمیانی لکیر پر رکھ کر مندرجہ ذیل شکل کے مطابق حلقہ بنالیں۔

یہ دس کا اشارہ ہے
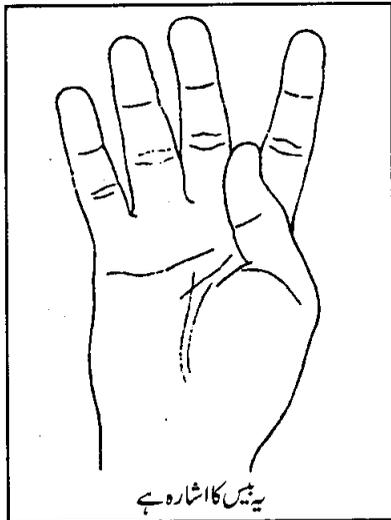
۱۱ اب آپ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے درمیان میں انگشت شہادت کی جڑ کے ساتھ انگوٹھے کا ناخن ملا دیں۔

یہ بیس کا اشارہ ہے

⑫ اب آپ انگشت شہادت اور انگوٹھا دونوں کے سرے آپس میں ملا کر حلقہ بنائیں۔

یہ تیس کا اشارہ ہے
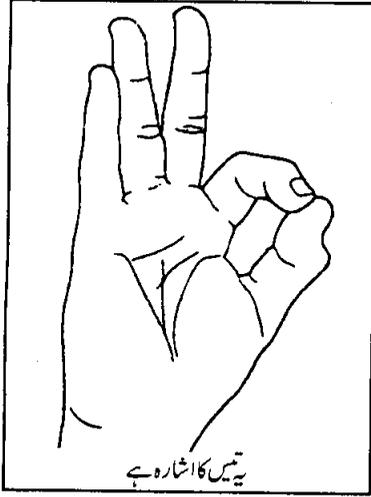
⑬ اب آپ انگوٹھے کو انگشت شہادت کے ساتھ ملا کر اس طرح کھڑا کریں کہ دونوں کے درمیان بالکل خلا نہ رہے اور انگوٹھا انگشتِ شہادت کی پشت کی طرف مائل ہو۔

یہ چالیس کا اشارہ ہے
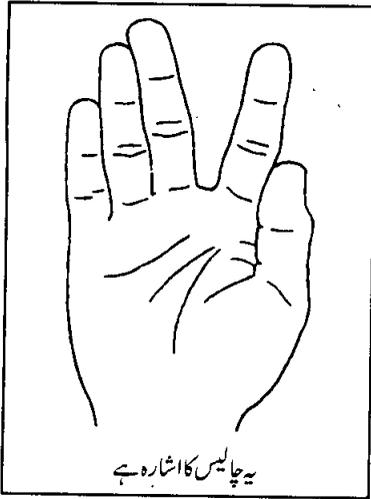
⑭ اب آپ انگوٹھے کے سرے کو انگشت شہادت کی جڑ سے لکیر پر لگائیں۔

یہ پچاس کا اشارہ ہے
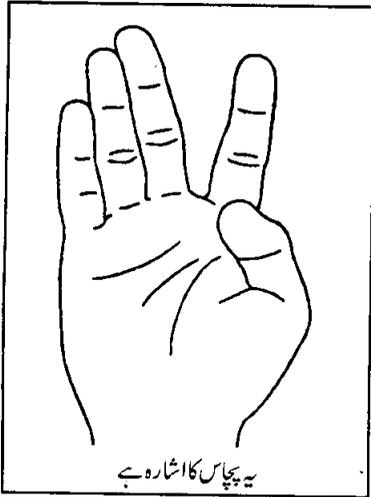
⓯ اب آپ انگوٹھے کے سرے کو انگشت شہادت کے درمیانی پوروے پر لگائیں۔

یہ ساٹھ کا اشارہ ہے
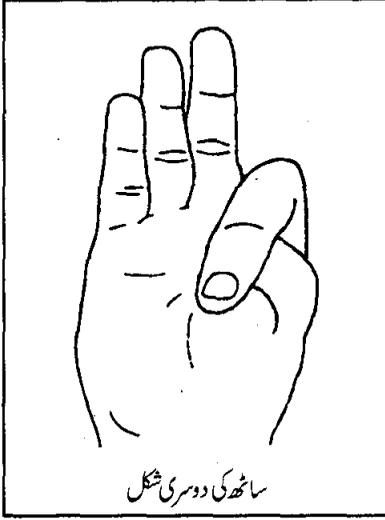
ساٹھ کی دوسری شکل
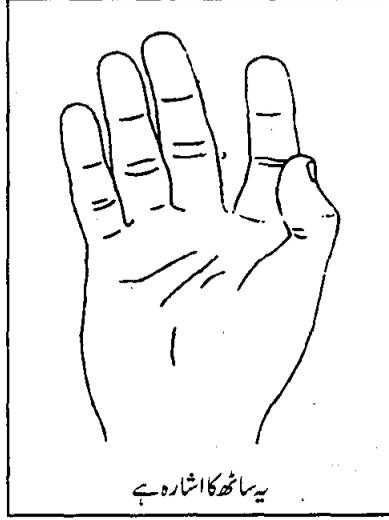
نوٹ: بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ انگشت شہادت کا درمیانی حصہ انگوٹھے کے ناخن پر اس طرح لگائیں کہ ناخن چھپ جائے تو ساٹھ کا اشارہ بنے گا۔ مولانا نور محمد صاحب نے اپنے رسالہ عقد اَنامل میں یہ طریقہ نقل کیا ہے۔

اوپر والی صورت زیادہ راجح ہے کیونکہ قیاس بھی اسی کو ترجیح دیتا ہے کہ انگشت شہادت کے پورووں سے تعلق رکھنے والی باقی دہائیاں یعنی پچاس اور ستر کی دہائی کے اشارہ میں بھی انگوٹھے کا سرا انگشت شہادت کے پوروے سے ملتا ہے تو ساٹھ کی دہائی میں بھی قرین قیاس یہی ہے کہ انگوٹھے کا سرا انگشت شہادت کی درمیانی لکیر سے ملے۔ تاہم دونوں طریقے اور ان کی تصویریں بنادی گئی ہیں جس طرف طبیعت راغب ہو اسے اختیار کرلیا جائے۔

⓰ اب آپ انگوٹھے کا سرا انگشت شہادت کے آخری پوروے پر لگائیں۔
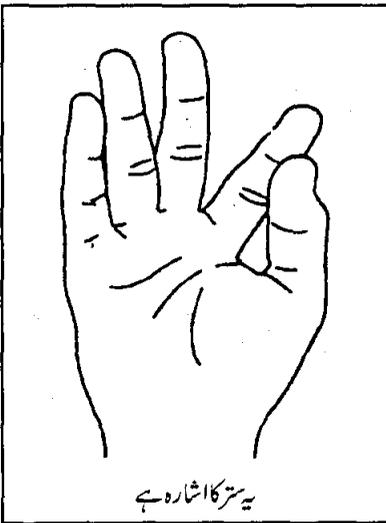
یہ ستر کا اشارہ ہے

⑰ اب آپ انگشت شہادت کا سرا انگوٹھے کی پشت پر لگائیے۔
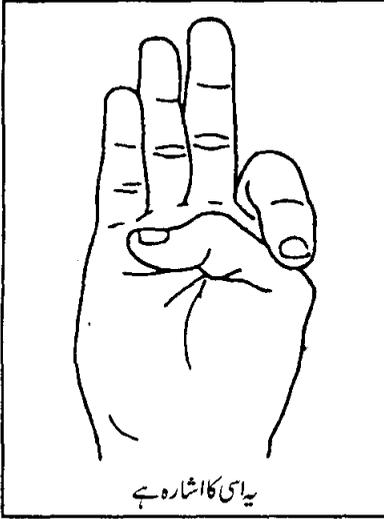
یہ اسی کا اشارہ ہے

⑱ اب آپ انگشت شہادت کو حلقہ کی شکل میں موڑتے ہوئے انگوٹھے کے نچلے حصہ سے اس طرح لگائیں کہ حلقہ چھوٹے سے چھوٹا بنے۔
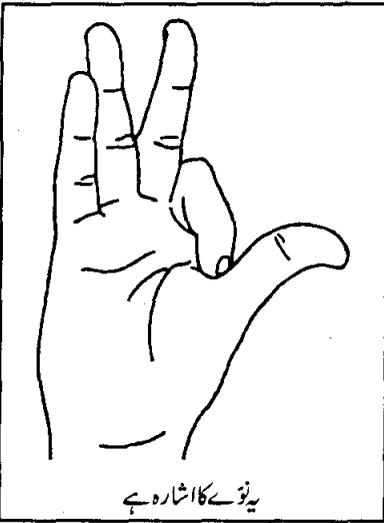
یہ نوے کا اشارہ ہے

یہاں تک دہائیوں (عشرات) کی تفصیل مکمل ہوئی۔ انہیں بہت اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔

⑲ اب ہم آپ کو دہائیوں کے درمیانی عدد کو جو کہ دراصل اکائی اور دہائی سے مل کر بنتے ہیں ان کے بارے میں بتاتے ہیں۔ جیسے گیارہ، بارہ، تیرہ یا اکیس، بائیس، تئیس وغیرہ۔ آپ نے اگر اکائی اور دہائی کے اشارے خوب ذہن نشین کر لئے ہیں تو انہیں سمجھنے میں آپ کو کوئی دشواری نہیں ہوگی۔
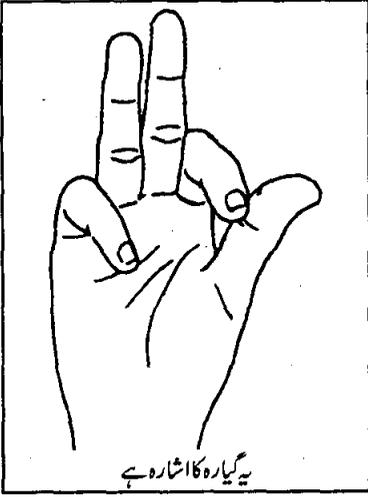
آپ جانتے ہیں دس اور ایک گیارہ (۱۱) ہوتے ہیں لہٰذا پہلے آپ دس کا اشارہ بنایئے پھر اس کے ساتھ ہی اکائی والی انگلیوں میں سے چھنگلی کو بند کر کے ایک کا اشارہ بنا دیجئے۔

یہ گیارہ کا اشارہ ہے
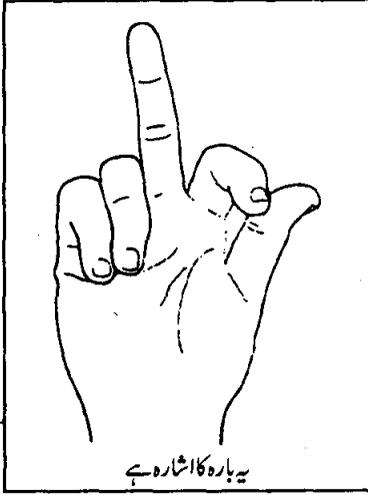
اسی طرح دس کے ساتھ دو کا اشارہ ملایئے۔

یہ بارہ کا اشارہ ہے
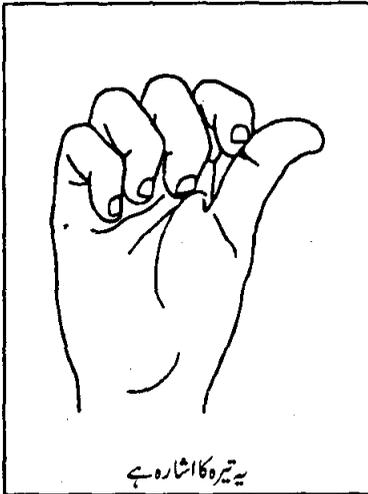
اسی طرح دس کے ساتھ تین کا اشارہ ملایئے۔

اسی طرح آپ دہائی کے ساتھ اکائی شامل کر کے درمیانی عدد بناتے جایئے۔

یہ تیرہ کا اشارہ ہے

یہ تینتیس کا اشارہ ہے
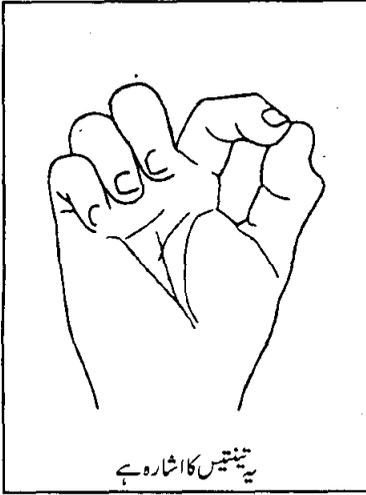
مثال کے طور پر آپ تسبیحات کرتے ہوئے تینتیس کا اشارہ بنانا چاہتے ہیں تو آپ پہلے تیس کا اشارہ بنایئے پھر اس کے ساتھ تین کا اشارہ بنا دیجئے۔

آپ نے دیکھا کس قدر آسانی اور سہولت کے ساتھ اکائی اور دہائی کو ملا کر درمیانی اعداد کے اشارے آپ بنا سکتے ہیں۔ آپ ایک عدد سوچیئے اور ذہن پر زور دے کر اکائی اور دہائی کا مجموعہ تیار کر لیجئے۔ انگلیوں کو بند کرنے اور کھولنے کی مشق اور اکائی اور دہائی کے اشاروں میں دائیں ہاتھ کی کون سی انگلی کہاں استعمال ہوگی۔ حاضر دماغی کے ساتھ آپ فیصلہ کریں اور مطلوبہ عدد کے اشارے بناتے جائیں۔

سیکڑے اور ہزار شمار کرنے کا طریقہ

اگر آپ نے اکائی اور دہائی کا شمار جس کا تعلق دائیں ہاتھ سے ہے خوب ذہن نشین کر لیا ہے تو یہ مرحلہ آپ کے لئے انتہائی آسان وسہل ہے۔ اس میں آپ کا بایاں ہاتھ استعمال ہوگا۔ آپ بائیں ہاتھ کا رخ اپنے چہرے کی طرف کر کے اسے کھول لیجئے اور انگوٹھا اور انگشت شہادت (درمیان میں معمولی خلاء کے ساتھ) ایک طرف کر لیجئے اور چھنگلی، منجھلی اور درمیانی انگلی ایک طرف کر لیجئے۔ جیسا کہ اکائی دہائی کے شمار کے وقت دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔

بایاں ہاتھ

* بائیں ہاتھ کی چھنگلی منجھلی اور درمیانی انگلی پر سیکڑے اور انگوٹھے اور انگشت شہادت پر ہزار شمار کئے جائیں گے بالکل اسی طرح جس طرح دائیں ہاتھ پر اکائیوں کے اشارے تھے بائیں ہاتھ پر سیکڑوں کے اشارے ہوں گے اور جس طرح دائیں ہاتھ پر دہائیوں کے اشارے تھے بائیں ہاتھ پر اسی طرح ہزاروں کے اشارے ہوں گے۔
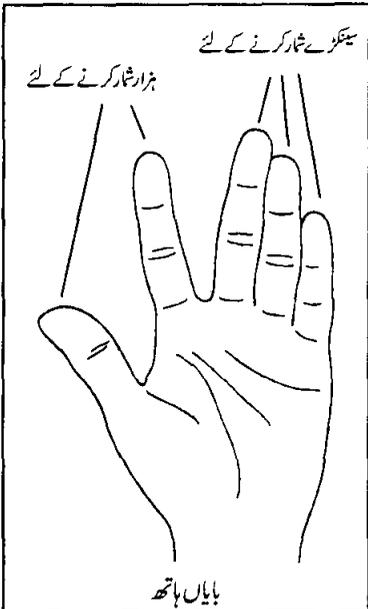
❊ تمام انگلیاں سیدھی کھڑی کر کے بائیں ہاتھ کی چھنگلی بند کریں اور اسے جڑ سے قریب رکھنے کی کوشش کریں۔

یہ ایک سو کا اشارہ ہے
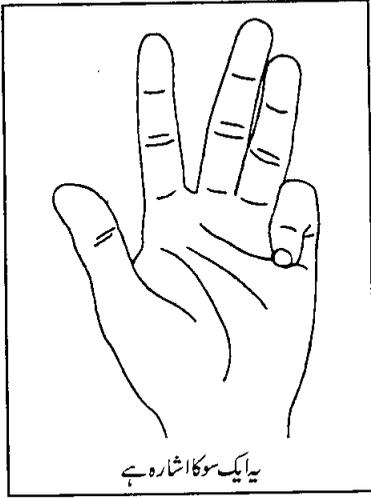
❊ اب منجھلی انگلی بھی اس کے ساتھ بند کر دیں۔

یہ دو سو کا اشارہ ہے
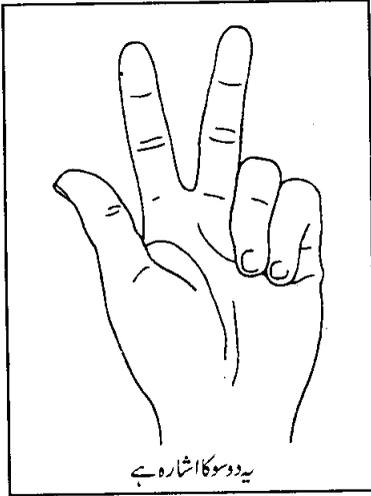
❊ اب اس کے ساتھ اسی طرح درمیانی انگلی بھی شامل کر دیں۔

یہ تین سو کا اشارہ ہے
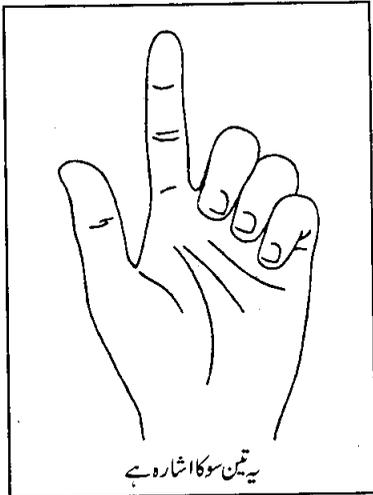
❊ اب چھنگلی سیدھی کھڑی کریں۔

یہ چار سو کا اشارہ ہے
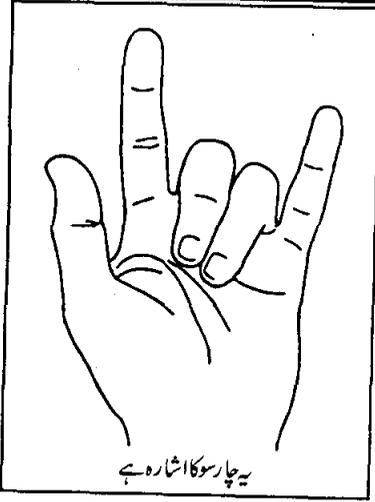
❊ اب چھنگلی کے ساتھ منجھلی انگلی بھی کھڑی کر دیں۔

یہ پانچ سو کا اشارہ ہے
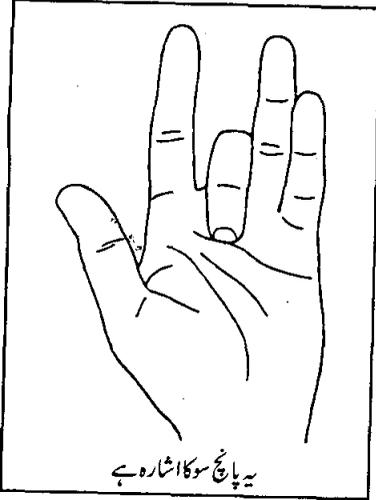
❊ اب منجھلی انگلی بند کر کے درمیانی انگلی اور چھنگلی کھڑی کریں۔

یہ چھ سو کا اشارہ ہے

یہ سات سو کا اشارہ ہے
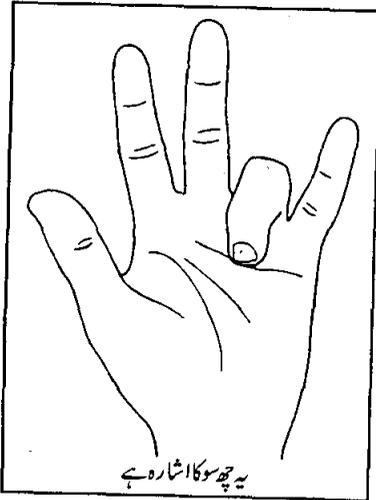
* اب چھنگلی کو انگوٹھے کے نیچے گوشت والے حصہ پر لگانے کی کوشش کریں۔

یہ آٹھ سو کا اشارہ ہے
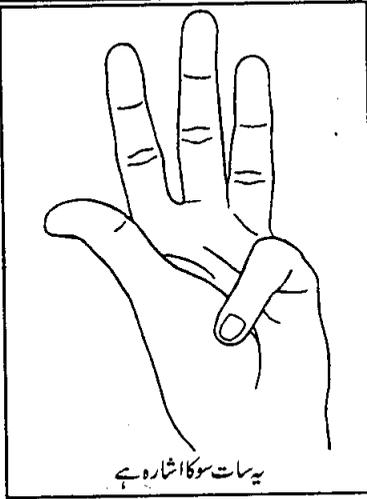
* اب منجھلی انگلی بھی ملایئے۔

یہ نو سو کا اشارہ ہے
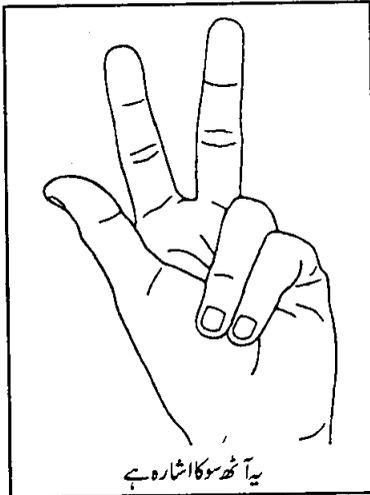
* اب درمیانی انگلی بھی وہیں لگایئے۔
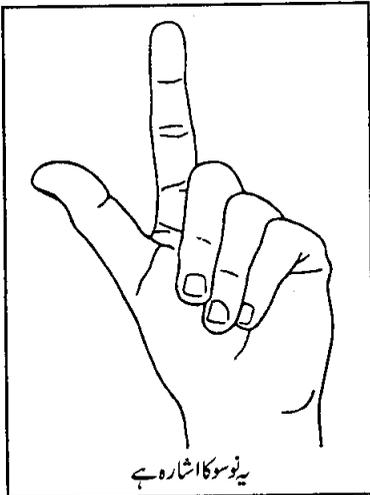
واضح رہے کہ سیکڑوں کے شمار میں انگوٹھا اور انگشت شہادت بالکل استعمال نہیں ہوں گے۔

اب انگلیاں سیدھی کر لیجئے اور انگوٹھا شہادت پر ہزاروں کے شمار کا طریقہ دیکھئے۔

یہ کوئی نیا طریقہ نہیں ہے وہی دائیں ہاتھ پر دہائیوں کے شمار کا عمل بائیں ہاتھ کی ان دونوں انگلیوں پر دہرایا جائے گا۔

یہ ایک ہزار کا اشارہ ہے
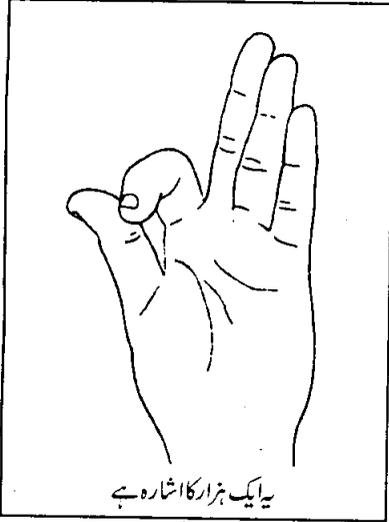
* انگشت شہادت کو انگوٹھے کے درمیان والی لکیر پر لگا کر حلقہ بنا لیجئے۔

یہ دو ہزار کا اشارہ ہے
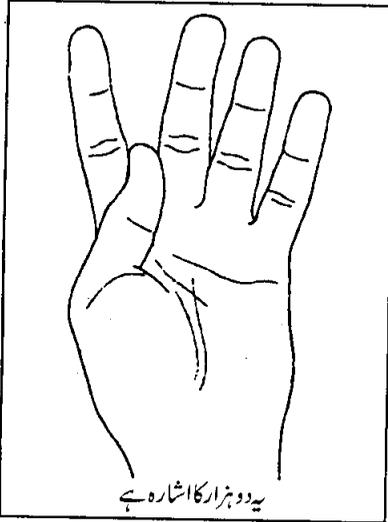
* انگوٹھے کو انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے درمیان میں اس طرح رکھئے کہ انگوٹھے کا ناخن انگشت شہادت سے ملا ہوا ہو۔

واضح رہے کہ اس میں درمیانی انگلی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ صرف سمجھانے کے لئے اس کا نام استعمال ہوا ہے۔

✻ انگشت شہادت اور انگوٹھے سے دونوں کے سرے ملا کر حلقہ بنائیے۔
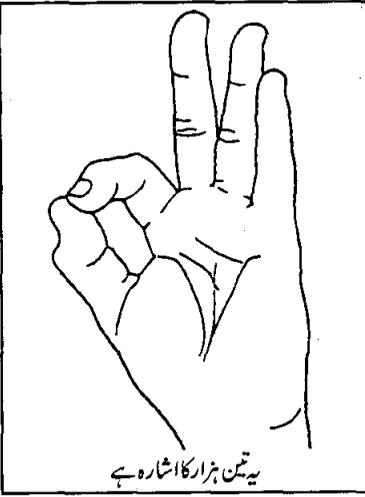
یہ تین ہزار کا اشارہ ہے

باقی تصویریں دے رہے ہیں۔ دہائیوں کے طریقہ پر آپ انگوٹھا اور انگشت شہادت ملاتے جائیے۔
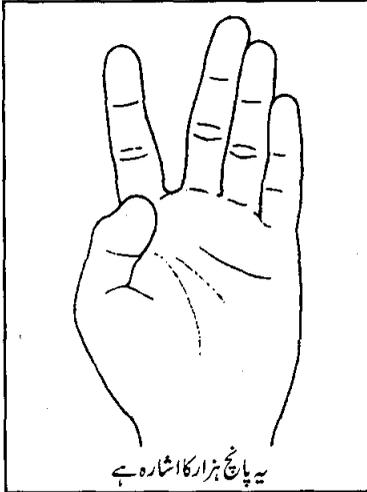
یہ چار ہزار کا اشارہ ہے
یہ پانچ ہزار کا اشارہ ہے
یہ چھ ہزار کا اشارہ ہے
یہ سات ہزار کا اشارہ ہے
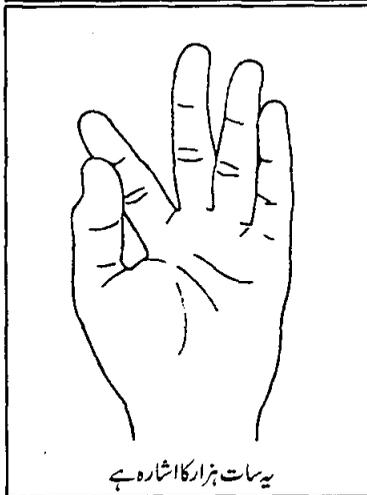
یہ آٹھ ہزار کا اشارہ ہے

یہ نو ہزار کا اشارہ ہے
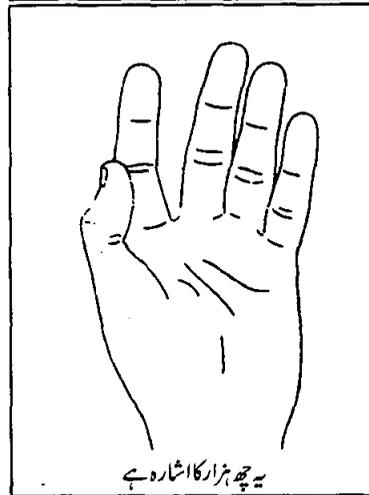
یہ دس ہزار کا اشارہ ہے
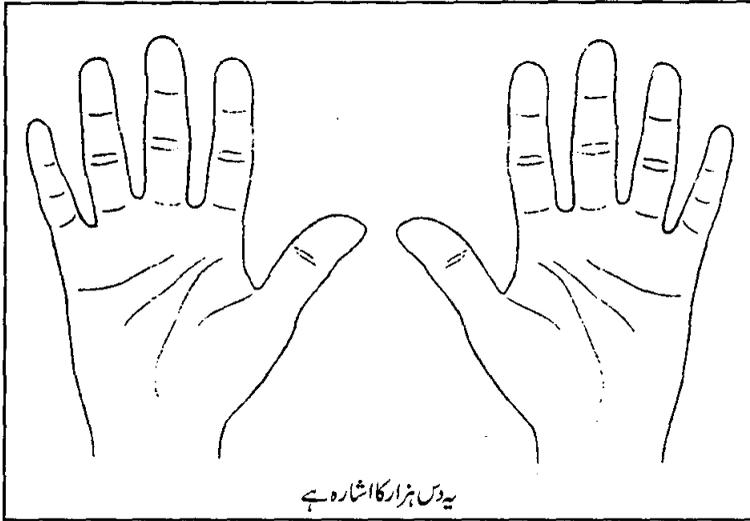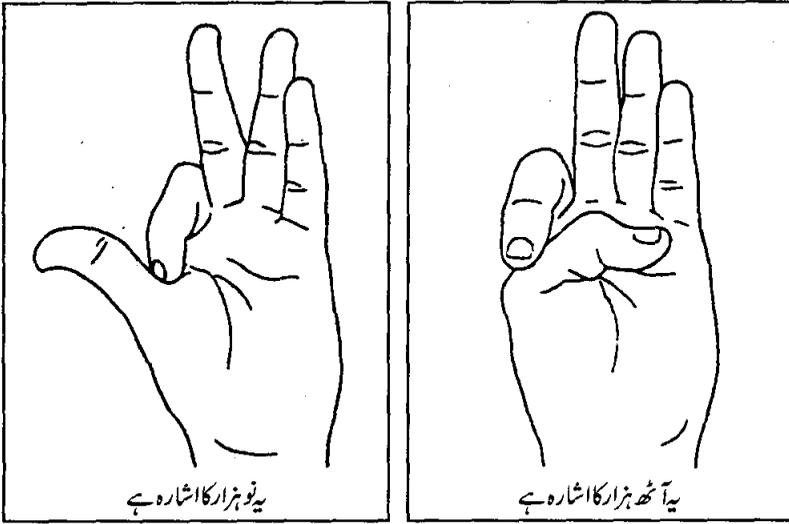
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... (ص۱۸۶، س۲۹) مِثْلَ فَرْخٍ: (ص۱۸۶، س۳۱) پرندے کے بچہ کی طرح ہوگئے۔

وَاَمَا كُنْتَ تَدْعُوْا: (ص۱۸۶، س۳۱) دوسری روایت میں "هَلْ كُنْتَ تَدْعُوْا اللّٰهَ بِشَيْءٍ" اور تَسْاَلُهٗ اِيَّاهُ؟(٦) کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ سے دنیا میں گناہوں کی سزا طلب نہیں کرنی چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا چاہئے۔(۷)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ...... اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا: (ص۱۸۶، س۲۹) اس دعا کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ یہ نہایت جامع دعا ہے کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کی تمام ہی نعمتوں کو شامل ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ میں ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جب بھی کوئی دعا مانگتا ہے تو وہ اس پر آمین کہتا ہے اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے موقع پر

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ......" سے دعا مانگو۔ (۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ طواف کررہے تھے تو اس وقت اس دعا کو پڑھ رہے تھے۔ (۹)

یہ دعا نہایت ہی جامع دعا ہے اکابرین نے سمجھانے کے لئے کئی اقوال ارشاد فرمائے ہیں مثلاً:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً" سے مراد نیک بیوی ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً" سے مراد علم اور دولت ہے۔

ابووائل اور ابن زید رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں اس سے مراد مال ہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراد عافیت ہے۔ (۱۰)

یہ دعا نہایت جامع دعا ہے اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ ہمیشہ دعا مانگا کرتے تھے۔ (۱۱)

تخریج حدیث:

٣٦٢٣ - تقدم تخريجه.

٣٦٢٤ - أخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء التوبة والاستغفار باب: كراهة الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا، حديث (٢٦٨٨/٢٣)، وأحمد (١٠٧/٣، ٢٨٨).

(١) بذل المجهود: ٣٥٥/٢، مرقاة: ١١٦/٥ تا ١١٩، تحفة الاحوذی: ٤٥٩/٩ (٢) كاشف العسر شرح ناظمة الزهر: ص ٣٢ (٣) كاشف العسر: ص ٣٤ (٤) عقد انامل: ص ١٥ (٥) فضائل ذكر: ص ١٥٩ (٦) مسلم شريف (٧) شرح مسلم للنووی (٨) تفسير قرطبی: ٤٣٤/١ (٩) تفسير قرطبی: ٤٣٣/١ (١٠) تفسير زاد المسير: ٢١٦/١ (١١) بخاری و مسلم

بَابُ

باب (ص١٨٦، س٣٤)

٣٦٢٥ - حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ اَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْاَحْوَصِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص١٨٦، س٣٤)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ ...... آخر تک" (یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، حرام سے احتراز اور غنا کا سوال کرتا ہوں) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى: (ص١٨٦، س٣٥) الهدی بمعنی ہدایت یہ بہت بڑی فضیلت ہے اگر یہ آدمی کو مل گئی تو دنیا و

آخرت کی ساری ہی خیریں اس کو مل گئیں اور یہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عطا فرماتے ہیں جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے:
﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ﴾ [1] (آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔) آپ ﷺ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت عطا فرما دیتے ہیں یا پھر:

اَلْهُدٰى: (ص۱۸٦، س۳٥) سے مراد ہر وہ طریقہ ہے جو انسانوں کو معاش اور قیامت اور مکارم اخلاق تک رہنمائی کرے۔[2]

وَالتُّقٰى: (ص۱۸٦، س۳٥) تُقٰی مراد اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اسی میں گناہوں سے اور اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچنا بھی شامل ہے۔[3]

وَالْعَفَافَ: (ص۱۸٦، س۳٥) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو منع کیا ہے اس سے اپنے آپ کو بچانا۔

وَالْغِنٰى: (ص۱۸٦، س۳٥) اس سے محدثین کے نزدیک دل کا غنی ہونا مراد ہے جیسے کہ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے ''لَيْسَ الْغِنٰى غِنَى الْمَالِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ'' نہ کہ مال کی کثرت کیونکہ مال دار آدمی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے سے کبھی رک بھی جاتا ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل بھی ہو جاتا ہے۔

نکتہ:

حدیث بالا میں سب سے پہلے ''ہدیٰ'' کو بیان فرمایا کیونکہ یہی ہر خیر کی جڑ اور بنیاد ہے پھر ''تقویٰ'' کو بیان فرمایا کہ تقویٰ آدمی کو ہدایت کے بعد ہی ملتا ہے اور پھر ''عفاف'' یعنی پاک دامنی کو ذکر فرمایا پاک دامنی اگرچہ تقویٰ میں داخل ہے مگر اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو الگ بیان فرمایا۔ اور پھر آخر میں ''غنیٰ'' کو مانگنے کی ترغیب دی کہ میرے اللہ تعالیٰ آپ میری ضروریات کو پورا فرمائیں لوگوں کا مجھ کو محتاج نہ بنائیں غنیٰ کے ساتھ ہی ہدایت کی تکمیل ہوگی۔[4]

تخریج حدیث:

۳٦۲٥ - أخرجه مسلم: كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، حديث (۷۲/۲۷۲۱)، والبخاري في الأدب المفرد ص (۱۹۹)، حديث (٦۸۱)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: دعاء رسول الله ﷺ، حديث (۳۸۳۲)، وأحمد (۳۸۹/۱، ٤۱۱، ٤۱٦، ٤۳٤، ٤٤۳).

(۱) سورت قصص آیت: ٥٦ (۲) طیبی شرح مشکوۃ، تعلیق الصبیح: ۱٦۰/۳ (۳) تعلیق الصبیح: ۱٦۰/۳ (٤) دلیل الفالحین: ۲۸۳/٤

بَابٌ

باب (ص۱۸٦، س۳٥)

۳٦۲٦ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ

الدِّمَشْقِيّ قَالَ ثَنِی عَائِذُ اللّٰهِ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ دَاوٗدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۶، س۳۵)

ترجمہ: ”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داود علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے ”اَللّٰهُمَّ ......مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ“ تک (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے تیری اور ہر اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر ہر وہ عمل جو مجھے تیری محبت تک پہنچائے۔ اے اللہ تعالیٰ میرے لئے اپنی محبت کو میری جان و مال، اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ عزیز کر دے)۔ راوی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت داود علیہ السلام کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ وہ بندوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔“

تشریح

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ: (ص۱۸۷، س۲) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جملے کے دو ترجمے کئے ہیں۔ (۱) تیری محبت جو مجھ سے ہے (۲) میری محبت جو تجھ سے ہے۔ (۱)

وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ: (ص۱۸۷، س۲) اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو آپ سے محبت کرتا ہے یعنی علماء صلحاء وغیرہ۔ (۲) جیسے کہ دوسری دعا میں آتا ہے ”وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا.“

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ: (ص۱۸۷، س۲) دوسری روایت میں ”اَهَلَ حُبِّكَ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ“ بھی آتا ہے۔ (۳)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا مطلب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ تیری ذات مجھ کو میرے نفس میری اولاد اور مال و دولت سب سے زیادہ محبوب ہو جائے۔ (۴)

مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ: (ص۱۸۷، س۳) اے اللہ تعالیٰ تیری ذات مجھ کو ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو جائے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس طرح آدمی کو ٹھنڈے پانی سے طبعی محبت ہوتی ہے خاص کر گرمی کے ایام میں اے اللہ تعالیٰ تیری محبت بھی میری طبیعت میں ایسی سرایت کر جائے۔

اسی پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا یہ شعر ہے ؎

پیاسا چاہے جیسے آب سرد کو　　　تیری پیاس اس سے بھی بڑھ کر مجھ کو ہو

تخریجِ حدیث:

٣٦٢٦ - تفرد به الترمذي انظر تحفة الأشراف (٨/٢٢٥)، حديث (١٠٩٤٢)، من أصحاب الكتب الستة، وأخرجه الحاكم في المستدرك (٢/٤٣٣)، وقال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه، وقال الذهبي بل عبدالله هذا قال أحمد: أحاديثه موضوعة.

(١) مرقاة (٢) مرعاة المفاتيح: ٦/١٦٥ (٣) مستدرك الحاكم: ٢/٤٣٣ (٤) اشعة اللمعات

باب (ص١٨٧، س٤)

٣٦٢٧ - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِیِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِیِّ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِیْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّیْ فِيْمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّیْ فِيْمَا تُحِبُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاَبُوْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِیُّ اِسْمُهٗ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُمَاشَةَ. (ص١٨٧، س٤)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن یزید خطمی انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ کلمات کہا کرتے تھے ''اَللّٰهُمَّ ...... آخر تک'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت عطاء فرما اور اس کی محبت بھی عطاء فرما جس کی محبت تیرے نزدیک فائدہ مند ہو۔ اے اللہ تعالیٰ جو کچھ تو نے مجھے میری پسند کی چیز عطا کی ہے اسے اپنی پسند کی چیز کے لئے میری قوت بنادے اے اللہ تعالیٰ تو نے میری پسندیدہ چیزوں میں سے جو مجھے عطا نہیں کیا اسے اپنی پسندیدہ چیزوں کے لئے میری فراغت کا سبب بنادے۔) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ابوجعفر خطمی کا نام عمیر بن یزید بن خماشہ ہے۔''

تشریح

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ: (ص١٨٧، س٥) مومن کے دل میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ [1] (اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں بہت بڑھ کر ہیں۔)

وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِیْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ: (ص١٨٧، س٥) مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھ کو وہ چیزیں عطا فرما جو آپ کی محبت میں اضافہ کا باعث ہوں مثلاً مال، اولاد، صحت وغیرہ وغیرہ۔

فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّیْ فِيْمَا تُحِبُّ: (ص١٨٧، س٦) جو مال و دولت مجھ کو عطا فرمایا ہے اس پر قناعت کر کے مجھ کو عبادت میں مشغول ہونے کی توفیق عطا فرما اور جو مال و دولت عطا نہیں فرمایا اس کی فکر کرنے کی بجائے تیری عبادت میں لگا رہوں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو شکر وصبر کی توفیق نصیب فرما کر اپنی عبادت کے لئے فارغ فرما لیں۔ (۲)

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ میرے دل سے مخلوق کی محبت نکال دے اور میرے دل میں اپنی محبت ڈال دے اور مجھ کو اطاعت کے لئے فارغ فرمالے۔

تخریج حدیث:

۳۶۲۷ - تفرد به الترمذي، انظر تحفة الأشراف (۱۸٦/۷)، حديث (۹٦۷٦) من أصحاب الكتب الستة، وذكره المتقي الهندي في الكنز، (۱۸۰/۲)، حديث (۳٦۳۲)، وعزاه للمصنف عن عبدالله بن يزيد.

(۱) سورۃ فتح آیت: ۲۹ (۲) مرقاۃ

بَابُ

باب (ص۱۸۷، س۷)

۳٦۲۸ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ ثَنِى سَعْدُ بْنُ اَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبَسِيِّ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ اَبِيْهِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِىْ تَعَوُّذًا اَتَعَوَّذُ بِهٖ قَالَ فَاَخَذَ بِكَفِّىْ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِىْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِىْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِىْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِىْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّىْ يَعْنِىْ فَرْجَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ سَعْدِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى. (ص۱۸۷، س۷)

ترجمہ: ”حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے کہ میں اسے پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ”اَللّٰهُمَّ ...... مَنِيِّىْ“ تک پڑھا (یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ میں اپنے کانوں آنکھوں، زبان، دل اور منی کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں) منی سے مراد شرم گاہ ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں یعنی سعد بن اوس، بلال بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں۔“

تشریح

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِىْ: (ص۱۸۷، س۹) کانوں کے شر سے مراد یہ ہے کہ آدمی حق بات اور وعظ و نصیحت کی باتیں نہ سنے اور ان کانوں سے حرام اور ناجائز چیزیں مثلاً غیبت، چغلی، گانے وغیرہ سنے۔ (۱)

شَرِّ بَصَرِیْ: (ص۱۸۷، س۹) آنکھوں کے شر سے مراد یہ ہے کہ آدمی قرآن مجید کتب دینیہ وغیرہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے بلکہ الٹا اس سے نامحرم اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے ان کو دیکھے۔ (۲)

شَرِّ لِسَانِیْ: (ص۱۸۷، س۹) زبان کے شر سے مراد یہ ہے کہ زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر تلاوت قرآن کریم اور اچھی باتیں کرنے کے بجائے فضول اور ناجائز باتوں میں لگائے رکھے۔ (۳)

شَرِّ قَلْبِیْ: (ص۱۸۷، س۹) دل کے شر سے مراد یہ ہے کہ دل میں اچھے خیالات اور اچھی باتیں سوچنے کے بجائے گندے اور ناجائز خیالات کو سوچے۔ (٤)

شَرِّ مَنِیِّیْ: (ص۱۸۷، س۹) منی کے شر سے مراد یہ ہے کہ منی کو جائز محل میں رکھنے کے بجائے غلط محل میں ڈالے اس سے زنا بھی مراد ہے اور مشت زنی وغیرہ بھی اس میں داخل ہے۔ (٥)

تخریج حدیث:

٣٦٢٨ - أخرجه البخاري في الأدب المفرد ص (١٩٦)، حديث (٦٦٨)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: في الاستعاذة، حديث (١٥٥١) والنسائي: كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من شر السمع والبصر، حديث (٥٤٤٤)، (٢٥٩/٨)؛ كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من شر السمع والبصر، حديث (٥٤٥٥)، (٢٦٠/٨): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من شر البصر، حديث (٥٤٥٦)، (٢٦٧/٨): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من شر الذكر، حديث (٥٤٨٤)، وأحمد (٤٢٩).

(١) فتوحات الربانيه: ٢١٧/٧ (٢) فتوحات الربانيه: ٢١٧/٧ (٣) فتوحات الربانيه: ٢١٧/٧ (٤) فتوحات الربانيه: ٢١٧/٧ (٥) دليل الفالحين: ٢٩٨/٥، فتوحات الربانيه: ٢١٧/٧

بَابٌ

باب (ص۱۸۷، س۹)

٣٦٢٩ - حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ طَاؤُسِ الْيَمَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَآءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۷، س۹)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے تھے جیسے قرآن کریم کی کوئی سورت یاد کراتے ہوں ”اَللّٰهُمَّ ...... آخر تک“ (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں دوزخ، قبر، دجال کے فتنے، زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔“

۳۶۳۰ - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِیُّ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَاَنْقِ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا اَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۷، س۱۳)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے ''اَللّٰهُمَّ سے آخر تک'' (یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے دوزخ کے فتنے، دوزخ کے عذاب، قبر کے فتنے، امیری کے فتنے، فقر کے فتنے اور دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے۔ اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری کر دی۔ اے اللہ تعالیٰ میں سستی، بڑھاپے، گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

۳۶۳۱ - حَدَّثَنَا هَارُوْنُ نَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عِنْدَ وَفَاتِهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۷، س۱۸)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے وقت یہ دعا کرتے ہوئے سنا ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ...... آخر تک'' (یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے اعلیٰ دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) سے ملا دے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

تشریح

كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَآءَ: (ص۱۸۷، س۱۲) یعنی جس طرح اہتمام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید سکھاتے تھے اسی طرح اہتمام سے اس دعائے بالا کو یاد کرواتے تھے کیونکہ اس میں دنیا و آخرت کے تمام ہی فتنوں سے حفاظت کی دعا کی گئی ہے۔

عَذَابِ جَهَنَّمَ: (ص۱۸۷، س۱۳) جہنم وہ جگہ ہے جہاں پر قیامت کے دن کافروں اور فاسقوں کو عذاب دیا جائے گا اگرچہ ان لوگوں کو سب سے آخر میں اس میں عذاب ہوگا مگر اہمیت کے پیش نظر اس کو سب سے مقدم کیا۔[1]

عَذَابِ الْقَبْرِ: (ص۱۸۷، س۱۳) اہل سنت والجماعت کے نزدیک قبر میں عذاب ہوتا ہے جب کہ معتزلہ وغیرہ اس کا انکار کرتے ہیں مگر قرآن مجید کے اشارے اور احادیث متواتر، کی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ عذاب قبر سے انکار کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔(۲)

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ: (ص۱۸۷، س۱۳) لفظ مسیح کا اطلاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ہوتا ہے اور دجال کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جب دجال کے لئے بولا جاتا ہے تو مسیح کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہے یا وہ بہت زیادہ سفر کرنے والا ہوگا۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جب استعمال ہوتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ وہ ہاتھ لگا کر مریضوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست کر دیتے تھے یا ان کے کثرت سفر کی وجہ سے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔(۳)

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ: (ص۱۸۷، س۱۳) یہ تعمیم بعد التخصیص ہے فتنۃ الحیاۃ میں فتنۂ دجال۔ اور فتنۂ ممات میں عذاب قبر داخل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عذاب قبر اور فتنۃ المسیح دجال کو اہمیت اور سخت ہونے کی وجہ سے دوبارہ بیان فرمایا گیا ہے۔(٤)

حَدَّثَنَا هَارُوْنُ ...... (ص۱۸۷، س۱۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ: (ص۱۸۷، س۱٦) مسلمان گناہ گار یعنی معمولی درجے کے جو گناہ گار ہیں ان کو جہنم میں جو تکلیف دی جائے گی اس سے وہ مراد ہے۔

وَعَذَابِ النَّارِ: (ص۱۸۷، س۱٦) جہنم کی آگ سے حفاظت فرما جو کافر و مشرک اور گناہ گار مسلمانوں کو جلائے گی۔

وَعَذَابِ الْقَبْرِ: (ص۱۸۷، س۱٦) معمولی درجے کے مجرمین کو جو قبر میں معمولی درجہ کا عذاب ہوگا اس سے وہ مراد ہے۔

وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ: (ص۱۸۷، س۱٦) کافر و مشرک اور بڑے بڑے مجرموں کو قبر میں بھی عذاب ہوگا جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔(٥)

فِتْنَةِ الْغِنٰى: (ص۱۸۷، س۱۷) مال و دولت بذات خود کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ مال تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑی نعمت ہے اس سے آدمی اس درجے تک پہنچ جاتا ہے جس دوسرے نہیں پہنچ سکتے جیسے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک موقع پر ان کے مال خرچ کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کے بعد جیسا بھی عمل کریں ان پر کوئی عتاب نہ ہوگا اور ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ مگر عموماً مال کے آنے کے بعد آدمیوں میں برائیاں آ جاتی ہیں اس لیے اس کے فتنہ سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔

فِتْنَةِ الْفَقْرِ: (ص۱۸۷، س۱۷) فقر کے ساتھ صبر و قناعت کی دولت بھی میسر ہو جائے تو یہ فقر بھی بڑی نعمت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اور اپنے اہل کے لئے فقر کو ہی پسند فرمایا تھا۔ اگر صبر و قناعت نہ ہو تو یہ فقر اللہ تعالیٰ کا ایک عذاب ہے اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ ”كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا“ فقر آدمی کو کبھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ: (ص۱۸۷، س۱۸) دجال کا فتنہ ان عظیم ترین فتنوں میں سے ہے جن سے آپ ﷺ خود بھی بکثرت پناہ مانگتے تھے اور اہل ایمان کو بھی تلقین فرماتے تھے کہ دجال کے فتنے سے پناہ مانگو۔

اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ: (ص۱۸۷، س۱۸) گناہوں کے اثرات دھونے کی اور دل کی صفائی کی اور گناہوں سے دور رکھے جانے کی بھی دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے اتنا دور فرما دے جتنی دوری مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ (۶)

وَالْهَرَمِ: (ص۱۸۷، س۲۰) ہرم یعنی بڑھاپے کی وہ حد جس میں آدمی کے ہوش وحواس صحیح وسالم نہ رہیں اس سے پناہ مانگی جارہی ہے اسی کی طرف قرآن مجید میں ﴿أَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾ (۷) (بعض بے غرض عمر کی طرف بھی لوٹا دیئے جاتے ہیں۔) سے اشارہ فرمایا گیا ہے۔ (۸)

وَالْمَغْرَمِ: (ص۱۸۷، س۲۰) (اور قرضے کے بوجھ سے) کہ آدمی کسی وجہ سے قرضہ لے لے اور پھر اس کو ادا نہ کر سکے اس میں آدمی کو بڑی ذلت ہوتی ہے اس سے بھی پناہ طلب کی جارہی ہے۔

حَدَّثَنَا هَارُوْنُ ...... (ص۱۸۷، س۲۰) اِغْفِرْ لِیْ: (ص۱۸۷، س۲۱) بطور انکساری اور تواضع کے فرمایا ورنہ آپ ﷺ کی مغفرت کا اعلان تو دنیا میں ہی کر دیا گیا تھا۔ (۹)

بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى: (ص۱۸۷، س۲۱) ''رفیق اعلیٰ'' سے انبیاء علیہم السلام کی جماعت مراد ہے۔

ایک دوسری روایت میں ''مَعَ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى'' کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ رفیق اعلیٰ سے مراد ملائکہ ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد جنت ہے۔

بعض کہتے ہیں اس سے مراد اللہ جل شانہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں ''رفیق'' بھی شامل ہے۔ واللہ اعلم (۱۰)

تخریج حدیث:

٣٦٢٩ - أخرجه مالك: كتاب القرآن: باب: ماجاء في الدعاء، حديث (٣٣)، مسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: ما يستعاذ منه في الصلاة، حديث (١٣٤/٥٩٠)، وابوداود: كتاب الصلاة: باب: فى الاستعاذة، حديث (١٥٤٢)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: ما يقول بعد التشهد، حديث (٩٨٤) والنسائي: كتاب الجنائز: باب: التعوذ من عذاب القبر، حديث (٢٠٦٣)، (٤٧٦/٨): كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من فتنة الممات حديث (٥٥٢٢)، وأحمد (٢٤٢/١، ٢٥٨، ٢٩٨، ٣١١).

٣٦٣٠ - أخرجه البخاري: كتاب الدعوات: باب: الاستعاذة من فتنة الغنى، حديث (٦٣٧٦)، (١٨٠/١١): كتاب الدعوات: باب: التعوذ من المأثم والمغرم، حديث (٦٣٦٨)، ومسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب: ما يستعاذ منه في الصلاة، حديث (٥٨٩/١٢٩)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: في الاستعاذة، حديث (١٥٤٣)، والنسائي: كتاب الطهارة: باب: الوضوء على الثلج، حديث (٦١)، (١٧٦/١): كتاب المياه: باب: الوضوء بماء الثلج والبرد، حديث (٣٣٣)، (٢٦٢/٨) كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من شر فتنة القبر، حديث (٥٤٦٦)، (٢٦٦/٨) كتاب الاستعاذة: باب: الاستعاذة من شر فتنة الغنى، حديث (٥٤٧٧)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: ما تعوذ منه رسول الله ﷺ، حديث (٣٨٣٨)، وأحمد (٥٧/٦)، (٢٠٧/٦)، وعبد بن حميد ص (٤٣٣)، حديث (١٤٩٢).

۳۶۳۱ - أخرجه مالك: كتاب الجنائز: باب: جامع الجنائز، حديث (٤٦) والبخاري: كتاب المغازي: باب: مرض النبي ﷺ ووفاته، حديث (٤٤٤٠) وطرفه في (٥٦٧٤)، ومسلم: كتاب فضائل الصحابة: باب: في فضل عائشة رضي الله عنها، حديث (٢٤٤٤/٨٥)، وأحمد (٢٣١/٦).

(۱) فتوحات الربانیہ: ۵/۳ (۲) احکام القرآن للتھانوی (۳) دلیل الفالحین: ۲۲۷/۴ (٤) فتوحات الربانیہ: ۸/۳ (۵) معارف الحدیث: ۱۹۰/۵ (٦) معارف الحدیث: ۱۹۰/۵ (۷) سورت الحج آیت: ۵ (۸) معارف الحدیث: (۱۹۰/۵ (۹) سورت فتح آیت ۲ (۱۰) فتح الباری ۱۲۷/۸

بَابُ

باب (ص۱۸۷، س۲۲)

۳۶۳۲ - حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُّهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ. (ص۱۸۷، س۲۲)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ سو رہی تھی کہ میں نے آپ ﷺ کو نہ پا کر ہاتھ سے ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر پڑا۔ آپ ﷺ سجدے میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے ''اَعُوْذُ...... آخر تک'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تیری رضا کے سبب تیری ناراضگی سے اور تیرے عفو کے سبب تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری اس طرح تعریف نہیں کر سکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ قتیبہ بھی اس حدیث کو یحییٰ بن سعید سے اسی سند سے اسی کی مانند نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ زیادہ بیان کرتے ہیں ''وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ'' (یعنی میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیری اس طرح تعریف نہیں کر سکتا ......)۔''

تشریح

حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ ...... (ص۱۸۷، س۲۲) **يَدِيْ عَلٰى قَدَمَيْهِ:** (ص۱۸۷، س۲۳) ایک دوسری روایت میں عَلٰى بَطْنِ قَدَمِهٖ بھی آتا ہے۔[1]

علماء احناف اس جملے سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ عورت کا ہاتھ لگانا ناقض وضو نہیں ہوتا۔
وَهُوَ سَاجِدٌ: (ص۱۸۷، س۲۳) مسلم شریف کی روایت میں وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے گھر میں ایک جگہ نوافل ونماز کے لئے مخصوص فرمائی ہوئی تھی وہ جگہ مراد ہے۔
لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ: (ص۱۸۷، س۲٤) میں آپ کی ایسی تعریف کرنے کی طاقت نہیں رکھتا جس کے اے اللہ تعالیٰ آپ مستحق ہیں۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ میں آپ کی ایک بھی نعمت کی تعریف کے بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ میں آپ کی تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا جیسے کہ حدیث شفاعت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ ''فَاَحْمَدُ بِمَحَامِدَ لَا اَقْدِرُ عَلَيْهَا الْآنَ''(۲)
(میں (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کروں گا جس پر آج میں قادر نہیں ہوں۔)
اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ: (ص۱۸۷، س۲٤) علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس جملے میں آپ ﷺ نے اپنی عجز و انکساری کو بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی تعریف کر لی جائے تب بھی وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کرسکا۔
علماء فرماتے ہیں آدمی ایک طرف اللہ تعالیٰ کی ثناء وتعریف کرتا بھی رہے اور اس کے ناتمام ہونے پر استغفار بھی کرتا رہے کہ اے اللہ تعالیٰ میں آپ کی ایسی تعریف نہیں کرسکا جس کے آپ مستحق ہیں اے اللہ تعالیٰ مجھ کو معاف فرمادے۔(۳)
فائدہ: یہ دعا بھی جامع دعاؤں میں سے ہے آپ ﷺ اس کے پڑھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔

تخریج حدیث:
۳٦۳۲ - أخرجه مالك: كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعا، حديث (۳۱)، والنسائي: كتاب التطبيق: باب: الدعاء في السجود نوع آخر، حديث (۱۱۳۰).

(۱) مسلم شریف (۲) عون المعبود شرح ابوداود (۳) عون المعبود

بَابٌ

باب (ص۱۸۷، س۲٤)

۳٦۳۳ - حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلُ اَحَدُكُمُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ فَاِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (ص۱۸۷، س۲٤)
ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس طرح دعا نہ

کرے کہ اے اللہ تعالیٰ اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما۔ اے اللہ تعالیٰ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ اسے چاہئے کہ سوال کو کسی چیز کے ساتھ معلق نہ کرے کیونکہ اسے روکنے یا منع کرنے والا کوئی نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

تشریح

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ: (ص۱۸۷، س۲۵)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کی جائے پورے یقین کے ساتھ کی جائے کہ یہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ یہ کہنا کہ اے اللہ تعالیٰ اگر آپ چاہیں تو ایسا کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا میں شک ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے تو اب شک کرنا بے پرواہی اور استغناء کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ [1]

اس حدیث کی شرح میں علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"اَرَادَ اُدْعُوْہُ مُعْتَقِدِیْنَ وُقُوْعَ الْاِجَابَۃ لِاَنَّ الدَّاعِیَ اِذَالَمْ یَکُنْ مُتَحَقِّقًا فِی الرَّجَاءِ لَمْ یَکُنْ رَجَاءُہٗ صَادِقًا وَاِذَا لَمْ یَکُنِ الرَّجَاءُ صَادِقًا لَمْ یَکُنِ الرَّجَاءُ خَالِصًا وَالدَّاعِیْ مُخْلِصًا فَاِنَّ الرَّجَاءَ ھُوَ الْبَاعِثُ عَلَی الطَّلَبِ وَلَا یَتَحَقَّقُ الْفَرْعُ اِلَّا بِتَحَقُّقُ الْاَصْلِ." [2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس یقین و اعتقاد کے ساتھ دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرمائیں گے کیونکہ دعا کرنے والے کو جب دعا کی قبولیت کی امید نہیں ہوگی تو اس کی امید صادق نہ ہوگی اور جب امید صادق نہیں ہے تو وہ دعا بھی اخلاص کے ساتھ نہیں ہوگی اور دعا کرنے والا بھی مخلص نہیں ہوگا کیونکہ امید ہی دعا مانگنے کا سبب ہے اور فرع اصل کے بغیر متحقق نہیں ہوتی۔

تخریج حدیث:

٣٦٣٣ - أخرجه مالك: كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعاء، حديث (٢٨)، والبخاري: كتاب الدعوت باب: ما يعزم المسألة فإنه لا تكره له، حديث (٦٣٣٩) طرفه في (٧٤٧٧)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: الدعاء، حديث (١٤٨٣)، وابن ماجه: كتاب الدعاء: باب: لا يقول الرجل: اللّهم اغفر لي إن شئت، حديث (٣٨٥٤)، وأحمد (٢/٢٤٣، ٢٦٣، ٢٦٤، ٤٨٦، ٥٣٠)، والحميدي (٢/٤٢٧)، حديث (٩٦٣).

(١) مرقاة، مظاهر حق: ٢/٤٦٨ (٢) كتاب المسير فى شرح مصابيح السنة: ٢/٥١٦

بَابُ

باب (ص۱۸۷، س۲۶)

٣٦٣٤ - حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ نَا مَعْنٌ نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِىْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْاَلُنِىْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِىْ فَاَغْفِرَ لَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَاَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْاَغَرُّ اِسْمُهٗ سَلْمَانُ وَفِى الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَرِفَاعَةِ الْجُهَنِيِّ وَاَبِى الدَّرْدَآءِ وَعُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ. (ص۱۸۷، س۲۶)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ روزانہ رات کو جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو دنیا کے آسمان پر آجاتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اسے قبول کروں اور کون ہے جو مجھ سے مغفرت مانگے تاکہ میں اسے بخش دوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوعبداللہ الاغر کا نام سلمان ہے۔ اس باب میں حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، ابوسعید، جبیر بن مطعم، رفاعہ جہنی، ابودرداء، اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔''

۳۶۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوٰاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِىَ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ الدُّعَآءُ فِيْهِ اَفْضَلُ اَوْ اَرْجٰى اَوْنَحْوَ هٰذَا. (ص۱۸۷، س۳۰)

ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی (دعا)۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابوذر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رات کو آخری حصے میں مانگی جانے والی دعا افضل ہے اور اس کی قبولیت کی امید ہے۔ یا اسی کی مثل نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

حدیث کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ پہلے تہائی رات گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے اس وقت سے فائدہ اٹھا کر خوب عبادت اور خوب دعا مانگنی چاہئے۔

يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا: (ص۱۸۷، س۲۷) اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی جسم ہے؟

اس بارے میں چار مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: مُشَبِّھہ کا ہے وہ اس کو ظاہر اور حقیقی معنی پر محمول کرتے ہیں یہ مذہب باطل ہے۔

دوسرا مذہب: متکلمین کا ہے وہ کہتے ہیں کہ الفاظ کا ظاہری معنی مرادنہیں ہے بلکہ یہاں پر مجازی معنی مراد ہے نزول کا معنی نزول رحمت یا نزول ملائکہ وغیرہ ہے اس کو عبدالوہاب شعرانی اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے بھی پسند کیا ہے۔

تیسرا مذہب: احباب مفوضہ۔ اور جمہور سلف اور محدثین کا مذہب ہے۔ وہ کہتے ہیں اس قسم کی احادیث متشابہات میں سے ہوتی ہیں اس کے معنی اور کیفیت ہم کو نہیں معلوم اس میں ہم کو سکوت کرنا چاہئے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فالحاصل نزول الباری الی السماء الدنیا نزول حقیقه یحمل علی ظاهره ویفوض تفصیله وتکیفه الی الباری عز برهانه وهو مذهب الائمه الاربعه والسلف الصالحین کما نقله الحافظ."(۱)

چوتھا مذہب: خوارج اور معتزلہ وغیرہ کا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں اور اس قسم کی احادیث کو وہ صحیح نہیں مانتے یہ مذہب بھی باطل ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ......: (ص۱۸۷، س۳۰) حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد خصوصیت سے دعا قبول ہوتی ہے۔

جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ: (ص۱۸۷، س۳۱) جب لوگ رات میں سونے میں مشغول ہوتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اٹھ کر اپنے رب سے راز و نیاز کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اس وقت کی حالت اللہ تعالیٰ کو بہت ہی اچھی لگتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے وقت میں اعلان فرماتے ہیں ہے کہ کوئی ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ میں اس کو عطا کروں ......۔(۲)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ کوئی مسلمان بندہ اس میں دنیا یا آخرت کی کوئی بھلائی طلب نہیں کرتا مگر اللہ جل شانہ اس کو وہ عطا فرما دیتے ہیں۔(۳)

فرض نمازوں کے بعد دعا کرنے کا حکم:

وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ: (ص۱۸۷، س۳۱) فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ مضمون متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے۔

بعض صحابہ کے بارے میں منقول ہے کہ دعا کے لئے وہ فرض نماز کا انتظار کرتے تھے کہ اس کے بعد دعا کریں گے۔

فرض نماز کے بعد دعا کرنا متعدد روایات سے ثابت ہے مثلاً حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں۔

"سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُوْفِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ اَللّٰهُمَّ رَبَنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْئٍ"(۴)

(میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے ہوئے سنا اے اللہ تعالیٰ اے ہمارے اور ہر چیز کے رب) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فرمایا تھا۔

"یا معاذ انی واللّٰه لا حبك فلا قدع کل صلوة ان تقول اللهم اعنی علی ذکرك و شکرك و

حسن عبادتك." (۵)

(اے معاذ رضی اللہ عنہ بخدا مجھ کو تم سے محبت ہے تم ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھنا مت چھوڑنا اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ ......) اسی طرح سے متعدد روایات سے دعا بعد الصلوۃ ثابت ہے۔

خاتم المحدثین حضرت انور شاہ کشمیری اس بارے میں اپنا فیصلہ اس طرح سناتے ہیں۔

"لَا رَيْبَ اَنَّ الْاَدْعِيَةَ دُبُرَ الصَّلٰوتِ قَدْ تَوَاتَرَتْ تَوَاتُرًا لَا يُنْكَرُ ......" (٦)

(بیشک نماز کے بعد دعا کرنا تواتر سے ثابت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا) ہاں دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانا تو نفل کے بعد یہ ایک آدھ بار ثابت ہے پھر فقہاء نے اس پر قیاس کرتے ہوئے فرائض میں بھی ثابت کیا ہے رہی یہ بات کہ ایسے معاملے میں مواظبت کرنا کیسا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدھ بار ہی ثابت ہے تو مستحب امر میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھار ہی ثابت ہوتا ہے امت اس پر مواظبت کر سکتی ہے ہاں اگر کوئی اس کے ترک کرنے پر کسی کو برا بھلا کہے اس وقت اس کے بدعت ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

تخریج حدیث:

٣٦٣٤ - أخرجه مالك: كتاب القرآن: باب: ما جاء في الدعاء، حديث (٣٠)، والبخاري: كتاب التهجد: باب: الدعاء والصلاة من آخر الليل، حديث (١١٤٥) وطرفه في (٦٣٢١، ٧٤٩٤)، ومسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب: الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة منه، حديث (١٦٨/٧٥٨)، وأبوداود: كتاب الصلاة: باب: أي الليل أفضل، حديث (١٣١٥)، (٢٣٤/٤): كتاب السنة: باب: في الرد على الجهميه، حديث (٤٧٣٣)، وابن ماجه: كتاب السنة: باب: في الرد على الجهميه، حديث (٤٧٣٣). وابن ماجه: كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها: باب: ما جاء في أي ساعات الليل أفضل، حديث (١٣٦٦)، والدارمي: كتاب الصلاة: باب: ينزل الله إلى السماء، وأحمد (٢/٢٦٤، ٢٦٧، ٥٠٤)، وفي الأدب المفرد ص (٢٢٣)، حديث (٧٦٠).

٣٦٣٥ - تفرد به الترمذي، انظر التحفة (١٧٣/٤)، حديث (٤٨٩٢) من أصحاب الكتب الستة، وذكره المنذري في ((الترغيب والترهيب)) (٤٨٦/٢)، حديث (٢٤٥٥)، عن أبي أمامة، وعزاه للترمذي، وقال: حديث حسن.

(١) فيض الباري و فتح الباري: ٣٠/٢ (٢) ترمذى (٣) مشكوة (٤) سنن ابى داؤد كتاب الصلوة باب ما يقول الرجل اذا سلم (٥) سنن ابى داؤد كتاب الصلوة باب فى الاستغفار (٦) فيض البارى: ٤١٧/٤

بَابُ

باب (ص۱۸۷، س۳۳)

٣٦٣٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا

نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ بِاَنَّكَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا اَصَابَ فِيْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا اَصَابَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۷، س۳۳)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص صبح یہ دعا پڑھے گا اس کے اس دن کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر شام کو پڑھے گا تو اس رات اس سے سرزد ہونے والے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے ''اَللّٰهُمَّ ...... وَرَسُوْلُكَ''تک (یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم نے صبح کی، ہم تجھے تیرے عرش کے اٹھانے والوں، تیرے فرشتوں اور تیری تمام مخلوق کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ تو اللہ تعالیٰ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔) یہ حدیث غریب ہے۔''

تشریح

اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ ......:

یہ دعا اتنی مبارک ہے کہ اگر کوئی صبح اس دعا کو پڑھ لے تو صبح سے لے کر شام تک کے سارے گناہ اس کے معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اگر شام کو پڑھے تو رات کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا اَصَابَ: (ص۱۸۷، س۳۵) علماء فرماتے ہیں اس دعا کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں البتہ کبیرہ گناہوں کے لئے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔

اسی طرح حقوق العباد بھی اس دعا کے پڑھنے سے معاف نہیں ہوں گے ان کو بھی ادا کرنا ضروری ہے۔

تخریج حدیث:

٣٦٣٦ - أخرجه أبوداود: كتاب الأدب: باب: ما يقول إذا أصبح، حديث (٥٠٧٨)، والبخاري في الأدب المفرد ص (٣٥١)، حديث (١٢٠٥) عن مسلم بن زياد عن أنس فذكره.

بَابُ

باب (ص۱۸۸، س۱)

٣٦٣٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ نَا عَبْدُالْحَمِيْدِ بْنُ عُمَرَ الْهِلَالِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي السَّلِيْلِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ دُعَاءَكَ اللَّيْلَةَ فَكَانَ الَّذِيْ وَصَلَ اِلَيَّ مِنْهُ اَنَّكَ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ قَالَ فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَيْئًا

وَاَبُو السَّلِيْلِ اسْمُهٗ ضُرَيْبُ بْنُ نُقَيْرٍ وَيُقَالُ نُفَيْرٌ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۸، س۱)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سنی چنانچہ جو میں سن سکا وہ یہ ہے "اَللّٰهُمَّ ......" (یعنی اے اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرما، میرے گھر میں کشادگی پیدا فرما اور جو کچھ مجھے یاد ہے اس میں برکت پیدا فرما)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس میں دیکھا کہ کوئی چیز چھوٹ گئی ہو۔ ابوالسلیل کا نام ضریب بن نقیر ہے انہیں نفیر بھی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔"

تشریح

وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ: (ص۱۸۸، س۳) دار بمعنی گھر۔ اس سے مراد یا تو دنیا کا گھر ہے یا قبر مراد ہے کہ حقیقی گھر ہر ایک کا قبر ہی ہے۔

وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ: (ص۱۸۸، س۳) کہ رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا اور اس پر اللہ تعالیٰ برکت کی دولت بھی عطا فرمادے۔

تَرَكْنَ شَيْئًا: (ص۱۸۸، س۳) دنیا و آخرت سب کچھ اس میں آ گیا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اس دعا میں کیا کوئی چیز چھوٹ گئی ہے؟

تخریج حدیث:

٣٦٣٧ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (١٠/١١٦)، حديث (١٣٥١٢) من أصحاب الكتب الستة من طريق أبي السليل عن أبي هريرة.

بَابٌ

باب (ص۱۸۸، س٤)

٣٦٣٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِيْ عِمْرَانَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ لِاَصْحَابِهٖ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

غَرِیْبٌ وَقَدْ رَوٰی بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَبِیْ عِمْرَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. (ص۱۸۸، س٤)

تَرْجَمَہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے یہ دعاء کئے بغیر اٹھے ہوں ''اَللّٰھُمَّ...... آخر تک'' (یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم میں اپنے خوف کو اتنا تقسیم کر دے کہ ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور اپنی فرمانبرداری ہم میں اتنی تقسیم کر دے کہ وہ ہمیں جنت تک پہنچا دے اور اتنا یقین تقسیم کر دے کہ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور جب تک ہم زندہ رہیں ہماری سماعت، بصر اور قوت سے ہمیں مستفید کرا اور اسے ہمارا وارث کر دے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمارا انتقام اسی تک محدود کر دے جو ہم پر ظلم کرے۔ ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطاء فرما، ہمارے دین میں مصیبت نازل نہ فرما، دنیا ہی کو ہمارا اصل مقصد نہ بنا اور نہ دنیا کو ہمارے علم کی انتہا بنا اور ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے) یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بعض حضرات اس حدیث کو خالد بن ابی عمران سے وہ نافع سے اور وہ ابن عمر سے نقل کرتے ہیں۔''

٣٦٣٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ نَا سُفْيَانُ الشَّحَّامُ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعَنِیْ اَبِیْ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْكَسْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ یَابُنَیَّ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُهُنَّ قَالَ الْزَمْهُنَّ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهُنَّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. (ص۱۸۸، س۹)

تَرْجَمَہ: ''حضرت مسلم بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے یہ دعا کرتے ہوئے سنا ''اَللّٰھُمَّ ......'' تو پوچھا کہ بیٹے یہ دعا تم نے کس سے سنی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ سے۔ فرمانے لگے تو پھر ہمیشہ اسے پڑھتے رہا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے غم، سستی اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں) یہ حدیث حسن غریب ہے۔''

تشریح

قَلَّمَا: (ص۱۸۸، س٥) عموماً آپ مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے کبھی کبھار ہی ایسا ہوتا تھا کہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پڑھی ہو۔

وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ: (ص۱۸۸، س۷) کہ ہم کو اپنی ذات وصفات کا اس درجہ یقین نصیب فرما دے کہ دنیا کی سختیوں اور مصائب کو برداشت کرنا ہمارے لئے آسان ہو جائے۔

بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ: (ص۱۸۸، س٦) جب آدمی کے دل میں ایسا خوف پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ ہر قسم کے گناہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے گناہوں سے روکنے میں خوف الٰہی بہت موثر چیز ہے۔

وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا: (ص۱۸۸، س۷) کہ موت تک اللہ تعالیٰ میرے کانوں اور آنکھوں کو صحیح سلامت رکھے اور ان کو اطاعت میں لگائے رکھے محدثین فرماتے ہیں کان اور آنکھ کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے کیا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی معرفت ان ہی دونوں اعضاء سے زیادہ ہوتی ہے۔

وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا: (ص۱۸۸، س۸) کہ دنیا کی فکر وتدبر میں اتنا زیادہ مشغولیت ہو جائے کہ آدمی آخرت کو ہی بھول جائے جو اس کا اصل مقصد ہے۔ (۱)

اَلْهَمّ: (ص۱۸۸، س۱۰) بمعنی غم۔ مراد ایسا دنیاوی غم ہے جس سے آدمی اپنی آخرت کو بھول جائے۔

وَالْكَسَلِ: (ص۱۸۸، س۱۰) بمعنی سستی۔ عبادات پر قادر ہونے کے باوجود عبادت میں دیر کرنا جن چیزوں میں دیر نہیں کرنی چاہئے اس میں دیر کرنا مراد ہے۔ (۲)

وَعَذَابِ الْقَبْرِ: (ص۱۸۸، س۱۰) قبر آخرت کے منازل میں سے سب سے پہلی منزل ہے اس میں کامیابی سے سارے منازل میں کامیابی ہو جاتی ہے اس لیے خصوصیت کے ساتھ عذاب قبر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

تخریج حدیث:

۳۶۳۸ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (۳٤۳/۵)، حديث (٦٧١٣) من أصحاب الكتب الستة وأخرجه الحاكم في المستدرك (٥٢٨/١)، وقال: صحيح على شرط البخاري، ووافقه الذهبي.

۳٦۳۹ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٥٧/٩)، حديث (١١٧٠٥) من أصحاب الكتب الستة، وذكره المتقي الهندي في ((الكنز)) (٢٠٣/٢)، حديث (٣٧٦٣)، وعزاه للترمذي عن أبي بكرة.

(۱) مرقاة: ٢٤٨/٥، ٢٤٩، مظاهر حق: ٦٣٥/٢ (۲) الفتوحات الربانيه: ٩١/٣

بَابُ

باب (ص۱۸۸، س۱۲)

۳٦٤٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ اِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَاِنْ كُنْتَ مَغْفُوْرًا لَكَ قَالَ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَاَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَبِيْهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ فِیْ اٰخِرِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ. (ص۱۸۸، س۱۲)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تم انہیں پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرما دیں اور اگر تمہیں بخش دیا ہو تو تمہارے درجات بلند کریں۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ......'' (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بلند اور عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلیم و کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے) علی بن خشرم کہتے ہیں کہ علی بن حسین بن واقد بھی اپنے والد سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔ اس میں آخر میں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' کے الفاظ زیادہ ہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو ابواسحٰق کی روایت سے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ ابواسحٰق، حارث سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔''

تشریح

غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ: (ص۱۸۸، س۱۳) صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

وَاِنْ کُنْتَ مَغْفُوْرًا لَکَ: (ص۱۸۸، س۱۳) اگر گناہ نہیں ہیں تو ان کلمات کے پڑھنے سے درجات کی بلندی ہو جائے گی۔

علماء فرماتے ہیں کہ ان کلمات کو اہتمام سے پڑھتے رہنا چاہئے وہ کلمات یہ ہیں۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ.''

تخریج حدیث:

٣٦٤٠ - تفرد به الترمذي انظر التحفة (٣٥٣/٧)، حديث (١٠٤٠) من أصحاب الكتب الستة وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (١٨٣/١٠)، وعزاه للطبراني من طريق زيد بن أرقم أن رسول الله ﷺ قال: يا علي ألا أعلمك كلمات ...... فذكره، وقال: وفيه حبيب بن حبيب أخو حمزة الزيات، وهو ضعيف.

بَابُ

باب (ص۱۸۸، س۱٦)

٣٦٤١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْیٰی نَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ نَا یُوْنُسُ بْنُ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِی النُّوْنِ اِذْ دَعَا وَهُوَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ مَرَّةً عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ وَقَدْ رَوٰی غَیْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ وَلَمْ یَذْكُرُوْا فِیْهِ عَنْ اَبِیْهِ وَرَوٰی بَعْضُهُمْ وَهُوَ اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ عَنْ یُوْنُسَ فَقَالُوْا عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ

عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَعْدٍ نَحْوَ رِوَایَةِ مُحَمَّدِ بْنِ یُوْسُفَ. (ص۱۸۸، س۱۶)

ترجمہ: ''حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذوالنون (حضرت یونس علیہ السلام) کی مچھلی کے پیٹ میں کی جانے والی دعا ایسی ہے کہ کوئی بھی مسلمان اسے کسی بھی معاملہ میں پڑھ کر دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول فرمائیں گے۔ وہ یہ ہے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ'' (یعنی تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیری ذات پاک ہے۔ میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں)۔ محمد بن یوسف بھی یہ حدیث ابراہیم بن محمد بن سعد کے واسطے سے سعد سے نقل کرتے ہیں اور کئی راوی یہ حدیث یونس بن ابواسحٰق سے وہ ابراہیم بن محمد بن سعد سے اور وہ سعد سے نقل کرتے ہیں۔ اس سند میں یہ نہیں کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ پھر ابواحمد زبیری اسے یونس سے وہ ابراہیم بن محمد بن سعد سے وہ اپنے والد سے اور وہ سعد سے محمد بن یوسف ہی کی حدیث کی مانند نقل کرتے ہیں''۔

تشریح

جب یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں محفوظ رکھنا ہے مچھلی کئی دنوں تک دریا میں پھرتی رہی اسی دوران حضرت یونس علیہ السلام یہ دعا پڑھتے رہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور پھر مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو نصیبین کے ساحل پر اپنے پیٹ سے نکال دے۔[1]

ایک روایت میں مزید یہ بھی آتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا کو بیان فرمایا۔ ''فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ كَانَتْ لِیُوْنُسَ خَاصَّةً اَمْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّةً؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا تَسْمَعُ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٨٨﴾﴾۔''[2] (اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے تھے۔)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی شخص بھی ان کلمات کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی سے اس کو نجات عطا فرمادیں گے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ: (ص۱۸۸، س۱۷) اے اللہ تعالیٰ آپ ہی انسانوں کی زندگی میں بھی حفاظت کرنے والے ہیں اور مچھلی کے پیٹ میں بھی جب کہ کوئی دوسرا اس حالت میں مدد کرنے پر قادر نہیں ہے۔[3]

تخریج حدیث:

۳۶٤۱ - أخرجه أحمد (۱۷۰/۱) عن إبراهيم بن محمد بن سعد عن أبيه عن سعد فذكره.

(۱) مظاہر حق: ۵۲۹/۲ (۲) سورت انبیاء: آیت ۸۸، ترغیب والترهیب: ۴۸۳/۲ (۳) فیض القدیر: ۵۲٦/۳

فقط

محمد حسین صدیقی

استاذ حدیث جامعہ بنوریہ